عہدِ نبویؐ کی شاعری
اس عہد کی شاعری کا مکمل جائزہ، تقریباً پانچ سو شعراء
کا تعارف، ہزاروں اشعار کا اردو ترجمہ
تالیف
ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی
ناشرین
مجلس صحافت ونشریات
جامعہ اسلامیہ۔ بھٹکل
علی ایجوکیشنل بک ہاؤس
نزد مدینہ ٹیمپو اسٹاپ۔ بھٹکل
www.besturdubooks.net

''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا، وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً''۔(حدیث)
بعض بیان میں جادو ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔
''اِنَّمَا الشِّعْرُ کَلَامٌ، فَحَسَنُہُ حَسَنٌ، وَقَبِیْحُہُ قَبِیْحٌ''(حدیث)
شعر تو کلام ہے، جو اس میں اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو اس میں برا ہے وہ برا ہے۔(صحیح مسلم)

عہدِ نبویؐ کی شاعری

(اس عہد کی شاعری کا مکمل جائزہ، تقریباً پانچ سو شعراء کا تعارف، ہزاروں اشعار کا اردو ترجمہ)

تالیف
ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی

ناشرین

علی ایجوکیشنل بک ہاؤس	مجلس صحافت ونشریات
نزد مدینہ ٹیمپو اسٹاپ۔بھٹکل	جامعہ اسلامیہ۔بھٹکل

نام کتاب : عہدِ نبوی کی شاعری

(تحریر کردہ مقالہ برائے ڈاکٹریٹ شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ)

تصنیف : ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکلی

کمپوزنگ : ندوی پرنٹرس بھٹکل

ایڈیشن : ربیع الثانی ۱۴۳۳ ہجری مطابق مارچ ۲۰۱۲ء

صفحات : ۵۸۴

قیمت : ۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے :

مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر: ۳۰، بھٹکل کرناٹک

معہد امام حسن البنا شہید۔ نزد مدینہ ٹیمپو اسٹاپ۔ پوسٹ بوکس نمبر: ۱۳۰ بھٹکل۔ کرناٹک

علی ایجوکیشنل بک ہاؤس، بھٹکل، کرناٹک۔ موبائل 09538579602

مکتبۃ الشباب العلمیۃ، ندوہ روڈ۔ لکھنؤ (یوپی)

ناشرین

مجلس تحقیقات ونشریات **علی ایجوکیشنل بک ہاؤس**

جامعہ اسلامیہ۔ بھٹکل نزد مدینہ ٹیمپو اسٹاپ۔ بھٹکل

پوسٹ بکس نمبر: 10 بھٹکل 581320 کرناٹک

ابتدائیہ

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی
(مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل و امام و خطیب جامع مسجد بھٹکل)

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد.

زیرِ نظر کتاب قدر دانِ علم وادب کے لیے بڑی دلچسپ اور معلوماتی ہے، اور اپنے موضوع پر جامع وحاوی ہے، عربی شعروسخن کا دائرہ بہت ہی وسیع وعریض ہے، جس کو مورخین نے کئی ادوار میں منقسم کیا ہے، لیکن اس تقسیم میں عہدِ نبوی کو الگ سے دور شمار نہیں کیا گیا ہے، بلکہ عہدِ قدیم کے ساتھ اس کو ضم کیا گیا ہے، اور مورخین نے عہدِ نبوی کی شاعری پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی ہے، کیوں کہ عہدِ نبوی کی شاعری کی خصوصیات وامتیازات پر توجہ ہی نہیں دی گئی ہے، جب کہ موجودہ ادبی بیداری میں بہت سے اسلامی ادباء وشعراء نے عہدِ نبوی کی شاعری پر خصوصی توجہ دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عہدِ نبوی کے دور کی اپنی الگ ہی خصوصیات ہیں جس کی وجہ سے اس کو مستقل دور شمار کیا جانا ممکن ہے، کیوں کہ اسلام کی آمد سے زندگی کے دیگر میدانوں کی طرح ادب کا میدان بھی بڑا متاثر ہوا اور اسلامی تعلیمات کے اثرات عربوں کی شاعری پر بھی بہت زیادہ پڑے، جس کے نتیجہ میں اسلامی تعلیمات سے میل نہ کھانے والے اصنافِ شاعری میں کمی آئی اور بعض نئے اصناف وجود میں آئے، جب کہ بعض اصنافِ شاعری میں تبدیلی بھی آئی۔

زیرِ نظر کتاب کا موضوع اسی عہد کی شاعری ہے، جس میں عہدِ نبوی کی شاعری کا مکمل جائزہ لینے اور احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں اس عہد کے شعراء کا

تعارف کرایا گیا ہے اور شعراء کے اشعار کا سلیقہ سے انتخاب کیا گیا ہے اور اشعار کے نمونوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

مولف کتاب جناب مولانا عبدالحمید اطہر صاحب رکن الدین ندوی جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے ایک ہونہار اور لائق وفاضل سپوت ہیں، مولانا موصوف کی اس سے قبل کئی تصنیفات اور عربی سے اردو میں ترجمہ کردہ کتابیں مختلف موضوعات پر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور مقبولِ خاص وعام ہو چکی ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

ہمیں نہایت مسرت ہورہی ہے کہ ان کی یہ نئی کتاب ایک بہترین ادبی فن پارہ کی صورت میں اردوداں طبقہ کے سامنے لائی جارہی ہے، جو یقیناً عربی ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے، مجھے قوی امید ہے کہ اربابِ علم وفن اس کتاب کو قیمتی ادبی اثاثہ سمجھ کر پذیرائی کریں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو قبول فرمائے اور عربی واسلامی علوم کی نشر واشاعت میں ترقی کا ذریعہ بنائے، اور یہ کتاب مفید سے مفید تر ثابت ہو۔

عبدالباری فکردے ندوی

۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۳ ہجری

مطابق ۲۱ فروری ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم
(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه وبارك وسلم، اما بعد!

حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو عرب قوم کے لوگ جن کے درمیان آپ پیدا ہوئے اور بڑھے، بدوی اور حضری دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے، بدوی لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اور حضری عربوں کی تعداد کم تھی، یہ حضری عرب بلادِ عرب کے چند شہروں میں آباد تھے، اور بدویوں کے مقابلے میں کچھ ترقی یافتہ تھے، لیکن پھر بھی اپنے اردگرد کے ترقی یافتہ لوگوں کے تمدن و ترقی سے بہت پیچھے تھے، اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ یہ سب امّی یعنی غیر تعلیم یافتہ تھے، عربوں کے شہروں میں مرکزی شہر مکہ تھا، جہاں خدا کی عبادت کا سب سے بڑا اور مرکزی گھر کعبہ تھا، اور قریش اس عبادت خانے کے مجاور اور منتظم تھے، ان ہی میں حضور اکرم ﷺ پیدا ہوئے، عربوں کے صرف چند شہروں کے علاوہ سب علاقے بدوی تھے، ان بدوی لوگوں کی زندگی حضری یعنی شہری آبادیوں جیسی سہولتوں سے خالی تھی، لیکن زبان و ادب کے لحاظ سے وہ اپنے شہری ہم وطنوں سے کم نہ تھے، بلکہ ان سے بڑھے ہوئے تھے، زبان کے معاملے میں وہ فصاحت کے ایسے پابند تھے کہ مکہ جیسے مرکزی شہر کے لوگ بھی اپنے رضاعی بچوں کو ان کے ماحول میں رکھنا پسند کرتے تھے، کیوں کہ بچے کو اپنی مادری زبان سننے اور سیکھنے کا آغاز اس رضاعی عمر سے شروع ہو جاتا ہے، اور اس کا زبان سے پہلا سابقہ زبان کا امتیازی اثر بن جاتا ہے، مکہ کے لوگ باوجود شہری ہونے کے اپنے بچوں کو اس غرض سے بھی دیہاتی مرضعات کے پاس ان کی ابتدائی مدت میں رکھتے تھے۔

یوں مجموعی اور تفصیلی طور پر زبان و ادب کا اصل اہتمام شہری زندگی میں ہوتا ہے، لیکن جب دیہات میں بھی ہونے لگے تو سمجھنا چاہیے کہ پوری آبادی فصیح اللسان بن جاتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام کے اثر سے جب متمدن ملکوں سے ربط و ضبط بڑھا، غیر عربوں سے عرب شہریوں کا اختلاط ہوا، عرب کی بعض تعبیرات میں عجمی اثرات آنے لگے، عرب اہلِ فصاحت جب کسی تعبیر کے سلسلے میں تردد میں پڑتے تو کہتے کہ دیکھوں کہ بازار میں کوئی دیہاتی سودا سلف لینے آیا ہو تو اس کو لے آؤں، اس سے پوچھ کر ہم اپنے تردد کو دور کر لیں، یہی وجہ تھی کہ عرب سب فصیح اللسان ہوتے تھے، اور جو شخص فصیح اللسان نہ ہوتا، اس کو عیب چینی کی نظر

سے دیکھتے تھے، اس کے ساتھ یہ بات بھی ہوئی کہ عرب چوں کہ کتابی اور تحریری زبان وادب سے عاری تھے، ان کا سب کام زبانی ہوتا تھا، اور جب وہ اثر ڈالنا یا اس بات کو مؤثر ڈھنگ سے کہنا چاہتے تو اس کے لیے آسان شکل شاعری ہوتی ہے، جس میں لکھنے پڑھنے کا عمل لازمی نہیں ہوتا، وہ عموماً زبانی طور پر زیادہ استعمال ہوتی ہے، اس لیے عربوں میں شاعری کا استعمال زیادہ ہوا، اور یہ اتنا زیادہ ہوا کہ صرف کند ذہن اور غبی شخص کے متعلق تو یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ وہ شاعری نہیں کرسکتا، کسی سمجھ دار اور عاقل کے لیے شاعری کوئی نا قابل عمل بات نہ تھی، اس لیے جس کا نام بھی تاریخ میں شہرت کے ساتھ ملتا ہے، اس کا شاعری میں بھی کچھ نہ کچھ حصہ مل جاتا ہے، چناں چہ اگر کم گو اور پُر گو دونوں قسموں کے شعراء کے ناموں کو جمع کیا جائے تو ایک محدود عہد میں بھی بے شمار ہیں، البتہ پُر گو شعراء جو اپنی شاعری کو اپنے مقاصد کا ذریعہ بناتے تھے، ان کی تعداد دوسروں سے کم تھی، لیکن ان کے یہاں شاعری امتیازی شان رکھتی تھی۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالی نے شاعری کرنے والا نہیں بنایا، لیکن شاعری کو سمجھنے اور اس کی تاثیر کو جاننے میں آپ کسی سے کم نہیں تھے، اور شاعری کے علاوہ عام زبان اور نثری ادب میں تو آپ سب سے زیادہ صلاحیت کے مالک تھے، اور افصح العرب مانے جاتے تھے، جس کا ثبوت آپ کے نثری کلام سے جو حدیث کے عنوان سے وسیع حد تک محفوظ کرلیا گیا ہے واضح طریقے سے ملتا ہے، آپ کا شاعری کا مستقل نہ کرنا قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے: ”وما علمناه الشعر وما ینبغی له“ اور آپ کے کلام کے آسمانی کلام یعنی قرآن مجید سے خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے بھی اللہ تعالی نے شعر گوئی کی طرف آپ کے میلان کو آپ کی طبیعت سے ہٹالیا تھا، لیکن شعر فہمی کی صلاحیت آپ میں بدرجۂ اتم تھی، اور آپ نے فرمائش کرکے اشعار بھی سنے ہیں، اور خیر کے مقصد اور انسانی ضرورت کے ماتحت شعر کہنے والوں کی ہمت افزائی بھی کی، جیسا کہ حضرت حسان کو اسلامی سربلندی کے اظہار وتقویت کے لیے شعر کہنے پر ہمت افزائی فرماتے۔

بہر حال اس قدیم عہد میں عربوں کی شاعری کی جو تابناکی ہے، وہ عربی زبان وادب کے لیے ایک رہنما اور مصلح کی حیثیت رکھتی ہے، بہر حال عربوں کے مزاج میں شعر گوئی کی صفت کا ہونا ایک عام بات تھی، ان کے شعراء کی تعداد دیکھی جائے تو بہت ملے گی، جو مشہور وغیر مشہور دونوں طرح کے ہیں، یہ اور ان کے کلام کے نمونے سامنے لانے سے ان کی پوری شاعری کا جائزہ بھی سامنے آجاتا ہے، اور شاعری چوں کہ شاعر کے احساسات کا آئینہ ہوتی ہے اور یہ احساسات زندگی کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں اور قوم کی ثقافت کی بھی غمازی کرتے ہیں، اس لیے شاعری کے آئینہ میں سب نظر آجاتے ہیں، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد تو عربوں کا زریں عہد تھا، اور مسلمانوں کے لیے رہنما زمانہ تھا، اس زمانے کے مختلف طبقات میں شعراء کا بھی طبقہ تھا، اس طبقہ کا اگر وسیع جائزہ پیش کیا جائے تو اس عہد کی زندگی کی ترجمانی بھی اس میں نظر آئے گی۔

مولوی عبد الحمید اطہر بھٹکلی ندوی نے بہت اچھا کیا۔ کہ اس موضوع کو اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کا عنوان بنایا اور قابل تعریف محنت کے ساتھ ضخیم مقالہ تیار کرلیا۔

اس میں عہدِ نبوی کے مشہور شعراء میں تین شعراء کے تذکرے کے ساتھ جنھوں نے حضور ﷺ اور اسلام کی نصرت پر اپنی شاعری لگائی، پُرگو شعراء میں (۳۰) شاعر، اور کم گو/غیر مشہور شعراء میں ۲۷۳ شعراء کا تذکرہ کیا ہے، اور ان سب شعراء کے کلام کی مثالیں بھی پیش کی ہیں، اس طرح انھوں نے شعر و شعراء کے وسیع ماخذ کو کھنگالا اور ان میں سے یہ نام اور کلام حاصل کیے ہیں، یہ ایک بہت قابلِ قدر کوشش ہے، جس کے لیے وہ دادِ تحسین کے پوری طرح مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

ان کے مقالے کے نگران مولانا ڈاکٹر شمس تبریز خان کی سرپرستی اور رہنمائی بھی قابلِ تحسین ہے کہ انھوں نے ایسے وسیع اور بڑے کام کی رہنمائی کی، یہ ان کے علم و فضل کی وسعت و بلندی کی بھی دلیل ہے۔

سید محمد رابع حسنی ندوی

تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الاعظمی الندوی دامت برکاتہم
(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، وایڈیٹر البعث الاسلامی لکھنؤ)

جزیرہ نمائے عرب میں ظہورِ اسلام سے قبل شعر وشاعری کا بڑا ذوق اور اس کا عروج تھا، اس عہد کو ''عہدِ جاہلی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور عربی ادب کی تاریخ میں عہدِ جاہلی کی شاعری کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، بلکہ اس کو رزم وبزم کا ایک طاقت ور ہتھیار تصور کیا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے عربوں کو فصاحت وبلاغت اور شعر وشاعری کا سلیقہ نہایت فیاضی کے ساتھ عطا فرمایا تھا، اور انھوں نے علم وثقافت سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے اپنی تمام تر توجہ شعر وشاعری پر مرکوز کر رکھی تھی، اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے مزاج میں فخر ومباہات اور اپنی عظمت کو تسلیم کرانے کا جذبہ پوری قوت کے ساتھ موجزن تھا، اس کے لیے ان کو شاعرانہ کلام کی ضرورت کو زندگی کا ایک جزء لاینفک قرار دینا پڑا، اور قبائلی نظام میں شاعری کو اس لیے مقبولیت حاصل ہوئی کہ ہر قبیلہ کا شاعر اپنے قبیلہ کا دفاع کرنا، اس کی عظمت کو بڑھانا اور اس کی امتیازی خصوصیتوں کو دوسرے قبائل کے مقابل میں پیش کرنا ایک ناگزیر قومی فریضہ تصور کرتا تھا، اور اس کو بہتر طریقہ سے انجام دینے کے لیے فصاحت وبلاغت کا عنصر زیادہ طاقت ور اور موثر ہونا ضروری تھا، اور یہ ان کی ایک خداداد صلاحیت تھی، اس کا تعلق کسی ادبی مدرسہ یا شاعری کے کسی اسکول سے نہیں تھا، لیکن ہر شاعر اس بات کی پوری کوشش کرتا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کی خوبیوں کو نہایت فصیح وبلیغ شاعری کے اسلوب میں اس طرح پیش کرے کہ مخاطب کو یقین ہو جائے کہ دوسرے قبائل ان خوبیوں سے محروم ہیں، اس دور کے شعراء نے اپنی زبان اور بلاغت کلامی کا تذکرہ اپنے قصیدوں میں کیا ہے، جو شاعری کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہوئے فصاحت وبلاغت کا اعلیٰ نمونہ شمار کیے جاتے ہیں، اگر صرف معلقات کے شعراء کو دیکھا جائے تو بلاغت کی چوٹیوں پر پہنچے ہوئے نظر آئیں گے، امرئ القیس اپنی اخلاقی کمزوریوں کے باوجود عربی زبان میں اپنی مہارت اور شعر گوئی میں اپنی انفرادیت کا لوہا بڑے بڑے ناقدوں سے منوا چکا ہے، اور اس کا کلام ہر اعتبار سے صف اول کا کلام شمار کیا جاتا ہے، نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:

أفاطم مهلا بعض هذ التدلل وإن كنت قد أزمعت صرما فأجملي

أغرك مني أن حبك قاتلي وأنك مهما تأمري القلب يفعل
وإن تك قد ساءتك مني خليقة فسلي ثيابي من ثيابك تنسل
وما ذرفت عيناك إلا لتضربي بسهميك في أعشار قلب مقتل

اور تاریک رات کی تشبیہ میں بلاغت کا یہ اسلوب کس قدر خوبصورت اور ہر اعتبار سے جامع ہے:

وليل كموج البحر أرخى سدوله علي بأنواع الهموم ليبتلي
فقلت له لما تمطى بصلبه وأردف أعجازا وناء بكلكل
ألا أيها الليل الطويل ألا انجلي بصبح وما الإصباح منك بأمثل
فيالك من ليل كأن نجومه بأمراس كتان إلى صم جندل

اور طرفہ بن العبد نے جنگ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بلیغ انداز میں ان اشعار کو والیہ (معلقہ) میں شامل کر کے اس کے ادبی مرتبہ کو دو بالا کیا ہے:

وما الحرب إلا ما علمتم وذقتم وما هو عنها بالحديث المرجم
متى تبعثوها تبعثوها ذميمة وتضرى إذا ضريتموها فتضرم
فتعرككم عرك الرحى بثفالها وتلقح كشافا ثم تنتج فتتئم
فتنتج لكم غلمان أشأم كلهم كأحمر عاد ثم ترضع فتفطم
فتغلل لكم ما لا تغل لأهلها قرى بالعراق من قفيز ودرهم

اور شاعرِ رسول ﷺ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے زبان و بیان اور جود و سخاوت کی تعریف میں فخریہ اسلوب کے ساتھ جو کہا ہے، اس موقع پر قابلِ ذکر معلوم ہوتا ہے، اور یہ اشعار اپنے معاصر شاعر قیس بن خطیم کے قصیدہ کی رد میں پیش کیا ہے:

لساني وسيفي صارمان كلاهما ويبلغ ما لا يبلغ السيف، مذودي
وإن أك ذا مال كثير أجد به وإن يهتصر عودي على الجهد يحمد
فلا المال ينسيني حيائي وعفتي ولا واقعات الدهر يفللن مبردي
وإني لمعط ما وجدت وقائل لموقد ناري ليلة الريح أوقد
وإني لقائل لذي البث مرحبا وأهلا، إذا ما جاء من غير مرصد
وإني لحلو تعتريني مرارة وإني لتراك لما لم أعود

حسان بن ثابت کے معاصر شاعر اوس بن خطیم تھے، دونوں میں سخت چشمک اور منافست قائم تھی، لیکن قیس بن خطیم اوسی کا ذکر اس کتاب میں نہ آنا تعجب خیز ہے، اسی طرح مکہ کے پانچ شعراء جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے اور انتہائی عداوت و دشمنی کا مظاہرہ کرتے تھے، ان کا منھ توڑ جواب حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے قصیدوں کے ذریعہ دیتے تھے، قریش کے ان شعراء میں جنھوں نے سخت عداوت اور دشمنی کا مظاہرہ کیا عبداللہ بن زبعری، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عمرو بن العاص، ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب ہیں، اگر چہ بعد میں یہ حضرات مشرف بہ اسلام ہو کر اپنی شاعری کو دعوتِ اسلامی کی خدمت

اور حضورِ اکرم ﷺ کی مدح وثنا میں صرف کرتے تھے، سوائے ہبیرہ بن ابی وہب کے، کہ حالتِ کفر میں ان کا انتقال ہوگیا، اور وہ مشرف بہ اسلام نہ ہوسکے۔

اسی طرح عہدِ نبوی کے چند اور شاعر ایسے ہیں، جو اسلام کی نعمت سے محروم رہے، اس کتاب کے مولف نے اخیر میں ایسے چند شاعروں کا ذکر کیا ہے۔

مصنف نے پی ایچ ڈی کے اپنے اس رسالہ میں عہدِ نبوی کے سبھی شاعروں کا ذکر کیا ہے، ان کی کل تعداد ۴۳۶ ہے، ان میں ۳۰ شعراء ایسے ہیں جو بکثرت شعر گوئی میں معروف تھے، بقیہ ۳۷۲ کم گو شعراء شمار ہوتے ہیں، ۲۰ شاعرات کا تذکرہ بھی ہے، اور جو دولت اسلام سے محروم رہ گئے، ان کی تعداد ۱۱ ہے، اور تین شاعر حسان بن ثابت، کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ بڑے خوش نصیب تھے کہ ان کو حضورِ اکرم ﷺ کے خاص شعراء میں شمار کیا گیا۔

اس کتاب کے مؤلف فاضل عزیز مولانا عبدالحمید اطہر ندوی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ یہ تاریخ مرتب کی ہے، اور عہدِ نبوی کے شعراء کی اتنی بڑی تعداد جمع کردی ہے، ان تمام شاعروں کا کلام عربی زبان میں ہے، اس لیے اردو داں طبقہ کے لیے حالاتِ زندگی مختصر یا مفصل تاریخ کی روشنی میں ذکر کرنے کے ساتھ ان کے عربی اشعار کا اردو میں سلیس ترجمہ کردیا ہے، اور تاریخ کے معتبر حوالوں سے مزین کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور مضامین کے اعتبار سے بڑی ندرت کی حامل ہے، اور ادبِ اسلام کے کتب خانہ کو زینت بخشنے کے قابل ہے کہ اس موقع پر راقم الحروف کو اپنی ایک کتاب جو رسول اللہ ﷺ کے خاص اور قریبی شاعروں کے کلام اور حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے اور "شعراء الرسول فی ضوء الواقع والقریض" کے نام سے معروف ہے، ذکر کرنا میرے لیے باعثِ سعادت ہے۔

میں مصنف کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں، اور ایک نئے موضوع پر اپنے تاریخی مطالعہ کا نچوڑ پیش کردیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ عالی سے اپنے سچے تعلق کا اظہار کیا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس پیش کش کو شرفِ قبولیت سے نوازیں اور امتِ مسلمہ اور ادبی حلقوں کے لیے نفعِ عام کا ذریعہ بنائیں۔

راقم الحروف
سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۴۲۹/۱/۲۷ھ
۲۰۰۸/۲/۶ء

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه وبارک وسلم، اما بعد!

شاعری کے تعلق سے عام تصور یہ ہے کہ اسلام نے شاعری سے منع کیا ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے، اس پر تعجب ہوتا ہے کہ ایک فطری چیز اور جذبات کی عکاسی کے طبعی طریقے کے ساتھ اسلام کا یہ معاملہ ہے!!؟ جب کہ اسلام فطری اور طبعی طریقۂ زندگی ہے، اس میں کسی بھی فطری چیز سے قطع تعلقی کا حکم تو درکنار!!! اس کا تصور بھی بے جا ہے، اسی طرح اسلام نے تفریحِ طبع سے منع نہیں فرمایا ہے اور آپ ﷺ سے بہت سے موقعوں پر تفریح کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے، لیکن اسلام میں ممانعت ہے تو لہو ولعب سے، تفریح اور لعب ولہب میں زمین آسمان کا فرق ہے، لہو ولعب سے آدمی غافل ہو جاتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بھی لاپرواہی برتنے لگتا ہے، لیکن تفریح، ذہنی سکون فراہم کرتی ہے اور آدمی کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے چست کر دیتی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جب علوم کی تعلیم سے تھک جاتے تو اپنے شاگردوں سے کہتے: ''هاتوا ديوان العرب'' عربوں کے اشعار سناؤ۔

شعر بھی تفریح ہے، اور اس کے ساتھ شعر حکمت کا خزانہ ہے، جس کی طرف حضور اکرم ﷺ نے بھی اشارہ کیا ہے: ''ان من الشعر لحكمة''، خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح صحیح بات قابلِ تعریف اور قابلِ اعتنا ہوتی ہے، اسی طرح صحیح شعر بھی قابل تعریف اور قابل اعتنا ہوتا ہے، اور حضور اکرم ﷺ نے اس طرح کے اشعار کی کھل کر تعریف کی ہے اور اپنی طرف سے عطیات اور ہدایا سے بھی نوازا ہے، لیکن جو شعر فحاشی اور دوسروں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے وہ مردود اور مذموم اسی طرح ہے جس طرح فحش گوئی اسلام کی نظر میں مذموم ہے، شاعری سے متعلق اسلام کا یہی تصور ہے، نہ کہ اسلام نے شاعری سے مطلق منع کیا ہے اور اس کو مذموم چیز اور شجرۂ ممنوعہ قرار دیا ہے، شعر سے متعلق اسلام کے اس صحیح نظریے کو اس تحقیق اور بحث میں پیش کیا گیا ہے، اور اسلام کے نظریے کو دلائل اور براہین سے ثابت کیا گیا ہے۔

جب میں نے کام شروع کیا تو مجھے امید ہی نہیں تھی کہ اس موضوع پر اتنا مواد ملے گا کہ میں دنگ رہ جاؤں!!! زیادہ تر مواد ادب عربی کی کتابوں کے بجائے فنِ رجال کی کتابوں مثلاً الاصابة في

تمییز الصحابة، أسد الغابة، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، تهذیب التهذیب، الأعلام، وفیات الأعیان، فوات الوفیات اور سیر أعلام النبلاء وغیرہ میں ملا، اسی طرح سیرت کی قدیم کتابوں مثلاً سیرت ابن ہشام، مغازی ابن اسحاق، مغازی واقدی وغیرہ میں، الحمدللہ اس مقالہ میں سیر حاصل مواد جمع ہوگیا ہے اور ایک بالکل نئی اور تحقیقی چیز سامنے آئی ہے، اللہ سے دعا ہے کہ اس کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

اس بحث وتحقیق کو سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، اور اس سے پہلے تمہید میں مندرجہ ذیل عناوین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ادب عربی کے تاریخی ادوار۔ ادب کیا ہے؟۔ اسلامی ادب۔ اسلامی شعر سے کیا مراد ہے؟۔ ادب کی قسمیں اور شعر کی تعریف۔ شاعر سے عربوں کا تعلق۔ دور جاہلی کے اصنافِ شاعری۔

پہلے باب کا عنوان ہے: ''شعر جاہلی کی خصوصیات اور عہدِ نبوی کی شاعری کے ساتھ موازنہ'' اس میں شعر جاہلی کی خصوصیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تاکہ عہدِ نبوی کی شاعری کے ساتھ مکمل موازنہ ہو، اور بھرپور تجزیہ کیا گیا ہے کہ کون اصنافِ شاعری عہد نبوی میں اسلامی تعلیمات اور قرآن وحدیث سے متاثر ہوئے، اور کون سے اصناف نئے وجود میں آئے، اور کون سے اصناف میں کمزوری آئی اور کون سے اصناف میں قوت پیدا ہوئی۔

اس باب کی دوسری فصل میں ''شاعری اسلام کی نظر میں'' پر مفصل اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے، قرآن کریم کے شعر سے متعلق نظریے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر سے تعلق کو اجاگر کیا گیا ہے، اور ۲۶ دلیلیں ایسی دی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فطری چیز پر اسلام نے پوری توجہ دی ہے، یہ صرف بعض دلیلیں ہیں، شعراء کے تذکرے میں اس کی سینکڑوں دلیلیں اور مثالیں ملیں گی۔

پہلے باب کی تیسری فصل میں ''شعر گوئی پر اسلام کے اثرات'' کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، اور جاہلی قدروں میں اسلام کے اثرات کی وجہ سے آنے والی تبدیلیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں عہد نبوی کے اصنافِ شاعری کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تاکہ اس سے پہلے والے باب میں پیش کردہ نظریے کی مکمل وضاحت ہو اور نظریہ صرف نظریہ کی حد تک نہ رہے، بلکہ اس کی عملی شکل بھی سامنے آجائے۔

تیسرا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص شعراء پر مشتمل ہے، جس میں حضرت حسان ابن ثابت، حضرت کعب ابن مالک اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی شاعری پر قدرے تفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوتھا باب پُرگو یا مشہور شعرائے عہدِ نبوی کو موضوع بنایا گیا ہے، ان کی تعداد ۳۰ ہے، پانچویں باب میں کم گو یا غیر مشہور شعرائے عہدِ نبوی کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے، یہ باب سب سے

زیادہ طویل ہے، کیوں کہ اس میں عہدِ نبوی کے ۲۷۳شعراء کا تذکرہ ہے، اس طرح یہ تحقیق عہدِ نبوی کی شاعری کی معجم بن گئی ہے۔

چھٹا باب شاعرات عہدِ نبوی کے ساتھ خاص ہے، ان تین ابواب میں ابجدی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

آخری باب میں غیر مسلم شعرائے عہدِ نبوی کو پیش کیا گیا ہے، جو دولتِ اسلام سے محروم رہے، ان آخری ابواب میں ہر شاعر کے تذکرے کے اخیر میں مراجع دیے گئے ہیں، جن سے اس شاعر کے حالات اخذ کیے گئے ہیں۔

اس کتاب میں ہزاروں عربی اشعار کو پیش کیا گیا ہے، صرف اشعار پیش کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا ہے، جس طرح عام طور پر ادب عربی کے موضوع پر لکھنے والے مصنفین عربی اشعار بطور مثال تحریر کرتے ہیں، بلکہ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر شعر پر اعراب دیا گیا ہے، تاکہ عربی نہ جاننے والا بھی اعراب کی مدد سے صحیح اشعار پڑھ سکے اور ذوق رکھنے والے برزبان یاد کرلیں، اسی طرح ہر شعر کا رواں ترجمہ بھی کیا گیا ہے، اشعار کے ترجمے میں خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ دی گئی ہے کہ ترجمہ عام فہم ہو۔

میں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا بے انتہا ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے اس تحقیق کے لیے اپنا گراں قدر مقدمہ تحریر فرمایا، اور اس کوشش کو سراہا، اسی طرح میں حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الاعظمی ندوی مدظلہ العالی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء وایڈیٹر ''البعث الاسلامی'' کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے باوجود اس مقالے کے لیے وقت نکال کر تقریظ لکھی، جن کو اس موضوع سے خاص تعلق ہے اور آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص شعراء پر مشتمل مشہور زمانہ کتاب ''**شعراء الرسول فی ضوء القریض والواقع**'' تحریر کی ہے، جس کے کئی ایڈیشن ہند اور بیرونِ ہند سے شائع ہو چکے ہیں، اللہ ان دونوں بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں اپنے دو اساتذہ مولانا محمد عمیس صاحب ندوی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وسابق استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل) اور مولانا عنایت اللہ صاحب ندوی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وسابق استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل) جن کا شاگرد ہونے کا بھی مجھے شرف حاصل ہے کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ اس کتاب پر نظر ثانی کی۔ اسی طرح میں اپنے دوست اور میرے علمی کاموں میں مدد ومعاون مولانا فیصل احمد صاحب آرمار ندوی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کا بھی ممنون ہوں کہ اس کتاب کا زیادہ کام دار العلوم میں ان کے کمرہ پر ہی پورا ہوا اور اس دوران انہوں نے بہت سے مفید مشورے بھی دیے، اور ان

ہی کوششوں سے اس کتاب پر حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم کا مقدمہ بھی حاصل ہوا۔ جس سے اس کتاب کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔

میں ڈاکٹر شمس تبریز خان صاحب کی توجہات اور عنایتوں کا بہت ہی مشکور اور ممنون ہوں، اسی طرح شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی کے ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ ڈاکٹر شبیر صاحب ندوی کے تعاون کا بھی بے حد شکر گزار ہوں۔

میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے پچاس سالہ تعلیمی کنونشن کے کنوینر میرے استاذ مولانا محمد الیاس صاحب ندوی مدظلہ کا بھی نہایت مشکور ہوں کہ ان کی توجہ کی وجہ سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے اور جامعہ سے شائع ہورہی ہے، اللہ ان کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ سیرتِ نبوی کے ایک پہلو پر مشتمل اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور اس کی ترتیب وتالیف اور اشاعت میں کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندوی
(رکن مجلس شوری جامعہ اسلامیہ۔ بھٹکل)

تمہید

ادب عربی کے تاریخی ادوار

ادب کیا ہے؟

اسلامی ادب

اسلامی شعر سے کیا مراد ہے؟

ادب کی قسمیں اور شعر کی تعریف

شاعری سے عربوں کا تعلق

جاہلی دور کے اصناف سخن

تمہید

ادب عربی کے تاریخی ادوار

تاریخ ادبِ عربی تین ادوار میں منقسم ہے:

ا۔قدیم ادب: ابتدا سے خلافت بنو امیہ کے زوال تک۔

۲۔ادب محدث: خلافتِ بنو امیہ کے زوال اور خلافتِ عباسیہ کے قیام سے انیسویں صدی عیسوی تک۔

۳۔ادب حدیث: انیسویں صدی عیسوی سے اب تک۔

ایک تقسیم تو یہ ہے، لیکن ادب عربی کے متاخر مؤرخین اور ادباء نے ان تین ادوار کو آٹھ مرحلوں میں تقسیم کیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔عہدِ جاہلی: اسلام سے پہلے (یہ دور تقریباً دو صدیوں پر محیط ہے)

۲۔عہدِ اسلامی: ظہورِ اسلام سے خلفاے راشدین کی خلافت کے اختتام تک، جس کو دورِ مخضرمین بھی کہا جاتا ہے (یہ دور تقریباً پچاس سالوں پر محیط ہے۔ ۴۰ھ مطابق ۶۶۰ء)

۳۔عہدِ بنو امیہ

۴۔عہدِ عباسی

۵۔عہدِ اندلسی (متاخر دور)

۶۔عہدِ مغولی

۷۔عہدِ عثمانی

۸۔عصرِ حدیث۔(ادب عربی کی بیداری کا دور (۱۸۰۰۔۱۸۷۵ء)

صدرِ اسلام کے مرحلے کی تعیین

صدرِ اسلام کے مرحلہ کی ابتدا رسول مصطفیٰ ﷺ کی بعثت یعنی ۶۱۰ء مطابق ۱۳ سال قبلِ ہجرت

سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت یعنی ۴۰ھ مطابق ۶۶۱ء پر ہوتی ہے۔

اس مرحلہ کی مدت صرف نصف صدی ہے، جس کی حیثیت دوسرے مراحل کے مقابلے میں پہاڑ کے سامنے رائی کی مانند ہے، کیوں کہ عربی ادب کے ادوار بہت طویل ہیں، دورِ جاہلی دو صدیوں پر محیط ہے، اموی دور ایک صدی اور عباسی دور کئی صدیوں پر محیط ہے۔

صدرِ اسلام پر مؤرخین اور ناقدین کی کم توجہ

صدر اسلام کی مدت کم رہنے کی وجہ سے اس دور پر قدیم مورخین اور نقاد نے کم توجہ دی ہے اور ناقدین میں اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اس کو مستقل دور شمار کیا جائے یا عصرِ اسلامی یعنی دورِ خلافت بنی امیہ میں اس کو شامل کیا جائے۔

دوسرے نظریے کے حامل افراد کا کہنا ہے کہ یہ مدت بہت ہی کم ہے، اس میں کسی طرح کی تبدیلی کی توقع نہیں رہتی، اسلوب، الفاظ کے استعمال اور معانی کی تعبیر میں جدت پیدا ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے، اسی لیے اس مدت میں مستقل فنی خصوصیات وجود میں نہیں آسکتیں، یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اس عہد کے بڑے شعراء عہدِ جاہلی کے ہی ہیں، جاہلیت میں ہی ان کا ادب اور شعور پختہ ہوا۔

لیکن یہ نظریہ صحیح نہیں ہے، اگلے ابواب سے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اس دور کی اپنی ادبی وفنی خصوصیات پائی جاتی ہیں، اسلام کی آمد کی وجہ سے پورے عرب میں ایک انقلاب رونما ہوا تھا، جس کے اثرات شاعری پر پڑنے بھی ضروری تھے اور اس کے اثرات بہت بڑی حد تک شاعری پر بھی پڑے، جس کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ صفحات میں معلوم ہو جائیں گی، دوسری بات یہ کہ اس عہد کے ممتاز ادباء اور شعراء بھی پائے جاتے ہیں، جو اپنے سے پہلے اور بعد والے ادباء وشعراء سے بہت سی خصوصیات میں امتیاز رکھتے ہیں۔

دوسرے نظریے والے یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ جاہلی دور کے مقابلے میں صدر اسلام میں شعر بہت کم کہا گیا ہے، حالاں کہ انھوں نے موازنہ صحیح نہیں کیا ہے، کیوں کہ صدر اسلام کی مجموعی مدت صرف نصف صدی ہے اور جاہلی دور کی کم از کم مدت دو صدی ہے، اگر فیصد نکالا جائے تو صدر اسلام کے اشعار بہت زیادہ ہوں گے۔

ادب کیا ہے؟

جو شخص اپنے احساسات کو بہترین قالب میں ڈھالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، عبارت عمدہ، مربوط اور اس کے احساسات کی عکاس اور الفاظ سہل و آسان، پڑھنے والے کی سمجھ میں آنے والی ہوتی ہے، اور پیرایۂ بیان خوبصورت ہوتا ہے، اور اس عبارت میں دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، تو اِس عبارت کے تیار کرنے والے کو ادیب کہا جاتا ہے، اور اس کی کاوش کو نثری ادب کا نمونہ کہا جاتا ہے، ان ہی احساسات و جذبات کو کوئی قافیہ و وزن کا لحاظ کرتے ہوئے بیان کرتا ہے تو وہ شاعر کہلاتا ہے، اور اس کے اشعار کو شعری ادب کہا جاتا ہے، یہیں سے ادب کی دو قسمیں نثر اور شعر ہو جاتی ہیں۔

ادیب اپنے احساسات و جذبات، افکار و خیالات اور نظریات و رجحانات اور اپنے عقائد کو صفحۂ قرطاس پر ثبت کر دیتا ہے، عبارت لکھنے والے کی عکاس ہوتی ہے، اس کے لیے ادیب اور شاعر اپنا خون جگر صرف کرتا ہے، جتنی زیادہ محنت اور توجہ رہے گی، ادب اتنا ہی زیادہ بلند اور اعلیٰ ہوگا، جس ادیب پر جس طرح کا احساس و شعور غالب ہوتا ہے، وہی احساس عبارت اور مضمون سے نمایاں طور پر معلوم ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے اشعار شاعر کے احساسات و جذبات کے ترجمان ہوتے ہیں، اور لکھنے والا پڑھنے والے کی روح میں اتر جاتا ہے، اور قلب و دماغ پر چھا جاتا ہے، اور اس کے افکار سے مطمئن ہو جاتا ہے، جس ادب میں معانی جتنے بلند ہوں گے اور الفاظ جتنے سہل و آسان ہوں گے، اور پیرایۂ بیان جتنا خوبصورت ہوگا، جذبات جتنے پختہ ہوں گے، اسی لحاظ سے اس ادب کی بلندی اور رفعت میں اضافہ ہوگا، اس بلندی اور معیار کو جانچنے کا فن تنقید کہلاتا ہے۔

لفظِ ادب اور شعر کی لغوی تحقیق

ادب و شعر دونوں عربی الفاظ ہیں، شعر کے معنی احساس و شعور کے ہیں اور ادب کے اصل معنی دعوت کے ہیں، لفظ ادب کا استعمال عام ہوتا گیا اور مجازاً لفظ ادب شعر اور نثر کے لیے استعمال ہونے لگا، کیوں کہ لوگ جس طرح دعوتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسی طرح ادب کی طرف بھی متوجہ ہو جاتے ہیں، اور ذوق سلیم اس کو پسند کرتا ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم ادب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ادب عقل وحکمت، شعور ووجدان، اور ایک فن ہے، جس کی طرف لوگ متوجہ ہوتے ہیں، اور اس کا سننا اور پڑھنا لوگوں کو اچھا لگتا ہے.........ادب عقل انسانی کی کاوشوں میں سے ہے، اور کلام کے فنون میں سے ایک فن ہے، یہ کلام شعراء، خطباء اور مصنفین وادباء وغیرہ سے منقول ہوتا ہے، اس میں دقیق خیالات اور بلند معانی پائے جاتے ہیں، اس سے نفوس میں آراستگی پیدا ہوتی ہے، اور احساس وشعور میں بالیدگی آتی ہے، اور زبان مہذب ہوتی ہے''

(الأدب العربی بین عرض ونقد ص)

''تاریخ الأدب العربی'' کے مولف عمر فروخ نے لفظ ادب کی وضاحت اس طرح کی ہے:

''لفظ ادب کے متعدد معانی ہیں، ایک معنی لوگوں کو کھانے پر بلانا اور دعوت دینا ہے، دوسرا معنی نفس کو مہذب بنانا اور تعلیم وتربیت دینا ہے، ادب کا ایک معنی عام مجلسوں میں گفتگو کرنا بھی ہے، ایک معنی حسن سلوک کے بھی ہیں، حکیمانہ کلام کو بھی ادب کہا جاتا ہے، جس میں کوئی حکمت پوشیدہ رہتی ہے یا بہترین نصیحت پائی جاتی ہے، یا صحیح بات بیان کی جاتی ہے، لیکن یہاں ادب کا معنی مقصود دوسرا ہے، اس کا اطلاق بہترین مجموعۂ کلام کے لیے ہوتا ہے، چاہے وہ نثر میں ہو یا شعر میں، اس اعتبار سے ادیب وہ ہے جس میں ادب کا ذوق پایا جاتا ہو، اور اس میں ادبی تخلیق کی صلاحیت موجود ہو''۔

(تاریخ الأدب العربی۔از: عمر فروخ جلد ا ص ۴۲)

ادب ایک صلاحیت اور استعداد ہے، جس میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے، وہ ادیب کہلاتا ہے، اور اس کے ذہن ودماغ اور قلم سے ادبی کاوشیں ظاہر ہوتی ہیں، یہ صلاحیت یا تو وہبی ہوتی ہے یا کثرتِ مطالعہ اور تمرین ومشق کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

صرف بہترین ادب ہی ادب ہے، اس کے سوا ادب نہیں ہے، اس اعتبار سے ادب وہ کلام یا اختراعی معنی ہے، جس کے لیے صحیح لفظ، پختہ تعبیر، بلند اسلوب، اور وسیع خیال استعمال کیا جائے، روزمرہ کی گفتگو کو ادب نہیں کہا جائے گا، اسی طرح تجارتی اور برادرانہ خطوط بھی ادب نہیں کہلائیں گے، بلکہ ان میں سے صرف اتنی ہی مقدار ادب میں شمار ہوگی، جس میں ادب کے شرائط پائے جائیں۔

اسلامی ادب

ادب کے ضمن میں اسلامی ادب کا بھی تذکرہ آتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اسلامی ادب کیا ہے؟

اسلامی ادب سے متعلق غلط فہمی

بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ اسلامی ادب سے مراد دینی موضوعات اور مواعظ وغیرہ ہیں، جن کا حقیقی ادب سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں ہوتا، اس میں ادب کے عناصر نہیں پائے جاتے، ادب کے شرائط مکمل طور پر نہیں ہوتے، بس یہ ایک اعتقادی ادب ہوتا ہے، اس ادب کا کوئی معیار نہیں ہوتا، اپنے آپ کو موڈرن کہنے والے ادباء ادب اسلامی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بھی کوئی ادب ہے؟ یہ صرف دینی موضوعات پر مشتمل ہوگا، اس میں وعظ ونصیحت ہوگی، کوئی عمدہ خیال اور بلند فکر نہیں ہوگی، عبارت بھی سادہ ہوگی، اس میں کوئی متانت اور پختگی نہیں ہوگی، کوئی ادبی روح نہیں ہوگی، پیرایۂ بیان بھی خوب صورت نہیں ہوگا، اور ادب کے جو آداب ہیں وہ آداب بھی نہیں ہوں گے۔

اسلام میں ادب کی اہمیت

اسلام میں ادب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ عرب اپنے آپ کو سب سے زیادہ فصیح اور بلیغ کہا کرتے تھے، اللہ تعالی نے قرآن مجید کے نزول کے ذریعے ان کی فصاحت اور بلاغت کو چیلنج کیا کہ قرآن کی طرح ایک آیت ہی بنا کر پیش کرو، جو فصاحت وبلاغت میں اس کے مماثل ہو، عربوں نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا، کیوں کہ قرآن سے زیادہ بلیغ اور فصیح کلام ان کے بس سے باہر تھا، بلکہ اس کا مثل لانا بھی ان کے لیے ناممکن تھا، قرآن ادب عربی کا سب سے بہترین نمونہ ہے، اور سب سے اعلی مثال ہے، یہ فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے۔

عبداللہ بن مقفع عربی زبان کے مشہور ادیب ہیں، انھوں نے قرآن کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اس کے مثل لکھنے کی کوشش کی تھی، کئی دنوں تک ایک ہی کمرے میں بیٹھے رہے، آخر تنگ آکر انھوں نے اپنا قلم توڑ دیا اور کہا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا، قرآن کے علاوہ احادیث نبویہ بھی عربی ادب کے شاہکار نمونے ہیں، قرآن کریم کی ادبیت پر مستقل کتابیں لکھی جاچکی ہیں، نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ''کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِم'' ''یعنی لوگوں کی عقلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے گفتگو کرو۔ یہ ادب کا اصول ہے کہ بات مخاطبین کی سمجھ میں آنے والی ہو، اور اسلوب آسان اور عمدہ ہو، جب ادب میں یہ شرطیں پائی جائیں گی تو ادیب کی بات لوگوں کی عقلوں کے مطابق ہوگی۔

اسلامی ادب کی تعریف

اسلامی ادب کی اس طور پر تعریف کی جاسکتی ہے کہ اسلامی ودعوتی اغراض ومقاصد اور تاریخ کو بہترین اسلوب بیان میں پیش کیا جائے اور دین کی تشریح اور اس کا دفاع اس انداز میں کیا جائے کہ پیش کی جانے والی بات مخاطبین کی سمجھ اور عقل کے مطابق ہو، یہ بات پڑھنے والے یا سننے والے کو اچھی لگے، اور وہ اس سے متاثر ہو، اور اس کے ذہن ودماغ میں اتر جائے، دوسرے الفاظ میں جس عبارت میں اسلامی تعلیمات واقدار سے متعلق واضح فکر وسوچ، بلند مقصد اور روشن تعبیر ہو۔

صالح ادب اسلام کی نظروں میں پسندیدہ

صالح ادب کو اسلام نے پسند کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے بہت سے صحابہ اور صحابیہ کے علاوہ متقدمین شعراء کے بہترین اشعار کو سماعت فرمایا ہے اور ان کو پسند کیا ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ اشعار سنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور کفار کی ہجو اور اسلام کی سربلندی کے لیے اشعار کہنے کی فہمائش کرتے تھے۔

مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مختارات من أدب العرب'' کے مقدمے میں ادب عربی اور اس کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی ادب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''ان علمی ودینی تالیفات اور تحریروں کی افضلیت، تاثیر وقوت اور جمال وحسن کا راز مسجع ومقفی اوزان سے آزاد ہونا ہی نہیں ہے، بلکہ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان تالیفات اور مقالات کو عقیدہ وجذبہ، فکر وسوچ اور عزم وحوصلے کے ساتھ لکھا گیا ہے، اور اس کے علاوہ دوسرے ادبی نمونے عام طور پر کسی بادشاہ، وزیر یا دوست کی فرمائش یا اپنی ادبی خواہش کی تکمیل، یا معاشرے کو دلچسپی کا سامان فراہم کرنے یا تفوق وشہرت کی خواہش کی وجہ سے لکھے گئے ہیں، یہ سب سطحی اسباب ہیں، ان سے تحریر میں قوت اور روح نہیں پیدا ہوتی، اس کو بقا وخلود حاصل نہیں ہوتا، اور نہ دلوں میں اس کی کوئی تاثیر ہوتی ہے، ان تحریروں اور دل وعقیدے سے نکلی ہوئی تحریروں کے درمیان فرق انسانی تصویر اور حقیقی انسان کے درمیان فرق کی طرح ہے۔

یہ مومن صفت مؤلفین جن پر کوئی سوچ یا عقیدہ غالب ہوتا ہے، وہ اپنے ضمیر اور اپنے عقیدے کی آواز پر لکھتے ہیں، اس سے ان کی صلاحیتوں میں جوش پیدا ہوتا ہے، ان کے خیالات میں فیضان آتا ہے، اور ان کے دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے، اس کے نتیجے میں معانی کی بارش اور بوچھار شروع ہوتی ہے، الفاظ معانی کے مطابق نکلتے ہیں، اور ان کی تحریروں کا اثر پڑھنے والوں کے دلوں پر پڑتا ہے، کیوں کہ یہ بات دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہے، اور جو بات دل سے نکلتی ہے اس کی جگہ دل ہی ہے، وہیں جا کر اثر کرتی ہے''۔

(مختارات من ادب العرب ص ۱۵)

ادب اسلامی کے بارے میں مولانا طیب عثمانی ندوی نے بہت اچھی بات لکھی ہے، ملاحظہ ہو:

''اسلامی ادب چونکہ عظیم مقصد کا داعی ہے، ساری انسانیت کا ترجمان اور عالمگیر سچائیوں کا عکاس ہے، اس لیے وہ تمام باتیں جو ایک عظیم اور عالمگیر ادب میں ہوتی ہیں، ان کا یہاں پایا جانا بھی ضروری ہے، وہی فن کی بلندی، مقصدیت کا شعور، اچھا اسلوب، بہتر تکنیک، ادبی لطافت اور ان سب کے ساتھ ساتھ سادگی و پرکاری بھی ہونی چاہیے، جو ادب کی جان ہے۔

اسلامی ادب ''ادب برائے زندگی، زندگی برائے بندگی'' کے حیات بخش اور صحت مند اصول ونظریہ پر ساری انسانیت کا ترجمان ہے''۔ (ادبی کاوشیں۔ از: مولانا طیب عثمانی ندوی ص ۷۵)

ادب اسلامی وہ ادب ہے جس میں حیات وکائنات اور انسان کے واقعات وحالات کی بامقصد فنی تعبیر ادیب کے وجدان وشعور کے مطابق کی گئی ہو، ایسی تعبیر ہو جو اللہ عزوجل اور اس کی مخلوقات سے متعلق اسلامی تصور کے سرچشمے سے نکلی ہوئی ہو اور اس میں اسلامی قدروں کی مخالفت نہ ہو۔

اسلامی ادب کا وسیع میدان

ادب اسلامی کا میدان بڑا وسیع ہے، اس حقیقت کو مولانا علی میاں رحمۃ اللہ نے یوں تحریر کیا ہے:

''اس ادب کا موضوع آفاق کی طرح وسیع وعریض ہے، اور اس کے پہلو متعدد ہیں، اس میں انسان کے تمام جذبات واحساسات، دلچسپی اور شوق، امیدیں اور تکلیفیں، اچھائیاں اور برائیاں اور دنیا وآخرت شامل ہیں، اسی طرح زندگی کے تمام میدان، سعادت وخوش بختی اور بدبختی، اصول وقدریں شامل ہیں، اسی طرح کائنات کی تمام چیزیں خشکی وتری، آسمان وزمین داخل ہیں، اسی طرح تمام طبعی وفطری چیزیں اور مخلوقات: اڑنے والے پرندے، چرنے والے جانور، فطری مناظر، الٰہی عذابات وغیرہ شامل ہیں۔

اسی بنیاد پر ادب اسلامی صرف دینی موضوعات تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا دائرہ کار بہت ہی زیادہ وسیع وعریض ہے''۔

(''الأدب الاسلامی'' از: مولانا علی میاں ندوی: الأدب الاسلامی فکرتہ ومنھاجہ۔
شائع کردہ: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بسلسلہ ادب اسلامی کانفرنس منعقدہ دار العلوم ص ۶۴)

شاعر کسی خاص موضوع پر شاعری کرنے کا پابند نہیں

ڈاکٹر عبد الباسط نے اپنے مضمون ''ملاحظات حول تعریف الأدب الاسلامی'' میں واضح کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعراء کو کسی مخصوص مسئلے اور موضوع پر ہی شعر گوئی پر مجبور نہیں کیا، وہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی شاعر سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ وہ اپنے اشعار کو صرف اسلامی مسئلہ اور دینی دعوت تک ہی محدود رکھے، اور دوسرے تمام شعری موضوعات کو چھوڑ دے، بلکہ آپ ﷺ نے شعراء سے وہ قصیدے بھی سنے جن میں غزلیہ اشعار تھے، وہ قصیدے بھی سنے جو فخر کے سلسلے میں کہے گئے تھے، اور آپ نے ان اشعار کو سن کر مسکرایا بھی''۔

(اختصار کے ساتھ۔ الأدب الاسلامی فکرتہ ومنھاجہ ص ۹۵۔۹۶)

اسلامی شعر سے کیا مراد ہے؟

اسلامی ادب سے مراد وہ ادب نہیں ہے جو اسلام کے سایے تلے وجود میں آکر اس کی طرف منسوب ہوا ہو، بلکہ اسلامی ادب وہ ہے، جو اسلام سے مربوط ہو، وہ ادب جس میں روشن اسلامی سوچ یا بلند دینی جذبہ موجود ہو۔

اسی طرح اسلامی شعر اسی میں محدود نہیں ہے کہ صرف دینی موضوعات کو موضوعِ سخن اور شاعری کا عنوان بنایا جائے، بلکہ اسلامی شعر کا مفہوم بہت وسیع ہے، جس کی تفصیلات گذشتہ اوراق میں ہو چکی ہے، ڈاکٹر عبداللہ الحامد نے اس موضوع پر یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

''اسلامی جذبے والے شعر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ شعر دینی رنگ لیے ہوئے ہو، یعنی اس میں تسبیح، حمد و مناجات، دعا، استغفار اور اللہ عز و جل کے سامنے تضرع و انابت، اس کی تعظیم اور اس کی مخلوقات کے عجائبات کے بارے میں گفتگو ہو، یہ دینی اسلامی شعر ہے، لیکن یہی کُل اسلامی شعر نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی شعر کا ایک حصہ ہے...... کیوں کہ اسلامی شعر کا میدان اس سے بہت زیادہ وسیع ہے، اس میں کائنات و حیات اور انسان کے تمام مسائل کو موضوعِ سخن بنایا جاتا ہے، جو اسلامی جذبات کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے''۔

(الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام۔ از: ڈاکٹر عبداللہ الحامد ص ۱۴۔۱۵)

ڈاکٹر عبداللہ الحامد نے اس موضوع پر طویل بحث کی ہے اور بطور خلاصہ اسلامی شعر کی دو قسمیں بیان کی ہے:

۱۔ دینی شعر: جس میں حمد و ثنا، تضرع و انابت الی اللہ، عبادات اور اخلاق فاضلہ کا مضمون ہو۔

۲۔ وہ اشعار جن میں یہ موضوعات نہ ہوں،، بلکہ کائنات و حیات، فطری چیزوں اور مناظر کی عکاسی ہو، اور اس سلسلے میں اسلام کی طرف سے منع کردہ امور سے چھیڑ چھاڑ نہ کی گئی ہو اور اس کے حدود میں رہتے ہوئے شاعری کی گئی ہو، اس کے لیے کسی اسلامی عقیدہ، اسلامی مسئلہ، اخلاق فاضلہ، مدح نبوی، حمد و ثنا وغیرہ کو موضوعِ سخن بنانا ضروری نہیں ہے۔

ادب کی قسمیں اور شعر کی تعریف

ادب کی دو قسمیں ہیں: نثر اور شعر۔

نثر وہ ہے جس میں وزن اور قافیہ کی پابندی نہ ہو۔

نظم موزون اور مقفی و مسجع کلام کو کہتے ہیں۔

جس نظم میں بہترین معانی، عمدہ الفاظ، دقت تعبیر، حسنِ خیال اور پختہ موزونیت کے ساتھ دلوں پر اثر انداز ہونے کی قوت پائی جاتی ہے اس کو شعر کہا جاتا ہے۔

کبھی یہ سبھی خصوصیات کسی کلام میں پائی جاتی ہیں، لیکن اس میں وزن نہیں پایا جاتا، تب بھی اس کو شعر کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ شعر حقیقت میں اس کلام کو کہتے ہیں جس سے عقل متاثر ہو، جذبات مغلوب ہوں، اور دل مائل ہوں، اسی وجہ سے عربوں نے قرآن کے سلسلے میں کہا تھا کہ یہ شعر ہے، کیوں کہ قرآن ان کی عقلوں کو متاثر کر رہا تھا، اور قرآنی عبارتوں کے سامنے ان کے جذبات مغلوب ہو جاتے تھے، اور قرآن ہی غالب آجاتا تھا، اور دل اس کی طرف مائل ہو رہے تھے اور لپک رہے تھے، حالاں کہ عرب جانتے تھے کہ قرآن موزون کلام نہیں ہے، اسی طرح انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی شاعر کہا، زمانۂ جاہلیت کے عربوں کا مقصود یہ نہیں تھا کہ قرآن اور کلامِ نبوی موزون اور مقفی کلام ہے، بلکہ انھوں نے دلوں پر قرآن اور کلامِ نبوی کی غیر معمولی تاثیر کو دیکھتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔

شاعری سے عربوں کا تعلق

شعر کی تعریف

شعر معتاد نثری کلام سے بڑھی ہوئی چیز ہے، جو دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے، حقائق کی تصویر کشی کرتی ہے، اور بدیع خیالات کی تعبیر کرتی ہے، اس کا بہترین اور عمدہ لباس اوزان اور قافیے ہوتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر قافیہ اور وزن پر مشتمل کلام شعر ہے، بلکہ شعر کے تمام اوصاف کا شعر میں پایا جانا ضروری ہے۔

عربوں میں نظم اور شعر کی زبردست صلاحیت تھی

عرب قوم دوسری سبھی قوموں کے مقابلے میں حساس قوم تھی، اور ان میں نظم کی زیادہ قدرت پائی جاتی تھی، کیوں کہ عربی زبان میں حساسیت اور شاعریت زیادہ پائی جاتی ہے، عربی زبان میں بہترین استعارہ، اظہار خیال کی باریکیاں اور مترادفات بکثرت پائے جاتے ہیں، جس کی مثال دنیا کی دوسری زبانوں میں نہیں ملتی، عربی زبان میں کوئی شخص شاعری کرنا چاہتا ہے تو قافیے اس پر بارش کی طرح اترتے ہیں، اور نظم کرنا اس کے لیے بہت آسان ہوجاتا ہے۔

عرب شعر سے بے انتہا متاثر ہوتے تھے

عربوں میں اشعار کی بڑی تاثیر تھی، جب کسی قبیلے میں کوئی شاعر پیدا ہوتا تو دوسرے قبیلے والے آ کر اس قبیلے کو مبارک باد دیتے تھے اور شاعر پیدا ہونے پر دعوت کی جاتی تھی اور عورتیں ناچ گانے کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار کرتی تھیں، کیوں کہ شاعر ہی ان کی عزت کا محافظ اور ان کے دشمنوں کی عزت کو خاک میں ملانے والا ہوتا تھا، وہی تعریف کے ذریعے اپنے قبیلے کو ثریا تک پہنچا دیتا تھا، اور دشمنوں کی ہجو کر کے ان کو ثریا سے زمین پر دے مارتا تھا، اسی کے دم سے قبیلے کے محاسن اور کارنامے تاریخ کے صفحات پر ثبت ہوجاتے تھے، اور ان کے حسب ونسب کی حفاظت ہوتی تھی، شاعر کبھی ایسا شعر کہتا کہ جس سے جنگ چھڑ جاتی اور کئی کئی سالوں تک جاری رہتی، کبھی جنگ ختم کرنے میں شاعر ہی ثانی کا کردار ادا کرتا، کوئی ایک شعر امن وسلامتی کا باعث بن جاتا تو کبھی یہی شعر جنگ کی آگ بھڑکانے کا سبب بن جاتا۔

عربوں میں شعر کی اہمیت

☆ ایک ہی شعر سے قبیلے کی عزت اتنی بڑھ جاتی کہ وہ اپنا سرا اونچا کر کے چلنے لگتا، اور کبھی ایک شعر پورے قبیلے کی عزت خاک میں ملا دیتا تھا۔

☆ اُغانی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مکہ میں محلق نامی ایک شخص تھا، اس کی آٹھ بیٹیاں تھیں، کسی کی شادی نہیں ہو رہی تھی، کیوں کہ محلق بہت غریب شخص تھا، معاشرے میں اس کی کوئی عزت نہیں تھی، ایک مرتبہ عرب کے مشہور شاعر اعشیٰ میمون کا گزر مکہ سے ہوا، محلق کی بیوی کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے شوہر کو اعشیٰ کے پاس جا کر اس کی خدمت کرنے کا مشورہ دیا، محلق نے شہر سے باہر ہی اعشیٰ میمون کا استقبال کیا اور اپنی اونٹنی اس کے لیے ذبح کی اور اس کی دعوت کی، اس سے متاثر ہو کر اعشیٰ میمون نے محلق کی تعریف کی، اور اپنے ان اشعار کو عکاظ (مشہور میلہ) میں پڑھا، اور پورا قصیدہ اس کی مدح سرائی میں کہہ ڈالا، قصیدہ کا مطلع یہ ہے:

أَرِقْتُ وَمَا هٰذَا السُّهَادُ الْمُؤَرِّقُ وَمَابِيَ مِنْ سُقْمٍ وَمَابِيَ مَعْشَقُ

(میں رات بھر سو نہیں سکا، مجھے معلوم نہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے، حالاں کہ نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ میرا کسی کے ساتھ عشق ہے)

اس قصیدے کے آخری اشعار یہ ہیں:

لَعَمْرِيْ لَقَدْ لَاحَتْ عُيُوْنٌ كَثِيْرَةٌ إِلٰى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرَّقُ

(میری زندگی کی قسم! بہت سے لوگوں کی نگاہیں اس آگ کی روشنی کی طرف لگ گئیں جو مقام یفاع پر جلائی جا رہی تھی)

تُشَبُّ لِمَقْرُوْرَيْنِ يَصْطَلِيَانِهَا وَبَاتَ عَلَى النَّارِ النَّدٰى وَالْمُحَلِّقُ

(جو دو سخت سردی کھائے ہوئے شخصوں کو تاپنے کے لیے جلائی جا رہی تھی، ان میں سے ایک سخاوت تھی اور دوسرا محلق تھا، جنھوں نے پوری رات آگ تاپتے ہوئے گزاری)

رَضِيْعَيْ لَبَانٍ ثَدْيِ أُمٍّ تَحَالَفَا بِأَسْحَمَ دَاجٍ عوض لَا نَتَفَرَّقُ

(ان دونوں نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے، اور سخت تاریک ترین رات میں قسم کھائی ہے کہ زندگی بھر کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے)

تَرَى الْجُوْدَ يَجْرِيْ ظَاهِرًا فَوْقَ وَجْهِهٖ كَمَا زَانَ مَتْنَ الْهِنْدِ وَانِيِّ رَوْنَقُ

(سخاوت اس کے چہرے پر دوڑتی اور چمکتی ہوئی نظر آ رہی ہے، جس طرح ہندوستانی بہترین تلوار کی پیٹھ چمکتی ہے)

اس کا اثر یہ ہوا کہ قصیدہ مکمل ہونے سے پہلے ہی لوگ محلق کو مبارک باد دینے کے لیے ٹوٹ پڑے اور شریف زادوں نے محلق کی لڑکیوں کو رشتے بھیجنے شروع کیے، ان کی شادیاں بڑے باعزت خاندانوں میں ہوئیں، جس کی امید ہی نہیں تھی۔ (العمدۃ ج۱ص۲۵، الاغانی ج۸ص۸۶، تاریخ آداب العرب: مصطفیٰ صادق رافعی ج۳ص۹۶)

☆ جب اعشیٰ میمون نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور مدح میں قصیدہ کہا اور اپنے اشعار سنانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو قریش اس کے آڑے آئے اور اس کو حضور اکرم ﷺ کے پاس جانے نہیں دیا، ابوسفیان نے اپنی قوم سے کہا: ''اگر یہ محمد کے پاس پہنچ گیا تو وہ تمہارے خلاف آگ بھڑکا دے گا''، بہت سا مال اور دولت دے کر قریش والوں نے اس کو واپس کر دیا، اور حضور کے پاس جانے نہیں دیا، کیوں کہ وہ شعر کی تاثیر اور شاعری کی اہمیت سے واقف تھے۔

☆ جزیرۃ العرب میں ''أنف الناقۃ'' (اونٹ کی ناک) نامی ایک قبیلہ تھا، دوسرے قبیلے والے اس نام سے اس قبیلے کا مذاق اڑاتے تھے، وہ دوسروں کے سامنے اپنا سر اٹھا کر نہیں چلتے تھے، بلکہ اپنے سروں کو جھکائے ہی رہتے تھے، اور ان کی آنکھیں زمین پر ہی رہتی تھیں، لیکن ان میں ایک شاعر پیدا ہوا، جس نے اس ہجو کو مدح میں تبدیل کر دیا، اور اس کو فخر کا باعث بنا دیا، جس کے بعد سے یہ قبیلہ سر اٹھا کر چلنے لگا اور اس نام کو اپنے لیے عزت اور مفخرت سمجھنے لگا، وہ شعر یہ ہے:

قَوْمٌ هُمُ الْأُنُفُ وَالْأَذْنَابُ غَيْرُهُمُ   وَمَنْ يُسَوِّيْ بِأَنْفِ النَّاقَةِ الذَّنَبَا

(یہ ایسی قوم ہے جو ناک ہے، اور ان کے علاوہ دوسری قومیں دم ہیں، کون ایسا شخص ہے جو اونٹ کی ناک کو دم کے برابر قرار دے)

(الشعر الجاھلی بین الروایۃ والتدوین ص ۱۶)

☆ عربوں میں شعراء کی بڑی قدر کی جاتی تھی اور بہت زیادہ اکرام کیا جاتا تھا، ابن رشیق نے لکھا ہے: ''وہ صرف تین موقعوں پر آپس میں مبارک بادی دیتے تھے: لڑکا پیدا ہونے پر، شاعر بننے پر اور گھوڑا جننے پر''۔ (فی تاریخ الأدب الجاھلی۔ از: ڈاکٹر علی جندی ص ۴۷)

☆ ''جزیرۃ العرب میں ایک طرف مناذرہ کی حکومت تھی، وہ قبیلوں میں اپنی حمایت کے لیے شعراء کو ذریعہ اور وسیلہ بناتے تھے اور ان کے ذریعے اپنی عزت و شرافت کا اظہار کرتے تھے''۔

(تاریخ الأدب العربی۔ العصر الجاھلی۔ از: ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۲۱۲)

☆ حطیئہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو میں یہ شعر کہا:

دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا   فَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي

مکارم اخلاق کی تلاش کرنا چھوڑ دو، اس کے لیے کوشش مت کرو، اور بیٹھے رہو، کیوں کہ تم ایسے شخص ہو جس کو کھلایا اور پہنایا جاتا ہے، یعنی دوسرے لوگوں کی روزی پر تم پروان چڑھتے ہو۔

جب یہ شعر عام ہوا تو زبرقان بن بدر کی عزت کم ہوگئی، زبرقان کو مجبوراً عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں مقدمہ دائر کرنا پڑا، جب حضرت عمر نے یہ سنا تو فرمایا: اس میں مجھے کوئی برائی نظر نہیں آرہی ہے، زبرقان نے کہا: امیر المومنین! اللہ کی قسم! اس سے زیادہ سخت ہجو کسی بھی دوسرے شعر میں میری نہیں

کی گئی ہے، چناں چہ حضرت عمر نے حضرت حسان بن ثابت کو بلا بھیجا اور فرمایا: دیکھو کہ کیا اس نے ہجو کی ہے؟ انھوں نے کہا: اس نے ہجو ہی نہیں کی ہے، بلکہ اس پر حملہ کیا ہے۔ امیر المومنین نے حطیئہ کو قید کرنے کا حکم دیا، قید سے حطیئہ نے یہ اشعار لکھ کر حضرت عمر کی خدمت میں ارسال کیے:

مَاذَا تَقُوْلُ لِأَفْرَاخٍ بِذِیْ مَرَخٍ　　زُغْبَ الْحَوَاصِلِ لَا مَاءٌ وَلَا شَجَرُ

(آپ ان چوزوں کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں جو ذو مرخ (جگہ کا نام) میں بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں، وہ ابھی بہت چھوٹے ہیں، ان پرندوں کے مانند جو اپنے گھونسلوں میں ہی ہیں اور ان کی روئیں نکلنا شروع ہوئی ہیں، وہاں نہ پانی ہے اور نہ درخت یعنی ان بچوں کا کوئی سہارا اور پرسانِ حال نہیں ہے)

أَلْقَيْتَ كَاسِبَهُمْ فِیْ قَعْرِ مُظْلِمَةٍ　　فَاغْفِرْ عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ يَا عُمَرُ

(آپ نے ان کے پیالے (سہارے اور ذمے دار) کو تاریک گڑھے میں ڈال دیا ہے، چناں چہ آپ معاف کر دیجیے، آپ پر اللہ کی سلامتی ہو)

أَنْتَ الْإِمَامُ الَّذِیْ مِنْ بَعْدِ صَاحِبِهِ　　أَلْقَتْ إِلَيْكَ مَقَالِيْدَ النُّهَى الْبَشَرُ

آپ امام المسلمین ہیں، آپ پر ابوبکر کے بعد لوگوں کی طرف سے خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

مَا آثَرُوْكَ بِهَا إِذْ قَدَّمُوْكَ لَهَا　　لٰكِنْ لِأَنْفُسِهِمْ قَدْ كَانَتِ الْأَثَرُ

(لوگوں نے آپ کو خلافت کے لیے آگے بڑھا کر آپ کو ترجیح نہیں دی ہے، بلکہ انھوں نے اپنے آپ کو ترجیح دی ہے اور خود کو عزت سے سرفراز کیا ہے)

ان اشعار کو سن کر حضرت عمر نے مہربانی کرتے ہوئے اس کو قید سے چھوڑنے کا حکم دیا۔

☆ بنی عبد المدان اپنے جسمانی ڈیل ڈول پر فخر کیا کرتے تھے، لیکن حضرت حسان بن ثابت نے ایک شعر ایسا کہا جس سے یہ فخر کی بات ان کے لیے ہجو اور ذلت کا باعث بن گئی، وہ شعر یہ ہے:

لَا بَأْسَ بِالْقَوْمِ مِنْ طُوْلٍ وَمِنْ غِلَظٍ　　جِسْمُ الْبِغَالِ وَأَحْلَامُ الْعَصَافِيْرِ

(اگر یہ لوگ قد آور اور تنومند ہیں تو کوئی خاص بات نہیں ہے، کیوں کہ ان کے یہ جسم خچروں جیسے ہیں لیکن عقلیں چڑیوں جیسی ہیں)

بنی عبد المدان والوں نے حضرت حسان سے کہا: ابو الولید! تم نے ایسی بات کہی ہے کہ ہم اپنے جسمانی ڈیل ڈول کا تذکرہ کرنے سے شرمانے لگے ہیں، جب کہ ہم اس سے پہلے اسی پر فخر کیا کرتے تھے، حضرت حسان نے کہا: جو میں نے بگاڑا اس کی تمہارے خاطر اصلاح کیے دیتا ہوں، پھر حضرت حسان نے ان کے سلسلے میں یہ اشعار کہے:

وَقَدْ كُنَّا نَقُوْلُ إِذَا رَأَيْنَا　　لِذِیْ جِسْمٍ يُعَدُّ وَذِیْ بَيَانِ

(جب ہم کسی ایسے آدمی کو دیکھتے تھے جو خوش اندام اور خوش بیان ہوتا تو کہتے تھے)

كَأَنَّكَ أَيُّهَا الْمُعْطَى لِسَانًا وَجِسْمًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمَدَانِ

(اے وہ شخص! جسے اتنی اچھی زبان اور ایسا جسم عطا ہوا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تو بنی عبد المدان کا فرد ہے)

(تاثیر الاسلام فی الشعر العربی۔ از: مسعود عالم ندوی، مجلۃ الضیاء، م ا، ج ۳ ص ۱۸۔۱۹)

ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب ندویؒ دورِ جاہلی کے شعراء کی شعر گوئی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

''عرب فطرتاً شعری ذوق رکھتے تھے، دور جاہلی میں عام طور سے شعراء فی البدیہہ شعر کہتے تھے، جب طبیعت جولانی میں آتی، تو زبان سے بغیر کدوکاوش اشعار نکلنے لگتے، اور اس طرح کہ نہ الفاظ کے حسن وخوبصورتی اور موزونیت میں کمی ہوتی اور نہ معانی ومطالب میں نقص، اور نہ اسلوب بیان میں جھول، جیسے حارث بن حلزہ یشکری، اور عمرو بن کلثوم کہ ان کو شعر کہنے کے لیے سوچنے یا طبیعت پر زور دینے کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی تھی، مگر جن شعراء نے شاعری کو پیشہ بنا رکھا تھا ان کا معاملہ دوسرا تھا''۔ (عربی ادب کی تاریخ، از: ڈاکٹر عبد الحلیم ندوی ج ا ص ۱۳۶)

جاحظ نے اپنی کتاب ''البیان والتبیین'' میں لکھا ہے:

''جاہلی دور میں خطباء کی تعداد زیادہ تھی، اور شعراء ان سے بھی زیادہ تھے، اور ایسے افراد بہت کم تھے جو ایک ساتھ شاعر اور خطیب تھے'' (ج ۴ ص ۴۵) ''شاعر کی قدر وقیمت خطیب سے زیادہ تھی، کیوں کہ لوگوں کو شاعر کی زیادہ ضرورت پڑتی تھی، تاکہ وہ ان کے مآثر اور کارناموں کا تذکرہ کرے، اور ان کی جنگوں کی یاد تازہ کرے، جب شعراء کی کثرت ہوگئی اور شعر میں بھی اضافہ ہوگیا تو شاعر کے مقابلے میں خطیب کی قدر وقیمت بہت زیادہ بڑھ گئی''۔

(البیان والتبیین، از: جاحظ، ج ۴ ص ۸۳)

جاحظ نے اس موضوع کو اور زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ دوسری جگہ یوں بیان کیا ہے:

''جاہلی دور میں شاعر کو خطیب پر ترجیح دی جاتی تھی، کیوں کہ لوگوں کو اشعار کی ضرورت تھی، جن میں ان کے مآثر اور کارناموں کو محفوظ کیا جاتا تھا اور ان کی شان اشعار کے ذریعے بڑھائی جاتی تھی، اور شاعر ان کے دشمنوں اور حملہ آوروں میں رعب ڈالتا تھا، اپنے گھڑ سواروں سے ڈراتا تھا، اور اپنی کثرت تعداد کے تذکرہ سے خوف میں مبتلا کرتا تھا..... لیکن جب شعر اور شعراء کی کثرت ہوگئی، اور شعراء نے شعر گوئی کو تجارت اور حصول کسب کا ذریعہ بنایا اور بازاری لوگوں کی مدح سرائی میں اشعار کہنے لگے اور لوگوں کی عزتوں پر حملے کرنے لگے تو خطیب کا مقام ومرتبہ شاعر کے مقابلے میں بڑھ گیا''۔

(البیان والتبیین، از: جاحظ، ج ا ص ۲۴۱)

دورِ جاہلی کے اصنافِ سخن

جاہلی دور کے مشہور اور مروج اصنافِ سخن مندرجہ ذیل ہیں:

۱: غزل:

جاہلی دور کے اصناف سخن میں سب سے اہم اور ممتاز صنف غزل ہے اور غزل کا موضوع اور محور عورت تھی، کیوں کہ غزل کے معنی ہیں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی آپس کی بات چیت، عورتوں سے لطف اندوزی، ان سے عشق ومحبت کی باتیں کرنا، ان کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا اور عشق ومحبت کے سلسلہ میں قلبی تاثرات کو بیان کرنا۔

۲: فخر وحماسہ:

اس صنف میں شاعر اپنی، اپنے آباء واجداد اور اپنے قبیلے کی اچھائیاں، ان کے نیک کام، ان کی بہادری وشجاعت، ان کی تعداد اور حسب ونسب میں برتری کے قصے سنا کر دوسرے قبیلوں کے مقابلے میں فخر کرتا ہے، اور جنگ وجدل کے موقعوں پر ان کے فضائل گنا کر جوش پیدا کرتا ہے۔

۳: مدح:

مدح سے مراد کسی کے اخلاق فاضلہ کی تعریف وتوصیف ہے، یہ اخلاق حمیدہ جاہلی شاعر کے نزدیک سخاوت وکرم گستری، مہمان نوازی، بہادری، پاک دامنی، پاکبازی، عدل وانصاف اور صلح وصفائی تھے۔

۴: مرثیہ:

مرثیہ کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کے اوصاف واخلاق کا ذکر کر کے اس کے مرنے پر رنج وغم کا اظہار کیا جائے، اور اس کے بچھڑ جانے سے گھر اور خاندان پر جو مصیبت پڑی ہے اس کا ذکر کیا جائے۔

۵: ہجو:

ہجو کا مطلب یہ تھا کہ کسی آدمی یا قبیلے کی برائیاں اچھالی جائیں، اور اچھائیاں چھپائی جائیں، ابتدا میں عربوں کا قاعدہ یہ تھا کہ ہجو میں بیہودہ گوئی یا فحش باتیں نہیں کہتے تھے، بلکہ جس کی ہجو کرتے تھے اس کا مذاق اڑاتے تھے، اور سماج ومعاشرے میں اس کی جو حیثیت تھی اسے گرانے کی کوشش کرتے تھے۔

۶:معذرت:

کسی سے اپنی غلطی پر اظہار افسوس، اگر کسی کو کوئی تہمت لگائی گئی ہو تو جس شخص سے معذرت کی جارہی ہے اس کے دل سے اس اثر کے مٹانے کو معذرت کہتے ہیں۔

۷:وصف یا سراپا:

وصف، منظر کشی یا سراپا بھی جاہلی شاعری کے اصناف میں سے ایک اہم اور مشہور صنف ہے، وصف یہ ہے کہ شعر میں کسی چیز کی ایسی ہو بہو تصویر کھینچ دی جائے جیسی کہ وہ خارج میں ہے، تاکہ اس کا نقشہ سامع کے ذہن میں اتنا واضح اور صاف آجائے گویا وہ اپنی آنکھوں سے اس چیز کو دیکھ رہا ہے یا محسوس کر رہا ہے۔

عرب ناقدین اور ادباء اصناف شعر کے سلسلے میں مختلف رائے رکھتے ہیں، بعضوں نے صرف چار اصناف شعر گنائے ہیں: ''وہ فخر، مدح، ہجو اور غزل ہیں''، دوسرے ناقدین اور ادباء نے چار ہی اصناف شعر گنائے ہیں، لیکن غزل کے بجائے وصف یا سراپا کا تذکرہ کیا ہے، اور بعضوں نے فخر کے بجائے مرثیہ کو بیان کیا ہے۔ (اس کی تفصیلات کے لیے دیکھا جائے: الشعر الجاہلی بین الروایۃ والتدوین۔از: ڈاکٹر عبدالھادی)

قدامہ بن جعفر نے اپنی کتاب ''نقد الشعر'' میں چھ اصناف سخن کو گنایا ہے: ''مدح سرائی، ہجو، غزل، مرثیہ، وصف اور تشبیہ''، انھوں نے ان تمام اصناف کو اپنی منطقی عقل کے ذریعے صرف دو موضوعات میں محدود کرنے کی کوشش کی ہے: مدح اور ہجو۔

قدامہ بن جعفر نے ہی اپنی کتاب ''نقد النثر'' میں اصناف سخن کو ان چار قسموں میں تقسیم کیا ہے: مدح سرائی، ہجو، حکمت اور لہو ولعب۔

ابو ہلال عسکری رقم طراز ہیں: ''جاہلیت میں اصناف شعر پانچ تھے: مدح سرائی، ہجو، وصف یا سراپا، تشبیہ اور مرثیہ، پھر نابغہ نے چھٹی قسم اعتذار کا اضافہ کیا اور اس میں بہت اچھا کلام پیش کیا''۔

(الشعر الجاہلی بین الروایۃ والتدوین۔ص ۳۵،۳۶)

عبدالعزیز بن ابواصبع نے کہا ہے: ''میرا خیال یہ ہے کہ اصناف شاعری اٹھارہ ہیں: غزل، وصف، فخر، مدح سرائی، ہجو، عتاب، اعتذار، ادب، زہد، خمریات، مرثیہ، بشارت، مبارک بادی، وعید، تحذیر، تحریض، چٹکلے، اور سوال وجواب کا الگ باب''۔ (تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ۔از: محمد بک وھاب ص ۷۹)

ابو تمام نے اپنی کتاب ''الحماسۃ'' کو گیارہ اصناف اور موضوعات میں تقسیم کیا ہے: حماسہ، مرثیہ، ادب، غزل، ہجو، ضیافت، صفات، سفر وسیاحت، اونگھ، چٹکلے، عورتوں کی مذمت۔ مدح سرائی کو الگ سے نہیں بیان کیا ہے، بلکہ ان کو شروع کی چھ قسموں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

عہد جاہلی کے موضوعاتِ شاعری کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ الأدب العربی ۔ العصر الجاہلی ۔از: ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۱۹۵۔۱۹۸

فرنگیوں کے نزدیک شعر کی قسمیں:

جورجی زیدان نے لکھا ہے:

''فرنگیوں کے نزدیک شعر کی تین قسمیں ہیں: قصصی یعنی رزمیہ، تمثیلی اور غنائی یعنی طربیہ''

(تاریخ الآداب العربیۃ ۔از: جورجی زیدان ج ۱ص ۷)

احمد حسن زیات نے تاریخ الأدب العربی میں شعر کی تقسیم اسی طرح کی ہے، تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: ص ۳۰۔۳۲

باب اول:

پہلی فصل: عہد جاہلی کی خصوصیات اور عہد نبوی کی شاعری کے ساتھ موازنہ

دوسری فصل: شاعری اسلام کی نظر میں

تیسری فصل: اسلام کے اثرات شعر گوئی پر

پہلی فصل

شعر جاہلی کی خصوصیات اور عہد نبوی کی شاعری کے ساتھ موازنہ

عہدِ جاہلی کی شاعری کی خصوصیات

پہلی خصوصیت: حقیقت پسندی

عہد جاہلی میں شعراء حقیقت کے مطابق ہی شعر کہا کرتے تھے، ان کی شاعری حقیقت کی عکاس تھی، چناں چہ ان کے شعر میں غلو اور مبالغہ آرائی نہیں ملتی، جس طرح کی مبالغہ آرائی اور تکلف بعد کے شعراء میں ملتا ہے، جاہلی شعر میں ان کی معیشت کی بھی صحیح تعبیر تھی، ان کے اشعار میں ان کی زندگی اور معاشرت کی صحیح تصویر ملتی ہے، اگر عہد جاہلی کی تاریخ کا دوسرا مرجع نہ ہوتا تب بھی ان کے اشعار کے ذریعے ان کے حالات اور معاش کے طریقوں سے واقف ہونا ممکن تھا، اسی وجہ سے شعر کو "دیوان العرب" کہا گیا ہے۔

دوسری خصوصیت: فطری شاعری

عہد جاہلی کی دوسری خصوصیت فطری شاعری ہے، جس میں برجستگی اور سادگی پائی جاتی ہے، اور فطری چیزوں کی عکاسی میں حقیقت نظر آتی ہے، کیوں کہ اس وقت عرب کسی بھی قسم کے تکلف سے عاری تھے، اس لیے ان کی شاعری میں بھی تکلف اور تصنع نہیں ملتا، جب کسی کے ذہن میں کوئی شعری خیال آتا تو وہ بے تکلف تصنع کے بغیر ہی اپنے خیالوں کی اشعار میں تعبیر کرتا تھا۔

تیسری خصوصیت: الفاظ کی خشونت

اسی طرح جاہلی کلام میں الفاظ کی خشونت اور سختی پائی جاتی ہے، کیوں کہ اکثر عرب بادیہ اور دیہاتوں میں تقشف کی زندگی گزارتے تھے اور تہذیب سے نابلد تھے، صرف ان کو اپنے اونٹوں سے واسطہ تھا، ان چیزوں کا اثر ان کے ادب اور اسلوب پر پڑنا ضروری تھا۔ شعر جاہلی کی معنوی اور لفظی خصوصیات کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ الأدب العربی۔ العصر الجاہلی۔ شوقی ضیف ص ۲۱۹۔۲۳۱

عہدِ نبوی میں الفاظ کی خشونت کم ہوگئی

جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو مسلمانوں کی طاقت ایک ہی جگہ مجتمع ہوگئی، اور اسلامی شعراء قرآن کریم کے الفاظ اور معانی سے متاثر ہو کر دینِ جدید کی زبان میں اشعار کہنے لگے، قرآنی زبان اور لہجے کا اثر ان کی شاعری پر پڑا، جس کے نتیجے میں الفاظ کی خشونت میں ایک حد تک کمی آگئی، حالاں کہ عہد نبوی کی شاعری میں عہد جاہلی ہی کی طرح مبالغہ آرائی اور تکلف سے دوری ملتی ہے، تکلف اور مبالغہ آرائی بعد کے ادوار میں شروع ہوئی، جب شعراء نے شاعری کو کسب کا ذریعہ بنا ڈالا، مثلاً عہدِ اموی اور عہدِ عباسی میں مبالغہ آرائی اپنی انتہا کو پہنچی، اسی طرح عہدِ جاہلی کی طرح عہدِ نبوی کی شاعری فطری اور حقیقت پسندانہ ہے، اس میں برجستگی اور سادگی پائی جاتی ہے۔

قرآن کریم کے اثرات غیر مسلم شعراء میں بھی ملتے ہیں

عہد نبوی میں مسلم شعراء کے مقابلے میں جاہلی گمراہیوں پر ڈٹے ہوئے قدیم دین کی طاقتوں کا کیمپ تھا، مکہ اس کیمپ کا قائد تھا، اور وہاں کے شعراء اس کے نمائندے تھے، طائف اور یہودی علاقوں کے شعراء بھی اسی کیمپ میں شامل تھے، تیسرا ماحول دونوں سے بالکل الگ تھلگ تھا، ان کو نہ مدینہ کے کیمپ سے کوئی تعلق تھا اور نہ مکہ کے کافروں سے، وہ اپنے دیہاتوں میں الگ تھلگ تھے، یہ عہد جاہلی کا امتداد ہے، لیکن قرآن کریم اور حدیثِ نبوی کے اثرات ان کی شاعری میں بھی ملتے ہیں، کیوں کہ نئے نبی اور نئے دین کا چرچہ ہر طرف تھا، اور ہر علاقے کے لوگ اس سے متاثر ہوئے تھے، اور قرآنی آیات کا بھی چرچہ تھا، قرآن لاثانی ادب ہے، جس کے اثرات شاعری پر بھی پڑنے ضروری تھے، اس لیے بادیہ کی شاعری میں بھی اس کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

اسلامی حکومت کے تین مشہور شعراء

حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم انصار کے قبیلۂ خزرج کے تین مشہور شعراء تھے، یہی تین شعراء اسلامی حکومت کے سرکاری اور درباری شعراء تھے، یہی شعراء مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے تھے اور ان کی طرف سے مدافعت کرتے تھے، اور یہ شعراء اسلامی نقطۂ نظر کے نمائندے تھے، حضور اکرم ﷺ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان ہی شعراء نے اسلام، اہلیانِ اسلام اور نبی اسلام کی طرف سے شاعری شروع کی۔

مہاجرین کی شاعری کی ابتدا

مہاجرین کی شاعری بعثت نبوی کی ابتدا ہی سے ملتی ہے، خصوصاً اس وقت سے ملتی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی، مہاجرین میں مشہور شعراء عبداللہ بن حارث سہمی، عثمان بن مظعون، عبداللہ بن جحش، ان کے بھائی احمد عبد بن جحش، عورتوں میں صفیہ بنت عبدالمطلب، ہند بنت اثاثہ اور نعم بنت سعید تھے۔

قرآنی الفاظ اور معانی کا کثرت سے استعمال

اسلامی شعراء نے اللہ کی کتاب قرآن مجید سے استفادہ کیا، وہ مسلسل قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور اس پر غور وخوض کرتے تھے، جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اس کے اثرات ان کی شاعری پر پڑے، چناں چہ قرآن کے الفاظ ومعانی، صیغوں اور جملوں کا استعمال عام ہوگیا، اور اس کی چھاپ ان کی شعر گوئی میں نمایاں ہوگئی، مثلاً لفظ مسلم، کافر، نیک، بد، مومن، گمراہی، ہدایت، جنت، جہنم، رحمٰن، والذین نصروا اللہ (جنھوں نے اللہ کی مدد کی) البرالحنیف جیسے الفاظ کا استعمال عام ہوگیا۔

رسول اللہ کی طرف سے شعراء کی رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے بہت سے موقعوں پر شعراء کی رہنمائی کی، ان کی غلطیوں کی اصلاح کی اور ان کے اشعار کو درست فرمایا، جس کے نتیجے میں اسلامی نقطہ نظر سے ان کے اشعار کا نقص ختم ہوگیا، اور ان کی صلاحیتیں نئے دین کے معانی اور تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لیے کھل گئیں، جس کے نتیجے میں اسلامی معانی اور تعلیمات وقدریں اشعار میں نمایاں ہونے لگیں، جو شاعر جتنا قدیم مسلمان تھا، اس کی شاعری میں اتنے ہی زیادہ اثرات نمودار ہوتے تھے، اس طرح اسلامی شخصیت جاہلی شاعر کی شخصیت سے ممتاز ہوجاتی ہے، مثلاً دور جاہلی میں جنگوں کے اندر نفری تعداد اور تیاری کی کیفیت، قبیلے کی بہترین کارکردگی، دشمنوں کے مال کا حصول اور دشمنوں کو قید کرنے وغیرہ کا تذکرہ کرکے فخر کیا جاتا تھا، لیکن مسلمانوں کے اشعار میں اللہ کے راستے میں شہادت کا حصول، اللہ کے دشمن مشرکین کے خلاف لشکر الٰہی کے فتح ونصرت سے ہمکنار ہونے پر فخر کیا جانے لگا، غنیمت کا مفہوم بھی بدل گیا، غنیمت اور جنگ کا مقصد اللہ کی خوشنودی اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کا حصول بن گیا، نہ کہ اونٹ اور بکریوں کا حصول، جیسا کہ دور جاہلی کا مقصد تھا اور اس کا تذکرہ ان کی شاعری میں ملتا ہے۔

"یہ فطری اور طبعی بات تھی کہ شعر کے اسلوب میں تبدیلی آگئی، اور شعر جدید معانی کے تابع ہوگیا، جس کے نتیجے میں شعر کی

زبان سہل اور نرم ہوگئی، جاہلی الفاظ کی خشونت میں کمی آ گئی، اور اس کی عبارت کی ترکیبی صعوبت دور ہوگئی......اسی وجہ سے حضرت حسان بن ثابت کے اشعار میں نرمی آگئی اور کعب بن مالک کے اشعار میں سلاست پیدا ہوگئی''۔

(بینات الشعر الاسلامی فی زمن رسول اللہ ﷺ، از: ڈاکٹر یحییٰ جبوری ص ۱۰۲-۱۰۳)

''اسلامی شعر کی عمدگی اور اس کی سرسبزی وشادابی نے اسلام کو پھیلانے اور مشرکین کو رسوا اور سرِ تسلیم خم کرنے میں سرگرم کردار ادا کیا ہے، تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تفوق اور امتیاز کی وجہ سے پورا کا پورا وفد اسلام کے دائرے میں داخل ہوگیا، اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چند اشعار قبیلۂ دوس کے اسلام کا سبب بنے، اس کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ حنین سے فراغت کے بعد حضور اکرم ﷺ نے طائف کا رخ کیا، کعب بن مالک نے اس سلسلے میں چند اشعار کہے، جن میں سے دو شعر ملاحظہ ہوں:

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ ... وَخَيْبَرَ ثُمَّ أَجْمَعْنَا السُّيُوفَا

بِخَيْرِهَا وَلَوْ نَطَقَتْ لَقَالَتْ ... قَوَاطِعُهُنَّ دَوْسًا أَوْ ثَقِيفَا

(ہم نے تہامہ اور خیبر سے تمام رکاوٹوں کو دور کردیا پھر ہم نے بہترین تلواروں کو جمع کیا، اگر وہ تلواریں بولتیں تو کہتیں کہ وہ قبیلہ دوس اور قبیلہ ثقیف کو کاٹنے والی ہیں) (السيرة النبوية ۲ / ٤٧٩، الحماسة الشجرية ص ۱۶۴)

اس واقعے کے بارے میں ابن سیرین نے لکھا ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ قبیلۂ دوس نے کعب کے اشعار ''قضينا من تهامة ......'' سے ڈر کر اسلام قبول کیا'' قبیلہ والوں نے کہا: چلو اور اپنے لیے امان لے لو، کہیں تم پر بھی وہی مصیبت نازل نہ ہو جائے جو ثقیف پر نازل ہوئی ہے''۔ مسلمانوں کے اشعار مشرکین کی گردنوں پر سونتی ہوئی تلواروں کی مانند تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں ہتھیار کی مانند، آپ ﷺ ان کے ذریعے دین کے دشمنوں کی گردنوں کو جھکا دیتے تھے''۔

(بيئات الشعر الاسلامی فی زمن رسول اللہ ﷺ، از: ڈاکٹر یحییٰ جبوری ص ۱۰۴-۱۰۵)

مرثیہ عہدِ نبوی کی سب سے ممتاز صنفِ شاعری

مسلم شعراء نے اکثر اصنافِ شعر میں طبع آزمائی کی ہے، لیکن مرثیہ گوئی اس عہد کی سب سے ممتاز صنفِ شاعری ہے، کیوں کہ قریش کے مشرکین یا یہودیوں کے خلاف ہونے والی جنگوں میں بہت سے مسلمان شہید ہوگئے، جن کے مرثیے میں شعراء نے اشعار کہنا شروع کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ نے آپ کے اوصاف حسنہ اور اپنے غمِ فراق کو اشعار میں کثرت سے ڈھالنا شروع کیا، اور آپ کے مرثیے میں ہزاروں قصیدے کہے گئے، لیکن مرثیہ جاہلی مرثیہ کی طرح نہیں تھا، بلکہ بالکل جدا تھا، جاہلیت میں شعراء کے سامنے کوئی بلند فکر نہیں تھی، اور ان کا کوئی بلند مقصد نہیں تھا، وہ صرف مقتول کے اوصاف جاہلی نظریے کے مطابق بیان کرتے تھے اور اپنے اشعار میں جزع وفزع کرتے تھے، اور اپنا رونا روتے تھے، لیکن عہدِ اسلامی کے مرثیے میں بھی دعوت وتبلیغ دین اور افکار اسلامی کی تصویر نظر آتی ہے، کیوں کہ مسلمان شعراء کے مرثیوں میں آخرت کے ثواب، جنت کی لطف اندوزیوں کا تذکرہ ملتا ہے، کیوں کہ معنوی روح مسلمانوں میں طاقت ورتھی، جب کہ مشرکین میں یہ پہلو تھا ہی نہیں۔

عہدِ نبوی سے پہلے قریش میں بہت کم شاعر تھے

اسلام سے پہلے کی شعر وشاعری کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہوگا کہ مکہ والے بہت ہی کم شعر کہا کرتے تھے، کیوں کہ شعر گوئی کے وہ اسباب ان میں نہیں پائے جاتے تھے جو دوسرے قبیلوں اور بادیہ نشینوں اور دیہاتوں کے رہنے والوں میں پائے جاتے تھے، مکہ کو اللہ تعالی نے مقدس دینی مرتبہ عطا فرمایا تھا، وہ کعبہ کے پاسبان اور نگہبان تھے، مکہ والے اپنی تجارت میں مشغول رہتے تھے، دینی اور تجارتی حالات کی وجہ سے قریش والے جنگوں اور جھگڑوں سے مامون تھے، اس امن وامان کی وجہ سے فخر وحماسہ اور مرثیہ کی شاعری مکہ والوں میں بہت کم ملتی ہے، مکہ کی شاعری کے کمزور اور کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی، قدیم ناقدین اور ادباء نے بھی اسلام سے پہلے کی اہل مکہ کی شاعری کو قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔

آمدِ اسلام کے بعد قریش کی شاعری میں بے انتہا اضافہ

جب اسلام کا ظہور ہوا اور مسلمانوں اور کفار قریش کے درمیان جنگیں شروع ہوئیں تو قریش کے بہت سے لوگ پہلی جنگ، جنگِ بدر میں مارے گئے اور بہت سے قید ہوئے، اس واقعے کے بعد مکہ کے شعراء کی خوابیدہ صلاحیتیں اجاگر ہوئیں اور ان کے جذبات میں آگ لگ گئی، اور انھوں نے اپنے مقتولین کے بارے میں مرثیے کہہ کر اپنے قبیلے والوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا، اور انتقام کی آگ بھڑکانے لگے، اور اسلام، نبیِ اسلام، اور مسلمانوں کی ہجو کرنے لگے، اور اپنے قدیم دین کا دفاع کرنے لگے، اس وقت مکہ کے مشہور شعراء میں عبداللہ بن زبعری، ضرار بن خطاب، ابوسفیان بن حارث، ہبیرہ بن ابووھب تھے، یہ تمام شعراء رسول اللہ ﷺ اور مومنین کی دشمنی میں بہت ہی زیادہ سخت تھے اور مشہور بھی تھے، ان کا مقصد ہی مسلمانوں کی ہجو کرنا، ان پر کیچڑ اچھالنا، اور اپنے مقتولین کا مرثیہ پڑھ کر اپنے قبیلے والوں کے جذبات کو بھڑکانا تھا، بدر کے واقعے نے صرف ان ہی مشہور شعراء کی شاعرانہ صلاحیتوں کو ہی اجاگر اور صیقل نہیں کیا، بلکہ ان سے کم درجے کے شعراء میں بھی انتقام کی آگ بھڑکانے کی صلاحیت اور استعداد پیدا کر دی، جس کے نتیجے میں چھوٹے شعراء بھی شعر گوئی کے میدان میں کود پڑے اور اپنے بڑے شعراء کا ساتھ دیا، ان میں سے بعض شعراء یہ ہیں: حارث بن ہشام، ابوعزہ جمحی، عمرو بن عاص، ابواسامہ معاویہ بن زہیر، ابوبکر شداد بن اسود، مسافع بن عبد مناف۔

جس طرح مسلمانوں میں شاعرات تھیں، جو مقتولین پر مرثیہ کہا کرتی تھیں اور مسلمانوں کو جنگ کے میدان میں اپنی جانیں اللہ کے راستے میں قربان کرنے پر ابھارتی تھیں، اسی طرح مشرکین میں بھی بعض شاعرات اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتی تھیں، ان کی شاعرانہ صلاحیتیں بھی جنگِ بدر کے

بعد ہی اجاگر ہوئیں، جب احد کے معرکے کا وقت آیا تو مشرکین مکہ نے عورتوں کو بھی اپنے ساتھ رکھا، اس کا فطری نتیجہ یہ تھا کہ وہ رجزیہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو مسلمانوں کے خلاف ڈٹے رہنے پر ابھارتی تھیں اور سخت حملے کرنے کی ترغیب دیتی تھیں، تا کہ جنگ بدر کا بدلہ اور انتقام لیا جائے، ان میں سے مشہور شاعرات ہند بن عتبہ، صفیہ بنت مسافر اور قتیلہ بنت نضر تھیں، آخر الذکر شاعرہ نے اپنے والد کے قتل کیے جانے پر مؤثر مرثیہ کہا ہے، اور اس میں حضور ﷺ کی سرزنش کی ہے (اس قصیدے کے چند اشعار اگلی فصل میں آرہے ہیں) جب حضور ﷺ نے یہ اشعار سنے تو آپ نے اس سے متاثر ہو کر فرمایا: ''اگر یہ اشعار اس کو قتل کیے جانے سے پہلے مجھ تک پہنچتے تو میں اس پر احسان کرتا'' یعنی اس کو قتل نہیں کرتا بلکہ معاف کر دیتا۔

مشرکین میں فکری اتحاد اور علاقائی یکسانیت نہیں تھی

مشرکین میں فکری اتحاد اور علاقائی یکسانیت نہیں تھی، اس کا اثر بھی مشرکین کے اشعار میں نظر آتا ہے، مشرکین کے اشعار مختلف علاقوں کے تھے، جن کی ثقافت و تہذیب بھی الگ الگ تھی، ان کی شاعری میں اختلاف تھا، اور دینی نظریے بھی مختلف تھے، گرچہ دینی دشمنی نے اسلام کے خلاف سبھوں کو متحد کر دیا تھا، لیکن اشعار کے رنگ جدا جدا تھے، مثلاً قریش کے فخر اور حماسہ کے اشعار قبیلہ ثقیف اور یہودیوں کے اشعار سے مختلف تھے، شعراء کی کثرت کے باوجود بھی اسلام کے خلاف ان کی کوششیں بکھری ہوئی اور متفرق تھیں۔

مسلمانوں کا فکری اور مرکزی اتحاد

لیکن اسلام کا مرکز ایک ہی تھا: مدینہ منورہ۔ اور اسلام میں داخل ہونے والا ایک ہی تہذیب اور ایک ہی دین کا پیروکار بن جاتا تھا، اور وہ متحد امت مسلمہ کا ایک فرد بن جاتا تھا، اس لیے مسلمان شعراء کی کوششیں بھی اپنے دشمنوں کے خلاف متحد تھیں، جس کا فائدہ اسلامی حکومت کو ہو رہا تھا۔

مستشرقین کا بے بنیاد نظریہ

مستشرقین کا خیال ہے کہ جزیرۃ العرب میں اسلام عربوں کے درمیان مسلمانوں کو جنگوں میں کامیابی ملنے کے بعد ہی جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے پھیلا، لیکن اسلامی ثقافتی اثرات نے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ نہیں پائی، عصر عباسی میں جا کر یعنی تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد یہ اثرات نمایاں ہوئے، ان مستشرقین کی دلیل یہ ہے کہ ابتدائی عربی شاعری مختلف اسلامی تصورات اور اثرات سے خالی ہے۔

لیکن صدر اسلام کی عربی شاعری پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مستشرقین کی دلیل کی کوئی بنیاد اور اساس نہیں ہے، کیوں کہ اسلامی الفاظ، اور اسلامی معانی نے کم از کم ہجرت کے

وقت سے عربی شاعری میں جگہ بنانا شروع کیا تھا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے، پھر ان کو شاعری کا موقع ملا ہو، اور ان کے اشعار میں اسلام کے اثرات نہیں پائے گئے ہوں، بلکہ ہجرت سے پہلے مسلمان بہت کم تھے اور ایسے مواقع نہیں ملے تھے کہ شاعری کی جائے، جس طرح کے مواقع ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

حسان بن ثابت ہجرت کے ابتدائی دنوں میں مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے درباری شاعر ہوئے، حسان بن ثابت کا دیوان اسلامی الفاظ اور موضوعات واغراض اور تعلیمات سے بھرا پڑا ہے، پھر جب مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہوئی اور مشرکین عرب پر اس کا رعب اور دبدبہ قائم ہونے لگا تو مشرکین کے شعراء: عبداللہ بن زبعری، کعب بن زہیر، ابوسفیان بن حارث وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنے لگے، اور اپنے اشعار میں اسلام، مسلمانوں اور نبی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے، جس کے مقابلے میں مسلمان شعراء مثلاً حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک وغیرہ نے مشرکین شعراء کا جواب پوری قوت کے ساتھ دیا، اور اسلام کے دفاع میں اپنی شاعرانہ صلاحیتیں صرف کیں، ہجرت کے پہلے سال ہی سے شعراء اپنے اشعار میں اللہ کے ان حسین اور پاک ناموں کو استعمال کرنا شروع کیا جو دورِ جاہلی میں بھی معروف تھے، مثلاً: اللّٰہ، اللّٰھم، رب، الرحمن وغیرہ کا استعمال اسلامی نقطۂ نظر سے کرنے لگے، ہجرت کے دوسرے سال سے اپنے اشعار میں اللہ کے ان ناموں کا استعمال کرنا شروع کیا جو نزولِ قرآن اور اسلام کی آمد کی دین تھے، اور جاہلیت میں یہ نام معروف نہیں تھے، مثلاً: رؤوف، ذو العرش، واهب، عزیز، غفور، وهاب، مولی، المؤمنون، واحد، صمد، عالم الغیب، ذو الجلال وغیرہ۔ ہجرت کے تیسرے سال حضرت حسان نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

مُحَمَّدٌ، وَالْعَزِيْزُ اللّٰهُ يُخْبِرُهُ ... بِمَا تُكِنُّ سَرِيْرَاتُ الْأَقَاوِيْلُ

(محمد ﷺ اور اللہ رب العزت آپ کو پوشیدہ باتوں کی خبر دیتا ہے)

اسی طرح حضرت حسان نے لفظ رسول کا استعمال قدیم لغوی معنی اور جدید اسلامی معنی میں ایک ساتھ دو مسلسل اشعار میں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

أَلَا أَبْلِغْ خُزَاعِيًّا رَسُوْلاً ... بِأَنَّ الذَّمَّ يَغْسِلُهُ الْوَفَاءُ

وَبَايَعْتَ الرَّسُوْلَ وَكَانَ خَيْرًا ... إِلَى خَيْرٍ، وَأَدَّاكَ الثَّرَاءُ

(سن لو! قبیلہ خزاعہ کے پیامبر (رسول) کو یہ بات پہنچا دو کہ وفاداری مذمت کو زائل کر دیتی ہے، اگر تم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کر لو تو تم کو دوہری بھلائی حاصل ہوگی اور مالداری اور بے نیازی بھی ملے گی)

عبداللہ بن رواحہ خالص اسلامی معنی استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أَنْتَ النَّبِيُّ، وَمَنْ يُحْرَمْ شَفَاعَتَهُ　　يَوْمَ الْحِسَابِ فَقَدْ أَزْرَىٰ بِهِ الْقَدَرُ

(آپ نبی ہیں، قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے جو محروم ہوگا تو تقدیر اس کو بے یارو مددگار چھوڑ دے گی)

ہجرت کے دوسرے سال عبداللہ بن جحش اسدی نے ہجرت کی اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اشعار کہے کہ مشرکین نے رسول اللہ کے خلاف سازش کی تو اللہ نے اپنے رسول کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی، اس میں انھوں نے قرآنی آیت کے مفہوم کا استعمال کیا ہے:

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللهِ أَهْلَهُ　　لِئَلَّا يُرَىٰ لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

(تمہارا اللہ کی مسجد سے اللہ والوں کو نکالنا بڑا گھناؤنا جرم ہے، اس کام سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نظر نہ آئے) (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ الأدب العربی، تالیف: عمر فروخ ج ۲ ص ۲۵۷ تا ۲۵۹)

ایک اہم سوال یہ ہے کہ شعر اسلام سے متاثر ہوا ہے یا نہیں؟ شعر جاہلی کے ساتھ موازنہ کرنے میں اس عنوان پر تھوڑی بہت بحث کرنا ضروری ہے، اس سے موازنہ میں اور زیادہ وضاحت آ جائے گی اور موازنہ مکمل ہو جائے گا، اسی باب کی تیسری فصل میں ''اسلام کے اثرات شعر گوئی پر'' کے عنوان کے تحت اس کی تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

جاہلی صفات اور اسلامی اخلاق فاضلہ اور صفات حسنہ کے درمیان فرق

استاذ جولڈزیر نے اسلام اور زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے اخلاق فاضلہ اور صفات عالیہ کے درمیان کشمکش کی وضاحت کے سلسلے میں ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے ''دین اور مروت'' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اسلام نے زندگی کے ایسے بلند صفات متعین کیے ہیں جو جاہلی زندگی کے بلند صفات سے مختلف ہیں، دونوں کے صفات ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہیں اور اکثر میں تضاد پایا جاتا ہے، شخصی بہادری، تیز فہمی جس کی کوئی انتہا نہیں، اسراف کی حد تک سخاوت، قبیلے کے لیے مکمل اخلاص، انتقام میں شدت اور خود پر یا اپنے قریبی شخص یا اپنے قبیلے پر کسی بھی طرح کا ظلم کرنے والے سے انتقام کا جذبہ اور انتقام لینے تک بےچینی۔ یہی زمانۂ جاہلیت میں بت پرست عربوں کے نزدیک فضائل اخلاق کے اصول تھے، جب کہ اسلام کے بلند اخلاق یہ ہیں: اللہ کے لیے خشوع وخضوع، اس کے احکام کی فرماں برداری، صبر، شخصی اور قبیلے کے مفادات کو دین کے احکام کے تابع بنانا، قناعت، اپنی ذات یا قبیلے پر فخر نہ کرنا، تکبر اور تعلّی سے اجتناب انسان کے بلند اخلاق میں شامل تھے''۔

ان دونمونوں کے درمیان موازنہ کرنا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان پڑھو، اور مشہور جاہلی شاعر طرفہ ابن عبد کے معلقہ کے اشعار پڑھو، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ"۔

ترجمہ: نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو، لیکن نیکی کرنے والا وہ ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لے آئے، اور اپنی چاہت سے قریبی رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، فقیروں اور غلاموں کو آزاد کرنے میں مال خرچ کرے، اور نماز قائم کرے، اور زکوۃ دے، اور جو اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں، جب وہ وعدہ کرتے ہیں، سختی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت صبر کرنے والے ہیں، وہی سچے ہیں اور وہی تقوی اختیار کرنے والے ہیں۔

طرفہ کہتا ہے:

إِذَا الْقَوْمُ قَالُوا مَنْ فَتًى خِلْتُ أَنَّنِيْ	عُنِيْتُ فَلَمْ أَكْسَلْ وَلَمْ أَتَبَلَّدِ
أَحَلْتُ عَلَيْهَا بِالْقَطِيْعِ فَأَجْذَمَتْ	وَقَدْ خَبَّ آلُ الْأَمْعَزِ الْمُتَوَقِّدِ
فَذَالَتْ كَمَا ذَالَتْ وَلِيْدَةُ مَعْشَرٍ	تُرِي رَبَّهَا أَذْيَالَ سَحْلٍ مُمَدَّدِ
وَلَسْتُ بِحَلَّالِ التِّلَاعِ مَخَافَةً	وَلٰكِنْ مَتٰى يَسْتَرْفِدِ الْقَوْمُ أَرْفِدِ
وَإِنْ تَبْغِنِيْ فِيْ حَلْقَةِ الْقَوْمِ تَلْقَنِيْ	وَإِنْ تَقْتَنِصْنِيْ فِي الْحَوَانِيْتِ تَصْطَدِ
مَتٰى تَأْتِنِيْ أُصْبِحْكَ كَأْسًا رَوِيَّةً	وَإِنْ كُنْتَ عَنْهَا ذَا غِنًى فَاغْنَ وَازْدَدِ
وَإِن يَلْتَقِ الْقَوْمُ الْجَمِيْعُ تُلَاقِنِيْ	إِلٰى ذِرْوَةِ الْبَيْتِ الرَّفِيْعِ الْمُصَمَّدِ
نَدَامَايَ بِيْضٌ كَالنُّجُوْمِ وَقَيْنَةٌ	تَرُوْحُ عَلَيْنَا بَيْنَ بُرْدٍ وَمُجْسَدِ
فَلَوْلَا ثَلَاثٌ هُنَّ مِنْ عِيْشَةِ الْفَتٰى	وَجَدِّكَ لَمْ أَحْفِلْ مَتٰى قَامَ عُوَّدِيْ
فِيْهِنَّ سَبْقِي الْعَاذِلَاتِ بِشَرْبَةٍ	كُمَيْتٍ مَتٰى مَا تُعْلَ بِالْمَاءِ تُزْبِدِ
وَتَقْصِيْرُ يَوْمِ الدَّجْنِ وَالدَّجْنُ مُعْجِبٌ	بِبَهْكَنَةٍ تَحْتَ الْخِبَاءِ الْمُعَمَّدِ
كَأَنَّ الْبُرِيْنَ وَالدَّمَالِيْجَ عُلِّقَتْ	عَلٰى عُشَرٍ وَخِرْوَعٍ لَمْ يُخْضَدِ
وَكَرِّيْ إِذَا نَادَى الْمُضَافُ مُحَنَّبًا	كَسِيْدِ الْغَضَا ذِي السَّوْرَةِ الْمُتَوَرِّدِ

(جب قوم کے لوگوں نے کہا کہ کوئی نوجوان ہے جو ہماری مدد کرے؟ تو میں نے سمجھا کہ لوگ مجھے ہی آواز دے رہے ہیں، چناں چہ میں نے نہ کوتاہی کی اور نہ کوئی بے وقوفی کا کام کیا۔

میں کوڑا لے کر اونٹنی پر کود پڑا تو وہ تیزی کے ساتھ دوڑنے لگی، جب کہ پتھریلی سخت تپتی ہوئی زمین کا سراب پھیل چکا تھا۔

میری اونٹنی تیز تیز چلنے لگی، تیز چلنے کی وجہ سے وہ اس دوشیزہ کی مانند نظر آنے لگی، جو دوشیزہ اپنے آقا کے سامنے مٹک مٹک کر چلتی ہے اور اپنے کپڑوں کو کھینچتی ہوئی چلتی ہے۔

میں کسی خوف کی بنا پر کسی ٹیلہ پر نہیں چڑھتا ہوں، لیکن جب قوم مدد طلب کرتی ہے تو میں مدد کرتا ہوں۔

اگر تم مجھے قوم کی محفل میں تلاش کرو گے تو تم مجھے وہاں پاؤ گے، اور اگر میخانوں میں تلاش کرو گے تو میں وہاں بھی نظر آؤں گا۔

جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم کو صبح سویرے میراب کرنے والا مے سے لبریز جام پلاؤں گا، اگر تم اس سے بے نیاز ہو تو بے نیازی اختیار کرو اور اس میں اضافہ ہی کرو۔

اگر قوم کے سب افراد ایک جگہ جمع ہو جائیں تو تم مجھے مضبوط بلند گھر کی چوٹی پر پاؤ گے۔

میرے ہم نشیں ستاروں کی طرح خوب صورت ہیں اور دوشیزائیں چھوٹے بڑے کپڑوں میں ہمارے پاس آتی جاتی رہتی ہیں۔

اگر تین چیزیں نوجوان کی زندگی میں نہ ہوں تو تمہاری قسم! مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میری عیادت کرنے والے میری زندگی سے مایوس ہو کر اٹھ کر کب واپس چلے جائیں یعنی مجھے اپنی موت پر افسوس نہیں ہے اور ایسی زندگی سے موت ہی بہتر ہے۔

وہ تین چیزیں یہ ہیں: میں ملامت کرنے والیوں سے پہلے بیدار ہو کر عمدہ اور تیز شراب پیتا ہوں، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب اس شراب میں اوپر سے پانی ڈالا جاتا ہے تو جھاگ نکلتی ہے۔

ابر آلود دن وسیع خیمے میں خوب صورت دوشیزہ کے ساتھ گزارتا ہوں، جب کہ یہ موسم بڑا ہی پرلطف رہتا ہے۔

گویا کہ پازیب اور بازو بند ہیں جو ارنڈی کے پودوں پر لٹکائے گئے ہیں جس کی شاخوں یا پودوں کو کاٹا نہیں گیا ہے۔

اور تیسری چیز جب کوئی کمزور اور دور دراز پناہ لیے بیٹھا ہوا شخص میری دہائی دیتا ہے تو میں حملہ آور جھاڑی میں چھپے ہوئے بھیڑیے کی طرح حملہ کرتا ہوں۔ (فجر الاسلام۔ از: احمد امین ۷۶۔۷۸)

دوسری فصل

شاعری اسلام کی نظر میں

اسلام میں فنون لطیفہ اور تفریح پر پابندی نہیں

اسلام نے تمام فنون لطیفہ پر مکمل توجہ دی ہے، اور ہنسی مذاق اور تفریح سے منع نہیں کیا ہے، لیکن ہر چیز کے حدود متعین کیے ہیں۔

اسلام نے ہر فن کی طرح شعر کو بھی بطورِ فنِ جمیل کے قبول کیا ہے، لیکن چند پابندیاں عائد کی ہے، شاعر کے لیے شعر گوئی میں صرف اتنا کافی ہے کہ اللہ، کائنات، انسان اور زندگی سے متعلق اسلامی نظریہ کے حدود کی پابندی کرے، اسلام نے شعر پر طاقت ور اثر ڈالا ہے، بہت سے لوگوں نے اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اس مقالے اور بحث وتحقیق کا مقصد یہی ہے کہ اس نظریے کو تائید فراہم کی جائے کہ اسلام نے کسی بھی فن جمیل اور فن لطیف پر پابندی نہیں لگائی ہے، اور ہنسی مذاق اور تفریح کو ممنوع قرار نہیں دیا ہے، بلکہ فنون جمیلہ کو مہذب کیا ہے، اور تفریح کو ثقافت اور پاکیزگی عطا کی ہے، ان فنون لطیفہ اور ہنسی مذاق اور تفریح کے وسائل میں سے ایک شعر بھی ہے۔

انشاء اللہ اگلے صفحات میں اس کے دلائل کثرت سے معلوم ہو جائیں گے کہ اسلام کی آمد کے بعد شاعری ماند نہیں پڑی ہے، بلکہ اس کی رونق میں اضافہ ہوا ہے، لیکن جو شاعری دوسرے کی تکلیف کا باعث ہے، اس کی روشنی ضرور مدھم ہوگئی اور اسلام کی طرف سے بعض اصنافِ شاعری کو مہذب کیے جانے کی وجہ سے منفی استعمال کے بجائے ان اصناف کا استعمال مثبت پہلوؤں میں ہونے لگا، انشاء اللہ عہد جاہلی کی شاعری کے ساتھ عہد نبوی کی شاعری کے موازنہ کے دوران یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی۔

تفریح پر اسلام کی توجہ اور تفریح کے آداب

تفریح اور ہنسی مذاق کا مطلب کوئی ایسا عمل کرنا یا کوئی ایسی بات کہنا جس سے دل میں سرور دوڑ جاتا ہے اور اس کا اثر چہرے پر ظاہر ہوتا ہے، جس سے باچھیں کھل جاتی ہیں اور آدمی مسکرانے لگتا ہے اور ہنس پڑتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں خوشی کے پہلوؤں کو دیکھنا چاہتا ہے اور ان کا صحیح ادراک کرنے کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور ان موقعوں پر خوشی کے پہلوؤں سے لطف اندوز ہوجاتا ہے تو اس کی نشوونما صحیح ڈھنگ سے ہوتی ہے اور اس کے لیے اپنی مصیبتوں پر قابو پانا آسان ہوتا ہے۔

تفریح کے بعض آداب:

ہنسی مذاق اور تفریح کے وقت اسلام نے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم دی ہے، جب ان آداب کی رعایت رکھی جائے تو پھر تفریح پر کوئی پابندی نہیں ہے:

ا۔ کوئی ہنسی کی بات کرے تو آواز یا قہقہہ کے بغیر مسکرائے، کیونکہ اس سے وقار اور ہیبت باقی رہتی ہے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہنستے نہیں تھے بلکہ مسکراتے تھے۔ (احمد، ترمذی و مالک)

۲۔ ہنسی مذاق میں بھی حق بات ہی کہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھی سے مذاق کیا تو فرمایا: ”بوڑھی جنت میں داخل نہیں ہوگی“ انہوں نے دریافت کیا: پھر ان کے لئے کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتی: ”اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً، فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا“ (واقعہ ۳۶) ترجمہ: ہم نے ان کو اہتمام کے ساتھ بنایا ہے، پس ہم نے ان کو باکرہ بنایا ہے۔ (رزین نے یہ روایت کی ہے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے اونٹ دینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: ”میں تم کو اونٹنی کے بچہ پر بٹھاؤں گا“، اس شخص نے کہا: میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹوں کو اونٹنیاں ہی تو جنتی ہیں“۔ (ترمذی وابوداؤد)

۳۔ یہ بھی ہنسی مذاق اور تفریح کے آداب میں سے ہے کہ ہم لوگوں کو ہنسانے کے لئے واقعات نہ گڑھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اس شخص کے لئے بربادی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے بربادی ہے، اس کے لئے بربادی ہے“۔ (ترمذی)

۴۔ ہم اپنے ہم عمر اور دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کریں، ہم کو اپنے سے عمر رسیدہ لوگوں، ہمارے ذمہ داروں یا ہمارے مرشد ورہنما سے ہنسی مذاق نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح اس شخص سے بھی تفریح نہیں کرنا چاہئے، جس میں مذاق برداشت کرنی کی صلاحیت نہ ہو، اور غیر محرم عورتوں کے ساتھ بھی مذاق نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ حیا اور شرم کا شمار ایمان میں ہوتا ہے۔

۵۔ ہنسی مذاق میں لطافت ہو اور سب کو ہضم ہونے والی ہو، اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو، اور کسی انسان کی شرافت کی کمی کا باعث نہ ہو، کسی کو اپنے ہاتھ سے تکلیف نہ دے اور کسی کے عقیدے کا مذاق نہ اڑائے، کسی کے نسب میں طعن وتشنیع نہ کرے، مذاق کے لئے کسی آیت کریمہ کا استعمال نہ کرے، تاکہ لوگ اس کو دوسرے

غیر مناسب موقعوں پر استعمال کر کے ہنسی کا ذریعہ نہ بنائیں، حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کو رسوا نہ کرے اور اس کی تحقیر نہ کرے، آدمی کی برائی کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے“۔ (مسلم)

۶۔ اتنی زیادہ ہنسی مذاق نہ کرے کہ سنجیدگی ختم ہو جائے اور ہنسی مذاق کرنے والے کی یہ فطرتِ ثانیہ بن جائے، جس سے اس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی عزت و شرافت داؤ پر لگ جاتی ہے اور مذاق اڑانے والے اس پر شیر ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم زیادہ ہنسی مذاق نہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وقفہ وقفہ سے دلوں کو راحت پہنچاؤ“۔

ہنسی مذاق میں افراط سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ رحمٰن کے بندوں کی صفات میں سے نہیں ہے، جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں: ” وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا “ (فرقان ۷۲) جب ان کا گزر بیہودہ مشغلوں سے ہوتا ہے تو وہ سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔

۷۔ یہ اسلامی ادب نہیں ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے چاہے مذاقاً ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ معلوم نہیں کہ کب شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار چھین لے، جس کے نتیجے میں وہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے“۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۔ اکتاہٹ سے بچو، راحت و آرام کے لیے بھی ایک وقت متعین کرو، لیکن اس کی بھی حد ہو، شیخ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں: ”ہماری زندگی سنجیدہ ہونا ضروری ہے جس کے دوران کچھ راحت کا وقت ہو، نہ کہ ہماری زندگی راحت بن جائے اور سنجیدگی کے لیے کچھ وقت دیا جائے“۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دلوں کو راحت دو، کیوں کہ دل جب تھک جاتے ہیں تو اندھے ہو جاتے ہیں۔

ہماری مشکل یہ ہے کہ راحت اور آرام اپنے حق سے زیادہ وقت لے لیتے ہیں، لیکن ہمارا مطلب یہ ہے کہ راحت کے لیے مناسب وقت ہو اور اس کے مناسب حدود ہوں اور یہ گناہ کی حد تک نہ پہنچ جائے، بلکہ اگر انسان مفید چیزوں کے ذریعے اپنے نفس کو راحت پہنچائے تو آرام کے مقابلہ میں یہ بہتر ہے۔

ابن عباسؓ جب گفتگو سے تھک جاتے تو کہتے: ”شعراء کا دیوان لے آؤ“، محدث ابن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث کو املا کرا کے تھک جاتے تو اشعار گنگنانے لگتے، بہتر یہ ہے کہ ہمارے منصوبہ کے ضمن میں راحت بھی ہو، اس طرح اکتاہٹ کا احساس ہی ختم ہو جائے گا اور راحت کے اوقات بھی متعین ہو جائیں گے۔

اکتاہٹ کے اسباب کو معلوم کر کے اس کا علاج بھی کرنا چاہیے، اسی طرح اپنے کام کرنے کی جگہ یا اپنی ڈائریوں کی تبدیلی سے بھی اکتاہٹ دور ہوتی ہے۔

قرآن کریم شعر نہیں ہے

قرآن کریم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ قرآن شعر نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِيْنٌ'' یٰس ۶۹ (اور ہم نے محمد کو شعر نہیں سکھایا، اور وہ اس کے لیے مناسب بھی نہیں ہے، یہ (قرآن) تو تذکیر کا سامان اور کھلی ہوئی پڑھی جانے والی کتاب ہے) دوسری جگہ ارشاد ہے: ''بَلْ قَالُوْا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ، بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ'' طور ۳۰ (بلکہ انھوں نے کہا: وہ خوابہائے پریشان ہیں، بلکہ اس نے اس کو گڑھ لیا ہے، بلکہ وہ شاعر ہے)، اور ایک جگہ ارشاد باری تعالی ہے: ''مَا هُوَ قَوْلُ شَاعِرٍ، قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ'' حاقہ (وہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے، تم بہت کم یقین کرتے ہو) اس کے علاوہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ قرآن شعر ہے، یا نبی کریم ﷺ شاعر ہیں۔

اس نفی کے چند اسباب ہیں، سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ عرب شعر کی نسبت شیطان کی طرف کیا کرتے تھے، اور الہام کو شیطانی کارستانی مانتے تھے، یہ سوچ اور خیال ان کا عقلی اور ادبی عقیدہ بن گیا تھا، لیکن شیطان ان کے خیال میں اس مفہوم اور مطلب میں نہیں ہوتا تھا جس کا تصور اسلام نے پیش کیا، بلکہ وہ شعر کی نسبت شیطان کی طرف اس لیے کیا کرتے تھے کہ وہ جن اور شیاطین کو اختراع اور ابداع میں انسانوں سے فائق سمجھتے تھے، یہی صفات وہ شاعر کے لیے بھی مانتے تھے، اس لیے گہرائی وگیرائی، تفوق اور ابداع کے اظہار کے لیے شعر کی نسبت شیطان کی طرف کرتے تھے۔

اسی طرح جس چیز میں شر کا پہلو زیادہ ہوتا تھا، اس کی نسبت بھی شیطان کی طرف کرتے تھے، مثلاً سانپ، قبیح ڈراونی شکل۔ شیطان کے لفظی معنی دوری کے ہیں، اسی وجہ سے ابداع، اختراع اور تفوق کی صفات کے ساتھ شر کی طرف میلان کی طرف بھی اشارہ ہے، خیر کی طرف میلان کو بتانا ہوتا تو وہ اس کی نسبت فرشتوں، انبیاء یا اپنے معبودوں کی طرف کرتے۔

اسی وجہ سے قرآن کریم نے شعر سے اپنے تعلق کی نفی کی ہے، تاکہ اسلام جیسے لاثانی پیغام کی نسبت شیطان کی طرف نہ ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شعر کا تعلق موسیقی اور غنا سے ہے، جو اسلام جیسے ابدی پیغام کے مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اسلام روح کی صفائی اور اخلاق فاضلہ کی نشر و اشاعت کا دین ہے۔

(اختصار کے ساتھ۔ الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام۔ از: ڈاکٹر عبداللہ الحامد ص ۲۱ تا ۲۳)

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم نے شعر گوئی پر پابندی عائد کی ہو، بلکہ قرآن اور اسلام ہر فن کو قبول کرتا ہے، اور ہر چیز میں خیر کے پہلوؤں کی ترغیب دیتا ہے، انشاء اللہ آئندہ ابواب اور فصلوں سے یہ بات واضح ہوگی۔

نبی کریم ﷺ اور شعر

جس طرح قرآن کریم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ قرآن شعر نہیں ہے، اسی طرح اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ شاعر نہیں ہیں، اور شاعری آپ کے لیے مناسب نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِيْنٌ'' اور ہم نے محمد کو شعر نہیں سکھایا، اور وہ اس کے لیے مناسب نہیں ہے، یہ (قرآن) تو تذکیر کا سامان اور کھلی ہوئی پڑھی جانے والی کتاب ہے (یس ۶۹) اس کے اسباب بھی وہی ہیں جن کا تذکرہ اس سے پہلے والے مضمون میں ہو چکا ہے، کیوں کہ اسلام جیسے لافانی پیغام کو انسانوں تک پہنچانے والے رسول کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ شاعر ہوں، اور اس رسول کی نسبت شیطان کی طرف کی جائے۔ (عربوں کے تصور کے مطابق)

قرآن کریم نے شعراء اور ادباء سبھوں کو چیلنج کیا کہ وہ اس کے مثل لے آئیں، اگر رسول اللہ ﷺ شاعر ہوتے تو چیلنج کی یہ حقیقت باقی نہیں رہتی، اگر رسول اللہ ﷺ شاعر ہوتے تو شعر گوئی میں سب سے زیادہ ممتاز ہوتے اور آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا شاعر نہیں ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو ایسے لاثانی شاعر کے سلسلے میں جس کی طرف معجزانہ نثر میں وحی کی جارہی ہو، بہت سی بدگمانیاں پیدا ہو جاتیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ کو شاعر نہیں بنایا گیا، تاکہ اللہ کی وحی تمام باطل چیزوں اور بدگمانیوں سے پاک وصاف رہے۔

ابو حاتم نے ''الزینۃ'' میں لکھا ہے (۱/ ۹۸): رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے شعر سے محفوظ رکھا: ''تا کہ اللہ عز وجل کے کلام اور شعر میں اختلاط نہ ہو'' یعنی لوگوں کے لیے قرآن اور شعر میں التباس نہ ہو جائے، نہ کہ نبی کریم ﷺ کے لیے، کیوں کہ رسول کے لیے التباس ہونا ناممکن اور محال ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شعر کا علم نہیں تھا، یا آپ شعر پر تنقید کے علم سے نابلد تھے، بلکہ آپ کو شعر گوئی کا فن نہیں دیا گیا، اور آپ شاعر نہیں بنائے گئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فنِ شعر سے واقف تھے اور اس کی نوک پلک اور تاریخ سے بھی واقف تھے۔

دلائل الاعجاز ص ۲۷ میں یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی سودہ نے یہ شعر پڑھا:

أَلَا مَـنْ رَأَى الْـعَبْـدَيْنِ أَوْ ذُكِـرَا لَـهُ عَـدِيٌّ وَتَيْـمٌ تَبْـتَغِـي مَنْ تُـحَـالِفُ

(جو دو غلاموں عدی اور تیم کو دیکھے یا جس کے پاس ان دو غلاموں کا تذکرہ کیا جائے وہ شخص سمجھے کہ وہ کس کو اپنا حلیف بنانا چاہتا ہے)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے سمجھا کہ اس نے ان سے چھیڑ خوانی کی ہے، کیوں کہ حضرت عائشہ قبیلہ تیم کی تھی اور حضرت حفصہ قبیلہ عدی کی، چناں چہ ازواجِ مطہرات کے درمیان اس شعر کے معنی کے سلسلے میں بحث چھڑ گئی، رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ آئے اور فرمایا: ''تمہارا ناس ہو، یہ شعر تمہارے خاندان عدی اور تیم کے سلسلے میں نہیں کہا گیا ہے، بلکہ قبیلہ تمیم کے خاندان عدی اور تیم کے سلسلے میں کہا گیا ہے''۔

مشرکین قریش نے اپنے شعراء کے ذریعے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کرنا اور آپ کو تکلیف دینا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا جواب اشعار کے ذریعے ہی دینے کا ارادہ فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور اپنے ہجو کے اشعار کو پیش کیا، لیکن آپ نے ان کو واپس کر دیا، اسی طرح عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی ہجو بھی آپ کو پسند نہیں آئی، پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان کے اشعار کو پسند فرمایا، جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ''انھوں نے ہم کو مطمئن کر دیا اور خود بھی مطمئن ہو گئے'' (صحیح مسلم ۴/۱۴۶)

مذکورہ بالا دونوں واقعات سے رسول اللہ ﷺ کی شعر فہمی اور فنِ شعر سے واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بہت سے موقعوں پر اپنے صحابہ سے شعر پڑھوایا ہے، اور شعری معذرت کو بھی قبول کیا ہے، اور بہترین اشعار پر انعامات سے بھی نوازا ہے، اس کی تفصیلات ''شعر اسلام کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت آ رہی ہیں۔ (اختصار کے ساتھ ''الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام'' ص ۲۴ تا ۲۷)

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ بالاجماع عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہیں، یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ اس کے باوجود مکمل شعر باوزن نہیں پڑھتے تھے، آپ یا تو ابتدائی مصرعہ پڑھتے تھے یا آخری مصرعہ، اگر آپ کبھی پورا شعر پڑھتے تو کسی بھی حال میں صحیح نہیں پڑھتے تھے اور شعر کو اس کو وزن سے نکال دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے لبید کا مشہور شعر کا یہ مصرعہ پڑھا:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلُ

اس مصرعے کو صحیح پڑھا، لیکن اس کا دوسرا مصرعہ ''وكل نعيم لا محالة زائل'' نہیں پڑھا۔

طرفہ ابن عبد کا مشہور شعر اس طرح پڑھا:

سَتُبْدِي لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا وَيَأْتِيكَ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْأَخْبَارِ

حالانکہ صحیح شعر اس طرح ہے:

سَتُبْدِی لَکَ الْأَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلًا وَیَأْتِیکَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تَزَوَّدِ

عباس ابن مرداس کا شعر یوں پڑھا:

أَتَجْعَلُ نَهْبِی وَنَهْبَ الْعَبِیْـ ـدِ بَیْنَ الْأَقْرَعِ وَعُیَیْنَةَ

لوگوں نے کہا: بین عیینة والأقرع ۔آپ نے یہ شعر دہرایا تو پہلے کی طرح ہی پڑھا، صحیح وزن کے مطابق پڑھ نہیں سکے۔

صرف دو موقعے ایسے ہیں جن موقعوں پر آپ ﷺ نے رجز یہ اشعار صحیح پڑھے ہیں، ایک جنگِ احد کے موقع پر، آپ نے فرمایا:

أَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

دوسرے اس وقت جب کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی تھی، اس وقت آپ نے فرمایا:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیتِ وَفِی سَبِیلِ اللّٰهِ مَا لَقِیتِ

یہ اتفاق ہے، کیوں کہ رجز اصلاً شعر نہیں ہے، اس میں مسجع و مقفع اوزان کی طرح وزن پایا جاتا ہے، یہ بچوں کی زبانی بھی نکل جاتا ہے، وہ کھیل کے دوران، کاموں کے دوران اور بازاروں میں رجز پڑھتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو شاعر نہیں کہا جاتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عربوں میں اوزان فطری بات تھی۔

اس موضوع پر مصطفیٰ صادق رافعی نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور عنوان قائم کیا ہے: ’’نبی کریم ﷺ سے شعر کی نفی‘‘۔ (تاریخ آداب العرب ج ا ص ۲۲۳۔۲۳۱)

کیا حقیقتاً عہدِ نبویؐ میں شعر کی چنگاری ماند پڑ گئی؟

شعراءِ صدرِ اسلام یعنی عہد نبوی کی شاعری پر بہت سے ادباء اور ناقدین نے قلم اٹھایا ہے، اور اس موضوع پر بہت سی کتابیں عربی میں منظر عام پر آئی ہیں، عہد نبوی کی شاعری کے سلسلے میں دو نقطہائے نظر ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بہت سے مورخین اور ادباء نے (جن میں ابن خلدون بھی ہیں) نے کہا ہے کہ عہدِ اسلامی میں شعر عربی میں کمزوری پیدا ہوگئی اور اس کی چنگاری ماند پڑ گئی، اس کے بہت سے اسباب ان ناقدین نے گنائے ہیں اور اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ متاخرین مورخین اور ناقدین نے اس نظریے کی تردید کی ہے، دونوں کے دلائل اور ان کی باتوں کی تفصیلات اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہیں۔

شاعری اسلام کی نظر میں

بہت سے ادباء اور ناقدین نے اس موضوع پر بحث کی ہے کہ اسلام شعر گوئی کو کس نظر سے دیکھتا ہے اور شعر کے تئیں اسلام کا موقف کیا ہے؟ اسلام کے موقف نے شاعری پر کیا اثر ڈالا ہے؟ اور شعر گوئی میں اس کے کیا نتائج ظاہر ہوئے ہیں؟ ان ہی موضوعات کو تفصیل کے ساتھ یہاں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ایک غلط نظریہ: عہدِ نبوی میں شعر و شاعری کی حیثیت گھٹ گئی

بہت سے عرب مورخین، ادباء اور ناقدین، اسی طرح مستشرقین کا خیال ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی طرف سے شعر و شاعری کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے کی وجہ سے شعر و شاعری کی حیثیت عہد نبوی میں گھٹ گئی، اور جو نغمہ سنجی، معنویت اور شاعری کی دوسری خصوصیات تھیں وہ کمزور پڑ گئیں، جس کے نتیجے میں شاعری کی رونق ماند پڑ گئی، ان لوگوں کا یہ بھی دعوی ہے کہ صرف مخضر مین (وہ شعراء جن کی نشو ونما جاہلی دور میں ہوئی اور انھوں نے اسلام کی روشنی نمودار ہونے کے بعد اسلام کے دامن میں آ گئے) کے اشعار کا بہت ہی کم حصہ باقی رہا، بعض عرب ناقدین نے سب سے پہلے یہ بات کہی، اس کے بعد عرب مورخین اور ناقدین نے اس غلط نظریے کو یقین کی حد میں داخل کر دیا، اس پر مستزاد یہ کہ مستشرقین نے اس نظریہ کی تائید اور توثیق کے لیے انتھک محنت اور جد و جہد کی، جس کے نتیجے میں یہ بات ادبی حلقوں میں یقینی سمجھی جانے لگی کہ اسلام کی وجہ سے شعر و شاعری کی رونق مدھم ہو گئی۔

یہ نظریہ صحیح نہیں ہے

لیکن یہ نقطۂ نظر اور نظریہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اس نظریے میں حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، حالاں کہ صرف ''الاصابة فی تمییز الصحابة'' تالیف: علامہ ابن حجر عسقلانی پر سرسری نگاہ دوڑانے سے ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صدر اسلام میں شاعری زوروں پر تھی، اور سینکڑوں کی تعداد میں شعراء موجود تھے، جن میں سے بعض بسیار گو شعراء ہیں اور بعض کم گو، آخری ابواب میں زیادہ سے زیادہ شعراء اور ان کی شاعری کے بارے میں معلومات جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

صدرِ اسلام کی شاعری کا رخ بدل گیا

صدر اسلام کے شعراء نے جاہلی موضوعات سے ہٹ کر نئے دین (جس کے لیے انھوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں اور اپنے جان و مال ہر چیز کو اس دین کو پھیلانے کے لیے وقف کر دیا تھا) کی تعلیمات کے مطابق اپنی شاعری کو ڈھالنا شروع کر دیا تھا، اللہ نے ان شعراء کو اپنی نعمت اسلام سے نوازا تھا، بہت سے شعراء جزیرۃ العرب اور دوسری جگہوں پر مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے، اور انھوں نے اپنی شاعری کا رخ جہاد کی طرف موڑ دیا، اور اپنے اشعار سے مسلمان مجاہدین کے جذبات کو معمور کر دیا، انھوں نے اپنے اشعار میں اسلام کے دفاع، اسلامی تعلیمات کو عام کرنے، اور اخلاق فاضلہ کی ترغیب دینے کے موضوعات کو بھی شامل کیا، صرف شعر ہی نہیں، بلکہ نثر کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔

مذکورہ بالا نظریے کے راسخ ہونے کے اسباب

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' میں روایت کیا ہے کہ عہد عباسی کے مشہور عالم اور شعر و شاعری کے راوی اور نقاد اصمعی نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ شعر بڑی گھٹیا چیز ہے، برائی میں خوب پھلتا پھولتا ہے، اور بھلائی میں کمزور ہو جاتا ہے، پھر اس نے اپنے اس خیال کی تائید میں حسان بن ثابت کی مثال پیش کی اور کہا کہ حسان بن ثابت کو دیکھئے، ان کا شمار دورِ جاہلی کے صف اول کے شعراء میں ہوتا تھا، لیکن جب اسلام آیا تو ان کا شعر گر گیا۔

محمد بن سلام جمحی نے اپنی کتاب ''طبقات فحول الشعراء'' میں اصمعی کے قول کی یہ کہہ کر تصدیق کر دی کہ ''پس شعر کہنے سے عربوں کی توجہ ہٹ گئی، چناں چہ وہ جہاد اور فارس و روم کی لڑائیوں میں مشغول ہو گئے اور شعر اور اس کی روایت کو بھلا بیٹھے''۔ (ص ۲۲)

ابن سلام کے بعد ابن خلدون نے بھی ایسی بات کہی جس سے اصمعی کی بات کو مزید تقویت حاصل ہو گئی، انھوں نے کہا: ''جان لو کہ شعر عربوں کا دیوان تھا، جس میں ان کے علوم، ان کی باتیں اور ان کی حکمت و فلسفہ سب محفوظ تھا، پھر عرب اس سے (شعر سے) ابتدائے اسلام میں پھر گئے، کیوں کہ دین کی باتوں، نبوت اور وحی نے ان کی توجہ اس طرف سے ہٹا دی اور قرآن کے اسلوب بیان اور اس کے نظم نے ان کو اس قدر حیرت زدہ اور ششدر کر دیا کہ انھوں نے شعر سے اپنی زبان بند کر لی اور ایک عرصے تک نظم و نثر میں کچھ کہنے کے بجائے خاموش ہو گئے''، ابن خلدون نے آگے لکھا ہے: ''شعر کی حرمت اور ممانعت کے سلسلے میں وحی نازل نہیں ہوئی، نبی کریم ﷺ نے اس کو سنا اور اس کا بدلہ بھی عطا فرمایا، چناں چہ اس کے بعد وہ اپنی پرانی عادت کی طرف لوٹ آئے''۔

ابن خلدون نے شاعری کے توقف کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وحی کے نزول کی مدت تک محدود کیا ہے، یہ بات واضح اور کھلی ہوئی ہے کہ یہ بات مشرکین پر صادق نہیں آتی، کیوں کہ وہ دعوت کے کاموں میں مشغول نہیں تھے اور ان پر ابھی اسلام کا اثر بھی نہیں ہوا تھا، جب کہ اکثر قبیلے فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری کو اسلام میں داخل ہوئے، اس طرح ان قبیلوں کی شاعری سے دوری کی مدت دو سال سے زیادہ نہیں ہے، کیوں کہ فتح مکہ کے دو سال بعد ہی آپ انتقال فرما گئے، اسی طرح ابن خلدون کی پہلی بات کی تردید بعد والی بات سے خود بخود ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعر سنا اور اس پر انعامات سے بھی نوازا، یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ان ہی آخری سالوں میں آپ کے پاس وفود آنے لگے تھے، وہ اپنے شعراء اور خطباء کو پیش کرتے تھے اور آپ ﷺ کے شعراء ان کی تردید کرتے تھے اور جواب دیتے تھے، وہ حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ تھے۔

ابن خلدون کے بعد جتنے تذکرہ نگار، ناقدین اور مورخین آئے انھوں نے غالباً بغیر سوچے سمجھے اصمعی کی تائید کردی، حتی کہ بیسویں صدی کے مورخین میں جرجی زیدان جیسے صاحبِ فہم وفراست عیسائی مورخ اور اس زمانے کے مشہور تذکرہ نگار، مورخ، ادیب اور معتدل ومتوازن نقاد ڈاکٹر شکری فیصل نے بھی پوری عقلی اور نقلی دلیلیں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں شعر وشاعری ماند پڑگئی، وہ کہتے ہیں کہ......... چناں چہ ہم اس زمانے (صدر اسلام) میں کوئی ایسا شاعر نہیں پاتے جس میں طرفہ کی استاذانہ عظمت ورفعت، امرؤالقیس کی جدت طرازی وندرت، عنترہ کی نغمگی وموسیقیت یا نابغہ کی دانائی کی حکمت ملتی ہو۔ (تطور الغزل بين الجاهلية والاسلام)

عام طور سے اکثر نقاد اس بات کو بغیر سوچے سمجھے اور جملوں کو حالات اور حقائق کی روشنی میں دیکھے بغیر نقل کرتے چلے گئے اور یہ خیال عام ہو گیا کہ واقعی اسلام اور آنحضرت ﷺ کو شعر وشاعری سے نفرت تھی، اس پر سہاگہ کا کام مستشرقین میں بروکلمن نے کیا، جس نے اپنی کتاب تاریخ الأدب العربي میں صاف طور سے کہا ہے کہ آں حضرت ﷺ شعر اور شعراء دونوں سے نفرت کرتے تھے، اپنوں اور غیروں سبھوں نے یہی بات کہہ دی تو پھر شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی، جس کے نتیجے میں یہ بات عام لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ گئی کہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کے نزدیک شعر وشاعری غیر مستحسن کام اور اس کام کو کرنے والا غیر پسندیدہ شخص ہے۔

موجودہ عہد میں اس نظریے کی طاقت ور دلائل کے ذریعے تردید

عصر حدیث میں بہت سے ادباء، مورخین اور ناقدین نے اس نظریے کی دلائل اور سیر حاصل

بحث سے تردید کی ہے، اس کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: ا۔الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام۔تالیف: ڈاکٹر عبداللہ حامد، ص ۲۸ تا ۳۶، ۶۳ تا ۸۲، ۲۔عربی ادب کی تاریخ۔تالیف: ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی ص ۱۴۴ تا ۱۵۵ ۳۔تاریخ الأدب العربی (العصر الاسلامی) تالیف: ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۴۲ تا ۵۴، ۴۔شعر الصحابة مدی العناية به؛ پروفیسر عبدالعزیز رفاعی، الأدب الاسلامی فکرته ومنهاجه ص ۱۱۲ تا ۱۱۶، شائع کردہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، الشعر العربی بین الجمود والتطور۔از: محمد عبدالعزیز کفراوی ۴۷۔۵۱۔

شعر کے تئیں اسلام کا موقف

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ شعر کے تئیں اسلام کا وہی موقف ہے جو موقف تمام فنون لطیفہ کے تئیں ہے، اور خصوصاً ادب کے تئیں، تمام فنون کا مقصد تفریح اور دماغی عیاشی ہے، جن کے ضمنی مقاصد بھی پائے جاتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ان فنون کے ذریعے خیر وبھلائی کی دعوت دی جائے اور اخلاق فاضلہ کی ترغیب دی جائے، کسی بھی ادب کا ان ضمنی مقاصد سے خالی رہنا اچھی اور مناسب بات نہیں ہے، کیوں کہ زندگی میں فراغ کا پایا جانا ناممکن ہے، اگر ادیب اپنے ہاتھوں سے خیر اور بھلائی کے بیج نہیں بوئے گا تو یہ نہیں ہوسکتا کہ ادیب کی کاوشیں بے مقصد رہیں، بلکہ اس کے کندھوں پر برائی کا بوجھ آئے گا، اور وہ برائی کا داعی بن جائے گا، اور بدی کی ترویج کرنے لگے گا، یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اسلام نے شاعری سے منع نہیں فرمایا، کیوں کہ شاعر عام طور پر فطری اور طبعی ہوتے ہیں، یہ صلاحیت وہبی ہوتی ہے، اگر اس کو خیر کے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے تو خود بخود شعر کا استعمال برے کاموں میں ہوگا، اسی وجہ سے اسلام نے بہترین شعر گوئی کی ترغیب دی ہے، اور برے شعر سے نفرت دلائی ہے اور اس کے برے انجام سے ڈرایا ہے۔

"......اسلام عام طور سے اپنے بنیادی اصولوں اور شریعت کے دائرہ میں رکھتے ہوئے انسانوں کو ان تمام تفریحی کاموں کے کرنے اور ان تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہونے اور دماغی عیاشی کرنے کی اس طرح اجازت دیتا ہے کہ آدمی کو خود یا دوسروں کو بھی لطف آئے، بشرطیکہ اس فعل سے آدمی کو خود کو اور دوسری طرف سماج اور معاشرہ کو بحیثیت مجموعی کوئی نقصان نہ پہنچے، یا اس کی قائم کی ہوئی حدود کو اس قسم کا کوئی عمل یا فعل پار نہ کر جائے، یا مقررہ عبادتوں میں تغافل، تساہل اور خلل نہ آنے پائے۔

جب عام تفریحات میں اسلام کا یہ اصول ہے تو شاعری کے بارے میں جو شاعر اور سامع دونوں کو تفریحی سامان بہم پہنچانے کے علاوہ ایک بہت موثر، فعال اور ساتھ ہی ساتھ حسین ذریعہ ابلاغ اور وسیلۂ تعلیم بھی ہے، اور دوسری طرف ایک فن بھی جو ادب وزبان میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور جو ایک طرف انسانی ذہن وفکر اور سوچنے سمجھنے، اور غور وفکر کرنے کی طاقتوں کو جلا دیتا اور اس کی آبیاری کرتا ہے، تو دوسری طرف فرد وسماج دونوں کے احوال وکیفیات کی ایسی موثر تصویر کشی کرتا ہے کہ کبھی دل دھڑکنے اور جذبات بھڑکنے لگتے ہیں، اور کبھی دل ودماغ کو وہ سکون واطمینان دیتا ہے، اور جذبات واحساسات میں وہ ٹھہراؤ پیدا کرتا ہے اور اعتدال بخشتا ہے، جو کسی دوسرے ذریعہ کے بس کی بات نہیں، ظاہر ہے کہ کوئی کام ہو یا کوئی فن ہو، جب فرد یا

سماج کو نقصان پہنچانے لگے، یا ان سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو کسی قسم کی حکومت ہو یا کسی قسم کا سماج ہو، اس کی اجازت نہ دے گا اور نہ ایسے لوگوں کی ہمت افزائی کرے گا، اسلام نے بھی یہی نقطۂ نظر شعر و شاعری کے متعلق اختیار کیا ہے"۔ (عربی ادب کی تاریخ۔ از: ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی ص ۱۶۴۔۱۶۷)

"صدرِ اسلام میں نظم کیے ہوئے اشعار سے ادب اور تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں، کثرت سے اشعار ان کتابوں میں ملتے ہیں، ہر واقعے کے پس منظر میں کثرت سے اشعار پائے جاتے ہیں، اس زمانے کا سب سے بڑا واقعہ رسول اللہ ﷺ کا اسلام کی طرف لوگوں کو بلانا اور دعوت دینا تھا، اس دعوت کے لیے ہتھیار اٹھانے کی بھی ضرورت پیش آئی، تا کہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی جائے، اس عہد میں عرب دو گروپوں میں بٹے ہوئے تھے، ایک گروپ میں وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا، اور وہ بہترین مسلمان تھے، دوسرے گروپ میں وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے قدیم دین اور نظریات کی مدافعت شروع کی، اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکنے لگے، ان تمام چیزوں کا تذکرہ ہم کو اس عہد کی شاعری میں ملتا ہے"۔

(تاریخ الأدب العربي "العصر الاسلامی"۔ از: ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۴۲)

اسلام کی آمد پر شعراء خاموش نہیں رہے

اس عہد میں بہت سے شعراء تھے، جنھوں نے اس میدان میں طبع آزمائی کی ہے، یہ طبعی اور فطری بات ہے کہ انھوں نے اس سے پہلے دورِ جاہلی میں زندگی گزاری تھی، اس دور میں ان کی زبان پر تالے نہیں پڑے تھے، بلکہ انھوں نے اپنے جذبات اور احساسات کو اشعار میں ڈھالا تھا، اسی طرح جب اللہ نے ان ہی لوگوں کو نعمتِ اسلام سے نوازا تو بھی انھوں نے شعر کہا اور اسی قوت و جذبے کے ساتھ کہا جو جذبہ عہدِ جاہلی میں تھا۔

عہدِ نبوی میں اشعار کا سیلِ رواں

تاریخ ادب عربی، کتب ادب، سیرت نبوی اور رجال کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہوگا کہ اشعار سیل رواں کی طرح شعراء کی زبانوں پر جاری تھے، "کتاب الأغاني "، "تاریخ طبری"، "سیرت ابن ہشام"، صحابہ سے متعلق لکھی گئی کتابیں "الاصابة في تمييز الصحابة "، "الاستيعاب في معرفة الأصحاب"، "أسد الغابة في معرفة الصحابة "وغیرہ پر سرسری نگاہ دوڑائی جائے تو شاعری کا سیلِ رواں نظر آئے گا، "المفضليات" تالیف مفضل ضبی اور "الاصمعيات" تالیف اصمعی۔ ان کتابوں میں مخضرمین کے اشعار بڑی تعداد میں محفوظ ہیں، اسی طرح علامہ ابن قتیبہ نے "الشعر والشعراء "میں بہت سے مخضرمین کا تعارف کرایا ہے، اسی طرح "طبقات فحول الشعراء" میں ابن سلام جمحی نے اس عہد کے بڑے شعراء کے بارے میں ہمیں بتایا ہے۔

ان تاریخی، ادبی اور رجال وغیرہ کی کتابوں پر ایک نظر دوڑانے سے ہی اس نظریے کی تردید ہوتی

ہے کہ عہد نبوی میں شعر و شاعری کمزور ہو گئی اور اس کی چنگاری ماند پڑ گئی، بلکہ اس بات کا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ صدر اسلام میں بھی شاعری زوروں پر رہی اور ترقی کی راہوں پر گامزن رہی۔

شعراء کی مذمت میں نازل آیت سے شبہ

مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے بھی بہت سے لوگوں کو شبہ ہوا کہ قرآن کی طرف سے شعراء کی مذمت کی جانے کی وجہ سے عربوں میں شعر کی حیثیت گھٹ گئی اور انھوں نے اس سے اعراض کیا اور قرآن میں ہی مشغول ہو گئے، وہ آیت یہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ، وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ، إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا'' (اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں، کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (شاعر) لوگ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں، ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے، اور انھوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا، اور انھوں نے بعد میں اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے بدلہ لیا)

لیکن اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان ہی شعراء کی مذمت کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے اور دعوت اسلام کے آڑے آتے تھے، قرآن نے اس آیت کریمہ میں بنفسہ شعر کی مذمت نہیں کی ہے، بلکہ اس شعر کی مذمت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی گئی ہو، یا اس میں اسلامی تعلیمات کی مخالفت ہو، پھر آیت کریمہ میں ان شعراء کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو ایمان کی دولت سے سرفراز ہیں، اور عمل صالح کو اپنا شعار بناتے ہیں، ان کا مقصد جنت کا حصول، اور دین، شرافت اور حرمات کا دفاع ہے۔

ایک حدیثِ نبوی سے شبہ

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا'' (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، سنن ابوداود، تھوڑے سے فرق کے ساتھ چاروں کتابوں میں یہ حدیث ملتی ہے) تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔

اس نبوی فرمان کا ایک پس منظر ہے، نبی کریم ﷺ نے شعر گوئی سے منع کرنے کے لیے یہ بات نہیں کہی، وہ پس منظر یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مقام عرج سے گزر رہے تھے کہ ایک شاعر اپنا شعر گاتا ہوا گزرا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان کو پکڑو''، یا فرمایا: ''شیطان کو روکو'' پھر فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے''۔ (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے) حدیث کے سیاق و سباق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ شاعر ایسے اشعار

گا رہا تھا جس کو آپ اور صحابہ ناپسند فرماتے تھے، شاید اس میں کسی بت کی تعریف تھی یا شرکیہ بات، یا اسلامی عقائد کے خلاف کوئی بات تھی، اس لیے آپ نے سختی کے ساتھ شعر سے متعلق یہ بات کہی۔

شعر سے متعلق نبی کریم کا موقف

جب کہ نبی کریم ﷺ نے کئی موقعوں پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شعر کہنے کی ترغیب دی اور اس پر انعامات سے بھی نوازا، بعض مخالفین نے شعر کے ذریعے معذرت طلب کی تو آپ نے ان کے بلیغانہ اشعار کو سن کو ان کی معذرت قبول کی، اس سلسلے میں کعب بن زہیر کا واقعہ مشہور ہے جس کا تذکرہ ان کے حالات زندگی میں انشاء اللہ آئے گا۔

نبی کریم ﷺ نے شعر کو حکمت سے تعبیر کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان من البیان لسحرا، وان من الشعر لحکمة" بعض بیان میں جادو ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔

آپ کا یہ بھی فرمان ہے: "اِنَّمَا الشِّعْرُ کَلَامٌ، فَحَسَنُهُ حَسَنٌ، وَقَبِیْحُهُ قَبِیْحٌ" شعر تو کلام ہے، جو اس میں اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو اس میں برا ہے وہ برا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عمر جیسے سخت کوش خلیفہ کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ انھوں نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ لوگوں کو شعر سیکھنے کا حکم دیا کرو، کیوں کہ اس سے اعلی اخلاق کی تربیت، صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت اور حسب ونسب کا علم ہوتا ہے۔

(عربی ادب کی تاریخ ج ۲ ص ۱۵۲، بحوالہ العمدۃ فی مجالس الشعراء وآدابہ ونقدہ۔ تالیف: ابن رشیق قیروانی)

"اس سلسلہ میں ایک بہت اہم بات سوچنے کی یہ ہے کہ اگر اسلام شعر وشاعری کا مخالف ہوتا تو آں حضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان شعراء جو صرف عربی زبان میں نہیں بلکہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ابھرے، بھلا پیدا ہو سکتے تھے؟ اور اس طرح کھلے عام شاعری کر سکتے تھے، جس طرح کرتے آرہے ہیں، اور جس کا سلسلہ آج تک بڑی شان سے جاری ہے، ہرگز نہیں، اگر اسلام یا آں حضرت ﷺ کا ادنی اشارہ بھی اس کی مخالفت کا ہوتا تو شعر وشاعری کب کی اپنی موت آپ مر چکی ہوتی، جس طرح وثنیت اور اوہام پرستی مسلمانوں میں ختم ہو کر رہ گئی، اور جس طرح رقص، مجسمہ سازی، پینٹنگ اور تصویر کشی مسلمانوں میں بحیثیت پسندیدہ فن آج تک مقبول نہ ہو سکے، اسی طرح شعر وشاعری بھی مسلمانوں میں پنپ نہ پاتی"۔ (عربی ادب کی تاریخ۔ ج ۲ ص ۱۵۲-۱۵۳)

"حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عربوں کو شعر گوئی اور سخن نوازی سے منع نہیں فرمایا، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکینِ قریش اور اعدائے اسلام کے خلاف بطور تیز ہتھیار کے شاعری کو استعمال کیا، آپ کا خیال تھا کہ شعر کے تیر جنگی تیر سے زیادہ ان کو نقصان پہنچانے والے ہیں (العمدۃ ۱/۱۲) آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین بھی اپنے بیانات اور خطابات میں اشعار پڑھا کرتے تھے (ابن سعد ۶/۵۷) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کثرت کے ساتھ مسجد میں اشعار گایا کرتے تھے (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹۵-۹۶، الفائق للزمخشری ۱/۲۵۷) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قبائل کے وفود کے پاس ان کے شعراء کے بارے میں دریافت کرتے تھے اور وہ وفود آپ رضی اللہ عنہ سے اشعار پڑھنے کی درخواست کرتے تھے، اور وہ کبھی کبھار پسندیدگی اور استحسان کا اظہار کرتے ہوئے پڑھا کرتے تھے (اغانی: طبعۃ دار الکتب ۸/۱۹۹، ۱۰/۲۸۸۔ عقد الفرید: طبعۃ لجنۃ التالیف ۵/۲۷۰، خزانۃ الادب للبغدادی ۲/۲۹۲)

العمدۃ ۱/۱۰ میں لکھا ہے: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جو بصرہ میں حضرت عمر کے گورنر تھے: اپنے ساتھیوں کو شعر سیکھنے کا حکم دو، کیوں کہ اس سے بلند اخلاق، رائے کی درستگی اور معرفت انساب کا فن حاصل ہوتا ہے''۔ ابن سلام نے لکھا ہے: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی بھی معاملہ پیش کرتے تو اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی مصرعہ ضرور پڑھتے''۔ (البیان والتبیین ۱/۲۴۱)

(تاریخ الأدب العربی۔ العصر الاسلامی، تالیف: ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۴۵)

مندرجہ بالا امور کا مطلب اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام نے شعر کی ممانعت اسی وقت کی ہے جب شعر اسلام کی دعوت اور تعلیمات کے خلاف ہو، اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو اسلام شعر کو پسند کرتا ہے، یہی طریقۂ کار خلفاے راشدین کا بھی تھا۔

مندرجہ بالا امور کا خلاصہ حاتم رازی کے الفاظ میں یہ ہے:

''آں حضرت ﷺ نہ صرف شعر کو پسند فرماتے تھے، بلکہ فرمائش کر کے سنتے بھی تھے، شعر سن کو مجرموں اور خطا کاروں کو معاف فرما دیتے تھے، اور معذرت اور توبہ قبول فرماتے تھے اور اچھا شعر کہنے پر انعام واکرام سے نوازتے بھی تھے، اور اچھا شعر سن کر فرطِ انبساط سے جھومنے بھی لگتے تھے''۔ (الزینۃ فی الکلمات العربیۃ الاسلامیۃ۔ تالیف ابوحاتم رازی)

''جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ مسجد میں شعر خوانی کرتے تھے، اور جاہلیت کے بہت سے امور سے متعلق باتیں کرتے تھے تو آپ اکثر دیکھ کر مسکرا دیتے تھے''۔ اس حدیث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ شعر کو اس قدر پسند فرماتے تھے کہ آپ کی مسجد میں مشاعرہ یا شعر خوانی ہوتی تھی، اور آپ منع نہیں کرتے تھے، بلکہ اظہار پسندیدگی کے طور پر مسکرا دیتے تھے''۔

(عربی ادب کی تاریخ۔ تالیف: ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی ج ۲ ص ۱۵۴)

صحیح نظریہ کے طاقتور دلائل

ذیل میں احادیث مبارکہ، سیرت نبویہ اور تاریخ اسلامی کی کتابوں سے بعض احادیث اور واقعات پیش کیے جا رہے ہیں، جن سے واضح طور پر مندرجہ بالا نظریے کی وضاحت ہوگی۔

۱۔ نبی کریم ﷺ، خلفاے راشدین اور قرن اول کے دوسرے خلفاء، امراء اور گورنروں نے شعراء کو صحراء، وادی، جنگل، چاند، سورج، سمندر، جنگلی جانوروں، پرندوں، شکار وغیرہ فطری چیزوں اور جگہوں کی منظر کشی اور ان سے لطف اندوزی کی حکایت پیش کرنے سے منع نہیں فرمایا، اسی طرح صرف اسلام، اور اس کی تعلیمات کے بارے میں ہی اشعار کہنے اور اسی کی مدح سرائی کرنے پر مجبور نہیں کیا، کیوں کہ ان تمام حضرات کو اس کا علم تھا کہ شعر کا سب سے بڑا مقصد تفریح اور لطف اندوزی ہے، اس کے ضمن میں کوئی پیغام یا بہترین کلام اور حکمت پوشیدہ رہتی ہے، البتہ کوئی شاعر اپنے فن سے دوسروں کو نقصان پہنچانے اور معاشرے کو بگاڑنے کا کام لیتا ہے تو اس کی نکیر کی جاتی ہے اور ضرورت پڑنے پر سزا بھی دی جاتی ہے، اس کے فن کو سزا کے لیے مانع اور رکاوٹ نہیں مانا جاتا، اسی نقطۂ نظر سے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد کے ایک بڑے شاعر حطیئہ کو قید کیا اور ابو محجن ثقفی کو کوڑے مارے۔

حضور اکرم ﷺ نے اسی ضمن میں فرمایا: ''جو کوئی اسلام میں تکلیف دہ ہجو والے اشعار کہے تو اس کی زبان ہدر ہے''، اسی طرح آپ نے فرمایا: ''آدمی کے لیے سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ وہ کسی آدمی کی ہجو کرے تو دوسرا اس کے پورے قبیلے کی ہجو کرے......''۔ (ابن ماجہ ۲/۱۲۳۶)

۲۔ ایسے بہت سے نصوص ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے شعر کی تعریف کی ہے اور اس کی ترغیب دی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً''، بعض بیان میں جادو ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت سے معمور رہتے ہیں۔

(سنن ابوداود ۴/۴۱۵، صحیح بخاری ۸/۴۳، سنن ابن ماجہ ۲/ ۱۲۳۵۔۱۲۳۶)

۳۔ جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ قریش اپنے اشعار کے ذریعے اسلام، مسلمانوں اور نبی اسلام کی ہجو کررہے ہیں اور وہ اس میدان میں بہت بڑھ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے زبان وشعر سے جہاد کرنے کی آواز دی اور فرمایا: ''قریش کی ہجو کرو، کیوں کہ یہ ان کے لیے تیروں کی بارش سے زیادہ سخت ہے''، چناں چہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلایا، اخیر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ''جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے تب تک جبرئیل تمہاری برابر تائید کرتے رہیں گے''، جب حضرت حسان قریش کی ہجو کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حسان نے ان کی ہجو کی تو انھوں نے ہمارے سینے کو ٹھنڈا کیا اور اپنے سینے کو بھی ٹھنڈا کیا''۔

(یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں مروی ہے: ۴/ ۱۹۳۶۔ دلائل الاعجاز ص ۱۷)

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شعر (دوسری تمام ادب کی قسموں کی طرح) کلام یعنی گفتگو ہے، چناں چہ جو اس میں سے اچھا ہے وہ اچھا ہے، اور جو برا ہے وہ برا ہے''۔ (دلائل الاعجاز ص ۲۰)

۵۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کعب بن مالک سے فرمایا: ''اللہ تمہاری بات بھولا نہیں ہے، اور وہ بھلانے والا بھی نہیں، ایک شعر جس کو تم نے کہا ہے''، کعب نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سا شعر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! ان کو سناؤ''، حضرت ابوبکر نے یہ شعر پڑھا:

زَعَمَتْ سَخِینَةُ أَنْ سَتَغْلِبُ رَبَّهَا وَلَیَغْلِبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

(سخینہ نے یہ گمان کیا کہ وہ اپنے رب پر غالب آجائے گی، یہ اس کی خام خیالی ہے، ضرور بالضرور سب پر غالب آنے والا پروردگار غالب آکر رہے گا) (سنن ابوداود ۴/ ۴۱۶)

۶۔ اسلام نے شعر کی ہمت افزائی کی ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ مسجد

نبوی میں منبر رکھا کرتے تھے، اور حضرت حسان اس منبر پر کھڑے ہو کر شعر پڑھا کرتے تھے، اور دین اسلام اور رسولِ اسلام کا دفاع کرتے تھے (سنن ابوداود ۴/۴۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اشعار پڑھنے کا یہی معمول تھا، ایک مرتبہ حضرت حسان مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر کا گزر ان کے پاس سے ہوا، تو حضرت عمر نے ان کی طرف گھور کر دیکھا، حضرت حسان نے فرمایا: میں اس وقت بھی اشعار پڑھا کرتا تھا جب کہ اس مسجد میں آپ سے بہتر شخص تھے یعنی رسول اللہ ﷺ، پھر وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ''میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما''۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں۔

(صحیح مسلم ۴/۱۴۴۴، سنن نسائی ۲/۴۷، سنن ابوداود ۴/۴۱۵، صحیح بخاری ۸/۴۵)

۷۔ رسول اللہ ﷺ امیہ ابن ابوصلت کے اشعار دوسروں سے پڑھواتے تھے اور ان کو پسند فرماتے تھے، حضرت عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ ان کے والد نے فرمایا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا، آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمھیں امیہ بن ابوصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں، میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں نے ایک شعر پڑھ کر سنائے تو آپ نے فرمایا: شرید! سناؤ، یہاں تک کہ میں نے ایک سو قافیے پڑھ کر سنایا، ہر قافیے کے بعد آپ ﷺ فرماتے: ''پھر سناؤ''۔ (ابن ماجہ ۲/۱۲۳۵-۱۲۳۶، صحیح مسلم ۴/۴۴/۴/۴۵-۴۶)

۸۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک سو سے زیادہ مرتبہ حاضر ہوا، آپ کے صحابہ مسجد نبوی میں اشعار پڑھا کرتے تھے اور جاہلیت کی باتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار تبسم فرمایا کرتے تھے''۔ (الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۳۴)

۹۔ ابن اسود نہدی نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غار کا رخ کیا تو آپ کی انگلی زخمی ہوگئی، اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دُمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

(تو تو صرف ایک انگلی ہے جس کو زخم آیا ہے، اور جو تمھیں تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تالیف: علامہ ابن حجر عسقلانی، ج ۱ ص ۵۶)

۱۰۔ ابن اسحاق نے اپنی مغازی میں عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خندق کھودنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کو گروپوں میں تقسیم کیا، آپ خود بھی ان کے ساتھ کام کیا کرتے تھے، ان میں ایک شخص تھا، جس کا نام جعیل تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام تبدیل کر کے عمرو رکھا تھا، چناں چہ بعض صحابہ نے اس موقع پر مندرجہ ذیل رجزیہ شعر کہا:

سَمَّاهُ مِنْ بَعْدِ جُعَيْلٍ عَمْرًا وَكَانَ لِلْبَائِسِ يَوْمًا ظَهْرًا

(نبی کریم ﷺ نے ان کا نام جعیل سے بدل کر عمرو رکھا، وہ دن بیچارے کے لیے روشن و تابناک دن تھا)

جب لوگ عمرا کہتے تھے تو رسول اللہ ﷺ بھی عمرا کہتے، اور جب لوگ ظھرا کہتے تو آپ ﷺ بھی ظھرا کہتے۔ (الاصابۃ ج۱ص۲۴۱)

۱۱۔ طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کیا، آپ کے سامنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، وہ ابواحمد بن جحش مکفوف کے مندرجہ ذیل رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

حَبَّذَا مَكَّةَ مِنْ وَادِ بِهَا أَهْلِي وَ أَوْلَادِيْ

بِهَا أَمْشِيْ بِلَا هَادِيْ

(کیا خوب مکہ کی وادی ہے، وہاں میرے اہل وعیال رہتے ہیں، میں وہاں رہبر کے بغیر ہی چلتا ہوں (شاعر نابینا تھے اور کسی رہبر کے بغیر ہی مکہ کی گلیوں میں اکیلے گھوما کرتے تھے) (الاصابۃ ج۲ص۲۱۸)

۱۲۔ امام بخاری اور ابن ابوخیثمہ نے روایت کیا ہے کہ عباد ابن عمرو دیلمی نے فرمایا کہ انھوں نے جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کو کسی موقع پر ایک جگہ کھڑا دیکھا تھا، پھر بعثت کے بعد بھی اسی جگہ کھڑا دیکھا، وہ کہتے ہیں کہ بنولیث کا ایک شخص آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا میں آپ کو شعر نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، چار مرتبہ منع کرنے کے باوجود اس نے آپ کی مدح میں اشعار سنائے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کسی شاعر نے بہترین بات کہی ہے تو تم نے کہی ہے"۔ (الاصابۃ ج۲ص۲۵۷)

۱۳۔ امام بخاری سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

میں پیغمبر ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

(سیرت النبی، تالیف: مولانا سید سلیمان ندوی ج۱ص۵۳۹)

۱۴۔ معوذ بن عفراء کی صاحب زادی (ربیع) کی جب شادی ہوئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور دلہن کے لیے جو فرش بچھایا گیا تھا، اس پر بیٹھ گئے، گھر کی لڑکیاں آس پاس جمع ہوگئیں اور دف بجا بجا کر شہداے بدر کا مرثیہ گانے لگیں، گاتے گاتے ایک نے یہ مصرعہ گایا:

فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِيْ غَدٍ

ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

(سیرۃ النبی ج۲ص۳۳۹، بحوالہ صحیح مسلم: باب ضرب الدف فی النکاح)

۱۵۔ بنوتمیم کی سفارت حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی، بنوتمیم کے خطباء نے تقریریں کیں اور

حضور اکرم ﷺ کی طرف سے صحابہ نے تقریریں کیں............تقریریں ہو چکیں تو اشعار کی باری آئی، سفارت کی طرف سے تمیم کے مشہور شاعر زبرقان بن بدر نے قصیدہ پڑھا:

نَحْنُ الْكِرَامُ فَلَاحَيٌّ يُعَادِيْنَا مِنَّا الْمُلُوكُ فِيْنَا تَنْصِيْبُ الْبِيَعِ

(ہم شرفائے قوم ہیں، کوئی قبیلہ ہمارا ہمسر نہیں ہوسکتا، ہم میں تخت نشیں ہیں اور ہم میں کلیساؤں کے بانی ہیں)

جب زبرقان اشعار گا چکے، آں حضرت ﷺ نے دربار رسالت کے شاعر یعنی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، انھوں نے برجستہ کہا:

إِنَّ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرٍ وَإِخْوَانِهِمْ قَدْ بَيَّنُوْا سُنَّةً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

شرفائے قبیلۂ فہر نے لوگوں کو ایک ایسا راستہ بتادیا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔

(سیرت النبی ج۲ص۳۹)

۱۶۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب اشاعرہ کا وفد آیا تو یہ لوگ جوش مسرت سے یہ رجز پڑھتے تھے:

غَدًا نَلْقِي الْأَحِبَّهْ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهْ

(کل ہم دوستوں سے ملیں گے، محمد اور پیروانِ محمد سے) (سیرت النبی ۲ص۴۱)

۱۷۔ ایک دفعہ اسود بن سریع جو شاعر تھے، خدمت عالی میں آئے اور عرض کی کہ "میں نے خدا کی حمد اور حضور کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں، فرمایا کہ ہاں خدا کو حمد پسند ہے، اسود نے اشعار پڑھنے شروع کیے، اسی اثناء میں کوئی صاحب باہر سے آگئے، آپ نے اسود کو روک دیا، دو تین دفعہ یہی اتفاق ہوا، اسود نے عرض کی کہ یہ کون صاحب ہیں، جن کے لیے آپ مجھ کو بار بار روک دیتے ہیں، فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو فضول باتیں پسند نہیں کرتا۔ (سیرت النبی ج۲ص ۳۲۷، بحوالہ: الادب المفرد ص۲۶)

۱۸۔ ادائے عمرہ کے موقع پر آں حضرت ﷺ لبیک کہتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے، حضرت عبداللہ بن رواحہ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے یہ رجز پڑھتے جاتے تھے:

خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ اَلْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهِ

(کافرو! سامنے سے ہٹ جاؤ، آج جو تم نے اترنے سے روکا تو تلوار کا وار کریں گے)

ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ

(وہ وار جو سر کو خواب گاہ میں سے الگ کردے، اور دوست کے دل سے دوست کی یاد بھلادے)

(سیرت النبی ج۱ص۵۰۳)

۱۹۔ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہاں مزدوروں کی صورت میں تھے، آج بھی (غزوہ خندق)

عبرت انگیز منظر ہے، جاڑے کی راتیں ہیں، تین تین دن کا فاقہ ہے، مہاجرین اور انصار اپنی پیٹھوں پر مٹی لادلاد کر پھینکتے ہیں اور جوشِ محبت میں ہم آواز ہوکر کہتے ہیں:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا أَبَداً

(ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد کے ہاتھوں پر جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں)

سرورِ دوعالم بھی مٹی پھینک رہے ہیں، شکمِ مبارک پر گرد اٹ گئی ہے، اسی حالت میں یہ رجز زبان پر ہے:

وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

(اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہیں پاتے، اور نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے)

فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

(اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل فرما، اگر جنگ ہوجائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ)

إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

(یہ لوگ ہم پر چڑھ آئے ہیں، جب بھی وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان سے دبتے نہیں ہیں)

''أبینا'' کا لفظ جب آتا تھا تو آواز زیادہ بلند ہوجاتی تھی اور مکرر کہتے تھے، اس کے ساتھ انصار کے حق میں دعا بھی دیتے جاتے تھے، اور یہ موزون الفاظ زبان پر آتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَاخَيْرَ إِلَّاخَيْرُ الْآخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

(اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی ہے، چناں چہ تو انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرما)

(سیرۃ النبی ج۱ص۴۲۲)

۲۰۔ جنگ بدر کا موقع ہے، کفار کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے، مسلمان صرف تین سو تیرہ ہیں، انفرادی مقابلے شروع ہوجاتے ہیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کو، اور حضرت علی ولید کو واصلِ جہنم کردیتے ہیں، لیکن عتبہ کا بھائی شیبہ حضرت عبیدہ کو زخمی کردیتا ہے، حضرت علی بڑھ کر شیبہ کو قتل کرتے ہیں اور حضرت عبیدہ کو کندھے پر اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لاتے ہیں، حضرت ابوعبیدہ آں حضرت ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا میں دولتِ شہادت سے محروم رہا؟ آپ فرماتے ہیں: نہیں! تم نے شہادت پائی، حضرت ابوعبیدہ کہتے ہیں: آج ابو طالب زندہ ہوتے تو تسلیم کرتے کہ ان کے اس شعر کا مستحق میں ہوں:

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَنُذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ہم محمد کو اس وقت تک دشمنوں کے حوالے نہیں کریں گے جب تک کہ ہم ان کے گرد لڑ کر مر نہ جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بھلا نہ دیے جائیں۔ (سیرت النبی ج۱ص۳۲۳)

۲۱۔ نبی کریم ﷺ کفارِ قریش کی ظلم وزیادتیوں سے تنگ ہوکر اللہ کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد مدینہ ہجرت کرکے چلے جاتے ہیں، مدینہ والوں کی اکثریت آپ پر ایمان لاچکی ہے، آپ کی آمد کی اطلاع اور مکہ سے

نکلنے کی خبر مدینہ والوں کو ملتی ہے۔

مدینہ آنے سے پہلے عوالی مدینہ قبا میں چودہ دن قیام فرماتے ہیں اور پندرہویں دن مدینہ شہر میں داخل ہوتے ہیں، لوگوں کو جب تشریف آوری کی خبر معلوم ہوتی ہے تو ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے پیش قدمی کے لیے دوڑتے ہیں، قبا سے مدینہ تک دورویہ جان نثاروں کی صفیں ہیں، جوں جوں شہر قریب آتا ہے تو استقبال کے جوش میں اضافہ ہی ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ جوش کا یہ عالم ہے کہ پردہ نشیں خاتونیں چھتوں پر نکل آتی ہیں اور گانے لگتی ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

(چاند نکل آیا، کوہ وداع کی گھاٹیوں سے)

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

(ہم پر خدا کا شکر واجب ہے، جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں)

معصوم لڑکیاں دف بجا بجا کر گاتی ہیں:

نَحْنُ جِوَارٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

(ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں، محمد کیا اچھا ہم سایہ ہے)

آپ ﷺ نے ان لڑکیوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا: کیا تم مجھ کو چاہتی ہو؟ بولیں: ہاں، فرمایا کہ میں بھی تم کو چاہتا ہوں۔ (سیرت النبی ج ا ص ۲۷۸، زندگیاں صحابہ کی، تالیف: عبدالرحمٰن رافت پاشا ص ۳۷۹)

۲۲۔ مسجد قبا کی تعمیر چل رہی ہے، آپ ﷺ بھی مزدوروں کے ساتھ پتھر ڈھونے اور دوسرے کاموں میں مشغول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ شاعر تھے، وہ بھی مزدوروں کے ساتھ شریک تھے، اور جس طرح مزدور کام کرنے کے وقت تھکن مٹانے کو گاتے جاتے ہیں، وہ یہ اشعار پڑھتے تھے:

أَفْلَحَ مَنْ يُّعَالِجُ الْمَسْجِدَا وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَائِمًا وَقَاعِدًا
وَلَا يَبِيتُ اللَّيْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

(وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے، اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے، اور رات کو جاگتا رہتا ہے)

(سیرت النبی ج ا ص ۲۷۶۔۲۷۷ بحوالہ وفاء الوفاء بحوالہ ابن شیبہ ج ا ص ۱۸۱)

۲۳۔ صحابہ کرام سے بہت سے موقعوں پر اشعار پڑھنے اور کہنے کے بارے میں منقول ہے، اگر شعر ممنوع ہوتا تو آپ کو اس کی خبر ہوتی اور آپ شعر گوئی سے منع فرماتے، چند واقعات ذیل میں پیش ہیں:

☆ مکہ کی یاد ایک پھانس تھی، جو ہر وقت ان (مہاجرین) کے کلیجے میں کھٹکتی رہتی تھی،

حضرت بلال مکہ میں اس قدر ستائے گئے تھے، تاہم ان کو جب مکہ یاد آتا تو روتے تھے اور پکار کر یہ اشعار پڑھتے تھے:

أَلا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ... بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخَرٌ وَ جَلِيْلُ

وَهَلْ أَرِدَنَّ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ ... وَهَلْ يَبْدُوَنَّ لِيْ شَامَةٌ وَطُفَيْلُ

آہ! کیا پھر کبھی وہ دن آسکتا ہے کہ میں مکہ کی وادی میں ایک رات بسر کروں اور میرے پاس اذخر اور جلیل ہوں، اور کیا وہ دن بھی ہوگا کہ میں مجنہ کے چشموں پر اتروں اور شامہ و طفیل مجھ کو دکھائی دیں۔ (سیرت النبی ج ص ۴۴۸)

☆ خیبر والوں کی شرارتوں میں جب اضافہ ہوا تو آپ ﷺ ۱۶۰۰ مجاہدین کو ساتھ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے، فوج جب روانہ ہوئی تو حضرت عامر بن اکوع جو مشہور شاعر تھے، یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے چلے:

اَللّٰهُمَّ، لَوْ لا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا

(اے خدا! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ خیرات کرتے، نہ نماز پڑھتے)

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اتَّقَيْنَا ... وَ أَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

(ہم تجھ پر فدا ہوں، ہم جو احکام بجا نہیں لائے، ان کو معاف کر دے اور ہم پر تسلی نازل فرما)

اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا ... وَ ثَبِّتِ الْأَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

(ہم جب فریاد میں پکارے جاتے ہیں تو پہنچ جاتے ہیں اور جب مڈبھیڑ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھو)

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

(لوگوں نے پکار کر ہم سے استغاثہ چاہا ہے)

یہ اشعار صحیح مسلم و بخاری میں نقل کیے گئے ہیں، مسند ابن حنبل میں بعض اشعار زیادہ ہیں، پہلے دو مصرعے کسی قدر اختلاف کے ساتھ صحیح مسلم (تذکرۂ خیبر) میں بھی ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ... اِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

(جن لوگوں نے ہم پر دست درازی کی ہے، جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان سے دبتے نہیں اور اے خدا! ہم تیری عنایت سے بے نیاز نہیں)

۲۴۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ پڑھا، لیکن یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناپسند ہوئی (کیوں کہ انہوں نے اس کو سنجیدہ حالات کے منافی سمجھا) حضرت عمر نے ان کو منع کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان کو پڑھنے دو، کیوں کہ یہ ان کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہے"۔ (أضواء علی الأدب الاسلامی ص ۱۴، از: مولانا محمد رابع حسنی ندوی، بحوالہ سیرت ابن ہشام)

۲۵۔ نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر حضورِ اکرم ﷺ کی موجودگی میں پڑھا:

بَلَغْنَا السَّمَاءَ مَجْدُنَا وَجُدُوْدُنَا وَاِنَّا لَنَرْجُوْ فَوْقَ ذٰلِکَ مَظْهَراً

(ہماری عزت اور عظمت آسمان تک پہنچ گئی ہے اور اس سے بڑھ کر سربلندی کی ہم امید کرتے ہیں)

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ شعر سنا تو آپ کا چہرۂ مبارک تبدیل ہوگیا، اور آپ نے دریافت فرمایا: "ابولیلی! کہاں؟ شاعر نے کہا: جنت کی طرف، اللہ کے رسول! یہ جواب سن کر آپ ﷺ مطمئن اور راضی ہوگئے، شاعر کی تشریح سے آپ ﷺ نے جان لیا کہ یہ ذات الٰہی کے خلاف جرأت نہیں ہے، بلکہ اس کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کی تمنا ہے۔ (أضواء علی الأدب الاسلامی ص ۳۷۔۳۸)

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بذات خود شاعری مذموم نہیں ہے۔

۲۶۔ آپ ﷺ نے کسی جرم میں قتیلہ بن حارث کے بھائی نضر بن حارث کو قتل کردیا تھا، آپ ﷺ کی نضر سے رشتہ داری بھی تھی، اس پر قتیلہ نے اپنے بھائی کے مرثیے میں چند اشعار کہے، ان اشعار کو نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا: "اگر اس کو قتل کرنے سے پہلے یہ اشعار مجھ تک پہنچتے تو میں اس کو قتل نہیں کرتا"، وہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَا رَاكِباً اِنَّ الْأُثَيْلَ مَظَنَّةٌ مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

(اے سوار! پانچویں دن کی صبح مضبوط شرافت کی امید ہے اور تم باتوفیق ہو)

أَبْلِغْ بِهِ مَيِّتاً بِأَنَّ قَصِيْدَةً مَا اِنْ تَزَالُ بِهَا الرَّكَائِبُ تَخْفَقُ

(اس میت کو یہ خبر پہنچادو کہ قصیدے کو قافلے لے کر اب تک چلے جا رہے ہیں)

فَلْيَسْمَعَنَّ النَّضْرُ أَنْ نَادَيْتُهُ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

(نضر سن لے کہ میں نے اس کو پکارا ہے، وہ مردہ کیسے سن سکتا ہے جو بولتا نہیں ہے)

ظَلَّتْ سُيُوْفُ بَنِيْ أَبِيْهِ تَنُوْشُهُ لِلّٰهِ أَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

(اس کے بھائیوں کی تلواروں نے ہی اس کو نوچنا شروع کیا، اللہ کی پناہ! وہاں صلہ رحمیوں کے تار الگ الگ کیے جاتے ہیں)

قَسْراً يُسَاقُ اِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوَثَّقُ

(زبردستی موت کی طرف اس کو لے جایا جا رہا ہے، جب کہ وہ تھکا ہوا بیڑیوں میں جکڑا ہوا رسیوں میں بندھا تکلیف برداشت کر رہا ہے)

مَا كَانَ ضَرُّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مِنَ الْفَتٰى وَهُوَ الْمُغِيْظُ الْمُحَنَّقُ

(اگر آپ احسان کرتے تو آپ کا کیا نقصان ہوتا، بعض مرتبہ جوان غصے میں اور ناراض ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کرے)

وَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ قَتَلْتَ وَسِيْلَةً وَأَحَقُّهُمْ اِنْ كَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

(جن کو آپ نے قتل کیا ہے، ان میں سب سے زیادہ قریبی رشتے دار نضر ہی ہے اور وہ ان سب میں چھوڑ دینے کا سب سے زیادہ حق دار تھا)

تیسری فصل

اسلام کے اثرات شعر گوئی پر

عرب میں اسلام کی آمد ایک سیاسی، دینی اور معاشرتی انقلاب تھا، جس کے اثرات اسلام قبول کرنے والوں پر ہر ناحیے اور زاویے سے پڑے تھے، مسلمانوں کے دل اس نئے دین سے بے انتہا متاثر تھے، اور یہ ضروری اور فطری بھی تھا، کیوں کہ لوگ دل سے اسلام قبول کر رہے تھے، ہر میدان اس سے متاثر ہو رہا تھا، اور ہر میدان میں نمایاں تبدیلی رونما ہو رہی تھی، جس کے نتیجے میں شعر و نثر اور زبان میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہو گئے، اور جاہلی قدروں میں روحانی، عقلی، معاشرتی اور انسانی ناحیوں سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہو گئیں۔

۱۔ روحانی قدروں میں تبدیلی:

اسلام آخری الٰہی شریعت ہے، اس کی بنیاد دو ستونوں پر ہے: عقیدہ اور عمل۔

عقیدۂ اسلامی پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فریضہ ہے، اور اللہ کی طرف سے فرض کردہ عبادتوں کو انجام دینا بھی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، جب کہ جاہلیت میں یہ روحانی قدریں نہیں پائی جاتی تھیں۔

۲۔ عقلی قدروں میں تبدیلی:

اسلام نے جاہلی بت پرستی کو ختم کر دیا اور کاہنوں، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کی حیثیت اور اہمیت گھٹا دی ہے، بلکہ ان تمام چیزوں کو حرام قرار دیا، اسلام نے بت پرستی کی عقلی طور پر بھی تردید کی اور ہر ایک کو علی بصیرہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی...... قرآن نے ہر موقع پر اپنی عقل استعمال کرنے کی ترغیب دی......

سب سے پہلی وحی بھی علم سے متعلق نازل ہوئی اور علماء کو اسلام نے دینِ حنیف کی امانت کا بار اٹھانے کی ترغیب دی اور اس کے لیے علم کے حصول پر ابھارا......

۳۔ معاشرتی قدروں میں تبدیلی:

اسلام سے پہلے تمام عرب قبیلے بکھرے ہوئے تھے، ایک امت اور قوم کی سوچ سے وہ نابلد تھے، ہر ایک اپنے قبیلے کو جانتا تھا اور ہر قبیلہ اپنے افراد کے لیے سخت متعصب تھا، اسلام نے آ کر تمام قبیلوں کو متحد کیا اور آپس میں بھائی چارگی کی روح کو عام کیا، اور آپس میں پیش آنے کے آداب اور اخلاق سے واقف

کرایا، اوران پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی۔

۴۔انسانی قدروں میں تبدیلی:

معاشرتی، عقلی اورروحانی طور پر اسلام نے مسلمانوں کی شان میں اضافہ کیا، جس کے نتیجے میں خود بخود اس کی انسانیت کی شان میں بھی بلندی اور رفعت پیدا ہوگئی، اسلام نے جتنی توجہ انسانی قدروں اورحقوق پر دی ہے، کسی اور مذہب نے اتنی توجہ نہیں دی ہے، جب کہ جاہلیت میں انسان کی کوئی قدر و قیمت تھی ہی نہیں۔

ان تمام قدروں کا اثر عہد نبوی کی اسلامی شاعری پر پڑنا ضروری تھا، اور ماحول کا اثر فطرمی اور طبعی چیز ہے، اس سے انکار ناممکن ہے۔(باختصار "تاريخ الأدب العربي۔العصر الاسلامی" ڈاکٹرشوقی ضیف ص۱۱تا۲۴)

مولانا مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے:

''عربی زبان پر جتنا فضل و احسان قرآن کریم کا ہے اتنا ہی عربی شاعری پر بھی ہے، کیوں کہ ترکیب کی بلاغت شعری فطرت اور صلاحیت کو ابھارتی ہے، چاہے عبارت نثر میں ہو یا شعر میں، اسی وجہ سے اوائل اسلام میں آوازیں بلند ہوئیں کہ قرآن شعری کلام ہے، لیکن قرآن کریم نے اس کی تردید کی اور فرمایا: ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ''، چوں کہ عربی زبان قرآن جیسے معجزانہ بلیغ کلام سے خالی تھی اوران کے پاس شعر اور نثر میں کوئی کلام ایسا نہیں تھا جو قرآنی بلاغت کے برابر اور مساوی ہو، اس لیے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ قرآن ہی نے ایسا انقلاب برپا کیا جس سے عربی شاعری کے ارکان فصاحت مضبوط ہوئے اور بلاغت کے اصول مہذب ہوئے، یہاں تک کہ قرآن نے شاعری کو عمدہ اور دیدہ زیب جوڑے پہنایا، جس کی طرف نگاہیں کھنچی چلی جاتی ہیں اور کان متوجہ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تعبیر کی بلاغت، الفاظ کی جزالت اور حسن ترکیب ان مخضرمین اور اسلامی شعراء کے اشعار میں زیادہ پائے جاتے ہیں جنھوں نے قرآن کی تلاوت کی اور اس کو کثرت سے سنا''۔

(تاثیر الاسلام فی الشعر العربی، مسعود عالم ندوی، مجلۃ الضیاء م ا ج ۳)

ابن خلدون نے لکھا ہے:

''عربوں میں سے مسلمانوں کا کلام بلاغت اور ذوق میں جاہلی نثر اور نظم کے مقابلے میں زیادہ فائق ہے، یہی وجہ ہے کہ حسان بن ثابت، عمر بن ابوربیعہ، حطیہ، جریر، فرزدق، نصیب، غیلان، ذوالرمۃ، احوص، بشار اور اموی دور میں عرب اسلاف کا کلام، اسی طرح عباسی حکومت کا ابتدائی کلام...... نابغہ، عنترہ، ابن کلثوم، زہیر، علقمہ بن عبدہ، طرفہ بن عبد کے اشعار سے زیادہ بلیغ ہے......''۔ (مقدمہ ابن خلدون ص۵۲۹)

اس کی وجہ سلیمان بستانی نے ''مقدمة الالياذه'' ص۱۳۰ پر یہ بیان کی ہے کہ ان شعراء نے قرآن کریم کی بلاغت اور حدیث نبوی کی فصاحت سے استفادہ کیا، اور اس بلاغت وفصاحت کو اپنے کلام میں ڈھالنے کی کوشش کی، وہ لکھتے ہیں:

’’اگر ہمیں اسلامی شعراء کے کلام میں قرآن اور حدیث نبوی کی بلاغت کی چھاپ نظر آتی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، انھوں نے اپنے بہترین کلام کو احادیث کے الفاظ اور معانی کی موتیوں سے پرویا...... خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام کی آمد کے بعد شاعری کا بازار مدھم نہیں پڑا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں اس کی رونق اور چمک میں اضافہ ہوگیا، عہد اسلامی کی شاعری الفاظ کے موتیوں اور معانی کے ہیروں کی جامع ہے، اسی طرح اصناف شاعری میں بھی اضافہ ہوا، جس کی نظیر جاہلی شعر میں نہیں ملتی......‘‘۔

اشعار میں اسلام کی روحانی قدروں کا بیان

مخضرمین کے اشعار پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سبھی شعراء نے اپنے اشعار میں اسلام کی روحانی قدروں کو بیان کیا ہے، جن قدروں پر وہ اپنے دل سے راضی برضا ایمان لے آئے تھے، اور یہ قدریں ان کے خون اور گوشت میں پیوست ہوگئی تھیں، مدینہ کے شعراء اس میدان میں ممتاز مقام رکھتے تھے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت سے وہی لوگ آپ کا اور آپ کی دعوت اسلام کا دفاع کرنے لگے، وہ آپ ﷺ کے طریقے کی مکمل تصویر تھے، ان میں سرفہرست حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ تھے، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ خصوصیت کے ساتھ قرآن کے ذریعے مدد اور تعاون لیتے تھے، اور مشرکین کی ہجو کرتے تھے، مثلاً آپ کا ایک شعر پیش ہے:

شَهِدْتُ بِأَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ مَثْوَى الْكَافِرِيْنَا

(میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے)

ان تین شعراء کے علاوہ بھی دوسرے بہت سے ایسے شعراء تھے جن کو اتنی زیادہ شہرت حاصل نہیں ہوئی، مگر ان کے ایسے اشعار مروی ہیں جن میں ان کے عمیق ایمان کی عکاسی ملتی ہے، مثلاً ابوقیس صرمہ بن ابوانس انصاری نے ایک بدیع قصیدے میں کہا ہے:

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللهَ لَاشَيْئَ غَيْرُهُ وَأَنَّ كِتَابَ اللهِ أَصْبَحَ هَادِيَا

(اور ہم اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے، اور اللہ کی کتاب رہنما ہے)

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب ص۸۸۳)

ابوالدرداء نے کہا ہے:

يُرِيْدُ الْمَرْءُ أَنْ يُؤْتٰى مُنَاهُ وَيَأْبَى اللهُ إِلَّا مَا أَرَادَا

(آدمی چاہتا ہے کہ اس کی خواہشات پوری کی جائیں، لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے)

يَقُوْلُ الْمَرْءُ فَائِدَتِيْ وَمَالِي وَتَقْوَى اللهِ أَفْضَلُ مَا اسْتَفَادُوْا

(آدمی کہتا ہے کہ میری کمائی اور میرا مال، حالاں کہ تقوی ان تمام چیزوں میں سب سے زیادہ بہتر ہے جو انھوں نے کمایا ہے) (الاستيعاب في معرفة الأصحاب ص۱۴، ۳۳۴)

فتح مکہ کے بعد قریش کے شعراء بھی اسلام میں داخل ہوگئے اور اپنے اشعار میں بھی تبدیلی کی، اور پیغمبر

اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں کہے ہوئے اپنے قدیم اشعار سے رجوع کیا اور اشعار ہی میں معذرت کی، عبداللہ ابن زبعری کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

يَـا رَسُـوْلَ الْـمَـلِيْكِ اِنَّ لِسَـانِيْ　رَاتِـقٌ مَـا فَتَـقْـتُ اِذْ أَنَـا بُـوْرُ
اِذْ أُجَـارِي الشَّيْـطَـانَ فِيْ سُنَنِ الغَـ　ـيِّ وَ مَـنْ مَـالَ مَيْـلَـهُ مَثْبُوْرُ
آمَـنَ الـلَّـحْـمُ وَ الْـعِـظَـامُ بِـمَـا قُلْـ　ـتَ فَـنَـفْسِـي الْـفِـدَاءُ وَأَنْـتَ الـنَّـذِيْـرُ

(اللہ کے رسول! میری زبان پھٹی ہوئی ہے جس کو ابھی سیا نہیں گیا ہے، جب کہ میں گمراہ اور ہلاک ہونے والا ہوں۔ میں گمراہی کے راستوں پر شیطان کا ہمسایہ تھا، اور جو کوئی اس کی پیروی کرتا ہے وہ ہلاک اور ضائع ہو جاتا ہے۔ آپ کے دین پر میرے گوشت اور ہڈیوں نے یعنی میں مکمل طور پر ایمان لے آیا، چناں چہ میری جان آپ پر فدا ہے، آپ اللہ کی طرف سے ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں)

یہی شعراء جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے مرثیے میں اشعار کہنے لگے، مثلاً ابوسفیان بن حارث فتح مکہ سے پہلے حضور اکرم ﷺ، مسلمانوں اور اسلام کے سخت دشمن تھے، اور ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کے مرثیے میں ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

لَـقَـدْ عَـظُـمَـتْ مُـصِيْبَتُـنَـا وَجَـلَّـتْ　عَشِيَّةَ قِيْـلَ: قَـدْ قُبِـضَ الـرَّسُـوْلُ
نَـبِـيٌّ كَـانَ يَـجْـلُـو الشَّكَّ عَـنَّـا　بِـمَـا يُـوْحٰـى إِلَـيْـهِ وَ مَـا يَقُـوْلُ

(اس شام ہماری مصیبت میں اضافہ ہو گیا اور مصیبت بہت زیادہ سخت ہو گئی جب اس بات کی اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا وہ نبی اپنی طرف کی جانے والی وحی کے ذریعے اور اپنی باتوں سے ہمارے شکوک وشبہات کو دور کرتے تھے)

مکہ اور مدینہ کے شعراء کے علاوہ بادیہ اور نجد کے شعراء میں بھی بہت سے ایسے ہیں جو اسلام کی ضیاء باریوں سے فیض حاصل کرتے تھے اور اپنے اشعار کے ذریعے اس کا اظہار کرتے تھے، صرف جہاد میں شریک ہونے والے شعراء نے ہی کسب فیض نہیں کیا ہے، بلکہ جزیرۃ العرب میں رہنے والے ان شعراء نے بھی اسلامی تعلیمات سے استفادہ کیا ہے جن کو بڑھاپے کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

عبدہ بن طبیب ایک مشہور شاعر ہیں، مفضلیات ص ۱۴۶ میں ان کا ایک قصیدہ ہے جس میں وہ اپنی اولاد کو اللہ کی خشیت اختیار کرنے، والد کی فرماں برداری کرنے اور چغل خور سے دور رہنے اور چوکنا رہنے کی وصیت کرتے ہیں:

أُوْصِيْـكُـمْ بِتُقَـى الْإِلٰهِ فَـإِنَّهُ　يُـعْـطِي الـرَّغَـائِـبَ مَـنْ يَّشَـاءُ وَيَمْنَعُ
وَبِـبِـرِّ وَالِـدِكُـمْ وَطَاعَـةِ أَمْـرِهِ　إِنَّ الْأَبَـرَّ مِـنَ الْبَـنِـيْـنَ الْأَطْـوَعُ
وَاعْـصُـوا الَّـذِيْ يُزْجِي النَّمَائِمَ بَيْـنَـكُمْ　مُتَـنَـصِّـحًـا ذَاكَ الـسِّـمَـامُ الْمُنْقَعُ

يُــزْجِي عَقَارِبَهُ لِيَبْعَثَ بَيْنَكُمْ قُرْباً كَمَا بَعَثَ العُرُوقُ الأَخْدَعُ

(میں تم کو معبود سے ڈرنے اور اس کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ وہ جس کو چاہتا ہے بہترین چیزیں عطا فرماتا ہے، اور جس سے چاہے روک کے رکھتا ہے۔
اور میں تم کو اپنے والد کی فرماں برداری اور اس کا حکم ماننے کی وصیت کرتا ہوں، بچوں میں سب سے زیادہ فرماں بردار وہ ہے جو سب سے زیادہ اپنے والد کی بات ماننے والا ہے۔
اس شخص سے دور رہو اور چوکنا رہو جو تمھارے درمیان خیر خواہ بن کر چغل خوری کرتا ہے، کیوں کہ وہ زہرِ قاتل ہے۔
وہ اپنے ڈنگ مارتا ہے تاکہ وہ تمھارے درمیان دشمنی پیدا کرے، جس طرح گردن کی رگ کٹنے سے تمام رگوں کا خون نکل جاتا ہے)

سوید بن ابوکاہل یشکری کے قصیدے کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے جائیں تو واضح طور پر ہم کو ایک نئی قسم کا فخر ملے گا، جس طرح کے فخریہ اشعار زمانۂ جاہلیت میں نہیں ملتے، سب سے پہلے وہ اپنے رب اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

كَتَبَ الرَّحْمٰنُ وَالْحَمْدُ لَهُ سَعَةَ الأَخْلَاقِ فِينَا وَالضَّلَعْ
وَ إِبَاءً لِلدَّنِيَّاتِ إِذَا أُعْطِيَ الْمَكْثُورُ ضَيْماً فَكَنَعْ
وَبِنَاءً لِلْمَعَالِي إِنَّمَا يَرْفَعُ اللهُ وَمَنْ شَاءَ وَضَعْ
نِعَمٌ لِلّٰهِ فِينَا رَبَّهَا وَصَنِيعُ اللهِ، وَاللهُ صَنَعْ

(اللہ تعالیٰ نے ہماری قسمت میں اخلاق کی وسعت اور مضبوطی لکھ دی ہے، اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔
اور گھٹیا امور سے انکار کو لکھ دیا ہے، جب کسی مغلوب شخص پر ظلم کیا جاتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے۔
اور بلند کارناموں کی تعمیر و تشکیل کو ہماری قسمت میں لکھ دیا ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔
اللہ کی بہت سی نعمتیں ہم میں ہیں، جن کو اللہ نے ہمارے لیے مکمل کیا ہے اور اللہ نے بہت سے لوگوں کو ضائع کر دیا ہے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔)

اس طرح کے بہت سے اشعار ہیں، جن میں واضح طور پر اسلامی تعلیمات کا بیان ملتا ہے اور اسلامی تعلیمات سے اثر لینے کے دلائل ملتے ہیں، جس کی تفصیلات کے لیے دیکھا جائے: العصر الاسلامی: از: شوقی ضیف، ص ۶۸ تا ۷۶۔

"اگر بادیہ کے شعراء کو دیکھا جائے تو ان میں سے جو اسلام سے متاثر ہوئے اور اسلامی معاشرے کے ساتھ ان کا تعلق ہوا تو ان کے اشعار پر بھی اسلام نے اپنا اثر ڈالا اور ان کے اشعار میں اسلامی تعلیمات کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔
بادیہ کے بڑے بڑے شعراء میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں جو مسلمان ہوئے: عباس بن مرداس، کعب بن زہیر، نابغہ جعدی، لبید بن ربیعہ عامری، عمرو بن معدیکرب زبیدی، عبدہ بن طبیب، مزرد بن ضرار غطفانی وغیرہ، یہ تمام شعراء مشہور اور بسیار گو تھے، بجیر

بن زہیران میں سے کم گوشاعر تھے، ان کے اشعار میں اسلام کے اثرات واضح طور پر نمایاں نظر آتے ہیں''۔

(بیئات الشعر الاسلامی فی زمن رسول اللہ ﷺ، ڈاکٹر یحییٰ جبوری ص ۱۰۹۔۱۱۰)

شعر اسلام سے متاثر ہوا ہے یا نہیں:

یہ ایک اہم سوال ہے کہ شعر اسلام سے متاثر ہوا ہے یا نہیں؟

ناقدین میں یہ خیال عام طور پر رائج ہے کہ شعر میں اسلام کا اثر بہت کمزور ہے، اور عہد اسلامی میں شعر گوئی بہت کمزور ہوگئی اور ماند پڑ گئی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس عہد میں اشعار دوسرے تمام ادوار کے مقابلے میں بہت کم ملتے ہیں۔

ان لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام نے ہجو کی صنف میں کوئی اثر نہیں ڈالا، ہجو کا فن کسی تبدیلی کے بغیر ہی جاہلی طرز پر رہا۔

(الھجاء والھجاؤن فی الاسلام ص ۱۶۷)

اسی طرح مدح سرائی بھی جاہلی طرز پر ہی رہی، ان ہی صفات کی مدح سرائی کی جاتی تھی جس کو جاہلی شعراء کسی کے لیے بلند نمونے کے طور پر شمار کرتے تھے (شعر المخضرمین ص ۳۴۸) جنگوں سے متعلق شاعری میں بھی اسلام کا اثر واضح طور پر نظر نہیں آتا، حالاں کہ عہد نبوی میں جہاد زوروں پر تھا، شعر میں قبائلی گن ہی گائے جاتے تھے۔ (شعر المخضرمین ۲۵۵)

مدح سرائی اور ہجو کے سلسلے میں جو بات کہی گئی ہے، وہی بات فخر اور مرثیہ کے سلسلے میں بھی کہی گئی ہے، ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی آمد کی وجہ سے عربی قصیدے میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔

(شعر المخضرمین ۳۴۸، الاسلام والشعر ص ۱۲)

یہ اصنافِ سخن اور اغراضِ شاعری کے پہلو سے بات تھی، اسلوب کے بارے میں بھی اسی قسم کی باتیں کہی گئی ہیں، ان لوگوں کا خیال ہے کہ شعراء شعر جاہلی کے اپنے پرانے اسلوب کو چھوڑ نہیں سکے (الاسلام والشعر ص ۱۲) تذکیر، وعد و وعید، حجت قائم کرنے اور مثالوں اور واقعات کو سیاق میں پیش کرنے میں قرآنی اسلوب سے شعراء نے فائدہ نہیں اٹھایا (شعر المخضرمین ص ۳۵) افکار اور معانی کا اسی طرح استعمال کرنے لگے جس طرح جاہلی شعراء کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے دین کا اثر بہت ہی کمزور تھا، صرف دینی الفاظ اور تعبیرات کو ان کے مضامین کو سمجھے بغیر اور ان کے معانی پر توجہ دیے بغیر استعمال کرتے تھے۔ (شعر المخضرمین ص ۳۴۹)

(باختصار ''الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام'' تالیف: ڈاکٹر عبداللہ الحامد ص ۸۳ تا ۸۵)

ڈاکٹر عبداللہ حامد نے اس کے چند اسباب گنائے ہیں کہ ان ناقدین نے شعر پر اسلام کی اثر

انگیزی کا انکار کیوں کیا ہے، یہ اسباب اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

سب سے بڑا اور اہم سبب یہ ہے کہ ان لوگوں کو صدرِ اسلام کی اسلامی شاعری کے بارے میں معلومات بہت ہی کم ہے، کیوں کہ اسلامی شعر مختلف کتابوں میں پھیلا ہوا ہے، ادب کے موضوع پر بحث و تحقیق کرنے والے عام طور پر ادب کی کتابوں میں مواد تلاش کرتے ہیں، اس سے بھی آگے بڑھ کر تحقیق کریں تو لغات کی کتابوں میں دیکھتے ہیں، لیکن جہاں تک اسلامی شعر کا تعلق ہے، اس میں سے بہت ہی کم اشعار کا تذکرہ ادب کی کتابوں میں ملتا ہے اور لغات تو اس سے بالکل خالی ہیں، لیکن اسلامی شعر تراجم اور سیرت کی کتابوں میں کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں، جن کی طرف عام طور پر ادبی بحث و تحقیق میں رجوع نہیں کیا جاتا ہے، اسی لیے یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی کہ اسلام نے شعر گوئی پر کوئی بڑا اثر نہیں ڈالا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے ''شاعری سے متعلق نبی کریم ﷺ اور قرآن کا موقف''، ''نبی کریم ﷺ اور قرآن کریم سے شاعری کی نفی''، ان دو نظریات کے درمیان خلط ملط کر دیا، اور اس سے انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اسلام شعر کو ناپسند کرتا ہے اور اس کو حقیر چیز قرار دیتا ہے اور شعراء پر کالک ملتا ہے۔

اسی طرح انھوں نے اسلامی شعر اور اسلامی شاعری کے مفہوم کو بھی صحیح طور پر نہیں سمجھا، انھوں نے یہ سمجھا کہ اسلامی شاعر سے مراد وہی ہے جس کے اشعار میں صرف اللہ کا ذکر اور اسلام کی تعریف ہو، اگر کوئی شاعر دوسرے اصنافِ سخن مثلاً غزل یا فخر کی صنف میں شاعری کرے تو اس نے اسلامی حدود کی پابندی نہیں کی، کیوں کہ اس کے شعر میں اللہ اور اس کے رسول کا تذکرہ نہیں ہے، اور ثواب و عذاب کے معانی نہیں پائے جاتے، یہ تصور بالکل غلط اور باطل ہے، اور محال بھی، کیوں کہ اسلام سب سے پہلے اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ شعر کا سب سے بڑا مقصد تفریح ہے، لیکن تفریح اور لطف اندوزی میں خیر اور بھلائی کی دعوت دی جائے تو بہتر اور نور علی نور، اسلام اس کی دعوت دیتا ہے اور اس کی ترغیب دیتا ہے، اسی طرح اسلام دوسرے تمام لوگوں کی طرح شاعروں کو بھی گندی باتوں اور گندے کاموں سے منع کرتا ہے، یہ صرف شاعروں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، جن اشعار میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں تو وہ عام معنی میں اسلامی شعر ہے، چاہے وہ کسی بھی عہد کا شعر ہو، اگر اسلامی مبادیات، اصول اور قدروں کی تعریف کی جائے تو خاص معنی میں یہ اسلامی شعر ہے، دین، اخلاق، تربیت، اسلام کی تعریف، فضیلت اور خیر کے تذکرے پر مشتمل شعر اس ضمن میں آتا ہے، اس کی کچھ تفصیلات ادب اسلامی کے موضوع کے تحت تمہید میں گزر چکی ہیں۔

فحش غزل، جھوٹی ہجو، مدح سرائی میں مبالغہ آرائی، انفرادی فخر و مباہات، گندی باتوں کے تذکرے، دشمنیوں اور فتنوں کی آگ بھڑکانے والی شاعری میں اسلام کا یہ اثر ہوا کہ ان اقسام کی شاعری کمزور ہوگئی اور کم کی جانے لگی، کیوں کہ اسلام نے ان چیزوں سے منع فرمایا، اس لیے یہ تمام

اصناف سخن جاہلیت کے ساتھ ہی ختم ہو گئے، اسلام کی تاثیر کی وجہ سے منفی شاعری ماند پڑ گئی اور اصناف سخن میں مثبت پہلو نمایاں ہو گئے۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ اس پہلو پر سب سے پہلے مستشرقین نے قلم اٹھایا، عام طور پر مستشرقین کا طرز تحقیق یہ ہے کہ وہ اس طرح کے مسائل میں دقیق اور گہری بحث و تحقیق نہیں کرتے، مستشرقین جتنی توجہ کسی نظریے تک پہنچنے پر دیتے ہیں، اتنی توجہ حاصل ہونے والے نتیجوں پر نہیں دیتے، اگر ہم بعض مستشرقین کی نیت پر بدگمانی نہ بھی کریں تو بھی یہ بات ضرور ہے کہ وہ اس طرح کے موضوعات پر دقیق تحقیق نہیں کرتے، خصوصاً اس مسئلہ میں جس کے اثرات ہماری عام اسلامی ثقافت و تہذیب اور ہمارے دین پر پڑتے ہیں، بلکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

شعراء اسلام سے متاثر نہیں ہوئے، کیا اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ پورے اسلامی معاشرے نے اسلام کو ہضم نہیں کیا تھا اور اسلام کا خون معاشرہ کی رگوں میں نہیں دوڑا تھا؟ کیوں کہ شعراء بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں، بلکہ وہ تمام دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حساس اور جذباتی ہوتے ہیں، ان کے متاثر ہونے سے انکار کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر اسلامی معاشرے نے اسلام کو گھول کر نہیں پیا تھا اور اس کے بڑے حصے کو نہیں سمجھا تھا۔

مندرجہ ذیل اصناف سخن پر اسلام نے اپنے اثرات ڈالے:

۱۔ سب سے پہلے اسلام کی اثرات فحش ہجو پر پڑے، جس کے نتیجے میں یہ فن کمزور ہو گیا اور اس کی رونق ختم ہو گئی اور اس کی طاقت میں ضعف پیدا ہو گیا، کیوں کہ شعراء پر اسلام نے پابندی لگا دی کہ جھوٹ اسلام میں حرام ہے، اور بلا وجہ دوسروں کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے، اسی طرح کسی کی عزت پر حملہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

عہد نبوی کے ہجو کو ہم دو مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

فتح مکہ سے پہلے ہجو کے اکثر افکار جاہلی تھے، بعض بری چیزوں کے تذکرے سے بھی بچا نہیں جاتا تھا، لیکن یہ طبعی امر تھا، کیوں کہ مسلمان شاعر مشرکین سے ان کے مفہوم کے مطابق ہی مخاطب ہوتے تھے، حضور اکرم ﷺ نے اپنے فرمان میں اس نظریے کی طرف اشارہ کیا ہے: "تم ان سے وہی کہو جو وہ تم سے کہتے ہیں"، اس لیے اگر کوئی دعوی کرتا ہے کہ ہجو عام طور پر جاہلی طرز اور اسلوب میں ہی رہا تو یہ بات صحیح ہے، لیکن اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسلام نے شعراء پر اثر نہیں ڈالا۔

دوسرا مرحلہ فتح مکہ کے بعد کا ہے، اس وقت سب عرب آپس میں بھائی بھائی اور مسلمان بن گئے تو ہجو سے منع کیا گیا اور اس کو حرام قرار دیا گیا اور ہجو کرنے پر سزا بھی دی گئی، کیوں کہ اس کو معاشرتی

جرم قرار دیا گیا، جس کے نتیجے میں ہجو کی صنف کمزور پڑ گئی اور اس کے اشعار کم ہو گئے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہجو میں اسلام کے اثرات تلاش کرنا بے کار ہے، کوئی بہت بڑا اثر ہجو کی صنف پر نہیں پڑا ہے، کیوں کہ اسلام نے پہلے تو جاہلی شعراء کی سمجھ کے مطابق مشرکین کی ہجو کی اجازت دی، پھر اخیر میں ہجو سے مکمل طور پر منع کیا گیا۔

۲۔اسی طرح اسلام نے جھوٹی مدح سرائی اور اس میں مبالغہ آرائی سے منع فرمایا، اس صنف کی شاعری بھی کمزور ہو گئی اور مبالغہ آرائی کے اشعار میں کمی آ گئی، شعراء نے مبالغہ آرائی کے بجائے اپنے ممدوحین کی حقیقت کے مطابق مدح سرائی اور تعریف کرنے لگے، بذات خود مدح سرائی کمزور نہیں ہوئی، بلکہ صرف جھوٹی مدح سرائی اور مبالغہ آرائی میں کمی آ گئی، حضرت حسان نے مدح سرائی کی حقیقت اسلام کے نظریے کے مطابق یوں بیان کی ہے:

وَلَاأُزَکِّیْ عَلَی الرَّحْمٰنِ ذَا بَشَرٍ   لٰکِنْ عِلْمُکَ عِنْدَ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ

(اور میں رحمان کے سامنے کسی انسان کے پاک وصاف ہونے کی بات نہیں کرتا، لیکن زبردست تن تنہا پروردگار کو تمھارے بارے میں معلوم ہے)

۳۔خمریات کی شاعری میں بھی بہت کمی آ گئی، بلکہ شاذ و نادر ہی کوئی اپنی شاعری میں شراب کی تصویر کشی کرتا، جب کہ شعر جاہلی میں شراب اور خمریات سے متعلق شاعری کی بھرمار ملتی ہے، شراب خوروں، رنڈیوں، اور شراب کے مٹکوں کی صحبت کا کثرت سے تذکرہ ملتا ہے، اور شعراء شراب کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

ابو محجن ثقفی شراب کے وصف کے بارے میں بہت بعد تک شاعری کرتے رہے، لیکن انھوں نے بھی شراب کو ترک کیا، اور توبہ و ندامت کے بعض اشعار سے اپنے گناہوں سے رجوع کیا۔

۴۔دشمنی، کینہ اور فتنوں کو بھڑکانا جاہلی شعراء کی عادت تھی، جس کے نتیجے میں سالوں سال تک جنگیں جاری رہتی اور اس دوران سینکڑوں لوگ قتل ہوتے اور بے انتہا نقصان ہوتا، لیکن عہد نبوی میں کوئی مسلمان شاعر ایسا نہیں ملتا جس نے اس صنف میں قدم رکھا ہو یا اسلامی حدود سے تجاوز کیا ہو۔

۵۔فخر جاہلی دور کی شاعری کی اہم اور ممتاز صنف ہے، لیکن فخر میں مبالغہ آرائی عام بات تھی، بلکہ مبالغہ آرائی کے بغیر فخریہ اشعار کا ملنا ناممکن ہے، شاعر اپنی ذات اور اپنے قبیلے پر فخر کرتا تھا، انفرادی فخر کے اشعار عہد نبوی میں کم ہو گئے، اس کے بجائے اخلاق حسنہ، اسلام کی طرف سبقت اور کسی بہترین کام میں مسابقت پر فخر کیا جانے لگا۔

۶۔بیہودہ غزلیہ اشعار دور جاہلی میں عام تھے، امرؤ القیس اور اعشی اس میدان کے شہسوار تھے،

جاہلی شاعر گندے اعمال اور گندے افعال پر فخر کرتے تھے، لیکن اسلام نے ان چیزوں سے منع فرمایا، اور شعراء بیہودہ غزلیہ اشعار سے باز آ گئے، اس کے بجائے حبِ عذری یعنی صاف ستھری محبت کا رواج شروع ہو گیا، اور غزلیہ اشعار بھی صاف ستھرے کہے جانے لگے، کسی دوشیزہ سے کھلم کھلا محبت کا اظہار، اس سے پیار و محبت کی باتوں اور ملاقات کا تذکرہ نہیں ملتا، بلکہ اشاروں اور کنایوں میں محبت کا تذکرہ ملتا ہے، عورت کا تذکرہ تو ملتا ہے، لیکن فحش گوئی نہیں ملتی، بلکہ محبت میں بھی پاک دامانی پائی جاتی ہے۔

جس طرح اسلام کے اثرات کی وجہ سے بہت سے موضوعات اور اصناف سخن چھوڑ دیے گئے اور ان کو ترک کر دیا گیا، اسی طرح بہت سے نئے اصناف وجود میں آئے، اور بہت سے موضوعات میں واضح تبدیلیاں رونما ہو گئیں۔

اجتماعی کارناموں، بہادریوں اور فتوحات سے متعلق اشعار کی کثرت ہو گئی، دینی اشعار میں بے انتہا اضافہ ہو گیا، اور دینی افکار میں گہرائی پیدا ہو گئی، اور اس کے آفاق میں وسعت آ گئی، اور اخلاقی شاعری کا وجود ہوا، جس میں صاف ستھرے افکار اور اخلاق حسنہ کی دعوت دی جاتی ہے، غزل پاکیزہ ہو گئی، اور اس میں شرافت اور تہذیب آ گئی، باقی ماندہ ہجو کا رخ تبدیل ہو گیا، انفرادی ہجو کے بجائے اجتماعی ہجو کا رجحان پیدا ہو گیا، عقلی مناقشے شروع ہو گئے اور عقلی مسائل پر اعتماد کیا جانے لگا۔

اسی طرح اسلام اور دخول اسلام، توحید کے اعلان، شرک کی بقیہ قدروں اور عباداتِ اصنام سے دوری پر مشتمل اشعار کے نئے اصناف اور فنون شاعری کا اضافہ ہو گیا، جس کو شعر العقائد کا نام دیا جا سکتا ہے، انشاء اللہ عہد نبوی کی شاعری میں اس کی مثالیں چند ہی صفحات بعد پیش کی جائیں گی، اور عہد نبوی کے اصنافِ شاعری کو جدا جدا مثالوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

اسلوب میں تبدیلی:

اسلوب میں بھی شاعری نے اسلام کا اثر قبول کیا ہے، جس کے نتیجے میں ترکیب میں آسانی پیدا ہو گئی، الفاظ کی خشونت ختم ہو گئی اور مانوس الفاظ استعمال کیے جانے لگے، عہدِ نبوی کے اشعار میں جاہلی شاعری سے بڑھ کر تسلسل، عذوبت اور سلاست پائی جاتی ہے۔

معانی میں تبدیلی:

معانی اور افکار میں نمایاں تبدیلی آ گئی، معانی میں گہرائی اور وسعت پیدا ہو گئی، نئی تہذیبی قدروں اور بلند آفاق کا تذکرہ ہونے لگا۔

جذبات میں تبدیلی:

جذبات میں بلندی آ گئی اور احساسات میں شرافت پیدا ہوگئی، انسانی قدریں عام ہوگئیں اور جذبات میں شمولیت پیدا ہوگئی۔

خیالات میں تبدیلی:

رقتِ خیال میں کمزوری آ گئی، اس کی جگہ صراحت اور حقیقت نے لے لی، جس کے نتیجے میں مبالغہ آرائی ماند پڑ گئی۔

ان امور کی تفصیلات کے لیے دیکھا جائے:

''الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام'' ڈاکٹر عبداللہ الحامد ص ۸۳ تا ۱۵۷۔

باب دوم

عہدِ نبوی کی اصنافِ شاعری

عہد جاہلی کے ساتھ عہد نبوی کے موازنہ کے درمیان اور اسلام کے اثرات شعر گوئی پر گفتگو کے دوران مختصراً ان اصناف سخن کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو اسلام کے اثرات کی وجہ سے ماند پڑ گئے اور ان اصناف میں شاعری کمزور ہوگئی، اور ان اصناف سخن کا بھی تذکرہ مختصرا کیا گیا ہے جو عہدِ نبوی میں بھی باقی رہے اور ان میں اسلامی اثرات کی وجہ سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہوگئیں، اور اسلامی رجحان کے مطابق مناسب تبدیلی آ گئی، اور بعض نئے اصنافِ سخن کی ابتدا ہوئی، وہ اصنافِ سخن مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شعر العقیدۃ (دینی واخلاقی شعر)

۲۔ جہاد

۳۔ مرثیہ

۴۔ مدح

۵۔ فخر

۶۔ ہجو

۷۔ غزل

۸۔ سیاسی اشعار

ان میں سے اکثر اصنافِ شعر کی تعریف عہد جاہلی کے اصناف سخن کے موضوع کے تحت گزر چکی ہے۔

اسلام سے پہلے عربوں کی اجتماعیت کا دار ومدار عصبیت پر تھا، یہ عصبیت قبائلی تھی اور اس عصبیت کی وجہ سے قوم عرب آپس میں بٹی ہوئی تھی، لوگ صرف اپنے ہی قبیلے والوں کے لیے متعصب ہوتے تھے۔

اسلام نے عصبیات پر پابندی عائد کردی اور قبائلی رابطے کو کمزور کردیا، جس کو دورِ جاہلی میں انسانیت کی انتہا تصور کیا جاتا تھا۔

لیکن اسلام میں حسب ونسب کا احترام باقی رہا، لیکن نسب کے ذریعے تعصب کی اجازت نہیں

تھی، بلکہ ایک امت کے قیام کی تمہید کے طور پر اور ایک نئے رابطے تک پہنچنے کے ایک اقدام کے طور پر، جو رابطہ تھا، وہ صرف دینی بنیادوں پر تھا۔

شوقی ضیف نے لکھا ہے:

''جب اسلام آیا تو قبیلے کی حیثیت کمزور ہونے لگی اور امت کی سوچ اس کی جگہ لینے لگی، ایسی امت جس میں قبیلہ اور کسی بھی چیز کی حکمرانی پر الٰہی حکمرانی کو غلبہ حاصل ہو جائے، یہیں سے دینی رابطہ لوگوں کے درمیان اتحاد اور یگانت پیدا کرنے لگا، نہ کہ قبائلی رابطہ''۔ (العصر الاسلامی، ص۱۹)

بعض مستشرقین نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، مثلاً فلھوزن لکھتا ہے:

''جب خونی رشتہ داری لوگوں کے درمیان اتحاد و یگانت پیدا کرنے والا ذریعہ بننے میں ناکام ہو گئی تو نبی ﷺ نے اس کی جگہ عقیدے کو رابطہ بنایا''۔

(تاریخ الدولة العربية ص۶، بحوالہ: شعراء صدر الاسلام وتمثلهم للقيم الاجتماعية، از: وفاء فہمی سندیونی ص۶۲)

امت اور قبیلے کے درمیان فرق یہ ہے کہ امت کی بنیاد دین پر رہتی ہے، جب کہ قبیلے کی بنیاد رشتہ داری پر ہے، امت یعنی جماعت: ''ومن ذريتنا أمة مسلمة''۔

امت مسلمہ کا ہر رکن اور ہر ممبر امت کے ساتھ مضبوطی سے مربوط رہتا ہے، ہر ایک کے ساتھ برادرانہ روابط اور تعلقات رہتے ہیں، اور ہر کوئی امت کے عام ڈھانچے، اس کے قوانین اور قدروں کی حفاظت کی کوشش کرتا ہے۔

امت مسلمہ میں انسانی سلوک و معاملات کی بنیاد تقوی اور خشیت الٰہی ہے، تقوی ہی اسلامی معاشرے میں ایک کو دوسرے پر فضیلت کا دارومدار ہے: ''ان أكرمكم عند الله أتقاكم'' ''تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جس میں سب سے زیادہ تقوی ہو۔ (حجرات ۱۳)

اب یہاں سے عہد نبوی کی شاعری کے اصناف کو جدا جدا مثالوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، سب سے پہلے ان اشعار کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو امت کے نظریہ اور اس کی بنیاد یعنی عقائد اسلامیہ، اسلامی قدروں اور تقوی و خشیت الٰہی وغیرہ تعلیمات اسلامی پر ہیں۔

۱- دینی واخلاقی شعر

ا- عقیدۂ اسلامی یعنی ایمان باللہ سے متعلق اشعار:

مسلمان کے عقیدے میں اور امت مسلمہ میں فرد یا انسان کی تشکیل میں ایمان باللہ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس کی بنیاد اللہ کو ایک ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ہے، یہ نفسیاتی اور عقلی دونوں اعتبار سے فرماں برداری ہے، یہ عقیدہ حکیم بن امیہ کے ان اشعار میں واضح ہے:

هَلْ قَائِلٌ قَوْلاً هُوَ الْحَقُّ قَاعِدٌ عَلَيْهِ وَهَلْ غَضْبَانُ لِلرُّشْدِ سَامِعُ
وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُو الْعَشِيْرَةُ نَفْعَهُ أَقْصَى الْمَوَالِيْ وَالْأَقَارِبُ جَامِعُ
تَبَرَّأْتُ اِلَّا وَجْهَ مَنْ يَّمْلِكُ الصَّبَا وَأَهْجُرُكُمْ مَادَامَ مُدْلٍ وَ نَازِعُ
وَأُسْلِمُ وَجْهِيْ لِلْإِلٰهِ وَ مَنْطِقِيْ وَلَوْ رَاعَنِيْ مِنَ الصَّدِيْقِ رَوَائِعُ

(کیا کوئی استقامت کے ساتھ جم کر حق بات کہنے والا ہے؟ اور کیا کوئی غصہ ور اچھی بات کو سننے والا ہے۔
کیا کوئی ایسا جامع الصفات سردار ہے جس کے نفع کی امید پورے خاندان کو ہو، دور اور قریبی تمام رشتے داروں کو۔
میں نے تمام معبودانِ باطل سے براءت کر لی، اور صرف اس کی طرف متوجہ ہو گیا جو بادِ صبا کا مالک ہے، اور میں نے تم کو اس وقت تک چھوڑ دیا جب تک تم میں بدگوئی، غیبت اور جھگڑا کرنے والے رہیں گے۔
اور میں اپنے آپ کو اور اپنی زبان کو اللہ کا فرماں بردار بناتا ہوں، اگر چہ کہ کسی بھی دوست کے بلند کارنامے مجھے پسند آجائیں)

(سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۲۰۸)

فَوَاعَجَبًا كَيْفَ يَعْصِي الْإِلٰهَ أَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ جَاحِدُ
وَفِيْ كُلِّ شَيْئٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ وَاحِدُ

(کیا ہی تعجب کی بات ہے: کیسے کوئی اپنے معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور کوئی کافر اس کے ساتھ کفر کرتا ہے، حالاں کہ ہر چیز میں اللہ کی نشانی موجود ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ ایک ہے)

یہ اشعار لبید بن ربیعہ کے ہیں، وہ ان اشعار میں تعجب کر رہے ہیں کہ کوئی انسان اللہ کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہے، جب کہ ہر چیز میں اس کی وحدانیت جھلکتی ہے۔ (دیوان لبید ص ۳۶۲)

لبید کے ہی اشعار ہیں:

أَحْمَدُ اللهَ فَلَا نِدَّ لَهُ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَاشَاءَ فَعَلَ

(میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں، اس کا کوئی ہمسر نہیں، اور اسی کے ہاتھوں میں خیر ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے)

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۸۰، دیوان لبید ص ۱۷۴)

شاعر نے اس شعر میں اللہ پر ایمان اور توحید کو قدرت الٰہی کے ساتھ مربوط کیا ہے۔

ابوقیس صرمہ کے اشعار میں توحید مسلمات اور بدیہی امور میں سے ہے، مندرجہ ذیل اشعار میں ان کے ایمان کی گہرائی جھلکتی ہے اور اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ کے علاوہ آدمی کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں:

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَا شَيَّ غَيْرُهُ وَ نَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَفْضَلُ هَادِيَا
فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِيْ الْفَتٰى كَيْفَ يَتَّقِيْ إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللّٰهَ وَاقِيَا

(ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ اللہ سب سے بہترین رہنما اور ہادی ہے۔
اللہ کی قسم! نوجوان اس بات کو نہیں جانتا ہے کہ وہ کیسے محفوظ رہے، جب کہ وہ اللہ کو اپنا محافظ نہ بنائے)

(سیرت ابن ہشام ۲/ ۱۵۹، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب ص ۲/ ۱۹۴)

اُصید بن سلمہ سلمی نے توحید، اللہ کی قدرت کے ادراک اور اس کی بلندی ورفعت کو مندرجہ ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

اِنَّ الَّذِيْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ حَتّٰى عَلَا فِيْ مُلْكِهِ فَتَوَحَّدَا
بَعَثَ الَّذِيْ لَا مِثْلَهُ فِيْمَا مَضٰى يَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِيُّ مُحَمَّدًا

(جس ذات نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند کیا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں بلند ہوگیا اور تنِ تنہا بن گیا۔
اسی ذات نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، جو اللہ کی رحمت کی طرف بلاتا ہے)

(أسد الغابۃ ۱/ ۱۲۸)

بجیر بن ابوسلمہ نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کرنے، بتوں کو اپنی زندگی سے اتار پھینکنے اور دل کی صفائی کی تعبیر مندرجہ ذیل اشعار میں کی ہے، یہ اشعار اس وقت بجیر نے کہے تھے جب انھوں نے اپنے بھائی کعب کو اسلام کی دعوت دی تھی اور اپنے آباء واجداد زہیر اور ابوسلمی کے دین کو چھوڑنے کی ترغیب دی تھی، ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

إِلَى اللّٰهِ لَا الْعُزّٰى وَلَا اللَّاتُ وَحْدَهُ فَتَنْجُوْ إِذَا كَانَ النَّجَاءُ وَتَسْلَمُ
لَدٰى يَوْمٍ لَا يَنْجُوْ وَلَيْسَ بِمُفْلِتٍ مِنَ النَّارِ إِلَّا طَاهِرُ الْقَلْبِ مُسْلِمُ
فَدِيْنُ زُهَيْرٍ وَ هُوَ لَا شَيَّ دِيْنُهُ وَدِيْنُ أَبُوْسَلْمٰى عَلَيَّ مُحَرَّمُ

(میں تنِ تنہا اللہ کی ذات کی طرف تم کو بلاتا ہوں، نہ کہ لات اور عزیٰ کی طرف، اسی صورت میں تمھیں نجات ملے گی اور تم محفوظ رہوگے، اس دن جب نجات کا دن ہوگا۔
اس دن آگ سے وہی شخص محفوظ رہے گا اور بچ جائے گا جس کا دل صاف ہوگا اور جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگا۔
زہیر ابن ابوسلمی کا دین کچھ بھی نہیں ہے، اور ابوسلمی کا دین مجھ پر حرام ہے)

(أسد الغابۃ ۱/ ۱۹۹، الاستیعاب ۱/ ۱۷۵، زاد المعاد ۲/ ۲۵۰۔۲۵۱)

اسلام کے تئیں اپنے بلند اور عمیق جذبات کا اظہار لبید نے ان اشعار میں کیا ہے، یہ اشعار قردہ بن نفاثہ سلولی کی طرف بھی منسوب ہیں:

بَانَ الشَّبَابُ فَلَمْ أَحْفَلْ بِهِ بَالِ وَ أَقْبَلَ الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ شَيْبًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِيْ أَجْلِيْ حَتّٰى لَبِسْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرْبَالِيْ

(جوانی آئی تو میں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی، پھر بڑھاپا اور اسلام ایک ساتھ آئے۔
اس پر اللہ ہی کی تعریف ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے موت نہیں آئی)

(معجم الشعراء ص ۲۲۳، دوسرا شعر دیوان لبید میں ہے: ص ۲۵۸)

خنافر بن توام نے اسلام کے تئیں اپنے موقف کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے، جب انھوں نے یمن میں معاذ بن جبل کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا اور انھی کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی:

فَأَصْبَحْتُ وَالْإِسْلَامُ حَشْوَ جَوَانِحِيْ وَجَانَبْتُ مَنْ أَمْسٰى عَنِ الْحَقِّ نَائِرًا

(میں نے اس حال میں صبح کی کہ اسلام میرے دل میں جاگزیں ہو گیا تھا اور میں نے حق سے نفرت کرنے والے سے دوری اختیار کی) (أمالی القالی ج ۱ ص ۱۳۳)

لوگ صرف جذبات سے مغلوب ہو کر اسلام میں داخل نہیں ہو رہے تھے، بلکہ منطقی بحث اور غور وخوض کے بعد ہی عقلی اطمینان کے بعد نئے دین میں داخل ہو رہے تھے، اس کی دلیل ہمیں خزاعی بن عبد نھم کے مندرجہ ذیل اشعار میں ملتی ہے:

ذَهَبْتُ إِلٰى نَهْمٍ لِأَذْبَحَهُ عِنْدَهُ عَتِيْرَةَ نُسْكٍ كَالَّذِيْ كُنْتُ أَفْعَلُ
فَقُلْتُ لِنَفْسِيْ حِيْنَ رَاجَعْتُ حَزْمَهَا أَهٰذَا إِلٰهٌ؟ أَبْكَمُ لَيْسَ يَعْقِلُ
أَبَيْتُ فَدِيْنِيَ الْيَوْمَ دِيْنُ مُحَمَّدٍ إِلٰهُ السَّمَاءِ وَالْمَاجِدُ الْمُتَفَضِّلُ

(میں نہم نامی بت کے پاس گیا، تا کہ اس کے نام پر بکری (عتیرۃ) قربان کروں، جس طرح میں زمانۂ جاہلیت میں پہلے بھی قربانی کے لیے جایا کرتا تھا۔
جب میں نے غور کیا تو میں نے اپنے دل سے کہا: کیا یہ معبود ہے؟ گونگا، کچھ بولتا نہیں، اور اس میں عقل بھی نہیں ہے۔
میں نے نہم کا انکار کیا، چناں چہ آج میرا دین محمد کا دین ہے، اور میرا معبود آسمانوں کا معبود ہے جو بزرگ و برتر اور احسان کرنے والا ہے) (الاصابۃ ۱/۴۲۴)

قبیلہ مزینہ کا ایک بت ''نھم'' نامی تھا۔

عتیرۃ: وہ بکری جس کو وہ رجب میں اپنے معبودوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔

جب رسول اللہ طائف والوں کے ساتھ جنگ کرنے ان کے علاقوں میں گئے تو شداد بن عارض نے اہل طائف کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَا تَنْصُرُوا اللَّاتَ وَاللّٰهُ مُهْلِكُهَا   وَكَيْفَ يُنْصَرُ مَنْ هُوَ لَيْسَ يَنْتَصِرُ؟
إِنَّ الَّتِي حُرِّقَتْ بِالنَّارِ فَاشْتَعَلَتْ   وَلَمْ نُقَاتِلْ لَدٰى أَحْجَارِهَا هَدَرُ

(لات کی مدد مت کرو، اللہ اس کو برباد کرنے والا ہے، اس کی مدد کس طرح کی جاسکتی ہے، جس میں مدد قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔
جس کو آگ سے جلا دیا گیا تو آگ بھڑک اٹھی، اور ہم نے لات کے پتھروں کے پاس بیکار جنگ نہیں کی)

(کتاب الأصنام ص ۱۱، الاصابۃ ۲/۱۱۹، سیرۃ ابن ھشام ۴/۱۴۴)

طفیل بن عمرو دوسی نے بت پرستی ترک کرنے کا دوسرا منطقی سبب بیان کیا ہے، ذوالکفین کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے کہا، ذوالکفین ایک بت کا نام ہے:

يَا ذَا الْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا   مِيْلَادُنَا أَقْدَمُ مِنْ مِيْلَادِكَا

(اے ذوالکفین! میں تمھارے پجاریوں میں سے نہیں ہوں، ہماری پیدائش تمھاری پیدائش سے پہلے کی ہے)

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۵، الاستیعاب ۲/۲۲۵)

قیس بن نشبہ سلمی کو رسول اللہ ﷺ بنی سلیم کے عالم کہا کرتے تھے، انھوں نے مکمل رضامندی اور خوش نودی کے ساتھ اپنے اسلام قبول کرنے کو اشعار کے قالب میں بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

تَابَعْتُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَرَضِيْتُهُ   كُلَّ الرِّضَا لِأَمَانَتِي وَلِدِيْنِي
ذَاكَ امْرُؤٌ نَازَعْتُهُ قَوْلَ الْعِدَا   وَعَقَدْتُ فِيْهِ يَمِيْنَهُ بِيَمِيْنِي
قَدْ كُنْتُ آمُلُهُ وَأَنْظُرُ دَهْرَهُ   فَاللّٰهُ قَدَّرَ أَنَّهُ يَهْدِيْنِي
أَعْنِي ابْنَ آمِنَةَ الْأَمِيْنَ وَمَنْ بِهِ   أَرْجُو السَّلَامَةَ مِنْ عَذَابِ الْهُوْنِ

(میں نے محمد کے دین کی اتباع کی اور میں اپنی امانت اور اپنے دین پر پوری طرح راضی ہوگیا۔
وہ ایسے آدمی ہیں جن کی خاطر میں نے دشمنوں سے بحث کی، اور میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔
میں ان کی امید میں بیٹھا ہوا تھا اور مجھے ان کے زمانے کا انتظار تھا، چناں چہ اللہ نے مقدر کیا کہ آپ ﷺ مجھے ہدایت کی راہ دکھائیں۔
میری مراد آمنہ کے فرزند امین سے ہے، جس سے مجھے بدترین ذلت والے عذاب سے سلامتی کی امید ہے)

(الاصابۃ ۳/۲۵۰)

اسی طرح جلندی نے اسلام قبول کرتے وقت اشعار کہے ہیں:

أَتَانِي عَمْرٌو بِالَّتِي لَيْسَ بَعْدَهَا   مِنَ الْحَقِّ شَيْءٌ وَالنَّصِيْحُ نَصِيْحُ
فَقُلْتُ لَهُ مَا زِدْتَ أَنْ جِئْتَ بِالَّتِي   جُلَنْدٰى عُمَّانَ فِي عُمَّانَ يَصِيْحُ
فَيَا عَمْرُو: قَدْ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ جَهْرَةً   يُنَادِي بِهَا فِي الْوَادِيَيْنِ فَصِيْحُ

(میرے پاس عمرو ابن عاص وہ چیز لے کر آئے جو حق ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی حق نہیں ہے، اور نصیحت کرنے

والا خیر خواہ ہے۔ میں نے ان سے کہا: تم تو وہی بات لے آئے ہو جس کو جلندی شاہِ عمان، عمان میں چیخ کر بتایا کرتا تھا۔ عمرو! میں علی الاعلان صرف اللہ کی خاطر اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں، جس کی ندا مدینہ میں فصیح (محمد) لگا رہے ہیں)

(الاصابۃ ۱/۲۶۳)

صدر اسلام کے شعراء نے حمد وثنا کے اشعار کہے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ ذِی الْمَنَنِ   اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَیَّانَ الدِّیْنِ

هُوَ الَّذِیْ أَنْقَذَنِیْ مِنْ قَبْلِ أَنْ   أَکُوْنَ فِیْ ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنِ

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو بلند وبالا، احسان فرمانے والا، عطا کرنے والا، رزق دینے والا اور دین کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔ اس ذات نے مجھے قبر کی تاریکی میں جانے سے پہلے ہی بچالیا)

(سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۹۶، البدایۃ والنھایۃ ۲/۳۴۲)

اس ضمن کے اشعار ان شاء اللہ شعراء کے تذکرے میں کثرت سے آئیں گے، یہاں ان ہی چند نمونوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۲۔ ایمان بالرسل سے متعلق چند اشعار:

انس بن زنیم دیلمی کا خون حضور اکرم ﷺ نے ہدر یعنی حلال کر دیا تھا، لیکن جب وہ مسلمان ہوئے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا، اسلام لے آتے وقت انھوں نے چند اشعار کہے، جس میں انھوں نے مخلوق کی رہنمائی کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے موقف کا تذکرہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

وَأَنْتَ الْفَتٰی تُهْدِیْ مَعَدًّا لِدِیْنِهَا   بَلِ اللّٰهُ یَهْدِیْهَا وَقَالَ لَکَ الشَّهِیْدُ

(آپ ایسے جوان ہیں جو قبیلہ معد کی ان کے دین کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، بلکہ اللہ ان کی رہنمائی کرتا ہے، آپ سے اللہ نے فرمایا کہ آپ گواہ ہیں) (أسد الغابۃ ۱/۱۱۶، سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۶)

اُصید بن سلمہ سلمی نے حضور اکرم ﷺ کے نبی مبعوث ہونے کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

إِنَّ الَّذِیْ سَمَکَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ   حَتّٰی عَلَا فِیْ مُلْکِهٖ فَتَوَحَّدَا

بَعَثَ الَّذِیْ لَامِثْلَهٗ فِیْمَا مَضٰی   یَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِیُّ مُحَمَّدًا

(جس ذات نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند کیا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں بلند ہوگیا اور تنِ تنہا بن گیا۔ اسی ذات نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، جو اللہ کی رحمت کی طرف بلاتا ہے)

(أسد الغابۃ ۱/۱۲۸)

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری یعنی اپنی قوم اور انسانیت کو ڈرانے کی ذمہ داری کو ابن الزبعری نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے:

آمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّی ثُمَّ قَلْبِی الشَّهِيْدُ أَنْتَ النَّذِيْرُ

(میرا گوشت اور میری ہڈیاں سب اپنے رب پر ایمان لے آئیں، پھر میرے دل نے گواہی دی کہ کہ آپ ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں) (سیرۃ بن ہشام ۴/ ۶۱، طبری ۳/ ۶۴)

ان ہی خطوط پر کعب بن مالک کے اشعار ملاحظہ ہوں:

وَكَانَ بَشِيْرًا لَنَا مُنْذِرًا وَنُوْرًا لَنَا ضَوْءُهُ قَدْ أَضَا

(وہ ہمارے لیے خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، اور ہمارے لیے ایسا نور تھے جس کی روشنی پھیل گئی ہو)

(دیوان کعب بن مالک ص ۱۷۳)

حضرت حسان کا بھی ایک شعر ملاحظہ ہو:

وَأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللهَ نَحْمَدُ

(اور آپ نے ہمیں آگ سے ڈرایا، اور جنت کی بشارت دی اور ہم کو اسلام سکھایا، چناں چہ ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں) (دیوان حسان ص ۷۸۔۷۹)

اسی طرح قرآن کریم سے متعلق صدر اسلام کے شعراء کے اشعار پائے جاتے ہیں، جن کا تذکرہ شعراء کے تذکرے میں کثرت کے ساتھ آئے گا۔

ایمان، عقیدۂ توحید، اور اخلاقی پہلو سے متعلق اشعار کے ساتھ اخوت و بھائی چارگی اور اجتماعیت اور وحدانیت سے متعلق بھی کثرت سے اشعار صدرِ اسلام میں پائے جاتے ہیں، اسلام کے آنے کے بعد قبائلی تعصب ختم ہو کر ایک ہی امت کا تصور ابھرا، اور ایک نیا ڈھانچہ وجود میں آیا، جس نے امت مسلمہ کی شکل دھار لیا، شعراء نے اس امت کی صفات اور خصوصیات فطرت، حق اور تقوی وغیرہ کی تعبیر کرنے میں غفلت نہیں برتی ہے، جس کے نتیجے میں قدیم روابط ختم ہو گئے اور مسلمانوں کے دلوں میں بعض دینی افکار مثلاً اللہ کے راستے میں شہادت کا جذبہ اور اعلاءِ کلمۃ الحق کا ولولہ پیوست ہو گیا، جس کے اثرات بڑے پیمانے پر اس عہد کی شاعری پر بھی پڑے، جس کے بعض نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں، ان کے علاوہ بہت سی مثالیں شعراء کے تذکرے میں آئیں گی:

دین اسلام دین فطرت ہے، کعب بن مالک نے عمرو بن عاص (ان کے اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے) اور ضرار بن خطاب کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے چند اشعار کہے جس میں جنگِ بدر کے مآثر اور کارناموں کو بیان کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ہماری امت یا ہمارا دین فطری ہے، ایک شعر ملاحظہ ہو:

إِنْ تَقْتُلُوْنَا فَدِيْنُ الْحَقِّ فِطْرَتُنَا وَالْقَتْلُ فِي الْحَقِّ عِنْدَ اللهِ تَفْضِيْلُ

(اگر تم لوگ ہمیں قتل کرو گے تو دین حق ہماری فطرت ہے اور حق کے راستے میں شہید ہونا اللہ کے نزدیک بڑا مقام اور مرتبہ رکھتا ہے) (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۵۵، دیوان کعب بن مالک ص ۲۵۵)

عمیر بن ضابی یشکری نے جنگ یمامہ کے موقع پر کہا تھا:

إِنْ تَكُنْ مَيَّتِيْ عَلٰى فِطْرَةِ اللّٰـ ـهِ حَنِيْفًا فَإِنَّنِيْ لَا أُبَالِيْ

(اگر میری موت اللہ کی فطرت پر دین حنفی کے مطابق ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں قتل کیا جاؤں) (الاصابہ ۳/۱۲۱)

کعب بن مالک نے جنگِ خندق کے موقع پر اسلام اور کفر کی کشمکش کی تصویر کشی کی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ کی مدد اور حفاظت سے مومنین اس کشمکش سے چھٹکارا حاصل کریں گے، اور بیان کیا ہے کہ یہی دینِ حق ہے، وہ کہتے ہیں:

وَذٰلِكَ حِفْظُ اللّٰهِ فِيْنَا وَفَضْلُهُ عَلَيْنَا وَمَنْ لَّمْ يَحْفَظِ اللّٰهُ ضَائِعُ

هَدَانَا لِدِيْنِ الْحَقِّ وَاخْتَارَهُ لَنَا وَلِلّٰهِ فَوْقَ الصَّانِعِيْنَ صَنَائِعُ

(اللہ کی حفاظت ہم پر سایہ فگن ہے، اور ہم پر اس کا فضل واحسان ہے، اللہ جس کی حفاظت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔
اللہ نے دین حق کی طرف ہماری رہنمائی کی اور دینِ حق کو ہمارے لیے منتخب کیا، اور اللہ کی کاریگریاں تمام کاریگروں سے بڑھ کر ہیں)

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۳)

اس ضمن میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ملاحظہ ہوں:

وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا وَرُوْحُ الْقُدْسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُوْلُ الْحَقَّ إِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

(اور اللہ کے پیامبر جبرئیل علیہ السلام ہم میں ہیں، اور روح القدس (جبرئیل) کا کوئی ہم سر نہیں۔
اور اللہ نے فرمایا: میں نے ایک ایسے بندے کو مبعوث کیا ہے جو حق کہتا ہے) (سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۴)

عباس بن مرداس نے رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کے وقت اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ حق دے کر بھیجے گئے ہیں اور جس طریقے کی طرف آپ رہنمائی کرتے ہیں وہ ہدایت اور حق کا راستہ ہے:

يَا خَاتَمَ النَّبَآءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

(اے خاتم النبیین! آپ حق دے کر رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور جس راستے کی طرف آپ رہنمائی کرتے ہیں وہ ہدایت کا راستہ ہے) (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۳)

ڈاکٹر فہمی سندیوتی نے اپنی کتاب "شعراء صدر الاسلام وتمثلهم للقيم الاجتماعية" میں عہد نبوی کے موضوعات شاعری پر سیر حاصل بحث کی ہے، ان میں سے بعض موضوعات یہ ہیں: نظریۂ امت اور امت اسلامیہ کا تصور، عدل وانصاف، قانون کی سیادت، اجتماعیت، جہاد وغیرہ۔

۳۔ اسلام میں داخل ہونے سے متعلق اشعار:

یہ اصنافِ شعر میں نئی صنف ہے، جب اسلام کا بول بالا ہونے لگا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو جاہلیت سے اسلام میں منتقلی کا اظہار شعراء اپنے اشعار میں کرنے لگے، اس صنفِ

شاعری کا تعلق اسلام قبول کرنے سے ہے، اس کا تعلق نہ جاہلی دور سے ہے اور عہدِ نبوی کے بعد کسی دور سے یہ خالص عہد نبوی کی شاعری ہے۔

قیس بن نشبہ نے اپنے دخول اسلام کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے:

تَابَعْتُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَ رَضِيْتُهُ   كُلَّ الرِّضَا لِأَمَانَتِيْ وَ لِدِيْنِيْ

قَدْ كُنْتُ آمُلُهُ أَنْظُرُ دَهْرَهُ   فَاللهُ قَدَّرَ أَنَّهُ يَهْدِيْنِيْ

(میں نے محمد کے دین کی اتباع کی اور میں اپنی امانت اور اپنے دین پر پوری طرح راضی ہو گیا۔
میں ان کی امید میں بیٹھا ہوا تھا اور مجھے ان کے زمانے کا انتظار تھا، چناں چہ اللہ نے مقدر کیا کہ آپ ﷺ مجھے ہدایت کی راہ دکھائیں)
(شعر الدعوۃ ص ۵۰)

عمان کے حاکم جلندی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

أَتَانِيْ عَمْرٌو بِالَّتِيْ لَيْسَ بَعْدَهَا   مِنَ الْحَقِّ شَيْءٌ وَالنَّصِيْحُ نَصِيْحُ

فَقُلْتُ لَهُ مَا زِدْتَ أَنْ جِئْتَ بِالَّتِيْ   جُلَنْدٰى عُمَّانَ فِيْ عُمَّانَ يَصِيْحُ

فَيَا عَمْرُو! قَدْ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ جَهْرَةً   يُنَادِيْ بِهَا فِي الْوَادِيَيْنِ فَصِيْحُ

(میرے پاس عمرو ابن عاص وہ چیز لے کر آئے جو حق ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی حق نہیں ہے، اور نصیحت کرنے والا خیر خواہ ہے۔ میں نے ان سے کہا: تم تو وہی بات لے آئے ہو جس کو جلندی شاہِ عمان، عمان میں چیخ چیخ کر بتایا کرتا تھا۔ عمرو! میں علی الاعلان صرف اللہ کی خاطر اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں، جس کی ندا مدینہ میں فصیح (محمد) لگا رہے ہیں)
(شعر الدعوۃ ص ۵۱)

یہ دو نمونے ان لوگوں کے ہیں جو اسلام لانے سے پہلے ہی ایمان سے واقف تھے اور توحید کی چاشنی سے متعارف تھے، جب اسلام کی آمد ہوئی تو ان کے دل کی خواہش بر آئی اور وہ پہلے لمحے ہی میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے، اس قسم کے شعراء بہت ہی کم تھے۔

دوسرا گروہ ان شعراء کا تھا جو بت پرستی کی گندگیوں سے نکل کر دینِ اسلام میں داخل ہوئے تھے، اور تاریکیوں سے نکل کر توحید کی روشنی میں داخل ہوئے تھے، جب انھوں نے اسلام کی شفافیت کو دیکھا اور دین کی حقیقت سے واقف ہو گئے تو ایمان کو گلے سے لگایا، ان میں سے بعض نمونے پیش ہیں:

لبید بن ربیعہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

بَانَ الشَّبَابُ فَلَمْ أَحْفَلْ بِهِ بَالًا   وَأَقْبَلَ الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ إِقْبَالًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِيْ أَجَلِيْ   حَتّٰى اكْتَسَبْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرْبَالًا

(جوانی آئی تو میں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی، پھر بڑھاپا اور اسلام ایک ساتھ آئے۔
اس پر اللہ ہی کی تعریف ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے موت نہیں آئی) (شعر الدعوۃ ص ۵۳-۵۴)

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب پہلے حضور اکرم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے اور

اسلام کے سخت ترین دشمن تھے، مشرکین مکہ کے مشہور شعراء میں ان کا شمار ہوتا تھا اور بڑے پایے کے شاعر مانے جاتے تھے، جب اسلام کی روشنی ان کے دل میں گھر کر گئی تو انھوں نے اسلام قبول کرنے اور قدیم دین سے بیزاری کو اشعار میں یوں ڈھالا ہے: (الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۱۶۷)

لَعَمْرُکَ إِنِّی یَوْمَ أَحْمِلُ رَایَةً ... لِتَغْلِبَ خَیْلُ اللَّاتِ خَیْلَ مُحَمَّدِ
لَکَالْمُدْلِجِ الْحَیْرَانِ أَظْلَمَ لَیْلُهُ ... فَهٰذَا أَوَانِی حِیْنَ أُهْدٰی أَهْتَدِیْ

(تیری زندگی کی قسم! میں اس دن جس دن علم اٹھائے اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آجائے اس وقت میری حالت تاریک رات میں حیران وسرگرداں چلنے والے شخص کی طرح تھی، اور اب میں اس حال میں ہوں کہ جب میری ہدایت کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے تو میں ہدایت کو قبول کرتا ہوں)

عبداللہ بن زبعری نے جذبات سے معمور تین قصیدوں میں اپنے اسلام لانے کی تصویر کشی کی ہے، ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سَرَتِ الْهُمُوْمُ بِمَنْزِلِ السَّهْمِ ... إِذْ کُنَّ بَیْنَ الْجِلْدِ وَالْعَظْمِ
نَدَماً عَلٰی مَا کَانَ مِنْ زَلَلٍ ... إِذْ کُنْتُ فِیْ فِتَنٍ مِنَ الْإِثْمِ
حَیْرَانَ یَعْمَهُ فِیْ ضَلَالَتِهِ ... مُسْتَوْرِدًا لِشَرَائِعِ الظُّلْمِ
فَالْیَوْمَ آمَنَ بَعْدَ قَسْوَتِهِ ... عَظْمِیْ وَآمَنَ بَعْدَهُ لَحْمِیْ
بِمُحَمَّدٍ وَبِمَا یَجِیْءُ بِهِ ... مِنْ سُنَّةِ الْبُرْهَانِ وَالْحِکَمِ

(غم تیروں کی طرح تکلیف دے رہے ہیں، حالاں کہ وہ ہڈیوں اور گوشت کے اندر دل میں ہیں۔
پرانی غلطیوں اور ٹھوکروں پر افسوس کی وجہ سے، جب کہ میں گناہوں کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔
حیران وپریشان تھا، جب میں گمراہیوں میں پڑ کر اندھا ہو گیا تھا اور ظلم وزیادتی کے طریقے پر عمل پیرا تھا۔
آج اپنی سختی اور قساوت کے بعد میری ہڈیوں نے ایمان قبول کر لیا پھر گوشت نے بھی ایمان قبول کیا۔
محمد ﷺ پر اور آپ کی لائی ہوئی تمام باتوں پر، جو دلائل اور حکمتوں پر مشتمل ہے)

ان کے تمام اشعار میں جذبات کی حرارت اور گناہوں پر ندامت اور احساس کی گہرائی پائی جاتی ہے۔

بہت سے وہ شعراء تھے جنھوں نے پہلے اسلام قبول کیا، پھر فتنۂ ارتداد کے شکار ہو گئے، لیکن تھوڑی ہی مدت بعد ان کو اپنی بیوقوفی اور نادانی کا علم ہوا اور اپنی کارکردگی پر ندامت اور افسوس ہوا، تو انھوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا، اس کو انھوں نے اپنے اشعار میں گایا ہے، اس ضمن میں جندب بن سلمی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

نَدِمْتُ وَأَیْقَنْتُ الْغَدَاةَ بِأَنَّنِیْ ... أَتَیْتُ الَّتِیْ یَبْقٰی عَلٰی الْمَرْءِ عَارُهَا
شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ لَا شَیْءَ غَیْرُهُ ... بَنِی مُدْلَجٍ فَاللّٰهُ رَبِّیْ وَجَارُهَا

میں شرمندہ ہو گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ جو میں نے کام کیا ہے، اس کی ذلت اور عار آدمی پر باقی رہتا ہے۔

میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی حقیقت نہیں ہے، اے بنومدلج! اللہ میرا رب ہے اور بنومدلج کا ہمسایہ ہے۔

اسی ضمن میں عطارد بن حجاب بن زرارہ کے اشعار تضحیک کے انداز میں ملاحظہ ہو:

أَضْـحَـتْ نَبِيَّتُـنَـا أُنْثٰى نُـطِيْفُ بِهَـا وَأَصْبَـحَـتْ أَنْبِيَـاءُ اللهِ ذُكْـرَانَـا

فَـلَـعْـنَـةُ اللهِ رَبِّ الـنَّـاسِ كُـلِّهِـمُـوْ عَـلٰى سَجَـاحَ وَمَـنْ بِـالْكُفْرِ أَغْوَانَـا

(عورت ہماری نبی ہوگئی، جس کے آس پاس ہم پھرا کرتے ہیں، جب کہ اللہ کے تمام انبیاء مرد رہے ہیں۔

تمام لوگوں کے پروردگار اللہ کی لعنت ہو، سجاح پر اور کفر کے سلسلے میں اس کی مدد کرنے والے تمام لوگوں پر)

(الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۱۷۷)

بہت سے شعراء نے اسلام قبول کرنے کے بعد جاہلی یادوں کا تذکرہ کیا ہے، اور اپنے بتوں کا مذاق اڑایا ہے، اس ضمن میں راشد بن عبدربہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

أَرَبٌّ يَبُـوْلُ الثُّـعْـلُبَـانُ بِـرَأْسِـهِ لَقَـدْ ذَلَّ مَنْ بَـالَـتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِـبُ

(کیا وہ رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر بھیڑیے پیشاب کرتے ہوں، وہ ذلیل ہے جس پر بھیڑیے پیشاب کرتے ہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۳۸)

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنے بت کو اندھے کنویں میں پڑا ہوا دیکھا تو یہ اشعار کہے، ان کے بیٹوں نے ان سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور انھوں نے ہی بت کو کنویں میں پھینک دیا تھا، عمرو بن جموح نے اپنے باطل معبود کی بے بسی دیکھی تو اسلام لے آئے، بت کی بے بسی کو انھوں نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے:

وَاللهِ لَـوْ كُـنْـتَ إِلٰهـاً لَـمْ تَـكُـنْ أَنْـتَ وَكَـلْـبٌ وَسْـطَ بِـئْـرٍ قَـرَنْ

أُفٍّ لِـلْـمُـلْـقَـاكَ إِلٰهـاً مُستدنْ اَلْآنَ فَتَّشْـنَـاكَ عَـنْ سُـوْءِ الْغَبَـنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو اور کتا ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے کنویں میں پڑے ہوئے نہیں ہوتے۔

تیرے ٹھکانے پر تُف ہے، ذلیل اور گھٹیا معبود، اب ہم تیری حقیقت سے واقف ہوگئے ہیں کہ تو بدترین دھوکہ ہے۔

(شعر الدعوۃ ۴۱، سیرۃ ابن ہشام ۱/۴۵۲۔۴۵۳، سیر أعلام النبلاء ۱/۲۵۴)

۴۔ جہاد

اسلام نے اپنے متبعین اور پیروکاروں پر اسلام کی دعوت ضروری قرار دیا ہے اور دنیا کی تمام قوموں اور علاقوں میں اسلام کی نشر و اشاعت کو واجب قرار دیا ہے، یہ ہر مسلمان کا فریضہ اور ذمہ داری ہے، بہت سے موقعوں پر دشمن آڑے آتے ہیں اور جنگ کا ماحول بناتے ہیں، اس صورت میں اسلام نے جہاد کو مشروع کیا ہے اور اللہ کے راستے میں اپنا مال اور جان لگانے کی ترغیب دی ہے، عہد نبوی میں بہت سے غزوات، سریات اور جنگیں ہوئیں، صدر اسلام میں جہاد سے متعلق اشعار کا کوئی شمار نہیں، چند اشعار ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں اور بہت سے اشعار کا تذکرہ شعراء کے تذکرے میں آئے گا۔

حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ جو بئر معونہ کے موقع پر شہید کردیے گئے تھے، وہ اپنے خاندان بنو عامر کو سخت سست کہتے ہیں اور اسلامی اوامر کی مخالفت کی صورت میں اپنے خاندان والوں کے خلاف جنگ اور جہاد کرنے کا عزم بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

أَتَتْ عَامِرٌ تَرْجُو الْهَوَادَةَ بَيْنَنَا وَهَلْ عَامِرٌ اِلَّا عَدُوٌّ مُدَاجِنُ
اِذَا مَا رَجَعْنَا ثُمَّ لَمْ تَكُ وَقْعَةٌ بِأَسْيَافِنَا فِيْ عَامِرٍ وَنُطَاعِنُ
فَلا تَرْجُوَنَّا أَنْ نُقَاتِلَ بَعْدَنَا عَشَائِرَنَا وَالْمُقَرَّبَاتُ الصَّوَافِنُ

(قبیلہ عامر ہمارے درمیان باہمی محبت کا امیدوار ہوکر آ گیا، لیکن قبیلہ عامر تو چاپلوسی کرنے والا دشمن ہے۔
جب ہم واپس ہوں گے اور کوئی واقعہ در پیش نہیں آئے گا تو ہم قبیلہ عامر پر اپنی تلواروں سے حملہ کریں گے اور نیزہ بازی کریں گے۔
تم ہم سے اس بات کی امید نہ رکھنا کہ ہم اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے بہترین گھوڑوں پر سوار ہوکر نہیں جنگ کریں گے)

(أسد الغابة ۱/۴۶۹)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ لویا کو اسلام کی دعوت دی اور قبول نہ کرنے پر برے انجام کی دھمکی دی، ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

فَيَا لَلُؤَيٍّ لَاتُطِيْعُوْا غُوَاتِكُمْ وَفِيْئُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ
فَاِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يُصَبَّ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ

(اے قبیلہ لویا! اپنے گمراہ لوگوں کی پیروی مت کرو، بلکہ اسلام اور آسان راستے کی طرف آؤ۔
مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر عذاب نہ آجائے، جس سے تم کو شرمندہ ہونا پڑے اور بربادی کا سامنا کرنا پڑے)

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۴۷)

غزوہ حنین کے موقع پر عباس بن مرداس ہوازن کے اپنے بعض رشتے داروں کو چند اشعار کے ذریعے نصیحت کررہے ہیں تو بعض دوسرے اشعار میں لشکرِ اسلام سے ان کو خوف زدہ کررہے ہیں، ان کے اشعار یہ ہیں:

أَبْـلِـغْ هَـوَازِنَ أَعْلَاهَـا وَأَسْـفَـلَهَـا   مِـنِّـيْ رِسَـالَةَ نُـصْـحٍ فِيْـهِ تِبْيَـانُ

أَنِّـيْ أَظُـنُّ رَسُـوْلَ اللهِ صَـابِـحَـكُـمْ   جَيْشًـا لَـهُ فِـيْ فَـضَـاءِ الْأَرْضِ أَرْكَـانُ

فِيْهِـمْ أَخُـوْكُـمْ سُلَيْمٌ غَيْرُ تَـارِكِـكُـمْ   وَالْـمُـسْـلِـمُـوْنَ عِبَـادُ اللهِ غَسَّـانُ

قبیلہ ہوازن کے تمام لوگوں کو میری طرف سے نصیحت بھرا واضح پیغام پہنچادو

کہ میرے گمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ صبح تڑکے تم لوگوں پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کریں گے، جس کے ستون زمین کی فضا میں ہوں گے یعنی بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ کریں گے،

ان کے ساتھ تمھارے بھائی بنوسلیم بھی ہیں، جو تمھیں نہیں چھوڑیں گے، اور مسلمان اللہ کے بندے قبیلہ غسان کے لوگ بھی ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۸۴)

نابغہ جعدی نے جہاد کی تیاری کرلی اور جہاد کے لیے نکل پڑے، لیکن ان کی بیوی کی خواہش تھی کہ وہ گھر پر ہی رہیں، جہاد کے لیے نہ جائیں، اس پر نابغہ نے یہ اشعار کہے:

بَـاتَـتْ تُـذَكِّـرُنِـيْ بِـاللهِ قَـاعِـدَةً   وَالـدَّمْـعُ يَـنْـهَـلُ مِـنْ شَـأْنَيْهَـا سَبَلاً

يَـا ابْـنَـةَ عَـمِّـيْ كِتَـابُ اللهِ أَخْـرَجَنِـيْ   كُـرْهـاً وَهَـلْ أَمْـنَـعَنَّ اللهَ مَـا فَعَلَا

فَـإِنْ رَجَـعْـتُ فَـرَبُّ الـنَّـاسِ يُرْجِعُنِيْ   وَإِنْ لَـحِـقْـتُ بِـرَبِّـيْ فَـابْـتَـغِـيْ بَـدَلاً

مَـا كُـنْـتُ أَعْـرَجَ أَوْ أَعْـمٰـى فَيَعْذُرُنِيْ   أَوْ ضَـارِعـاً مِـنْ ضَـنًـى لَمْ يَسْتَطِعْ حِوَلاً

وہ پوری رات بیٹھ کر مجھے اللہ کا واسطہ دیتی رہی اور اور جہاد میں جانے سے روکتی رہی، اور اس کی آنکھوں سے آنسو سیلِ رواں کی طرح بہتے رہے۔

میں نے کہا: اے میری چچا کی لڑکی! اللہ کی کتاب نے میرے نہ چاہتے ہوئے مجھے جہاد کے لیے نکالا ہے، کیا میں اس کی حکم عدولی کرسکتا ہوں جس کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔

اگر میں واپس آؤں تو یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہے کہ وہ مجھے واپس کردے گا، اگر میں اپنے رب سے جاکر ملوں تو میرا کوئی بدل تلاش کرلینا۔

میں اندھا یا لنگڑا نہیں ہوں کہ اللہ مجھے معذور سمجھے، بیماری سے کمزور بھی نہیں ہوا ہوں کہ میں کچھ کر نہ سکوں۔

(الشعر والشعراء ۱/۹۳)

اسی طرح جروہ نے بھی جہاد سے روکنے کی وجہ سے اپنی بیوی کی ملامت کی ہے، اور جہاد سے روکنے اور سرزنش کرنے پر طلاق دینے کی بھی بات کی ہے:

وَقَـالَـتْ قَـدْ كَبِـرْتَ، وَقُـلْـتُ حَـقّـاً   كَـبِـرْتُ، فَـكَـفْـكَـفِـيْ وَدَعِـيْ عِـتَـابِـيْ

عِـتَـابُـكِ كُـلَّ يَـوْمٍ لِـيْ عَـذَابٌ   وَمِـثْـلِـيْ لَا يَـقِـرُّ عَـلَـى الْـعَـذَابِ

فَإِن لَّمْ تَصْبِرِيْ وَكَرِهْتِ قُرْبِيْ فَدُوْنَكِ مَا أَرَدْتِ مِنَ اجْتِنَابِيْ
سَأَغْزُو التُّرْكَ فِيْ نَفَرٍ كِرَامٍ سِرَاعٍ حِيْنَ نُدْعٰى لِلضِّرَابِ
يَرَوْنَ الْمَوْتَ أَفْضَلَ مِنْ حَيَاةٍ تُصَيِّرُهَا الدُّهُوْرُ إِلٰى تَبَابِ

اس نے کہا: تم بوڑھے ہو گئے ہو، میں نے کہا: یہ بات صحیح ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لیکن تم اپنی باتوں سے باز آؤ، اور میری سرزنش کرنا بند کر دو۔

ہر دن تم میری سرزنش کرتی ہو، یہ میرے لیے سزا ہے، اور مجھ جیسا شخص سزا پر صبر نہیں کر سکتا۔

اگر تمھیں صبر نہیں ہے اور میرے ساتھ رہنا پسند نہیں ہے تو تم اپنی پسند کے مطابق مجھ سے جدا ہو جاؤ۔

میں ضرور ترکوں کے خلاف باعزت تیز لپکنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر جنگ کروں گا، جب کہ ہم کو جنگ کی طرف بلایا جاتا ہے۔

وہ موت کو زندگی سے بہتر جانتے ہیں، جس زندگی کو زمانہ ختم کر دیتا ہے۔ (ابو حاتم سجستانی: المعمر ون والوصایا ص ۶۹)

ایک ہجری کو جہاد مسلمانوں پر فرض ہوا اور چھوٹی چھوٹی فوجی ٹکڑیاں جہاد کے لیے بھیجی جانے لگیں اور غزوات کی ابتدا ہوئی، بلیح بن محسن نے جہاد کی فرضیت کو اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

نَصَرْنَا النَّبِيَّ بِأَسْيَافِنَا وَكُنَّا بِمَكَّةَ نَسْتَبْشِرُ
بِأَمْرِ الْإِلٰهِ وَأَمْرِ النَّبِيِّ وَمَا فَوْقَ أَمْرِهِمَا مَأْمَرُ

(ہم نے اپنی تلواروں سے نبی کریم ﷺ کی مدد کی، جب کہ ہم مکہ میں اللہ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے حکم سے خوش ہوتے تھے، اور ان دونوں کے حکم سے بڑھ کر کسی دوسرے کا حکم نہیں ہے) (الاصابۃ ۱/۱۷۰)

غزوۂ اکیدر بن مالک کے موقع پر بجیر بن بجرہ طائی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ أَنِّيْ رَأَيْتُ اللّٰهَ يَهْدِيْ كُلَّ هَادِ
فَمَنْ يَّكُ حَائِدًا عَنْ ذِيْ تَبُوْكٍ فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

(جنگِ سائق البقرات میں اللہ برکت دے، میں نے اس جنگ سے یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ ہر اس شخص کی رہنمائی کرتا ہے جو رہنمائی حاصل کرنا چاہے۔

جو جنگ تبوک میں شریک نہ ہوتو نہ ہو، لیکن ہم کو تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے)

(اُسد الغابۃ ۱/ ۱۹۸، سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۷۰، کتاب المغازی لابن اسحاق ص ۱۰۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے ان کو خالد بن ولید کے ساتھ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر کے پاس بھیجا تھا، اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد سے فرمایا تھا: ''تم اس کو چاندنی رات میں گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے''، لشکر نے رسول اللہ ﷺ کی خبر کو سچ پایا، سائق البقرات سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

کعب بن مالک نے جنگِ بدر کے روز ضرار بن فہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلٰى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ
قَضٰى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُّلَاقِيَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِيْلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ وَكُلُّ مُجَاهِدٍ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ
شَهِدْنَا بِأَنَّ اللهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ
فَكُبَّ أَبُوْ جَهْلٍ صَرِيْعًا لِوَجْهِهِ وَعُتْبَةَ غَادَرْتُهُ وَهُوَ عَائِرُ
وَشَيْبَةُ وَالتَّيْمِيُّ غَادَرَانِ فِي الْوَغٰى وَمَا مِنْهُمْ إِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَافِرُ
فَأَمْسَوْا وَقُوْدَ النَّارِ فِيْ مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُوْرٍ فِيْ جَهَنَّمَ صَائِرُ
تَلَظّٰى عَلَيْهِمْ وَهِيَ شَبَّ حَمْيُهَا بِزُبَرِ الْحَدِيْدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ
وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوْا فَوَلَّوْا وَقَالُوْا: إِنَّمَا أَنْتَ سَاحِرُ
لِأَمْرٍ أَرَادَ اللهُ أَن يَّهْلِكُوْا بِهِ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللهُ زَاجِرُ

(مجھے اللہ کے حکم پر تعجب ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔
جنگِ بدر کے موقع پر اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس قوم کے خلاف جنگ کریں، جنھوں نے سرکشی کی ہے، اور سرکشی کا راستہ لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔
جب ہماری ان کے ساتھ جنگ ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے ہر ایک مجاہد ڈٹا ہوا تھا اور مارنے مرنے کے لیے لڑائی میں گھتم گتھا تھا۔
ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور رسول اللہ ﷺ حق کے ذریعے دشمنوں پر غالب آنے والے ہیں۔
ابوجہل منہ کے بل گر پڑا، اور میں عتبہ کو اس حال میں چھوڑ آیا کہ وہ مرا پڑا تھا۔
شیبہ اور تیمی کو مار ڈالا گیا تھا اور وہ ایک جگہ پڑے ہوئے تھے، ان میں سے ہر ایک عرش کے مالک اللہ رب العزت کے ساتھ کفر کرنے والا تھا۔
جہنم کی آگ ان کا مقدر ہوگئی اور ہر کافر جہنم میں چلا گیا۔
جہنم کی آگ ان کو جلا رہی ہے اور آگ کی لپک لوہے اور پتھر کے ٹکڑوں سے دہک رہی ہے اور جل رہی ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ آگے بڑھو اور ایمان لے آؤ لیکن انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا: تم تو جادوگر ہو۔
اللہ کے حکم سے یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے، اور اللہ کی تقدیر کو کوئی ٹالنے والا نہیں)

(دیوان کعب بن مالک ص ۲۰۰-۲۰۱)

حسان بن ثابت نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ انصار کی جنگیں اللہ کے راستے میں لڑی ہوئی جنگیں ہیں، وہ کہتے ہیں:

سَمَّاهُمُ اللهُ أَنْصَارًا بِنَصْرِهِمْ دِيْنَ الْهُدٰى وَعَوَانُ الْحَرْبِ تَسْتَعِرُ
وَسَارَعُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاعْتَرَفُوْا لِلنَّائِبَاتِ وَمَا خَامُوْا وَمَا ضَجِرُوْا

(اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وقت اللہ کے دین کی مدد کرنے کی وجہ سے انصار کے لقب سے نوازا جب جنگ زور سے بھڑکی ہوئی تھی۔
انھوں نے اللہ کے راستے میں نکلنے میں تیزی دکھائی، اور مصائب کو گلے لگایا، وہ نہ کبھی کمزور پڑے اور نہ وہ کبھی بے قرار اور پریشان ہوئے) (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۴۰)

جروہ بن یزید طائی نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کی منظر کشی کی ہے اوران کے اس ایمان کو بیان کیا ہے کہ جہاد حق ہے، اس سے وہ اللہ کے ثواب کی امید رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

وَفِتْيَانٍ إِذَا نُدِبُوا الْحَرْبَ تَمَشَّوْا مِشْيَةَ الْإِبِلِ الْهُيَامِ
يَرَوْنَ عَلَيْهِمُ لِلّٰهِ حَقًّا مُقَارِعَةَ الطَّمَاطِمَةِ الطُّغَامِ
وَكُلُّهُمُ يُرَادِي التُّرْكَ قَدَمًا وَيَحْوِي مُنْفِسًا فِي كُلِّ عَامِ
وَيَرْجُو اللهَ لَا يَرْجُوْ سِوَاهُ وَرَاجِي اللهِ يَرْجِعُ بِالسَّلَامِ

(کتنے ہی ایسے نوجوان ہیں جن کو جنگ کے لیے پکارا جاتا ہے تو وہ پیاسے اونٹ کی طرح دوڑ پڑتے ہیں۔
وہ اپنے اوپر اللہ کا یہ حق سمجھتے ہیں کہ کمینے اور بے وقوف عجمیوں سے ٹکرا جائیں۔
ان میں سے ہر ایک شخص ترکوں کو قدموں تلے روند کر ہلاک کر دیتا ہے اور ہر سال ان میں سے قیدی بنا لیتا ہے۔
وہ اللہ ہی سے امید لگاتا ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے سے امید نہیں لگاتا، اور اللہ سے امید لگانے والا امن وسلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آتا ہے) (المعمرون والوصایا ص ۶۹)

جنگ قادسیہ کے موقع پر ایک شاعر نے جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَبَادِرُوا الْحَرْبَ كُمَاةً فِي الْعُدَدْ إِمَّا بِفَوْزٍ بَادِرٍ عَلَى الْكَبِدْ
أَوْ مَيْتَةٍ تُورِثُكُمْ غُنْمَ الْأَبَدِ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ وَالْعَيْشِ الرَّغَدْ

(جنگ میں پوری تیاری کے ساتھ بہادروں کی طرح دوڑ پڑو، یا تو جلد ہی جگر کو ٹھنڈک پہنچانے والی کامیابی حاصل ہوگی۔
یا شہادت نصیب ہوگی، جس سے تمھیں جنت الفردوس میں ہمیشہ ہمیش کا مال غنیمت ملے گا اور خوش حال زندگی نصیب ہوگی)

(شعر الدعوۃ ص ۱۷۰)

عمیر بن حمام رضی اللہ نے جنگ احد کے موقع پر جنگ کے دوران یہ اشعار کہے:

رَكْضًا إِلَى اللهِ بِغَيْرِ زَادْ إِلَّا التُّقٰى وَعَمَلِ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرِ فِي اللهِ عَلَى الْجِهَادِ وَكُلُّ زَادٍ عُرْضَةَ النَّفَادِ
غَيْرَ التُّقٰى وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ

(توشے کے بغیر ہی اللہ کی طرف ایڑ لگا رہا ہوں، صرف تقوی اور نیک اعمال کا توشہ ہے۔
اور اللہ کے راستے میں جہاد پر جم جانے کا توشہ ہے، ہر توشہ ختم ہونے والا ہے، صرف تقوی، نیک اعمال اور رشد وہدایت کا توشہ ہی باقی رہنے والا ہے) (الشعر وطوابعہ علی مر العصور ص ۲۹، شعر الدعوۃ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

جنت کے تذکرے والے چند اشعار ملاحظہ ہوں، جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا طَيِّبَةٌ وَبَارِدًا شَرَابُهَا

(کیا ہی خوب جنت ہے اور اس کی قربت کتنی پاکیزہ ہے، اور اس کی مشروب کتنی ٹھنڈی ہے)

دنیوی زندگی کی بے حقیقتی اور اخروی زندگی کی ابدیت اور نعمتوں سے معمور ہونے پر ناجیہ بن جندب کے اشعار ملاحظہ ہو:

يَـا لَـعِبَـادُ اللهِ فِيـمَ يُـرْغَـبُ   مَـا هُـوَ اِلَّا مَـا أُكَـلٌ وَمَشْـرَبُ

وجنة فيها نعيم مُعجَبُ

(اے اللہ کے بندو! کس چیز کی خواہش ہے؟ اس دنیوی زندگی کی؟ جو صرف کھانے اور پینے کی جگہ ہے، حالاں کہ جنت میں پسندیدہ نعمتیں ہیں) (شعر الدعوۃ ص ۱۲۸۔۱۲۹)

عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ کے موقع پر یہ اشعار بطور رجز پڑھا:

وَاللهِ لَـوْ لَا اللهُ مَـا اهْتَـدَيْـنَـا   وَلَا تَـصَـدَّقْـنَـا وَلَا صَـلَّيْـنَـا

اِنَّـا اِذَا قَـوْمٌ بَـغَـوْا عَـلَـيْـنَـا   وَاِنْ أَرَادُوا فِتْـنَـةً أَبَيْـنَـا

فَـأَنْـزِلَـنْ سَـكِيْـنَـةً عَـلَـيْـنَـا   وَثَبِّـتِ الْأَقْـدَامَ اِنْ لَاقَيْـنَـا

(اللہ کی قسم! اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہیں پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

جب کوئی قوم ہم پر سرکشی کرتی ہے تو اور فتنہ برپا کرنا چاہتی ہے تو ہم دبتے نہیں ہیں۔

اے اللہ! جب جنگ شروع ہو تو ہم پر سکینت نازل فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ (الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۱۹۵)

جنگ بدر کے موقع پر بنو زہرہ کے لوگ بھی مشرکین کے ساتھ شریک تھے، جب کفارِ مکہ کا قافلہ بچ گیا تو اخنس ابن شریق نے بنو زہرہ کو واپس آنے پر آمادہ کیا اور وہ بھی بنو زہرہ کے ساتھ واپس چلے گئے، اس پر عدی ابن ابو الزغباء نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَقِـمْ لَهَـا صُـدُوْرَهَـا يَـا بَسْبَـسُ   إِنَّ مَـطَـايَـا الْـقَـوْمِ لَا تُـحَبَّـسُ

وَحَـمْـلُهَـا عَـلَـى الـطَّـرِيْـقِ أَكْيَـسُ   قَـدْ نَـصَـرَ الـلّٰـهُ وَفَـرَّ الْأَخْـنَـسُ

(بسبس! ان کے سینوں کو درست کرو، کیوں کہ قوم کی سواریاں روکی نہیں جائیں گی، ان کو راستے پر لانا عقل مندی کی بات ہوگی، اللہ نے ہم لوگوں کی مدد فرمائی اور اخنس فرار ہو گیا) (الواقدی ج ۱ ص ۴۵)

انشاء اللہ شعراء کے تذکرے میں کثرت سے جہاد سے متعلق اشعار کا تذکرہ آئے گا۔

۳۔ فخر

زمانۂ جاہلیت میں انفرادی فخر اور قبائلی عصبیت کا عام رواج تھا، اسلامی شاعری میں اسلام میں سبقت، ہجرت میں سبقت، جہاد فی سبیل اللہ، نبی کریم ﷺ کو اپنے یہاں پناہ دینے، دین کی مدد و نصرت، اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع، دین پر استقامت، تقوی وللّٰہیت، محرمات سے اجتناب، فرائض کی ادائیگی وغیرہ امور پر فخر کیا جانے لگا، مندرجہ بالا موضوعات پر فخریہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

ا۔ اسلام قبول کرنے پر فخر

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے اس بات پر فخر کا اظہار کیا ہے کہ وہ تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے جب کہ وہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے، ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

سَبَقْتُكُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ طُرًّا صَغِيرًا مَا بَلَغْتُ أَوَانَ حُلْمِي

(میں نے تم لوگوں پر اسلام لانے میں سبقت کی، جب کہ میں چھوٹا بچہ تھا اور ابھی بالغ نہیں ہوا تھا)

(شعر الدعوۃ ۱۱۶، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۴)

عبدالرحمٰن بن صفوان نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ ان کے والد نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی اور اس وقت ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تھے جب تمام لوگ کافر تھے، وہ کہتے ہیں:

أَنَا ابْنُ صَفْوَانَ الَّذِي سَبَقَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ سَوَابِقُ الْإِسْلَامِ

(میں صفوان کا بیٹا ہوں، جنھوں نے نبی ﷺ کے پاس جا کر اسلام لانے میں سبقت کی)

(شعر الدعوۃ ص ۱۱۷، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۰۴)

اسی طرح عباس بن عصیم نے بھی اپنے والد کے اسلام لانے پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے:

عَصَيْمٌ أَبِي زَارَ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَعَمِّي سَوَاءً قَلَّ هٰذَا التَّفَاخُرُ

وَلَمَّا دَعَا دَاعٍ لِدِينِ مُحَمَّدٍ وَفَدْنَا، فَمِنَّا كَانَ أَيْمَنُ زَائِرُ

(عصیم میرے والد ہیں، انھوں نے اللہ کے نبی محمد ﷺ کی ملاقات کی اور میرے چچا نے بھی آپ کی ملاقات کی، کیا یہ کم فخر کی بات ہے؟ جب محمد ﷺ کے دین کی دعوت دینے والے نے ہم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو ہم آپ کے پاس چلے آئے، ہم ہی میں سے ایک ملاقات کرنے والا ایمن بھی تھا) (شعر الدعوۃ ۱۱۷، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۴)

۲۔ ہجرت پر فخر:

مدینہ کی طرف ہجرت ایک عظیم واقعہ تھا، مکہ کی پریشانیوں اور کفارِ مکہ کی دشمنیوں اور ظلم وزیادتیوں سے بچنے کے لیے ہجرت کو ضروری قرار دیا گیا تھا، یہ فخر ومباہات کی بات تھی، بہت سے شعراء نے اپنی اور اپنے والدین کی ہجرت پر فخر کیا ہے، اور اللہ کے راستے میں اپنا گھر بار چھوڑنے کو اپنے اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے، ہجرت صرف مکہ سے ہی نکل کر مدینہ جانے میں محدود نہیں تھی، بلکہ دوسرے علاقوں سے بھی لوگ اپنے قبیلے والوں کی تکلیفوں سے بچنے کے لیے مدینہ منورہ کا رخ کر رہے تھے، یہ فروہ بن مُسیک رضی اللہ عنہ ہیں، دور دراز سے انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب انھوں نے اپنی قوم کو کفر پر جمے ہوئے دیکھا تو مدینہ کا رخ کیا، تاکہ مدینہ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہو جائیں اور جنت کے حصول میں کامیابی حاصل ہو جائے، وہ کہتے ہیں:

إِذَا مَا رَأَيْتُ مُلُوكَ كِنْدَةَ أَعْرَضَتْ ۔۔۔ كَالرِّجْلِ خَانَ الرِّجْلَ عِرْقُ نَسَائِهَا

قَرَّبْتُ رَاحِلَتِي أَؤُمُّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ أَرْجُو فَوَاضِلَهَا وَحُسْنَ ثَرَائِهَا

(جب میں نے کندہ کے بادشاہوں کو دیکھا کہ انھوں نے اسلام سے اعراض کیا، اس پیر کی مانند جس کا دوسرا پیر عرق النسا کی وجہ سے ساتھ نہ دے رہا ہو۔

میں نے محمد ﷺ سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوئے اپنی سواری کو دوڑایا، اس امید میں کہ میں مدینہ کے فیوض وبرکات حاصل کروں)

(شعر الدعوۃ ۱۰۵، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۵)

عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے اس بات پر فخر کیا ہے کہ ان کو حقیقت کا ادراک ہو گیا تو انھوں نے ایمان قبول کیا اور بت پرستی اور اصنام پرستی کو چھوڑ دیا اور ہجرت کی راہ میں تکلیفات اور راستے کی دشواریوں اور مشقتوں کو برداشت کیا، تاکہ سب سے بہترین انسان کی صحبت سے سرفراز ہو جائیں:

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللهَ حَقٌّ وَأَنَّنِي ۔۔۔ لِآلِهَةِ الْأَحْجَارِ أَوَّلُ تَارِكِ

وَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِي الْإِزَارَ مُهَاجِرًا ۔۔۔ إِلَيْكَ جَوْبَ الْعَوْثِ بَعْدَ الدَّكَادِكِ

لِأَصْحَبَ خَيْرَ النَّاسِ نَفْسًا وَوَالِدًا ۔۔۔ رَسُولَ مَلِيكِ النَّاسِ فَوْقَ الْحَبَائِكِ

(میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ حق ہے اور میں پتھروں سے بنے ہوئے معبودوں کو سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں۔

میں نے آپ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے کمر کس لی، اور سخت زمین اور ریتلی زمین کو عبور کرتے ہوئے مدینہ چلا آیا۔

تاکہ میں لوگوں میں سے بہترین انسان کی صحبت اختیار کروں، جو لوگوں کے مالک کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہے، جو مالک آسمانوں کے اوپر ہے) (شعر الدعوۃ: ۱۰۹۔۱۰۰، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۵)

۳۔ جہاد پر فخر

اس موضوع پر بہت سے شعراء نے طبع آزمائی کی ہے، یہ عہدِ نبوی خصوصاً مشرکین اور کفار و یہود کے ساتھ جنگوں اور غزوات کی ابتدا کے بعد اس موضوع پر شاعری کا سیلِ رواں نظر آتا ہے، موضوعات شاعری میں سے جہاد کے موضوع کے تحت بہت سے شعراء کے اشعار گزر چکے ہیں، نمونے کے طور پر چند شعر ملاحظہ ہوں:

فَقُلْ لِقُرَيْشٍ نَحْنُ أَصْحَابُ مَكَّةَ　　وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَالْفَوَارِسُ مِنْ بَدْرِ
وَأَصْحَابُ أُحُدٍ وَالنَّضِيرِ وَخَيْبَرَ　　وَنَحْنُ رَجَعْنَا مِنْ قُرَيْظَةَ بِالذِّكْرِ
وَيَوْمٌ بِأَرْضِ الشَّامِ إِذْ قُتِلَ جَعْفَرٌ　　وَزَيْدٌ وَعَبْدُاللهِ فِيْ عَلَقٍ يَّجْرِيْ
وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ يُنْكِرُ الْكَلْبُ أَهْلَهُ　　نُطَاعِنُ فِيْهِ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

(قریش سے کہہ دو کہ ہم فتح مکہ، جنگِ حنین میں شریک ہونے والے اور بدر کے شہسوار ہیں۔
جنگِ احد، جنگِ بنو النضیر، اور جنگِ خیبر میں شریک ہونے والے لوگ ہیں اور ہم قریظہ سے قابلِ ذکر کارنامہ انجام دے کر لوٹ آئے۔
اور سرزمینِ شام میں جنگ موتہ میں ہم شریک رہے، جہاں جعفر، زید اور عبداللہ بہتے خون میں شہید ہوگئے۔
ہر اس جنگ میں قبیلہ کلب اپنے قبیلوں والوں کو پہچان نہیں پاتا، جس جنگ میں ہم مضبوط نیزوں سے حملہ کرتے ہیں)
(شعر الدعوۃ ۳۱۷۔۳۱۸، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۶، دراسات فی الأدب الاسلامی ص ۵۸، ۱۱)

۴۔ رسول کو اپنے یہاں پناہ دینے پر فخر

انصار کے اکثر شعراء نے اپنے یہاں نبی کریم ﷺ کو پناہ دینے پر فخر کیا ہے، اور ان کو اس بات پر فخر کا حق بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے بھی ایک موقع پر اس فخر کے حق کو بیان کیا تھا، نعمان بن عجلان انصاری رضی اللہ عنہ کے اشعار ملاحظہ ہوں، ان میں انھوں نے مہاجرین کا استقبال کرنے اور خوش حالی اور بدحالی ہر موقع پر ان کی مدد کرنے اور اپنا مال آدھا آدھا کر کے ایک حصہ ان کو دینے کا تذکرہ بطورِ فخر کیا ہے:

نَصَرْنَا وَآوَيْنَا النَّبِيَّ وَلَمْ نَخَفْ　　صُرُوْفَ اللَّيَالِيْ وَالْعَظِيْمَ مِنَ الْأَمْرِ
وَقُلْنَا لِقَوْمٍ هَاجَرُوْا مَرْحَبًا بِكُمْ　　وَأَهْلاً وَسَهْلاً قَدْ أَمِنْتُمْ مِنَ الْفَقْرِ
نُقَاسِمُكُمْ أَمْوَالَنَا وَدِيَارَنَا　　كَقِسْمَةِ أَيْسَارِ الْجَزُوْرِ عَلَى الشَّطْرِ
وَنَكْفِيْكُمُ الْأَمْرَ الَّذِيْ تَكْرَهُوْنَهُ　　وَكُنَّا أُنَاسًا نُذْهِبُ الْعُسْرَ بِالْيُسْرِ

(ہم نے نبی ﷺ کی مدد کی اور ہم نے آپ کو پناہ دی، ہم نے مصائبِ زمانہ اور سب سے بڑی مصیبت یعنی جنگ اور موت سے خوف محسوس نہیں کیا۔

اور ہم نے مہاجرین کو خوش آمدید کہا اور ان سے یہ بھی کہا کہ اب تم فقر و فاقہ سے مامون ہو۔
ہم اپنے مال اور اپنے گھر بار کو دو حصوں میں کر دیتے ہیں اور ایک حصہ تمھیں دے دیتے ہیں، جس طرح اونٹ ذبح کرنے والا اونٹ کو دو حصوں میں کاٹ دیتا ہے۔
اور ہم آپ پر آنے والی مصیبتوں کے لیے کافی ہو جائیں گے اور ہم ایسے لوگ ہیں جو آسانی پیدا کر کے تکلیف دور کر دیتے ہیں)
(شعر الدعوۃ ۳۱۸، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۷)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اوس وخزرج کے اسلامی نام انصار کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

نَصَرُوْا نَبِيَّهُ بِنَصْرِ وَلِيِّهِ ۔۔۔ فَاللّٰهُ عَزَّ بِنَصْرِهِ سَمَّانَا

(انھوں نے اپنے نبی کی مدد اپنے دوست کی مدد کرنے کی طرح کی، اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ہم کو انصار کے لقب سے نوازا)
(شعر الدعوۃ ۳۲۳، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۸)

حضرت حسان بن ثابت نے حلال کو حلال سمجھنے اور حرام کو حرام سمجھنے اور اپنے نبی کی مدد کا تذکرہ اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے:

اَللّٰهُ أَكْرَمَنَا بِنَصْرِ نَبِيِّهِ ۔۔۔ وَبِنَا أَقَامَ دَعَائِمَ الْإِسْلَامِ
يَنْتَابُنَا جِبْرِيْلُ فِيْ أَبْيَاتِنَا ۔۔۔ بِفَرَائِضِ الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ
يَتْلُوْ عَلَيْنَا النُّوْرَ فِيْهَا مُحْكَمًا ۔۔۔ قِسْمًا لَعَمْرُكَ لَيْسَ كَالْأَقْسَامِ
فَنَكُوْنَ أَوَّلَ مُسْتَحِلٍّ حَلَالَهُ ۔۔۔ وَمُحَرِّمٍ لِلّٰهِ كُلَّ حَرَامِ

(اللہ نے اپنے نبی کی مدد کرنے کا موقع دے کر ہمیں عزت سے سرفراز کیا ہے، اور ہمارے ہی ذریعے اسلام کے ستونوں کو قائم کیا ہے۔
جبرئیل ہمارے گھروں میں اسلام کے فرائض اور احکام لے کر آتے ہیں۔
وہ ہمارے سامنے نور یعنی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، جس میں محکم احکام کا حصہ ہے جو دوسرے حصوں کی طرح نہیں ہے۔
چناں چہ ہم اللہ کی خاطر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والے سب سے پہلے لوگ ہیں)
(شعر الدعوۃ ۳۰۷)

ان ہی چیزوں پر عبدالرحمٰن بن انس حارثی نے فخر کیا ہے:

وَنَحْنُ بِحَمْدِ اللّٰهِ هَامَةَ مَذْحِجٍ ۔۔۔ بَنُو الْحَارِثِ الْخَيْرِ الَّذِيْنَ هُمْ مَدَرْ
وَنَحْنُ عَلٰى دِيْنِ النَّبِيِّ نَرَى الَّذِيْ ۔۔۔ نَهَانَا حَرَامًا مِنْهُ وَالْأَمْرَ مَا أَمَرْ

(اللہ کی تعریف ہے کہ ہم قبیلہ مذحج کے شرفاء ہیں، بہترین قبیلہ قبیلۂ حارث سے ہمارا تعلق ہے، جو بادیہ والے ہیں۔
اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہیں، وہ جس چیز سے ہم کو منع کرتے ہیں ہم اس کو حرام سمجھتے ہیں اور آپ کے حکم کو فرض سمجھتے ہیں)
(شعر الدعوۃ ۱۱۴، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۸)

عمرو بن مرہ جہنی نے اللہ اور رسول کی اطاعت پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے:

فَنَحْنُ قَبِيلٌ قَدْ بَنَى الْمَجْدَ حَوْلَنَا　　اِذَا اجْتُلِبَتْ فِي الْحَرْبِ هَامُ الْأَكَابِرِ

كِتَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ نُورٌ لِجَمْعِنَا　　وَأَحْلَافِنَا فِيْ كُلِّ بَادٍ وَحَاضِرِ

(ہم ایسے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، جس نے ہمارے لیے عزت کا قلعہ تعمیر کیا ہے، اس وقت جب جنگوں میں بڑے بڑے سرداروں کی کھوپڑیاں اڑائی جاتی ہیں۔

رحمان کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہر شہر اور گاؤں میں ہمارے قبیلے والوں اور ہمارے حلیفوں کے لیے نور ہے)

(شعر الدعوة ص ۱۱۵، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۰۹)

۴۔ مدح سرائی

نبی کریم ﷺ بادشاہوں اور سلاطین کی طرح اپنی مدح سرائی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بے جا تعریف وتوصیف اور ممدوح کے سامنے مدح کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ '' جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔

ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان مدح سرائی کو تکبر سمجھتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدحیہ اشعار کم کہے جانے لگے اور اس صنف میں طبع آزمائی بھی کم ہوگئی۔

مدح سرائی میں سچائی اور حقیقت بیانی کا رواج ہوگیا اور جھوٹے فخر کو ترک کردیا گیا، شعراء جس شخص کی مدح سرائی کرتے تھے اس کے صحیح اوصاف کا ہی تذکرہ کرتے تھے، جاہلیت کی طرح مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیتے تھے، اس موضوع سے متعلق چند اشعار ملاحظہ ہوں:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کی مدح میں اشعار کہے ہیں اور اس میں ابوبکر کو سب سے بہتر شخص قرار دیا ہے، لیکن اس سے حضرت محمد ﷺ کو مستثنیٰ کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَرْأَفَهَا   بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

(نبی کریم ﷺ کے بعد تمام مخلوقات میں حضرت ابوبکر سب سے بہتر، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ غم خوار اور وعدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہیں)   شعر الدعوۃ ص ۳۶۸، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۱۴)

جب شعراء سے مدح سرائی میں غلطی ہوتی اور شاعر حد سے زیادہ تعریف کرتا تو خلفاے راشدین ان کی اصلاح فرماتے تھے، عمرو بن براقہ نے حضرت عمر کی تعریف میں چند اشعار کہے اور آپ کو عدل وانصاف میں تمام لوگوں پر فضیلت دی اور صرف حضور اکرم ﷺ کو مستثنیٰ کیا، حضرت ابوبکر کو مستثنیٰ نہیں کیا، ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

مَا قَدْ عَلِمْتُ مِنْكَ الْخَطَّابِيْ

أَبَرَّ بِالْوَالِدَيْنِ وَ بِالْكِتَابِ

بَعْدَ النَّبِيِّ صَاحِبِ الْكِتَابِ

(خطابی! صاحب کتاب نبی کریم ﷺ کے بعد تم سے زیادہ والدین کا فرماں بردار اور کتاب اللہ پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا کسی اور کو میں نہیں جانتا) (شعر الدعوۃ ۳۷۰، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۱۴)

حضرت عمر نے دریافت کیا: ابوبکر کا کیا ہوا؟ شاعر نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے، حضرت عمر نے فرمایا: اگر تمھیں معلوم ہوتا تو میں تم کو کوڑے مارتا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان جاہلی صفات کا تذکرہ حضرت زبیر کی بہادری کے سلسلے میں کیا ہے جن کو اسلام نے باقی رکھا:

هُوَ الْفَارِسُ الْمَشْهُوْرُ وَالْبَطَلُ الَّذِيْ يَصُوْلُ إِذَا كَانَ يَوْمٌ مُحَجَّلُ

(وہ مشہور شہسوار اور بہادر ہیں، جو اس دن حملہ کرتے ہیں، جب سخت جنگ کا سماں رہتا ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۷۳، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۱۶، دراسات فی الأدب الاسلامی ص ۷۹-۸۰)

ابو محجن ثقفی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف اور مدح میں مندرجہ ذیل شعر کہا، اس میں انھوں نے اسلام کی طرف سبقت اور ہجرت میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہنے پر ابوبکر کی مدح کی ہے:

سَبَقْتَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللهُ شَاهِدٌ وَكُنْتَ جَلِيْسًا فِي الْعَرِيْشِ الْمُشَهَّرِ

(آپ نے اسلام میں سبقت کی، جس پر اللہ گواہ ہے، اور آپ مشہور ٹھکانے (غار ثور) میں نبی کے ہم نشیں تھے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۶۹، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۱۶)

حضرت حسان نے حضرت ابوبکر کی تعریف میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

اَلثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُوْدَ شِيْمَتُهُ وَأَوَّلَ النَّاسِ طُرًّا صَدَّقَ الرُّسُلَا

(ان کا مرتبہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا ہے، ان کی صفات قابل ستائش ہے اور وہ تمام لوگوں میں رسول کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں) (شعر الدعوۃ ۳۶۷، الشعر الاسلامی فی......۲۱۶)

کعب بن مالک کے اشعار حضرت ابوبکر کی تعریف میں ملاحظہ ہوں:

سَبَقْتَ أَخَا تَيْمٍ إِلَى دِيْنِ أَحْمَدَ وَكُنْتَ لَدَى الْغِيْرَانِ فِي الْكَهْفِ صَاحِبًا

(قبیلہ بنو تیم کے فرزند! آپ نے احمد ﷺ کے دین کو قبول کرنے میں سبقت کی اور آپ غار میں ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے) (شعر الدعوۃ ۳۶۶، الشعر الاسلامی......ص ۲۱۷)

حضرت حسان نے حضرت ابوبکر کی یوں تعریف کی کہ آپ حضرت محمد ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی اور محبوب ہیں:

وَقَالَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْهُ بِهِ رَجُلًا

(اور انھوں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے چہیتے! لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ پوری دنیا میں ان کا ہم سر کوئی نہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۳۶۸، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۱۷)

حضرت ابوبکر کے سلسلے میں ابو محجن ثقفی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

وَسُمِّيْتَ صِدِّيْقًا وَكُلُّ مُهَاجِرٍ سِوَاكَ يُسَمّٰى بِاِسْمِهٖ غَيْرَ مُنْكَرِ

(آپ کو صدیق کا لقب عطا ہوا، جب کہ آپ کے علاوہ ہر مہاجر اپنے مانوس نام سے ہی پکارا جاتا ہے)

(شعر الدعوۃ ۳۶۸، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۱۷)

حسان بن ثابت نے زبیر بن عوام کی مدح سرائی میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

لَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قُرْبٰى قَرِيْبَةٌ وَمِنْ نُصْرَةِ الْاِسْلَامِ مَجْدٌ مُؤَثَّلُ

(وہ رسول اللہ ﷺ کے بہت ہی قریبی رشتے دار ہیں اور اسلام کی مدد کی وجہ سے ان کو لازوال عزت ملی)

(شعر الدعوۃ ص ۳۷۲، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۱۷)

کسی شاعر نے طلحہ بن عبید اللہ کی تعریف میں یہ اشعار کہے:

وَطَلْحَةُ يَوْمَ الشِّعْبِ آسٰى مُحَمَّدًا لَدٰى سَاعَةٍ ضَاقَتْ عَلَيْهِ وسُدَّتِ

وَقَاهُ بِكَفَّيْهِ الرِّمَاحَ فَقُطِّعَتْ أَصَابِعُهُ تَحْتَ الرِّمَاحِ فَشَلَّتِ

(اور طلحہ نے جنگ احد کے موقع پر محمد ﷺ کی اس وقت مدد کی جب دشمنوں نے آپ کا گھیرا تنگ کردیا تھا اور آپ کا راستہ روک لیا تھا انھوں نے اپنی ہتھیلیوں پر نیزوں کو روک کر آپ ﷺ کی حفاظت کی، جس سے طلحہ کی انگلیاں تیروں کے نیچے کٹ گئیں اور شل ہوگئیں)

(شعر الدعوۃ ص ۳۷۴)

کعب بن زہیر نے انصار کی مدح میں یہ اشعار کہے:

اَلذَّائِدِيْنَ النَّاسَ عَنْ أَدْيَانِهِمْ بِالْمَشْرَفِيِّ وَبِالْقَنَا الْخَطَّارِ

وَالْبَاذِلِيْنَ نُفُوْسَهُمْ لِنَبِيِّهِمْ يَوْمَ الْهِيَاجِ وَقُبَّةَ الْجَبَّارِ

يَتَطَهَّرُوْنَ كَأَنَّهُ نُسُكٌ لَهُمْ بِدِمَاءِ مَنْ عَلِقُوْا مِنَ الْكُفَّارِ

(وہ لوگوں کے دین کی حفاظت کرتے ہیں، دھاری دھار تلواروں اور مضبوط نیزوں سے۔

اور جنگ کے دن اپنی جان اپنے نبی پر نچھاور کرتے ہیں اور وہ جبار یعنی اللہ عزوجل کے سپاہی ہیں۔

وہ ان کافروں کے خون سے پاکی حاصل کرتے ہیں جوان کے خلاف جنگ کرتے ہیں، گویا وہ ان کے لیے قربانی کے جانور ہیں)

(شعر الدعوۃ ۳۸۴۔۳۸۵، الشعر الاسلامی فی......۲۱۸)

رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے کہے گئے اور آپ کی تمام خصوصیات، اوصاف اور امتیازات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی، آپ کے سلسلے میں کہے گئے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

عباس بن مرداس نے آپ ﷺ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

رَأَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا نَشَرْتَ كِتَابًا جَاءَ بِالْحَقِّ مُعْلَمًا

وَنَوَّرْتَ بِالْبُرْهَانِ أَمْرًا مُدَمَّسًا وَأَطْفَأْتَ بِالْبُرْهَانِ نَارًا مُضَرَّمًا

(تمام مخلوقات میں سب سے بہترین شخص! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اللہ کی طرف سے عطا کردہ کتاب (قرآن) کو عام کیا، جو حق لے آئی ہے۔

اورآپ نے دلائل کے ذریعے مٹی ہوئی اللہ کی شریعت کو منور کیا، اورآپ نے دلائل کے ذریعے بھڑکی ہوئی آگ (کفر وضلالت) کو بجھایا) (دراسات فی الأدب الاسلامی ص ۲۷، شعر الدعوۃ ۳۵۲، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۱۹)

حضرت حسان کے شعر ملاحظہ ہوں:

أَتَانَا نَبِيٌّ بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ ۔۔۔ مِنَ الرُّسْلِ وَالْأَوْثَانُ فِي الْأَرْضِ تُعْبَدُ

فَأَمْسٰى سِرَاجاً مُسْتَنِيْرًا وَهَادِياً ۔۔۔ يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّيْقَلُ الْمُهَنَّدُ

وَأَنْذَرَنَا نَاراً وَبَشَّرَ جَنَّةً ۔۔۔ وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللهَ نَحْمَدُ

(مایوسی اور رسولوں کی آمد کے ایک طویل وقفے کے بعد نبی ہمارے پاس آئے جب کہ زمین میں بتوں کی پوجا کی جانے لگی تھی۔

وہ روشن چراغ اور رہنما ہیں، جس کی روشنی ہندوستانی تیز دھار والی تلوار کی طرح چمکتی ہیں۔

اورآپ نے ہم کو آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی، اور ہم کو اسلام کی تعلیم دی، اس پر ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۳۶۵، الشعر الاسلامی فی ص ۲۱۹)

مندرجہ ذیل اشعار میں حضرت حسان نے طاقت، شجاعت، بہادری اور اقدام جیسے صفات سے تعریف کی ہے:

مُسْتَشْعِرِی حِلَقَ الْمَازِیِّ يَقْدُمُهم ۔۔۔ جَلْدُ النَّحِيْزَةِ مَاضٍ غَيْرِ رَعْدِيْدِ

مَاضٍ عَلَى الْهُدٰى رُكَّابٌ لَمَّا قُطِعُوْا ۔۔۔ إِذَا الْكُمَاةُ تَحَامَوْا فِي الصَّنَادِيْدِ

مُبَارَكٌ كَضِيَاءِ الْبَدْرِ صُوْرَتُهُ ۔۔۔ مَا قَالَ كَانَ قَضَاءً غَيْرَ مَرْدُوْدِ

(وہ مضبوط زرہ پہنے ان کے آگے آگے چل رہا ہے، وہ فطری مضبوط اور طاقت ور ہے، وہ آگے بڑھتا جارہا ہے، اس کی چال میں کپکپاہٹ نہیں ہے۔

وہ صحیح راہ پر چل رہا ہے، جب کہ سوار آگے بڑھنے کی راہ نہیں پارہے ہیں، اور بہادر مصیبتوں میں پھنس گئے ہیں۔

آپ کی صورت مبارک ہے، چودھویں کے چاند کی روشنی کی طرح، جو آپ کہتے ہیں وہ سب کے لیے قابلِ قبول فیصلہ ہوتا ہے) (شعر الدعوۃ ص ۳۵۶، الشعر الاسلامی فی ......ص ۲۱۹)

اسی ضمن میں حضرت حسان ہی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

فَمَنْ كَانَ أَوْ مَنْ قَدْ يَكُوْنُ كَأَحْمَدٍ ۔۔۔ نِظَامًا لِحَقٍّ أَوْ نَكَالاً لِمُلْحِدِ

(احمد کی طرح کون ہے یا کون ہوسکتا ہے؟ حق کو قائم کرنے والا اور ملحد کو سزا دینے والا)

(شعر الدعوۃ ۳۵۹، الشعر الاسلامی فی ......۲۲۰)

حضرت حسان نے سخاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی اپنے اس شعر میں کی ہے:

أَعْنِي الرَّسُوْلَ فَإِنَّ اللهَ فَضَّلَهُ ۔۔۔ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوٰى وَبِالْجُوْدِ

(میری مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوقات پر تقوی اور جود وسخا کی وجہ سے فضیلت دی ہے)

(شعر الدعوۃ ۳۵۲، الشعر الاسلامی فی ......ص ۲۲۰)

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ   إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ

(آپ اپنے پہلوؤں کو بستر سے الگ کر کے رات گزارتے ہیں، جب کہ کافروں کو بستروں سے اٹھنا سب سے زیادہ دشوار ہوتا ہے) (شعر الدعوۃ ۳۵۴، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۲۰)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اشعار مکہ اور مدینہ میں اجتماعیت کی تعبیر تھی، شاعر اپنے اشعار میں اپنی جماعت، اور اس کے احساسات اور جذبات کی تعبیر کرتا تھا، تمام عرب اللہ کے دین میں داخل ہو گئے تھے، صرف دینی شعر اور جہادی شعر ہی جماعتی روح اور اس کے قومی جذبات کی تعبیر کرنے والے ہی نہیں تھے، بلکہ مدح سرائی میں بھی یہی رجحان تھا، حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح میں اشعار کہے تو کامل مثالی مسلمان کی تصویر پیش کرتے ہوئے جماعت کے افکار کی تعبیر کی ہے اور ان کی مدح دراصل مسلم قوم کی اجتماعی مدح ہے۔

(الشعر وطوابعہ علی مر العصور۔ از: ڈاکٹر شوقی ضیف ۲۹۔۳۰)

۵۔ مرثیہ گوئی

مرثیہ میں اسلامی چھاپ بہت ہی واضح اور نمایاں نظر آتی ہے، اس میں بالکل نئی خصوصیات اور صفات ملتے ہیں، کیوں کہ اس کا تعلق موت سے ہے، اور اسلام میں موت کا تصور دورِ جاہلی کے تصور سے بالکل الگ اور نیا ہے، موت کے بعد کی زندگی اور دنیوی زندگی کے اخروی زندگی پر اثرات سے اسلام کا کفار مکہ و جزیرۃ العرب کے مشرکین سے بالکل جدا نظریہ تھا، اس میں جاہلی دور کی طرح جزع وفزع نہیں ملتا، جاہلی صفات کا تذکرہ نہیں ملتا، کیوں کہ فخر کا معیار تبدیل ہو گیا تھا۔

عہدِ نبوی میں صنفِ مرثیہ کی کثرت ہو گئی تھی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اکثر شعراء نے آپ کی وفات پر آپ کے اوصاف حمیدہ، امتیازات، خصوصیات اور احسانات کو اپنے مرثیوں میں گنایا ہے، اسی طرح غزوات اور سریوں میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے تھے، ان کی شہادت پر بھی شعرائے اسلام نے مرثیے کہے ہیں، اس میں اسلامی صفات، اسلام قبول کرنے میں اور ہجرت میں سبقت وغیرہ کے اسلامی معانی اور قدروں کو بیان کیا گیا ہے، حضرت حسان نے سب سے زیادہ مرثیے کہے، حضرت کعب بن مالک نے بھی بہت سے مرثیے کہے ہیں، ان کے علاوہ دوسرے شعراء نے بھی اس صنفِ شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے انتقال کا مسلمانوں پر بہت زیادہ اثر ہوا تھا، اس کے اثر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا باہمت اور حوصلہ مند شخص یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا، اور تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کوئی کہے گا کہ آپ کا انتقال ہو گیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ صبر کرنے کی وجہ سے آپ کا کلیجہ جل گیا، آپ کے دہنِ مبارک سے بھونے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی، لوگ سمجھتے تھے کہ بھوک کی وجہ سے یہ بو آ رہی ہے۔

چند صحابہ اس واقعے کو برداشت نہیں کر سکے، اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ انھوں نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

شعراء پر اس کا اثر ہونا یقینی اور فطری تھا، ان کے جذبات بھڑک اٹھے اور ان کے خیالات میں جولانی

آ گئی، ان کے ذہن نے سب سے زیادہ اس واقعے کا اثر قبول کیا، جس کے نتیجے میں "۳۰ سے زائد قصیدے کہے گئے اور قطعات کا کوئی شمار نہیں"۔

(الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۳۴)

یہ بات صحابہ پر گراں ضرور تھی، لیکن آپ ﷺ کا انتقال طبعی بات تھی، اور یہ امر الٰہی تھا، قرآن کریم نے حضور کی زندگی میں ہی اس کا تذکرہ کیا تھا، حضرت ابوبکر نے اس موضوع پر تقریر کر کے حضرت عمر جیسے صحابہ کے جذبات کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور حضرت کے انتقال پر یقین دلا دیا تھا۔

حضرت سواد بن قارب نے اپنے اشعار میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ نبی کی وفات آپ کی زندگی کی طرح ہی طبعی اور فطری ہے، اور آپ کی وفات سے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی:

إِنَّ النَّبِيَّ وَفَاتُهُ كَحَيَاتِهِ   اَلْحَقُّ حَقٌّ وَالْجِهَادُ جِهَادُ
لَوْ قِيلَ تُفْدُوْنَ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا   بُذِلَتْ لَهُ الْأَمْوَالُ وَالْأَوْلَادُ
هٰذَا وَهٰذَا لَا يَرُزُّ نَبِيَّنَا   لَوْ كَانَ يُفْدِيْهِ فَدَاهُ سَوَادُ

(نبی کریم ﷺ کی وفات آپ کی زندگی کی طرح فطری چیز ہے، حق حق ہی رہے گا، اور جہاد جہاد ہی باقی رہے گا۔
اگر کہا جاتا کہ نبی کریم ﷺ کے خاطر فدیہ دو، تو لوگ اپنا مال اور اپنی اولاد سب کچھ قربان کر دیتے۔
نہ مال ہمارے نبی کی وفات کو ٹال سکتا ہے اور نہ اولاد، اگر کوئی آپ پر فدا ہو سکتا تھا تو سواد سب سے پہلے آپ پر فدا ہوتا) (شعر الدعوۃ ۴۲۸۔۴۲۹، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۳۵)

حضرت ہند بن اثاثہ نے انقطاع وحی پر افسوس اپنے اشعار میں کیا ہے:

قَدْ كُنْتَ بَدْرًا وَنُوْرًا يُسْتَضَاءُ بِهِ   عَلَيْكَ يَنْزِلُ مِنْ ذِي الْعِزَّةِ الْكُتُبُ
وَكَانَ جِبْرَئِيْلُ بِالْآيَاتِ يَحْضُرُنَا   فَغَابَ عَنَّا وَكُلُّ الْغَيْبِ مُحْتَجِبُ

(آپ چودہویں کے چاند اور نور تھے، جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی، اور آپ پر اللہ ذوالجلال کی طرف سے قرآن کی آیتیں نازل ہوتی تھیں۔
جبرئیل ہمارے پاس قرآن کی آیتیں لے آتے تھے، آپ کے انتقال سے جبرئیل کی ہمارے پاس آمد بند ہوگئی، اور غیب کی تمام باتیں پوشیدہ ہوگئیں) (شعر الدعوۃ ۴۲۲۔۴۲۸، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۳۵۔۲۳۶)

حضرت صفیہ نے اپنے اشعار میں اس بات کا خوف ظاہر کیا ہے کہ کہیں امت میں نزاع اور انتشار پیدا نہ ہو، وہ کہتی ہیں:

لَعَمْرُكَ مَا أَبْكِي الرَّسُوْلَ لِفَقْدِهِ   وَلٰكِنْ لِمَا أَخْشٰى مِنَ الْهَرْجِ آتِيَا

(تیری زندگی کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر نہیں رو رہی ہوں، بلکہ اس بات پر رو رہی ہوں کہ امت میں انتشار اور نزاع شروع ہو جائے گا) (شعر الدعوۃ، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۳۶)

حضرت صفیہ ہی نے آپ کے مرثیے میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا   وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا

(اے اللہ کے رسول! آپ ہماری امید تھے، اور آپ ہم پر احسان فرمانے والے تھے، آپ ظلم و جفا کرنے والے نہیں تھے)

(شعر الدعوۃ ۳۹۰، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۳۷)

ہند بنت اثاثہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا   فَاخْتَلَّ لِقَوْمِكَ وَاشْهَدْهُمْ وَلَاتَغِبْ

فَقَدْ رُزِئْتُ أَبَا سَهْلًا خَلِيْقَتُهُ   مَحْضَ الضَّرِيْبَةِ وَالْأَعْرَاقِ وَالنَّسَبُ

(ہم نے آپ کو اس طرح کھودیا، جس طرح زمین بارش کو کھودیتی ہے، چناں چہ آپ اپنی قوم میں ہی رہیے اور ان کے ساتھ ہی رہیے، اور غائب مت ہو جائیے۔

میں نے اپنے والد کو کھودیا جو نرم خو، شریف خاندان کے ہیں) (شعر الدعوۃ ۴۲۷۔۴۲۸)

عبداللہ بن انیس نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے روز یہ اشعار کہے:

فَلَوْ رَدَّ مَيْتًا قَتْلُ نَفْسِيْ قَتَلْتُهَا   وَلٰكِنَّهُ لَا يَدْفَعُ الْمَوْتَ دَافِعُ

وَلٰكِنَّنِيْ بَاكٍ عَلَيْهِ وَمُتْبِعٌ   مُصِيْبَتَهُ: إِنِّيْ إِلَى اللّٰهِ رَاجِعُ

وَقَدْ قَبَضَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ قَبْلَهُ   وَعَادٌ أُصِيْبَتْ بِالرُّزَى وَالتَّبَابِعُ

(اگر میری جان کی قربانی کسی کی زندگی لوٹا دیتی تو میں اپنے آپ کو مار ڈالتا، لیکن موت کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

لیکن میں محمد ﷺ پر آنسو بہاتا ہوں اور آپ ﷺ کے انتقال پر کہتا ہوں: میں اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ سے پہلے بھی نبیوں کو موت دی ہے، قومِ عاد اور قومِ تبع بھی مصیبت سے دوچار ہوئے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۹۷۔۳۹۸، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۴۲)

نبی کریم ﷺ کے مرثیے میں ابوسفیان ابن حارث کے اشعار ملاحظہ ہوں:

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَجَلَّتْ   عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا   يَرُوْحُ بِهِ وَيَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ

نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا   بِمَا يُوْحٰى إِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ

وَيَهْدِيْنَا فَلَانَخْشٰى ضَلَالًا   عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ حَيًّا   وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيْلُ

أَفَاطِمَ إِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ   وَإِنْ لَّمْ تَجْزَعِيْ فَهُوَ السَّبِيْلُ

فَعُوْدِيْ بِالْعَزَاءِ فَإِنَّ فِيْهِ   ثَوَابَ اللّٰهِ وَالْفَضْلُ الْجَزِيْلُ

وَقُوْلِيْ فِيْ أَبِيْكِ وَلَاتَمَلِّيْ   وَهَلْ يَجْزِيْ بِفَضْلِ أَبِيْكَ قِيْلُ

فَقَبْرُ أَبِيْكَ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ   وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

(اس شام ہماری مصیبت میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہو گیا اور مصیبت بہت سخت ہو گئی، جب کہا گیا کہ رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

ہم وحی اور نزولِ آیات سے محروم ہوگئے، جس کو لے کر حضرت جبرئیل صبح شام آتے تھے۔
وہ ایسے نبی تھے جو ہم سے شکوک وشبہات کو دور کرتے تھے، اپنی طرف کی جانے والی وحی کے ذریعے اور اپنی باتوں سے۔
وہ ہماری رہنمائی کررہے تھے، تو ہمیں اپنے اوپر کسی گمراہی کا اندیشہ نہیں تھا، اور رسول ہمارے رہنما تھے۔
ہم نے زندگی میں آپ کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا، اور مرے ہوئے لوگوں میں آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے۔
فاطمہ! اگر تم نے جزع فزع کیا ہے تو تم معذور ہو، اگر تم نے جزع فزع نہیں کیا ہے تو یہی صحیح راستہ ہے۔
چناں چہ تم صبر کی عادت ڈالو، کیوں کہ صبر میں اللہ کا ثواب ہے اور اس سے بہت ہی زیادہ فضل حاصل ہوتا ہے۔
اور اپنے والد کے بارے میں ثنا خواں رہو، اور اکتا نہ جاؤ، کیا تمھارے والد کی فضیلت کے لیے چند باتیں کافی ہیں۔
تمھارے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے، اور اس میں لوگوں کے سردار اللہ کے رسول محمد ﷺ مدفون ہیں)

(سیر أعلام النبلاء ۱/۲۰۴-۲۰۵)

یہ چند اشعار نبی کریم ﷺ کے مرثیے سے متعلق تھے، اب ذیل میں چند مرثیہ کے اشعار شہداء سے متعلق پیش ہیں۔

حضرت حسان نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یہ اشعار کہے:

عَمُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَصَفِيُّهُ وَرَدَ الْحِمَامَ فَنِعْمَ ذَاکَ الْوَارِدُ
وَأَتَى الْمَنِيَّةُ مُعْلَمًا فِيْ أُسْرَةٍ نَصَرُوا النَّبِيَّ وَمِنْهُمُ الْمُسْتَشْهِدُ
شَتَّانِ مَنْ هُوَ فِيْ جَهَنَّمَ ثَاوِيًا أَبَدًا وَمَنْ هُوَ فِي الْجِنَانِ مُخَلَّدُ

(نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے چچا اور آپ کے خاص الخاص ہیں، انھوں نے موت کو گلے لگالیا، وہ بہترین گلے لگانے والے ہیں۔
موت اس خاندان میں خبر دیتی ہوئی آئی، جنھوں نے نبی کی مدد کی، اور ان میں سے شہید بھی ہیں۔
جو جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہنے والا ہے اور جو جنت کے باغات میں ابد الآباد رہنے والا ہے، دونوں کے درمیان زمین اور آسمان کا فرق ہے) (شعر الدعوۃ ۳۴۹، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۳۸)

حضرت صفیہ نے حضرت حمزہ کی شہادت پر امامہ بنت حمزہ کو تسلی دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

فَقُلْتُ لَهَا اِنَّ الشَّهَادَةَ رَاحَةٌ وَرِضْوَانُ ربٍّ يَا أُمَامُ غَفُوْرِ
فَاِنَّ أَبَاکَ الْخَيْرَ حَمْزَةَ فَاعْلَمِيْ وَزِيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ وَزِيْرِ
دَعَاهُ اِلٰهُ الْخَلْقِ ذُو الْعَرْشِ دَعْوَةً اِلٰى جَنَّةٍ يَرْضٰى بِهَا وَسُرُوْرُ
فَذٰلِکَ مَا كُنَّا نُرَجِّيْ وَنَرْتَجِيْ لِحَمْزَةَ يَوْمَ إِلٰى حَشْرٍ خَيْرُ مَصِيْرِ

(میں نے اس سے کہا: شہادت سے راحت ملتی ہے، اور اے امامہ! شہادت سے ربِ غفور کی خوش نودی حاصل ہوتی ہے۔
یہ بات سمجھ لو کہ آپ کے بہترین والد حمزہ رسول اللہ ﷺ کے بہترین وزیر تھے۔
تمام مخلوقات کے معبود عرش والے نے حمزہ کو ایسی جنت کی طرف بلایا، جہاں وہ خوش اور مسرور رہیں گے۔
ہم محشر کے دن حمزہ کے لیے بہترین ٹھکانے کے امیدوار ہیں اور دوسروں کو بہترین انجام کی امید دلاتے ہیں)

(شعر الدعوۃ ۴۵۰، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۳۸)

حضرت حسان نے حضرت حمزہ کی شہادت پر یہ شعر کہا:

صَلَّی عَلَیْکَ اللّٰہُ فِیْ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ مُکْرَمَۃِ الدَّاخِلِ

(اللہ آپ پر جنت کے بلند باغات میں رحم فرمائے جس میں داخلے کی جگہ بڑی باعزت ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۴۴۶، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۴۲)

کعب بن مالک نے حضرت حمزہ کے مرثیہ میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

عَلَیْکَ سَلَامُ رَبِّکَ فِیْ جِنَانٍ مُخَالِطُھَا نَعِیْمٌ لَایَزُوْلُ

(جنتوں میں آپ پر آپ کے پروردگار کی سلامتی ہو، جہاں نہ ختم ہونے والی نعمتیں ہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۴۴۵، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۴۲)

یہ شعر حضرت عبداللہ بن رواحہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

عبداللہ ابن رواحہ نے نافع ابن بدیل کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، جو بئر معونہ میں شہید ہوئے تھے:

رَحِمَ اللّٰہُ نَافِعَ بْنَ بُدَیْلٍ رَحْمَۃَ الْمُبْتَغِیْ ثَوَابَ الْجِھَادِ

صَارِمٌ صَادِقُ اللِّقَاءِ إِذَا مَا أَکْثَرُ النَّاسِ قَالَ قَوْلَ السَّدَادِ

(اللہ نافع ابن بدیل پر رحمت نازل فرمائے، ایسی رحمت جس کی تلاش جہاد کے ثواب کی امید رکھنے والے کو رہتی ہے۔ جب لوگوں کا مجمع رہتا تو وہ بہادر، جنگ میں ڈٹے رہنے والے اور جنگ کا حق ادا کرنے والے بہادر تھے اور صحیح بات کہنے والے تھے)

اسی طرح حسان ابن ثابت نے منذر ابن عمرو کا مرثیہ کہا ہے، جو نافع ابن بدیل کے ساتھ ہی شہید ہو گئے تھے:

صَلَّی الْإِلٰہُ عَلَی ابْنِ عَمْرٍو إِنَّہٗ صَدَقُ اللِّقَاءِ وَصَدْقُ ذٰلِکَ أَوْفَقُ

قَالُوْا لَہٗ أَمْرَیْنِ فَاخْتَرْ فِیْھِمَا فَاخْتَارَ فِی الرَّأْیِ الَّذِیْ ھُوَ أَرْفَقُ

(اللہ منذر ابن عمرو پر رحم فرمائے، وہ جنگ میں جمے رہنے والے اور جنگ کا حق ادا کرنے والے تھے، اور ان کا جنگ میں جما رہنا باتوفیق ہے۔ جب لوگوں نے ان سے کہا کہ دو میں سے کسی ایک کا انتخاب کرو، تو انھوں نے سب سے بہتر چیز کا انتخاب کیا۔ (یعنی شہادت کی موت کا انتخاب کیا)

کعب بن مالک نے جنگ میں شہید ہونے پر اس انداز میں فخر کیا ہے کہ وہ جنت اور اخروی باغات سے سرفراز ہوں گے، یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

وَقَتْلَاھُمْ فِیْ جِنَانِ النَّعِیْمِ کِرَامُ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

فَمَا بَرِحُوْا یَضْرِبُوْنَ الْکُمَاۃَ وَیَمْضُوْنَ فِی الْقَسْطَلِ الْمُرْھِجِ

كَــذٰلِكَ حَتّٰـى دَعَـاهُـمْ مَـلِيْكٌ اِلٰـــى جَـنَّةٍ دَوْحَةِ الْــمَــوْلِــجِ
أُولٰـئِكَ !! لَا مَــنْ ثَـوٰى مِـنْـكُــمْ مِـنَ الـنَّـارِ فِـى الـدَّرْكِ الـمُـرْتَـجِ

(مسلمانوں کے شہداء نعمتوں والی جنتوں میں ہیں، جس میں داخل ہونے اور نکلنے والے باعزت ہیں۔
وہ برابر بہادروں کا مقابلہ کرتے رہے اور گھمسان کی جنگ میں آگے بڑھتے رہے۔
وہ اسی حال میں تھے کہ ان کو مالک الملک نے ایسی جنت کی طرف بلایا جس کے دروازے پر سایہ دار گھنا درخت ہے
وہ لوگ جنت میں عیش و آرام سے رہیں گے!! نہ کہ وہ لوگ جن کا تم میں سے جہنم کے نچلے حصے میں ٹھکانہ ہو چکا ہے) (شعر الدعوۃ ص ۴۶۰۔۴۶۱، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۳۹)

عورتیں زیادہ مرہف الحس ہوتی ہیں اور ان کو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رہتا، اس کا اظہار انھوں نے اپنے مرثیوں میں بھی کیا ہے، ہند بنت اثاثہ ہاشمیہ نے رسول اللہ ﷺ کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، اسلام میں آنسو بہانے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ جزع و فزع اور نوحہ کرنے کی ممانعت ہے:

أَلَا يَـا عَيْـنُ فَـابْكِـي لَا تَـمَلِّـي فَـقَـدْ بَـكَـرَ الـنَّـعِيُّ بِـمَـنْ هَـوِيْـتُ
وَقَـدْ بَـكَـرَ الـنَّـعِيُّ بِخَيْـرِ شَخْـصٍ رَسُــوْلِ اللهِ حَــقًّــا مَــا حَيِيْــتُ
لَـقَـدْ عَـظُمَـتْ مُصِيْبَتُـنَـا وَجَلَّـتْ وَكُـلُّ الْـجُـهْـدِ بَعْدَكَ قَدْ لَقِيْتُ
إِلٰــى رَبِّ الْبَــرِيَّةِ ذَاكَ نَشْــكُــوْ فَــإِنَّ اللهَ يَــعْــلَــمُ مَــا أَتَيْــتُ

(اے میری آنکھ! سن لے! آنسو بہا، آنسو بہاتے بہاتے اکتا مت جا، اس شخصیت کی موت کی صبح سویرے آئی ہے، جس کو میں دل و جان سے چاہتی ہوں۔
صبح سویرے بہترین شخص کے موت کی خبر آئی ہے، جو اللہ کے حقیقی رسول ہیں، اور قیامت تک کے لیے رسول ہیں۔
ہم پر بڑی اور سخت مصیبت آ گئی ہے، اور آپ کے بعد مجھے تمام تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔
اس کی شکایت، ہم تمام مخلوقات کے پروردگار سے کرتے ہیں، اللہ اس بات سے واقف ہے جو میں کہتی ہوں)

عاتکہ بنت عبد المطلب کے اشعار پیش ہیں:

لَعَمْــرُكَ مَـا أَبْكِـي الـنَّبِيَّ لِفَقْدِهِ وَلٰكِـنْ لِـمَـا أَخْشٰى مِنَ الْهَـرْجِ آتِيَا
كَـأَنَّ عَـلٰـى قَلْبِيْ لَذِكْـرُ مُحَمَّـدٍ وَمَـا خِفْـتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ الْمَكَاوِيَا
فَـلَـوْ أَنَّ رَبَّ الـنَّـاسِ أَبْقٰى نَبِيَّـنَـا سَـعِـدْنَـا وَلٰكِـنْ أَمْـرُهُ كَانَ مَـاضِيَـا

(تمہاری زندگی کی قسم! میں نبی کے انتقال پر نہیں رو رہی ہوں، بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ آپ کے بعد امت میں انتشار اور فتنہ پھیل جائے گا۔
میرے دل میں محمد ﷺ کی یاد ہے، اور مجھے نبی کے بعد مصائب کا خوف نہیں رہا۔

اگر لوگوں کا پروردگار ہمارے نبی کو زندہ رکھتا تو ہم خوش بختی سے سرفراز ہوتے، لیکن اس کا فیصلہ ہو چکا تھا)

(شعر الدعوۃ ص ۴۱۳۔۴۱۴، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۴۰)

حضرت صفیہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

أَعَيْنَيَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ سَجَمْ ۔ يُبَادِرُ غَرْبًا بِمَاءٍ مُنْهَدِمْ

أَعَيْنَيَّ فَاسْحَنْفِرَا وَاسْكُبَا ۔ بِوَجْدٍ وَحُزْنٍ شَدِيْدِ الْأَلَمِ

عَلَى الْمُرْتَضٰى لِلْهُدٰى وَالتُّقٰى ۔ وَلِلرُّشْدِ وَالنُّوْرِ بَعْدَ الظُّلُمِ

(اے میری آنکھیں! خوب آنسو بہاؤ، پانی سے بھرے ہوئے ڈول سے بھی زیادہ آنسو بہاؤ۔

اے میری آنکھیں! سخت ترین غم پر سیلِ رواں کی طرح تیز آنسو بہاؤ۔

ہدایت، تقویٰ، رشد و بھلائی اور تاریکی کے چھا جانے کے بعد نور پھیلانے کے لیے منتخب کردہ ذات پر آنسو بہاؤ)

(شعر الدعوۃ ص ۳۹۴، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۴۱)

۶۔ ہجو

عہد نبوی کے ہجو کو ہم دو مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

فتح مکہ سے پہلے ہجو کے اکثر افکار جاہلی تھے، بعض بری چیزوں کے تذکرے سے بھی بچا نہیں جاتا تھا، لیکن یہ طبعی امر تھا، کیوں کہ مسلمان شاعر مشرکین سے ان کے مفہوم کے مطابق ہی مخاطب ہوتے تھے، حضور اکرم ﷺ نے اپنے فرمان میں بھی اس نظریے کی طرف اشارہ کیا ہے: "تم ان سے وہی کہو جو وہ تم سے کہتے ہیں"، اس لیے اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ ہجو عام طور پر جاہلی طرز اور اسلوب میں ہی رہا تو یہ بات صحیح ہے، لیکن اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسلام نے شعراء پر اثر نہیں ڈالا۔

دوسرا مرحلہ فتح مکہ کے بعد کا ہے، اس وقت سب عرب آپس میں بھائی بھائی اور مسلمان بن گئے تو ہجو سے منع کیا گیا اور اس کو حرام قرار دیا گیا اور ہجو کرنے پر سزا بھی دی گئی، کیوں کہ اس کو معاشرتی جرم قرار دیا گیا، جس کے نتیجے میں ہجو کی صنف کمزور پڑ گئی اور اس کے اشعار کم ہو گئے۔

اگر اسلامی افکار اور دینی طرز پر ہی کفار مکہ کی ہجو کی جاتی تو اس کی کوئی قیمت نہیں رہتی، کیوں کہ مخاطب کفار تھے، صرف کفار ہی نہیں، بلکہ اپنے کفر میں بہت سخت تھے، ان کو اللہ کی خشیت سے کوئی واسطہ نہیں تھا، حضرت حسان بن ثابت نے عتبہ بن ابو وقاص کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جب انھوں نے احد کی جنگ میں آپ ﷺ کو زخمی کر دیا تھا، اس میں حضرت حسان نے اللہ کے خوف کا واسطہ دیا ہے، جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر وہ اللہ کا خوف کرتا اور اس کو مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان ہوتا تو ہجرت کر کے مدینہ چلا جاتا اور مسلمان ہو جاتا، حضرت حسان کے اشعار ملاحظہ ہوں:

فَهَلَّا خَشِيْتَ اللهَ وَالْمَنْزِلَ الَّذِىْ ۔۔۔ تَصِيْرُ اِلَيْهِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِحْدَى الصَّفَائِقِ

لَقَدْ كَانَ خِزْياً فِى الْحَيَاةِ لِقَوْمِهٖ ۔۔۔ وَفِى الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِحْدَى الْعَوَالِقِ

(تم نے اللہ کا خوف کیوں نہیں کیا اور اس مقام کا خوف کیوں نہیں کیا جہاں تم موت کے بعد پہنچنے والے ہو، یہ ایک یقینی طور پر وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے۔

وہ زندگی میں اپنی قوم کے لیے رسوائی تھا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اپنی قوم کے لیے شر کا باعث ہوگا)

(شعر الدعوۃ ص ۱۳۳۱، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۲۴)

عہد نبوی کے شعراء نے جنگوں میں شکست کا تذکرہ کر کے کفار و مشرکین کی ہجو کی ہے اور ان کو عار دلایا ہے، اور اس عار کا اثر ان پر جنگی تیروں سے زیادہ ہوتا تھا، جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد میں فرمایا ہے، مختلف شعراء کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

أَلَا أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي مُغَلْغَلَةً فَقَدْ بَرِحَ الْخَفَاءُ
بِأَنَّ سُيُوفَنَا تَرَكَتْكَ عَبْدًا وَعَبْدُ الدَّارِ سَادَتُهَا الْإِمَاءُ

(سن لو! ابوسفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔ اب فیصلہ سامنے آ چکا ہے۔
کہ ہماری تلواروں نے تم کو غلام بنا کر چھوڑ دیا ہے، قبیلہ عبد الدار کے سردار باندیاں بن گئے ہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۳۳۲۔۳۳۳، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۲۵)

کعب بن مالک سخن گو ہیں:

أَبْلِغْ أُبَيًّا أَنَّهُ فَالَ رَأْيُهُ وَحَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

(ابی کو یہ بات پہنچا دو کہ اس کی رائے کھوٹی ہوگئی اور جنگِ بدر کے موقع پر اس کو موت آ گئی اور موت آ کر رہتی ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۲۰، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۲۵)

عاتکہ بنت عبد المطلب کے اشعار ملاحظہ ہوں:

فَهَلَّا صَبَرْتُمْ لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ بِبَدْرٍ وَمَنْ يَغْشَى الْوَغَى حَقُّ صَابِرِ
وَلَمْ تَرْجِعُوا عَنْ مُرْهَفَاتٍ كَأَنَّهَا حَرِيقٌ بِأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ بَوَاتِرِ
وَوَلَّيْتُمْ نَفْرًا وَمَا الْبَطَلُ الَّذِي يُقَاتِلُ عَنْ وَقْعِ السِّلَاحِ بِنَافِرِ

(تم نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں جنگِ بدر میں ڈٹے کیوں نہیں رہے، اور جو جنگ میں کود پڑتا ہے وہ ڈٹا رہتا ہے۔
اور تم تیز باریک دھار والی تلواروں سے واپس نہیں ہوئے جو تلواریں مومنین کے ہاتھوں میں تکلیف پہنچانے کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کے مانند تھیں۔
اور تم اپنے ہی لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر بھاگ گئے، بہادر وہ نہیں ہے جو جنگ کے موقع پر ہتھیاروں کی مار سے گھبرا کر بھاگ جائے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۳۶۔۳۳۷، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۲۶)

ہجو گوئی میں حسب و نسب میں بھی طعن و تشنیع ملتی ہے، مثلاً حضرت حسان نے کہا ہے:

لَقَدْ لَعَنَ الرَّحْمٰنُ جَمْعًا يَقُودُهُمْ دَعِيُّ بَنِي سَجْعٍ لِحَرْبِ مُحَمَّدِ

(رحمان نے اس گروہ پر لعنت کی ہے جس کی قیادت بنو سجع کا لے پالک حرامی شخص محمد ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے کر رہا ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۲۷، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۲۶)

قریش کے حلیف احابش کے سلسلے میں حضرت حسان ہی کا شعر ہے:

أَنْتُمْ أَحَابِيشُ جُمِّعْتُمْ بِلَا نَسَبٍ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيهَا

(تم احابیش ہو، تم حسب و نسب کے بغیر جمع کیے گئے ہو، کفر کے سرداروں اور شیطانوں نے تم کو ورغلایا ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۴۱، الشعر الاسلامی فی.....ص ۲۲۶)

حضرت کعب بن مالک نے اخلاقی برائیوں کا تذکرہ کر کے ہجو کی ہے:

تَبَجَّحتَ تَهجُو رَسُولَ المَلِيـ ... ـكِ قَاتَلَكَ اللهُ جِلفاً لَعِيناً

تَقُولُ الخَنَاثِمَ تَرمِي بِهِ ... نَقِيَّ الثِّيَابِ تَقِيّاً أَمِيناً

(تم اس بات پر فخر کرتے ہو کہ مالک الملک کے رسول کی ہجو کر رہے ہو، اللہ تم کو ہلاک کر دے، تم اجڈ اور ملعون ہو۔
تم بدگوئی کرتے ہو، جس کا الزام تم ایسے شخص پر لگاتے ہو، جو صاف ستھرا، متقی اور امانت دار ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۳۲، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۲۶)

اہلِ کتاب کی ہجو میں کفر و جہالت کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً حضرت حسان نے یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے:

كَفَرتُم بِالقُرآنِ وَقَد أَتَيتُم ... بِتَصدِيقِ الَّذِي قَالَ النَّذِيرُ

هُمُ أُوتُوا الكِتَابَ فَضَيَّعُوهُ ... فَهُم عُمْيٌ عَنِ التَّورَاةِ بُورُ

(تم نے قرآن کا انکار کیا، حالاں کہ نذیر یعنی محمد ﷺ کی باتوں کی تصدیق تمھاری کتابوں میں موجود ہے۔
ان کو کتاب دی گئی تو انھوں نے اس کو ضائع کر دیا، وہ تورات سے اندھے بنے ہوئے ہیں اور وہ ہلاک ہونے والی قوم ہیں)

(شعر الدعوۃ ص ۲۴۳، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۲۷)

اسی طرح کعب بن مالک نے نصرانی عالم ابو عامر عبد عمرو بن صیفی راہب کی ہجو کی ہے:

مَعَاذَ اللهِ مِن عَمَلٍ خَبِيثٍ ... كَسَعيِكَ فِي العَشِيرَةِ عَبدَ عَمرٍو

فَإِمَّا قُلتَ لِي شَرَفٌ وَنَخلٌ ... فَقِدماً بِعتَ إِيمَاناً بِكُفرٍ

(عبد عمرو! خاندان میں اس کا مرتبہ بڑا تو ہے لیکن اللہ کی پناہ! اس کے خبیث کاموں سے۔
اگر تم مجھ سے کہتے ہو کہ میرے پاس عزت اور نخلستان ہیں تو تم نے بہت پہلے کفر کے بدلے ایمان کو بیچ دیا ہے)

(شعر الدعوۃ ص ۳۳۴ و ۳۳۵، الشعر الاسلامی فی ..... ص ۲۲۷)

مشہور شاعر ابو سفیان بن حارث کی ہجو میں حضرت حسان نے یہ شعر کہا:

أَتَهجُوهُ وَلَستَ لَهُ بِكُفءٍ ... فَشَرُّكُمَا لِخَيرِكُمَا الفِدَاءُ

(کیا تم محمد ﷺ کی ہجو کر رہے ہو، حالانکہ تم آپ ﷺ کے کفو نہیں ہو، ہونا تو یہ چاہیے کہ تم دونوں میں سے بدترین شخص تم میں سے بہترین شخص پر فدا ہو)

۷۔ غزل

دورِ جاہلی میں غزل بڑی فحش تھی، اسلام فحش گوئی اور دوسروں کی حرمتوں کو پامال کرنے سے منع کرتا ہے، جب کہ جاہلی دور میں عورتوں کی عزت پر حملے ہوتے تھے اور غزلیہ اشعار میں عورتوں کے پوشیدہ امور کو بیان کیا جاتا تھا، اس سلسلے میں امرؤالقیس بہت مشہور ہے، اسی بنیاد پر آپ ﷺ نے امرؤالقیس کے سلسلے میں فرمایا: ''قائد لواء أهل النار'' (جہنمیوں کے جھنڈے کو اٹھائے امرؤالقیس قیادت کرے گا) اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے زمانے کے شاعر اعشیٰ میمون بھی بہت فحش غزلیہ اشعار کہا کرتا تھا لیکن عہدِ اسلامی میں غزل پاک ہوگئی اور اس میں شرافت آ گئی، چند پاک وصاف غزلیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

ابوذؤیب ہذلی نے اپنی محبوبہ کو نخلہ (کھجور کے درخت) سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے:

أَلَا يَـــا نَـــخُـــلَةٌ مِـــنْ ذَاتِ عِـــرْقٍ عَـــلَيْكِ وَرَحْـــمَةُ اللهِ السَّلَامُ

(شریف خاندان کی نخلہ! تم پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو)

(تطور الغزل بین الجاھلیۃ والاسلام ص ۳۶۳۔۶۹، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۳۲)

اسی طرح حمید بن ثور نے اپنی محبوبہ کو سرحۃ (ایسی گدھی جو ابھی گابھن نہ ہوئی ہو) سے کنایۃً مخاطب کیا ہے:

أَبَـــى اللهُ إِلَّا أَنَّ سَـــرْحَةَ مَـــالِكٍ عَـلَـى كُـلِّ أَفْـنَـانِ الْعَـضَـاءِ تَـرُوْقُ
فَهَـلْ أَنَـا إِنْ عَـلَـلْـتُ نَفْسِـيْ بِسَـرْحَةٍ مِـنَ السَّـرْحِ مَسْـدُوْدٌ عَـلَـيَّ طَـرِيْقُ

(اللہ نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ مالک کی سرحہ ''عضاء درخت'' کی تمام ٹہنیوں پر مچلتی رہے۔
میں نے اپنے دل کو دوشیزاؤں میں سے ایک دوشیزہ کا بیمار بنایا ہے، جس کا راستہ میرے لیے مسدود ہے)

(اُسد الغابۃ ج ۲ ص ۵۴، الشعر الاسلامی فی......ص ۲۳۲)

۸۔ سیاست سے متعلق اشعار

اس صنفِ شاعری میں اسلامی طرز غالب ہے، لیکن جاہلی تکلفات سے خالی بھی نہیں ہے، جس کی وجہ سے اس کے حسن میں کمی آ گئی ہے۔

اسلامی ریاست میں اسلامی دائرے میں رہتے ہوئے جو چاہے کہنے کی آزادی تھی، حاکم ڈکٹیٹر نہیں تھا، ہر کوئی امیر یا حاکم پر اعتراض کرسکتا تھا اور اپنی رائے دے سکتا تھا، خود حاکم اپنے موقف کی تشریح کرتا تھا اور ہر صحیح تنقید پر غور کرتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے تنقید کو برداشت کیا اور اس کا جواب دیا، اور تنقید کرنے والوں کی ملامت نہیں کی، بلکہ ان کی تنقید کو بجا قرار دیتے ہوئے اپنے عمل کی توجیہ پیش کی، جس کو سن کر تنقید کرنے والوں کو اطمینان ہوا اور وہ آپ ﷺ کی حکمت سے مطمئن ہو گئے، واقعہ یہ ہے کہ جنگ حنین میں بہت سا مال غنیمت میں ملا تھا، حضور اکرم ﷺ نے سب مالِ غنیمت نئے مسلمان ہونے والوں میں تقسیم کیا تو یہ بات انصار پر گراں گزری اور بعض لوگوں نے تنقید کی کہ ہمیں کچھ نہیں ملا، حالاں کہ ہم شروع سے آپ کا ساتھ دے رہے ہیں، یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انصار کو جمع کیا اور تقریر کی، جس میں ان کی تنقید کا تذکرہ کیا اور اس کو حق بجانب قرار دیا، اور مالِ غنیمت کی تقسیم میں نئے مسلمان ہونے والوں کو زیادہ دینے کی وجہ بھی بیان کی کہ ان لوگوں کی تالیفِ قلب ہو، حضرت حسان نے اشاروں میں حضور ﷺ سے یہ شکایت کی ہے، ملاحظہ ہو:

وَأْتِ الرَّسُوْلَ فَقُلْ يَا خَيْرَ مُؤْتَمَنٍ لِلْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا مَا عُدِّدَ الْبَشَرُ
عَلَامَ تُدْعَىٰ سُلَيْمٌ وَهِيَ نَازِحَةٌ قُدَّامَ قَوْمٍ هُمُوْا أَوَوْا وَهُمْ نَصَرُوْا
وَنَحْنُ جُنْدُكَ يَوْمَ النَّعْفِ مِنْ أُحُدٍ إِذْ حَزَّبَتْ بَطَراً أَشْيَاعَهَا مُضَرُ
فَمَا وَنَيْنَا وَمَا خِمْنَا وَمَا خَبَرُوْا مِنَّا عِثَاراً وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ عَثَرُوْا

(رسول ﷺ کے پاس جاؤ، اور آپ سے کہو: مومنین کے بہترین امانت دار! جب لوگوں کا شمار کیا جاتا ہے تو قبیلہ سلیم کو ان لوگوں سے پہلے کیوں بلایا جاتا ہے جنھوں نے آپ کو پناہ دی اور آپ کی مدد کی، حالاں کہ قبیلہ سلیم کے لوگ دور بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

ہم جنگِ احد میں پہاڑی کے نیچے آپ کی فوج تھے جب مضر نے اپنے ہم نواؤں کو تکبر اور گھمنڈ کرتے ہوئے جمع کیا، ہم کبھی کمزور نہیں پڑے اور نہ ہم نے کبھی ساتھ چھوڑا اور ان کو ہم سے کسی غلطی کا تجربہ نہیں ہوا، حالانکہ ہر قوم نے غلطی کی اور ہر قوم سے چوک ہوگئی) (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۴۰)

باب سوم:

رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص شعراء

۱۔ حضرت حسان ابن ثابت

۲۔ حضرت کعب ابن مالک

۳۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہ

رضی اللہ عنہم أجمعین

ابن سیرین نے فرمایا: ''اللہ کے رسول ﷺ کے شعراء عبداللہ ابن رواحہ، حسان ابن ثابت اور کعب ابن مالک تھے''۔ (سیر أعلام النبلاء ج ا ص ۲۳۳)

(۱)

حسان بن ثابت

حسان ابن ثابت ابن منذر ابن حرام ابن عمرو ابن زید ابن مناۃ ابن عدی ابن عمرو ابن مالک ابن نجار انصاری خزرجی ثم نجاری۔

ان کی ماں کا نام فریعہ بنت خالد ابن حبیش ابن لوزان خزرجیہ ہے۔

حضرت حسان کے والد ثابت اور آپ کے دادا کا شمار اپنی قوم کے سرداروں اور شرفاء میں ہوتا تھا، اور وہ خزرج اور اوس کے درمیان حکم اور ثالث کا رول ادا کرتے تھے، خصوصا ان کے دادا بڑے سخی اور امن وسلامتی کے داعی اور اس کے لیے کوشاں رہتے تھے، جب جنگ شحیمہ (مدینہ کے قریب ایک کنویں کا نام) کے بعد مقتولین اور دیت کی ادائیگی کے بارے میں اوس اور خزرج کے درمیان اختلافات ہوئے تو منذر نے اپنی قوم خزرج کی تمام دیتوں کو چھوڑ دیا اور اوس کے تمام مقتولین کی دیت اپنے ذمے لی اور امن وسلامتی کی خواہش میں اپنے ذاتی مال سے دیتیں ادا کی۔

حسان کی پیدائش مدینہ میں ہجرت سے ساٹھ سال پہلے ہوئی، وہ عہد جاہلی میں شعر کے ذریعے کمائی کرتے تھے، وہ جلق اور حیرہ کے درباروں میں حاضری دیتے تھے اور ان کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے، امراء اور حکماء ان کی شاعری اور اپنی مدح سرائی پر خوش ہو کر ان کو بیش بہا انعامات سے نوازتے تھے، انھوں نے سب سے زیادہ شاہانِ غساسنہ کی مدح میں اشعار کہے، حسان کا میلان بھی ان کی طرف تھا، انھوں نے غساسنہ میں حارث اعرج کی اولاد اور پوتوں کی تعریف میں اشعار کہے، غساسنہ حضرت حسان کے اسلام لانے اور ان کی تعریف میں اشعار کہنا بند کرنے کے بعد بھی ان کو عطیات سے نوازتے رہے۔

جب مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی تو شروع عہد ہی میں حضرت حسان نے اسلام قبول کیا، اور اپنی شاعری کو رسول اللہ ﷺ کی مدح اور آپ کے مخالفین کی ہجو کے لیے وقف کر دیا، حضرت حسان آپ ﷺ کی ہجو کرنے والے مکہ کے شعراء عبداللہ ابن زبعری، عمرو ابن عاص، ابوسفیان ابن حارث اور حارث ابن عبدالمطلب (یہ چاروں حضرات بعد میں اسلام سے مشرف ہوئے) کا جواب دیتے تھے، البتہ حضرت حسان نے جنگوں میں شرکت نہیں کی، اس کی وجوہات کے سلسلہ میں اختلاف ہے،

اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت حسان بزدل تھے، لیکن بعض محققین نے مدلل لکھا ہے کہ آپ کی پیٹھ میں کچھ تکلیف تھی جس کی وجہ سے آپ جنگوں میں شرکت سے معذور تھے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت حسان کے قلعے ''فارع'' میں جنگ خندق کے موقع پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھیں، اس وقت نبی کریم ﷺ اور مسلمان جنگ خندق میں مشغول تھے، حضرت حسان بھی ہمارے ساتھ قلعہ میں موجود تھے، ایک یہودی نے قلعہ کا چکر لگانا شروع کیا اور جاسوسی کرنے لگا کہ قلعہ میں صرف عورتیں اور بچے ہی ہیں یا ان کے ساتھ کوئی مرد بھی ہے؟ تاکہ مسلمانوں کو مشغول کرنے کے لیے ان پر حملہ کیا جائے اور ان کی توجہ جنگ سے ہٹا کر یہاں مبذول کرائی جائے، حضرت صفیہ نے اس یہودی کی حرکتوں کو بھانپ لیا اور حسان سے کہا: اس یہودی پر مجھے شبہ ہے کہ وہ اپنے لوگوں سے جا کر ہمارے راز کو بتا دے گا، تم نیچے جا کر اس کو قتل کردو۔ حسان نے کہا: صفیہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے، تم جانتی ہو کہ میں یہ نہیں کرسکتا، صفیہ نے خود جا کر اس کو قتل کردیا اور حسان سے کہا: تم اس کا سامان اٹھالاؤ، حضرت حسان نے کہا: مجھے اس کی خواہش نہیں ہے۔

حسان کی عمر جب ساٹھ سال کی تھی تو حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اور سن ساٹھ ہجری میں حضرت حسان کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی، اس طرح انھوں نے ۶۰ سال عہدِ جاہلی میں گزارے اور ۶۰ سال عہدِ اسلام میں، آخری عمر میں حضرت حسان کی بینائی چلی گئی تھی۔

حضرت حسان کا شمار عظیم شعراء میں ہوتا ہے، انھوں نے کثرت کے ساتھ اشعار کہے ہیں، جو عمدہ اور بہترین ہیں، وہ شہری شعراء میں سب سے بڑے شاعر ہیں۔

عہدِ جاہلی میں حضرت حسان کے موضوعاتِ شاعری قبائلی اور انفرادی مدح اور ہجو تھے، انھوں نے مرثیہ، خمریات، فخر اور غزل میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔

حضرت حسان شاعرِ رسول کے نام سے مشہور ہیں، انھوں نے اپنی زندگی رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی ہجو کرنے اور آپ ﷺ کی مدح کرنے میں گزاری، وہ ایک ساتھ قریش، یہود اور مشرکینِ عرب کی بہت سخت ہجو کیا کرتے تھے، حارث ابن عوف مرّی کی پناہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک داعی کا قتل ہوا تو حضرت حسان نے حارث کی ہجو میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

إِنْ تَغْدِرُوْا فَالْغَدْرُ مِنْكُمْ شِيْمَةٌ وَالْغَدْرُ يَنْبُتُ فِيْ أُصُوْلِ السَّخْبَرِ

(اگر تم لوگ غداری کر رہے ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیوں کہ غداری تمھاری فطرت میں شامل ہے، اور غداری کی فطرت یہ ہے کہ وہ درخت کی جڑوں میں ہی پنپتی ہے)

بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر مسجد نبوی میں حضرت حسان سے ہوا، جب

کہ وہ لوگوں کو اشعار سنا رہے تھے، حضرت عمر نے ان کی طرف گھور کر دیکھا تو حضرت حسان نے کہا: میں اس وقت بھی اشعار سنایا کرتا تھا جب اس مسجد میں آپ سے بہتر شخص موجود تھے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! تو ان کی روح القدس کے ذریعے تائید فرما''۔ صحیحین میں ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی (کافروں کی) ہجو کرو، جبرئیل تمھارے ساتھ ہیں''۔ ابوداود میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ حضرت حسان کے لیے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے، جس پر وہ کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ کی ہجو کرنے والوں کا جواب دیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک روح القدس حسان کے ساتھ ہیں جب تک وہ رسول اللہ کی طرف سے دفاع کریں گے''۔

ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ حسان ابن ثابت کو شعراء پر تین امور کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے: حسان زمانۂ جاہلیت میں انصار کے شاعر، عہدِ نبوی میں نبی کریم ﷺ کے شاعر اور عہدِ اسلام میں یمن کے شاعر تھے، اس کے ساتھ وہ بزدل تھے۔

چنیدہ اشعار:

زبرقان ابن بدر رضی اللہ عنہ بنوتمیم کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اپنی قوم کی مدح میں اشعار کہے، آپ ﷺ نے حضرت حسان کو ان کے جواب میں اشعار کہنے کے لیے کہا تو انھوں نے جواب میں مہاجرین کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرٍ وَإِخْوَتِهِمْ قَدْ بَيَّنُوا سُنَّةً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

يَرْضَىٰ بِهَا كُلُّ مَنْ كَانَتْ سَرِيرَتُهُ تَقْوَى الْإِلٰهِ وَبِالْأَمْرِ الَّذِيْ شَرَعُوْا

إِنْ كَانَ فِي النَّاسِ سَبَّاقُوْنَ بَعْدَهُمُ فَكُلُّ سَبْقٍ لِأَدْنٰى سَبْقِهِمْ تَبَعُ

أُهْدِيْ لَهُمْ مَدْحِيْ قَلْبٌ يُوَازِرُهُ فِيْمَا أَرَادَ لِسَانٌ حَائِكٌ صَنَعُ

(قبیلۂ فہر اور ان کے حلیفوں کے سرداروں نے لوگوں کے لیے ایک طریقہ پیش کیا ہے، جس کی پیروی کی جاتی ہے۔
اس پر ہر وہ شخص راضی ہو جاتا ہے جس کی فطرت میں اللہ کی خشیت ہے، اور اس حکم پر خوش ہوتا ہے جس کو انھوں نے جاری کیا ہے۔
اگر لوگوں میں ان کے بعد سبقت کرنے والے ہوں گے تو ہر سبقت کرنے والا ادنی شخص کے بھی پیچھے ہوگا۔
ان کے لیے ایک ایسے دل نے مدحیہ اشعار ہدیے میں پیش کیے ہیں جس کے ارادوں کو تجربہ کار اور فنکار زبان سے مدد ملتی ہے)

حضرت حسان نے نبی کریم ﷺ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک مرتبہ الزام لگایا تھا، جس کا تذکرہ واقعہ افک میں ملتا ہے، اور اس الزام میں حضرت حسان کو کوڑے بھی لگائے گئے تھے، اس کی معذرت میں حضرت حسان نے اشعار کہے، جس کا مطلع یہ ہے:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ
فَإِنْ كَانَ قَدْ قِيلَ عَنِّي قُلْتُهُ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي إِلَيَّ أَنَامِلِي

(وہ پاک دامن اور سنجیدہ ہے، ان پر کوئی الزام لگایا ہی نہیں جا سکتا، اور وہ غافل عورتوں کا گوشت کھانے سے باز رہتی ہے، یعنی وہ کسی کی غیبت نہیں کرتی ہے۔

اگر میرے بارے میں جو کہا گیا ہے وہ سچ ہے تو میرا ہاتھ کوڑا اٹھانے کے قابل نہ رہے)

بعض مہاجرین مثلاً صفوان ابن معطل وغیرہ نے ان کو اس واقعہ میں بولنے کے لیے ابھارا تھا، ان کو اس پر بہت زیادہ افسوس اور غم تھا، اور اس کا سخت احساس بھی تھا، انھوں نے اپنے مندرجہ ذیل قصیدے میں اس کا اظہار کیا ہے:

أَمْسَى الْجَلَابِيبُ قَدْ عَزُّوا وَقَدْ كَثُرُوا وَابْنُ الْفُرَيْعَةِ أَمْسَى بَيْضَةَ الْبَلَدِ

(چادر پہننے والے باعزت ہو گئے ہیں اور ان کی تعداد بڑھ گئی ہے، اور فریعہ کا بیٹا (فریعہ حسان کی ماں کا نام ہے) شتر مرغ کا انڈا بن گیا ہے، یعنی اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ہے)

حسان ابن ثابت نے اسلام لانے سے قبل غساسنہ کے آخری شہنشاہ جبلہ ابن ایہم کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ نَادَمْتُهُمْ يَوْمًا بِجِلِّقَ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ
يَمْشُونَ فِي الْحُلَلِ الْمُضَاعَفِ نَسْجُهَا مَشْيَ الْجِمَالِ، إِلَى الْجِمَالِ، الْبُزَّلِ
اَلْخَالِطُونَ فَقِيرَهُمْ بِغَنِيِّهِمْ وَالْمُشْفِقُونَ عَلَى الضَّعِيفِ الْمُرْمَلِ
أَوْلَادُ جَفْنَةَ حَوْلَ قَبْرِ أَبِيهِمِ قَبْرِ ابْنِ مَارِيَةَ الْكَرِيمِ الْمُفْضِلِ
يُغْشَوْنَ حَتَّى مَا تَهِرُّ كِلَابُهُمْ لَا يَسْأَلُونَ عَنِ السَّوَادِ الْمُقْبِلِ
يَسْقُونَ مَنْ وَرَدَ الْبَرِيصَ عَلَيْهِمِ بَرَدَى يُصَفَّقُ بِالرَّحِيقِ السَّلْسَلِ
بِيضُ الْوُجُوهِ كَرِيمَةٌ أَحْسَابُهُمْ شُمُّ الْأُنُوفِ مِنَ الطِّرَازِ الْأَوَّلِ

(کیا ہی قابل تعریف ہیں وہ لوگ، جن کے ساتھ میں نے گذشتہ زمانے میں ایک دن مقام جلق میں شراب پی۔

وہ جنگوں میں ایسی زرہوں میں نکلتے ہیں، جن کی بنائی دگنی ہے، جس طرح مضبوط اونٹ دوسرے اونٹ کی طرف چلتے ہیں۔

وہ اپنے غریبوں کو اپنے مال داروں کے ساتھ بٹھاتے ہیں، اور ضرورت مندوں اور کمزوروں پر مہربانی کرتے ہیں۔

قبیلہ جفنہ کی اولاد اپنے والد کی قبر کے آس پاس رہتے ہیں، شریف اور باعزت ماریہ کے فرزند کی قبر کے آس پاس۔

مہمان ان کے پاس اتنی کثرت سے آتے ہیں کہ کتے مانوس ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے انھوں نے آنے والوں پر بھونکنا چھوڑ دیا ہے، کیوں کہ ان کو کوئی اجنبی ہی نہیں لگتا ہے، وہ آنے والے سوادِ اعظم کے بارے میں پوچھتے نہیں ہیں، کیوں کہ ان کے دسترخوان آنے والوں کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔

جوان کے پاس مقام بریص (دمشق کی ندی کے پاس ایک جگہ کا نام) کے پاس آتے ہیں تو وہ ان کو بردی ندی کا ایسا پانی پلاتے ہیں، جس کو خوش گوار پرانی شراب سے پھینٹ دیا گیا ہو۔

ان کے چہرے روشن ہیں یعنی وہ باعزت ہیں، اور وہ شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، بڑے باغیرت اور خوددار ہیں اپنے آباء واجداد کی طرح)

حسان رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن فتح مکہ کے تذکرے میں حضور اکرم ﷺ کی مدح اور ابوسفیان ابن حارث کی ہجو میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، اس قصیدے میں شراب کا وصف اور حماسہ کے اشعار بھی ہیں:

عَفَتْ ذَاتُ الْأَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ ... إِلَىٰ عَذْرَاءَ مَنْزِلُهَا خَلَاءُ

إِذَا مَا الْأَشْرِبَاتُ ذُكِرْنَ يَوْمًا ... فَهُنَّ لِطَيِّبِ الرَّاحِ الْفِدَاءُ

نُوَلِّيهَا الْمَلَامَةَ إِنْ أَلِمْنَا ... إِذَا مَا كَانَ مَغْثٌ أَوْ لِحَاءُ

وَنَشْرِبُهَا فَتَتْرُكُنَا مُلُوكًا ... وَأُسْدًا مَا يُنَهْنِهُهَا اللِّقَاءُ

عَدِمْنَا خَيْلَنَا إِنْ لَمْ تَرَوْهَا ... تُثِيرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

يُنَازِعْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْغِيَاتٍ ... عَلَىٰ أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

فَإِمَّا تُعْرِضُوا عَنَّا اعْتَمَرْنَا ... وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِجِلَادِ يَوْمٍ ... يُعِزُّ اللّٰهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

أَلَا أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي ... مُغَلْغَلَةً فَقَدْ بَرِحَ الْخِفَاءُ

بِأَنَّ سُيُوفَنَا تَرَكَتْكَ عَبْدًا ... وَعَبْدُ الدَّارِ سَادَتُهَا الْإِمَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَأَجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

أَتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ ... فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيفًا ... أَمِينَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

أَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ... وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ؟

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي ... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

(ذات الاصابع کے نشانات مٹ گئے ہیں، پھر مقام جواء کے نشانات بھی مٹ چکے ہیں، عذراء کے علاقے تک کی جگہ ویران ہو چکی ہے، اور اس کا گھر خالی پڑا ہے۔

جب کسی دن پینے کی چیزوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ شراب کی عمدگی پر فدا ہیں۔

شراب پینے کے بعد جب ہمارے درمیان جنگ ہوتی ہے اور گالی گلوچ شروع ہو جاتی ہے تو ہم کو تکلیف ہوتی ہے، اس وقت ہم شراب کی مذمت کرتے ہیں۔

ہم شراب پیتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو بادشاہ تصور کرنے لگتے ہیں، اور شراب ہم کو شیر بنا دیتی ہے، جن کو جنگ بھی روک نہیں سکتی۔

ہمارے گھوڑے ہلاک ہو جائیں اگر تم ان کو غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو، جن کی منزل کداء (مکہ) ہے، یعنی وہ فتح مکہ کے

شوقین ہیں۔

وہ شہسواروں کے ہاتھوں سے لگام چھیننے کی کوشش کررہے ہیں، یعنی گھوڑے اتنا تیز دوڑتے ہیں کہ شہسواروں کے ہاتھوں میں موجود لگام سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں، جس کی وجہ سے وہ تیز سے تیز تر دوڑ رہے ہیں، یعنی وہ فتح مکہ کے اپنے شہسواروں سے زیادہ شوقین ہیں، ان کے کندھوں پر پیاسے نیزیں اور تیر ہیں۔

اگر تم لوگ ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ گے تو ہم عمرہ کرلیں گے، اور مکہ فتح ہوجائے گا اور پردہ ہٹ جائے گا۔

ورنہ اگر تم ہمارے راستے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہو تو ایسی جنگ کے مقابلے کے لیے تیار رہو جس میں اللہ جس کو چاہے گا عزت عطا فرمائے گا۔

سن لو! ابوسفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ اب معاملہ ظاہر ہوگیا ہے۔

کہ ہماری تلواروں نے تم کو غلام بنا کر چھوڑ دیا ہے، قبیلہ عبدالدار کے سردار باندیاں ہیں۔

تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی، اور میں نے آپ کی طرف سے جواب دیا، اس میں اللہ کے نزدیک بہترین بدلہ ملے گا۔

کیا تم آپ ﷺ کی ہجو کرتے ہو، حالاں کہ تم آپ کے برابر نہیں ہو؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تم میں سے کم تر شخص تم میں سے بہتر شخص پر فدا ہوتا، یعنی تم محمد ﷺ پر فدا ہوتے۔

تم نے بابرکت، نیک خو، سب سے کٹ کر ایک اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے امین کی ہجو کی، جس کی فطرت وفاداری ہے۔

کیا وہ شخص جو تم میں سے اللہ کے رسول کی ہجو کرتا ہے اور وہ شخص جو آپ کی مدح اور نصرت کرتا ہے، دونوں یکساں ہوسکتے ہیں

میرے والد، دادا اور میری عزت سب کچھ محمد ﷺ کی عزت کی خاطر تمھارے سامنے ڈھال ہے)

حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کی وفات کے بعد بہت سے مرثیے آپ ﷺ کی شان میں کہے ہیں، جن میں سے مشہور مرثیہ کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلنَّبِيِّ وَمَعْهَدٌ مُنِيرٌ وَقَدْ تَعْفُو الرُّسُومُ وَتَهْمَدُ
وَلَا تَمَّحِي الْآيَاتُ مِنْ دَارِ حُرْمَةٍ بِهَا مِنْبَرُ الْهَادِي الَّذِيْ كَانَ يَصْعَدُ
وَوَاضِحُ آيَاتٍ وَبَاقِيْ مَعَالِمٍ وَرَبْعٌ لَهُ فِيْهِ مُصَلًّى وَمِنْبَرُ
بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ يَنْزِلُ وَسْطَهَا مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ وَيُوْقَدُ
يُذَكِّرْنَ آلَاءَ الرَّسُوْلِ، وَمَا أَرىٰ لَهَا مُحْصِيًا نَّفْسِيْ، فَنَفْسِيْ تَبَلَّدُ

(مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی نشانی اور روشن جگہ ہے، حالاں کہ کبھی نشانیاں مٹتی ہیں اور بوسیدہ ہوجاتی ہیں۔

حرمت والے گھر کی نشانیاں مٹتی نہیں ہیں، جہاں رسولِ ہادی کا منبر ہے، جس پر آپ چڑھا کرتے تھے۔

وہاں کی نشانیاں نمایاں ہیں اور علامتیں باقی ہیں، اور آپ کا محلّہ ہے، جہاں آپ کا مصلی اور مسجد ہے۔

وہاں آپ کے کمرے ہیں، جہاں اللہ کی طرف سے نور اترا کرتا تھا، جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو یاد دلاتی ہیں، میں ان احسانات کو شمار نہیں کرسکتا، چناں چہ میں گننے سے قاصر رہتا ہوں)

مراجع:

(الاصابۃ ج۱ص ۳۲۵، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص۲۴۹ تا ۲۶۱، تاریخ الأدب العربی۔ العصر الاسلامی۔ ص ۷۷ تا ۳۸، تاریخ الأدب العربی، عمر فروخ ج۲ص ۲۲۵ تا ۲۳۱، تاریخ الأدب، بروکلمان ۱/۱۵۲۔۱۵۴، تاریخ الادب، نالینو ۱/ ۳۲۵، تاریخ الأدب، زیدان ۱/۱۷۱، تاریخ الاسلام ۴۰۔۶۰، أدباء العرب ۱/۲۷۲۔۲۸۱، الاستیعاب ۱/۳۔۳۴۳، أسد الغابۃ ۲/۴۔۷، الاعلام ۲/ ۱۷۵۔۱۷۶، الأغانی، الأمالی للقالی ۱/ ۴۱، ۳/۱۵، ۶۷، ۱۱۲، البدایۃ والنھایۃ، البصائر والذخائر ۲/ ۳۷، ۸۸، ۴/ ۳۶، بھجۃ المجالس، البیان والتبیین ۶۶، ۸۴، ۱۴۰، ۱۵۲، تاریخ خلیفہ ۲۰۶، تاریخ الأمم والملوک للطبری، تاریخ الشعر العربی ۳/ ۲۹، التاریخ الکبیر ۳/ ۲۹، تقریب التھذیب ۱/ ۱۶۱، تھذیب ابن عساکر ۴/ ۱۲۵، ۴۰۴، ۴۸۹، تھذیب تاریخ دمشق ۴/ ۱۲۵، الجرح والتعدیل ۳/ ۲۳۳، جمھرۃ أنساب العرب ۵، ۱۳۶، ۱۷۹، ۱۸۸، الحیوان، رسالۃ الغفران، سمط اللآلی، سیر أعلام النبلاء ۲/ ۵۱۲، السیر والمغازی ۸۴، ۱۰۸، ۳۳۱، الشعر والشعراء ۳۱۱، شعر المخضرمین، طبقات خلیفہ ۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام جمحی، العقد الفرید، فوات الوفیات ۱/ ۲۷۷، الکامل لابن اثیر، المؤتلف والمختلف ۸۹، ۱۶۵، معجم الشعراء لابن سلام ۴۵، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۲۲، ۳۱۷، ۴۶۸، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۱۷، المغازی للواقدی، منح المدح ۲۷، الوافی بالوفیات ۱۱/ ۳۵۰۔۳۵۸، وفیات الأعیان ۶/ ۳۵۰۔۳۵۱) حسان بن ثابت کے کئی دواوین شائع ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگوں نے ان کو ایم اے اور پی ایچ ڈی کے مقالات کا موضوع بنایا ہے۔

(۲)

کعب بن مالک خزرجی

کعب ابن مالک ابن ابوکعب خزرجی سلمی۔ ان کا تعلق قبیلۂ انصار کے خاندان بنوسلِمہ سے تھا۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ کی پیدائش یثرب میں ہجرت سے ۲۵ سال قبل ۵۹۸ء میں ہوئی، وہ بیعتِ عقبہ میں اپنی قوم کے ساتھ تھے، اسی وقت انھوں نے اسلام قبول کیا، اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی، پھر آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات اور جنگوں میں شریک رہے، صرف غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوسکے۔

رجب سن ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاری کی، تبوک مدین میں حجاز کے شمال کا ایک علاقہ ہے، ظاہراً آپ نے رومیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تبوک کا رخ کیا تھا، اس جنگ میں کل ۸۳ مسلمان شریک نہیں ہوئے تھے، ان کے اعذار مختلف تھے، ان میں سے اکثریت منافقین کی تھی، بعض لوگ گرمی کی شدت اور مسافت کی دوری کی وجہ سے گھبرا کر سفر پر نہیں گئے، بعض نادار اور غریب تھے، ان کے پاس سواری کا نظم نہیں تھا۔

رومیوں کے ساتھ جنگ نہیں ہوئی، آپ نے شمالی علاقوں کے بعض قبیلوں کے ساتھ مصالحت کی اور ان کے ساتھ معاہدہ کیا، ایلہ، اذرح اور دومۃ الجندل کے باشندوں کے ساتھ جزیہ کی ادائیگی کی شرط پر معاہدہ کیا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو جنگ سے پچھڑے ہوئے لوگوں نے آکر آپ ﷺ سے معذرت کی، آپ نے ان کے اعذار کو قبول فرمایا، صرف تین صحابہ نے عذر نہیں پیش کیا، وہ کعب ابن مالک انصاری، مرارہ ابن ربیع اور ہلال ابن امیہ تھے، آپ ﷺ ان سے ناراض رہے، اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا چھوڑ دیا، اور اپنے تمام صحابہ کو بھی قطع تعلق اور بائیکاٹ کا حکم دیا، پھر تھوڑے دنوں بعد بیویوں سے بھی الگ رہنے کے احکام صادر ہوئے، دنیا پوری وسعت کے باوجود ان لوگوں پر تنگ ہوگئی، پورے پچاس دنوں تک یہی حال رہا، اس کے بعد سورہ توبہ کی دو آیتیں ان حضرات کی شان میں نازل ہوئی: "

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ، ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ، إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ، عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ

خُلِّفُوْا، حَتّٰی ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ أَنْفُسُهُمْ، وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ، ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ''۔

(توبہ ۱۱۷۔۱۱۸) اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار پر بھی جنھوں نے تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا، بعداس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہوا تھا، پھر اللہ نے ان پر بھی توجہ فرمائی، بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی شفیق اور مہربان ہیں، اور ان تین اشخاص کی توبہ قبول فرمائی جو (جنگ سے) پیچھے رہ گئے تھے، یہاں تک کہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے، اور انھوں نے خیال کیا کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس پناہ نہیں، پھر اللہ نے ان پر توجہ کی تاکہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے، ان کی وفات سن ۵۰ اور ۵۵ ہجری کے دوران ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال تھی، حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں فتنہ وفساد کے زمانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کی۔

کعب ابن مالک کا شمار عظیم شعراء میں ہوتا ہے، وہ بسیار گو اور قادر الکلام شاعر ہیں، ان کا خصوصی موضوع حماسہ اور جنگ کا وصف ہے، اس کے ساتھ ساتھ کعب محدث بھی تھے، آپ نبی کریم ﷺ سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے۔

کعب رضی اللہ عنہ دین کا دفاع کرنے والے اور اللہ کے راستے میں جنگ وجدال کرنے والے مجاہد تھے، وہ قوی الایمان اور قوی الجثہ مومن تھے، ان کے اشعار تعداد میں حضرت حسان سے کم اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ سے زیادہ ہیں، ان کے اشعار میں سہولت اور مٹھاس پائی جاتی ہے۔

چنیدہ اشعار:

جنگِ احزاب کے سلسلے میں حضرت کعب ابن مالک نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَقَدْ عَلِمَ الْأَحْزَابُ حِیْنَ تَأَلَّبُوْا ... عَلَیْنَا وَرَامُوْا دِیْنَنَا مَا نُوَادِعُ

یَذُوْدُوْنَنَا عَنْ دِیْنِنَا وَنَذُوْدُهُمْ ... عَنِ الْکُفْرِ وَالرَّحْمٰنُ رَاءٍ وَسَامِعُ

إِذَا غَایَظُوْنَا فِیْ مَقَامٍ أَعَانَنَا ... عَلٰی غَیْظِهِمْ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاسِعُ

وَذٰلِکَ حِفْظُ اللّٰهِ فِیْنَا وَفَضْلُهُ ... عَلَیْنَا وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظِ اللّٰهُ ضَائِعُ

هَدَانَا لِدِیْنِ الْحَقِّ وَاخْتَارَهُ لَنَا ... وَاللّٰهُ فَوْقَ الصَّانِعِیْنَ صَانِعُ

(جماعتوں نے جان لیا جب کہ وہ ہمارے خلاف اکھٹے ہوگئے اور ہمارے دین پر حملہ کیا کہ ہم دبنے والے نہیں ہیں۔ وہ ہم کو ہمارے دین سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم ان کو کفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں اور رحمان سب کچھ دیکھ اور

سن رہا ہے۔

جب وہ ہم کو کسی موقع پر غصہ دلاتے ہیں تو اللہ کا ہمہ گیر تعاون ان کے غصے کے خلاف ہماری مدد کرتا ہے۔

یہ اللہ کی طرف سے ہماری حفاظت اور ہم پر اس کا احسان ہے، اور جس کی اللہ حفاظت نہیں کرتا وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

اس نے ہماری دین حق کی طرف رہنمائی کی اور اس دین کو ہمارے لیے منتخب کیا، اللہ تمام کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے)

کعب کے اشعار میں واقعات کا بیان ملتا ہے، مثلاً آپ نے کہا ہے:

لَقَدْ خَزِيَتْ بِغَدْرَتِهَا الْحُبُوْرُ　　كَذَاكَ الدَّهْرُ ذُوْ صَرْفٍ يَدُوْرُ

وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِرَبٍّ　　عَزِيْزٍ أَمْرُهُ أَمْرٌ كَبِيْرُ

وَقَدْ أُوْتُوْا مَعًا فَهْمًا وَعِلْمًا　　وَجَاءَهُمْ مِنَ اللّٰهِ النَّذِيْرُ

نَذِيْرٌ صَادِقٌ أَدّٰى كِتَابًا　　وَآيَاتٍ مُبَيَّنَةً تُنِيْرُ

فَقَالُوْا: مَا أَتَيْتَ بِأَمْرِ صِدْقٍ　　وَأَنْتَ بِمُنْكَرٍ مِنَّا جَدِيْرُ

فَقَالَ: بَلٰى أَدَّيْتُ حَقًّا　　يُصَدِّقُنِيْ بِهِ الْفَهِمُ الْخَبِيْرُ

فَمَنْ يَتْبَعْهُ يُهْدَ لِكُلِّ رُشْدٍ　　وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ يُخْزَ الْكَفُوْرُ

(اپنی خیانت کی وجہ سے عیسائیوں کے پیشوا رسوا ہو گئے، اور زمانے میں الٹ پھیر ہوتی رہتی ہے۔

کیوں کہ انھوں نے اپنے زبردست پروردگار سے کفر کیا، جب کہ اللہ کا حکم سب سے بڑا حکم ہے۔

ان لوگوں کو ایک ساتھ فہم اور علم عطا کیا گیا اور ان کے پاس اللہ کی طرف سے ڈرانے والا آیا۔

وہ ڈرانے والا اور سچا ہے، جس نے اللہ کی کتاب اور واضح و روشن نشانیاں پہنچائیں۔

انھوں نے کہا: تم صحیح دین لے کر نہیں آئے ہو، اور تم ہماری طرف سے انکار کے مستحق ہو۔

آپ نے فرمایا: بلکہ میں نے اپنا حق ادا کیا ہے، میری تصدیق سمجھ دار اور باخبر شخص کرتا ہے۔

جو آپ کی اتباع اور پیروی کرتا ہے اس کی ہر بھلائی کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے اور جو آپ کے ساتھ کفر کرتا ہے تو کافر رسوا ہو جائے گا)

حضرت کعب کثرت سے قرآن پڑھا کرتے تھے اور اس کو یاد کرتے تھے، قرآن کی روح کعب میں سرایت کر گئی تھی، جس کے اثرات ان کے اشعار میں واضح طور پر نظر آتے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں:

لَنَنْصُرَ أَحْمَدًا وَاللّٰهِ حَتّٰى　　نَكُوْنَ عِبَادَ صِدْقٍ مُخْلِصِيْنَا

وَيَعْلَمُ أَهْلُ مَكَّةَ حَيْثُ سَارُوْا　　وَأَحْزَابٌ أَتَوْا مُتَحَزِّبِيْنَا

بَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ　　وَأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَا

(اللہ کی قسم! ہم احمد ﷺ کی اس وقت تک مدد کریں، یہاں تک کہ ہم اللہ کے سچے اور مخلص بندے بن جائیں۔

مکہ والے اور ہمارے خلاف جنگ کرنے والے دوسرے قبیلے یعنی احزاب جہاں جاتے ہیں اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور اللہ مومنین کا حامی ہے)

آپ کا اور ایک شعر ملاحظہ ہو:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ مُحَمَّدًا　　كَفَرُوْا وَضَلُّوْا عَنْ سَبِيْلِ الْمُتَّقِيْ

(جو محمد ﷺ کو جھٹلا رہے ہیں وہ کافر ہیں اور صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں)

انھوں نے عام طور پر فخریہ شاعری کی ہے، جس میں بھی جنگی اشعار زیادہ ہیں۔

ان کی شاعری میں مدح کے اشعار بہت کم ملتے ہیں، البتہ مرثیہ کے اشعار بہت زیادہ ہیں، خصوصاً انھوں نے حضرت عثمان کے مرثیے میں بہت زیادہ اشعار کہے ہیں، اور آپ کے بدترین قتل پر آنسو بہائے ہیں۔

کعب ابن مالک نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، حضرت حمزہ جنگ احد (۳ھ مطابق ۶۲۵ء) میں شہید ہوئے تھے، حضرت کعب حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

صَفِيَّةُ قُوْمِيْ وَلَا تَعْجِزِيْ　　وَبَكِّيْ النِّسَاءَ عَلٰى حَمْزَةْ

وَلَا تَسْأَمِيْ أَنْ تُطِيْلِيْ الْبُكَا　　عَلٰى أَسَدِ اللّٰهِ فِيْ الْهِزَّةْ

فَقَدْ كَانَ عِزًّا لِأَيْتَامِنَا　　وَلَيْثَ الْمَلَاحِمِ فِيْ الْبِزَّةْ

يُرِيْدُ بِذَاكَ رِضَا أَحْمَدِ　　وَرِضْوَانَ ذِيْ الْعَرْشِ وَالْعِزَّةْ

(صفیہ! اٹھو اور کمزور نہ پڑو، عورتوں کو حمزہ کی شہادت پر رلاؤ۔

اور سخت مصیبت میں اللہ کے شیر کے اوصاف کے حامل بہادر حمزہ پر مسلسل رونے سے اکتا مت جاؤ۔

وہ ہمارے یتیموں کے لیے عزت کا باعث تھے، اور ہتھیاروں میں جنگوں کے شیر تھے۔

وہ اس سے احمد ﷺ کی رضامندی اور رب ذوالجلال کی خوشنودی کے طلب گار تھے)

جنگ خیبر کے سلسلے میں کعب ابن مالک نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

نَحْنُ وَرَدْنَا خَيْبَرًا وَفُرُوْضَهُ　　بِكُلِّ فَتًى عَارِيْ الْأَشَاجِعِ مِذْوَدِ

جَوَادٍ لَدَى الْغَايَاتِ لَا وَاهِنِ الْقُوَىٰ　　جَرِيْءٍ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدِ

عَظِيْمِ رَمَادِ الْقِدْرِ فِيْ كُلِّ شَتْوَةٍ　　ضَرُوْبٍ بِنَصْلِ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

يَرَى الْقَتْلَ مَدْحًا إِنْ أَصَابَ شَهَادَةً　　مِنَ اللّٰهِ يَرْجُوْهَا وَفَوْزًا بِأَحْمَدِ

يَذُوْدُ وَيَحْمِيْ عَنْ ذِمَارِ مُحَمَّدٍ　　وَيَدْفَعُ عَنْهُ بِاللِّسَانِ وَبِالْيَدِ

(ہم پھرتیلے اور دفاع کرنے والے نوجوانوں کو لے کر خیبر اور وہاں کے راستوں پر آئے۔

جو مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تیز رفتاری کے ساتھ جاتے ہیں، وہ کمزور اور ضعیف نہیں ہیں، بلکہ وہ ہر جنگ میں دشمنوں کے خلاف جری اور بہادر ہیں۔

ٹھنڈ کے موسم میں بھی ان کی ہانڈیوں کی راکھ بہت زیادہ رہتی ہے، یعنی وہ بڑے سخی ہیں اور تکلیف کے دنوں میں بھی

ان کے پاس کثرت سے مہمان آتے ہیں، اور وہ تیز ہندوستانی تلوار کے دھنی ہیں۔

وہ اپنے پروردگار سے شہادت کے امیدوار ہیں، اور اللہ کے راستے میں قتل ہونا وہ اپنے لیے قابلِ تعریف سمجھتے ہیں، اور احمد ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

وہ محمد ﷺ کے حرم اور خاندان کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی زبانوں اور ہاتھوں سے آپ ﷺ کی مدافعت کرتے ہیں)

مراجع:

(الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص۲۶۲ تا ۲۶۶ تاریخ الأدب العربی، عمر فروخ ج ۲ ص ۲۲۳ تا ۲۲۵، أسد الغابۃ ۴/ ۲۴۷۔۲۴۸، الأعلام ۵/ ۲۲۸، الأغانی ۱۶/ ۲۳۹۔۲۴۹، الأمالی للقالی ۳/ ۳۰، البدایۃ والنھایۃ ۸/ ۴۸، تاریخ الاسلام للذھبی ۸ ۱۷۸، ۱۸۳، ۵۴۳، تاریخ خلیفۃ ۲۰۲، تاریخ الطبری ۲/ ۳۶۰۔۳۶۵، خزانۃ الأدب ۱/ ۴۱۶، سمط اللآلی ۴۸۲، ۶۶۸، ۸۶۴، سیر أعلام النبلاء ۲/ ۵۲۳۔۵۳۰، سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۲۲ وغیرہ، طبقات ابن خلیفۃ ۱۰۳، طبقات فحول الشعراء ۲۲۰، العقد الفرید ۵/ ۲۸۳، ۲۹۴، عیون الأخبار ۳/ ۲۰۹، معجم شعراء اللسان ڈاکٹر یاسین ایوبی ۳۴۹، معجم الشعراء لابن سلام ۱/ ۲۲۰، المغازی للواقدی ۳/ ۱۲۲۶، الوفیات لابن منقذ ۶۴، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۹۶۔۳۹۷)

(۳)

عبداللہ بن رواحہ

عبداللہ ابن رواحہ ابن ثعلبہ ابن امرؤالقیس ابن عمرو ابن امرؤالقیس ابن مالک ابن عمر ابن ثعلبہ ابن کعب ابن خزرج ابن حارث ابن خزرج انصاری خزرجی۔

آپ کی کنیت ابومحمد ہے، آپ زمانۂ جاہلیت میں اپنے قبیلے کے سردار تھے، قبیلے والے آپ کی عزت کرتے تھے اور آپ کی شرافت کے قائل تھے، سابقون اولون میں آپ کا شمار ہوتا ہے، بیعتِ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ نقیبوں کا انتخاب کیا تھا، ان میں عبداللہ ابن رواحہ بھی تھے، ستر انصاریوں کے ساتھ عبداللہ ابن رواحہ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ملاقات کی اور وہیں مسلمان ہوگئے، وہ بہادری، اقدام اور جہاد کے شوقین تھے اور ان کو حد سے زیادہ جہاد کا ولولہ، جذبہ اور شوق تھا، آپ جہاد میں سب سے پہلے نکلتے اور سب سے اخیر میں واپس ہوتے، آپ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات اور جنگوں میں شریک ہوئے، اور جنگِ موتہ میں سن ۹ ھ کو زید ابن حارثہ اور جعفر ابن ابوطالب کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے، آپ اس زمانے کے گنے چنے پڑھے لکھے لوگوں میں تھے، جب کہ عربوں میں پڑھنے لکھنے کا رواج نہیں تھا اور ان میں سے اکثریت ان پڑھ اور امیوں کی تھی، آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

حضور اکرم ﷺ کے تین قریبی شعراء میں عبداللہ ابن رواحہ ایک ہیں، ان کے اشعار میں اسلامی معانی کثرت سے پائے جاتے ہیں، حضرت حسان ابن ثابت اور کعب ابن مالک کے مقابلے میں اسلامی معانی کی تعبیر میں ان کو فضیلت حاصل ہے، حالاں کہ اشعار دونوں کے مقابلے میں کم ہیں، عبداللہ ابن رواحہ کے اشعار شعر اسلامی کا بلند اور اعلیٰ نمونہ ہے، ان کے اشعار میں دینی اعتبار سے کوئی لغزش نہیں ملتی ہے، ان کے یہاں اپنے قبیلے پر فخر، یا جاہلی مفاخر کا تذکرہ نہیں ملتا ہے، یہ صرف عبداللہ ابن رواحہ کی شاعری کی ہی خصوصیات ہیں، جن میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں ہے۔

حسان ابن ثابت اور کعب ابن مالک کے اشعار کفار کی ہجو میں جتنے موثر ہیں، اتنے موثر عبداللہ ابن رواحہ کے اشعار نہیں ہیں، کیوں کہ حضرت عبداللہ ابن رواحہ اپنے دینی نظریہ کے مطابق ان کی ہجو کیا

کرتے تھے، جوان کفار کے نزدیک عیب کی بات نہیں تھی، بلکہ وہ ان ہی چیزوں پر فخر کیا کرتے تھے، مثلاً رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور شرک وغیرہ پر تنقید کیا کرتے تھے اور ان خامیوں پر عار دلایا کرتے تھے، حالاں کہ یہی چیزیں ان کے لیے فخر کی باعث تھیں اور اسی کی خاطر وہ اللہ کے رسول کے خلاف تھے اور ان ہی چیزوں کی مدافعت کرتے تھے، مثلاً عبداللہ ابن رواحہ نے قریش کی ہجو کرتے ہوئے کہا:

عَصَيْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أُفٍّ لِدِيْنِكُمْ وَأَمْرُكُمُ السَّيِّئُ الَّذِيْ كَانَ غَاوِيًا

(تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تمھارے دین اور تمھارے برے معاملے پر تف ہے جو گمراہی ہے)

مندرجہ ذیل اشعار بھی اسی قبیل کے ہیں:

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ إِمَّا لَقِيْتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُوْدًا وَتُسْلِمِ

فَأَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِيْ جَهَنَّمِ

(اگر تمہاری ملاقات ابوسفیان سے ہو تو اس کو یہ بات پہنچادو کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ نماز نہیں پڑھو گے اور اسلام قبول نہیں کرو گے تو دنیوی زندگی میں جلد ہی رسوائی کی خوش خبری لو اور جہنم میں ہمیشہ ہمیش تارکول کا لباس پہننے کی بشارت لو)

عبداللہ ابن رواحہ کے تمام اشعار اسلامی ہیں، ان کے اشعار میں اسلامی اور غیر اسلامی کی تقسیم نہیں ہے۔

عبداللہ ابن رواحہ قادر الکلام شعراء میں سے ہیں، ان کا شمار حضرت حسان ابن ثابت اور کعب ابن مالک کی صف کے شعراء میں ہوتا ہے، وہ زمانۂ جاہلیت میں قیس ابن خطیم کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے، اور قیس ابن خطیم ان کی ہجو میں، البتہ اسلام لانے کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی مدح میں اور کفار اور مشرکین کے شعراء کی ہجو میں اشعار کہنے لگے، عبداللہ ابن رواحہ کے اشعار میں وضاحت، سہولت اور مٹھاس پائی جاتی ہے، اکثر اوقات وہ برجستہ اشعار کہا کرتے تھے، ان کے اشعار میں قرآن کریم کی آیتوں کا اقتباس کثرت سے ملتا ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں:

شَهِدْتُ بِأَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ مَثْوَى الْكَافِرِيْنَا

وَأَنَّ الْعَرْشَ فَوْقَ الْمَاءِ طَائِفٌ وَفَوْقَ الْعَرْشِ رَبُّ الْعَالَمِيْنَا

وَتَحْمِلُهُ مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ مَلَائِكَةُ الْإِلٰهِ مُقَرَّبِيْنَا

(میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کا وعدہ حق ہے، اور جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے۔
اور عرش الٰہی پانی کے اوپر ہے، اور عرش کے اوپر دونوں جہانوں کا پروردگار ہے۔
مضبوط اور طاقت ور فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں، جو اللہ کے فرشتے اور اس کے مقرب ہیں)

حضور اکرم ﷺ کی مدح میں عبداللہ ابن رواحہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں وضاحت اور سہولت ملاحظہ ہو:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

يَبِيْتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ ... إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ
أَرَانَا الْهُدَىٰ بَعْدَ الْعَمَىٰ فَقُلُوْبُنَا ... بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنْ قَالَ وَاقِعُ
وَأَعْلَمُ عِلْمًا لَيْسَ بِالظَّنِّ أَنَّنِيْ ... إِلَى اللّٰهِ مَحْشُوْرٌ هُنَاكَ فَرَاجِعُ

(اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، جب صبح صادق کی پو پھٹتی ہے۔
اپنے پہلوؤں کو اپنے بستر سے الگ کر کے رات گزارتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں، جب کہ کافروں کے لیے اٹھنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔
گمراہی کے بعد ہم کو ہدایت کا راستہ دکھایا، چناں چہ ہمارے دل اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ حق ہے۔
اور میں یقینی طور پر یہ جانتا ہوں کہ میں اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور اس کے حضور حاضر ہونے والا ہوں، پھر وہاں سے انجام کو پہنچنے والا ہوں)

عبداللہ ابن رواحہ نے نافع ابن بدیل کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، جو بئر معونہ کے واقعہ میں سن ۴ھ کو شہید ہوئے تھے:

رَحِمَ اللّٰهُ نَافِعَ بْنَ بُدَيْلٍ ... رَحْمَةَ الْمُبْتَغِيْ ثَوَابَ الْجِهَادِ
صَارِمٌ صَادِقُ اللِّقَاءِ إِذَا مَا ... أَكْثَرَ النَّاسُ قَالَ قَوْلَ السَّدَادِ

(اللہ نافع ابن بدیل پر رحمت نازل فرمائے، ایسی رحمت جس کی تلاش جہاد کے ثواب کی امید رکھنے والے کو رہتی ہے۔
جب لوگوں کا مجمع زیادہ رہتا تو وہ بہادر، جنگ میں ڈٹے رہنے والے اور جنگ کا حق ادا کرنے والے بہادر تھے اور صحیح بات کہنے والے تھے)

جنگِ بدر ثانیہ (۴ھ) کے بعد ابوسفیان کی ہجو میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَعَدْنَا أَبَا سُفْيَانَ بَدْرًا فَلَمْ نَجِدْ ... لِمِيْعَادِهِ صِدْقًا، وَمَا كَانَ وَافِيَا
تَرَكْنَا بِهَا أَوْصَالَ عُتْبَةَ وَابْنَهُ ... وَعَمْرًا أَبَا جَهْلٍ تَرَكْنَاهُ ثَاوِيَا
عَصَيْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، أُفٍّ لِدِيْنِكُمْ ... وَأَمْرِكُمُ السَّيِّئُ الَّذِيْ كَانَ غَاوِيَا
فَإِنِّيْ وَإِنْ عَنَّفْتُمُوْنِيْ، لَقَائِلٌ ... فِدًى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ أَهْلِيْ وَمَالِيَا
أَطَعْنَاهُ لَمْ نَعْدِلْهُ فِيْنَا بِغَيْرِهِ ... شِهَابًا لَنَا فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ هَادِيَا

ہم نے ابوسفیان سے وعدہ کیا کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر ملاقات ہوگی، تو ہم نے اس کو وعدے میں سچا نہیں پایا، اور وہ وعدہ پورا کرنے والا نہیں تھا۔
ہم نے وہاں عتبہ اور اس کے بیٹے شیبہ کے جسم کے ٹکڑوں کو چھوڑ دیا، اور ابوجہل کا ہم نے وہاں ٹھکانہ بنا کر چھوڑ دیا۔
تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی، تمہارے طریقے اور دین پر تف ہے، اور تمھارے بدترین معاملے پر تف ہے جو گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔
میں یہی کہوں گا کہ میرے اہل و عیال اور میرا مال اللہ کے رسول پر فدا ہے، چاہے تم میری سرزنش کرو۔
ہم نے آپ کی اطاعت کی، ہم اپنے میں آپ کے برابر کسی کو نہیں مانتے، وہ رات کی تاریکی میں ہمارے لیے روشنی اور رہنما ہیں۔

غزوہ موتہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مِنْ أَجَإٍ وَفُرْعٍ تُغَرُّ مِنَ الْحَشِيشِ لَهَا الْعُكُومُ
حَذَوْنَاهَا مِنَ الصُّوَّانِ سِبْتًا أَزَلَّ كَأَنَّ صَفْحَتَهُ أَدِيمُ
أَقَامَتْ لَيْلَتَيْنِ عَلَى مُعَانٍ فَأُعْقِبَ بَعْدَ فَتْرَتِهَا جُمُومُ
فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ مُسَوَّمَاتٌ تَنَفَّسُ مِنْ مَنَاخِرِهَا السَّمُومُ
فَلَا وَأَبِي، مَآبَ نَأْتِيَنَّهَا وَإِنْ كَانَتْ بِهَا عَرَبٌ وَرُومُ
فَعَبَّأْنَا أَعِنَّتَهَا فَجَاءَتْ عَوَابِسَ وَالْغُبَارُ لَهَا بَرِيمُ
بِذِي لَجَبٍ كَأَنَّ الْبِيضَ فِيهِ إِذَا بَرَزَتْ قَوَانِسُهَا النُّجُومُ
فَرَاضِيَةُ الْمَعِيشَةِ طَلَّقَتْهَا أَسِنَّتُنَا فَتُنْكَحُ أَوْ تَئِيمُ

ہم مقامِ اَجا (قبیلۂ طی کا پہاڑی علاقہ) اور مقام فُرع (مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام) سے گھوڑے لے آئے، جس کے لیے بوروں میں گھاس بھری جاتی ہے۔

ہم نے سخت پتھر سے ان کے لیے باریک نعل بنائی ہے، وہ بہت چکنا ہے، گویا کہ اس کی پیٹھ چمڑے کے مانند ہوگئی ہے، یعنی ہم نے گھوڑوں کو اس طرح تیار کیا ہے کہ وہ سخت پتھریلی زمین پر چلنے پر بھی دشواری محسوس نہیں کرتے۔

بہت لمبا سفر کرنے کے بعد انھوں نے دوراتیں گزاری ہیں، چناں چہ انھوں نے تھکاوٹ کے بعد دوبارہ چست ہونے کے لیے آرام کرلیا ہے۔

چناں چہ ہم چلے حالاں کہ ہمارے گھوڑے جنگ کے لیے تیار تھے اور ان پر نشان لگایا جاچکا تھا، اور ان کی گرم سانسیں نکل رہی تھیں، یعنی جنگ کے لیے سفر کرنے کی وجہ سے وہ تھک گئے تھے۔

نہیں، میرے ابا کی قسم! ہم وہاں لوٹ کر آئیں گے، چاہے وہاں عرب اور روم کے لوگ ہوں۔

ہم نے گھوڑوں کی لگام کو تیار کرلیا یعنی ہم نے جنگ کے لیے صفوں کو مرتب کرلیا ہے، یہاں تک کہ گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے میدان میں غبار اور دھول اڑنے لگی اور اس کی وجہ سے گھوڑوں کا رنگ بھی تبدیل ہوگیا۔

لشکر کی کثیر تعداد کی وجہ سے شور وغل تھا، اس میں خود کا اوپری حصہ ستاروں کے مانند چمک رہا تھا، اس کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

کتنی ہی ایسی عورتیں تھیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ خوشی خوشی زندگی گزار رہی تھیں، لیکن ہمارے نیزوں نے ان کو اپنے شوہروں سے جدا کردیا، یا تو ہم نے ان کو قید کردیا اور ہم نے ان کے ساتھ شادی کی، یا ہم نے ان کے شوہروں کو جنگ میں قتل کردیا جس کی وجہ سے وہ بیوہ ہوگئیں)

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ زید ابن ارقم یتیم تھے اور ان کی پرورش عبداللہ ابن رواحہ نے کی تھی، وہ زید کو لے کر جنگ موتہ میں گئے تو عبداللہ کو انھوں نے رات میں یہ اشعار گنگناتے ہوئے سنا:

إِذَا أَدْنَيْتِنِي وَحَمَلْتِ رَحْلِي مَسِيرَةَ أَرْبَعٍ بَعْدَ الْحِسَاءِ
فَشَأْنُكِ فَانْعَمِي وَخَلَاكِ ذَمٌّ وَلَا أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي وَرَائِي

وَجَـاءَ الْـمُـؤْمِـنُـوْنَ وَخَلَّفُوْنِـیْ　　بِـأَرْضِ الشَّـامِ مَشْهُـوْرِ الثَّـوَاءِ

(جب تو مجھے قریب کرے گا اور میری سواری مقامِ حساء کے بعد چار دن کی مسافت تک پہنچا دے گا۔
تو تم اپنا راستہ دیکھو اور خوش رہو، اس پر تمھاری کوئی مذمت نہیں، میں تو پیچھے اپنے گھر واپس نہیں جاؤں گا۔
مومنین واپس آ گئے اور انھوں نے مجھے سرزمین شام میں پیچھے چھوڑ دیا، جو بہت مشہور ٹھکانہ ہے)

یہ اشعار سن کر زید ابن ارقم رو پڑے، عبداللہ نے ان کو کوڑے سے مارا اور کہا: تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ مجھے شہادت سے نوازنے والا ہے اور تم رو رہے ہو۔

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت: ''والشعراء یتبعهم الغاؤون '' نازل ہوئی تو عبداللہ ابن رواحہ نے کہا: اللہ جانتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات''۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ بہترین اشعار جن میں عبداللہ ابن رواحہ نے حضرت محمد ﷺ کی مدح کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

لَـوْ لَـمْ تَـكُـنْ فِيْـهِ آيَـاتٌ مُبَيِّنَةٌ　　كَـانَـتْ بَـدِيْهَتُـهُ تُـنَبِّيْکَ بِالْـخَبَرِ

اگر اس میں واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو بھی آپ ﷺ کی اچانک ملاقات ہی حقیقت کا پتہ دیتی۔

ابویعلی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ عمرۃ القضا کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ ابن رواحہ آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خَلُّوْا بَنِـیْ الْـكُـفَّـارِ عَنْ سَبِيْلِهِ　　اَلْـيَوْمَ نَـضْـرِبُـكُمْ عَلٰی تَنْزِيْلِهِ

(کافرو! سامنے سے ہٹ جاؤ، آج جو تم نے اترنے سے روکا تو تلوار کا وار کریں گے)

ضَـرْبـاً يُـزِيْـلُ الْـهَـامَ عَنْ مَقِيْلِهِ　　وَيُـذْهِـلُ الْـخَلِيْـلَ عَـنْ خَـلِيْلِهِ

(وہ وار جو سر کو گردن سے الگ کر دے، اور دوست کے دل سے دوست کی یاد بھلا دے)

اس وقت حضرت عمر نے کہا: ابن رواحہ! کیا اللہ کے حرم میں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے تم یہ اشعار کہہ رہے ہو، حضور اکرم ﷺ نے کہا: ''ان کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! ان کی باتیں کافروں کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں''۔

مراجع:

(الاصابۃ ج۲ ص۲۹۸-۲۹۹، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص۲۶۷ تا ۲۷۱، تاریخ الأدب العربي، عمر فروخ ج۲ ص۲۶۰ تا ۲۶۳، طبقات ابن سعد ۳/۲/۷۹-۸۲، طبقات الشعراء جمحی ۱/۲۲۳-۲۲۶، الاستیعاب ۳/۸۹۸-۹۰۱، أسد الغابۃ ۳/۱۵۶-۱۵۹، سیر أعلام النبلاء ۱/۱۶۶-۱۷۳، تھذیب التھذیب ۵/۲۱۲-۲۱۳، خزانۃ الأدب ۲/۳۰۴-۳۰۵، الأغانی ۳/۲۰، ۴/۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۶۳، ۱۹۶، ۱۲/۲۸۲، جمھرۃ أشعار العرب ۱۲۱، خزانۃ الأدب ۲/۳۰۳-۳۰۵، سمط اللآلی ۲۱۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۴۶)

باب چہارم

پُر گو/مشہور شعرائے عہد نبوی

(۱)

ابو اسود دولی

ظالم بن عمرو بن سفیان بن جندل بن معمر بن حلیس بن نفاثہ بن عدی بن وئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ دئلی۔

ان کی کنیت ابو اسود ہے، اور وہ کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ ان کی ماں کا تعلق بنو عبدالدار بن قصی قبیلہ قریش سے ہے، ابو اسود مخضرم شاعر ہیں، ان کو اسلامی اور جاہلی دونوں عہد ملے۔

ابو عمرو نے لکھا ہے کہ ابو اسود دین دار، عقل وسمجھ کے مالک، زبان وبیان کے شہسوار اور بردبار تھے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو بصرہ میں اپنا نائب بنایا اور حضرت علی نے ان کو نائب برقرار رکھا۔

ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ ان کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی اور انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگِ بدر میں شرکت کی۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ان کے سلسلے میں یہ بات صحیح نہیں ہے، شاید وہ مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ بدر میں شریک تھے، یہ بھی روایت ہے کہ ان کے والد حالتِ کفر میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے کسی غزوہ میں مارے گئے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ابو اسود نے حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں بصرہ کا سفر کیا اور حضرت عمر نے ان کو بصرہ میں حضرت ابن عباس کا نائب مقرر کیا۔

حافظ نے لکھا ہے کہ ابو اسود کا شمار لوگوں کے مختلف طبقات میں ہوتا ہے اور وہ ہر طبقہ میں مقدم

ہیں، ان کا شمار تابعین، شعراء، فقہاء، محدثین، شرفاء، شہوار، امراء، نحات اور حاضر جواب افراد میں ہوتا ہے۔

ابوعلی قالی نے لکھا ہے کہ ابواسود نے سب سے پہلے خط عربی کو وضع کیا اور مصحفوں میں نقطے لگائے۔

حکمت میں ان کے بہترین اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

لَاتُـــرْ سِــلَــنَّ مَــقَــالَةً مَشْهُــوْرَــةً   لَا تَسْتَـطِيْــعُ إِذَا مَـضَـتْ إِدْرَاكُهَــا
لَا تُبْـــدِيْـــنَ نَـــمِيْـــمَةً نُبِّـئْـتَهَـــا   وَتَـحْـفَـظَـنَّ مِـنَ الَّـذِيْ أُنْبَـاكَهَـا

(کوئی بات بہت زیادہ مشہور اور عام نہ کرو، کیوں کہ جب بات عام ہوتی ہے تو اس کو روکنا ممکن نہیں ہوتا۔ جو خبر یا چغلی تم تک پہنچائی گئی ہو، اِس کو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرو، اور جس بات سے تم کو مطلع کیا گیا ہے اس کو اپنے تک ہی محدود رکھو)

ان کا مشہور شعر ہے:

وَمَــا كُــلُّ مُــؤْتٍ نُـصْـحَـهُ بِلَبِيْــبِ   وَلٰكِـنْ إِذَامَــا اسْتَـجْـمَـعَــا عِنْدَوَاحِدٍ
فَـحَــقٌّ لَـهُ مِـنْ طَــاعَــةٍ بِنَـصِـيْـبِ

(ہر نصیحت کرنے والا عقل مند نہیں ہوتا، لیکن جب عقل مند نصیحت کرے تو اس کی بات مان لینی چاہیے)

ابواسود کی پیدائش ہجرت سے تھوڑے عرصے قبل ہوئی، لیکن حضرت علی کے عہدِ خلافت میں ان کو شہرت ملی، ابواسود حضرت علی کے طرفداروں میں تھے، ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے، پھر خوارج کے خلاف جنگ میں فوج کی قیادت کی، ابواسود حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، لیکن وہ امویوں کی مدح سے دور رہے اور ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی نہیں کی۔

ابن ابوخیثمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ۸۵ سال کی عمر میں سن ۶۹ ھ کو جارف میں ان کا انتقال ہوا، مرزبانی نے بھی یہی کہا ہے، مدائنی نے کہا ہے کہ اس سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔

عمر فروخ نے لکھا ہے کہ ابوالاسود دولی کی وفات بصرہ میں طاعون میں ہوئی، یہ واقعہ ۶۹ ھ مطابق ۶۸۸ء کا ہے، وفات کے وقت ان کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔

ابواسود کے اکثر اشعار ہجو میں ہیں، انھوں نے حسن بن علی کے مرثیہ میں اشعار کہے ہیں، غزل میں ابواسود نے طبع آزمائی کی ہے اور حکمت میں بھی ان کے اشعار ملتے ہیں خصوصاً بڑھاپے کے سلسلے میں۔

ابوتمام نے حماسہ میں ان کے مندرجہ ذیل دو اشعار ''باب الغزل'' میں نقل کیے ہیں:

أَبَـى الْـقَـلْـبُ إِلَّا أُمَّ عَـمْـرٍو وَحُبَّهَــا   عَـجُـوْزًا، وَمَـنْ يُـحِـبُّ عَـجُـوْزًا يُفَنَّدِ
كَثَـوْبِ الْيَـمَـانِيِّ قَـدْ تَـقَـادَمَ عَـهْـدُهُ   وَرُقْـعَـتُـهُ مَــا شِـئْـتَ فِـي الْعَيْنِ وَالْيَدِ

(دل تو بوڑھی ام عمرو کے پیچھے ہی لگا ہوا ہے اور اس کی محبت میں گرفتار ہے، جو بڑھیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے وہ سٹھیا جاتا ہے اور مخبوط الحواس ہو جاتا ہے۔
یمنی کپڑے کی طرح جو پرانا ہو گیا ہو، اس کا پیوند نہ چاہتے ہوئے بھی نظر آتا ہے، اور ہاتھ لگانے پر محسوس ہوتا ہے)

حارث ابن عبداللہ ابن ابو ربیعہ کی ہجو میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، حارث کا لقب قباع تھا:

أَمِيْـرَ الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ! جُـزِيْـتَ خَيْـرًا　　أَرِحْـنَـا مِـنْ قُبَـاعِ بَنِـي الْـمُـغِيْـرَهْ
بَـلَـوْنَـاهُ وَلُـمْـنَـاهُ فَـأَعْيَـا　　عَـلَيْـنَـا مَـا يُـمِـرُّ لَنَـا مَـرِيْـرَه
عَـلـىٰ أَنَّ الْـفَـتـىٰ نَـكِـحٌ أَكُـوْلٌ　　وَمِسْهَـابٌ مَـذَاهِبُـهُ كَثِيْـرَه

(امیر المومنین! اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، آپ ہم کو بنو مغیرہ کے قباع سے راحت اور چھٹکارا دلا دیجئے۔
ہم نے اس کو برت کر دیکھا، اس کی ملامت اور سرزنش بھی کی، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اس نے ہم کو تنگ کر رکھا ہے، اور وہ ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔
یہ شخص شادی پر شادی کرنے والا اور بہت زیادہ کھانے والا ہے، وہ بہت زیادہ حریص اور لالچی نوجوان ہے، اور اس کے طریقے بہت سے ہیں)

حکمت کے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وَأَحْبِبْ، إِذَا أَحْبَبْـتَ حُبًّـا مُقَارِبًـا　　فَـإِنَّكَ لَا تَـدْرِيْ مَتـىٰ أَنْتَ نَـازِعٌ
وَأَبْغِضْ، إِذَا أَبْغَضْتَ، بُغْضًا مُقَارِبًا　　فَـإِنَّكَ لَاتَـدْرِيْ مَتـىٰ أَنْتَ رَاجِعٌ
وَكُنْ مَعْدِنًا لِلْحِلْمِ وَاصْفَحْ عَنِ الْخَنَا　　فَـإِنَّكَ رَاءٍ مَـا عَـلِمْـتَ وَسَـامِعٌ

(جب تم کسی سے محبت کرو تو درمیانی محبت کرو، کیوں کہ تمھیں معلوم نہیں کہ کب تم قطع تعلق کر لو۔
اسی طرح جب تم کسی سے نفرت کرو تو درمیانی نفرت کرو، کیوں کہ تمھیں معلوم نہیں ہے کہ کب تم اس کے ساتھ دوستی کر لو۔
اور تم بردباری کا دریا بن جاؤ، اور دوسروں کی سختیوں کو معاف کرو، کیوں کہ جو تمھارے سامنے ہے وہ تم دیکھ رہے ہو اور سن رہے ہو)

مراجع:

(الاصابۃ ۲/۲۳۲-۲۳۳، تاریخ عمر فروخ ۲/۳۴۸-۳۵۰، الأعلام ۳/۲۳۶-۲۳۷، الأغانی، بھجۃ المجالس، البدایۃ والنھایۃ ۵/۹۳، البیان والتبیین ۱/۱۱۰، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۳/۱۷، خزانۃ الأدب ۱/۲۱۸، سمط اللآلی ۱/۲۷، ۸۲۱، الشعر والشعراء ۴۵۷-۴۵۸، شعراء الشیعۃ مرزبانی ۲۷-۲۹، صبح الأعشیٰ ۳/۱۶۱، العقد الفرید، معجم الشعراء مرزبانی ۲۴۰، معجم الشعراء عفیف ۱۸-۱۹ اسود ۲۴-۲۶، وفیات للأعیان ۲/۵۳۵-۵۳۸) آپ کا دیوان عبدالکریم دجیلی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۵۴ء کو بغداد سے شائع ہوا ہے، اسی طرح محمد حسن آل یاسین نجف کی تحقیق کے ساتھ نجف، بغداد اور بیروت سے شائع ہوا ہے۔

(۲)

ابوخراش ھذلی

ابوخراش کا نام خویلد ابن مرہ ہذلی ہے، اور کنیت ابوخراش ہے، یہ مشہور شاعر اور شہسوار ہیں، مرزبانی نے لکھا ہے کہ بڑھاپے میں انھوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے، خویلد کے بھائی عروہ کو قبیلۂ ازد کے چند لوگوں نے قتل کر دیا اور ان کے بیٹے خراش ابن خویلد کو قید کیا، خراش کو قید کرنے والے نے ایک شخص کو اپنے ساتھ شراب نوشی کی دعوت دی، اس شخص نے خراش کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھا تو اس نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور اس کو اپنی پناہ میں لیا، جب خراش کو آزاد کر دیا گیا تو وہ اپنے والد کے پاس آئے اور یہ قصہ سنایا، ابو خراش نے ان سے پوچھا: تم کو کس نے پناہ دی تھی؟ خراش نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔

ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ ان کا شمار فصحائے عرب میں ہوتا ہے، ان کو جاہلیت اور اسلام دونوں عہد ملے، ان کا انتقال حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ہوا۔

زمانۂ جاہلیت میں جب ان کے بھائی عروہ کو قتل کیا گیا تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

حَمِدْتُ اِلٰهِیْ بَعْدَ عُرْوَةَ اِذْ نَجَا ۔۔۔ خِرَاشٌ وَبَعْضُ الشَّرِّ اَهْوَنُ مِنْ بَعْضِ

وَلَمْ اَدْرِ مَنْ اَلْقٰی عَلَیْهِ رِدَائَهُ ۔۔۔ وَلٰکِنَّهُ قَدْ سُلَّ عَنْ مَاجِدٍ مَحْضِ

فَوَاللّٰهِ، مَا اَنْسٰی قَتِیْلاً رُزِئْتُهُ ۔۔۔ بِجَانِبِ قُوْسٰی، مَامَشَیْتُ عَلَی الْاَرْضِ

عَلٰی اَنَّهَا تَعْفُو الْکُلُوْمُ، وَاِنَّمَا ۔۔۔ نُوَکَّلُ بِالْاَدْنٰی اِنْ جَلَّ مَایَمْضِیْ

(عروہ کو قتل کیے جانے کے بعد جب خراش بچ گیا تو میں نے اپنے معبود کی تعریف کی اور بعض مصیبتیں دوسری مصیبتوں سے ہلکی رہتی ہیں)

میں نہیں جانتا کہ کس نے اس پر اپنی چادر ڈالی یعنی پناہ دی، لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ شریف النسب اور خوش خلق شخص ہے۔

اللہ کی قسم! میں اس مقتول کو نہیں بھولا ہوں، جس کو قوسی جگہ کے کنارے قتل کیا گیا، اور اس کی وجہ سے مجھے مصیبت کا سامنا کرنا پڑا، اس کی وجہ سے میں زمین پر چلنے کے قابل نہیں رہا۔

زخم تو مندمل ہو جاتا ہے، ہم پر مصیبت آتی ہے تو ہم اس کو ہلکی سمجھتے ہیں، حالاں کہ گزری ہوئی مصیبت بڑی سخت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بعد والی مصیبتیں ہلکی لگتی ہیں)

ابن الکلبی اور اصمعی نے لکھا ہے کہ ابوخراش ہذلی کے اسلام قبول کرنے کے بعد یمن کے چند

لوگوں کا گزر ان کے پاس سے ہوا، یہ لوگ حج کی غرض سے مکہ جا رہے تھے، انھوں نے ابوخراش کے پاس پڑاؤ کیا، ابوخراش نے ان لوگوں سے کہا: میرے پاس پانی نہیں ہے، البتہ یہ تھیلا، بکری اور مشکیزہ ہے، پانی قریب ہی ہے، تم لے آنا، پھر بکری پکا کر کھالینا، تھیلا اور مشکیزہ پانی کے پاس ہی چھوڑ دینا، میں لے لوں گا، لیکن انھوں نے کہا کہ ہم یہیں رہیں گے، تم ہی پانی لے آؤ، ابوخراش نے مشکیزہ لیا اور پانی کے پاس گئے، اور مشکیزہ بھرلیا، پھر واپس آئے، اس دوران ایک سانپ نے ان کو ڈس لیا، وہ تیزی کے ساتھ یمنی لوگوں کے پاس آئے اور پانی دیا، سانپ کاٹنے کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا، وہ لوگ رات بھر کھاتے پیتے رہے، جب صبح ہوئی تو انھوں نے ابوخراش کو مردہ پایا، انھوں نے نماز پڑھی اور ان کو دفن کیا، یہ خبر حضرت عمر کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مہمان نوازی سنت نہیں ہوتی تو میں حکم دیتا کہ اس کے بعد یمن کے کسی شخص کی مہمان نوازی نہ کی جائے، پھر آپ نے اپنے گورنر کو حکم لکھ بھیجا کہ ان یمنی حاجیوں کو گرفتار کیا جائے اور ابوخراش کی دیت ان سے لی جائے، جب سانپ نے ابوخراش کی پنڈلی میں کاٹا تو انھوں نے اپنا مرثیہ خود کہا اور اشعار میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ سانپ نے جسم کے سب سے بہترین جگہ کاٹا ہے، کیوں کہ وہ تیز رفتار دوڑنے والے تھے، وہ کہتے ہیں:

لَعَمْرُکَ وَالْمَنَایَا غَالِبَاتٌ عَلَی الْإِنْسَانِ تَطْلُعُ کُلَّ نَجْدِ
لَقَدْ أَهْلَکْتِ ـــ حَیَّةَ بَنِیْ أَنْفٍ ـــ عَلَی الْأَصْحَابِ سَاقًا ذَاتَ فَقْدِ

تیری زندگی کی قسم! موت انسان پر غالب آجاتی ہے اور ہر اونچی جگہ چڑھ جاتی ہے۔
اے بطن انف کا سانپ! تم نے پنڈلی میں کاٹ کر مجھے ہلاک کیا ہے، میرے ساتھی کل میرے ضرور ت مند رہیں گے تو مجھے نہیں پائیں گے)

مرزبانی نے ابوخراش کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں جو انھوں نے اپنے بھائی عروہ کے مرثیے میں کہے تھے:

تَقُوْلُ أَرَاهُ بَعْدَ عُرْوَةَ لَاهِیاً وَذٰلِکَ رُزْءٌ مَاعَلِمْتَ جَلِیْلُ
فَلَا تَحْسَبِیْ أَنِّی تَنَاسَیْتُ عَهْدَهُ وَلٰکِنْ صَبْرِیْ یَا أُمَیْمُ جَمِیْلُ

(وہ کہتی ہے کہ عروہ کے بعد میں اس کو غافل دیکھ رہی ہوں، تم جانتی ہو کہ یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔
تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے اس کا وعدہ بھلا دیا ہے، لیکن امیمہ! صبر کرنا بہتر ہے)

ابوخراش زمانۂ جاہلیت میں شہسوار، حملہ آور اور تیز رفتار دوڑنے والے تھے، اتنا تیز دوڑتے تھے کہ گھڑ سوار بھی ان کو پکڑ نہیں سکتا تھا، ان کے سات بھائی تھے، وہ سبھی تیز دوڑنے والے اور شاعر تھے، سب بھائیوں کا انتقال ان سے پہلے ہوا، ابوخراش بہت بعد میں اسلام لے آئے، اور بہترین مسلمان بنے۔

ابوخراش عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس وقت وہ بہت بوڑھے تھے، ان کی

اولاد میں صرف خراش زندہ تھے، خراش جہاد کی غرض سے شام گئے تو ابوخراش نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّيْ خِرَاشاً وَقَدْ يَأْتِيْكَ بِالنَّبَأُ الْبَعِيْدِ
فَإِنَّكَ وَابْتِغَاءُ الْبِرِّ بَعْدِيْ كَمَخْضُوْبِ اللَّبَانِ وَلَا يَصِيْدُ

(کوئی ہے؟ جو میری طرف سے خراش کو یہ بات پہنچادے کہ ہوسکتا ہے کہ تمھارے پاس دور کی خبر یعنی میرے انتقال کی خبر آئے۔
کیوں کہ میرے بعد تمھارا بھلائی کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی کتے کا سینہ خون سے لت پت ہو اور اس میں پڑی ہوئی چیز اٹھانے کی طاقت نہ ہو)

حضرت عمر نے ملکِ شام خط لکھا کہ خراش کو ان کے والد کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔

ابوخراش کی وفات حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔

ابوخراش عظیم مخضرم شاعر تھے، عرب کے حکماء میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان کے اشعار آسان ہونے کے ساتھ ساتھ پختہ بھی ہیں، ابوخراش نے فخر، حماسہ، مدح، مرثیہ اور ہجو میں طبع آزمائی کی ہے، البتہ ان کے اکثر اشعار مرثیہ کے ہیں۔

زہیر ابن عجوہ جنگِ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے، مسلمانوں نے ان کو قید کیا، پھر جمیل ابن معمر نے اس کو قتل کردیا، ابوخراش اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، انھوں نے زہیر کے مرثیے میں اشعار کہے جس میں قریش یعنی مسلمانوں کو دھمکی دی ہے:

أَفِيْ كُلِّ مُمْسَى لَيْلَةٍ أَنْتَ قَائِلٌ مِنَ الدَّهْرِ: لَاتَبْعُدْ، قَتِيْلَ جَمِيْلِ
فَمَا كُنْتُ أَخْشىٰ أَنْ تَنَالَ دِمَاءَ نَا قُرَيْشٌ وَلَمَّا يُقْتَلُوْا بِقَتِيْلِ
وَأَبْرَحُ مَا أُمِّرْتُمْ وَمَلَكْتُمْ يَدَ الدَّهْرِ، مَالَمْ تُقْتَلُوْا، بِغَلِيْلِ

(کیا زندگی کی ہر شام تم کہتے ہو: جمیل کی طرف سے قتل کیے جانے والے! تم مجھ سے دور نہ ہو جاؤ۔
مجھے اس بات کا اندیشہ اور خدشہ نہیں تھا کہ قریش والے ہمارا خون کریں گے اور ان کو کسی مقتول کے بدلے اور انتقام میں قتل نہیں کیا جائے گا۔
لیکن اب میں انتقام کی آگ میں جلتا رہوں گا، یہاں تک کہ میں تم سے بدلہ نہ لوں)

مراجع:

(الاصابۃ ج۱ص۴۵۷، تاریخ عمر فروخ ج۲ ص۲۶۹ تا۲۷۱، الاستیعاب۴/۱۸۲۔۱۸۷، أسد الغابۃ۵/۲۹۰۔۲۹۲، الأعلام۲/۳۲۵، الأغانی۲۱/۲۱۰۔۲۳۴، البدایۃ والنھایۃ ۷/۱۰۷، ۱۴۹، تاریخ الأدب العربي بروکلمان۱/۸۴، تاریخ الأدب العربي بلاشیر۲/۱۰۶، تاریخ الأدب العربي نالینو۱۱۱، تاریخ الاسلام عہد الخلفاء الراشدین۲۹۹۔۳۰۰، تاریخ الأمم والملوک للطبری۳/۸۹ وغیرہ، خزانۃ الأدب۵/۴۰۶۔۴۱۰، دیوان الشعر العربي۱/۱۸۳، دیوان الھذلیین، سمط اللآلی، شرح أشعار الھذلیین ۱۱۸۷۔۱۲۴۵، شعر أبي خراش۲/۱۱۶۔۱۷۲، شعراء المخضرمین جبوری۵، طبقات ابن سعد۵/۵۱۵، الکامل فی التاریخ ۲/۲۷۰۔۲۷۶، طبقات فحول الشعراء لابن سلام۲۲۵، المغازی للواقدی۹۲۶، ۹۳۰۔۹۳۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۲۸۔۱۳۰)

(۳)

ابوذویب ھذلی

خویلد ابن خالد ابن محرث ابن مخزوم ابن صاہلہ۔

ان کا تعلق بنوسعد ابن ہذیل سے ہے، زمانۂ جاہلیت میں وہ ساعدہ جویہ ہذلی کے اشعار کے راوی تھے۔

بنوہذیل کا قبیلہ حجاز میں ہی رہتا تھا اور مدینہ کے قریب رہنے کے باوجود انھوں نے بہت بعد میں اسلام قبول کیا، ابوذویب نے بھی اپنی قوم کے ساتھ اسلام قبول کیا، جب حضرت عثمان ابن عفان نے مسلمانوں کو افریقہ پر حملہ کرنے کے لیے ترغیب دی تو ابوذویب اس لشکر کے ساتھ سن ۲۶ھ مطابق ۶۴۶ء میں اپنے پانچ بیٹوں کے ساتھ نکلے، ابوذویب کے پانچوں لڑکے مصر میں طاعون کی وجہ سے انتقال کر گئے، انھوں نے لشکر کے ساتھ افریقہ کا رخ کیا اور قرطاجہ کی فتح میں شریک رہے، قرطاجہ اس وقت روم کا پایۂ تخت تھا، عبداللہ ابن ابوسرح نے عبداللہ ابن زبیر اور ابوذویب ہذلی کو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دے کر مدینہ روانہ کیا، جب یہ مصر پہنچے تو ایک سانپ نے ابوذویب کو ڈس لیا جس سے ان کی موت واقع ہوئی، یہ واقعہ سن ۲۸ھ مطابق ۶۴۹ء کا ہے۔

ابن سلام جمحی نے ''طبقات فحول الشعراء'' (ص ۲۹) میں لکھا ہے: ''ابوذویب عظیم شاعر تھے، ان میں کوئی کمزوری اور کوئی عیب نہیں تھا، حضرت حسان سے دریافت کیا گیا: سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ حضرت حسان نے فرمایا: ''سب سے بڑا شاعر قبیلہ ہذیل ہے، اور قبیلہ ہذیل کے سب سے بڑے شاعر بلا اختلاف ابوذویب ہذلی ہیں''۔ ابوذویب کے زیادہ تر اشعار مرثیے کے ہیں، بعض اشعار خمریات کے بھی ہیں، گھوڑے کے وصف میں ابوذویب کو ید طولی حاصل تھا، خصوصاً شہد کی مکھی اور شہد کا وصف بیان کرنے میں بڑی مہارت تھی، ابوذویب کے بعض قصیدے صرف غزل اور تشبیب کے بھی ہیں۔

عمر ابن شبہ نے کہا ہے کہ ابوذویب ہذلی قبیلۂ ہذیل کے تمام شعراء پر فائق ہیں، اپنے اُس قصیدے کی وجہ سے جس کا ایک شعر یہ ہے:

وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ إِذَا رَغَّبْتَهَا ۔۔۔ وَإِذَا تُرَدُّ إِلَىٰ قَلِيلٍ تَقْنَعُ

(اور دل کو جب رغبت اور خواہش دلائی جاتی ہے تو وہ خواہش کرنے لگتا ہے، جب وہ کم پاتا ہے تو قناعت کرتا ہے)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ فصیح اور بلیغ شاعر تھے، ان کے اشعار میں کثرت کے ساتھ غریب الفاظ ملتے ہیں، ان کو شاعری پر قدرت تھی، انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں لمبی عمر گزاری، ان کو عہدِ اسلام ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا، انھوں نے اکثر اشعار اسلام قبول کرنے کے بعد کہے ہیں۔

چنیدہ اشعار

ابوذ ؤیب نے طاعون میں ہلاک ہونے والے اپنے پانچ لڑکوں کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَمِنَ الْمَنُوْنِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ ۔۔۔ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَنْ يَجْزَعُ

قَالَتْ أُمَيْمَةُ: مَا لِجِسْمِكَ شَاحِباً ۔۔۔ مُنْذُ ابْتُذِلْتَ، وَمِثْلُ مَالِكَ يَنْفَعُ

أَمْ مَا لِجِسْمِكَ لَا يُلَائِمُ مَضْجَعاً ۔۔۔ إِلَّا أَقَضَّ عَلَيْكَ ذَاكَ الْمَضْجَعُ

فَأَجَبْتُهَا: أَمَّا لِجِسْمِيْ، إِنَّهُ ۔۔۔ أَوْدَىٰ بَنِيَّ مِنَ الْبِلَادِ فَوَدَّعُوْا

أَوْدَىٰ بَنِيَّ وَأَعْقَبُوْنِيْ حَسْرَةً ۔۔۔ بَعْدَ الرُّقَادِ وَعِبْرَةً مَا تُقْلِعُ

سَبَقُوْا هَوِيَّ وَأَعْنَقُوْا لِهَوَاهُمْ ۔۔۔ فَتُخُرِّمُوْا، وَلِكُلِّ جَنْبٍ مَصْرَعُ

فَغَبَرْتُ بَعْدَهُمْ بِعَيْشٍ نَاصِبٍ ۔۔۔ وَإِخَالُ أَنِّيْ لَاحِقٌ مُسْتَتْبَعُ

وَلَقَدْ حَرِصْتُ أَنْ أُدَافِعَ عَنْهُمُ ۔۔۔ وَإِذَا الْمَنِيَّةُ أَقْبَلَتْ لَا تُدْفَعُ

فَالْعَيْنُ بَعْدَهُمُوْ أَنَّ حِدَاقَهَا ۔۔۔ سُمِلَتْ بِشَوْكٍ، فَهِيَ عَوْرٌ تَدْمَعُ

حَتّٰى كَأَنِّيْ لِلْحَوَادِثِ مَرْوَةٌ ۔۔۔ بِصَفَا الْمُشَقَّرِ كُلَّ يَوْمٍ تُقْرَعُ

وَتَجَلُّدِيْ لِلشَّامِتِيْنَ أُرِيْهُمُ ۔۔۔ أَنِّيْ لِرَيْبِ الدَّهْرِ لَا أَتَضَعْضَعُ

لَابُدَّ مِنْ تَلَفٍ مُقِيْمٍ فَانْتَظِرْ: ۔۔۔ أَبِأَرْضِ قَوْمِكَ أَمْ بِأُخْرَى الْمَضْجَعُ

وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ يَوْمٌ، مَرَّةً ۔۔۔ يُبْكِيْ عَلَيْكَ مُقَنَّعًا لَا تَسْمَعُ

وَلَقَدْ أَرَىٰ أَنَّ الْبُكَاءَ سَفَاهَةٌ ۔۔۔ وَلَسَوْفَ يُوْلَعُ بِالْبُكَا مَنْ يَفْجَعُ

وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ إِذَا رَغَّبْتَهَا ۔۔۔ وَإِذَا تُرَدُّ إِلَىٰ قَلِيلٍ تَقْنَعُ

كَمْ مِنْ جَمِيْعِ الشَّمْلِ مُلْتَئِمِ الْهَوَىٰ ۔۔۔ كَانُوْا بِعَيْشٍ وَاحِدٍ فَتَصَدَّعُوْا

فَلَئِنْ بِهِمْ فَجَعَ الزَّمَانُ وَرَيْبُهُ ۔۔۔ إِنِّيْ بِأَهْلِ مَوَدَّتِيْ لَمُفْجَعُ

(کیا تم زمانہ اور اس کی تکلیفات اور مصائب سے تکلیف محسوس کرتے ہو؟ زمانہ اس شخص کی پرواہ نہیں کرتا جو کسی ہلاک ہونے والے پر غم کرتا ہے۔

امیمہ نے کہا: تمھارے جسم کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ بہت کمزور ہوگیا ہے، جب سے تم نے اپنے بچوں کے ہلاک ہونے

کے بعد معاش کے حصول کے لیے کام کرنا اور سفر کرنا شروع کیا ہے، حالاں کہ تمھارے پاس اتنا مال ہے کہ تم کو کمانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تمھارے جسم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بستر پر سو نہیں سکتے ہو، جب بھی سوتے ہو تو نیند اچاٹ جاتی ہے۔

میں نے اس کو جواب دیا کہ جہاں تک میرے جسم کا تعلق ہے تو میرے بچے ہلاک ہو گئے اور انھوں نے الوداع کہا اور مجھ سے جدا ہو گئے۔

میرے بچے ہلاک ہو گئے اور انھوں نے میرے لیے آرام کی نیند کے بعد حسرت اور نہ رکنے والے آنسو چھوڑ گئے۔

وہ مجھ سے پہلے چلے گئے اور انھوں نے اپنی موت کو گلے لگالیا، یکے بعد دیگرے موت نے ان کو آلیا، اور ہر پہلو وہ اپنا انجام کو پہنچ گئے۔

میں ان کے بعد تھکا دینے والی زندگی گزارنے کے لیے باقی رہا، اور میرا گمان ہے کہ میں ان کے ساتھ جا ملوں گا۔

میں نے یہ خواہش کی کہ ان کی مدافعت کروں، لیکن جب موت آتی ہے تو واپس نہیں کی جا سکتی۔

ان کے بعد گویا آنکھ کو کانٹے کا سرمہ لگایا گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو گئی ہے اور مسلسل آنسو بہا رہی ہے۔

یہاں تک کہ میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ مصائب کے لیے چٹان کی طرح سخت ہو گیا ہوں، جس پر لوگ گزرتے رہتے ہیں۔

میں مصیبت پر خوش ہونے والے دشمنوں کے سامنے صبر کا مظاہرہ کرتا ہوں، اور ان کے سامنے اس طرح رہتا ہوں کہ میں مصائب زمانہ کے سامنے جھکتا نہیں ہوں۔

ہلاک اور ضائع ہونا لازمی ہے، اور ہر جگہ ضیاع اور ہلاکت ہوتی رہتی ہے، چناں چہ تم انتظار کرو اور دیکھو کہ تمھاری زمین پر مصیبت آئے گی یا کسی اور کی زمین پر۔

میں سمجھتا تھا کہ رونا بیوقوفی ہے، لیکن جب مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو لوگ رونے کے شوقین ہو جاتے ہیں۔

ایک دن تم پر بھی ایسا آئے گا کہ تمھاری موت ہو جائے گی اور تم پر رویا جائے گا، لیکن تم سن نہیں سکو گے۔

اور دل کو جب رغبت اور خواہش دلائی جاتی ہے تو وہ خواہش کرنے لگتا ہے، جب وہ کم پاتا ہے تو قناعت کرتا ہے۔

کتنے لوگ ایسے ہیں جو یکجا تھے اور اپنے دل میں خواہشات لیے ہوئے تھے، وہ ایک ساتھ زندگی گزار رہے تھے، لیکن وہ جدا جدا اور منتشر ہو گئے۔

اگر لوگوں کو مصائب زمانہ سے واسطہ پڑا ہے تو میں بھی اپنے محبوبوں اور چہیتوں کی موت کی وجہ سے مصیبت سے دوچار ہوں)

ابوذؤیب ہذلی نے موت کی یہ مثال پیش کی ہے کہ وہ چست بیل کی طرح ہے، جو اپنے مادہ کے ساتھ سرسبز و شاداب باغ میں چرتا رہتا ہے، تھوڑی دیر بعد باغ کا پانی سوکھتا ہے اور اس کی ہریالی ختم ہو جاتی ہے، پھر شکاری آتا ہے اور تیر چلا کر بیل اور اس کے مادہ دونوں کو مار ڈالتا ہے، یہی مثال جنگ میں کود پڑنے والے دو شہسواروں کی ہے:

فَتَنَازَلَا وَتَوَافَقَتْ خَيْلَاهُمَا وَكِلَاهُمَا بَطَلُ اللِّقَاءِ مُخَدَّعُ

يَتَحَامِيَانِ الْمَجْدَ، كُلٌّ وَاثِقٌ بِبَلَائِهِ فَالْيَوْمَ يَوْمٌ أَشْنَعُ

(دوشہسوار لمبے وقت تک جنگ کرتے رہے، اوران کے گھوڑے ٹکراتے رہے، دونوں جنگ کے بہادراور جنگ کے دھنی ہیں۔
ان دونوں میں سے ہرایک اپنی عزت اورشرافت کی مدافعت کی کوشش کررہاہے، ہرایک کواپنی بہادری اور طاقت پر بھروسہ ہے، آج کادن بہت ہی خطرناک دن ہے)

ابوذویب ہذلی مدینہ اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ کا انتقال ہوچکاتھا، لیکن ابھی آپ ﷺ کی تدفین عمل میں نہیں آئی تھی، سقیفہ بنوساعدہ میں ابوذویب بھی شریک تھے، اورانھوں نے حضرت ابوبکر کی تقریر بھی سنی تھی، ابن اسحاق نے رسول اللہ ﷺ کے سلسلے میں ان کا مرثیہ نقل کیاہے، جس میں ہے:

كُسِفَتْ لِمَصْرَعِهِ النُّجُومُ وَبَدْرُهَا وَتَزَعْزَعَتْ آطَامُ بَطْنِ الْأَبْطَحِ

(آپ کی موت سے ستاروں اورچاندکوگہن لگ گیا، اور بطنِ ابطح کے قلعے ہل گئے)

ابوذویب اپنے بادیہ واپس آگئے اور وہیں قیام کیا، جب حضرت عثمان ابن عفان کا عہدِ خلافت آیاتوروم سے واپس آتے وقت راستے میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

ابن زبیر نے لکھاہے کہ حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں افریقہ کے راستے میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

مراجع:

(الاصابۃ ج۱ص۶۶۔۶۷، تاریخ فروخ ج۲ص۲۹۰۔۲۹۲، طبقات الشعراء للجمحی ص۲۹، اسد الغابۃ ۲/۱۵۰، الاستیعاب ۶۶۷، الاعلام ۳/۹، البدایۃ والنھایۃ ۷/۲۳۳، تاریخ الادب العربی بروکلمان ۱/۷، ۸۴، ۱۲۹، تاریخ الادب العربی بلاشیر ۲/۱۰۷، خزانۃ الادب، دیوان الشعر العربی ۱/۳۰۲، الروض الانف ۴/۲۷۵، سمط اللآلی ۲۴۸، ۲۴۹، ۸۸۸۔۸۸۹، ۹۶۵۔۹۶۶، الشعر والشعراء ۶۵۷، طبقات فحول الشعراء ۱۲۳، العقد الفرید ۲/۱۵، الکامل لابن اثیر ۳/۹۴، معجم الشعراء مرزبانی ۳۷۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۲، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۱۴۵۔۱۴۶، معجم شعراء اللسان ۱۶۳، وفیات الاعیان ۲/۱۵۵۔۱۵۶) آپ کا دیوان ۱۹۲۶ء میں یوسف ہل نے شائع کیاہے۔

(۴)

ابوزبید طائی

ابوزبید حرملہ ابن منذر ابن معدی کرب ابن حنظلہ ابن نعمان ابن حیہ ابن سعد ابن غوث ابن حارث ابن ربیعہ ابن مالک ابن ہبہ ابن عمرو ابن غوث ابن طی طائی۔

ان کی قوم عراق کے اوپری علاقے ''رقہ'' میں رہتی تھی۔

ان کے اسلام لانے کے سلسلے میں اختلاف ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ ابوزبید دورِ جاہلی میں اپنے ننھیال بنوتغلب کے ساتھ جزیرۃ العرب میں رہتے تھے، اور عہدِ اسلام میں ولید ابن عقبہ ابن ابومعیط کے ساتھ رہے، جب ولید جزیرۃ العرب کے گورنر ہوئے پھر کوفہ کے گورنر بنے تو ان ہی کے ساتھ رہے، ولید ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، ان کی دعوت پر ابوزبید نے اسلام قبول کیا، اور بہترین مسلمان بنے، ابومدرع اور ان کے ساتھی ولید کے خلاف جاسوس چھوڑے ہوئے تھے، ایک مرتبہ جاسوس نے ابومدرع سے کہا کہ ابھی ولید ابوزبید کے ساتھ شراب پینے والے ہیں، ابومدرع اور ان کے ساتھی اچانک ان کی مجلس میں آدھمکے، تو انھوں نے اپنے ہاتھ میں موجود چیز چارپائی کے نیچے چھپادی، وہ چارپائی پر کودے اور اس کے نیچے سے ایک طشتری نکالی، جس میں انگور کا خوشہ تھا، یہ دیکھ کر ابومدرع اور ان کے ساتھیوں کو پشیمانی ہوئی۔

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ ابوزبید اسلام نہیں لائے تھے، بلکہ نصرانیت ہی پر ان کا انتقال ہوا۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ وہ نصرانی تھے، وہ ایک سو پچاس سال زندہ رہے، اسلام کا زمانہ ان کو ملا، لیکن انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا، حضرت عمر ابن خطاب نے ان کو اپنی قوم کی زکوۃ جمع کرنے کا ذمہ دار بنایا تھا، حضرت عمر نے ان کے علاوہ کسی دوسرے عیسائی کو ذمہ دار نہیں بنایا، وہ حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، وہ ولید ابن عقبہ ابن ابومعیط کے کوفہ میں ہم نشیں تھے، جب انھوں نے ولید کے خلاف اس بات کی گواہی دی کہ انھوں نے شراب پی ہے تو ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا گیا، اس پر ابوزبید نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَلَعَمْرُ الْإِلٰهِ لَوْ کَانَ لِلسُّیُوْ … فِ نِصَالٌ وَلِلِّسَانِ مَقَالُ

مَـا نَـفَـى بَيْتَكَ الصَّفَـا وَلَا أَتَوْ ہُ وَلَا حَـالَ دُوْنَكَ الْـإِسْعَـالُ

(اللہ کی قسم! اگر تلواروں کے پھل ہوتے اور زبان میں بولنے کی صلاحیت
تو وہ تمھارے مضبوط گھر کو ویران نہیں کرتا اور لوگ اس کے قریب نہیں آتے اور تمھارے سامنے چھینک رکاوٹ نہیں بنتی)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انھوں نے مرثیہ کہا، مرزبانی نے مرثیہ کے اشعار نقل نہیں کیے ہیں، ابوالفرج اصبہانی نے ان میں سے چند اشعار مبرد سے نقل کیے ہیں:

إِنَّ الْكِـرَامَ عَـلَـى مَـا كَـانَ مِنْ خُلُقٍ رَهْـطُ امْـرِئٍ جَـامِعٌ لِلدِّيْنِ مُخْتَـارُ
طَـبٌّ بَـصِيْرٌ بِـأَصْنَـافِ الرِّجَالِ وَلَمْ يَـعْـدِلْ بِخَيْـرِ رَسُوْلِ اللّـٰهِ أَخْيَـارُ

(لوگ شریف اپنے اخلاق کی وجہ سے ہوتے ہیں، ان کا خاندان دین کا جامع اور منتخب خاندان ہے۔
وہ لوگوں کی قسموں سے باخبر اور ان کی فطرتوں سے واقف ہیں اور بہتر سے بہتر لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے بہترین ساتھی یعنی حضرت علی کے ہم سر نہیں ہیں)

اصبہانی نے لکھا ہے کہ ابوزبید کی لمبائی ۱۳ بالشت تھی، جب ان کا انتقال ہو گیا تو ولید ابن عقبہ کی قبر کے پاس ان کو دفنایا گیا، ان دونوں کی قبر سے اشجع سلمی کا گزر ہوا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَـرَرْتُ عَـلَـى عِظَـامِ أَبِـي زُبَيْدٍ وَقَـدْ لَاحَـتْ بِبَلْـقَـعَةٍ صُلُـوْدِ
وَكَـانَ الْـوَلِيْـدُ نَـدِيْـمَ صِـدْقٍ فَـنَـادَمَ قَبْـرُهُ قَبْـرَ الْـوَلِيْـدِ

(میرا گزر ابوزبید طائی کی ہڈیوں کے پاس سے ہوا، بلقعہ جگہ ویران ہو گئی۔
ولید ان کا سچا دوست تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی قبر بھی ولید کی قبر سے ملی ہوئی بنی)

ابوزبید اپنے اشعار میں شیر کا وصف بیان کرنے کے شوقین تھے، اس سلسلے میں ان کا حضرت عثمان کے ساتھ پیش آیا ہوا ایک واقعہ بھی نقل کیا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کی قوم نے ان سے کہا: ہمیں خوف ہے کہ شیر کی تعریف کرنے کی وجہ سے عرب ہم کو گالی دینا نہ شروع کر دیں، اس کے بعد انھوں نے شیر کی تعریف کرنا چھوڑ دیا۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے اور ولید کا انتقال ان سے پہلے ہوا، ایک مرتبہ ان کا گزر ولید کی قبر سے ہوا تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

يَـا صَـاحِبَ الْقَبْرِ السَّلَامُ عَلَى مَـنْ حَـالَ دُوْنَ لِقَـائِـهِ الْقَبْـرُ
يَـا هَـاجِـرِيَّ إِذْ جِـئْـتُ زَائِـرَهُ مَـا كَـانَ مِـنْ عَـادَاتِكَ الْهَجْـرُ

(اے قبر والے! اس شخص کو سلام جس کی ملاقات میں قبر حائل ہے۔
اے مجھ سے قطع تعلق کرنے والے! جب میں اس کی ملاقات کے لیے آیا تو اس نے میرے ساتھ بات نہیں کی، حالاں کہ قطع تعلق تمھاری عادت نہیں تھی)

عمر فروخ نے لکھا ہے کہ ابوزبید طائی نصرانی تھے، وہ کوفہ کے گورنر ولید ابن عقبہ کے پاس آئے اور

ایک مدت تک ان کے ہم نشیں رہے، جب ولید کو عثمان نے سن ۳۰ھ مطابق ۶۸۲ء کو معزول کیا تو ابوزبید رقہ واپس آئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا، ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات کوفہ میں ۶۲ھ مطابق ۶۸۲ء میں ہوئی، وفات کے وقت وہ بہت عمر رسیدہ تھے۔

ابوزبید زمانۂ جاہلیت میں مناذرہ اور غساسنہ کی تعریف میں اشعار کہا کرتے تھے، پھر عہدِ اسلام میں انھوں نے ولید ابن عقبہ کی مدح میں اشعار کہے، عتاب، ہجو، حماسہ اور حکمت کے موضوعات پر بھی ان کے اشعار ہیں، البتہ ان کے اکثر اشعار شیر کے وصف میں ہیں، ان کے اشعار میں غریب الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں، خصوصاً شیر کے وصف میں۔

چنیدہ اشعار:

شیر کے وصف کے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

فَلا يَعْلِقَنَّكُمْ مِهْصَرُ النَّابِ عَنْبَسُ عَبُوسٌ لَهُ خَلْقٌ غَلِيظٌ غَضَنْفَرُ
لَهُ زُبَرٌ كَاللِّبْدِ طَارَتْ رَغَابِلاً وَكِتْفَانِ كَالشُّرْخَيْنِ عَبْلٌ مُصَبَّرُ
رَحِيبٌ مِشَقَّ الشِّدْقِ أَغْضَفُ ضَيْغَمٌ لَهُ لَحَظَاتٌ مُشْرِفَاتٌ وَمَحْجَرُ

(کہیں تم پر ایسا شیر حملہ نہ کردے جو بہت سخت کاٹتا ہے، وہ بہت مضبوط اور ڈراونی شکل والا ہے، اور بڑا طاقت ور ہے۔
اس کے دونوں کندھوں کے درمیان بٹے ہوئے کپڑے کی طرح زیادہ بال ہیں، جو اجزاء میں بٹے ہوئے ہیں، اور کندھے عمارت کے نمایاں برج کی طرح ہیں، اور گوشت سے بھرے ہوئے مضبوط ہیں۔
اس کے منھ کا کھلا حصہ بڑا چوڑا ہے، جب اس کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھوں کی پلکیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں، وہ جب کاٹتا ہے تو اس کے منھ میں بڑا ٹکڑا آجاتا ہے، اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں، اور اس کی آنکھ کی ٹکیہ بھی گہری ہے)

ابوزبید نے اپنے بھائی حلاج کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ طُولَ الْحَيَاةِ غَيْرُ سُعُودِ وَضَلَالٌ تَأْمِيلُ نَيْلِ الْخُلُودِ
عُلِّلَ الْمَرْءُ بِالرَّجَاءِ وَيُضْحِي غَرَضًا لِلْمَنُونِ نَصْبَ الْعُودِ
كُلَّ يَوْمٍ تَرْمِيهِ مِنْهَا بِرَشْقٍ: فَمُصِيبٌ، أَوْ صَافِ غَيْرِ بَعِيدِ
كُلُّ مَيْتٍ قَدِ اغْتَفَرْتُ، فَلا أَوْ جَعُ مِنْ وَالِدٍ وَلا مَوْلُودِ
غَيْرَ أَنَّ الْحَلَّاجَ هَدَّ جَنَاحِي يَوْمَ فَارَقْتُهُ بِأَعْلَى الصَّعِيدِ

(لمبی زندگی میں خوش نصیبی نہیں ہے، اور خلود پانے کی خواہش گمراہی ہے۔
آدمی امیدیں لگائے رکھتا ہے، حالاں کہ وہ ہمیشہ موت کا ہدف بنا رہتا ہے۔
ہر دن موت اس پر اپنی تیر چلاتی ہے، کبھی تیر نشانے پر لگتی ہے اور کبھی نشانہ تھوڑا سا خطا کر جاتا ہے۔
ہر میت کو دفنایا جاتا ہے، مجھے نہ کسی کے والد کے مرنے پر تکلیف ہوتی ہے اور نہ کسی کے بچے کے مرنے پر۔

البتہ حلاج نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، جس دن میں نے اس کو بلند زمین پر کھودیا)

مراجع:

(الاصابۃ ج۴ص۸۰ـ۸۱، تاریخ عمر فروخ ج۲ص۲۹۵ تا ۲۹۷، الأعلام۲/۱۷۴، أمالی القالی۱/۲۶ـ۲۸، البدایۃ والنھایۃ ۷/۲۳۳، بھجۃ المجالس۱/۱۲۷، تاریخ الأدب العربی بروکلمان۱۱/۱۷۳، تاریخ الاسلام عھد الخلفاء الراشدین۳۵۹ـ۳۶۰، تھذیب تاریخ دمشق۴/۱۱۱ـ۱۱۴، خزانۃ الأدب، سمط اللآلی۱۱۸، الشعر والشعراء۱/۲۱۹، شعراء اسلامیون۵۵۷ـ۶۰۴، شعراء النصرانیۃ بعد الاسلام۶۵ـ۹۱، طبقات فحول الشعراء۵۰۷ـ۵۱۷، العقد الفرید۶/۳۴۸، معجم الأدباء۱۰/۹۱، معجم الشعراء عفیف۶۹، ۱۰۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۲۶، معجم المؤلفین۱/۱۹۱، المعمرون۹۸، الوافی بالوفیات۱۱ـ۳۳۵ـ۳۴۰) آپ کا دیوان مطبعۃ المعارف بغداد سے ۱۹۶۷ء کو شائع ہوا ہے جس پر نوری حمودی قیسی نے تحقیق کی ہے۔

(۵)

ابوسفیان ابن حارث ہاشمی

ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہاشمی۔

ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور رضاعی بھائی ہیں، ان دونوں کو حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔

ابراہیم ابن منذر اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ ان کا نام مغیرہ ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ کنیت ہی ان کا نام ہے، اور مغیرہ ان کے بھائی کا نام ہے، ابوسفیان کی شکل حضور اکرم ﷺ کی شکل سے ملتی جلتی تھی۔

امام حاکم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوسفیان ابن حارث جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں''۔

نائی نے حج کے موقع پر منیٰ میں ان کے بال منڈھائے، ان کے سر پر گوشت کا ایک زائد ٹکڑا تھا، جس کو نائی نے بال منڈھاتے وقت کاٹ دیا، جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا، لوگ ان کو شہید شمار کرتے تھے۔ (امام حاکم نے یہ روایت کی ہے)

ابوسفیان شروع عہدِ اسلام میں نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے، اسی طرح مسلمانوں کو بھی اپنے اشعار سے تکلیف دیتے تھے، اس کی طرف حضرت حسان نے اپنے مشہور قصیدے میں اشارہ کیا ہے، جس میں کہا ہے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

(تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی اور میں نے آپ ﷺ کی طرف سے تمھارے اشعار کا جواب دیا، اس میں اللہ کی طرف سے ثواب ہے)

جب ابوسفیان اسلام قبول کرنے کے لیے آئے تو حضرت علی نے ان کو بتایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے آئیں اور یہ کہیں: ''تاللہ لقد آثرک اللہ علینا'' (اللہ کی قسم! اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی ہے) انھوں نے اسی طرح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں یہ آیت تلاوت کی: ''لاتثریب علیکم الیوم ......'' (آج تم پر کوئی گناہ نہیں)، اس کے بعد ابوسفیان نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

لَعَمْرُکَ إِنِّیْ یَوْمَ أَحْمِلُ رَأْیَةً   لِتَغْلِبَ خَیْلُ اللَّاتِ خَیْلَ مُحَمَّدٖ
لَکَالْمُدْلِجِ الْحَیْرَانِ أَظْلَمَ لَیْلُہٗ   فَھٰذَا أَوَانِیْ حِیْنَ أُھْدٰی أَھْتَدِیْ

(تیری زندگی کی قسم! میں اس دن جس دن علم اٹھائے اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آجائے
اس وقت میری حالت تاریک رات میں حیراں وسرگرداں چلنے والے شخص کی طرح تھی، اور اب میں اس حال میں ہوں کہ جب میری ہدایت کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے تو میں ہدایت کو قبول کرتا ہوں)

ابوسفیان نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، نبی کریم ﷺ جب مکہ آرہے تھے تو ابوسفیان نے آپ ﷺ کی ملاقات کی اور اسلام قبول کیا اور جنگِ حنین میں شریک ہوئے، جنگِ حنین میں ابوسفیان ان بعض لوگوں میں تھے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ میں جمے رہے اور آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور آپ کے گرد گھیرا بنائے رہے۔

محمد ابن اسحاق نے ابوسفیان کا ایک قصیدہ حضور ﷺ کے مرثیے میں نقل کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِیْبَتُنَا وَجَلَّتْ   عَشِیَّةَ قِیْلَ: قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ
نَبِیٌّ کَانَ یَجْلُو الشَّکَّ عَنَّا   بِمَا یُوْحٰی إِلَیْہِ وَ مَا یَقُوْلُ

(اس شام ہماری مصیبت میں اضافہ ہوگیا اور مصیبت بہت زیادہ سخت ہوگئی جب اس بات کی اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا
وہ نبی اپنی طرف کی جانے والی وحی کے ذریعے اور اپنی باتوں سے ہمارے شکوک وشبہات کو دور کرتے تھے)

ابوالحسن نے جنگ حنین کے سلسلے میں ابوسفیان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عَمِّ الْمَرْءِ مِنْ أَعْمَامِہٖ   بَنِیْ أَبِیْہِ قُوَّةٌ مِنْ قُدَّامِہٖ
فَإِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ مِنْ أَیَّامِہٖ   یُقَاتِلُ الْحَرَمِیُّ عَنْ إِحْرَامِہٖ
یُقَاتِلُ الْمُسْلِمُ عَنْ إِسْلَامِہٖ

(آدمی کے چچا کے لڑکے اس کے چچا کی طرح ہی ہیں، اور اس کے بھائیوں کی طرح ہیں جو اس کا ہراول دستہ اور طاقت ہوتے ہیں۔
یہ جنگ آپ ﷺ کی جنگوں میں سے ایک ہے، حرم والا اپنے احرام کی مدافعت میں جنگ کر رہا ہے اور مسلمان اپنے اسلام کے دفاع میں جنگ کر رہا ہے)

عمر ابن شبہ نے "أخبار المدینة" میں لکھا ہے کہ عقیل ابن ابوطالب نے ابوسفیان کو قبرستان میں پھرتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا: میرے چچا کے لڑکے! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اپنے لیے قبر کی جگہ تلاش کر رہا ہوں۔ پھر وہ عقیل کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اس کے ہال میں گڑھا کھودنے کے

لیے کہا، انھوں نے قبر کھودی تو ابوسفیان اس میں تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر واپس لوٹ آئے، پھر دو دنوں میں ہی ان کا انتقال ہو گیا اور اسی قبر میں ان کی تدفین ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں سن ۱۵ھ کو ہوئی، دوسرا قول یہ ہے کہ سن ۲۰ھ میں وفات ہوئی۔

مراجع:

(الاصابۃ ج ۳ ص ۹۰۔۹۱، الاستیعاب ۴/۸۳۔۸۴، أسد الغابۃ ۵/۲۱۵، الأعلام ۷/۲۷۶، الأغانی ۳/۱۴۴، ۱۴۸، ۲۰۶، البدایۃ والنھایۃ ۴/۶، تاریخ خلیفۃ ۷۰، ۸۴، خزانۃ الأدب ۴/۲۴۹، خصائص شعر المخضرمین ۱۵۴۔۱۵۶، الروض الأنف ۲/۱۸۲۔۱۸۷، سیر أعلام النبلاء ۱/۲۰۲، السیرۃ النبویۃ ۳/۲۲۲، ۴/۲۳۳، طبقات فحول الشعراء ۲۴۷، طبقات ابن سعد ۴/۴۹۔۵۴، طبقات خلیفۃ ۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۹۰۔۱۹۲، معجم الشعراء مرزبانی ۳۱۷، ۳۶۸، معجم الشعراء عفیف ۱۱۵، ۲۵۸، واقدی ۳۰۱، وفیات الأعیان ۶/۳۵۱)

(۶)

ابو محجن ثقفی

عبداللہ ابن حبیب ابن عمرو ابن عمیر ابن عوف ابن عقدہ ابن عنزہ ابن عوف ابن ثقیف ثقفی۔

ابو محجن ثقفی کا خاندان شرفاء اور امراء کا تھا اور وہ اپنے اطراف و اکناف میں سب سے زیادہ مال دار لوگ تھے، انھیں کا شعر کا ہے:

قَـدْ يَـعْـلَـمُ الـنَّـاسُ أَنَّـا مِنْ سَـرَاتِهِـمْ　　إِذَا سَـمَـا بَـصَـرُ الـرَّعْـدِيْـدَةِ الْفَـرَقِ

(لوگ جانتے ہیں کہ ہم ان کے سرداروں میں سے ہیں، جب کہ بزدل کی آنکھ میں گھبراہٹ نمودار ہوتی ہے)

ابو محجن ثقفی کی پیدائش طائف میں ہوئی، ان کے بچپن اور جوانی کی تفصیلات نہیں ملتی، ابو محجن کو اس وقت شہرت ملی جب نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا، اس موقع پر ابو محجن نے اپنے شہر کے دفاع کی بڑی کوشش کی اور مقابلے میں ڈٹے رہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو محاصرہ اٹھانا پڑا، اپنے ان کارناموں کی وجہ سے ابو محجن نمایاں اور مشہور ہو گئے، یہ سن ۸ھ کا واقعہ ہے، پھر قبیلۂ ثقیف نے ۹ھ میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

ابو محجن کو نبی کریم ﷺ سے صرف ایک یا دو مرتبہ ملاقات کا موقع ملا، کسی جنگ اور غزوہ میں ان کو شریک ہونے کا موقع نہیں ملا، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ تبوک کا ہے، جس کے بعد ہی ابو محجن مسلمان ہوئے۔

ابو محجن میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ شراب کے رسیا تھے، ان کے اکثر اشعار شراب کے سلسلے میں ہی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ ان پر حد لگائی، کہا جاتا ہے کہ شراب پینے کے جرم میں سات یا آٹھ مرتبہ ابو محجن کو گرفتار کیا گیا اور کوڑے مارے گئے، لیکن وہ شراب نوشی کی عادت چھوڑ نہیں سکے، پھر حضرت عمر نے ان کو جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا، اور مقام حضوضیٰ میں بھیج دیا۔

ابوالفرج اصبہانی نے ان کو جلاوطن کرنے کا دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ ابو محجن کا دل انصار کی ایک عورت شموس پر آ گیا، انھوں نے شموس کو دیکھنے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن کامیاب نہیں ہوئے، انھوں نے ایک چال چلی اور شموس کے گھر کے پڑوس والے باغ میں بطور مزدور کام کرنا شروع کیا، اور

باغ کے روشن دان سے جھانک کر شموس کو دیکھا اور مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَلَقَدْ نَظَرْتُ إِلَىٰ شَمُوْسَ وَدُوْنَهَا حَرَجٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ غَيْرُ قَلِيْلِ
قَدْ كُنْتُ أَحْسَبُنِيْ كَأَغْنَىٰ وَاحِدٍ وَرَدَ الْمَدِيْنَةَ عَنْ زَرَاعَةِ فُوْلِ

(میں نے شموس کو دیکھ ہی لیا اور اس کے دیکھنے میں رحمان کی طرف سے بڑی رکاوٹ تھی۔
اس وقت میں خود کو اس آدمی کی طرح بڑا مال دار سمجھتا تھا، جو لوبیا کی زراعت کے لیے مدینہ آیا ہو)

شموس کے شوہر نے حضرت عمرؓ کے دربار میں شکایت کی تو آپ نے ابو محجن کو حضوضی جلاوطن کیا۔

ایرانیوں کے خلاف جب مسلمانوں کی جنگیں شروع ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے قبیلہ ثقیف کے بہت سے لوگوں کو ان جنگوں میں بھیجا، انھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے، ان میں ابو محجن بھی تھے، انھوں نے جنگِ جسر میں ثقیف کے شہسواروں کے ساتھ شرکت کی، گھمسان کی جنگ شروع ہوئی، اس جنگ میں چھ ہزار ایرانی قتل ہوئے، اور قبیلۂ ثقیف کے تین سو مجاہدین شہید ہوئے، اس کے باوجود مسلمانوں کو فتح نہیں ہوئی، اس میں ابو عبید ثقفی بھی شہید ہوئے، جو لشکر کے سپہ سالار تھے، اس جنگ میں ابو محجن کے بھائی قیس ابن حبیب بھی شہید ہوئے، ابو محجن نے اپنی بہادری کا تذکرہ مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے:

إِلَىٰ فِتْيَةٍ بِالطُّفِّ نِيْلَتْ سَرَاتُهُمْ وَغُوْدِرَ أَفْرَاسٌ لَهُمْ وَرَوَاحِلُ
وَأَضْحَىٰ أَبُوْ جَبْرٍ خَلَاءٌ بُيُوْتُهُ بِمَا كَانَ يَعْفُوْهَا الضِّعَافُ الْأَرَامِلُ
وَأَضْحَىٰ بَنُوْ عَمْرٍو لَدَى الْجِسْرِ مِنْهُمْ إِلَىٰ جَامِدِ الْأَبْيَاتِ جُوْدٌ وَنَائِلُ
وَمَا لُمْتُ نَفْسِيْ فِيْهِمْ غَيْرَ أَنَّهَا إِلَىٰ أَجَلٍ لَمْ يَأْتِهَا وَهُوَ عَاجِلُ
وَمَا رُمْتُ حَتَّىٰ خَرَقُوْا بِرِمَاحِهِمْ ثِيَابِيْ وَجَادَتْ بِالدِّمَاءِ الْأَبَاجِلُ
وَحَتَّىٰ رَأَيْتُ مُهْرَتِيْ مِزْئَرَةً لَدَى الْفِيْلِ يَدْمِىْ نَحْرُهَا وَالشَّوَاكِلُ
وَمَا رُحْتُ حَتَّىٰ كُنْتُ آخِرَ رَائِحٍ وَصُرِّعَ حَوْلِي الصَّالِحُوْنَ الْأَمَاثِلُ
مَرَرْتُ عَلَى الْأَنْصَارِ وَسْطَ رِحَالِهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: هَلْ مِنْكُمُ الْيَوْمَ قَافِلُ؟
وَقَرَّبْتُ رَوَاحاً وَكُوْرًا وَنَمْرِقًا وَغُوْدِرَ فِيْ أُلَيْسَ بِكْرٌ وَوَائِلُ

(مقامِ طف کے نوجوانوں کو میرا یہ پیغام پہنچادو، جن کے سردار شہید ہو گئے اور ان کے گھوڑے اور اونٹ مار گرائے گئے۔
اور ابو جبر کے گھر ویران ہو گئے، جہاں کمزور اور یتیم، اور بیوہ عورتیں آیا کرتی تھیں۔
ان میں سے قبیلہ بنو عمرو مقامِ جسر کے پاس قبروں میں دفن ہو گیا، جو سب کے سب سخی اور دیان تھے۔
ان میں، میں نے خود کی ملامت نہیں کی، مگر اس وجہ سے ملامت کی کہ مجھے ان کے ساتھ موت نہیں آئی اور مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی، حالاں کہ موت جلد آجاتی ہے اور اُس وقت موت جلد جلد آ بھی رہی تھی۔

اور میں نے اس وقت تک تیر اندازی نہیں کی جب تک انھوں نے نیزوں سے میرے کپڑوں کو پھاڑ نہیں دیا، اور سواریوں (اونٹ اور گھوڑوں) کی رگوں سے بے انتہا خون نہ بہنے لگا۔
اور میں نے اپنے مضبوط گھوڑے کو دیکھ لیا کہ وہ ہاتھی کے سامنے چیخ رہا ہے اور اس کا سینہ اور پاؤں زخمی ہو گئے ہیں۔
میں سب سے اخیر میں واپس آیا، جب کہ میرے آس پاس ممتاز اور صالح لوگ شہید ہو کر پڑے ہوئے تھے۔
میرا گزر انصار سے ان کے خیموں میں ہوا تو میں نے ان سے دریافت کیا: کیا تم میں سے آج کوئی شہید ہوا؟
اور میں نے اِدھر اُدھر بے ترتیب پڑے ہوئے اونٹ کے چھوٹے بڑے کجاؤں اور ان کے تکیوں سے گزرا، جب کہ قبیلہ بکر اور وائل کے لوگ مقامِ الیس میں جامِ شہادت نوش کیے ہوئے پڑے ہوئے تھے)

ابو محجن جنگِ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے، وہاں انھوں نے شراب پی تو حضرت سعد ابن ابو وقاص نے اپنے خیمے میں ان کو قید کیا، شراب پینے کے ساتھ انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے:

أَلا سَقِّنِيْ يَا صَاحِ خَمْرًا فَإِنَّنِيْ ... بِمَا أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِي الْخَمْرِ عَالِمُ
وَجَدِّلِيْ بِهَا صِرْفًا لَازْدَادَ مَأْثَمًا ... فَفِيْ شُرْبِهَا صِرْفًا تَتِمُّ الْمَآثِمُ
هِيَ النَّارُ إِلَّا أَنَّنِيْ نِلْتُ لَذَّةً ... وَقَضَيْتُ أَوْطَارِيْ وَإِنْ لَامَ لَائِمُ

(میرے دوست! مجھے شراب پلاؤ، میں شراب کے سلسلے میں اللہ کا حکم جانتا ہوں۔
مجھے خالص شراب نئے سرے پلاؤ، تاکہ گناہ میں اضافہ ہو، کیوں کہ خالص شراب پینے سے گناہ مکمل ہو جاتے ہیں۔
میں جانتا ہوں کہ یہ آگ ہے، لیکن مجھے اس کا چسکا اور لذت لگی ہے اور میں نے اپنی ضرورتیں پوری کر لی ہے، چاہے ملامت کرنے والا ملامت کرے)

ابو محجن جنگ کے دوران قید میں تھے، سب مسلمان دشمنوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھے، ابو محجن اپنی جگہ پریشان تھے، ان کا دل جنگ میں شریک ہونے کے لیے مچل رہا تھا، لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے، وہ افسوس کے ساتھ مجاہدین کی طرف دیکھ رہے تھے، اس وقت وہ سعد ابن ابو وقاص کی ام ولد زبراء کے پاس قید تھے، ان سے رہا نہیں گیا، اور اس سے درخواست کی: میری بیڑیاں کھول دو، اگر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور میں زندہ رہا تو واپس آ کر اسی طرح بیڑیوں میں مقید ہو جاؤں گا، اور یہ اشعار کہے:

كَفَىٰ حُزْنًا أَنْ تُرْدِيَ الْخَيْلُ بِالْقَنَا ... وَأُتْرَكُ مَشْدُوْدًا عَلَيَّ وَثَاقِيَا
إِذَا قُمْتُ عَنَّانِيَ الْحَدِيْدُ وَغُلِّقَتْ ... مَصَارِعُ دُوْنِيْ قَدْ تَصُمُّ الْمُنَادِيَا
وَقَدْ كُنْتُ ذَا مَالٍ كَثِيْرٍ وَإِخْوَةٍ ... فَقَدْ تَرَكُوْنِيْ وَاحِدًا لَا أَخَا لِيَا
حَبَسْنَا عَنِ الْحَرْبِ الْعَوَانِ وَقَدْ بَدَتْ ... وَأَعْمَالُ غَيْرِيْ يَوْمَ ذَاكَ الْعَوَالِيَا
فَلِلّٰهِ عَهْدٌ لَا أَخِيْسُ بِعَهْدِهٖ ... لَئِنْ فُرِجَتْ لَا أَزُوْرُ الْحَوَانِيَا

(یہ بات غم کے لیے کافی ہے کہ نیزوں سے گھوڑوں کو مار گرایا گیا ہے اور مجھے بیڑیوں میں مقید کر کے کمرے میں بند کر دیا گیا ہے۔

جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو بیڑیاں مجھے روکتی ہیں اور دروازے بند کر دیے گئے ہیں، آواز لگانے پر بھی آواز باہر نہیں نکل سکتی ہے۔
میرے پاس بہت مال و دولت تھی اور میرے بہت سے بھائی تھے، ان سبھوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا، اب کوئی میرا بھائی نہیں ہے۔
گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی ہے اور ہم کو اس میں شریک ہونے سے روک دیا گیا ہے، اس جنگ میں میرے علاوہ دوسروں کے کارنامے بلند ہوں گے۔
میں اللہ کا بندہ ہوں، میں اس کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نہیں توڑوں گا، اگر مجھے چھوڑ دیا گیا تو میں پھر کبھی مے خانوں کا رخ نہیں کروں گا)

جب زبراء بنت خصفہ نے یہ اشعار سنے تو اس کا دل نرم پڑ گیا اور اس نے ابو محجن کی بیڑیاں کھول دی اور سعد ابن ابو وقاص کا گھوڑا دیا، انھوں نے نیزہ لیا اور جنگ میں شریک ہوئے اور مشرکین کی صفوں پر ٹوٹ پڑے، ابو محجن جہاں بھی جاتے وہاں دشمنوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا، اور وہ پسپا ہو جاتے، ان ہی کی وجہ سے دشمنوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، ان کے حملوں کو دیکھ کر سعد نے کہا: اگر ابو محجن قید میں نہ ہوتے تو میں کہتا کہ یہ شہسوار ابو محجن ہی ہے۔ جب اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی تو ابو محجن واپس آ کر دوبارہ مقید ہو گئے، سعد ابن ابو وقاص جب گھر تشریف لائے تو زبراء نے واقعہ بتایا تو انھوں نے کہا: میں تم کو شراب پینے پر کبھی نہیں ماروں گا۔ ابو محجن نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ اس وقت سے ابو محجن نے شراب ترک کر دی اور شراب کی مخالفت میں اشعار کہنا شروع کیا، جب ابو محجن نے حضرت سعد سے شراب نہ پینے کا وعدہ کیا تو مندرجہ ذیل اشعار کہے:

رَأَيْتُ الْخَمْرَ صَالِحَةً وَفِيْهَا ... مَنَاقِبُ تَهْلِكُ الرَّجُلَ الْحَلِيْمَا
فَلا وَاللّٰهِ أَشْرَبُهَا حَيَاتِيْ ... وَلَا أُسْقِيْ بِهَا أَبَدًا نَدِيْمَا

(میں نے شراب کو بہترین اور صالح سمجھا، حالاں کہ اس میں نقب لگانے والے ایسے اوزار ہیں جو نیک آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ نہیں، اللہ کی قسم! اب میں زندگی میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا اور نہ کسی ہم نشیں کو پلاؤں گا)

ابن الکلبی نے روایت کیا ہے کہ ابو محجن کے بیٹے عبید عبد الملک ابن مروان کے پاس آئے تو عبد الملک نے کہا: تمھارے ابا کہتے ہیں:

إِذَا مِتُّ فَادْفِنِّيْ إِلَىٰ جَنْبِ كَرْمَةٍ ... تُرَوِّيْ عِظَامِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ عُرُوْقُهَا

(اگر میں مرجاؤں تو مجھے انگور کی بیل کے پہلو میں دفن کر دینا، تاکہ اس کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں)

اس پر عبید نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اس سے بہتر اشعار سناؤں، انھوں نے کہا: وہ کون سے اشعار ہیں؟ انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

لَا تَسْأَلِ النَّاسَ عَنْ مَالِيْ وَكَثْرَتِهِ ... وَسَائِلِ الْقَوْمَ: مَا حَزْمِيْ وَمَا خُلُقِيْ؟
اَلْقَوْمُ أَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْ سَرَاتِهِمْ ... إِذَا تَطِيْشُ يَدُ الرِّعْدِيْدَةِ الْفَرِقِ
قَدْ أَرْكَبُ الْهَوْلَ مَسْدُوْلاً عَسَاكِرُهُ ... وَأَكْتُمُ السِّرَّ فِيْهِ ضَرْبَةُ الْعُنُقِ

(لوگوں سے میرے مال اور اس کی کثرت کے بارے میں دریافت نہ کرو، بلکہ لوگوں سے یہ پوچھو کہ میری دوراندیشی کیا ہے اور میرا عزم وحوصلہ کتنا بلند ہے اور میرے اخلاق کیسے ہیں؟

لوگ جانتے ہیں کہ میں ان کے سرداروں میں سے ہوں، اس وقت بھی جب بزدل کی آنکھوں میں گھبراہٹ ظاہر ہوتی ہے۔

میں اس وقت بھی خطرہ مول لیتا ہوں جب کہ ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا اور ناامیدی کے بادل چھائے ہوئے ہوں، اور انجام کا کچھ بھی پتہ نہ ہو، اور میں ایسے راز چھپاتا ہوں کہ اگر اس کو ظاہر کر دیا جائے تو اس کی سزا گردن زدنی ہے)

ابو محجن کی وفات حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ۲۸ھ مطابق ۶۵۰ء میں ہوئی اور ان کی قبر آذربائیجان یا جرجان میں ہے۔

ابو محجن مشہور مخضرم شاعر ہیں، ان کا شمار کم گو شعراء میں ہوتا ہے اور ان کے اکثر اشعار خمریات کے سلسلے میں ہیں، البتہ مدح، فخر اور حماسہ میں بھی ان کے بہترین اشعار ملتے ہیں۔

جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا اور بنو ثمالہ، بنو سلمہ اور بنو فہم نے ان کا محاصرہ تنگ کر دیا جو مشہور قبیلے نہیں تھے، تو ابو محجن نے ان کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

هَابَتِ الْأَعْدَاءُ جَانِبَنَا ثُمَّ تَغْزُونَا بَنُو سَلِمَهْ
وَأَتَانَا مَالِكٌ بِهِمُ نَاقِضًا لِلْعَهْدِ وَالْحُرُمَهْ
وَأَتَوْنَا فِيْ مَنَازِلِنَا وَلَقَدْ كُنَّا أُولِيْ نِقِمَهْ

(دشمن ہماری طاقت سے خوف زدہ ہو گئے، پھر بنو سلمہ نے ہم پر حملہ کیا۔

معاہدہ توڑتے اور حرمت کو پامال کرتے ہوئے ان کے ساتھ بنو مالک بھی آئے۔

وہ ہم پر حملہ کرنے ہمارے علاقے میں ہی آ گئے ہیں، کیا وہ نہیں جانتے کہ ہم سخت حملہ کرنے والے اور انتقام لینے والے ہیں)

شراب کے سلسلے میں ابو محجن نے مندرجہ ذیل مشہور اشعار کہے:

إِذَا مِتُّ فَادْفِنِّيْ إِلَىٰ جَنْبِ كَرْمَةٍ تُرَوِّيْ عِظَامِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ عُرُوْقُهَا
وَلَا تَدْفِنَنِّيْ بِالْفَلَاةِ، فَإِنَّنِيْ أَخَافُ إِذَا مَا مِتُّ أَنْ لَّا أَذُوْقَهَا

(اگر میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی بیل کے پہلو میں دفن کر دینا، تاکہ اس کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

مجھے صحراء میں دفن نہ کرنا، کیوں کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب میں مروں گا تو شراب کا مزہ نہیں لے پاؤں گا)

مراجع:

(الاصابۃ ج ۳ ص ۱۷۲-۱۷۵، شعراء الطائف فی الجاهلیۃ والاسلام ص ۸۰-۹۷، تاریخ فروخ ج ۱ ص ۲۹۳-۲۹۵، واقدی ج ۳ ص ۹۵۵-۹۵۶ الاستیعاب ۴/۱۸۲-۱۸۷، أسد الغابۃ ۵/۲۹۰-۲۹۲، الأعلام ۵/۷۶، للأغانی ۱۹/۳-۱۷، البدایۃ والنهایۃ ۶/۳۳۳، تاریخ للأدب العربی بلاشیر ۲/۱۴۲، تاریخ الأدب العربی زیدان ۱/۱۴۲، تاریخ الاسلام عهد الخلفاء الراشدین ۳۰۰-۳۰۲، خزانۃ الأدب ۸/۴۰۵-۴۱۳، سمط اللآلی ۳/۲۸۸، الشعر والشعراء ۴۳۰، طبقات ابن سعد ۵/۵۱۵، طبقات فحول الشعراء ۲۵۹-۲۶۸، الکامل فی التاریخ ۲/۳۴۱-۳۴۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۳۰-۴۳۱، معجم الشعراء عقیف ۱۲۸، ۲۲۱، منح المدح ۲۸۸) صلاح الدین منجد نے دار الکتاب الجدید بیروت سے ۱۹۷۰ء کو آپ کا دیوان شائع کیا ہے۔

(۷)

اغلب عجلی راجز

اغلب ابن عمرو ابن عبیدہ ابن حارثہ ابن دُلف ابن جُشم۔

اغلب کا تعلق بنوسعد ابن عجل ابن ربیع سے ہے، اغلب کی پیدائش تقریباً ہجرت سے ۷۰ سال پہلے ۵۵۲ء کو ہوئی، ان کو عہدِ اسلامی ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا اور مدینہ ہجرت کی۔

حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں اغلب سعد ابن ابو وقاص کے ساتھ عراق گئے، پھر کوفہ میں سکونت اختیار کی اور جنگِ نہاوند میں ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء میں شہید ہوئے، وہیں ان کی قبر ہے۔

اغلب عجلی مخضرم شاعر ہیں، وہ رجزیہ اشعار کہا کرتے تھے، وہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے رجزیہ اشعار کہے، یا رجز کی صنف کو قصیدہ کے مشابہ بنایا اور طویل نظم کی شکل دی۔

ان سے پہلے رجز کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ آدمی جب کسی کے ساتھ جھگڑا یا گالی گلوج یا فخر کرتا تو دو یا تین اشعار کہا کرتا تھا۔

اغلب کے چنیدہ اشعار:

فخر کرتے ہوئے اغلب نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

نَحْنُ بَنُوْ عِجْلٍ إِذَا احْمَرَّ الْحَدَقْ وَلَبِسَ الْأَبْطَالُ مَاذِي الْحِلَقْ

وَثَارَ لِلْحَرْبِ عَجَاجٌ فَسَمَقْ نَحْمِي الذِّمَارَ حِيْنَ لَايَحْمِي الْفِرَقْ

(ہمارا تعلق بنوعجل سے ہے، جب جنگ ہوتی ہے تو ہماری آنکھیں لال پیلی ہوجاتی ہیں اور ہم بہادری کے کپڑے اوڑھتے ہیں اور زرہوں سے لیس ہوجاتے ہیں۔

جب گھمسان کی جنگ ہوتی ہے اور میدان میں دھول اڑنے لگتی ہے تو ہم اپنے خاندان کی حفاظت کرتے ہیں، جب کہ امراء بھی یہ کام انجام نہیں دے پاتے اور وہ بھی حفاظت نہیں کرسکتے)

مندرجہ ذیل اشعار میں بھی انھوں نے فخر کو موضوع بنایا ہے:

نَحْنُ جَلَبْنَا الْخَيْلَ مِنْ غَوَارِ شَوَازِبًا يَقْذِفْنَ بِالْأَمْهَارِ

تُرْدِيْ بِنَا، طَوَامِحُ الْأَبْصَارِ يَحْمِلْنَ تَحْتَ الرَّهَجِ الْمُثَارِ

كُلُّ كَرِيمٍ فِي الْوَغَىٰ مِهْصَارٌ أَهْلَ النَّدىٰ وَالْحِلْمِ وَالْوَقَارِ
كَمْ فِيهِمْ مِنْ بَطَلٍ مِغْوَارِ أَشْعَثَ قَدْ لِيُحَ مِنَ الْغِوَارِ
تَمَزَّقَ الظُّلَمِ الْغِمَارِ تَنْشَقُّ عَنْهُ ظُلَمُ اللَّيْلِ عَنِ النَّهَارِ

(ہم لاغر اور دبلے گھوڑوں کو دور دراز سے لے آئے جو مضبوط گھوڑوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔
وہ گھوڑے ہم کو لے کر دور دراز علاقوں میں تیزی کے ساتھ لے جاتے ہیں، وہ جنگ کے اڑتے ہوئے غبار میں ہم کو اٹھائے پھرتے ہیں۔
جنگ میں ہر شریف شیر کے مانند بہادر ہوتا ہے، ہم سخی، بردبار اور باوقار لوگ ہیں۔
ان میں کتنے ہی بہادر ہیں اور تیز حملہ کرنے والے ہیں، جن کے بال غبار سے اٹے ہوئے ہیں، جنگ میں کثرت سے شرکت نے ان کی صورت بدل کر رکھ دی ہے۔
ان کی وجہ سے سخت جنگ کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، جس طرح دن کے آنے سے رات کی تاریکی چھٹتی ہے)

مراجع:

اسد الغابہ ۱/ ۱۱۷، طبقات الشعراء ۱۴۸، الشعر والشعراء ۳۸۹، تاریخ عمر فروخ ج ۲ ص ۲۷۴_۲۷۵، الأعلام ۱/ ۳۳۵، الأغانی ۱۰/ ۳۵۸، ۲۱/ ۳۲_۳۶، ۳۹۹، تاریخ آداب العربیۃ از: کارنالینو ۱۸۷_۱۸۸، تاریخ الأدب العربی (بروکلمان) ۱/ ۲۲۵، الحیوان ۲/ ۲۸۰، خزانۃ الأدب ۲/ ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۷، ۲۴۸، ۳۰۷، ۴/ ۲۲۶، ۲۳۱، ۲۳۴، سمط اللآلی ۸۰۱، الشعر والشعراء ۶۱۷، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۴۳۷، العقد الفرید ۵/ ۲۰۶، المؤتلف والمختلف ۱۲۲، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۲۶، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۴۱۔

(۸)

حصین ابن حمام مری

حصین ابن حمام ابن ربیعہ ابن مساب ابن حرام ابن واثلہ ابن سہم ابن مرہ ابن عوف مری۔
یہ مشہور شاعر ہیں، ان کی کنیت ابو معیہ ہے۔
ان کے ایک بھائی کا نام معیہ تھا، اور ان کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام معیہ تھا اور دوسرے کا یزید، یزید کے بھی ایک لڑکے کا نام معیہ تھا، بنو مرہ کے شعراء میں ان سبھوں کا تذکرہ ملتا ہے۔
بلا زری نے کہا ہے کہ وہ بنو سہم کے سردار اور شریف النسب تھے، ان کا لقب مانع الضیم ہے۔
ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے کم گو شعراء میں سب سے بڑے شاعر تین تھے: مسیّب ابن علس، حصین ابن حمام اور متلمس۔
ابو عبیدہ نے ”شرح الأمثال“ میں لکھا ہے کہ وہ جاہلی شاعر تھے، ابو عبیدہ کا خیال ہے کہ ان کو اسلام کا عہد بھی ملا ہے اور انھوں نے اسلام بھی قبول کیا ہے اور مندرجہ ذیل اشعار بطور دلیل نقل کیے ہیں:

أَعُوْذُ بِرَبِّيْ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ ... يَوْمَ تَرَى النَّفْسُ أَعْمَالَهَا
وَخَفَّ الْمَوَازِيْنُ بِالْكَافِرِيْنَ ... وَزُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا
وَنَادىٰ مُنَادٍ بِأَهْلِ الْقُبُوْرِ ... فَهَبُّوْا لِتُبْرِزَ أَثْقَالَهَا
وَسُعِّرَتِ النَّارُ فِيْهَا الْعَذَابُ ... وَكَانَ السَّلَاسِلُ أَغْلَالَهَا

(میں اپنے رب سے رسوا کن عذاب اور سزاؤں سے پناہ مانگتا ہوں، اس دن جب ہر شخص اپنے اعمال دیکھ لے گا۔
اس دن کافروں کا میزان ہلکا ہوگا اور اعمالِ شر کا پلڑا ہلکا ہوگا اور زمین جھنجھوڑ دی جائے گی۔
ایک منادی نے قبر والوں کو آواز دی کہ اٹھو، تاکہ وہ اپنا بوجھ باہر نکال دے۔
اور آگ بھڑکائی گئی، جس میں عذاب پوشیدہ ہے اور زنجیر میں اس کی ہتھکڑیاں ہیں)
مرزبانی نے ان کے مشہور اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ ... عَلَيْنَا وَإِنْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

(ہم اپنے سے زیادہ باعزت اور شریف لوگوں کی کھوپڑیاں اڑا دیتے ہیں، اگرچہ وہ ہم سے زیادہ سخت اور ظالم ہیں)
ابو الفرج اصبہانی نے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال ایک سفر میں ہوا تو ان کی قوم نے رات کے وقت

ایک آواز سنی:

أَلَا هَلَكَ الْحُلْوُ الْحَلَالُ الْحُلَاحِلُ وَمِنْ عَقْدِهِ حَزْمٌ وَعَزْمٌ وَنَائِلُ

(خوش مزاج، خالص النسب سردار ہلاک ہوگیا اور جس کا عقد اور عہد پختگی، عزم اور سخاوت ہے)

یہ بات ان کے بھائی معیہ نے سنی تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! حصین کا انتقال ہوگیا ہے، اور ان کے مرثیے میں اشعار کہے، جن میں سے دو اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

فَلَا تَبْعُدْ حُصَيْنُ فَكُلُّ حَيٍّ سَيَلْقَى فِي صُرُوفِ الدَّهْرِ حِينًا

لَعَمْرُو الْبَاكِيَاتِ عَلَى حُصَيْنٍ لَقَدْ عَزَّتْ رَزِيَّتُهُ عَلَيْنَا

(حصین! تم ہمارے دلوں سے دور مت ہو جاؤ، کیوں کہ ہر زندہ شخص کو گردشِ زمانہ میں موت سے دوچار ہونا ہے۔ حصین پر رونے اور نوحہ کرنے والیوں کی قسم! حصین کی موت کی مصیبت ہم پر بہت زیادہ بھاری اور گراں ہے)

حصین ابن حمام بنو سہم ابن مرہ کے سردار اور شہسوار تھے۔

حصین ابن حمام مری کا شمار عرب کے اوفیاء میں ہوتا ہے، البتہ وہ زمانۂ جاہلیت میں شراب کے رسیا تھے، حسین نابغہ ذبیانی کے ہم عمر ہیں، یہ اسلام لانے کے بعد بڑی مدت تک زندہ نہیں رہے، ان کا ایک سفر میں انتقال ہوگیا، یہ حضرت عمر کا عہدِ خلافت تھا۔

حصین ابن حمام کا شمار کم گو شعراء میں ہوتا ہے، لیکن وہ مشہور اور قادر الکلام شاعر ہیں، ان کے اشعار میں جذباتیت اور وجدان پایا جاتا ہے، اکثر اشعار فخر، حماسہ اور اپنی قوم کی سرزنش جیسے موضوعات پر ہیں، مرثیہ کے صنف میں بھی ان کے اشعار ملتے ہیں، ان کی آخری عہد کی شاعری میں اسلامی معانی پائے جاتے ہیں۔

بنو سعد ابن ذبیان اور بنو سہم ابن مرہ کے درمیان ''دارۃ موضوع'' جنگ ہوئی تھی، حصین ابن حمام بنو سہم کے سردار تھے، جب اس جنگ میں بنو سہم کو فتح ہوئی تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

جَزَى اللّٰهُ أَفْنَاءَ الْعَشِيرَةِ كُلَّهَا بِدَارَةِ مَوْضُوعٍ عُقُوقًا وَمَأْثَمَا

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْوُدَّ لَيْسَ بِنَافِعِي وَإِنْ كَانَ يَوْمًا ذَا كَوَاكِبَ مُظْلَمَا

صَبَرْنَا -وَكَانَ الصَّبْرُ فِينَا سَجِيَّةً- بِأَسْيَافِنَا يَقْطَعْنَ كَفًّا وَمِعْصَمَا

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

وُجُوهُ عَدُوٍّ، وَالصُّدُورُ حَدِيثَةٌ بِوُدٍّ، فَأَوْدَى كُلُّ وَفِيٍّ فَأَنْعَمَا

فَلَسْنَا عَلَى الْأَعْقَابِ تَدْمَى كُلُومُنَا وَلٰكِنْ عَلَى أَقْدَامِنَا تَقْطُرُ الدَّمَا

وَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيَاةِ بِسُبَّةٍ　　وَلَا مُبْتَغٍ مِنْ رَهْبَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا
وَلٰكِنْ خُذُوْنِيْ أَيَّ يَوْمٍ قَدَرْتُمْ　　عَلَيَّ، فَحُزُّوْا الرَّأْسَ أَنْ أَتَكَلَّمَا

(اللہ تعالیٰ قبیلے کی تمام شاخوں کو ''دارۃ موضوع'' جنگ میں قطع تعلقی اور رشتے داری ختم کرنے اور گناہوں کا بدلہ دے۔

جب میں نے دیکھا کہ پیار ومحبت سے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا ہے تو میں نے جنگ شروع کردی، وہ دن تاریک تھا، کیوں کہ جنگ کی وجہ سے ہر طرف غبار پھیلا ہوا تھا، یہاں تک کہ تاریکی کی وجہ سے آسمان پر ستارے بھی نمودار ہوگئے۔

ہم اپنی تلواروں کے ساتھ جنگ میں جمے رہے، ثابت قدم رہنا ہماری فطرت میں داخل ہے، وہ تلواریں ہتھیلیاں اور کلائیاں کاٹ رہی تھیں، اور باعزت لوگوں کی کھوپڑیاں اڑا رہی تھیں، اگرچہ دشمن ہم سے زیادہ سخت اور ظالم تھے۔
چہرے دشمنوں کے ہیں، لیکن دل محبت کی باتیں کررہے ہیں، چناں چہ دل سے محبت ختم ہوگئی اور دور چلی گئی۔
ہماری ایڑیوں پر زخم نہیں آتے ہیں، بلکہ ہمارے قدموں پر خون گرتا ہے۔
قابلِ مذمت چیز کے بدلے میں اپنی زندگی کو بیچنے والا نہیں ہوں، اور موت کے خوف سے بھاگنے کا راستہ تلاش کرنے والا نہیں ہوں۔
جب بھی تم مجھے پکڑ سکو تو پکڑو، اور میرا سر اڑادو تاکہ میں تمھاری ہجو نہ کرسکوں)

فخر اور حماسہ کے موضوع پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَدَاعٍ دَعَا دَعْوَةَ الْمُسْتَغِيْثِ　　فَكُنْتُ كَمَنْ كَانَ لَبَّى لَهَا
إِذَا الْمَوْتُ كَانَ شَجًا فِي الْحَلُوْقِ　　وَبَادَرَتِ النَّفْسُ أَشْغَالَهَا
صَبَرْتُ وَلَمْ أَكُ رِعْدِيْدَةً　　وَلَلصَّبْرُ فِي الرَّوْعِ أَنْجىٰ لَهَا
وَيَوْمٍ تَسَعَّرُ فِيْهِ الْحُرُوْبُ　　لَبِسْتُ إِلَى الرَّوْعِ سِرْبَالَهَا
مُضَعَّفَةَ السَّرْدِ عَادِيَةً　　وَعَضْبَ الْمَضَارِبِ مِفْصَالَهَا
وَمُطَّرِدًا مِنْ رَدِيْنِيَّةٍ　　أَذُوْدُ عَنِ الْوِرْدِ أَبْطَالَهَا
فَلَمْ يَبْقَ مِنْ ذَاكَ إِلَّا التُّقىٰ　　وَنَفْسٌ تُعَالِجُ آجَالَهَا

(کتنے ہی دہائی دینے والے ہیں، جنھوں نے مدد کے لیے دہائی دی تو میں نے اس کی دہائی پر لبیک کہا اور اس کی مدد کے لیے دوڑ پڑا۔
جب موت حلقوں میں پھنس جاتی ہے اور دل اپنے کاموں میں مشغول ہوجاتا ہے یعنی ایسا موقع آتا ہے کہ موت سامنے نظر آنے لگتی ہے اور دل کانپنے اور تیز تیز دھڑکنے لگتا ہے۔
تو میں صبر کرتا ہوں اور میں بزدل نہیں بنتا ہوں، جب انسان کسی موقع پر صبر کرتا ہے تو وہ نجات کے زیادہ قریب رہتا ہے، جب کہ خوف کھانے والا ہلاک ہوجاتا ہے۔
کتنے ہی ایسے دن ہیں جس میں جنگ بھڑک اٹھی، تو میں نے جنگی کپڑے پہن لیے یعنی زرہ، تلوار اور ہتھیاروں سے لیس

ہو گیا۔
ایسی زرہ پہنتا ہوں، جس کی بنائی دگنی ہے، اور بہت پرانی زمانہ عاد کی بنی ہوئی ہے اور بڑی تیز کاٹنے والی تلوار لیتا ہوں، جو اعضاء کو جوڑ سے کاٹتی ہے۔
اور ردینہ کا بنایا ہوا نیزہ سنبھالتا ہوں، جس سے میں بہادروں کو پانی پر آنے سے روکتا ہوں۔ ردینہ بحرین کی ایک عورت کا نام ہے جو بہترین نیزے بنایا کرتی تھی۔
اس سے وہی بچتا ہے جو متقی ہو اور وہی محفوظ رہتا ہے جو اپنی موت کی تیاری میں لگا ہو)

مراجع:

(الاصابہ ۱/۳۳۵، الوافی بالوفیات ۱۳/۸۹۔۹۱، تاریخ عمر فروخ ۲/۲۶۵۔۲۶۸،)

(۹)

حطیئہ

جرول ابن اوس ابن مالک ابن جبوہ ابن مخزوم ابن مالک ابن غالب ابن قطیعہ ابن عبد عبسی۔ ان کی کنیت ابوملیکہ ہے۔

ابوالفرج اصبھانی نے کہا ہے کہ ان کا شمار عظیم شعراء میں ہوتا ہے اور وہ عرب کے فصحاء میں سے ہیں، تمام اصناف سخن: مدح، ہجو، فخر اور نسب وغیرہ میں ان کے بہترین اشعار ہیں، وہ جب کسی قبیلے سے ناراض ہوتے تو دوسرے قبیلے والوں کے ساتھ جا کر ملتے تھے۔

عمر فروخ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حطیئہ ان کا لقب تھا، کیوں کہ وہ بہت ٹگنے تھے، اوس ابن مالک نے ضرّاء نامی لونڈی سے زنا کیا تھا جس سے حطیئہ ہوئے تھے، پھر ضراء نے کلب ابن کنیس ابن جابر عنسی کے ساتھ شادی کی، وہ بھی مدخول النسب تھا۔

ضراء فاحشہ تھی، وہ اپنے بیٹے حطیئہ سے کہا کرتی تھی کہ وہ ایک دو کے لیے نہیں ہے۔ حطیئہ اس بات سے واقف تھے کہ وہ ولدِ زنا ہے، اسی وجہ سے وہ اپنی ماں اور ہر شخص سے ناراض رہتے تھے، انھوں نے اپنی ماں، اپنے باپ اور خود اپنی ہجو کی ہے۔

حطیئہ نے زمانۂ جاہلیت میں جنگِ داحس وغبراء میں شرکت کی تھی۔

حطیئہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو اپنے اشعار سنائے، جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہوگئے اور اس سلسلے میں دو اشعار کہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

أَطَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ كَانَ بَيْنَنَا — فَيَا لَعِبَادَ اللّٰهِ مَا لِأَبِيْ بَكْرِ

أَيُوْرِثُهَا بَكْرًا، إِذَا مَاتَ، بَعْدَهُ؟ — وَتِلْكَ ـ لَعَمْرُ اللّٰهِ ـ قَاصِمَةُ الظَّهْرِ

(ہم نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی، جب وہ زندہ تھے اور وہ ہمارے درمیان موجود تھے، اللہ کے بندو! ابوبکر کون ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔

جب ان کا انتقال ہوگا تو کیا وہ اپنے بعد خلافت کا بکر کو وارث بنائیں گے، اللہ کی قسم! یہ بڑی سخت مصیبت ہے)

اصمعی نے لکھا ہے کہ وہ اصرار کر کے مانگنے والے، حد سے زیادہ بخیل، لالچی، گھٹیا فطرت کے

مالک، حد سے بڑھ کر شریر، بہت کم خیر کے حامل اور قبیح المنظر تھے، الغرض ہر شاعر کا عیب ان میں موجود تھا۔

شوقی ضیف نے اصمعی کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا ہے اور اس کو مبالغہ آرائی پر محمول کیا ہے اور اس کے دلائل دیے ہیں۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: العصر الاسلامی ص ۹۶-۱۰۰)

اسحاق موصلی نے کہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ زہیر ابن ابوسلمی کے بعد کوئی حطیئہ سے بڑا شاعر نہیں ہے۔

زبیر نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی حضرت حسان کے پاس آکر کھڑا ہو گیا، جب کہ حسان اپنے اشعار سنا رہے تھے، حسان نے اس سے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اعرابی نے کہا: ابوملیکہ۔ حسان نے کہا: تم سے زیادہ ذلیل شخص میرے پاس کوئی نہیں آیا۔ تم عورت کے نام پر کنیت رکھتے ہو؟ تمھارا نام کیا ہے؟ اس اعرابی نے کہا: حطیئہ۔ حسان نے نام سن کر اپنا سر نیچے کیا اور چپ چاپ چلے گئے۔

ابوعمرو ابن علاء نے کہا ہے کہ عربوں نے حطیئہ کے اس شعر سے زیادہ کوئی سچا شعر نہیں کہا:

مَنْ يَّفْعَلِ الْخَيْرَ لَايُعْدَمْ جَوَائِزُهُ لَايَذْهَبِ الْعُرْفُ بَيْنَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ

(جو بھلائی کرتا ہے، اس کا بدلہ ضرور ملتا ہے، بھلائی لوگوں میں اور اللہ کے پاس بیکار نہیں جاتی)

محمد ابن سلام جمحی نے ''طبقات فحول الشعراء'' میں لکھا ہے کہ اپنی موت کے وقت کعب ابن زہیر نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

فَمَنْ لِلْقَوَافِي بَعْدَنَا مَنْ يُّقِيْمُهَا إِذَا مَا ثَوىٰ كَعْبٌ وَفَوْذُ جَرْوَلِ

(ہمارے بعد کون قافیوں کا پرسانِ حال ہوگا، جب کعب اور جرول دفن کر دیے جائیں گے)

ابوحاتم سجستانی نے اصمعی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حطیئہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو میں یہ اشعار کہے:

دَعِ الْمَكَارِمَ لَاتَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا فَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي

(مکارمِ اخلاق کی تلاش کرنا چھوڑ دو، اس کے لیے کوشش مت کرو، اور بیٹھے رہو، کیوں کہ تم ایسے شخص ہو جس کو کھلایا اور پہنایا جاتا ہے، یعنی دوسرے لوگوں کی روزی پر تم پروان چڑھتے ہو۔)

جب یہ شعر عام ہوا تو زبرقان بن بدر کی عزت کم ہو گئی، زبرقان کو مجبوراً عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں مقدمہ دائر کرنا پڑا، جب حضرت عمر نے یہ سنا تو فرمایا: اس میں مجھے کوئی برائی نظر نہیں آرہی ہے، زبرقان نے کہا: امیر المومنین! اللہ کی قسم! اس سے زیادہ سخت ہجو کسی بھی دوسرے شعر میں میری نہیں کی گئی ہے، چناں چہ حضرت عمر نے حضرت حسان بن ثابت کو بلا بھیجا اور فرمایا: دیکھو کہ کیا اس

نے ہجو کی ہے؟ انھوں نے کہا: اس نے ہجو ہی نہیں کی ہے، بلکہ اس پر حملہ کیا ہے۔ امیر المومنین نے حطیئہ کو قید کرنے کا حکم دیا، قید سے حطیئہ نے یہ اشعار لکھ کر حضرت عمر کی خدمت میں ارسال کیے:

مَــاذَا تَــقُــوْلُ لِأَفْــرَاخٍ بِـذِيْ مَــرَخٍ   زُغْــبَ الْـحَـوَاصِـلِ لَا مَـاءٌ وَّلَا شَـجَـرُ

(آپ ان چوزوں کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں جو ذومرخ (جگہ کا نام) میں بے یارو مددگار پڑے ہوئے ہیں، وہ ابھی بہت چھوٹے ہیں، ان پرندوں کے مانند جو اپنے گھونسلوں میں ہی ہیں اور ان کی روئیں نکلنا شروع ہوئی ہیں، وہاں نہ پانی ہے اور نہ درخت یعنی ان بچوں کا کوئی سہارا اور پرسانِ حال نہیں ہے)

أَلْـقَيْـتَ كَـاْسِـهُـمْ فِـيْ قَـعْـرِ مَظْلُمَةٍ   فَـاغْـفِـرْ عَـلَيْـكَ سَلَامُ اللهِ يَـا عُـمَـرُ

(آپ نے ان کے پیالے (سہارے اور ذمے دار) کو تاریک گھڑے میں ڈال دیا ہے، چناں چہ آپ معاف کر دیجیے، آپ پر اللہ کی سلامتی ہو)

أَنْـتَ الْـإِمَـامُ الَّـذِيْ مِنْ بَعْدِ صَاحِـبِـهِ   أَلْـقَـتْ إِلَيْـكَ مَـقَـالِـيْـدَ الـنُّـهَى الْبَشَرُ

آپ امام المسلمین ہیں، آپ پر ابوبکر کے بعد لوگوں کی طرف سے خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

مَــا آثَــرُوْكَ بِـهَــا إِذْ قَـدَّمُـوْكَ لَـهَــا   لٰـكِـنْ لِأَنْـفُـسِـهِـمْ قَـدْ كَـانَـتِ الْأَثَـرُ

(لوگوں نے آپ کو خلافت کے لیے آگے بڑھا کر آپ کو ترجیح نہیں دی ہے، بلکہ انھوں نے اپنے آپ کو ترجیح دی ہے اور خود کو عزت سے سرفراز کیا ہے)

حضرت عمر کو یہ اشعار سن کر رونا آیا اور آپ رو پڑے، عمرو ابن عاص نے بھی حطیئہ کی سفارش کی تو ان کو چھوڑ دیا

حطیئہ حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے۔

حطیئہ نے بنو انف الناقہ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَسُــوْسُــوْنَ أَحْلَامــاً بَـعِيْـداً أَنَــاتُهَــا   وَإِنْ غَـضِـبُـوْا جَــاءَ الْـحَـفِـيْـظَةُ وَالْـجِـدُّ

أُوْلٰـئِكَ قَـوْمٌ إِنْ بَـنَـوْا أَحْسَـنُـوا الْبِـنَـا   وَإِنْ عَــاهَــدُوْا أَوْفَـوْا وَإِنْ عَـقَـدُوْا شَـدُّوْا

(وہ ایسے بردبار لوگوں کی قیادت اور سیادت کر رہے ہیں جن کی بردباری اور وقار کا کوئی جواب نہیں ہے، اگر وہ غصہ ہوتے ہیں تو غیرت اور سنجیدگی ایک ساتھ آتی ہے۔

وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر عمارت تعمیر کریں تو بہترین تعمیر کرتے ہیں، اگر معاہدہ کریں تو پورا کرتے ہیں، اگر عقد کرتے ہیں تو مضبوطی کے ساتھ کرتے ہیں)

بنو انف الناقہ کو اپنے نام پر شرم محسوس ہوتی تھی اور دوسرے لوگ بھی ان کو اس نام پر عار دلاتے تھے، جب حطیئہ نے مندرجہ ذیل شعر کہا تو یہی نام ان کے لیے فخر کا باعث ہوا:

قَــوْمٌ هُــمُ الْأَنْفُ وَالْأَذْنَــابُ غَيْـرُهُــمْ   وَمَــنْ يُّسَـوِّيْ بِــأَنْفِ الـنَّــاقَةِ الـذَّنَبَــا

(وہ لوگ ناک ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ دم ہیں، کون اونٹ کی ناک کے برابر اس کی دم کو سمجھتا ہے)

تقویٰ اور عمل صالح کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَلَسْتُ أَرَى السَّعَادَةَ جَمْعَ مَالٍ وَلٰكِنَّ التَّقِيَّ هُوَ السَّعِيْدُ
وَتَقْوَى اللّٰهِ خَيْرُ الزَّادِ ذُخْرًا وَعِنْدَ اللّٰهِ لِلْأَتْقَىٰ مَزِيْدُ

(میرے خیال میں مال جمع کرنا سعادت اور خوش بختی نہیں ہے، بلکہ متقی ہی سعادت مند ہے۔
اللہ کی خشیت ہی بہترین توشہ اور ذخیرہ ہے اور اللہ کے پاس متقی کے لیے مزید اجر و ثواب ہے)

حطیئہ نے آل سعد ابن ھذیم انف الناقہ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَبَلْدَةٍ جُبْتُهَا وَحْدِيْ بِيَعْمُلَةٍ إِذَا السَّرَابُ عَلَىٰ صَحْرَائِهَا اضْطَرَبَا
وَالذِّئْبُ يَطْرُقُنَا فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ عَدْوَ الْقَرِيْنَيْنِ فِيْ آثَارِنَا خَبَبَا
قَالَتْ أُمَامَةُ: لَاتَجْزَعْ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ الْعَزَاءَ وَإِنَّ الصَّبْرَ قَدْ غُلِبَا
إِنَّ امْرَأً رَهْطُهُ بِالشَّامِ، مَنْزِلُهُ بِرَمْلِ يَبْرِيْنَ جَارًا، شَدَّ مَا اغْتَرَبَا
هَلَّا الْتَمَسْتِ لَنَا، إِنْ كُنْتِ صَادِقَةً مَالاً فَيَكْسِبُنَا بِالْخَرْجِ أَوْ نَشَبَا
حَتَّىٰ يُجَازِيْ أَقْوَامًا بِسَعْيِهِمُ مِنْ آلِ لَأْيٍ، وَكَانُوْا سَادَةً نُجُبًا
رَدُّوْا عَلَىٰ جَارِ مَوْلَاهُمْ بِمَهْلَكَةٍ لَوْلَا الْأُلَىٰ، وَلَوْ لَاعَطْفُهُمْ عَطَبَا
سَيْرِيْ، أُمَامَ، فَإِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ حَصىً وَالْأَكْرَمِيْنَ إِذَا مَا يُنْسَبُوْنَ أَبًا
قَوْمٌ هُمُ الْأَنْفُ، وَالْأَذْنَابُ غَيْرُهُمُ وَمَنْ يُسَوِّيْ بِأَنْفِ النَّاقَةِ الذَّنَبَا

(میں نے تن تنہا سخت جان اونٹنی پر کئی ملکوں کا سفر کیا، جب کہ سراب صحراء میں ہر طرف چھایا ہوا تھا۔
ہر جگہ بھیڑیا ہمارے پیچھے پیچھے چلتا رہا، وہ ہمارے ساتھ اس طرح لگا ہوا تھا جیسے دو اونٹنیوں کو رسی سے باندھ دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں، وہ بھیڑیا چوکنا ہمارے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور ہم میں سے کسی ایک کی غفلت کا انتظار کر رہا تھا، تا کہ وہ ہم پر حملہ کر دے۔
امامہ نے کہا: گھبراؤ نہیں، میں نے اس سے کہا: مالداری کی امید اور فقر پر صبر دونوں ختم ہو چکے ہیں۔
وہ شخص جس کا خاندان ملکِ عرب کے شمال میں ہو اور اس کی منزل یبرین (ملکِ عرب کے شمال میں یمامہ کی ایک جگہ) کا صحراء ہو، جہاں وہ سفر کر کے جا رہا ہے اور وہ وہاں اجنبی ہو، کسی کو نہ جانتا ہو، اس کی اجنبیت کیا ہی زیادہ ہے۔
تم نے ہمارے لیے مال کا بندوبست کیوں نہیں کیا اگر تم سچ کہہ رہی ہو، تا کہ مقامِ خرج (یمامہ کی ایک جگہ) میں ہم کو فائدہ پہنچایا جائے۔
یہاں تک کہ آل لأی میں سے کوئی لوگوں کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیتا یعنی ہم کو مال دیتا، وہ سردار اور بڑے خاندان کے لوگ ہیں۔
ان کے آقا کے پڑوسی (یہاں مراد زبرقان ابن بدر ہیں) پر انھوں نے ویران جگہ پر احسان کیا، جہاں رہنے والا ہلاک ہو جاتا ہے، اگر وہ نہ ہوتے اور ان کا احسان نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔
امامہ! چلتے رہو، ان کی تعداد کنکریوں کے مانند ہے، جب حسب و نسب کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ اپنے ابا کی طرف سے

شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ لوگ ناک ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ دم ہیں، کون اونٹ کی ناک کے برابر اس کی دم کو سمجھتا ہے)

مراجع:

(الاصابۃ ۱/ ۳۷۸، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۹۰۔۲۹۱، العصر الاسلامی :شوقی ۹۵۔۱۰۰، تاریخ عمر فروخ ۲/ ۳۳۱۔۳۳۸، الأعلام ۲/ ۱۱۸، الأغانی، أمالی القالی ۱/ ۱۷، ۲/ ۵۵، ۳/ ۱۵۲، أنساب الأشراف ۳/ ۱۷۳، البدایۃ والنھایۃ ۷/ ۱۴۷، ۲۳۱، ۸/ ۱۰۰، ۱۰۲، البصائر والذخائر ۲/ ۱۹، ۸/ ۱۲، تاریخ ابن خلدون ۲/ ۱۱۱، تاریخ الاسلام (عھد خلفاء الراشدین) ۳۳۹، تاریخ الأدب العربی جرجی زیدان ۱/ ۱۶۸، تاریخ الأدب العربی بطرس بستانی ۱/ ۲۳۷۔۲۵۲، الحیوان، خزانۃ الأدب، خصائص شعر المخضر مین ۵، ۶، ۱۱، ۱۲، ۲۲۰، ۳۲۰، رسالۃ الغفران ۲۹۹، ۵۶۶، سمط اللآلی، شعر المخضر مین ۲۴۲، ۲۴۵، الشعر والشعراء ۳۲۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۹۳۔۹۸، عیون الأخبار ۱/ ۲۲۹، ۲/ ۵۸، ۳/ ۲۴۲ فوات الوفیات ۱/ ۲۶۷۔۲۷۹، الکامل فی اللغۃ والأدب للمبرد ۱/ ۳۴۹۔۳۵۳، الکامل فی التاریخ لابن الأثیر ۱/ ۶۲۷، ۲/ ۴۷۰، ۳/ ۷۴، معجم الشعراء للمرزبانی ۳۳۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۷۴۔۷۵، الوافی بالوفیات ۱۱/ ۶۹۔۷۴، وفیات الأعیان ۱/ ۲۲۴، ۵/ ۱۹۱، ۶/ ۲۲۹، ۷/ ۶۸)

(۱۰)

حمید ابن ثور ہلالی

حمید ابن ثور ابن عبداللہ ابن عامر ابن ابور بیعہ ابن نہیک ابن ہلال ابن عامر ابن صعصعہ۔ ان کی کنیت ابوثنی ہے۔

حمید اسلام قبول کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اپنا قصیدہ سنایا، جس کے ابتدائی اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

أَضُحىٰ فُؤَادِيُ مِنُ سُلَيُمىٰ مُقُصِدًا ۔۔۔ إِنُ خَطَأً مِنُهَا وَإِنُ تَعَمُّدًا
حَتّٰىٓ أَرَانَا رَبُّنَا مُحَمَّدًا ۔۔۔ يَتُلُوُ مِنَ اللّٰهِ كِتَابًا مُرُشِدًا
فَلَمُ نَكُذِبُ وَخَرَرُنَا سُجَّدًا ۔۔۔ نُعُطِي الزَّكَاةَ وَنُقِيمُ الُمَسُجِدَا

(میرا دل سلیمی پر فریفتہ ہو گیا اور میں نے اس کا حصول اپنا مقصد بنالیا، چاہے اس سے غلطی ہو یا وہ عمداً کرے۔
یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ہم کو محمد ﷺ سے ملایا، جو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہدایت دینے والی کتاب تلاوت کرتے ہیں۔
ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا نہیں اور ہم سجدے میں گر گئے، ہم زکوۃ دیتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں)

حمید کا شمار قادر الکلام بہترین شعراء میں ہوتا ہے، ابراہیم ابن منذر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب نے شعراء کو حکم دیا کہ کوئی کسی عورت کی تشبیب کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے، اس پر حمید ابن ثور نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جس میں انھوں نے اپنی محبوبہ کو لمبے درخت (سرحۃ) سے تشبیہ دی ہے:

أَبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنَّ كُلَّ سَرُحَةِ مَالِكٍ ۔۔۔ عَلىٰ كُلِّ أَفُنَانِ الُعِضَاهِ تَرُوُقُ
فَقَدُ ذَهَبَتُ عَرَضاً وَمَافَوُقَ طُوُلِهَا ۔۔۔ مِنَ السَّرُحِ إِلَّا غَثَّةٌ وَسُحُوُقُ
فَلا الظِّلُّ مِنُ بَرَدِ الضُّحىٰ نَسُتَطِيُعُهُ ۔۔۔ وَلَا الُفَيُءُ مِنُ بَرَدِ الُعَشِيِّ نَذُوُقُ
فَهَلُ أَنَا إِنُ عَلَّلُتُ نَفُسِيُ بِسَرُحَةٍ ۔۔۔ مِنَ السَّرُحِ مَوُجُوُدٌ عَلىٰ طَرِيُقِ

(اللہ کی مرضی یہی ہے کہ بنو مالک کا لمبا درخت (سرحہ یعنی میری محبوبہ) عظیم درختوں کی تمام ٹہنیوں پر اپنے حسن اور خوبصورتی کے جلوے دکھائے۔
وہ درخت چوڑائی میں چلا گیا ہے اور اس سے طویل جتنے بھی درخت ہیں، ان میں پتے کم ہیں اور توازن کے بغیر لمبے ہو گئے ہیں۔
ان درختوں سے نہ دن کے شروع میں ہم سایہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہم سورج کے زوال کے بعد سایہ سے لطف اندوز

ہوسکتے ہیں۔

میں تو لمبے درختوں میں سے ایک درخت (اپنی محبوبہ) سے اپنا دل بہلاتا ہوں، جس کا راستہ میرے دل تک پہنچا ہوا ہے)

حمید ابن بکار نے حمید ابن ثور ہلالی کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں اور کہا ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

حکمت میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں، جو انھوں نے جوانی کے سلسلے میں کہے ہیں:

فَلَا يُبْعِدِ اللّٰهُ الشَّبَابَ وَقَوْلَنَا ۔۔۔ إِذَا مَا صَبَرْنَا صَبْوَةً سَنَتُوْبُ

لَيَالِيَ أَبْصَارُ الْغَوَانِيْ وَسَمْعُهَا ۔۔۔ إِلَيَّ وَإِذْ رِيْحِيْ لَهُنَّ جَنُوْبُ

وَإِذْ يَقُوْلُ النَّاسُ شَيْئٌ مُهَوَّنٌ ۔۔۔ عَلَيْنَا وَإِذْ غُصْنُ الشَّبَابِ رَطِيْبُ

(اللہ جوانی کو دور نہ کرے اور ہماری اس بات کو ختم نہ کرے کہ جب ہم کوئی لڑکپن کا کام کریں گے تو اس کے بعد توبہ کر لیں گے۔

وہ راتیں کیا ہی خوب تھیں، جب خوبصورت دوشیزاؤں کی نگاہیں اور کان میری طرف لگے ہوئے رہتے تھے، اور میں ان کے دلوں میں بسا ہوا ہوتا تھا۔

اور جب لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے لیے آسان ہے، اور جب جوانی کی ٹہنی سرسبز و شاداب رہتی ہے)

محمد ابن سلام جمحی نے اسلامی شعراء کے چوتھے طبقے میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن ابوخیثمہ نے ''جن اسلامی شعراء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے'' ان میں حمید کا تذکرہ کیا ہے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کا شمار فصیح اور بلیغ شعراء میں ہوتا ہے، وہ جس کی بھی ہجو کرتے تھے، اس پر غالب آجاتے تھے، حمید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اور ۷۰ ہجری کے آس پاس آپ کی وفات ہوئی۔

اصمعی نے کہا ہے کہ عہد اسلام میں عرب کے سب سے زیادہ فصیح شعراء چار ہیں: راعی الابل نمیری، تمیم ابن مقبل عجلانی، ابن احمر باہلی اور حمید ابن ثور ہلالی، ان چاروں کا تعلق قیس غیلان سے ہے۔

حضرت عثمان کی شہادت پر آپ نے مندرجہ ذیل مرثیہ کہا:

إِنَّ الْخِلَافَةَ لَمَّا أُظْعِنَتْ ظَعَنُوْا ۔۔۔ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ إِذْ غَيْرَ الْهُدىٰ سَلَكُوْا

صَارَتْ إِلىٰ أَهْلِهَا مِنْهُمْ وَأَوْرَثَهَا ۔۔۔ لَمَّا رَأَى اللّٰهُ فِيْ عُثْمَانَ مَا انْتَهَكُوْا

اَلسَّافِكِيْ دَمِهِ ظُلْمًا وَمَعْصِيَةً ۔۔۔ وَأَيَّ دَمٍ لَا هُدُوْا مِنْ غَيِّهِمْ سَفَكُوْا

وَالْهَاتِكِيْ سِتْرَ ذِيْ حَقٍّ وَمَحْرُمَةٍ ۔۔۔ فَأَيَّ سِتْرٍ عَلىٰ أَشْيَاعِهِمْ هَتَكُوْا

وَالْفَاتِحِيْ بَابَ قِيْلٍ لَا يَزَالُ بِهِ ۔۔۔ قَتْلٌ بِقَتْلٍ إِلىٰ دَهْرٍ وَمُعْتَرَكُ

(جب خلافت یثرب والوں سے دور ہوگئی تو انھوں نے سفر کیا، اس طرح وہ گمراہی کی راہ پر چل پڑے۔

جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انھوں نے عثمان کا خون بہایا تو خلافت ان ہی میں سے بعض لوگوں کے پاس چلی گئی اور اللہ نے ان کو اس کا وارث بنایا۔

اللہ کی نافرمانی اور ظلم کے ساتھ عثمان کا خون کرنے والے، اللہ ان کو ہدایت نہ دے: انھوں نے اپنی گمراہی سے کس کا خون بہایا ہے؟

وہ حق دار اور حرمت والے فرد کا خون کرنے والے ہیں، ان کو سوچنا چاہیے کہ انھوں نے کس کو قتل کیا ہے؟

وہ جھگڑوں کا دروازہ کھولنے والے ہیں، اب بڑی مدت تک ایک کے بعد دوسرا خون ہوتا رہے گا اور جنگیں ہوتی رہیں گی)

حمید ابن ثور قادر الکلام شاعر ہیں، ان کے اشعار کے معانی میں حسن، الفاظ میں مٹھاس پائی جاتی ہے اور وہ بڑی مہارت سے کنایہ اور اشاروں کا استعمال کرتے ہیں، حمید کو غزل صریح میں خصوصی مہارت تھی، فخر، حماسہ اور واقعات کی پیشی (طرد) کے سلسلے میں بھی ان کے اشعار ملتے ہیں، اسی طرح ہجو کی صنف میں بھی انھوں نے اشعار کہے ہیں، ان کی ہجو بڑی سخت ہوتی تھی، انھوں نے حکمت کی صنف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔

آپ کے عمدہ غزلیہ قصیدے کا مطلع یہ ہے:

سَلِ الرَّبْعَ أَنّیٰ یَمَّمَتْ أُمُّ سَالِمٍ وَهَلْ عَادَةٌ لِلرَّبْعِ أَن یَّتَکَلَّمَا

(کھنڈرات سے پوچھو کہ میں نے ام سالم کا قصد کیا ہے، کیا کھنڈرات کی یہ عادت ہے کہ وہ کچھ بولے؟)

اس قصیدے میں انھوں نے کبوتر کے ساتھ اپنی گفتگو کو بیان کیا ہے جو کسی درخت پر بیٹھے گا رہی تھی:

عَجِبْتُ لَهَا، أَنّیٰ یَکُوْنُ غِنَاؤُهَا فَصِیْحًا، وَلَمْ تَغْفِرْ بِمَنْطِقِهَا فَمَا

فَلَمْ أَرَ مَحْزُوْنًا لَهُ مِثْلُ صَوْتِهَا وَلَا عَرَبِیًّا شَاقَهُ صَوْتٌ أَعْجَمَا

کَمِثْلِیْ إِذَا غَنَّتْ، وَلٰکِنْ صَوْتُهَا لَهُ عَوْلَةٌ لَوْ یَفْهَمِ الْعَوْدُ أَرْزَمَا

خَلِیْلَیَّ، إِنِّیْ مُشْتَکٍ مَا أَصَابَنِیْ لِتَسْتَیْقِنَا مَا قَدْ لَقِیْتُ وَتَعْلَمَا

فَلَا تُفْشِیَا سِرِّیْ، وَلَا تَخْذُلَا أَخًا أَبُثُّکُمَا مِنْهُ الْحَدِیْثَ الْمُکَتَّمَا

أَلَمْ تَعْلَمَا أَنِّیْ مُصَابٌ فَتَذْکُرَا بَلَائِیْ إِذَا مَا جُرْفُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

أَلَا هَلْ صَدَایَ أُمَّ وَلِیْدٍ مُکَلِّمٌ صَدَایَ إِذَا مَا کُنْتُ رَمْسًا وَأَعْظُمَا

(مجھے اس کی باتوں پر تعجب ہوا، اس کا گانا یا بولنا کس طرح فصیح و بلیغ ہوگا؟ کیوں کہ اس نے اپنا منھ کھولا ہی نہیں۔ میں نے کسی غمگین کو نہیں دیکھا، جس کی آواز اس کبوتر کی آواز کی طرح ہو، اور نہ میں نے کسی عربی کو دیکھا کہ اس پر کوئی غیر مفہوم بات شاق گزری ہو۔

میری طرح جب اس کبوتر نے چہچہایا، لیکن اس کی آواز میں ایک کرب اور درد ہے، اگر بوڑھا اونٹ اس کی آواز سنتا تو

اس کو اپنی جوانی کی یاد تازہ ہوتی اور اس میں شوق پیدا ہوتا۔

اے میرے دوستو! میں اپنی تکلیف کی تم سے شکایت کررہا ہوں، تا کہ تمھیں میری تکلیف اور درد کا یقین ہو جائے اور تم اس سے واقف ہو جاؤ۔

تم میرا راز فاش نہ کر دینا، اور اپنے بھائی کو رسوا نہ کرنا، میں ایک راز کی بات بتا رہا ہوں۔

کیا تم نہیں جانتے کہ میں بیمار اور مصیبت زدہ ہوں، تم میری مصیبت کو اس وقت یاد کرو گے جب تمھارے سامنے دوسروں کی مصیبتیں آئیں گی اور تم جان لو گے کہ میری مصیبت سب سے بڑی ہے۔

کیا ام ولید کے سر سے نکلنے والا پرندہ میرے سر سے نکلنے والے پرندے سے اس وقت بات کرے گا جب میری قبر بنے گی اور میں ہڈیوں میں تبدیل ہو جاؤں گا (صدی: ایک خیالی پرندہ: عرب میں یہ تصور تھا کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے)

ابن قتیبہ نے ''الشعر والشعراء'' (ج ۷ ص ۲۳۰) میں حمید ابن ثور کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

أریٰ بَصَرِیْ قَدْ رَابَنِیْ بَعْدَ صِحَّۃٍ   وَحَسْبُکَ دَاءً اَنْ تَصِحَّ وَتَسْلَمَا

(میں اپنی آنکھ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس نے صحت کے بعد مجھے شک میں ڈال دیا، تمھاری بیماری کے لیے اتنا کافی ہے کہ تم صحت مند اور صحیح سالم ہو جاؤ)

پھر انھوں نے کہا کہ ''انھوں نے بڑھاپے میں اس سے اچھا شعر نہیں کہا''۔

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۳۵۵ تاریخ عمر فروخ ۲/۲۸۶۔۲۸۸، معجم الأدباء ۱۱/۸، رقم ۲، التھذیب ۴/۶۵۶۔۶۶۰، أسد الغابۃ ۲/۵۳۔۵۴، رسالۃ الغفران ۲۳۰، ۲۵۵۔۲۵۹، الاستیعاب ۱/۳۷۷، طبقات ابن سلام ۹۴، الشعر والشعراء ۳۰۶، الأغانی ۴/۳۵۶، الأعلام ۲/۲۸۳، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۱۰۲، الکامل للمبرد ۲/۹۸، ۱/۱۱۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۷۶، منح المدح ۷۹، معجم شعراء المخضر مین والمأ موئین ۱۱۶۔۱۱۷، وفیات الأعیان ۷/۳۷) حمید ابن ثور ہلالی میمنی کا دیوان قاہرہ دار الکتب سے ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء کو شائع ہوا ہے۔

(۱۱)

حنظلہ ابن شرقی ابوطمحان قینی

حنظلہ ابن شرقی ابوطمحان قینی۔

یہ صعلوک شاعر تھے۔

ابوعبیدہ بکری نے ''شرح الامالی'' میں لکھا ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں زبیر ابن عبدالمطلب کے ہم نشین تھے، پھر ان کو اسلام کا عہد ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ لمبی عمر پانے والوں میں سے تھے، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

وَإِنِّي مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ هُمُ هُمُ ... إِذَا مَاتَ مِنْهُمْ سَيِّدٌ قَامَ صَاحِبُهُ

أَضَاءَتْ لَهُمْ أَحْسَابُهُمْ وَوُجُوهُهُمْ ... دُجَى اللَّيْلِ حَتَّىٰ نَظَمَ الْجَزْعَ ثَاقِبُهُ

(میرا تعلق اس قوم سے ہے جو اپنی مثال آپ ہے، جب ان میں سے کوئی سردار مرتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لیتا ہے، کوئی خلا ہونے نہیں پاتا۔

ان کے حسب ونسب اور ان کے سرداروں نے ان کے لیے رات کی تاریکیوں کو چھانٹ کر روشن کر دیا ہے، یہاں تک کہ اس کی روشنی میں منکوں کو پرویا جاسکتا ہے یعنی اس کی روشنی بہت تیز ہے)

اس شعر کو عہدِ جاہلی کا سب سے بڑا مدحیہ شعر کہا گیا ہے۔

ابوعبیدہ قاسم ابن سلام نے ''الجمہرۃ'' میں کہا ہے کہ وہ زبیر ابن عبدالمطلب کے پاس بڑی مدت تک رہے اور ان کی ہم نشینی اختیار کی، پھر انھوں نے ان کے ایک شعر کا تذکرہ کیا ہے جس میں انھوں نے اپنے تمام گناہوں: زنا، شراب نوشی، خنزیر کا گوشت کھانے اور چوری سے براءت اور توبہ کی ہے۔

ابن حمدون کے تذکرہ میں آیا ہے کہ ان کو دو سو سال کی عمر ملی، ابومخنف کی کتاب ''کتاب المعمرین'' میں بھی ان کا تذکرہ ہے، اور ان کے یہ اشعار نقل کیے گئے ہیں:

حَنَتْنِي حَادِثَاتُ الدَّهْرِ حَتَّىٰ ... كَأَنِّي خَاتِلٌ يَدْنُو لِصَيْدِ

قَرِيبُ الْخَطْوِ يَحْسَبُ مَنْ رَآنِي ... وَلَسْتُ مُقَيَّدًا أَنِّي بِقَيْدِ

(گردشِ زمانہ نے مجھے کبڑا کر دیا ہے اور میری کمر جھکا دی ہے، یہاں تک کہ میری حالت اس شکاری کی سی ہوگئی ہے جو دبے پاؤں شکار کی طرف جاتا ہے، یعنی میں کمزوری کی وجہ سے اتنا آہستہ چلنے لگا ہوں کہ چلنے کی آواز بھی نہیں آتی۔

قریب قریب قدم ڈالنے لگا ہوں، جو کوئی مجھے دیکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں، اس لیے میں قریب قریب قدم ڈالتا ہوں، حالاں کہ میرے پیروں میں بیڑیاں نہیں ہیں)

ابوطمحان زمانۂ جاہلیت میں بہت برے تھے، ان سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا: تمھارا سب سے بدترین گناہ کون سا ہے؟ انھوں نے کہا: "لیلۃ الدیر" والا گناہ۔ دریافت کیا گیا: لیلۃ الدیر کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: میں قبیلہ دیران کی ایک عورت کے پاس بطور مہمان اترا، میں نے وہاں خنزیر کے گوشت کا سالن پیا، اس کے پاس موجود شراب پی، اس کے ساتھ زنا کیا اور اس کے کپڑے چرا کر واپس آیا۔

ابوطمحان، بجیر ابن اوس ابن لام طائی کی قید میں تھے، یہ حربِ فساد میں قید ہوئے تھے، ابوطمحان نے ان کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِذَا قِيْلَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَبِيْلَةً وَأَصْبَرُ يَوْمًا لَا تَوَارىٰ كَوَاكِبُهُ

فَإِنَّ بَنِيْ لَأْمِ بْنِ عَمْرٍو أُرُوْمَةٌ عَلَتْ فَوْقَ صَعْبٍ لَا تُنَالُ مَرَاقِبُهُ

أَضَاءَتْ لَهُمْ أَحْسَابُهُمْ وَوُجُوْهُهُمْ دُجَى اللَّيْلِ حَتّىٰ نَظَّمَ الْجَزْعَ ثَاقِبُهُ

لَهُمْ مَجْلِسٌ لَا يَحْصُرُوْنَ عَنِ النَّدىٰ إِذَا مَطْلَبُ الْمَعْرُوْفِ أَجْدَبَ الرَّاكِبُهُ

(جب دریافت کیا جائے کہ کون سا قبیلہ سب سے زیادہ بہتر اور جنگ میں سب سے زیادہ ڈٹا رہنے والا ہے، ایسی گھمسان کی جنگ میں جس میں ستارے آسمان پر نمودار ہوتے ہیں یعنی غبار کی کثرت کی وجہ سے اندھیرا چھا جاتا ہے اور ستاروں کو گمان ہونے لگتا ہے کہ رات ہوگئی ہے، اس لیے وہ باہر نکلتے ہیں (یہ صرف ادبی بلاغت ہے، فلکیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے)۔

وہ بنولام ابن عمرو کا قبیلہ ہے جو خالص النسب ہے، اس قبیلے نے ناممکن بلندی کو حاصل کرلیا ہے، جہاں تک ان کا تعاقب کرنا ممکن نہیں ہے۔

ان کے حسب ونسب اور ان کے سرداروں نے ان کے لیے رات کی تاریکیوں کو چھانٹ کر روشن کردیا ہے، یہاں تک کہ اس کی روشنی میں منکوں کو پرو دیا جاسکتا ہے یعنی اس کی روشنی بہت تیز ہے۔

ان کی محفل عام رہتی ہے، جس میں وہ سخاوت کرنے میں کوئی کنجوسی نہیں کرتے ہیں، اُس وقت بھی جب کوئی شخص مشہور ومعروف سخاوت وکرم کی جگہ امید لیے جاتا ہے اور اس کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے)

ابوطمحان قینی شاعر، شہسوار، چور، صعلوک، بہت سخت حملہ کرنے والے اور اپنے آپ کو خطروں میں ڈالنے والے شخص تھے، زمانۂ جاہلیت میں اور عہدِ اسلام میں ان کے اخلاق بگڑے ہوئے تھے اور بداخلاق شخص تھے۔

ابوطمحان قینی فطری اور وہبی صلاحیت کے مالک شاعر ہیں، الفاظ میں فصاحت اور ترکیب میں پختگی پائی جاتی ہے، اور بدویت کا غلبہ نظر آتا ہے، ان کے اصنافِ شاعری مدح اور حماسہ ہے، انھوں نے حکمت کے

سلسلے میں بھی اشعار کہے ہیں۔

موت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلا عَلِّلانِي قَبْلَ نَوْحِ النَّوَائِحِ   وَقَبْلَ ارْتِقَاءِ النَّفْسِ فَوْقَ الْجَوَانِحِ
وَقَبْلَ غَدٍ، يَا لَهْفَ نَفْسِي عَلىٰ غَدٍ   إِذَا رَاحَ أَصْحَابِي وَلَسْتُ بِرَائِحِ
إِذَا رَاحَ أَصْحَابِي تَفِيضُ دُمُوعُهُمْ   وَغُودِرْتُ فِي لَحْدٍ عَلىٰ صَفَائِحِي
يَقُولُونَ: هَلْ أَصْلَحْتُمْ لِأَخِيكُمْ   وَمَا اللَّحْدُ فِي الْأَرْضِ الْفَضَاءِ بِصَالِحِ

(سن لو، متوجہ ہو جاؤ! نوحہ کرنے والیوں کے نوحہ کرنے سے پہلے اور پہلوؤں سے سانس کے نکلنے سے پہلے مجھے بہلاؤ۔

اور کل سے پہلے، ہائے افسوس آنے والے کل پر، جب میرے دوست مجھے دفنا کر واپس آئیں گے اور میں واپس نہیں آؤں گا۔

جب میرے ساتھی اس حال میں واپس آئیں گے کہ ان کے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور مجھے لحد میں چھوڑ دیا جائے گا اور میری قبر کو لمبے پتھروں سے ڈھانک دیا جائے گا۔

وہ کہیں گے: کیا تم نے اپنے بھائی کی قبر کو درست بنا دیا ہے، جب کہ صحراء میں لحد کبھی بھی درست نہیں رہتی)

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۳۸۱، الوافی بالوفیات ۱۳/۲۱۱-۲۱۲، تاریخ عمر فروخ ۲/۳۱۵-۳۱۷، الأعلام ۲/۲۸۶، الأغانی ۲/۱۳۷، ۱۱/۱۵۶، ۱۲/۲۰۳، ۱۳/۵-۱۵، ۱۶/۲۹۸، ۲۹۹، البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۶۹، تاریخ الشعراء الخضرمین ۱/۳۷، الحیوان ۴/۴۷۳، خزانۃ الأدب ۸/۹۴، ۹۵، وفیات الأعیان ۱/۶۰، ۵/۱۶۴، معجم شعراء الخضرمین والأمویین ۱۸۸-۱۱۹)

(۱۲)

خفاف ابن ندبہ

خفاف ابن عمیر ابن حرث ابن شرید ابن ریاح ابن یقظہ ابن عصبہ ابن خفاف ابن امرو القیس ابن بہثہ ابن سلیم۔

خفاف، ابن ندبہ کے نام سے مشہور ہیں، ندبہ ان کی ماں کا نام ہے، وہ کالی تھی۔

ابن کلبی نے لکھا ہے کہ انھوں نے فتح مکہ میں شرکت کی اور ان کے پاس بنو سلیم کا جھنڈا تھا اور وہ مشہور شاعر تھے۔

اصمعی نے کہا ہے کہ انھوں نے جنگِ حنین میں شرکت کی اور دورِ ارتداد میں اسلام پر قائم رہے اور حضرت عمر کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے۔

ابو عبیدہ نے کہا ہے: خفاف کے دادا حرث ابن شرید نے بنو حرث ابن کعب پر حملہ کیا اور ندبہ کو قید کر کے لے آئے اور اپنے بیٹے عمیر کو ہدیے میں دیا، ان ہی سے خفاف پیدا ہوئے اور ندبہ ہی کی طرف منسوب ہوئے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ خفاف مخضرم شاعر ہیں، ان کو عہدِ جاہلی ملا، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا، اور فتنۂ ارتداد میں ثابت قدم رہے، انھوں نے حضرت ابو بکر کی مدح کی اور عمر کے زمانے تک زندہ رہے، یہ قبیلہ قیس کے شہسواروں اور اس کے مشہور شعراء میں سے تھے۔

اصمعی نے کہا ہے کہ وہ اور درید شہسواروں میں سب سے بڑے شاعر تھے، ان کی کنیت ابو خراشہ ہے، ان ہی کے سلسلے میں عباس ابن مرداس نے اشعار کہے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

أَبَا خَرَاشَةَ! أَمَّا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ فَإِنَّ قَوْمِيْ لَمْ تَأْكُلْهُمُ الضَّبُعُ

(ابو خراشہ! تمھاری تعداد زیادہ ہے تو میری قوم کو بھی بجو نے نہیں کھایا ہے)

مبرد نے ''الکامل'' میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے فخر کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

أَقُوْلُ لَهُ وَالرُّمْحُ يَأْطُرُ مَتْنَهُ تَأَمَّلْ خُفَافًا إِنَّنِيْ أَنَا ذٰلِكَا

فَإِنْ تَكُ خَيْلِيْ قَدْ أُصِيْبَ صَمِيْمُهَا فَعَمْدًا عَلٰى عَيْنِيْ تَيَمَّمْتُ مَالِكَا

(میں اس سے کہہ رہا تھا جب کہ نیزہ اس کی پیٹھ میں مڑ رہا تھا: دیکھ میں خفاف ہوں جس کے بارے میں تم نے سن رکھا ہے۔

اگر میرے گھوڑے کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے تو میں نے عمداً جانتے ہوئے مالک کا قصد کیا ہے)

خفاف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شریک تھے، اس موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جن میں وہ اپنے گھوڑے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ ... حُنَيْنًا وَهِيَ دَامِيَةُ الْحَوَامِي
وَوَقْعَةَ خَالِدٍ شَهِدَتْ وَحَلَّتْ ... سَنَابِكُهَا عَلَى الْبَلَدِ الْحَرَامِ
تَعَرِّضُ لِلسُّيُوفِ بِكُلِّ ثَغْرٍ ... خُدُودًا لَا تَعَرَّضُ لِلطَّامِي
وَلَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّي ثِيَابِي ... إِذَا هَرَّ الْكُمَاةُ وَلَا أُرَامِي
وَلَكِنِّي يَجُولُ الْمُهْرُ تَحْتِي ... إِلَى الْغَارَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ

(میرے گھوڑے جنگ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، جو گھوڑے نشان زدہ یعنی خالص ہیں، اور بہادروں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

اور خالد کے ساتھ جنگ میں وہ گھوڑے شریک رہے، جس کے کنارے بلدِ حرام تک پہنچ گئے ہیں۔

ہر جنگ میں تلواروں کے سامنے اپنے چہرے کر دیتے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ بہادروں کا شکار ہو جائے۔

اور میں اپنے کپڑے نہیں اتارتا ہوں جب بہادر خوف زدہ ہو کر چلانے لگتے ہیں، اور میں اس وقت تیر اندازی بھی نہیں کرتا۔

لیکن گھوڑا مجھے اٹھائے جنگوں میں گھومتا ہے، جب کہ میرے ہاتھوں میں تیز کاٹنے والی تلوار رہتی ہے)

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۴۴۸، الوافی بالوفیات ۱۳/۳۵۱، اسد الغابۃ ۲/۱۱۸۔۱۱۹، الشعر والشعراء ۱/۲۵۸۔۲۵۹، الأغانی (بولاق) ۱۶/۱۳۹۔۱۴۶، الکامل للمبرد ۱/۲۴۷، ۳/۲۲۶۔۲۲۷، ۴/۵۶۔۵۷، خزانۃ الأدب ۲/۴۷۰۔۴۷۳، المؤتلف والمختلف ۱۵۳، الاستیعاب ۲/۴۵۰، طبقات ابن سعد ۳/۶۰۴، ۴/۲۷۵، جمھرۃ أشعار العرب ۱/۶، کشف الظنون ۷۸۸، الأعلام ۲/۳۰۹، تاریخ الأدب بلاشیر ۲/۱۹۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۵، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۳۲۔۱۳۳، منح المدح ۸۷) وزارت اعلام بغداد کی طرف سے نوری حمودی قیسی نے ان کا دیوان جمع کیا ہے اور اس پر تحقیق کی ہے اور اسلامی شعراء کے ضمن میں بیروت عالم الکتب سے ۱۹۸۴ء میں ان کا دیوان شائع ہوا ہے۔

(۱۳)

ربیع ابن ربیعہ ابن عوف (مخبل)

ربیع ابن ربیعہ ابن عوف ابن ثمال ابن انف الناقہ ابن قریع ابن عوف ابن کعب ابن سعد ابن زید مناۃ ابن سہم تمیمی ثم سعدی ثم قریعی۔

ربیع مشہور شاعر ہیں اور مخبل سعدی کے نام سے مشہور ہیں، ان کی کنیت ابو یزید ہے۔

ابن داب نے کہا ہے کہ ان کا نام کعب ابن ربیعہ ہے، ابن حبیب نے کہا ہے کہ ان کا نام ربیعہ ابن مالک ہے، فرزدق نے ان کی شاعری پر فخر کیا ہے اور ان کی کنیت ابو یزید سے ان کا تذکرہ کیا ہے، فرزدق کہتا ہے:

وَهَبَ الْقَصَائِدَ لِیَ النَّوَابِغُ إِذْ مَضَوْا وَأَبُوْ يَزِيْدَ ذُو الْقُرُوْحِ وَجَرْوَلُ

(یکتائے روزگار شعراء نے مجھے قصیدے اور شاعری وراثت میں دی ہے، جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے، وہ ذوالقروح ابو یزید اور جرول ہیں)

ابوالفرج اصبہانی نے الاغانی میں لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں ان کو طویل عمر ملی، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وفات بڑھاپے میں حضرت عمر یا حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔

ابن حبیب نے لکھا ہے کہ مخبل نے زبرقان ابن بدر سے ان کی بہن خلیدہ کا ہاتھ مانگا تو انھوں نے انکار کیا، اور اپنی بہن کی شادی بنو جشم ابن عوف کے ایک فرد سے کی، جس کا نام ہزال ہے، ہزال نے شادی کے بعد زبرقان کے پڑوسی کا خون کیا، اس پر مخبل نے زبرقان کو عار دلاتے ہوئے کہا:

أَنْكَحْتَ هُزَالًا خَلِيْدَةَ بَعْدَمَا زَعَمْتَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ أَنَّكَ قَاتِلُهْ

(تم نے خلیدہ کی شادی ہزال سے کردی، اس کے بعد کہ تم نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ تم اپنے پڑوسی کے بدلے اس کو قتل کروگے)

ابوالفرج اصبہانی نے نقل کیا ہے کہ محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے زبرقان ابن بدر، مخبل سعدی، عبدہ ابن طبیب، عمرو ابن اہتم اور علقمہ ابن عبدہ ایک مرتبہ جمع ہوئے، انھوں نے اونٹنیاں ذبح کی اور ایک اونٹنی بیچ کر شراب خریدی اور گوشت بھون کر کھانے لگے، اس محفل میں انھوں نے شعراء کا تذکرہ کیا اور اس پر بات ہونے لگی کہ کس شاعر کا شعر سب سے زیادہ عمدہ رہتا ہے، ان میں اس بارے میں

اختلاف ہوا، اخیر میں وہ سب اس پر راضی ہوئے کہ جس شخص کا گزر سب سے پہلے ہوگا وہ ہمارے درمیان حکم بنے گا، سب سے پہلے ربیعہ ابن حدار سلمی کا گزر ہوا تو انھوں نے ربیعہ کو حکم بنایا، اور اپنا مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا، انھوں نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم ناراض ہو جاؤ گے۔ سبھوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ناراض نہیں ہوگا۔ انھوں نے کہا: مخبل! جہاں تک تمھارا تعلق ہے، تمھارے اشعار آگ کی چنگاریاں ہیں، اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے یہ چنگاریاں ڈال دیتا ہے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ مخبل فطری موہوبی شاعر تھے، انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی، ان کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے، جس کا مطلع ہے:

إِنِّــيْ وَجَـــدْتُ الْأَمْــرَ أَرْشَــدَهُ ۔۔۔ تَــقْــوَى الْــإِلٰــهِ وَشَــرُّهُ الْــإِثْــمُ

(میں نے یہ پایا کہ سب سے زیادہ عقل مندی اور ہدایت کا راستہ اللہ کی خشیت اور تقوی ہے اور سب سے برا راستہ گناہ ہے)

ان کا تعلق بنو انف الناقہ خاندان سے ہے، ان کا ایک بیٹا شیبان تھا، جنھوں نے کوفہ ہجرت کی اور ابن ابو وقاص کے ساتھ ایرانیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے جہاد میں نکلے، مخبل بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے تھے، انھوں نے اپنے سب اونٹ، بکریاں اور تمام ساز وسامان بیچ کر اپنے بیٹے کے ساتھ جا کر رہنے کا ارادہ کیا تو علقمہ ابن ہوذہ نے ان کو منع کیا اور ان کو مال اور گھوڑا دیا اور ان کے سلسلے میں عمر ابن خطاب سے بات کی، انھوں نے شیبان کے سلسلے میں مخبل کے کہے ہوئے اشعار حضرت عمر کو سنائے جو مندرجہ ذیل ہیں:

أَيُهْــلِـكُــنِــيْ شَيْبَــانُ فِــيْ كُــلِّ لَيْــلَةٍ ۔۔۔ لَــقَــلْبِــيْ مِــنْ خَــوْفِ الْــفِــرَاقِ وَجِيْــبُ

أَشَيْبَــانُ مَــا أَدْرَاكَ فِــيْ كُــلِّ لَيْــلَةٍ ۔۔۔ غَبَــقْتُكَ فِيْهَــا وَالْــغَبُــوْقُ حَبِيْــبُ

أَشَيْبَــانُ إِنْ تَــأْتِ الْــجُيُــوْشَ تَــجِدْهُمْ ۔۔۔ يُــقَــاسُــوْنَ أَيَّــامًــا لَهُــنَّ خُــطُــوْبُ

يَــذُوْدُوْنَ جُــنْــدَ الْهَــرْمُــزَانِ كَــأَنَّــمَــا ۔۔۔ يَــذُوْدُوْنَ أَوْرَادَ الْــكُلَابِ تَــلُــوْبُ

وَلَا هَــمَّ إِلَّا الْبَــزَّ أَوْ كُــلَّ سَــابِــحٍ ۔۔۔ عَلَيْــهِ فَتــىً شَــاكِــي السِّلَاحِ نَجِيْــبُ

فَإِنْ يَّكُ غُــصْنِــي الْيَــوْمَ أَصْبَحَ بَالِيًا ۔۔۔ وَغُــصْــنُــكَ مِــنْ مَــاءِ الشَّبَــابِ رَطِيْــبُ

فَإِنْ حَــنَــتْ ظَهْــرِيْ خُــطُــوْبٌ تَتَابَعَتْ ۔۔۔ فَــمَشْيِــيْ ضَــعِيْفٌ فِــي الــرِّجَــالِ دَبِيْــبٌ

إِذَا قَــالَ صَــحْبِــيْ يَــا رَبِيْــعُ أَلَا تَــرىٰ ۔۔۔ أَرَى الشَّخْــصَ كَــالشَّخْصَيْــنِ وَهْــوَ قَــرِيْــبُ

وَيُــخْــبِــرُنِــيْ شَيْبَــانُ أَن لَّــن يَّــعُــقَّــنِــيْ ۔۔۔ تَــعُــقُّ إِذَا فَــارَقْــتَــنِــيْ وَتَــحُــوْبُ

(کیا شیبان ہر رات مجھے ہلاک کرتا رہے گا، میرا دل جدائی کے خوف سے لرزہ اور بے قرار ہے۔

شیبان! تمھیں کیا پتہ؟ ہر رات میں تمھاری جدائی کا کڑوا گھونٹ پیتا ہوں، حالاں کہ رات کی شراب پسندیدہ ہوتی ہے۔

شیبان! جب لشکروں سے تمھاری ٹکر ہوگی تو تم جان لوگے کہ وہ ایسی جنگوں میں پستے ہیں جن میں مصیبتوں پر مصیبتیں ٹوٹتی ہیں۔
وہ ہرمزان کے لشکروں کو روک رہے ہیں، گویا کہ وہ قبیلہ کُلاب کی اونٹنیوں کو گھاٹ پر آنے سے روک رہے ہیں، جو پیاسی ہیں اور پانی کے اردگرد گھوم رہی ہیں۔
ان میں سے ہر ایک کا ارادہ سامنے والے پر غالب آنے کا ہے، اور اپنے مقابل کے خون کا پیاسا ہے، ہر سواری پر ہتھیاروں سے لیس شریف نوجوان سوار ہے۔
آج میری ٹہنی سوکھ گئی ہے یعنی میں بوڑھا ہوگیا ہوں، اور تمھاری ٹہنی جوانی کے پانی کی وجہ سے تر و تازہ ہے۔
میری پیٹھ کو مسلسل مصیبتوں نے جھکا دیا ہے، میں لوگوں میں بہت آہستہ چلتا ہوں، میں بہت کمزور ہوگیا ہوں، جس کی وجہ سے میں گھسٹ گھسٹ کر چلتا ہوں۔
جب میرے ساتھی مجھے پکارتے ہیں تو تمھیں معلوم نہیں کہ ایک کو دو دو دیکھتا ہوں، حالاں کہ وہ قریب ہی رہتا ہے، یعنی میرے جسم کے ساتھ میری آنکھیں بھی کمزور ہوگئی ہیں۔
شیبان مجھ سے کہا کرتا تھا کہ وہ کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کرے گا، جب تم مجھے چھوڑ گئے تو یہی تمھاری طرف سے میری نافرمانی ہے، اس نافرمانی پر تم کو گناہ ملے گا)

یہ اشعار سن کر حضرت عمر رو پڑے اور ان کا دل نرم پڑ گیا، اور سعد ابن ابو وقاص کو لکھا کہ شیبان کو جنگ سے واپس بھیج دیا جائے، انھوں نے اصرار کیا کہ جنگ سے واپس نہ کیا جائے اور جہاد میں ہی رہنے کا موقع دیا جائے، اور اس سعادت سے محروم نہ کیا جائے، حضرت سعد نے کہا: یہ عمر کا حکم اور فیصلہ ہے۔ وہ واپس اپنے والد کے پاس آئے اور موت تک ان ہی کے ساتھ رہے۔

اَغانی میں مخبل سعدی کے بہت سے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔

مخبل سعدی مشہور اور عظیم شاعر ہیں، لیکن ان کا شمار کم گو شعراء میں ہوتا ہے، ان کے اشعار فصیح ہوتے ہیں، اور ترکیب بڑی آسان ہوتی ہے، ان کے اصناف شاعری مدح اور ہجو ہیں، ان کی ہجو بڑی تکلیف دہ اور سخت ہے، وہ اونٹ کا وصف بڑے اچھے انداز میں تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں، حکمت، غزل اور عتاب میں بھی ان کے اشعار ہیں۔

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۵۱۰، ۳۹۱/۱، الوافی بالوفیات ۱۴/۸۲۔۸۳، تاریخ عمر فروخ ۲/۲۸۹۔۲۹۰) ☆

(۱۴)

ربیعہ ابن مقروم

ربیعہ ابن مقروم ابن قیس ابن جابر ابن خالد ابن عمرو ابن تمیط ابن اسید ابن مالک ابن بکر ابن سعد ابن ضبہ ضبی

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ربیعہ ابن مقروم زمانۂ جاہلیت اور عہدِ اسلام میں قبیلۂ مضر کے شعراء میں سے تھے، انھوں نے اسلام قبول کیا، اور پکّے مسلمان ہوئے، جنگِ قادسیہ میں اور اس کے علاوہ دوسری فتوحات میں حصہ لیا، وفات کے وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی، اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل کہا ہے:

وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ مِائَةٌ أُعِدُّهَا حَوْلاً فَحَوْلاً أَنَّ بَلاهَا مُبْتَلِي

(مجھ پر ایک سو سال گزر چکے ہیں، میں ایک ایک سال کر کے ان سالوں کو گن رہا ہوں، جو اتنے سال زندہ رہا ہو، وہی جانتا ہے کہ یہ کتنی بڑی آزمائش ہے)

ابو عبید نے شرح الأمالی میں اسی طرح لکھا ہے، ابو الفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں وہ کسریٰ کے دربار میں گئے تھے، پھر اسلام قبول کرنے تک وہ زندہ رہے اور انھوں نے لمبی عمر پائی۔

دعبل نے ''طبقات الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے: ''یہ مخضرم شاعر ہیں، مقامِ شقر میں کسریٰ نے ان کو قید کیا تھا، پھر ان کو جنگِ قادسیہ میں شریک ہونے کا موقع ملا، انھوں نے اس جنگ کے بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

ان کے بعض بہترین اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

شَمَّاءُ وَاضِحَةُ الْعَوَارِضِ طِفْلَةٌ كَالْبَدْرِ مِنْ خِلَالِ السَّحَابِ الْمُنْجَلِي

وَكَأَنَّمَا رِيحُ الْقَرَنْفُلِ نَشْرُهَا أَوْ حَنُوَةٌ خُلِطَتْ خُزَامَى حَوْمَلِ

(اس کی ناک اونچی، متوازن اور خوبصورت ہے، اس کے رخسار گورے اور بچوں کی طرح نرم و نازک ہیں، اس کا چہرہ چودھویں کے اس چاند کے مانند ہے، جو تہہ بہ تہہ بادلوں سے ظاہر ہوا ہے۔

گویا لونگ کی خوشبو اس کے جسم کی خوشبو ہے، یا حنوہ پھول ہے جس میں مقامِ حومل کے خزامی پھول ملا دیے گئے ہوں۔ خزامی ایک خوشبودار پودہ ہے جس کے پھول اور شاخیں انتہائی خوشبودار ہوتی ہیں)

عمر فروخ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: ''ربیع ابن مقروم قادر الکلام مخضرم شاعر ہیں، ان کی شاعری میں کثرت سے غریب الفاظ ملتے ہیں، ان کے اصناف سخن مدح، فخر، ہجو ہیں، خمریات پر بھی انھوں نے اشعار

کہے ہیں، ان کی غزل شعر قدیم کے لیے فخر کا باعث ہے، ان کے اشعار کو مغنیوں نے بہت زیادہ گایا ہے"۔

ربیعہ ابن مقروم نے فخر میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَمِنْ آلِ هِنْدٍ عَرَفْتَ الرُّسُوْمَا ... بِجُمْرَانَ قَفْرًا أَبَتْ أَنْ تَرِيْمَا
وَقَفْتُ-أَسْأَلُهَا- نَاقَتِيْ ... وَمَا أَنَا، أَمْ مَا سُؤَالِيْ الرُّسُوْمَا
وَذَكَّرَنِيَ الْعَهْدَ أَيَّامُهَا ... فَهَاجَ التَّذَكُّرُ قَلْبًا سَلِيْمًا
فَفَاضَتْ دُمُوْعِيْ -فَنَهْنَهْتُهَا- ... عَلَىٰ لِحْيَتِيْ وَرِدَائِيْ سُجُوْمًا

(کیا تم نے ہند کے خاندان کے کھنڈرات کو پہچان لیا جو مقامِ جمران میں ویران پڑے ہوئے ہیں، لیکن وہ ابھی مکمل مٹے ہوئے نہیں ہیں، یعنی وہ ہمیشہ ہمیش اپنی اسی حالت میں رہیں گے۔

میں نے وہاں اپنی اونٹنی کھڑی کی، تاکہ وہاں کے کھنڈرات سے کچھ دریافت کروں، میرا وہاں کھڑا رہنے سے کیا فائدہ؟ اور کھنڈرات سے سوال کرنے سے کیا فائدہ؟ کیوں کہ کھنڈرات جواب نہیں دیتے۔

اس کے ساتھ گزرے ہوئے دنوں نے مجھے پرانی یاد اور پرانا زمانہ تازہ کر دیا، جس کے نتیجے میں صحیح سالم جسم میں اس کی یادیں بھڑک اٹھیں۔

میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، میں نے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی، لیکن رک نہیں پائے، وہ مسلسل گرتے رہے یہاں تک کہ میری داڑھی اور کپڑے بھیگ گئے)

شراب کے وصف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَفِتْيَانِ صِدْقٍ قَدْ صَبَحْتُ سُلَافَةً ... إِذَا الدِّيْكُ فِيْ جَوْشٍ مِنَ اللَّيْلِ طَرَّبَا
سُخَامِيَّةٌ صَهْبَاءُ صِرْفًا، وَتَارَةً ... تُعَاوِرُ أَيْدِيْهِمْ شِوَاءً مُضَهَّبَا
وَمَشْجُوْجَةٌ بِالْمَاءِ يَنْزُوْ حُبَابُهَا ... إِذَا الْمُسْمِعُ الْغِرِّيْدُ مِنْهَا تَحَبَّبَا

(کتنے ہی میرے سچے اور مخلص دوست ہیں جن کو میں نے صبح سویرے اس وقت شراب پلائی، جب کہ رات کے آخری پہر مرغ اذان دے ہی رہا تھا۔

اس شراب کا نشہ ہلکا ہے، اس سے سر نہیں چکراتا ہے، اس کا رنگ لال ہے اور وہ خالص ہے، اس میں پانی نہیں ملایا گیا ہے، اور کبھی وہ بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے ایک دوسرے سے لے کر کھاتے ہیں۔

اور کبھی پانی ملی ہوئی شراب کا دور چلتا ہے، پانی ملانے پر اس کی تیزابیت کی وجہ سے بلبلے اٹھنے لگتے ہیں، جب دوسروں کو سنانے والے گلوکار دوسروں کے لیے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور اپنی دھن ہی میں مشغول رہتا ہے، اتنا وقت گزرنے کے باوجود اس میں بلبلے اٹھتے رہتے ہیں)

مراجع:

(الاصابہ ۱/۵۱۱، الوافی بالوفیات ۱۴/۹۱_۹۳، تاریخ معر فروخ ۲/۳۲۰_۳۲۲، الأعلام ۳/۱۷، الأصمعیات ۸۴، الأغانی ۵/۲۰۹، ۲۲/۱۰۱_۱۰۶، الأمالی للقالی ۱/۸، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۹۰، الحیوان ۱/۳۴۷، ۶/۴۲۴، ۷/۲۶۲، خزانۃ الأدب، دیوان الشعر العربی ۱/۱۸۳، شعراء اسلامیون ۲۳۵_۲۹۶، الشعر والشعراء ۳۲۶، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۲۸۱، عیون الأخبار ۱/۱۲۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۷، معجم شعراء اللسان ۱۷۵، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۵۸_۱۵۹)

(۱۵)

زبرقان ابن بدر مری

زبرقان ابن بدر ابن امرؤالقیس ابن خلف ابن بھدلہ ابن عوف ابن کعب ابن سعد ابن زید مناۃ ابن تمیم ابن مری۔

ان کا تعلق قبیلہ تمیم کے خاندانِ بنوسعد سے ہے، ان کا اصل نام حصین تھا، زبرقان ان کا لقب ہے، خوبصورتی اور چہرے کی رونق کی وجہ سے ان کا نام زبرقان پڑ گیا، زبرقان چاند کا ایک نام ہے، ان کی کنیت ابوعیاش ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بنوتمیم کا وفد عطارد ابن حاجب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، بنوتمیم کے شرفاء اس وفد میں تھے، ان میں زبرقان ابن بدر بھی تھے، جن کا تعلق قبیلہ بنوسعد سے تھا، ان کے ساتھ اقرع ابن حابس، عمرو ابن اہتم وغیرہ تھے، ان لوگوں نے آ کر حجرات (امہات المؤمنین کے گھر) کے پیچھے سے آپ ﷺ کو پکارا................ پھر سب مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے زبرقان ابن بدر کو ان کی قوم کے صدقات اور زکوۃ جمع کرنے کا ذمے دار بنایا تھا، انھوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتنۂ ارتداد کے دنوں میں بھی زکوۃ ادا کی، حضرت ابوبکر نے بھی ان کو قوم کی زکوۃ کا ذمہ دار بنایا، پھر حضرت عمر کے عہدِ خلافت تک صدقات جمع کرنے کے ذمہ دار رہے۔

وثیمہ نے ''الردۃ'' میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے زکوۃ کی ادائیگی کا تذکرہ کیا ہے اور قیس ابن عاصم سے تعرض کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

وَفَّيْتُ بِأَذْوَادِ الرَّسُوْلِ وَقَدْ أَتَتْ سَعَاةٌ فَلَمْ يُرَدِدْ بَعِيْرًا مِخْرَفَا
مَنْ مُبْلِغٌ قَيْسًا وَخِنْدَفًا إِنَّهُ عَزْمُ الْإِلٰهِ لَنَا وَأَمْرُ مُحَمَّدِ

(میں نے زکوۃ کی اونٹنیاں پہنچائی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا، قبیلہ سعاۃ ہمارے مقابلہ میں آیا، لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا، وہ کوئی کمزور اونٹنی بھی واپس نہیں لے جا سکا۔

قیس اور خندف کو یہ بات کون پہنچائے گا کہ ہمارے حق میں اللہ کی یہی مشیت ہے اور محمد ﷺ کا یہی حکم ہے)

جاحظ نے کتاب البیان میں لکھا ہے کہ زبرقان ابن بدر زیاد کے پاس آئے، اس وقت ان کی

بینائی ختم ہوگئی تھی، آہستہ سے انھوں نے سلام کیا، زیاد نے ان کو اپنے سے قریب کیا اور اپنے ساتھ بٹھایا۔

مرادی نے اپنی کتاب ''فیمن عمی من الأشراف'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

کوبی نے لکھا ہے کہ وہ عبدالملک کے پاس آئے اور اپنے ساتھ ۲۵ گھوڑے لے آئے، اور ہر گھوڑے کے باپ اور ماں کی طرف سے نسب نامہ بیان کیا، اور ہر گھوڑے پر الگ الگ قسم کھائی، یہ سن کر عبدالملک نے کہا: گھوڑوں کے نسب کے علم سے زیادہ مجھ کو اس بات پر تعجب ہے کہ انھوں نے الگ الگ نوعیت کی قسم کھائی۔

زبرقان ابن بدر اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھے، وہ اپنی قوم کے ساتھ سن ۹ ہجری میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی قوم کے صدقات کا ذمے دار بنایا اور ابوبکر اور عمرؓ نے بھی ان کو صدقات کا ذمے دار باقی رکھا، جب پہلی مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے سامنے انھوں نے قصیدہ سنایا، جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

نَحْنُ الْمُلُوْكُ فَلاحَيٌّ يُفَاخِرُنَا — فِيْنَا الْعَلَاءُ وَفِيْنَا تُنْصَبُ الْبِيَعُ

وَكَمْ قَسَرْنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ كُلِّهِمِ — عِنْدَ النِّهَابِ وَفَضْلُ الْخَيْرِ يُتَّبَعُ

وَنَحْنُ نُطِيْعُ عِنْدَ الْقَحْطِ مَا أَكَلُوْا — مِنَ السَّدِيْفِ إِذْ لَمْ يُؤْنَسِ الْقَزَعُ

وَنَنْحَرُ الْكُوْمَ عِبْطًا فِيْ أَرُوْمَتِنَا — لِلنَّازِلِيْنَ إِذَا مَا أُنْزِلُوْا شَبِعُوْا

(ہمارا تعلق بادشاہوں کی نسل سے ہے، کوئی خاندان فخر ومباہات میں ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتا، ہم ہی بلندیوں کو چھونے والے باعزت شرفاء ہیں، اور ہم میں گرجا گھروں کو قائم کرنے والے بھی ہیں۔

کتنے ہی قبیلوں کو ہم نے جنگ کے موقع پر تہہ وبالا کر دیا، جو خیر وبھلائی میں سب سے افضل ہو اسی کی پیروری کی جاتی ہے اور وہ ہم ہی ہیں۔

جب قحط سالی کے دن آتے ہیں اور لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہوتا اور پت جھڑ کے موسم میں ہلکے سے بادل کی بھی امید نہیں رہتی تو اس وقت ہم لوگوں کو کھلاتے ہیں۔

ہم اپنے مہمانوں کے لیے اور ہمارے پاس آنے والوں کے لیے صحت مند اونٹنیوں کو ذبح کرتے ہیں، یہ ہماری خاندانی عادت ہے، جب لوگوں کو ہمارے یہاں اتارا جاتا ہے تو وہ آسودہ ہو جاتے ہیں)

زبرقان ابن بدر نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر مندرجہ ذیل مرثیہ کہا:

آلَيْتُ لَا أَبْكِيْ عَلٰى أَحَدٍ — بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَنَامْ

بَعْدَ الَّذِيْ كَانَ لَنَا هَادِيًا — مِنْ حَيْرَةٍ كَانَتْ وَبَدْرُ الظَّلَامْ

يَا مُبْلِغَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَبِّهِ — فِيْنَا وَيَا مُحْيِيَ لَيْلَ التَّمَامْ

وَهَادِيَ النَّاسِ إِلٰى رُشْدِهِمْ — وَشَارِعَ الْحِلِّ لَهُمْ وَالْحَرَامْ

أَنْتَ الَّذِيْ اِسْتَنْقَذْتَنَا بَعْدَمَا — كُنَّا عَلٰى مِهْوَاةِ جُرُفٍ قِيَامْ

(میں نے قسم کھائی ہے کہ خیر البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مرنے والے پر نہیں رؤوں گا۔
میں حیران و پریشان تھا، اس کے بعد انھوں نے ہم کو ہدایت کا راستہ دکھایا، وہ تاریک رات میں چودھویں کے چاند تھے۔
اپنے پروردگار کی طرف سے ہم تک احکام اور اوامر پہنچانے والے! اور تاریک رات کو روشن کرنے والے!۔
لوگوں کی بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے! حلال اور حرام کو مشروع کرنے والے!۔
آپ ہی نے ہم کو گھڑے میں گرنے سے بچایا ہے، جب کہ ہم گھڑے کے کنارے کھڑے تھے اور اس میں گرنے ہی والے تھے)

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۵۲۴_۵۲۵، الوافی بالوفیات ۱۴/۳/۱۷۳_۱۷۵، واقدی ۳/۹۷۷، الاستیعاب ۱/۲۱۰ رقم ۸۵۲، طبقات ابن سعد ۷/۴۴۱، الأغانی ۲/۱۷۹، الأعلام ۳/۴۱، الأمالی للقالی ۲/۴۷، ۱۰۰، ۳/۲۱۱، أنساب العرب لابن الکلبی ۴۳، البدایۃ والنھایۃ ۵/۳۸، ۳۹، ۴۰_۴۲، البیان التبیین ۳/۱۷۹، الحیوان ۳/۱۰۳، ۶/۹۸، جمھرۃ الأنساب ۲۰۸، خزانۃ الأدب ۳/۲۹۰_۲۹۴، خصائص شعر المخضرمین ۱/۱۳۵، رسالۃ الغفران ۳۰۰، السیرۃ ۴/۲۰۶، ۲۰۷، ۲/۵۶۷، الشعر والشعراء ۳۲۷، ۳۷۴، ۳۸۲، ۴۲۰، شعراء النصرانیۃ بعد الاسلام ۲/۳۰، المؤتلف والمختلف ۱۲۸، العقد الفرید، عیون الأخبار ۱/۲۲۶، فوات الوفیات ۱/۲۷۷، منح المدح ۱۱۴، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۶۴_۱۶۵) ان کا دیوان موسسۃ الرسالۃ عمان سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوا ہے جس کو سعود محمود جابر نے جمع کیا ہے اور اس کی تشریح کی ہے، ان کا دوسرا دیوان حمید آدم تو یني نے جمع کیا ہے جو بغداد سے شائع ہوا ہے۔ (معجم شعراء المخضرمین والأمویین)

(۱۶)

زید الخیل طائی

زید الخیل ابن مہلہل ابن زید ابن منہب ابن عبد ابن عبد ابن اقصی ابن مخلس ابن ثوب ابن کنانہ ابن مالک ابن نائل ابن عمرو ابن غوث ابن طی طائی۔

ان کا تعلق قبیلۂ طے سے ہے، ۹ ہجری کو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، آپ نے ان کا نام زید الخیل سے بدل کر زید الخیر رکھا۔

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سوار آیا اور اس نے اپنی سواری کو بٹھایا، پھر حضور اکرم ﷺ سے قریب ہو کر دریافت کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس نو دن کی مسافت طے کر کے آیا ہوں، تاکہ آپ سے دو خصلتوں کے بارے میں دریافت کروں، آپ نے دریافت فرمایا: "تمھارا نام کیا ہے؟"۔ انھوں نے کہا: میں زید الخیل ہوں۔ آپ نے فرمایا: "بلکہ تم زید الخیر ہو"۔

ابو عمرو نے کہا ہے کہ زید الخیر کا انتقال رسول اللہ ﷺ سے مل کر واپس آنے کے بعد ہوا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کا انتقال حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ہوا۔

آپ شاعر، خطیب، بہادر اور سخی تھے۔ آپ کی کنیت ابو مکنف ہے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کی ماں کا نام قوشت بنت اثرم تھا، یہ قبیلہ کلب سے تعلق رکھتی تھیں، ان کا شمار جاہلی شعراء اور گنے چنے بہادروں میں ہوتا تھا، آپ خوبصورت جسم کے مالک اور طویل القامت تھے، آپ کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے:

وَخَيْبَةِ مَــن يَــخِـبُ عَـلَـىٰ غَـنِـيٍّ   وَبَـاهِـلَةِ بْـنِ يَعْصُـرٍ وَالـرِّكَـابِ

(ابوعبیدہ نے اس شعر کا مطلب یہ لکھا ہے کہ باہلہ ابن یعصر اور اس کے ساتھی شہسوار کسی کے قابو میں آنے والے نہیں ہیں اور وہ بزدل نہیں ہیں، جب ان میں سے کوئی مالِ غنیمت کے حصول میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ بہت پیچھے ہٹ جاتا ہے)

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور فیدا کی زمین جاگیر میں دی، جب وہ مڑ کر چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید ہی زید مدینہ کے بخار سے بچ جائے"۔ زید کو قردہ نامی کنویں کے پاس بخار آیا اور ان کا وہیں انتقال ہو گیا۔

ابن درید نے ''الأخبار المنثورة'' میں لکھا ہے کہ قردہ کے مقام پر وہ تین دنوں تک رکے رہے اور وہیں پر ان کا انتقال ہو گیا، قبیصہ ابن اسود ابن عامر نے ایک سال وہیں قیام کیا، پھر ان کی سواری اور کجاوہ لے کر ان کے علاقے کا رخ کیا، ساز وسامان میں رسول اللہ ﷺ کا خط بھی تھا، جب ان کی بیوی نے دیکھا کہ صرف سواری ہے اور اس پر زید نہیں ہے تو اس کو جلا دیا، سواری کے ساتھ آپ ﷺ کا خط بھی جل گیا۔

ابن وثیمہ نے ''الردة'' میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جو اشعار انھوں نے حضرت ابوبکر کی خدمت میں بھیجے تھے، وہ اشعار یہ ہیں:

إِمَامَ أَمَا تَخْشَيْنِ بِنْتَ أَبِيْ نَصْرِ ۔۔۔ فَقَدْ قَامَ بِالْأَمْرِ الْجَلِيِّ أَبُوْبَكْرِ
نَجِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ وَحْدَهُ ۔۔۔ وَصَاحِبُهُ الصِّدِّيْقُ فِيْ مُعْظَمِ الْأَمْرِ

(بنت ابونصر! کیا تمھیں خوف نہیں لگ رہا ہے، ابوبکر نے بہت بڑی ذمہ داری اٹھائی ہے یعنی وہ خلیفہ ہو گئے ہیں۔ وہ غارِ ثور میں اللہ کے رسول کے تن تنہا ساتھی اور ہم سفر تھے اور اکثر معاملات میں ان کے سچے اور مخلص ساتھی تھے)

اگر یہ اشعار صحیح ہیں تو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ زید الخیل حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت تک زندہ تھے۔

زید الخیل اور کعب ابن زہیر ایک دوسرے کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔

زید الخیر شہسوار، اور کم گو شاعر تھے، ان کے اکثر اشعار اپنی جنگوں، حملوں اور کارناموں کے سلسلے میں ہیں، ان کا موضوعِ شاعری حماسہ اور فخر ہے اور طرد میں بھی ان کے کچھ اشعار ملتے ہیں، ہجو کے بہت کم اشعار ملتے ہیں۔

زید الخیل نے زمانۂ جاہلیت میں بنو نصر اور بنو مالک کے ساتھ مل کر قبیلۂ غطفان کے خاندان بنو فزارہ اور بنو عبد اللات پر حملہ کیا تھا جس میں ان کو فتح ملی تھی، مالِ غنیمت کو انھوں نے آپس میں تقسیم کیا، زید نے ان سے کہا: مجھے سرداری کا حق دو۔ بنو نصر نے ان کو سرداری کا حق دیا، لیکن بنو مالک نے انکار کیا تو زید نے ان کو اپنے سے الگ کیا، تھوڑے ہی دنوں بعد بنو فزارہ نے بنو مالک پر حملہ کیا اور ان کے ہاتھوں سے سب کچھ چھین لیا، اس پر بنو مالک نے دہائی دی: زید! ہماری مدد کرو۔ پھر زید نے بنو فزارہ پر حملہ کیا اور ان کے سردار کو قتل کر کے تمام مالِ غنیمت کو واپس لوٹا دیا، پھر ان سے سرداری کا حق لیا، اسی واقعے کے بارے میں وہ کہتے ہیں:

لَقَدْ عَلِمَتْ نَبْهَانُ أَنِّيْ حَمَيْتُهَا ۔۔۔ وَأَنِّيْ مَنَعْتُ السَّبْيَ أَنْ يَتَبَدَّدَا
غَدَاةَ نَبَذْتُمْ بِالصَّعِيْدِ رِمَاحَكُمْ ۔۔۔ وَطَبَّقْتُمُ الْبَيْدَاءَ مَثْنٰى وَمَوْحِدًا
بِذِيْ شَطِبٍ أُغْشِي الْكَتِيْبَةَ سَلْهَبًا ۔۔۔ أَقَبَّ كَسِرْحَانِ الظَّلَامِ مُعَوَّدًا

إِذَا شَکَّ أَطْرَافُ الْعَالِيْ لَبَانَهُ ‏ أُقَدِّمُهُ حَتّیٰ يَرَی الْمَوْتَ أَسْوَدَا
فَمَا زِلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِغُرَّةِ وَجْهِهِ ‏ وَبِالسَّيْفِ حَتّیٰ كَرَّ تَحْتِيَ مُجْهَدَا

(قبیلہ نبہان جانتا ہے کہ میں نے ان کی حفاظت کی اور میں نے ہی قیدیوں کو منتشر ہونے سے روکا۔
اس دن جب تم نے زمین پر ہتھیار ڈال دیے اور تم نے ایک ایک اور دو دو کر کے صحراء کو ڈھانک لیا۔
ذوخطب پہاڑ کے پاس میں نے لمبے تڑنگے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنوں پر حملہ کر دیا، جو گھوڑا بہت بلند اور تاریکی کے بھیڑیے کے مانند چست اور چاق و چوبند اور جنگ کا عادی ہے۔
جب نیزوں کے پھل اس کے سینے کو چبتے ہیں تو میں اس کو لے کر اور آگے بڑھتا ہوں اور اقدام کرتا ہوں، یہاں تک کہ وہ موت کی کالی گھٹائیں اپنے سامنے دیکھنے لگتا ہے۔
میں برابر ان کو اپنے گھوڑے کے اگلے حصے اور تلوار سے مارتا رہا، یہاں تک کہ وہ تھک ہار کر میرے پیروں میں اوندھے منھ گر گیا)

اپنی وفات کے وقت انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَمُرْتَحِلٌ قَوْمِيَ الْمَشَارِقَ غَدْوَةً ‏ وَأُتْرَكُ فِيْ بَيْتٍ بِفَرْدَةَ مُنْجِدِ
سَقَى اللّٰهُ مَابَيْنَ الْقَفِيْلِ فَطَابَةَ ‏ فَمَا دُوْنَ أَرْمَامٍ فَمَا فَوْقَ مُنْشِدِ
هُنَالِكَ لَوْ أَنِّيْ مَرِضْتُ لَعَادَنِيْ ‏ عَوَائِدُ مَنْ لَّمْ يشْفِ مِنْهُنَّ يَجْهَدِ
فَلَيْتَ اللَّوَاتِيْ عُدْنَنِيْ لَمْ يَعُدْنَنِيْ ‏ وَلَيْتَ اللَّوَائِيْ غِبْنَ عَنِّيْ عُوَّدِيْ

(کیا میری قوم مشرق کے علاقوں کی طرف شام کے وقت اپنا سفر جاری رکھے گی اور مجھے نجد کے علاقہ مقامِ فردہ کے گھر میں چھوڑ دیا جائے گا۔
اللہ تعالیٰ قفیل اور طابہ کے درمیان، اور ارمام کے نچلے علاقوں اور منشد کے اوپری علاقوں پر اپنی رحمت برسائے۔
وہاں اگر میں بیمار ہوتا تو میری عیادت کرنے ایسے لوگ آتے کہ جب تک مجھے شفایابی نہیں ملتی وہ کوشش اور جدوجہد کرتے رہتے۔
کاش وہ عورتیں میری عیادت کرتیں جنھوں نے میری عیادت نہیں کی ہے، کاش جو مجھ سے غائب ہیں، وہ میری عیادت کرنے والے ہوتے)

مراجع:

(الاصابۃ ۱/۵۵۶، الوافی بالوفیات ۱۵/۴۰-۴۱، تاریخ عمر فروخ ۲/۲۷۸-۲۷۹، سیرت النبی سید سلیمان ندوی ۲/۴۳، السیرۃ النبویۃ ۹۴۶، طبقات ابن سعد ۲/۵۵۹، تہذیب ابن عساکر ۳۴۱۶، الأغانی ۱۷/۲۴۵، تاریخ الأدب العربی۔ بروکلمان ۱:۷۰، تاریخ الأدب العربی۔ جرجی زیدان ۱:۱۴۵-۱۴۶)

(۱۷)

سالم ابن مسافع ابن دارہ

سالم بن مسافع مشہور شاعر ہیں، ابوالفرج اصبہانی نے کہا ہے کہ ان کو زمانۂ جاہلی اور عہد اسلام ملا، دارہ ان کے دادا کا لقب ہے، ان کے نام پر یہی لقب غالب آ گیا، ان کا نام یربوع بن کعب بن عدی بن جشم بن بہشہ بن عبداللہ بن غطفان تھا۔

ابوعبیدہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن دارہ اسلامی شعراء میں سے تھے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ میں نے سالم کے دیوان میں پڑھا ہے کہ حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں سالم بن مسافع کو قتل کیا گیا، ان کو زمیل بن ام دینار فزاری نے قتل کیا تھا، کیوں کہ سالم نے اس کی ہجو کی تھی، وہ اشعار بہت مشہور ہوئے، جو مندرجہ ذیل ہے۔

لَا تَـأْمَـنَنَّ فَـزَارِيًـا خَـلَـوْتَ بِـهِ   عَـلَـىٰ قَـلُـوْصِـكَ وَاكْـتُـبْـهَـا بِـأَسْـيَـارِ

(جب کسی فزاری سے تنہائی میں رہنا پڑے تو اپنی اونٹنی کے سلسلے میں اس پر بھروسہ نہ کرو، بلکہ اس کو مضبوطی سے باندھ دو)

ان ہی میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

أَنَـا ابْـنُ دَارَةَ مَـوْصُـوْلًا بِـهِ نَـسَـبِـيْ   وَهَـلْ بِـدَارَةَ يَـالَـلـنَّـاسُ مِـنْ عَـارِ

(میں دارہ کا بیٹا ہوں، میرا نسب بالکل خالص ہے، اے لوگو! کیا دارہ سے نسبت میں کوئی عار ہے)

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور عینیہ ابن حصن فزاری کو مخاطب کر کے کہے ہوئے ان کے اشعار نقل کیے ہیں، عینیہ حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں مرتد ہو گئے تھے پھر وہ اسلام میں دوبارہ داخل ہوئے، انھوں نے حضرت ابوبکر سے کہا: میرا اور اشعث کا قصہ ایک ہی ہے، پھر تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم نے اس کی عزت کی اور اس کی شادی کرادی، لیکن میرے ساتھ اس طرح نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر نے اپنی بہن کی شادی اشعث سے کی تھی، سالم بن دارہ نے اشعث کو اپنے ان اشعار میں جواب دیا:

يَـا عُـيَـيْـنَـةَ بْـنَ حِـصْـنٍ آلَ عَـدِيٍّ   أَنْـتَ مِـنْ قَـوْمِـكَ الـصَّـمِـيْـمِ صَـمِـيْـمُ

لَـسْـتَ كَـالْأَشْـعَـثِ الْـمُـعَـصَّـبِ بِـالتَّـا   جِ غُلَامًـا قَـدْ سَـادَ وَهُـوَ فَـطِـيْـمُ

جَـدُّهُ آكِـلُ الْـمِـرَارِ وَقَـيْـسٌ   خَـطْـبُـهُ فِـي الْـمُـلُـوْكِ خَـطْـبٌ عَظِيْمٌ

إِنْ تَكُونَا أَتَيْتُمَا خَطْبَ الْغَدْ رِ سَوَا كُمَا تُقَدُّ الْأَدِيمُ

فَلَهُ هَيْبَةُ الْمُلُوكِ وَلِلْأَشْعَ ثِ إِنْ حَانَ حَادِثٌ وَقَدِيمُ

إِنَّ لِلْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عِزَّةً وَأَنْتَ بَهِيمُ

(آل عدی سے تعلق رکھنے والے! عیینہ ابن حصن! تم اپنی سردار قوم سے تعلق رکھتے ہو اور اپنی قوم کے سردار بھی ہو۔ لیکن تم اشعث کی طرح نہیں ہو، جنھوں نے بچپن ہی میں تاج شاہی پہن لیا تھا، وہ تو بادشاہ ہیں، انھوں نے اپنی قوم کی قیادت اس وقت کی جب وہ دودھ پیتے بچہ تھے۔

ان کے دادا آکل المرار اور قیس ہیں، بادشاہوں میں ان کا مقام بہت بلند ہے، اگر تم دونوں غداری کے فتنہ میں آتے تو تم دونوں کا انجام ایک ہی ہوتا یعنی تم قتل کر دیے جاتے اور زمین تم دونوں کو اپنے اندر سمو لیتی۔

ان میں بادشاہوں کا سا رعب پایا جاتا ہے اور اشعث بھی ویسے ہی بارعب ہیں، جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے اور پرانی عزت و شرافت کا تذکرہ ہوتا ہے۔

اشعث ابن قیس ابن معدی کرب کی ایک عزت اور مقام و مرتبہ ہے اور تم سیاہ فام ہو)

مراجع:

(الاصابۃ ۲/ ۱۰۷، الأعلام ۳/ ۲۳، الأغانی ۶/ ۲۲،۲۷۱/ ۱۵۶، ۲۳۵، الامالی ۹۴،۱۲۳، خزانۃ الأدب ۲/ ۱۴۰۔۱۵۰، سمط اللآلی ۲۲۸، ۸۶۲، الشعر والشعراء ۲۰۱۔۲۰۳، معجم البلدان ۵/ ۱۵۸، شعراء الخضر مین وا لأموبین ۱۷۸۔۱۷۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۱)

(۱۸)

سحیم

(بنو حسحاس کے غلام)

سحیم بنو حسحاس کے غلام تھے، وہ مشہور مخضرم شاعر ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

ابو الفرج اصبھانی نے ابو عبیدہ کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ سحیم کالے کلوٹے اعجمی غلام تھے، ان کو نبی کریم ﷺ کا زمانہ نصیب ہوا، نبی کریم ﷺ نے ان کا شعر اپنی مجلس میں پڑھا ہے۔

مرزبانی نے سحیم کے تذکرے میں اور دینوری نے "المجالسۃ" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ شعر پڑھا:

كَفىٰ بِالْإِسْلَامِ وَالشَّيْبُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاعر نے یوں کہا ہے:

كَفَى الشَّيْبَ وَالْإِسْلَامَ لِلْمَرءِ نَاهِيًا

نبی کریم ﷺ نے پہلے کی طرح ہی دھرایا تو حضرت ابو بکر نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ آیت پڑھی "وما علمناه الشعر وماينبغي له"۔

عمر بن شیبہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سحیم حضرت عمر کے پاس آئے اور یہ قصیدہ سنایا۔

ابن حبیب نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بنو حسحاس کے غلام سحیم کا یہ شعر سنایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً لَا انْقِطَاعَ لَهُ ۔۔۔ فَلَيْسَ إِحْسَانُهُ عَنَّا بِمَقْطُوْعِ

(اللہ کے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں، جس کی تعریف کبھی منقطع نہیں ہے، چناں چہ اس کے احسانات ہم سے منقطع نہیں ہیں)

آپ نے فرمایا: اس نے بہترین بات کہی اور سچ کہا، اللہ تعالیٰ اس طرح کی باتوں کی قدر کرتا ہے، اگر وہ سیدھے راستے پر چلے اور نیک اعمال کرے تو وہ جنتی ہے۔

حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ان کو قتل کر دیا گیا۔

صفدی نے لکھا ہے کہ سحیم کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور وہ فصیح مخضرم شاعر ہیں، ان کو آپ ﷺ سے شرف باریابی کا موقع نہیں ملا، ان کی وفات سن ۴۰ ھجری کے آس پاس ہوئی، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں۔

أَشْعَارُ عَبْدِ بَنِي الْحَسْحَاسِ فَمَنْ لَهُ عِنْدَ الْفِخَارِ مُقَامَ الْأَصْلِ وَالْوَرِقِ
إِنْ كُنْتُ عَبْدًا فَنَفْسِي حُرَّةٌ كَرَمًا أَوْ أَسْوَدُاللَّوْنِ إِنِّي أَبْيَضُ الْخُلُقِ

(فخر اور مباہات کے وقت اصلیت اور خالص ہونے میں بنوحسحاس کے غلام کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔
اگر میں غلام ہوں تو میرا دل آزاد ہے، اگر میرا رنگ کالا ہے تو میرے اخلاق سفید اور روشن ہیں)

مندرجہ ذیل اشعار میں سحیم نے اپنے آقا کی بہن کا تذکرہ کیا ہے جب وہ بیمار تھی۔

مَاذَا يُرِيْدُ السَّقَامُ مِنْ قَمَرٍ كُلُّ جَمَالٍ لِوَجْهِهِ تَبَعُ
مَايَرُ تَجِيْ خَابَ مِنْ مَحَاسِنِهَا أَمَالَهُ فِي الْقُبَاحِ مُتَّسَعُ
غَيَّرَ مِنْ لَوْنِهَا وَصَفَّرَ فَارْتَدَّ فِيْهِ الْجَمَالُ وَالْبِدَعُ
لَوْكَانَ يَبْغِي الْفِدَاءَ قُلْتُ لَهُ هَا أَنَا دُوْنَ الْحَبِيْبِ يَاوَجَعُ

(بیماری چاند سے کیا چاہتی ہے، ہر قسم کی خوبصورتی اس کے تابع ہے۔
اس کا اندیشہ نہیں ہے کہ بیماری اس کے حسن وجمال میں کمی لائے گی، یا اس کی بدصورتی میں اضافہ کرے گے۔
بیماری نے اس کا رنگ بدل دیا ہے اور پیلا کردیا ہے، اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ اس میں خوبصورتی اور انوکھا پن لوٹ آیا ہے۔
اگر بیماری کو فدیہ کی تلاش ہوتی تو میں اس سے کہتا: اے بیماری! میں محبوب کی طرف سے حاضر ہوں)

ان کو بنوحسحاس والوں نے قتل کردیا، کیوں کہ اس نے اپنے اشعار میں بنوحسحاس کے ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ اپنے معاشقہ کا تذکرہ کیا اور اپنے تعلقات کا اقرار بھی کیا کہ سوائے ایک عورت کے سب کے ساتھ اس نے موجِ مستی کی ہے، ان اشعار کو گنگناتے ہوئے سردار نے سنا، وہ اشعار یہ تھے:

يَارُبَّ شَجْوٍ لَكَ فِيْ الْحَاضِرِ تُذْكِرُهَا وَأَنْتَ فِي الصَّادِرِ
مِنْ كُلِّ بَيْضَاءَ لَهَا كَعْثَبُ مِثْلَ سِنَامِ الْبَكْرَةِ الْمَائِرِ

(کتنے ہی تیرے غم ہیں، موجودہ دنوں میں جن کی یاد تمہیں ستارہی ہے، اور اب تم صادر میں ہو۔
تم نے ہر خوبصورت عورت کے ساتھ موجِ مستی کی ہے، جن کا سینہ تیز رفتار اونٹنی کے کوہان کے مانند ہے)

قتل کے وقت انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

شُدُّوْا وِثَاقَ الْعَبْدِ لَا يَفْلِتْكُمْ إِنَّ الْحَيَاةَ مِنَ الْمَمَاتِ قَرِيْبٌ
فَلَقَدْ تَحَدَّرَ مِنْ جَبِيْنِ فَتَاتِكُمْ عَرْقٌ عَلَىٰ جَنْبِ الْفِرَاشِ رَطِيْبُ

(غلام کی رسی کو مضبوطی سے باندھ لو، کہیں وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے، میری زندگی موت کے قریب ہے۔
لیکن تمھاری دوشیزہ کی پیشانی سے تروتازہ پسینہ اتر کر بستر کے پہلو پر گر چکا ہے)

سحیم کی زبان میں عجمیت تھی، جب کوئی شعر گنگناتے اور اس کو پسند کرتے تو وہ کہتے: أهـنّك والله! يعني أحسنت والله۔

جب عبداللہ بن ربیع (مشہور شاعر عمر ابن ربیعہ کے والد) نے سحیم کو خریدا تو وہ شعر کہا

کرتا تھا، انھوں نے حضرت عثمان کی خدمت میں بطور ھدیہ اس کو پیش کرنا چاہا تو عثمان نے عبداللہ کے نام خط لکھا: ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کو واپس لے جاؤ، غلام شاعر کی فطرت یہ ہوتی ہے کہ جب وہ آسودہ ہوتا ہے تو اپنے آقا کی رشتہ دار عورتوں کی تشبیب اور تغزل شروع کرتا ہے، اگر کھانے کو نہ ملے تو ھجو کرتا ہے۔ عبداللہ نے اس کو مالک نامی شخص کے ہاتھوں بیچ دیا، پھر مالک نے بنو حسحاس کو بیچ دیا، ان کا تعلق بنواسد بن خزیمہ سے ہے۔

سحیم قادر الکلام شاعر ہیں، ان کے اشعار میں مٹھاس پائی جاتی ہے، ان کے اکثر اشعار تغزل کے ہیں، اور ان میں بھی فحش اشعار کی کثرت ہے، سحیم نے فخر، حماسہ اور بارش کے وصف میں بھی اشعار کہے ہیں۔ حکمت کے باب میں بھی اشعار ملتے ہیں، لیکن بہت کم ہیں، جس میں بھی کثرت کے ساتھ موت کا تذکرہ ہے۔

سحیم کو بنوتمیم ابن مر کے کسی سردار کی بیوی کے ساتھ محبت تھی، جس کا نام غالیہ تھا، مندرجہ ذیل قصیدے میں حسحاس نے اس عورت کو کنایۃً عمیرہ کے نام سے مخاطب کیا ہے، یہ قصیدہ سحیم کے طویل اور مشہور قصیدوں میں سے ہے، جس کے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

عُمَيْرَةَ وَدِّعْ إِنْ تَجَهَّزْتَ غَادِيًا ۔۔۔ كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ لِلْمَرْءِ هَادِيًا
لَيَالِيَ تَصْطَادُ الْقُلُوْبَ بِفَاحِمٍ ۔۔۔ تَرَاهُ أَثِيْثًا نَاعِمَ النَّبْتِ عَافِيًا
وَجِيْدٍ كَجِيْدِ الرِّيْمِ لَيْسَ بِعَاطِلٍ ۔۔۔ مِنَ الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ وَالشَّذْرِ حَالِيًا
كَأَنَّ الثُّرَيَّا عُلِّقَتْ فَوْقَ نَحْرِهَا ۔۔۔ وَجَمْرُ الْغَضَى هَبَّتْ لَهُ الرِّيْحُ ذَاكِيًا
وَمَنْ يَكُ لَا يَبْقَى عَلَى النَّأْيِ وَدُّهُ ۔۔۔ فَقَدْ زَوَّدَتْ زَادًا عُمَيْرَةُ بَاقِيًا
وَهَبَّتْ لَنَا رِيْحُ الشِّمَالِ بِقَرَّةٍ ۔۔۔ وَلَا ثَوْبَ إِلَّا بُرْدُهَا وَرِدَائِيَا
فَمَا زَالَ بُرْدِيْ طَيِّبًا مِنْ ثِيَابِهَا ۔۔۔ إِلَى الْحَوْلِ حَتَّى أَنْهَجَ الْبُرْدُ بَالِيًا

(عمیرہ کو الوداع کہو، اگر تم نے چلے جانے کی ٹھان لی ہے، بڑھاپا اور اسلام آدمی کو راہِ راست پر لانے کے لیے کافی ہیں۔
کتنی ہی راتیں ایسی ہیں کہ جس میں عمیرہ اپنے کالے گھنے اور ملائم بالوں سے دلوں کا شکار کرتی ہے۔
اس کی گردن سفید ہرنی کی گردن کی طرح لمبی ہے، اس کی گردن زیورات سے خالی نہیں ہے، بلکہ موتی، یاقوت اور سونے چاندی کے منکوں سے مزین ہے۔
گویا ثریا ستارے کو لاکر اس کی گردن پر لٹکایا گیا ہے، اور غضی لکڑی (وہ لکڑی جس میں آگ بہت دیر تک جلتی ہے) پر ہوا چل رہی ہو، جس میں بہترین خوشبو ڈال دی گئی ہو۔
کون شخص ایسا ہے کہ دوری پر اس کی محبت باقی نہ رہتی ہو، عمیرہ نے ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والا توشہ مجھے دیا ہے۔
ہم پر ٹھنڈی شمالی ہوائیں چلیں، اس وقت ہم پر صرف اس کا اور میرا کپڑا تھا۔
اس کے کپڑوں کے لمس کی وجہ سے میرے کپڑوں میں بھی خوشبو بس گئی، اور وہ خوشبو ایک سال تک باقی رہی، یہاں تک کہ کپڑا بوسیدہ ہو گیا، لیکن اس کے باوجود اس کے کپڑوں کی خوشبو اس میں باقی رہی)

(۱۹)

عبداللہ بن زبعری قرشی سہمی

عبداللہ بن زبعری بن قیس بن عدی بن سہم قرشی سہمی۔

عبداللہ قریش کے مشہور شاعر ہیں، مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ قریش کے سب سے بڑے شاعر تھے، حضور ﷺ اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ اپنی جدوجہد اور اپنے اشعار کے ذریعے وہ مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے۔ جنگ بدر کے بعد آس پاس کے قبیلوں اور پورے عرب میں مسلمانوں کے خلاف کفار کو متحد کرنے کی کوششوں میں یہ بھی شریک تھے، اس مہم کی ذمہ داری چار افراد کو سونپی گئی تھی، ان میں عمرو بن عاص اور عبداللہ بن زبعری بھی تھے۔ آس پاس کے قبیلوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور برانگیختہ کرنے میں ان کا بڑا رول رہا ہے، جس کے بعد جنگ احد اور خندق کے واقعات پیش آئے، حضور ﷺ کی ہجو میں انہوں نے بہت سے اشعار کہے ہیں، پھر فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے اسلام قبول کیا، جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو عبداللہ بن زبعری نجران بھاگ گئے، کیوں کہ ان کو معافی کی امید نہیں تھی، اس پر حسان بن ثابت نے ان کو مندرجہ ذیل شعر میں عار دلایا:

لَا تَعْدَمَنْ رَجُلًا أَحَلَّكَ بُغْضُهُ   نَجْرَانَ فِيْ عَيْشٍ أَحَذَّ لَئِيْمِ

(اس شخص کو کھو مت دینا جس کے غصہ نے تم کو نجران جا کر ایسی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے، جو بہت حقیر اور گھٹیا ہے)

یہ شعر سن کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور بہت سے بہترین اور عمدہ اشعار میں آپ ﷺ سے معذرت کی، اور بے مثال مدحیہ اشعار کہے، آپ نے ان کی معذرت قبول کی۔ ان میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

مَنَعَ الرُّقَادَ بَلَابِلٌ وَهُمُوْمُ   وَاللَّيْلُ مُعْتَلِجٌ وَالرَّوَاقُ بَهِيْمُ

مِمَّا أَتَانِيْ أَنَّ أَحْمَدَ لَامَنِيْ   فِيْهِ فَبِتُّ كَأَنَّنِيْ مَحْمُوْمُ

إِنِّيْ لَمُعْتَذِرٌ إِلَيْكَ مِنَ الَّذِيْ   أَسْدَيْتُ إِذْ أَنَا فِي الضَّلَالِ أَهِيْمُ

أَيَّامَ تَأْمُرُنِيْ بِأَغْوَى خُطَّةٍ   أَمْرُ الْغُوَاةِ وَأَمْرُهُمْ مَشْؤُوْمُ

فَالْيَوْمَ آمَنَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ   قَلْبِيْ وَمُخْطِئُ هٰذِهِ مَحْرُوْمُ

مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ أَسْبَابُهَا   وَأَتَتْ أَوَاصِرُ بَيْنَنَا وَحُلُوْمُ

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ وَالِدَايَ كِلَاهُمَا   وَارْحَمْ فَإِنَّكَ رَاحِمٌ مَرْحُوْمُ

وَعَلَيْكَ مِنْ سِمَةِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ   نُوْرٌ أَغَرُّ وَخَاتَمٌ مَخْتُوْمُ

أَعْطَاکَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهُ   شَرَفًا وَبُرْهَانُ الْإِلٰهِ عَظِيمُ

(اضطراب، پریشانیوں اور غموں نے میری نیند اڑادی ہے، حالاں کہ رات تاریک ہو چکی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔
کیوں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ احمد نے میری ملامت کی ہے، میں نے رات اس شخص کی طرح کروٹیں بدلتے ہوئی گزاری، جس کو بخار آ گیا ہو۔
میں آپ کے پاس ان تمام چیزوں سے معذرت کرتا ہوں جن کو میں نے اس وقت انجام دیا ہے جب میں گمراہی میں پڑا ہوا اور حیران تھا۔
ان دنوں مجھے گمراہ لوگ گمراہ منصوبوں پر عمل کرنے کا حکم دیتے تھے اور ان کا حکم منحوس ہے۔
آج میں اللہ کے نبی محمد ﷺ پر دل و جان سے ایمان لے آتا ہوں، اور اس موقع کو گنوانے والا محروم ہے۔
دشمنی ختم ہوگئی، اور اس کے اسباب زائل ہوگئے، اور ہمارے درمیان مضبوط تعلقات قائم ہوگئے۔
میرے والد اور والدہ دونوں آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے معاف کر دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے، آپ رحم کرنے والے ہیں، اور اللہ نے آپ پر اپنی رحمت نازل کی ہے۔
آپ پر دونوں جہانوں کے شہنشاہ کی نشانی ہے، جو بہت ہی تیز نور ہے، اور آپ پر ختم نبوت کی مہر ہے۔
اللہ نے آپ کو محبت کے بعد بطور عزت اپنی دلیل عطا کی ہے، اور اللہ کی دلیل بڑی عظیم ہے)

عمر فروخ نے لکھا ہے: عبداللہ بن زبعری قریش کے معدودِ چند شعراء میں سے تھے اور مکہ کے سب سے ماہر شاعر تھے۔ (طبقات ابن سعد ۵۷) ان کے اشعار مدح اور ہجو کی صنف میں زیادہ ہیں اور بعض حکمت کے بھی اشعار ہیں، ان کے اشعار میں قادر الکلامی اور مٹھاس وسہولت پائی جاتی ہے۔

(تاریخ فروخ ج۲)

عبداللہ ابن زبعری کے مندرجہ ذیل اشعار گا کر پڑھے جاتے تھے:

يَا غُرَابَ الْبَيْنِ، أَسَمِعْتَ فَقُلْ   إِنَّمَا تَنْطِقُ شَيْئًا قَدْ فُعِلْ
إِنَّ لِلْخَيْرِ وَلِلشَّرِّ مَدًى   وَكِلَا هٰذَيْنِ وَقْتٌ وَأَجَلْ
كُلُّ بُؤْسٍ وَنَعِيمٍ زَائِلٌ   وَبَنَاتُ الدَّهْرِ يَلْعَبْنَ بِكُلْ
وَالْعَطِيَّاتُ خِسَاسٌ بَيْنَهُمْ   وَسَوَاءٌ قَبْرُ مُثْرٍ وَمُقِلْ

(اے برے شگون والے کوے! کیا تم نے سنا، سنا ہے تو بتاؤ: تم وہی چیز بتاتے ہو، جو ہو چکی ہے۔
بھلائی اور برائی کا ایک وقت ہوتا ہے، اور دونوں کی ایک مدت مقرر رہتی ہے۔
تنگ حالی اور خوش حالی دونوں ختم ہونے والی ہے اور مصائب زمانہ اور گردش ایام ہر ایک کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔
عطیات لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے رہتے ہیں، مالدار اور غریب دونوں کی قبر یکساں ہوتی ہے)

انھوں نے عمر ابن ابو ربیعہ کے دادا ابو ربیعہ حذیفہ ابن مغیرہ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، ان کو ذو الرمحین کہا جاتا تھا:

أَلَا لِلّٰهِ قَوْمٌ وَ   لَدَتْ أُخْتُ بَنِي سَهْمٍ
هِشَامٌ وَأَبُو عَبْدِ   مَنَافٍ مِدْرَةُ الْخَصْمِ

وَذُو الرُّمْحَيْنِ أَشْبَاكَ عَلَى الْقُوَّةِ وَالْحَزْمِ
فَهٰذَانِ يَذُوْدَانِ وَذَا مِنْ كَثَبٍ يَرْمِيْ
أُسُوْدٌ تَزْدَهِي الْأَقْرَانَ مَنَّاعُوْنَ لِلْهَضْمِ
وَهُمْ يَوْمَ عُكَاظٍ مَنَعُوا النَّاسَ مِنَ الْهَزْمِ

(وہ کیا ہی بہترین لوگ ہیں، جن کو بنوسہم کی دختر نے جنا ہے۔
ہشام اور عبد مناف اپنے دشمنوں کی خبران کے قبیلوں تک پہنچانے والے ہیں۔
یہ دونوں مقابلہ کررہے ہیں اور اپنی عزت کی حفاظت کررہے ہیں اور وہ قریب سے تیراندازی کررہا ہے۔
وہ شیر ہیں جو بہادروں کو بھی اپنے سامنے ہلکا اور کمزور پاتے ہیں، وہ ظلم وستم کو روکنے والے ہیں۔
انھوں نے عکاظ کے دن لوگوں کو شکست سے بچایا)

ابن حجر عسقلانی نے ''الاصابہ'' میں تحریر کیا ہے کہ وہ سب سے بڑے شہری شاعر تھے اور مسلمانوں کے بڑے سخت دشمن تھے، پھر انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ (الاصابہ ج۲ص۳۰۰)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابوسعد ہے؛ وہ قریش کے شاعر تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی مدح میں اشعار کہے، حضور ﷺ نے ان کو کپڑوں کا ایک جوڑا عطا فرمایا، اسلام لانے کے بعد عبداللہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ إِنَّ لِسَانِيْ رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ إِذْ أَنَا بُوْرُ
إِذْ أُجَارِي الشَّيْطَانَ فِيْ سُنَنِ الْغَيِّ وَ مَنْ مَالَ مَيْلَهٗ مَثْبُوْرُ
آمَنَ اللَّحْمُ وَ الْعِظَامُ بِمَا قُلْتَ فَنَفْسِي الْفِدَاءُ وَأَنْتَ النَّذِيْرُ

(اللہ کے رسول! میری زبان میری زبان پھٹی ہوئی ہے جس کو ابھی سیا نہیں گیا ہے، جب کہ میں گمراہ اور ہلاک ہونے والا ہوں۔
میں گمراہی کے راستوں پر شیطان کا ہمسایہ تھا، اور جو کوئی اس کی پیروری کرتا ہے وہ ہلاک اور ضائع ہوجاتا ہے۔
آپ کے دین پر میرے گوشت اور ہڈیوں نے یعنی میں مکمل طور پر ایمان لے آیا، چناں چہ میری جان آپ پر فدا ہے، آپ اللہ کی طرف سے ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں)

مراجع:

(الاصابۃ۲/۱۰۸۔۱۰۹، الوافی بالوفیات ۱۵/۱۲۲۔۱۲۳، تاریخ الأدب العربی عمر فرروخ ۲/۳۰۵۔۳۰۷، الأغانی ۲۲/۳۰۳، طبقات الشعراء جمحی ۴۳، الشعر والشعراء۲۴۱، فوات الوفیات۲/۴۲، البیان والتبیین ۱/۱۷، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/۱۷۱، تاریخ الاسلام عہد خلفاء الراشدین ۶۶۹، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۱۵۰، جمھرۃ أنساب العرب ۱۹۴، خزانۃ الأدب ۱/۲۵۸۔۲۶۸، ۲/۱۰۱۔۱۰۶، خصائص شعر المخضرمین للجبوری ۱۱، ۶۳، ۲۵۳، ۳۲۶، دیوان الأدب ۳/۲۵۷، دیوان الشعر العربی ۱/۲۳، رسالۃ الغفران ۱۲۶، سمط اللآلی ۷۲۰، الشعر والشعراء ۳۱۵، الشعراء السود عبدہ بدوی ۶۲، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۱۷۱، العقد الفرید ۲/۵۶، ۵/۱۹۹، فوات الوفیات۲/۴۲۔۴۴، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۰۱، شعراء المخضرمین والأمویین ۱۸۲۔۱۸۳) ان کا دیوان مطبعۃ دار الکتب المصریۃ قاہرہ سے شائع ہوا ہے، مرتبہ: عبدالعزیز میمنی

(۲۰)

عبدہ ابن طبیب تمیمی

عبدہ بن طیب بن عمرو بن علی بن انس بن عبداللہ بن عبد تمیم بن جشم بن عبد شمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم۔

عبدہ مشہور شاعر ہیں۔

سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ جنگِ ہرمز میں وہ مثنی بن حارثہ کے ساتھ تھے، اس جنگ میں ان کے کارنامے بہت مشہور ہیں، وہ نعمان بن مقرن کے اس لشکر میں بھی تھے، جس نے مدائن میں ایرانیوں کے خلاف جنگ کی۔

ابوالفرج نے کہا ہے کہ عبدہ مخضرم شاعر ہیں، ان کا شمار بہترین شعراء میں ہوتا ہے، ایرانیوں کے خلاف جنگ میں انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

هَلْ حَبْلُ خَوْلَةَ بَعْدَالْهَجْرِ مَوْصُوْلُ أَمْ أَنْتَ عَنْهَا بَعِيْدَ الدَّارِ مَشْغُوْلُ

(کیا فراق کے بعد خولہ سے وصال کی امید ہے، یا تم اس سے دور جا کر اس سے مشغول ہو جاؤ گے اور اس کو بھلا دو گے)

اسی قصیدہ میں یہ شعر بھی ہے:

يُقَارِعُوْنَ رُؤُوْسَ الْفُرْسِ ضَاحِيَةً مِنْهُمْ فَوَارِسُ لَا عُزَّلٌ وَلَا مِيْلُ

(وہ ایرانیوں کے سروں کو کھلے عام اڑا دیتے ہیں، ان میں سے ایسے شہسوار ہیں جو ہتھیاروں کے بغیر نہیں ہیں اور وہ بزدل بھی نہیں ہیں، یعنی جن ایرانیوں کی یہ لوگ گردنیں اڑاتے ہیں وہ ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہیں اور بڑے جوانمرد اور بہادر ہیں، جو اپنے مدِ مقابل کے خون کے درپے ہیں)

ابن درید نے ''الاخبار المنثورۃ'' میں اور ابوالفرج اصبہانی نے ''الاغانی'' میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ زبرقان بن بدر، مخبل سعدی، عبدہ بن طیب، عمرو بن اہتم اور علقمہ بن عبدہ اسلام لانے سے قبل اور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ایک مرتبہ مکہ میں جمع ہوئے، اس موقع پر انھوں نے اپنی اونٹنیاں ذبح کی اور ایک اونٹنی سے شراب خریدی، گوشت سینکھ کر کھانے لگے اور شراب پینے لگے، ان میں سے کسی نے کہا: اگر ہم اپنے بہترین اشعار سنائیں تو کیا ہی اچھا ہو اور ہم اپنے پاس سب سے پہلے آنے والے شخص

کو حکم بنائیں، سب سے پہلے ربیعہ بن حذار یربوعی آئے، ان کو دیکھ کر سب خوش ہوئے اور ان کو حکم بنایا، انھوں نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میرے فیصلے سے تم ناراض ہو جاؤ گے۔ سبھوں نے ان کو یقین دلایا کہ وہ ناراض نہیں ہوں گے، چناں چہ ربیعہ نے ان سے کہا: جہاں تک عمرو کے شعر کا تعلق ہے، ان کے اشعار یمنی چادروں کے مانند ہیں، جن کو جب چاہے پھیلایا جاتا ہے اور جب چاہے تہہ کیا جاتا ہے، جہاں تک زبرقان کا تعلق ہے، ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو اونٹوں کے پاس آئے اور ان میں سے بہترین اونٹوں کو لے پھر بعد میں اس میں دوسرے اونٹ بھی ملائے، جہاں تک مخبل کا تعلق ہے، وہ آگ کی چنگاریاں ہیں، جن کو اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے، جہاں تک علقمہ کا تعلق ہے، وہ مضبوط بندھے ہوئے توشہ دان کی طرح ہیں جس سے کوئی چیز نہیں گرتی۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ عبدہ کالے تھے اور قبیلۂ رباب کے چوروں میں سے تھے۔

عبدہ مخضرم شاعر ہیں، جب قیس بن عاصم منقری تمیمی کا انتقال ہوا تو عبدہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ وَرَحْمَتُهُ مَا شَاءَ أَنْ يَتَرَحَّمَا

تَحِيَّةُ مَنْ أَوْلَيْتَهُ لَكَ نِعْمَةً إِذَا زَارَ عَنْ شَحَطٍ بِلَادَكَ سَلَّمَا

(اے قیس ابن عاصم! آپ پر اللہ کی سلامتی ہو اور اللہ جتنی رحمت برسانا چاہے اتنی رحمت آپ پر برسائے۔
اس کی طرف سے ترجیحی طور پر سلام تمھارے لیے نعمت ہے، جب اس نے قریب سے تمھاری قبر کی زیارت کی تو سلام کیا)

اس مرثیہ میں یہ شعر بھی ہے:

وَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهُ هُلْكُ وَاحِدٍ وَلٰكِنْ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

(قیس کی ہلاکت کسی ایک فرد کی ہلاکت اور موت نہیں ہے، بلکہ اس کی موت سے پوری قوم کی عمارت ڈھ گئی ہے)

ابوعمرو بن علاء کہتے ہیں کہ یہ مرثیہ کا سب سے بہترین شعر ہے۔

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ عبدہ جب عمر رسیدہ ہو گئے تو اپنے لڑکوں کو جمع کیا اور اپنا قصیدہ سنایا، اس میں انھوں نے اپنے لڑکوں کو وصیت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِيْ حُفْرَةٌ غَبْرَاءُ يَحْمِلُنِيْ إِلَيْهَا شَرْجَعُ

فَبَكَتْ بَنَاتِيْ شَجْوَهُنَّ وَزَوْجَتِيْ وَالْأَقْرَبُوْنَ إِلَيَّ ثُمَّ تَصَدَّعُوْا

وَتُرِكْتُ فِيْ غَبْرَاءَ يَكْرَهُ وِرْدَهَا تُسْفِيْ عَلَيَّ الرِّيْحُ حِيْنَ أُوْدَعُ

(میں نے یہ بات جان لی ہے کہ میرا معاملہ انجام کار غبار آلود قبر ہے، جہاں مجھے جنازہ میں اٹھا کر لے جایا جائے گا۔
میری موت پر غم میں میری بیٹیاں اور میری بیوی اور قریبی رشتے دار رو پڑے پھر وہ منتشر ہو گئے۔
اور مجھے قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، وہاں جانے کو ہر شخص ناپسند کرتا ہے، جب مجھے دفن کر دیا جائے گا تو ہوائیں مجھ پر مٹی ڈالیں گی)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر، عبدہ کے اشعار پسند کرتے تھے۔

خالد بن صفوان سے کہا گیا کہ عبدہ کے ہجو کے اشعار عمدہ نہیں ہیں، انھوں نے کہا: یہ بات نہیں ہے، بلکہ وہ ہجو کو ناپسند کرتے تھے۔

مراجع:

(الاصابہ ۳/۱۰۰۔۱۰۱، الأعلام ۴/۲/۱۷۲، الأغانی ۱۰/۲۳۲، البدایہ والنہایہ ۷/۱۷، البیان والتبیین ۲/۲۵۳، خصائص شعر المخضر مین ۲۵۰، الشعر والشعراء ۷۳۱، الضائع ۹۷، العقد الفرید ۲۸۶، عیون الأخبار ۱/۷ ۲۸، وفیات الأعیان ۱/۱۸۳۔۱۸۴، معجم الشعراء المخضر مین والأموبین ۲۶۹۔۲۷۰) آپ کا دیوان بغداد سے ۱۹۷۱ء کو شائع ہوا ہے۔ جس پر یکی جبوری نے تحقیقی کام کیا ہے اور احمد ناظم زغبی نے ''الشاعر عبدۃ بن الطیب'' کے عنوان سے ایم اے عربی کے لیے لبنان یونیورسٹی بیروت سے تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے۔

(۲۱)

عروہ بن حزم عذری

عروہ بن حزم بن مہاصر بن عبد عذری۔

بچپن میں ہی ان کے والد کا انتقال ہوگیا، ان کے چچا مالک بن مہاصر نے ان کی پرورش کی، ان کی ایک چچا زاد بہن عفراء تھی، عروہ کی پرورش اس کے ساتھ ہی ہوئی تھی، اسی دوران دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہوگئی۔ عروہ نے عفراء کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا، لیکن عفراء کی ماں راضی نہیں ہوئی، کیوں کہ عروہ غریب اور تنگ دست تھے، ان کے پاس مال ودولت نہیں تھی، عروہ کچھ مال طلب کرنے کے لئے اپنے دوسرے چچا کے پاس سفر کر کے گئے، جو ملک ایران کے ایک شہر میں رہتے تھے، اتفاق یہ ہوا کہ عفراء کے گھر میں بنو امیہ کے ایک مالدار شخص کی آمد ہوئی، جس کا تعلق بلقاء شہر سے تھا، اس نے عفراء کے ساتھ شادی کی، مالک ابن مہاصر نے عروہ کا صدمہ کم کرنے کی غرض سے ایک ترکیب نکالی، وہ ایک پرانی قبر کے پاس گئے اور اس کی تجدید کی، تاکہ عروہ یہ سمجھے کہ یہ عفراء کی قبر ہے۔ اور اس کے جانے کے بعد اس کا انتقال ہوگیا تاکہ عروہ کا غم ہلکا ہو۔ عروہ جلد ہی واپس لوٹے، ان کو حقیقت حال کا علم ہوا، ان سے رہا نہیں گیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ بلقاء کا سفر کیا، عفراء کے شوہر کو عروہ کے آنے کی اطلاع ملی تو اپنے گھر بطور مہمان اترنے کی دعوت دی اور عفراء سے ملنے کے لئے کہا، الشعر والشعراء (ص ۳۹۷) میں لکھا ہے کہ عفراء کے شوہر نے عروہ کو اپنے گھر مہمان بنایا اور اس کو عفراء کے ملاقات کی اجازت دی، پھر یہ پیشکش کی کہ وہ عفراء کو طلاق دے گا، پھر وہ جب چاہے اس کے ساتھ شادی کرے، لیکن عروہ نے یہ تجویز قبول نہیں کی۔ البتہ انہوں نے اس کی عزت اور احترام کرتے ہوئے مہمانی قبول کی اور اپنے ملک واپس ہوگئے، لیکن مدینہ پہنچنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ واقعہ سن ۳۰ھ مطابق ۶۵۰ء کا ہے۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عفراء کا گزر عروہ کی قبر کے پاس سے ہوا تو وہاں اتر کر رونے اور واویلا کرنے لگی، یہاں تک کہ وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔

عروہ بن حزام کم گو شاعر ہیں، لیکن وہ اپنے ایک قصیدے کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے، جس کو انہوں نے عفراء کے سلسلے میں کہا تھا، اس قصیدہ کے الفاظ فصیح ہیں اور ترکیب سہل ہے، تعبیر میں مٹھاس

ہے اور جوش مارتا جذبہ ہے، عروہ بن حزام کے مشہور قصیدے کا مطلع ہے:

خَلِيْلَيَّ مِنْ عُلْيَا هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ   بِصَنْعَاءَ عُوْجَا الْيَوْمَ فَانْتَظِرَانِيْ

(بنو ہلال ابن امیہ کے بالائی حصے کے میرے دوست! جو علاقہ یمن کے پایہ تخت صنعاء میں ہے، آج تم آؤ اور میرا انتظار کرو)

عروہ نے اس قصیدے میں اپنے سوزشِ قلب کو بیان کیا ہے، اور اپنے چچا کی ہجو کی ہے اور عفراء سے شکایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

أَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ أَنْتَ رَامٍ بِلَادَهَا   بِعَيْنَيْنِ إِنْسَانَاهُمَا غَرِقَانِ؟
أَلَا فَاحْمِلَانِيْ، بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا،   إِلَى حَاضِرِ الرَّوْحَاءِ ثُمَّ دَعَانِيْ
أَلِمَّا عَلَيَّ عَفْرَاءَ إِنَّكُمَا غَدًا   بِشَحْطِ النَّوىٰ وَالْبَيْنِ مُعْتَرِفَانِ
أَغَرَّكُمَا مِنِّيْ قَمِيْصٌ لَبِسْتُهُ   جَدِيْدٌ وَبُرْدَا يُمْنَةٍ زَهِيَانِ !
مَتَىٰ تَرْفَعَا عَنِّيْ الْقَمِيْصَ تَبَيَّنَا   بِيَ الضُّرُّ مِنْ عَفْرَاءَ يَافَتَيَانُ
وَتَعْتَرِفَا لَحْمًا قَلِيْلًا وَأَعْظُمًا   رِقَاقًا وَقَلْبًا دَائِمَ الْخَفَقَانِ
عَلَىٰ كَبِدِيْ مِنْ حُبِّ عَفْرَاءَ قَرْحَةٌ   وَعَيْنَايَ مِنْ وَجْدٍ بِهَا تَكِفَانِ
يَقُوْلُ لِيَ الْأَصْحَابُ، إِذْ يَعْذِلُوْنَنِيْ:   أَشَوْقٌ عِرَاقِيٌّ وَأَنْتَ يَمَانِيٌّ؟
وَلَيْسَ يَمَانٍ لِلْعِرَاقِ بِصَاحِبٍ   عَسىٰ فِيْ صُرُوْفِ الدَّهْرِ يَلْتَقِيَانِ
تَحَمَّلْتَ مِنْ عَفْرَاءَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ   وَلَا لِلْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ، يَدَانِ
كَأَنَّ قَطَاةً عُلِّقَتْ بِجَنَاحِهَا   عَلَىٰ كَبِدِيْ مِنْ شِدَّةِ الْخَفَقَانِ
تُكَنِّفُنِيْ الْوَاشُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ   وَلَوْ كَانَ وَاشٍ وَاحِدٌ لَكَفَانِيْ
فَيَا لَيْتَ مَحْيَانَا جَمِيْعًا، وَلَيْتَنَا   إِذَا نَحْنُ مُتْنَا ضَمَّنَا كَفَنَانِ
فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ سِرَّكِ صَاحِبًا   أَخًا لِيْ، وَلَا فَاهَتْ بِهِ الشَّفَتَانِ
تَحَمَّلْتُ زَفَرَاتِ الضُّحىٰ فَأَطَقْتُهَا   وَمَالِيْ بِزَفْرَاتِ الْعَشِيِّ يَدَانِ

(کیا ہر دن تم آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ اس کے ملک کا قصد کرتے ہو۔

میرے دوست! مجھے اٹھا کر مقام روحاء لے چلو، پھر مجھے وہاں چھوڑ دو، اللہ تمھاری عمر میں برکت عطا فرمائے۔

عفراء کی تھوڑی دیر زیارت کرو، تم کو دوسرے دن فراق اور جدائی کی دوری کا اعتراف ہو جائے گا۔

تم سمجھ رہے ہو کہ مجھے کوئی غم نہیں ہے، کیوں کہ تم کو یہ بات دھوکے میں ڈالی ہوئی ہے کہ میں نے نئی قمیص پہنی ہے اور میرے جسم پر عمدہ یمنی چادر ہے۔

جب تم میرے جسم سے قمیص ہٹا کر دیکھو گے تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ عفراء کی جدائی کی کتنی تکلیف ہے، اے میرے دوستو!

تمھیں کم گوشت، باریک ہڈیاں اور ہر وقت دھڑکتا ہوا دل ملے گا۔

عفراء کی محبت کا میرے جگر پر گہرا زخم ہے اور اس کی محبت کی وجہ سے میری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں۔

میرے ساتھی مجھ سے کہتے ہیں جب وہ میری ملامت کرتے ہیں: عراق کا شوق ہے اور تم یمن میں ہو؟ یعنی تمھاری محبوبہ عراق میں رہتی ہے اور تم یمن میں؟ اتنی دوری کیسے پٹ سکتی ہے اور تمھاری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟

یمن میں رہنے والا عراق کے باشندے کا دوست نہیں ہو سکتا، شاید ہی گردش زمانہ کی کرم فرمائی سے دونوں کی ملاقات ہو جائے۔

عفراء کی طرف سے ایسی مصیبتوں کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے جو میرے بس کی نہیں ہیں، اور نہ مضبوط پہاڑوں کے بس میں ان مصیبتوں کو برداشت کرنے کی سکت ہے۔

میرا دل اتنی تیزی کے ساتھ دھڑک رہا ہے کہ ایسا لگ رہا ہے کہ تیتر کے پر میرے دل پر لگا دیے گئے ہیں اور وہ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ رہا ہے۔

چغل خور ہر طرف سے مجھے گھیرے ہوئے ہیں، اگر ایک چغل خور ہی ہوتا تب بھی میری ہلاکت کے لیے کافی تھا۔

کاش ہم دونوں ایک ساتھ زندگی گزارتے، اور جب موت آتی تو ایک ساتھ ہی آتی اور ایک ہی کپڑے میں ہم کو کفن دیا جاتا۔

اللہ کی قسم! میں نے تمھارا راز اپنے کسی خاص دوست کو بھی نہیں بتایا ہے، بلکہ منہ سے یہ راز کبھی نکلا ہی نہیں ہے۔

دن کی آہوں کو میں نے برداشت کیا اور مجھ میں ان کو برداشت کرنے کی طاقت بھی ہے، لیکن رات کی آہوں کا میں کیا کروں؟ وہ میرے برداشت سے باہر ہے)

مراجع:

(تاریخ عمر فروخ ۲/۲۹۸۔۳۰۱، الأعلام ۴/۲۲۶، الأغانی، البدایۃ والنھایۃ ۷/۲۳۲، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/۲۰۱، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۱۳۲، تاریخ الأدب العربی نالینو ۱۳۸، جمھرۃ أنساب العرب ۴۴۹، خزانۃ الأدب ۷/۲۷۲۔۲۷۴، سمط اللآلی ۴۰۰، ۹۵۰، الشعر والشعراء ۶۲۲۔۶۳۱، العقد الفرید ۲/۹۵، فوات الوفیات ۲/۴۴۷۔۴۵۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۶۳، وفیات الأعیان ۱/۵۳۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۸۹۔۲۹۰) آپ کا دیوان مجلۃ کلیۃ الآداب میں شمارہ ۴ سال ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا ہے جس پر ابراہیم سامرائی اور احمد مطلوب نے تحقیق کی ہے، اور انطوان قوال کا تحقیق کردہ دیوان دار الجبل بیروت سے ۱۹۹۵ء کو شائع ہوا ہے۔

(۲۲)

عمرو ابن معدیکرب زبیدی

عمرو ابن معدی کرب ابن عبد اللہ ابن عمرو ابن زبید ابن مذحج زبیدی۔

ان کا تعلق ملکِ یمن سے ہے، ان کی بہن ریحانہ صمہ بن حارث کی بیوی تھی، جن سے دو اولاد درید اور عبد اللہ پیدا ہوئے، اس طرح مشہور شاعر درید ابن صمہ ان کے بھانجے ہیں، اور وہ زبرقان ابن بدر تمیمی کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

عمرو ابن معدی کرب کی پیدائش تقریباً ہجرت سے ۷۵ سال قبل ۵۴۷ء کو ہوئی، وہ شہسوار، بہادر اور طاقت ور تھے، انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں بہت سی جنگوں میں شرکت کی اور بے مثال کارنامے انجام دیے، یہاں تک کہ جنگ، بہادری اور اقدام میں ان کی مثال دی جانے لگی۔

۹ھ مطابق ۶۳۱ء کو عمرو ابن معدیکرب اپنی قوم بنو زبید کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی پوری قوم کے ساتھ مسلمان ہوگئے، پھر ایک مدت تک مدینہ میں رہے، جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوگیا تو اسود عنسی کے ساتھ یمن میں مرتد ہوگئے، ان کو گرفتار کیا گیا اور ابوبکر کی خدمت میں پیش کیا گیا، ابوبکر نے ان کو رہا کر دیا تو وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے اور مطیع و فرمانبردار بن کر رہے، اور عراق کی فتوحات میں شریک ہوئے اور جنگِ قادسیہ میں نمایاں کارنامے انجام دیے، انھوں نے جنگِ یرموک میں بھی شرکت کی، پھر وہ ایران کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے اور جنگِ نہاوند میں ۲۱ھ مطابق ۶۴۳ء کو شہید ہوگئے، ان کی قبر قم اور ری کے درمیان ایک جگہ اسفیذ ہان میں ہے۔

عمرو ابن معدی کرب مشہور مخضرم شاعر ہیں، ان سے بہت کم اشعار منقول ہیں، یہ خطیب بھی تھے، ان کی شاعری حماسہ، فخر، ہجو اور ادب پر مشتمل ہے، بعض غزلیہ اشعار بھی ملتے ہیں، ان کی شاعری قطعات میں ہے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ قادسیہ کی جنگ میں عمرو ابن معدی کرب نے تنہا ہی دشمنوں پر حملہ کیا اور دشمنوں کو مارنے لگے، پھر دوسرے مسلمان آکر ان کے ساتھ مل گئے، اس وقت تک دشمن عمرو کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھے، اور وہ تلوار سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے، اس سلسلے میں ابو عمرو

شیبانی نے عمرو ابن معدی کرب کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

وَالْقَادِسِيَّةُ حِيْنَ زَاحَمَ رُسْتُمُ ‌ ‌ ‌ كُنَّا الْكُمَاةُ نَهُزُّ كَالسُّلْطَانِ
وَمَضَىٰ رَبِيْعٌ بِالْجُنُوْدِ مُشَرِّقًا ‌ ‌ ‌ يَنْوِي الْجِهَادَ وَطَاعَةَ الرَّحْمَانِ

(اور جنگِ قادسیہ میں جب رستم نے حملہ کیا تو ہم اس جنگ کے پیش قدمی کرنے والے بہادر تھے اور ہم بادشاہوں کی طرح حملے کر رہے تھے۔

ربیع جہاد اور رحمان کی اطاعت کی نیت کے ساتھ لشکر لے کر مشرق کی طرف چل پڑے)

ان کے اشعار بڑے عمدہ ہوتے ہیں، ان کے بہترین اشعار میں ایک قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے:

أَمِنْ رَيْحَانَةَ الدَّاعِيْ السَّمِيْعِ ‌ ‌ ‌ يُؤَرِّقُنِيْ وَأَصْحَابِيْ هُجُوْعُ

(کیا ریحانہ کی طرف سے پکارنے والا اور سننے والا میری نیند اچاٹ کر رہا ہے جب کہ میرے سب ساتھی سو رہے ہیں)

اسی میں یہ شعر بھی ہے:

إِذَا لَمْ تَسْتَطِعْ شَيْئًا فَدَعْهُ ‌ ‌ ‌ وَجَاوِزْهُ إِلَىٰ مَا تَسْتَطِيْعُ

(اگر تم میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دو اور وہ کام کرو جس کو تم کر سکتے ہو)

انھوں نے قیس ابن مکشوح کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَعَاذِلَ عُدَّتِيْ بَدَنِيْ وَرُمْحِيْ ‌ ‌ ‌ وَكُلُّ مُقَلِّصٍ سَلِسِ الْقِيَادِ
أَعَاذِلَ إِنَّمَا أَفْنَىٰ شَبَابِيْ ‌ ‌ ‌ إِجَابَتِيَ الصَّرِيْخَ إِلَى الْمُنَادِيْ
وَيَبْقَىٰ بَعْدَ حُلْمِ الْقَوْمِ حُلْمِيْ ‌ ‌ ‌ وَيَفْنَىٰ قَبْلَ زَادِ الْقَوْمِ زَادِيْ
تَمَنَّىٰ أَنْ يُّلَاقِيَنِيْ قُيَيْسٌ ‌ ‌ ‌ وَدِدْتُ وَأَيْنَمَا مِنِّيْ وِدَادِيْ
فَمَنْ ذَا عَاذِرٍ مِنْ ذِيْ سِفَاهٍ ‌ ‌ ‌ يُرَوِّدُ بِنَفْسِهِ مِنَ الْمُرَادِيْ
أُرِيْدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيْدُ قَتْلِيْ ‌ ‌ ‌ عَذِيْرُكَ مِنْ خَلِيْلِكَ مِنْ مُرَادِيْ

(اے میری ملامت کرنے والے! میری تیاری میرا جسم اور میرا نیزہ ہے، اور ہر لمبی ٹانگوں اور کسے ہوئے پیٹ والا گھوڑا تابعدار ہے

اے میری ملامت کرنے والے! میری جوانی کو میری اس عادت نے ختم کر دیا کہ میں دہائی دینے والے کی آواز پر لبیک کہتا ہوں اور اس کی مدد کے لیے پہنچ جاتا ہوں۔

جب پوری قوم کی بردباری ختم ہو جاتی ہے تو میری بردباری باقی رہتی ہے، اور قوم کا توشہ ختم ہونے سے پہلے میرا توشہ ختم ہو جاتا ہے۔

قیس کی تمنا ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے، میری خواہش ہے کہ جہاں تک ہو سکے میں اپنی طرف سے پیار دوں۔

میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، قبیلہ مراد کے اپنے دوست کو معذور سمجھو)

جرم اور نہد قضاعہ کے دو خاندان تھے، دونوں کا علاقہ یمن میں تھا، دونوں کے درمیان اختلاف

ہوا اور جنگ شروع ہوئی، پھر بنوجرم نے زبید کے ساتھ دوستی اور معاہدہ کیا، ایک جنگ میں بنوزبید کو شکست ہوئی تو بنوجرم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور معاہدہ کا پاس نہیں کیا، اس پر معدی کرب نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَحَا اللّٰهُ جَرْمًا كُلَّمَا ذَرَّ شَارِقٌ ... وُجُوهَ كِلَابٍ هَارَشَتْ فَازْبَأَرَّتِ
ظَلِلْتُ كَأَنِّي لِلرِّمَاحِ دَرِيئَةٌ ... أُقَاتِلُ عَنْ أَبْنَاءِ جَرْمٍ وَفَرَّتِ
فَلَمْ تُغْنِ جَرْمٌ نَهْدَهَا إِذْ تَلَاقَتَا ... وَلٰكِنَّ جَرْمًا فِي اللِّقَاءِ ابْذَعَرَّتِ
فَلَوْ أَنَّ قَوْمِي أَنْطَقَتْنِي رِمَاحُهُمْ ... نَطَقْتُ، وَلٰكِنَّ الرِّمَاحَ أَجَرَّتِ

(اللہ تعالی قبیلہ جرم پر لعنت کرے جب بھی کوئی ستارہ طلوع ہو، جرم والے آپس میں کتوں کی طرح لڑے یعنی دور ہی سے ایک دوسرے پر بھونکتے رہے اور ان کے بال خوف کی وجہ سے کھڑے ہو گئے۔
میری حالت اس طرح ہوگئی کہ گویا میں نیزوں کا ہدف اور نشانہ ہوں، میں جرم والوں کی طرف سے جنگ کر رہا ہوں اور وہ بھاگ رہے ہیں۔
جب قبیلہ نہد کے ساتھ ان کی جنگ ہوگئی تو وہ شکست کھا گئے، لیکن قبیلہ جرم جنگ میں منتشر ہو گیا۔
اگر میری قوم کے نیزے اپنی مدح کے لیے میری زبان کھولتے تو میں ان کی مدح کرتا، لیکن ان کے نیزوں نے میری زبان پر تالا ڈال دیا ہے، یعنی انھوں نے جنگ میں میرا ساتھ دینے کے بجائے میرا ساتھ چھوڑ دیا)

ان اشعار کے بعد قبیلہ جرم اور نہد کو جنگ کی دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

لَيْسَ الْجَمَالُ بِمِئْزَرٍ ... فَاعْلَمْ، وَإِنْ رُدِّيتَ بُرْدًا
إِنَّ الْجَمَالَ مَعَادِنٌ ... وَمَنَاقِبٌ أَوْرَثْنَ مَجْدًا
أَعْدَدْتُ لِلْحَدَثَانِ سَا ... بِغَةً، وَعَدَّاءً عَلَنْدَى
نَهْدًا وَذَا شَطَبٍ يَقُدُّ ... الْبَيْضَ وَالْأَبْدَانَ قَدًّا
وَعَلِمْتُ أَنِّي يَوْمَذَا ... كَ مُنَازِلٌ كَعْبًا وَنَهْدًا
قَوْمٌ إِذَا لَبِسُوا الْحَدِ ... يْدَ تَنَمَّرُوا حِلَقًا وَقَدًّا
كُلُّ امْرِئٍ يَجْرِي إِلَى ... يَوْمِ الْهِيَاجِ بِمَا اسْتَعَدَّا
هُمْ يُنْذِرُونَ دَمِي، وَأُنْذِرُ ... إِنْ لَقِيتُ بِأَنْ أَشُدَّا
كَمْ مِنْ أَخٍ لِي صَالِحٍ ... بَوَّأْتُهُ بِيَدَيَّ لَحْدًا
مَا إِنْ جَزِعْتُ وَلَا هَلِعْتُ ... وَلَا يَرُدُّ بُكَايَ زَنْدًا
أَلْبَسْتُهُ أَثْوَابَهُ ... وَخُلِقْتُ يَوْمَ خُلِقْتُ جَلْدًا
أُغْنِي غَنَاءَ الذَّاهِبِيـ ... ـنَ أُعِدُّ لِلْأَعْدَاءِ عَدًّا
ذَهَبَ الَّذِينَ أُحِبُّهُمْ ... وَبَقِيتُ مِثْلَ السَّيْفِ فَرْدًا

(یہ بات جان لو کہ ازار میں خوبصورتی نہیں ہے، چاہے تمھیں بہترین چادر پہنائی جائے۔

خوبصورتی خاندانی صفات اور خوبیوں میں ہے جن سے شرافت اور عزت ملتی ہے۔

میں نے حوادثِ زمانہ کے لیے لمبی زرہوں کو تیار کرلیا ہے اور تیز رفتار گھوڑا پال رکھا ہے جو بڑا غصہ ور ہے۔

جس کا سینہ اونچا ہے، اور تلوار خریدی ہے جو خود اور جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

اور میں نے جان لیا کہ میں اس دن قبیلہ کعب اور نہد کے خلاف جنگ میں اترنے والا ہوں۔

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ دگنی بنائی کی زرہ پہنتے ہیں تو چیتے بن جاتے ہیں، یعنی وہ چیتوں کی طرح اپنی دشمنی ظاہر کرتے ہیں

ہر شخص اپنی تیاری کے ساتھ جنگ کے میدان کی طرف دوڑتا ہے۔

وہ میرے قتل کے درپے ہیں، اور میں اس بات کا درپے ہوں کہ اگر میں ان کے کسی سردار کو دیکھوں تو سخت حملہ کروں۔

کتنے ہی میرے مخلص اور نیک دوست ہیں جن کو میں نے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا ہے۔

میں نے خوف محسوس نہیں کیا اور میں نے اپنا قابو نہیں کھویا، اور میرا رونا کچھ بھی واپس نہیں کرے گا۔

میں نے اس کو کفن پہنایا، جس دن میری پیدائش ہوئی ہے، مجھے سخت پیدا کیا گیا ہے۔

مرنے والے کی بے نیازی کی طرح میں بے نیاز ہو جاتا ہوں اور دشمن کے لیے مکمل تیاری کرتا ہوں۔

وہ لوگ چلے گئے جن سے مجھے محبت ہے، اور میں تلوار کی طرح اکیلا بن گیا)

مراجع:

(الاصابۃ۳/۱۸۔۲۱، تاریخ عمر فروخ ۲۷۵۔۲۷۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۳۸۔۳۴۰، أسد الغابۃ۴/۲۷۳۔۲۷۵، الأعلام۵/۸۶، الأغانی، الأمالی للقالی۳/۱۴۴۔۱۴۷، البدایۃ والنھایۃ۲/۳۱۹، البیان والتبیین۱/۲۲۱، تاریخ الأدب العربی بروکلمان۱/۱۳۰، تاریخ الأدب العربی بلاشیر۲/۱۰۹، تاریخ الأدب العربی زیدان۱/۱۴۷، تاریخ الأدب العربی نالیتو۱۱۱، خزانۃ الأدب، دیوان الشعر العربی۱/۱۸۹، سمط اللآلی۶۳، الشعر والشعراء۳۷۹، الطبقات الکبری۵/۳۸۳، العقد الفرید، المؤتلف والمختلف للآمدی۱۵۶۔۱۵۷، معجم الشعراء مرزبانی۲۰۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف۱۹۵۔۱۹۶، وفیات الأعیان) آپ کا دیوان بغداد سے ۱۹۷۰ء کو شائع ہوا ہے جس پر ہاشم طعان نے تحقیق کیا ہے، اور مطاع طرابیشی کا تحقیق کردہ دیوان مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق سے ۱۹۷۲ء کو شائع ہوا ہے، اس کے علاوہ دوسرے بہت سے افراد نے ان پر تحقیقی کام کیا ہے۔

(۲۲۳)

سوید بن ابو کاہل یشکری

سوید بن ابو کاہل (ان کا نام عطیف ہے) بن حارثہ بن حسل بن مالک بن سعد بن عدی بن جشم بن ذبیان بن کنانہ بن یشکر یشکری۔

ایک قول یہ ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ وائل سے ہے، کنیت ابوسعد ہے، اسی کے سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

أَنَـــا أَبُـوْ سَـعْـدٍ إِذَا الـلَّـيْـلُ دَجَـا   تَـخَـــالُـــهُ فِـــيْ سَـوَادِهِ أَرْيَـدَا

(میں ابوسعید ہوں، جب رات آتی ہے تو تم اس کو تاریکی میں اور زیادہ تاریک سمجھو گے)

ابن حبیب نے کہا ہے کہ سوید مخضرم شاعر ہیں۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ سوید مخضرم شاعر ہیں، ان کی کنیت ابوسعد ہے، انھوں نے ایک لمبا عرصہ زمانۂ جاہلیت میں گزارا، عرب ان کے قصیدہ عینیہ کو یتیمیہ کہا کرتے تھے، کیوں کہ یہ قصیدہ امثال پر مشتمل ہے، عہد اسلامی میں بھی ان کو طویل عمر ملی اور وہ حجاج کے زمانے تک زندہ رہے۔

ان کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

رُبَّ مَــنْ أَنْـضَـجْـتُ غَـيْـظًـا صَـدْرُهُ   قَـدْ تَـمَـنَّـى لِـيَ مَـوْتًـا لَـمْ يُـطَـعْ

مَــرِيْــدٌ يَــخْــطُــرُ مَــالَــمْ يُــرِنِــيْ   فَــإِذَا أَسْــمَــعْــتُــهُ صَــوْتِــيْ انْــقَــطَــعْ

(بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا سینہ غصے کی وجہ سے پھٹ گیا، انھوں نے خواہش کی کہ میں مرجاؤں، لیکن ان کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔

اس سے بھی بڑھ کر باتیں ان کے دلوں میں آتی ہیں جو مجھے معلوم نہیں ہیں، لیکن جب میں اپنی آواز سناتا ہوں تو ان کے خیالات ٹوٹ جاتے ہیں)

محمد بن سلام جمحی نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

حرمازی نے کہا ہے کہ سوید بن ابو کاھل نے بنوشیبان کے ایک خاندان کی ھجو کی، اس وقت کوفہ کے گورنر عامر ابن مسعود جمحی تھے، چناں چہ انھوں نے سوید کے خلاف مقدمہ دائر کیا، گورنر نے اس جرم میں ان کو گرفتار کیا، اور تھوڑے دنوں کے بعد ان کو قید سے رہا کیا اور ان سے قسم لی کہ وہ دوبارہ ہجو نہیں کریں گے، اسی پر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَكُفُّ لِسَانِيْ عَامِرٌ وَكَأَنَّنِيْ بُلِيْتُ لِسَانًا فِيْهِ صَابٌ وَعَلْقَمُ
أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنِّي سُوَيْدٌ وَأَنَّنِيْ إِذَا لَمْ أَجِدْ مُسْتَأْخِرًا أَتَقَدَّمُ

(عامر میری زبان پر پابندی لگا رہے ہیں، گویا کہ مجھے ایسی زبان عطا ہوئی ہے جس میں صاب اور علقم (دو کڑوے پھل) ہیں۔
کیا تم نہیں جانتے کہ میں سوید ہوں، اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جب میں کسی کو پیچھے ہٹنے والا نہیں دیکھتا ہوں تو میں آگے بڑھتا ہوں، یعنی جب سب اپنی اسی ضد پر رہتے ہیں کہ آگے ہی بڑھیں گے تو میں سب سے آگے جاتا ہوں)

یہ سن ۶۰ ھجری کے بعد کا واقعہ ہے۔

ان کے والد بھی شاعر تھے، سوید ھجو گو شاعر تھے۔

سوید نے بنو شیبان کے پڑوس میں سکونت اختیار کی، لیکن انھوں نے سوید کے ساتھ برا سلوک کیا تو وہ ان کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور ان کی ہجو کی، اسی طرح سوید نے زیاد انجم کی بھی ھجو کی۔

سوید مخضرم شاعر ہیں اور شاعری میں ان کو بڑا مقام حاصل ہے، کبھی کبھی وہ غریب الفاظ استعمال کرتے ہیں، لیکن ترکیب آسان ہوتی ہے، ان کے اشعار وجدانی اور مٹھاس بھرے ہیں، ان کے اضاف شاعری فخر، غزل اور ہجو ہیں، اکثر اشعار صنفِ ہجو میں ہیں، لیکن شعراء ہجو میں ان پر غلب آجاتے تھے اور یہ کسی پر غالب نہیں آتے تھے۔

اغانی (۱۰۲\۱۳ طبقہ دار الکتب) میں لکھا ہے کہ اَصمعی نے کہا ہے کہ یہ قصیدہ جس کو زمانہ جاہلیت میں "القصیدۃ الیتیمیۃ" کہا جاتا تھا، چونکہ اس میں کثرت سے اسلامی معانی پائے جاتے ہیں، اس لئے گمان یہ ہوتا ہے کہ اس قصیدہ کا ایک حصہ عہدِ جاہلی میں کہا گیا، پھر اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنے اس قصدیے میں اشعار کا اضافہ کیا، یہ قصیدہ مفضلیات میں ہے (دار المعارف ۴۰ ص ۱۹۰ تا ۲۰۲) یہ کل ۱۰۸ اشعار ہیں، جن میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

بَسَطَتْ رَابِعَةُ الْحَبْلَ لَنَا فَوَصَلْنَا الْحَبْلَ مِنْهَا مَا اتَّسَعْ
حُرَّةٌ تَجْلُوْ شَتِيْتًا وَاضِحًا كَشُعَاعِ الشَّمْسِ فِي الْغَيْمِ سَطَعْ
صَقَلَتْهُ بِقَضِيْبٍ نَاضِرٍ مِنْ أَرَاكٍ طَيِّبٍ حَتّٰى نَصَعْ
أَبْيَضَ اللَّوْنِ لَذِيْذًا طَعْمُهُ طَيِّبَ الرِّيْقِ إِذَا الرِّيْقُ خَدَعْ
تَمْنَحُ الْمِرْآةَ وَجْهًا وَاضِحًا مِثْلَ قَرْنِ الشَّمْسِ فِي الصَّحْوِ ارْتَفَعْ
كَتَبَ الرَّحْمٰنُ وَالْحَمْدُ لَهُ سَعَةَ الْأَخْلَاقِ فِيْنَا وَالضَّلَعْ
وَإِبَاءً لِلدَّنِيَّاتِ إِذَا أُعْطِيَ الْمَكْثُوْرُ ضَيْمًا فَكَنَعْ

وَبَنَّاءُ لِلْمَعَالِیْ، إِنَّمَا یَرْفَعُ اللّٰهُ وَمَنْ شَاءَ وَضَعُ

(رابعہ نے ہم کو وصال اور لطف اندوزی کا موقع دیا تو ہم نے جتنا ہوسکا وصال کی رسی کو بڑھایا اور اس سے لطف اندوز ہوئے۔

وہ خوبصورت اور گوری چٹی ہے، اس میں کوئی عیب نہیں ہے، جب وہ منھ کھولتی ہے تو اس کے جدا جدا صاف ستھرے دانت ظاہر ہوتے ہیں، سورج کی کرنوں کی طرح جو بادل میں نمودار ہوگئے ہوں۔

اس نے اپنے دانتوں کو عمدہ پیلو کی تر و تازہ ٹہنی سے چمکا دیا ہے، یہاں تک کہ دانت روشن ہوگئے ہیں۔

آئینہ میں اس کا چہرہ بالکل صاف اور واضح نظر آتا ہے، سورج کے مانند جو صاف آسمان میں بلند ہوگیا ہو۔

رحمان نے ہمارے لیے بلند اخلاق اور امور کی انجام دہی کی طاقت عطا کی ہے، اس پر تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔

اور گھٹیا امور سے دوری کی توفیق دی ہے، جب کہ مغلوب اور کمزور پر ظلم کیا جاتا ہے تو وہ اپنا سر جھکا دیتا ہے اور ظالم کے سامنے جھکتا ہے

اور اللہ نے ہم کو بلند کارناموں کی انجام دہی کی توفیق دی ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے بلندی عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے)

مراجع:

(الاصابۃ ۲/ ۱۱۷، الوافی بالوفیات ۱۶/ ۴۹۔۵۰، تاریخ عمر فروخ ۲/ ۳۳۸۔۳۴۱، الأعلام ۳/ ۱۴۶، الأغانی ۱۳/ ۱۱۳۔۱۲۰، الأمالی ۱/ ۱۰۱، ۲/ ۲۱۷، شعراء النصرانیۃ ۴۲۵، الشعر والشعراء ۴۲۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۱۵۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۱، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۷۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۹۹۔۲۰۰)

(۴۴)

شماخ بن ضرار غطفانی

شماخ بن ضرار بن حرملہ بن سنان بن امامہ بن عمرو بن حجاش بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان غطفانی، ان کی کنیت ابو سعد اور ابو کثیر ہے، ان کی والدہ معاذہ بنت بجیر بن خلف ہیں، ان کی کنیت ام اوس تھی، ان کے دو حقیقی بھائی مزرّد اور جزء بھی قادر الکلام شاعر تھے۔

شماخ مشہور شاعر ہیں، ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ ان کو عہدِ جاہلی اور عہدِ اسلامی ملا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّا كَأَنَّنَا أَفَأْنَا بِأَنْمَارٍ ثَعَالِبَ ذِيْ عَسَلِ

تَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ نَرَ مِثْلَهُمْ أَحَرَّ عَلَى الْأَدْنَىٰ وَأَحْرَمَ لِلْفَضْلِ

(اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے مقام ذو عسل میں رہنے والے قبیلہ انمار ثعالب پر رحم کیا ہے۔
اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ان کی طرح کسی کو حقیر اور ذلیل لوگوں کے خلاف بہادر اور فضل واحسان سے محروم کرنے والوں کو نہیں دیکھا ہے)

ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ انمار ایک گروہ ہے جن کی شماخ ہجو کیا کرتے تھے، ذو عسل بنوتمیم کا ایک گاؤں ہے اور انمار وہاں کی قوم ہے، ان کے جد امجد انمار بن بغیض ہیں، شماخ لقب ہے اور ان کا نام معقل ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ہیثم تھا۔

ابن سلام نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن عفان کے زمانے میں شماخ کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا تھا، اور اس نے شماخ کے خلاف طلاق کا دعوی کیا تھا، چناں چہ کثیر بن صلت نے ان سے قسم لی تو وہ ہڑبڑا گئے پھر انھوں نے قسم کھائی اور کہا:

يَقُوْلُوْنَ لِيْ اِحْلِفْ وَلَسْتُ بِفَاعِلٍ أُجَامِلُهُمْ عَنْهَا لِكَيْمَا أَنَالُهَا

فَفَرَّجْتُ هَمَّ النَّفْسِ عَنِّيْ بِحِلْفَةٍ كَمَا شَقَّتِ الشَّقْرَاءُ عَنْهَا جِلَالَهَا

(وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ قسم کھاؤ، اور میں قسم کھانے والا نہیں ہوں، میں اس کے سلسلے میں ان کے ساتھ اچھے انداز میں پیش آرہا تھا تا کہ میں اس کو پاؤں۔
چناں چہ میں نے اپنے دل کا غم ایک قسم کھا کر ختم کر دیا، جس طرح سرخی مائل اونٹنی اپنی دم سے مینگنیاں اور لید ہٹاتی ہے)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ شماخ کا نام معقل ہے، ان کے اشعار کے معانی بڑے سخت ہوتے

ہیں، البتہ ان کا کلام صحیح ہے۔ ان کو اسلام کا زمانہ ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا اور وہ پکے مسلمان بنے، موقان کی جنگ میں ان کی وفات ہوئی، یہ جنگ حضرت عثمان کے زمانے میں ہوئی، وہ قادسیہ کی جنگ میں بھی شریک رہے۔

شماخ کی ملاقات مدینہ میں عرابہ بن اوس انصاری سے ہوئی تو عرابہ نے ان کا اکرام کیا اور اپنے گھر اتارا، ان کی سواری کو کھجور اور جو کھلایا اور کپڑے پہنایا، پھر دو اونٹنیوں سے ان کی مہمان نوازی کی تو شماخ نے عرابہ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

رَأَیْتُ عَرَابَةَ الْأَوْسِيَّ یَسْمُوْ إِلَى الْخَیْرَاتِ مُنْقَطِعَ الْقَرِیْنِ
إِذَا مَا رَایَةٌ رُفِعَتْ لِمَجْدٍ تَلَقَّاهَا عَرَابَةٌ بِالْیَمِیْنِ

(میں نے عرابہ اوسی کو دیکھا کہ وہ بھلائیوں کی طرف لپکتے ہیں، اس سلسلے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔
جب عزت وشرافت کا کوئی علم بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اس کو پوری قوت کے ساتھ پکڑ لیتے ہیں)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ میں نے شماخ کے دیوان میں پڑھا ہے کہ ان کی وفات آذربائیجان میں ہوئی، شماخ سعید بن عاص کے ساتھ آذربائیجان کی فتح میں شریک تھے، اسی واقعہ میں ہے کہ شہر کی شہزادی اپنے محل سے آئی، اس کے ساتھ اس کی خوبصورت بچیاں بھی تھیں، اس نے ہر ایک کے بدلے ایک اونٹنی دی اور کہا کہ وہ ان کا تذکرہ اپنے اشعار میں کریں، چناں چہ انھوں نے قصیدہ کہا، اس واقعہ میں خلیج بن سعد تغلبی کے ساتھ مناقضات (دو شعراء جب ایک دوسرے کی ہجو کرنے لگتے ہیں اور ان کے درمیان یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے تو اس کو "مناقضات" کہا جاتا ہے) کا بھی تذکرہ ہے، اس قصیدہ کا ایک شعر یہ بھی ہے:

لَیْسَ بِمَا لَیْسَ بِهِ بَأْسٌ بَأْسٌ وَلَا یَضُرُّ الْبَرَّ مَا قَالَ النَّاسُ

(جس چیز میں کوئی حرج نہیں ہے، اس میں واقعی کوئی حرج نہیں ہے، لوگ کچھ بھی کہیں، نیکوکار کو کوئی نقصان نہیں ہوتا)

حطیئہ نے اپنی وفات کے وقت اپنی وصیت میں کہا کہ شماخ کو یہ بات پہنچاؤ کہ وہ غطفان کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔

شماخ اونٹ، کمان اور گدھوں کا وصف بیان کرنے والے سب سے بڑے شاعر ہیں، اسی طرح برجستہ رجز کہنے والوں میں سب سے بڑے رجاز ہیں۔

ابونواس نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل شعر میں شماخ نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا بَلَّغْتِنِيْ وَحَمَلْتِ رَحْلِيْ عَرَابَةَ فَاشْرَقِيْ بِدَمِ الْوَتِیْنِ

(جب تم مجھے عرابہ کے پاس پہنچاؤ اور میرا کجاوا اٹھائے عرابہ کے پاس جاؤ تو شہ رگ کے خون سے سرخ ہو جاؤ، یعنی مجھے لے کر مسلسل تیز چلتے رہو، یہاں تک کہ عرابہ کے پاس پہنچا دو، چاہے اس کے لیے تمھیں اپنی جان گنوانی پڑے)

شماخ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے، پھر سعید بن عاص کے ساتھ آذربائیجان کی فتح میں سا

تھ رہے اوران کی وفات حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ۳۰ھ مطابق ۶۵۱ء کوموقان میں ہوئی۔

عمر فروخ نے لکھا ہے کہ شماخ مخضرم شاعر ہیں، اور شعراء میں گدھوں کے وصف میں سب سے زیادہ مشہور ہیں، اسی طرح کمان کا وصف بیان کرنے والے مشہور شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان سے مدح کے بہترین اشعار منقول ہیں، مرثیہ، فخر، حماسہ، غزل اور حکمت کے اصناف میں بھی ان کے اشعار ملتے ہیں، شماخ کے رجزیہ اشعار بھی ہیں، وہ فی البدیہہ رجزیہ اشعار کہنے والے سب سے بڑے شاعر تھے۔

غزل میں شماخ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَقُلْتُ: خَلِيْلَيَّ انْظُرُوْا الْيَوْمَ نَظْرَةً ... لِعَهْدِ الصِّبَا إِذْ كُنْتُ لَسْتُ أُفِيقُ

إِلىٰ بَقَرٍ فِيْهِنَّ لِلْعَيْنِ مَنْظَرٌ ... وَمَلْهِيً لِمَنْ يَلْهُوْ بِهِنَّ أَنِيْقُ

وَعَيْنَ النَّدىٰ، حَتّىٰ إِذَا وَقَدَ الْحَصىٰ ... وَلَمْ يَبْقَ مِنْ نَوْءِ السِّمَاكِ بُرُوْقُ

تَصَدَّعَ شَعْبُ الْحَيِّ وَانْشَقَّتِ الْعَصَا ... كَذَاكَ النَّوىٰ بَيْنَ الْخَلِيْطِ شُقُوْقُ

(میں نے کہا: میرے دوستو! آج ایک نگاہ جوانی کے دنوں پر ڈال لو، جب میں اپنے ہوش میں ہی نہیں رہتا تھا۔
میں ہر وقت خوبصورت عورتوں میں بہکا رہتا تھا، جن میں آنکھوں کے لیے دلفریب منظر اوران سے لطف اندوز ہونے والوں کے لیے لطف اندوزی ہے۔
انھوں نے تر وتازہ گھاس کا مزہ لیا، یہاں تک کہ جب کنکریاں گرم ہوگئیں اور بارش کا موسم ختم ہوگیا اور گرمی آگئی۔
تو ایک ساتھ رہنے والے جدا جدا ہوگئے اور دور دور چلے گئے، اسی طرح دوری ایک ساتھ رہنے والوں کو بھلا دیتی ہے)

مراجع:

(الاصابہ ۲/ ۱۵۱-۱۵۲، الوافی بالوفیات ۱۶/ ۱۷۷-۱۷۸، تاریخ عمر فروخ ۲/ ۳۰۳-۳۰۵، طبقات ابن سلام ۱۳۲، الشعر والشعراء ۲۳۲، المؤتلف والمختلف ۱۲۸، الأغانی ۹/ ۱۵۴، سمط اللآلی ۵۸، خزانۃ الأدب ۱/ ۵۲۶، أسد الغابۃ ۳/ ۳۹۹، الأعلام ۳/ ۱۷۵، الأمالی ۱/ ۲۶۲، ۲/ ۵۷، البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۱۶، تاریخ الأدب بروکلمان ۱/ ۱۷۰، تاریخ الأدب بلاشیر ۲/ ۹۶، تاریخ الأدب زیدان ۱۷۶، خصائص شعر المخضر مین ۵/ ۶۴، الشعر والشعراء ۱/ ۳۱۵-۳۱۹، العقد الفرید ۱/ ۱۴۴، ۲/ ۳۴، ۳/ ۳۰۷، الکامل للمبرد ۱/ ۸۸-۸۹، ۳/ ۵۰-۵۱، معجم الأدباء ۲/ ۲۸۵، ۱۸/ ۱۱۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۴-۱۲۵، معجم الشعراء المخضر مین والأمویین ۲۰۵-۲۰۶) ان کا دیوان دار المعارف مصر سے ۱۹۶۸ء کو شائع ہوا ہے جس پر صلاح الدین ہادی نے تحقیق کی ہے، اسی طرح ان کا دیوان دار المعارف المصریۃ سے ۱۹۷۷ء میں اور ۱۹۰۹ء میں مطبعۃ السعادۃ قاہرہ سے احمد امین شنقیطی کی شرح کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

(۲۵)

عباس بن مرداس سلمی

عباس بن مرداس بن ابوعامر بن حرثہ بن عبد قیس بن رفاعہ بن حرث بن یحیی بن حارث بن بھثہ بن سلیم سلمی

ان کی کنیت ابوالھیثم ہے۔

فتح مکہ سے تھوڑے دنوں قبل آپ نے اسلام قبول کیا، ان کے والد مرداس حرب بن امیہ کے پارٹنر تھے، ان دونوں کو ایک جن نے قتل کیا، اہل سیر کے نزدیک ان کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

عباس بن مرداس مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے مال غنیمت میں سے سو سو اونٹ مؤلفۃ القلوب کو دئے تو ان ہی میں سے بعض لوگوں کو کم اونٹ دیے، ان میں سے عباس بن مرداس بھی تھے، عباس نے اس کمی پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَجْعَلُ نَهْبِيْ وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ ۔۔۔ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ

وَمَا كَانَ حِصْنٌ وَلَا حَابِسٌ ۔۔۔ يَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِيْ مَجْمَعِ

(کیا آپ میرا اور میرے گھوڑے عبید کا حصہ عیینہ اور اقرع کو دے رہے ہیں۔
حصن اور حابس محفل میں مرداس سے زیادہ باعزت نہیں ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور میری طرف سے اس کی زبان بند کرو، اس کو اتنا دو کہ وہ راضی ہو جائے۔

مرداس ابن عباس قادر الکلام شاعر تھے، انھوں نے زمانہ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب حرام کر دی تھی اور وہ شراب نہیں پیتے تھے، عباس نے حضور ﷺ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا سَيِّدَ النُّبَآءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ ۔۔۔ بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

إِنَّ الْإِلٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ مَحَبَّةً ۔۔۔ فِيْ خَلْقِهِ وَمُحَمَّدًا سَمَّاكَا

(اے نبیوں کے سردار! آپ حق دے کر رسول بنائے گئے ہیں، ہر ہدایت کا راستہ آپ کا ہے۔
اللہ نے اپنی مخلوق میں آپ کی محبت ڈال دی ہے اور آپ کا نام محمد رکھا ہے)

ایک مرتبہ عبد الملک نے اپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کہ اپنے اشعار میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ اس سلسلے میں لوگوں نے مختلف باتیں کہی، عبد الملک بن مروان نے کہا: سب سے

زیادہ بہادر عباس بن مرداس اپنے اس شعر میں ہے:

أُقَاتِلُ فِي الْكَتِيْبَةِ لَا أُبَالِيْ   أَحَتْفِيْ كَانَ فِيْهَا أَمْ سِوَاهَا

(میں فوج میں جنگ کرتا ہوں، مجھے اس کی پرواہ نہیں رہتی کہ میں ماردیا جاؤں گا یا زندہ بچ کر واپس آؤں گا)

جنگ حنین کے سلسلے میں ان کے بہت سے بہترین اور عمدہ اشعار ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

عَيْنٌ تَأَوَّبَهَا مِنْ شَجْوِهَا أَرِقٌ   فَالْمَاءُ يَغْمُرُهَا طَوْراً وَيَنْحَدِرُ
كَأَنَّهُ نَظْمُ دُرٍّ عِنْدَ نَاظِمَةٍ   تَقَطَّعَ السِّلْكُ مِنْهُ فَهُوَ يَنْكَدِرُ
يَا بُعْدَ مَنْزِلِ مَنْ تَرْجُوْ مَوَدَّتَهُ   وَمَنْ حَفِيْ دُوْنَهُ الصَّفْوَانُ وَالْحَفَرُ
دَعْ مَا تَقَادَمَ مِنْ عَهْدِ الشَّبَابِ فَقَدْ   وَلَّى الشَّبَابُ وَجَاءَ الشَّيْبُ وَالذُّعُرُ
وَاذْكُرْ بَلَاءَ سُلَيْمٍ فِيْ مَوَاطِنِهَا   وَفِيْ سُلَيْمٍ لِأَهْلِ الْفَخْرِ مُفْتَخَرُ

(تکلیف کی وجہ سے آنکھوں کی نیند بار بار اچاٹ جاتی ہے، کبھی اس میں پانی بھر جاتا ہے اور کبھی پانی بہتا ہے اور آنسو نکلتے ہیں

آنسوؤں کی مثال موتیوں کی لڑی کی طرح ہے جو ہار پرونے والے کے پاس ہے اور اس کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہے، جس کی وجہ سے اس لڑی سے موتیاں ایک ایک کر کے تیزی سے گر رہی ہیں۔

تم جس کی محبت کے طلب گار ہو، اس کی منزل کتنی دور ہے اور میں برہنہ پا ہوں اور راستے میں بڑی بڑی چٹانیں اور گڑھیں ہیں

جوانی کا پرانا زمانہ بھلا دو، جوانی ختم ہو چکی، اب بڑھاپا اور گھبراہٹ آ گئی ہے۔

اور قبیلہ سلیم کے جنگی کارناموں کو یاد کرو، قبیلہ سلیم میں فخر کرنے والوں کے لیے فخر موجود ہے)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ عباس کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے مشلل میں ہوئی جب کہ آپ فتح مکہ کے ارادہ سے مکہ جا رہے تھے، ان کے ساتھ بنو سلمہ کے سات سو لوگ تھے، وہ ان تمام لوگوں کو لے کر فتح مکہ میں شریک ہوئے، ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ان کے اسلام لانے کا سبب ایک خواب ہے جو انھوں نے اپنے بت خمار کے سلسلے میں دیکھا۔

عباس بن مرداس شہسوار، بہادر، اپنی قوم کے سردار اور فصیح اللسان تھے، انھوں نے اپنے اوپر زمانہ جاہلیت میں ہی شراب حرام کی تھی۔

عباس عظیم شاعر ہیں، ان کا شمار جاہلی اور اسلامی شعراء میں ہوتا ہے۔ حسان بن ثابت اور کعب بن مالک کے بعد کثرت اشعار میں ان کا تیسرا مقام ہے یعنی عبداللہ بن رواحہ سے زیادہ ان کے اشعار مروی ہیں، ان کے اشعار میں اسلوب کی جزالت اور ترکیب کی فخامت پائی جاتی ہے۔

وَغَدَاةَ أَوْطَاسٍ شَدَدْنَا شِدَّةً   كَفَتِ الْعَدُوَّ وَقِيْلَ مِنْهَا اِحْبِسُوْا

تَدْعُوْ هَوَازِنُ بِالْإِخَاوَةِ بَيْنَنَا ۔۔۔ ثَدْيٌ تُمَدُّ بِهِ هَوَازِنُ أَيْبَسُ
حَتّٰى تَرَكْنَا جَمْعَهُمْ وَكَأَنَّهُ ۔۔۔ عَيْرٌ تُعَاقِبُهُ السِّبَاعُ مُفْتَرِسُ

(جنگِ اوطاس کی شام ہم نے بڑا سخت حملہ کیا، جو دشمنوں کی کمر توڑنے کے لیے کافی تھا، قبیلہ اوطاس کی طرف سے آواز آئی کہ بس کرو۔

قبیلہ ہوازن نے ہمارے درمیان موجود اخوت و بھائی چارگی کا حوالہ دیا، یہ سوکھا تھن تھا جس سے قبیلۂ ہوازن کو کمک پہنچائی جارہی تھی، یعنی اس دہائی کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، جس طرح سوکھے تھن کو دوہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور دودھ نہیں نکلتا۔

یہاں تک کہ ہم نے ان کی جمعیت کو اس حال میں چھوڑ دیا کہ گویا ایک گدھا ہے جس کے پیچھے خونخوار درندے پڑے ہوئے ہیں اور وہ شکار ہونے کے قریب ہے، اسی طرح قبیلہ ہوازن والے بدحواس ہو کر بھاگنے لگے)

عباس نے فتح مکہ سے تھوڑے دنوں قبل اسلام قبول کیا، مندرجہ ذیل اشعار میں انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے:

لَعَمْرُكَ إِنِّيْ يَوْمَ أَجْعَلُ جَاهِلاً ۔۔۔ ضِمَارَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ مُشَارِكَا
وَتَرْكِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ ۔۔۔ أُوْلٰئِكَ أَنْصَارٌ لَّهُ مَا أُوْلٰئِكَا
كَتَارِكِ سَهْلِ الْأَرْضِ وَالْحَزْنَ يَبْتَغِيْ ۔۔۔ لِيَسْلُكَ فِيْ وَعْثِ الْأُمُوْرِ الْمَسَالِكَا
فَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ أَنَا عَبْدُهُ ۔۔۔ وَخَالَفْتُ مَنْ أَمْسٰى يُرِيْدُ الْمَهَالِكَا

(تیری زندگی کی قسم! اس وقت میں جاہل اور ناواقف تھا، جب میں نے ضمار بت کو رب العالمین کا شریک مانتا تھا۔

اور میں نے اللہ کے رسول کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، جب کہ قبیلہ اوس ان کو اپنے جلو میں لیے ہوئے تھا، وہ آپ کے مددگار ہیں، وہ کیا ہی خوب لوگ ہیں!!!۔

میری حالت اس شخص کی طرح تھی جو ہموار زمین کو چھوڑ کر ناہموار زمین تلاش کر رہا ہو، تا کہ قدم دھنسنے والی زمین میں چلے۔

چناں چہ میں اللہ پر ایمان لے آیا، جس کا میں بندہ ہوں، اور میں نے اس کی مخالفت کی، جو ہلاک ہونا چاہتا ہے)

عباس بن مرداس کے اشعار میں غزوہ اوطاس، غزوہ طائف اور فتح مکہ کا تذکرہ ملتا ہے، نبی کریم ﷺ کی وفات پر بھی ان کے اشعار نہیں ملے۔

جنگ حنین کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جن میں وہ اپنی قوم پر فخر کر رہے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوئے:

وَلَنَا عَلٰى بِئْرَيْ حُنَيْنٍ مَوْكِبٌ ۔۔۔ دَفَعَ النِّفَاقَ وَهَضْبَةٌ مَا تُقْلَعُ
نُصِرَ النَّبِيُّ بِنَا وَكُنَّا مَعْشَرًا ۔۔۔ فِيْ كُلِّ نَائِبَةٍ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ
حَتّٰى إِذَا قَالَ الرَّسُوْلُ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ أَبَنِيْ سُلَيْمٍ قَدْ وَفَيْتُمْ فَارْفَعُوْا
رُحْنَا وَلَوْلَا نَحْنُ أَجْحَفَ بَأْسُهُمْ ۔۔۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَأَحْرَزُوْا مَا جَمَّعُوْا

فیصلہ کرتا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہے)

خلاصہ کلام یہ کہ عباس بن مرداس قادر الکلام بدوی شاعر تھے اور ان کے اشعار کی ترکیب میں سہولت اور اسلوب میں جزالت پائی جاتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں انھوں نے ... کی ہجو کی، پھر دونوں کے

تَدْعُوْ هَوَازِنُ بِالْإِخَاوَةِ بَيْنَنَا ثَدْيٌ تُمَدُّ بِهِ هَوَازِنُ أَيْبَسُ
حَتّٰى تَرَكْنَا جَمْعَهُمْ وَكَأَنَّهُ عَيْرٌ تُعَاقِبُهُ السِّبَاعُ مُفْتَرِسُ

(جنگِ اوطاس کی شام ہم نے بڑا سخت حملہ کیا، جو دشمنوں کی کمر توڑنے کے لیے کافی تھا، قبیلہ اوطاس کی طرف سے آواز آئی کہ بس کرو۔

قبیلہ ہوازن نے ہمارے درمیان موجود اخوت و بھائی چارگی کا حوالہ دیا، یہ سوکھا تھن تھا جس سے قبیلۂ ہوازن کو کمک پہنچائی جا رہی تھی، یعنی اس دہائی کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، جس طرح سوکھے تھن کو دوہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور دودھ نہیں نکلتا۔

یہاں تک کہ ہم نے ان کی جمعیت کو اس حال میں چھوڑ دیا کہ گویا ایک گدھا ہے جس کے پیچھے خونخوار درندے پڑے ہوئے ہیں اور وہ شکار ہونے کے قریب ہے، اسی طرح قبیلہ ہوازن والے بدحواس ہو کر بھاگنے لگے)

عباس نے فتح مکہ سے تھوڑے دنوں قبل اسلام قبول کیا، مندرجہ ذیل اشعار میں انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے:

لَعَمْرُكَ إِنِّيْ يَوْمَ أَجْعَلُ جَاهِلاً ضِمَارَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ مُشَارِكَا
وَتَرْكِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ أُوْلٰئِكَ أَنْصَارٌ لَهُ مَا أُوْلٰئِكَا
كَتَارِكِ سَهْلِ الْأَرْضِ وَالْحَزْنَ يَبْتَغِيْ لِيَسْلُكَ فِيْ وَعْثِ الْأُمُوْرِ الْمَسَالِكَا
فَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ أَنَا عَبْدُهُ وَخَالَفْتُ مَنْ أَمْسٰى يُرِيْدُ الْمَهَالِكَا

(تیری زندگی کی قسم! اس وقت میں جاہل اور ناواقف تھا، جب میں نے ضمار بت کو رب العالمین کا شریک مانتا تھا۔ اور میں نے اللہ کے رسول کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، جب کہ قبیلہ اوس ان کو اپنے جلو میں لیے ہوئے تھا، وہ آپ کے مددگار ہیں، وہ کیا ہی خوب لوگ ہیں!!!۔

میری حالت اس شخص کی طرح تھی جو ہموار زمین کو چھوڑ کر ناہموار زمین تلاش کر رہا ہو، تاکہ قدم دھنسے والی زمین میں چلے۔ چناں چہ میں اللہ پر ایمان لے آیا، جس کا میں بندہ ہوں، اور میں نے اس کی مخالفت کی، جو ہلاک ہونا چاہتا ہے)

عباس بن مرداس کے اشعار میں غزوہ اوطاس، غزوہ طائف اور فتح مکہ کا تذکرہ ملتا ہے، نبی کریم ﷺ کی وفات پر بھی ان کے اشعار نہیں ملے۔

جنگ حنین کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جن میں وہ اپنی قوم پر فخر کر رہے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوئے:

وَلَنَا عَلٰى بِئْرَيْ حُنَيْنٍ مَوْكِبٌ دَفَعَ النِّفَاقَ وَهَضْبَةٌ مَا تُقْلَعُ
نَصَرَ النَّبِيَّ بِنَا وَكُنَّا مَعْشَرًا فِيْ كُلِّ نَائِبَةٍ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ
حَتّٰى إِذَا قَالَ الرَّسُوْلُ مُحَمَّدٌ أَبَنِيْ سُلَيْمٍ قَدْ وَفَيْتُمْ فَارْفَعُوْا
رُحْنَا وَلَوْلَا نَحْنُ أَجْحَفَ بِأْسُهُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَأَحْرَزُوْا مَا جَمَّعُوْا

(ہماری فوج مقامِ حنین کے دو کنوؤں کے پاس پڑاؤ ڈالی ہوئی ہے، جس نے دو غلے پن کو ختم کر دیا ہے اور وہ فوج مضبوط ٹیلے کے مانند ہے جس کو اپنی جگہ سے ہٹانا ممکن نہیں ہے۔
ہمارے ذریعے اللہ کے نبی کی مدد کی گئی، اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہر مصیبت کے وقت ہم فائدہ پہنچانے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور نقصان پہنچانے والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔
یہاں تک کہ جب اللہ کے رسول محمد ﷺ نے کہا: اے بنو سلیم! تم نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی، چناں چہ تم اب چلے جاؤ۔
یہ حکم سن کر ہم لوٹ آئے، اگر ہم نہ ہوتے تو تیریں مومنین کو ہلاک کر دیتیں اور دشمن ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیتے)

اسی طرح وہ اپنی قوم کے جہاد پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَكُنَّا عَلَى الْإِسْلَامِ مَيْمَنَةً لَهُ ... وَكَانَ لَنَا عَقْدُ اللِّوَاءِ وَشَاهِرُهُ
وَكُنَّا لَهُ دُوْنَ الْجُنُوْدِ بِطَانَةً ... يُشَاوِرُنَا فِيْ أَمْرِهِ وَنُشَاوِرُ
دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدِّمًا ... وَكُنَّا لَهُ عَوْنًا عَلٰى مَنْ يُّنَاكِرُهُ

(ہم اسلام کے میمنہ (دایاں بازو) تھے، اور ہمارے پاس علم برداری کی ذمہ داری اور اس کو بلند رکھنے کی ڈیوٹی تھی۔
دوسرے لشکروں کو چھوڑ کر ہم آپ کے ہم نشین تھے، آپ اپنے معاملوں میں ہم سے مشورے کرتے تھے اور ہم آپ سے مشورے کرتے تھے۔
آپ نے ہم کو بلایا اور ہم کو "شعار" (اندرونی کپڑا یعنی خاص الخاص ساتھیوں) کا نام دیا، اور ہم آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی مدد تھے)

عباس کی شاعری کے دو نمایاں وصف ہیں، ان کی اسلامی شاعری جنگی اور حماسی ہے اور ان میں جنگ اور اس کے واقعات کی منظر کشی ہے اور دوسرا وصف یہ ہے کہ ان کی پوری شاعری اپنی قوم پر فخر ہے۔

عباس بن مرداس نے کہا ہے:

نَذُوْدُ أَخَانَا عَنْ أَخِيْنَا وَلَوْ نَرٰى ... مِطَالًا لَكُنَّا الْأَقْرَبِيْنَ نُتَابِعُ
وَلٰكِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ دِيْنُ مُحَمَّدٍ ... رَضِيْنَا بِهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالشَّرَائِعُ
أَقَامَ بِهِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ أَمْرَنَا ... وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ دَافِعُ

(ہم اپنے بھائی کی اپنے ہی دوسرے بھائی کے ظلم سے حفاظت کرتے ہیں، اگر ہم ٹال مٹول دیکھتے ہیں تو ہم ان میں سے قریبی لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔
لیکن اللہ کے دین پر ہم راضی ہو گئے جس میں ہدایت اور احکام ہیں، جو محمد کا دین ہے۔
انھوں نے اس دین کے ذریعہ گمراہی کے بعد ہم کو سیدھا راستہ دکھایا اور ہمارے معاملہ کو درست کیا اور اللہ جس چیز کا

فیصلہ کرتا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہے)

خلاصہ کلام یہ کہ عباس بن مرداس قادر الکلام بدوی شاعر تھے اور ان کے اشعار کی ترکیب میں سہولت اور اسلوب میں جزالت پائی جاتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں انھوں نے اپنے چچازاد بھائی خفاف بن ندبہ کی ہجو کی، پھر دونوں کے درمیان ہجو کی جنگ جاری رہی، جس کے نتیجہ میں دونوں کے دوستوں کے درمیان تلواریں بھی چلی اور بہت سے لوگ قتل ہوئے۔

عباس بن مرداس کی وفات سن ۱۸ھ مطابق ۶۲۹ء میں ہوئی۔

عباس بن مرداس قادر الکلام مخضرم شاعر ہیں جو ہجو میں مشہور ہیں، حماسہ، فخر اور حکمت کے سلسلے میں بھی عباس کے اشعار ہیں، جنگ حنین میں خصوصیت کے ساتھ ان کے بہت سے اشعار ہیں۔

عباس ابن مرداس نے زمانہ جاہلیت میں خفاف ابن ندبہ کو جواب دیتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جن میں ہجو، فخر اور حماسہ ہے:

أَتُهْدِي لِيَ الْوَعِيدَ عَلَى التَّنَائِيْ ۔۔۔ وَمَا مِثْلِيْ يُخَوَّفُ بِالْقَوَافِيْ

فَلَسْتُ لِحَاصِنٍ إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا ۔۔۔ تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ ظَهْرِ النِّعَافِ

سَوَاهِمَ كَالْقِدَاحِ مُسَوَّمَاتٍ ۔۔۔ وَكُمْتاً لَوْنُهَا كَالْوَرْسِ صَافِ

فَسَائِلْ فِيْ قَبَائِلَ جَذْمِ قَيْسٍ ۔۔۔ بِنَا عِنْدَ الْعَظَائِمِ وَالْجُحَافِ

تُخَبَّرْ أَنَّنَا أَوْلَىٰ بِمَجْدٍ ۔۔۔ تَوَارَثَهُ طِرَافٌ عَنْ طِرَافِ

وَأَنْدَىٰ عِنْدَ جَدْبِ النَّاسِ رَاحاً ۔۔۔ وَأَنْفَعُ لِلْأَرَامِلِ وَالضِّعَافِ

(کیا تم دور ہی سے مجھ کو دھمکی دیتے ہو؟ مجھ جیسے شخص کو قافیوں اور اشعار سے خوف زدہ نہیں کیا جا سکتا۔

اگر تم میرے گھوڑے کو پہاڑ کے دامن سے غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو تو میں شریف عورت کی اولاد نہ ہوں۔

اگر تم جنگ کے لیے تیار دبلے چاق و چوبند گھوڑوں کو نہ دیکھو جو بے پر کے تیر کے مانند ہیں، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے، ان گھوڑوں کا رنگ صاف سرخ ہے ورس کے پھول کی طرح (ورس وہ پھول ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں)۔

قیس کے تمام قبیلوں سے ہمارے بارے میں پوچھو کہ بڑے بڑے حادثات میں اور بڑے بڑے سیلابوں میں ہم نے کیا کارنامے انجام دیے ہیں۔

وہ سب قبیلے بتائیں گے کہ ہم ہی عزت و شرف کے زیادہ حق دار ہیں، نئے لوگوں نے اس عزت کو نئے لوگوں ہی سے حاصل کیا ہے، یعنی ہماری عزت اور شرافت اور سرداری ابھی قائم ہے، ابھی پرانی نہیں ہوئی ہے۔

لوگوں کو جب قحط سالی کا سامنا ہوتا ہے تو ہم سب سے زیادہ سخاوت کرتے ہیں اور کمزوروں اور بیواؤں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوتے ہیں)

مراجع:

(الاصابۃ ۲/۲۶۴، الوافی بالوفیات ۱۶/۶۳۴۔۶۳۶، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۸۱۔۲۸۶، تاریخ عمر فروخ ۲/۲۷۳، الاستیعاب ۸۱۸، طبقات ابن سعد ۱۵/۲۱۴، طبقات خلیفہ ۱۱۵، الشعر والشعراء ۲۱۸، الجرح والتعدیل ۶/۲۱۰، الأغانی ۱۸/۲۲، معجم الشعراء للمرزبانی ۱۰۲، سمط اللآلی ۳۲، جمھرۃ أنساب العرب ۲۶۳، تھذیب ابن عساکر ۷/۲۵۸، أسد الغابۃ ۳......۱۱۲، تھذیب التھذیب ۵/۳۰، واقدی ۳/۹۳۶۔۹۴۷، الأغانی، الأمالی للقالی ۱/۷، ۴۶، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۹۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۱۰، منح المدح ۱۹۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۷۔۲۳۸) آپ کا دیوان بغداد سے ۱۹۶۸ء اور بیروت مؤسسۃ الرسالۃ سے ۱۹۹۱ء کو شائع ہوا ہے جس پر یحییٰ جبوری نے تحقیق کی ہے۔

(۲۶)

غیلان ابن سلمہ ثقفی

غیلان ابن سلمہ ابن معتب ابن مالک۔

قدیم مصنفین نے غیلان ابن سلمہ اور ان کی شاعری کے بارے میں بہت سے حالات لکھے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیلان ابن سلمہ کا شمار بڑے شعراء میں ہوتا ہے، حالاں کہ طائف کے جاہلی شعراء کی طرح ان کے طویل قصیدے نہیں ملتے، بلکہ مختلف موقعوں کی مناسبت سے شعری قطعات کثرت سے ملتے ہیں، جن میں سے اکثر قطعات کتاب الأغانی میں ہیں، جمحی کی کتاب ''طبقات الشعراء'' میں ان کا کوئی شعر نہیں ہے، حالاں کہ انھوں نے مستقل الگ فصل میں طائف کے شعراء کا تذکرہ کیا ہے۔

غیلان شاعر، خطیب اور شہسوار تھے، قبیلۂ ثقیف اور دوسرے قبیلوں کے درمیان ہونے والی جنگوں میں انھوں نے شرکت کی، اور ان جنگوں میں فتح سے ہم کنار ہوئے اور ہر موقع اور ہر جنگ میں اشعار کہے، جس میں انھوں نے اپنی بہادری اور اپنی قوم کے کارناموں کا تذکرہ کیا ہے، انھوں نے دس شادیاں کی، ان میں سے ایک بیوی خالدہ بنت ابوالعاص ہیں، جن سے ان کے دولڑکے عمار اور عامر پیدا ہوئے۔

طائف کی فتح کے بعد غیلان نے اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ ان کی دس بیویوں نے بھی اسلام قبول کیا، حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ان میں سے کسی چار عورتوں کا انتخاب کریں اور باقی کو چھوڑ دیں۔

طبقات ابن سلام کے حاشیے میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور عروہ ابن مسعود ثقفی کو جرش بھیجا، تاکہ وہاں سنگ باری کی مشین اور منجنیق بنانے کی ٹریننگ لیں، اسی وجہ سے وہ دونوں جنگِ حنین اور طائف میں شریک نہیں ہو سکے۔

(هامش طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ج۱ص۲۶۹۔ تحقیق: محمود شاکر)

غیلان ابن سلمہ کا انتقال حضرت عمر کے عہدِ خلافت کے آخری ایام میں ہوا، انھوں نے اپنا پورا مال اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کیا اور اپنی بیویوں کو طلاق دے دیا، حضرت عمر نے ان سے فرمایا: شیطان نے تمھارے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ تم مرگئے ہو، میں تو ایسا ہی سمجھتا ہوں، یا تو تم اپنا مال واپس لے لو اور اپنی بیویوں سے رجوع کرو، ورنہ میں تمہاری قبر کو ویسے ہی رجم کروں گا، جس طرح ابو رغال کی قبر کو رجم

کر دیا گیا تھا، چناں چہ انھوں نے حضرت عمر کی بات مان لی۔

ابو رغال کا واقعہ یہ ہے کہ قبیلۂ ثقیف نے ابرہہ کے ساتھ اس کو کعبہ ڈھانے کے لیے بھیجا، جب مکہ اور طائف کے درمیان مغمّس میں اس نے پڑاؤ کیا تو وہاں ابو رغال مر گیا اور عربوں نے اس کی قبر کو رجم کیا۔ (طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ج۱ص۲۷۰)

غیلان کی بیوی ان کی رفاقت سے اکتا گئی تھی اور ان سے دور ہی دور رہنے لگی تھی، اس بات کا احساس غیلان کو تھا، چناں چہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکی دی اور مندرجہ ذیل اشعار اس ضمن میں کہے:

یَا رُبَّ مِثْلَکِ فِی النِّسَاءِ غَرِیْرَةٍ بَیْضَاءَ قَدْ صَبَّحْتُهَا بِطَلَاقِ
لَمْ تَدْرِ مَا تَحْتَ الضُّلُوْعِ وَغَرَّهَا مِنِّیْ تَحَمُّلُ عِشْرَتِیْ وَخَلَاقِیْ

(تم جیسی بہت سی خوبصورت دھوکے میں پڑی ہوئی عورتوں کو میں نے صبح صبح طلاق دے دیا۔
وہ نہیں جانتی کہ پسلیوں کے نیچے یعنی دل میں کیا ہے، وہ اس لیے دھوکہ میں ہے کہ وہ میرا ساتھ زبردستی نبھا رہی ہے)

قبیلۂ ثقیف نے زمانۂ جاہلیت میں خثعم کے خلاف جنگ میں غیلان کی قیادت میں فتح حاصل کی تھی، اس واقعے کے سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

أَلَا یَا أُخْتَ خَثْعَمَ خَبِّرِیْنَا بِأَیِّ بَلَاءِ قَوْمٍ تَفْخَرِیْنَا
جَلَبْنَا الْخَیْلَ مِنْ أَکْنَافِ وُجٍّ وَلَیْثٍ نَحْوَکُمْ بِالدَّارِ عِیْنَا
رَأَیْنَاهُنَّ مُعْلَمَةً رَوَاحًا بِفِتْیَانِ الصَّبَاحِ وَمُعْتَدِیْنَا

(اے قبیلۂ خثعم کی میری بہن! تم ہمیں یہ بتاؤ کہ تم ہم پر اپنی قوم کے کن کارناموں کی وجہ سے فخر کر رہی ہو۔
ہم مقامِ وج کے آس پاس سے گھوڑے لے آئے ہیں، اور علی العیان شیر تمھاری طرف مقامِ دار میں بڑھ رہے ہیں۔
ہم نے ان کو صبح کے وقت دیکھا ہے کہ وہ نشان زدہ ہیں یعنی عمدہ نسل کے گھوڑے ہیں وہ خالص النسب نو جوانوں کو اٹھائے ہوئے بڑھ رہے ہیں اور وہ سب نو جوان تیار ہیں)

اشعار کے ساتھ غیلان کے نثری ادب پارے بھی منقول ہیں، اغانی نے ان کے بعض نمونے نقل کیے ہے، وہ تحریر کرتے ہیں: ''جب غیلان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: اے میرے بچو! تم نے اپنے اموال کی بہترین خدمت کی ہے اور اپنی ماؤں کی عزت کی ہے.......... پھر انھوں نے یہ اشعار کہے:

وَحُرَّةِ قَوْمٍ قَدْ تَنَوَّقَ فِعْلُهَا وَزَیَّنَهَا أَقْوَامُهَا فَتَزَیَّنَتِ
رَحَلْتُ إِلَیْهَا لَا تَرُدُّ وَسِیْلَتِیْ وَحَمَلْتُهَا مِنْ قَوْمِهَا فَتَحَمَّلَتِ

(اور وہ اپنی قوم کی آزاد اور شریف عورت ہے، جس کی اولاد ابھی بڑی ہوگئی ہیں، اس کی قوموں نے اس کو سنوارا تو وہ سنور گئی۔

ان کے بہترین اشعار میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

وَأَكْذَبُ النَّفْسِ إِذَا حَدَّثْتَهَا إِنَّ صِدْقَ النَّفْسِ يُزْرِي بِالْأَمَلِ

(نفس کی سب سے جھوٹی بات یہ ہے کہ جب تم اس سے گفتگو کرو اور وہ تم کو امید دلائے، اور نفس کی سب سے زیادہ سچی بات یہ ہے کہ وہ امید کو بنظر حقارت دیکھے)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ فرزدق نے ایک آدمی کو لبید کا مندرجہ ذیل شعر پڑھتے ہوئے سنا:

وَجَلَا السُّيُولُ عَنِ الطُّلُولِ كَأَنَّهَا زُبُرٌ تَجِدُّ مُتُونَهَا أَقْلَامُهَا

(بارش کی رَو نے کھنڈرات کو چمکا دیا، گویا کہ وہ کتابیں ہیں جن پر آرٹسٹ کے قلم چلے ہوں)

فرزدق یہ شعر سن کر اپنے خچر سے اترے اور سجدہ کیا، ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے جواب دیا: جس طرح لوگ سجدۂ قرآن سے واقف ہیں، اسی طرح میں سجدۂ شعر سے واقف ہوں۔

لبید کے بہترین اشعار میں مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں جو انھوں نے اپنے بھائی اربد کے مرثیے میں کہے:

أَعَاذِلُ مَا يُدْرِيكَ إِلَّا تَظَنِّيًا إِذَا رَحَلَ السَّفَّارُ مَنْ هُوَ رَاجِعُ

أَتَجْزَعُ مِمَّا أَحْدَثَ الدَّهْرُ لِلْفَتَى وَأَيُّ كَرِيمٍ لَمْ تُصِبْهُ الْقَوَارِعُ

لَعَمْرُكَ مَا تَدْرِي الضَّوَارِبُ بِالْحَصَا وَلَا زَاجِرَاتُ الطَّيْرِ مَا اللّٰهُ صَانِعُ

وَمَا الْمَرْءُ إِلَّا كَالشِّهَابِ وَضَوْؤُهُ يَحُورُ رَمَادًا بَعْدَ إِذْ هُوَ سَاطِعُ

وَمَا الْبِرُّ إِلَّا مُضْمَرَاتٌ مِنَ التُّقَى وَمَا الْمَالُ إِلَّا عَارِيَاتٌ وَدَائِعُ

(اے میری ملامت کرنے والے! تمھیں کیا پتہ کہ جب کوئی سفر کر کے چلا جاتا ہے تو کون واپس آتا ہے، تم تو صرف اندازہ لگاتے ہو

زمانہ نے نوجوان کے ساتھ جو کیا ہے، اس پر مت گھبراؤ، کون شریف ہے جس کو مصیبتوں کا سامنا نہیں ہے؟

تیری زندگی کی قسم! خوراک کی تلاش میں رہنے والے پرندے اور پرندوں کو نیک یا بدشگون لینے کے لیے بچکانے والی عورتیں بھی نہیں جانتیں کہ اللہ کیا کرنے والا ہے۔

آدمی کی مثال اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ شہابِ ثاقب اور اس کی روشنی کی طرح ہے، شہاب ثاقب چمک رہا ہوتا ہے کہ گر کر اچانک راکھ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

نیکی تقویٰ اور خشیت الٰہی کے خزانوں میں سے ہے، اور مال کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ وہ عاریت میں رکھی ہوئی امانتیں ہیں)

لبید نے اپنے آباء واجداد اور اپنی بہادری اور اپنی قوم کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور فخر کیا ہے، انھوں نے اپنی قوم پر فخر اور اپنے سرداروں کی کثرت پر فخر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

غیلان کی ایک لڑکی بادیہ خوب صورتی اور جمال میں بہت مشہور تھی، غزوہ طائف کے موقع پر ہیت مخنث نے عبداللہ ابن امیہ سے کہا: اگر اللہ نے طائف کو تمھارے ہاتھوں فتح کیا تو میں تم کو بادیہ بنت غیلان کو دکھاؤں گا، جو بہت ہی زیادہ خوبصورت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مخنث کی یہ بات سنی تو مخنثوں کو اپنے گھروں سے نکالنے کا حکم دیا، پھر اس کو روضہ خاخ جلا وطن کر دیا۔

غیلان نے بہت سے موضوعاتِ شاعری پر طبع آزمائی کی ہے، فخر کے موضوع پر اکثر جاہلی شعراء نے اشعار کہے ہیں، غیلان نے بھی اپنے شہر طائف اور قبیلۂ ثقیف پر فخر کیا ہے، انھوں نے اپنے قبیلہ پر فخر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

حَلَلْنَا الْحَدَّ مِنْ تَلْعَاتِ قَيْسٍ　　بِحَيْثُ يَحُلُّ ذُو الْحَسَبِ الْجَسِيْمِ
وَقَدْ عَلِمَتْ قَبَائِلُ جَذْمِ قَيْسٍ　　وَلَيْسَ ذَوُو الْجَهَالَةِ كَالْعَلِيْمِ
بِأَنَّا نُصْبِحُ الْأَعْدَاءِ قِدَمًا　　سِجَالَ الْمَوْتِ بِالْكَأْسِ الْوَخِيْمِ
وَأَنَّا نَبْتَنِيْ شَرَفَ الْمَعَالِيْ　　وَنَنْعَشُ عِشْرَةَ الْمَوْلىٰ الْعَدِيْمِ
وَأَنَّا لَمْ نَزَلْ مَلْجاً وَكَهَفًا　　كَذَاكَ الْكَهْلُ مِنَّا وَالْفَطِيْمُ

(ہم قبیلہ قیس کے ٹیلوں کی اس حد پر اتر گئے جہاں شریف النسب مضبوط اور طاقت ور اترتا ہے۔
قیس کے تمام قبیلے اس بات سے واقف ہو چکے ہیں، جاہل شخص باخبر شخص کی طرح نہیں ہوتا۔
اس بات کو جان لیا ہے کہ یہ ہماری پرانی عادت ہے کہ ہم دشمنوں کو ناقابلِ ہضم جام سے موت کی نیند سلاتے ہیں۔
اور ہم بلندیوں کی چوٹی تعمیر کرتے ہیں اور ہم تہی دست دوست کو اپنے ساتھ رکھ کر خوش حال بناتے ہیں۔
اور ہم اب تک دوسروں کے لیے پناہ اور کمین گاہ ہیں، ہمارا بوڑھا اور دودھ پیتا بچہ ہر ایک کے یہی اوصاف ہیں)

غیلان نے حماسہ اور جنگ کے سلسلے میں بہت سے قطعات کہے ہیں، بنو ثقیف اور بنو عامر ابن ربیعہ کے درمیان جنگ ہوئی، اس میں ثقیف کو فتح حاصل ہوئی، اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَدِّعْ بِذَمٍّ إِذَا مَا كَانَ رِحْلَتُنَا　　أَهْلَ الْحَظَائِرِ مِنْ عَوْفٍ وَدَهْمَانَا
اَلْقَائِلِيْنَ وَقَدْ حَلَّتْ بِسَاحَتِهِمْ　　جُسْرٌ تَحَسْحَسْ عَنْ أَوْلَادِ حِصَانًا
وَالْقَائِلِيْنَ وَقَدْ رَابَتْ وَطَابَهُمْ　　أَسَيْفُ عَوْفٍ تَرىٰ أَمْ سَيْفُ غَيْلَانَا
أَغْنَوْا الْمَوَالِيَ عَنَّا لَا أَبَا لَّكُمْ　　إِنَّا سَنُغْنِي صَرِيْحَ الْقَوْمِ مَنْ كَانَا

(اس وقت مذمت کرنا چھوڑ دو جب ہمارا قافلہ عوف اور دہمان قبیلوں کے شہری علاقوں کے قریب پہنچ جائے۔
وہ کہہ رہے ہیں جب کہ ان کے علاقے میں بہادر اور طاقت ور لوگ اتر گئے: مضبوط لڑکوں کو تلاش کرو۔
اور وہ کہہ رہے ہیں جب کہ قبیلہ عوف کی تلواریں کمزور اور نرم پڑ گئیں، یا غیلان کی تلوار کی دھار قبیلہ عوف والوں نے دیکھ لیا۔

ہماری طرف سے دوستوں کو بے نیاز کرو (اللہ تمھارے ابا کو ہلاک کرے) ہم قوم کے شریف کو بے نیاز کردیں گے چاہے وہ جو بھی ہو)

مرثیہ کے اشعار بھی غیلان سے مروی ہیں، ان کے فرزند عامر کا انتقال شام میں طاعونِ عمواس میں ہوا تھا، اس وقت وہ ثقیف کے شہسوار تھے، اس پر انھوں نے مندرجہ ذیل مرثیہ کہا:

عَيْنِيْ تَجُوْدُ بِدَمْعِهَا الْهَتَّانِ   سَحًّا وَتَبْكِيْ فَارِسَ الْفُرْسَانِ
يَا عَامِ مَنْ لِلْخَيْلِ لَمَّا أَحْجَمَتْ   عَنْ شِدَّةٍ مَرْهُوْبَةٍ وَطِعَانِ
لَوْ أَسْتَطِيْعُ جَعَلْتُ مِنِّيْ عَامِرًا   بَيْنَ الضُّلُوْعِ وَكُلُّ حَيٍّ فَانِ

(میری آنکھ مسلسل تیز آنسو بہا رہی ہے، اور شہسواروں کے شہسوار پر رو رہی ہے۔
اے عامر! سخت ترین نیزہ بازی اور خوف زدہ کرنے والے حملے کی صورت میں فوج پیچھے ہٹے تو اس فوج کو سنبھالنے والا کون ہے؟
اگر میرے بس میں ہوتا تو میں عامر پر قربان ہوتا، ہر زندہ چیز کو فنا ہے)

اکثر اصنافِ شاعری میں غیلان کے اشعار ملتے ہیں: فخر، حماسہ، مرثیہ وغیرہ۔
غزل میں بہت ہی کم اشعار ملتے ہیں۔
الفاظ میں خفت، سہولت اور رقت پائی جاتی ہے۔

مراجع:

(الاصابۃ ۳/۱۸۶_۱۸۸، شعراء الطائف فی الجاھلیۃ والاسلام ۶۵_۷۱، الاستیعاب ۳/۱۸۹_۱۹۲، أسد الغابۃ ۴/۱۷۲_۱۷۳، الأعلام ۵/۱۲۴، الأغانی ۱۳/۲۲۱_۲۲۹، البدایۃ والنھایۃ ۴/۳۴۴، ۶/۱۴۸، ۷/۱۴۸، تاریخ الطبری ۳/۸۱، ۶/۱۰۷، تھذیب سیرۃ ابن ہشام ۲۷۱، جمھرۃ أنساب العرب ۲۶۸، سمط اللآلی ۳۳۷، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۲۵۹، العقد الفرید ۲/۳۷۷، ۳۸۰، ۳/۲۱۸، الکامل فی التاریخ ۲/۷۸، معجم شعراء اللسان ۳۱۸ معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۵۵)

(۲۷)

کعب ابن زہیر مزنی

کعب ابن زہیر ابن ابوسلمٰی ابن قرط ابن حرث ابن مازن ابن خلادہ ابن ثعلبہ ابن ثور ابن لاطم ابن عثمان ابن مزینہ مزنی۔

کعب کے ایک حقیقی بھائی بجیر تھے، جوان ہی کی طرح شاعر تھے، ان کے والد کا شمار اساطین شعرائے عہدِ جاہلی میں ہوتا ہے، ان کی ماں کبشہ بنت عمار ہیں۔

جب اسلام کی کرنیں پھوٹ پڑیں اور کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے تو بجیر اور کعب نکل کر ابرق نامی جگہ آئے، بجیر نے اپنے بھائی کعب سے کہا: تم یہاں ہماری بکریوں کے ساتھ رہو، میں اس شخص یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ سن ۷ ہجری مطابق ۶۲۸ء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، البتہ کعب ابن زہیر اپنے شرک پر ہی قائم رہے، جب کعب کو بجیر کے اسلام لانے کی خبر ملی تو انھوں نے اپنے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی، وہ کہتے ہیں:

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّيْ بُجَيْرًا رِسَالَةً ... فَهَلْ لَکَ فِيْمَا قُلْتَ، وَيْحَکَ، هَلْ لَکَا

سَقَاکَ بِهَا الْمَأْمُوْنُ کَأْسًا رَوِيَّةً ... فَأَنْهَلَکَ الْمَأْمُوْنُ مِنْهَا وَعَلَّکَا

فَفَارَقْتَ أَسْبَابَ الْهُدٰى وَاتَّبَعْتَهُ ... عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ، وَيْبَ غَيْرِکَ، دَلَّکَا

عَلٰى مَذْهَبٍ لَمْ تُلْفِ أُمًّا وَلَا أَبًا ... عَلَيْهِ وَلَمْ تَعْرِفْ عَلَيْهِ أَخًا لَکَا

فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ بِآسِفٍ ... وَلَا قَائِلٍ، إِمَّا عَثَرْتَ، لَعًا لَکَا

(سن لو! میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا میری کہی ہوئی بات میں تمھاری کوئی رائے ہے، تمھارا ناس ہو، کیا تم نے اس بارے میں سوچا۔

تم کو مامون نے مکمل سیراب کرنے والا جام پلایا، پھر تم کو دوبارہ پلایا اور بار بار پلایا۔

تم نے صحیح راستہ چھوڑ دیا اور اس (محمد) کی پیروی کی، صرف تمھارا ناس ہو، اس نے تم کو کون سی چیز دکھائی اور کس چیز کی طرف رہنمائی کی ہے۔

ایسے دین کی طرف تم کو ڈال دیا ہے، جس پر تم نے نہ اپنی ماں کو پایا اور نہ باپ کو، اور نہ تم نے کسی بھائی کو اس دین پر جانا۔

اگر تم نے میری بات پر عمل نہیں کیا تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہے، اگر تم ٹھوکر کھا گئے تو میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ اللہ تم کو ٹھوکر سے محفوظ رکھے)

کعب کے بھائی بجیر نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان کا جواب دیا:

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی کَعْبًا فَهَلْ لَکَ فِی الَّتِیْ تَلُوْمُ عَلَيْهَا بَاطِلًا وَهِیَ أَحْزَمُ
اِلَی اللهِ لَا الْعُزّٰی وَلَا اللَّاتَ وَحْدَهُ فَتَنْجُوْ إِذَا كَانَ النَّجَاءُ وَتَسْلِمُ
لَدٰی يَوْمٍ لَا يَنْجُوْ وَلَيْسَ بِمُفْلِتٍ مِنَ النَّارِ اِلَّا طَاهِرُ الْقَلْبِ مُسْلِمُ
فَدِيْنُ زُهَيْرٍ وَ هُوَ لَا شَیْئٌ دِيْنُهُ وَدِيْنُ أَبُوْسَلْمٰی عَلَیَّ مُحَرَّمُ

(میری طرف سے کعب کو یہ پیغام پہنچادو کہ جس چیز کو قبول کرنے کی وجہ سے میری ملامت کررہے ہو کہ وہ باطل ہے، ایسا نہیں ہے، بلکہ یہی چیز سب سے زیادہ ٹھوس ہے۔
میں تنِ تنہا اللہ کی ذات کی طرف تم کو بلاتا ہوں، نہ کہ لات اور عزی کی طرف، اسی صورت میں تمھیں نجات ملے گی اور تم محفوظ رہو گے، اس دن جب نجات کا دن ہوگا۔
اس دن آگ سے وہی شخص محفوظ رہے گا اور بچ جائے گا جس کا دل صاف ہوگا اور جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگا۔
زہیر ابن ابوسلمی کا دین کچھ بھی نہیں ہے، اور ابوسلمی کا دین مجھ پر حرام ہے)

جب نبی کریم ﷺ کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو نبی کریم ﷺ نے ان کا خون ہدر کردیا، اور کہا کہ جس کسی کو کعب نظر آئے تو اس کو قتل کردے، یہ اعلان سن کر لوگ کعب کے خون کے پیاسے ہوگئے، ان پر عرصۂ حیات تنگ ہوگیا، ان کے بھائی کعب نے ان کو خط لکھا کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہوکر آتا ہے تو آپ اس کے اسلام کو قبول فرماتے ہیں، اور اس کی سابقہ تمام غلطیوں اور گناہوں کو معاف کردیتے ہیں، یہ خط پاکر کعب چھپ کر مدینہ آئے اور حضرت ابوبکر کی سفارش لی، پھر ان کے ساتھ ہی مسجدِ نبوی میں تشریف لے آئے، جب صبح کی نماز ہوئی تو حضرت ابوبکر نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، کعب نے آپ ﷺ سے کہا: اللہ کے رسول! ایک شخص آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہے۔ اور انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اپنا چہرہ کھول کر کہا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں کعب ابن زہیر ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو امان دیا، کعب نے اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' نبی کریم ﷺ کو سنایا، جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے، جس کا مطلع یہ ہے:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْيَوْمَ مَتْبُوْلُ مُتَيَّمٌ إِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُوْلُ

نبی کریم ﷺ نے یہ قصیدہ سن کر کعب کو اپنی چادر ہدیہ میں دی، جو ان کے لیے اور ان کے خاندان کے لیے فخر کا باعث بنی، اس چادر کو حضرت معاویہ نے ان کی اولاد سے خریدا، اس چادر کو بعد میں خلفاء عید کے دن پہنا کرتے تھے۔

ابن ابوالدنیا نے نقل کیا ہے کہ نابغہ ذبیانی نے نعمان ابن منذر کی خدمت میں یہ شعر سنایا:

تَزِيْدُ الْأَرْضَ إِمَّا مِتَّ خِفًّا وَتَحْيٰی إِنْ حُيِّيْتَ بِهَا ثَقِيْلًا

(اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو زمین کے ہلکے پن میں اضافہ ہو جائے گا یعنی آپ کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے کہ زمین آپ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر پا رہی ہے، آپ کی زندگی میں زمین بوجھل بن کر رہے گی)

نعمان ابن منذر نے نابغہ سے کہا: اگر تم اس کے بعد اس شعر کے معنی کی وضاحت کرنے والا کوئی شعر نہیں کہو گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ شعر تعریف اور مدح کے بجائے ہجو ہے۔ نابغہ کو اس کے بعد والا شعر ڈھالنا دشوار ہو گیا تو نعمان نے ان سے کہا: میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر تم شعر کہو گے تو میں تمھیں سو اونٹ انعام دوں گا، ورنہ تلوار سے گردن اڑا دی جائے گی۔ نابغہ دربار سے نکلے تو ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور گھبراہٹ صاف معلوم ہو رہی تھی، ان کی ملاقات کعب کے والد زہیر سے ہوئی تو ان کو اپنا واقعہ بتایا، انھوں نے کہا: ہمارے ساتھ صحراء میں چلو۔ کعب بھی ان کے ساتھ ہو لیے تو زہیر نے ان کو واپس کر دیا، نابغہ نے کہا: ہمارے بھتیجے کو ہمارے ساتھ آنے دو۔ نابغہ اور زہیر دونوں کے ذہن میں کوئی شعر نہیں آیا، اس وقت کعب نے نابغہ سے کہا: آپ کو یہ کہنے میں کیا رکاوٹ ہے:

وَذٰلِکَ إِنْ فَلَلْتَ الْغَيَّ عَنْهَا فَتَمْنَعُ جَانِبَيْهَا أَنْ تَمِيْلَا

(اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس کی بے راہ روی کو روکیں گے اور اس کو درست کریں گے تو اس کے دونوں کناروں کو ایک طرف جھکنے سے روکیں گے)

نابغہ کو یہ شعر بہت پسند آیا اور انھوں نے یہ شعر نعمان کو جا کر سنایا، نعمان نے ان کو سو اونٹ انعام میں دیے، انھوں نے اونٹ لا کر کعب کی خدمت میں پیش کیا، لیکن کعب نے لینے سے انکار کیا۔

کعب کی وفات تقریباً ۲۶ ہجری مطابق ۶۴۵ء کو ہوئی۔

کعب ابن زہیر قادر الکلام بسیار گو عظیم شاعر تھے، بعض لوگوں نے ان کو زہیر، لبید اور نابغہ کا ہم پلہ قرار دیا ہے، خلف الاحمر نے کہا ہے: ''اگر زہیر کے وہ اشعار نہ ہوتے جن کو لوگ بڑا مرتبہ دیتے ہیں تو میں کہتا کہ کعب ان سے بڑے شاعر ہیں''۔

کعب نے مندرجہ ذیل اصناف شاعری میں اشعار کہے ہیں: مدح، ہجو، فخر اور حماسہ۔

کعب اپنے تمام اشعار کو پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے والد کی طرح ان کا اصول تنقیح اور پختگی کا تھا۔

رزق کی اللہ کی طرف سے فراہمی کے سلسلے میں کعب نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَعْلَمُ أَنِّيْ مَتٰى مَا يَأْتِنِيْ قَدَرِيْ فَلَيْسَ يَحْبِسُهُ شُحٌّ وَلَا شَفَقُ
وَالْمَرْءُ وَالْمَالُ يَنْمِيْ ثُمَّ يُذْهِبُهُ مَرُّ الدُّهُوْرِ وَيُفْنِيْهِ فَيَنْسَحِقُ
فَلَا تَخَافِيْ عَلَيْنَا الْفَقْرَ وَانْتَظِرِيْ فَضْلَ الَّذِيْ بِالْغِنٰى مِنْ عِنْدِهِ نَثِقُ
إِنْ يَفْنَ مَا عِنْدَنَا فَاللّٰهُ يَرْزُقُنَا وَمَنْ سِوَانَا وَلَسْنَا نَحْنُ نَرْتَزِقُ

(میں یہ بات جانتا ہوں کہ جب میری موت آئے گی تو نہ کنجوسی اس کو روک پائے گی اور نہ گھبراہٹ روک سکے گی۔
آدمی ترقی کرتا ہے اور مال بڑھتا ہے، پھر حوادث زمانہ اس کو ختم کر دیتے ہیں اور اس کو فنا کر دیتے ہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔
تم اس کی فکر اور خوف نہ کرو کہ ہم پر فقر وفاقہ آئے گا، بلکہ اس ذات کی طرف سے فضل واحسان کا انتظار کرو، جس کے پاس بے انتہا دولت ہے۔
جو کچھ ہمارے پاس ہے، اگر وہ ختم ہو جائے گا تو اللہ ہم کو بھی رزق دے گا اور ہمارے علاوہ دوسروں کو بھی، رزق کا حصول ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہے)

کعب کے چند بہترین اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

لَوْ كُنْتُ أَعْجَبُ مِنْ شَيْءٍ لَأَعْجَبَنِيْ ... سَعْيُ الْفَتىٰ وَهُوَ مَخْبُوْءٌ لَهُ الْقَدَرُ
يَسْعَى الْفَتىٰ لِأُمُوْرٍ لَيْسَ يُدْرِكُهَا ... فَالنَّفْسُ وَاحِدَةٌ وَالْهَمُّ مُنْتَشِرُ
وَالْمَرْءُ مَا عَاشَ مَمْدُوْدٌ لَهُ أَمَلٌ ... لَا تَنْتَهِي الْعَيْنُ حَتّىٰ يَنْتَهِي الْأَثَرُ

(اگر مجھے کوئی چیز پسند ہے تو مجھے نوجوان کی جدوجہد پسند ہے، حالاں کہ مقدر پوشیدہ رہتا ہے۔
نوجوان ان چیزوں کے لیے کوشش کرتا ہے جن کو وہ نہیں پاتا، کیوں کہ جان ایک ہی ہے اور خواہشات بہت سی ہیں۔
آدمی جب تک زندہ رہتا ہے وہ لمبی امیدیں لگائے رہتا ہے، جہاں قدم تھک جاتے ہیں وہاں آنکھ نہیں رکتی، یعنی وہاں امیدیں ختم نہیں ہوتیں)

انصار کی مدح میں بھی کعب کے اشعار ملتے ہیں، جن میں سے ایک شعر مندرجہ ذیل ہے:

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ ... فِيْ مَقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ

(جس کو یہ بات خوش کرے کہ اس کی زندگی باعزت رہے تو وہ صالحین انصار کے گروہ کے ساتھ مسلسل رہے)

حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں معذرت اور آپ کی مدح میں کہے ہوئے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

أُنْبِئْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْعَدَنِيْ ... وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَأْمُوْلُ
مَهْلاً، هَدَاكَ الَّذِيْ أَعْطَاكَ نَا ... فِلَةَ الْقُرْآنِ فِيْهَا مَوَاعِيْظُ وَتَفْصِيْلُ
لَا تَأْخُذَنِّيْ بِأَقْوَالِ الْوُشَاةِ، وَلَمْ ... أُذْنِبْ، وَإِنْ كَثُرَتْ فِيَّ الْأَقَاوِيْلُ
لَقَدْ أَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ يَقُوْمُ بِهِ ... أَرىٰ وَأَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيْلُ
لَظَلَّ يُرْعَدُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ لَهُ ... مِنَ النَّبِيِّ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَنْوِيْلُ
إِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ ... مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ
فِيْ عُصْبَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ ... بِبَطْنِ مَكَّةَ، لَمَّا أَسْلَمُوْا: زُوْلُوْا
زَالُوْا فَمَا زَالَ أَنْكَاسٌ وَلَا كُشُفٌ ... عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِيْلٌ مَعَازِيْلُ
شُمُّ الْعَرَانِيْنَ أَبْطَالٌ لَبُوْسُهُمْ ... مِنْ نَسْجِ دَاوُوْدَ فِي الْهَيْجَا سَرَابِيْلُ
لَا يَفْرَحُوْنَ إِذَا نَالَتْ رِمَاحُهُمْ ... قَوْمًا، وَلَيْسُوْا مَجَازِيْعًا إِذَا نِيْلُوْا

لَا يَـقَـعُ الـطَّـعْنُ إِلَّا فِيْ نُـحُـوْرِهِـمُ وَمَـا لَهُـمْ عَـنْ حِيَـاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيْلُ

(مجھے یہ خبر پہنچائی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے، لیکن اللہ کے رسول کے پاس معافی کی امید ہے۔

تھوڑی دیر توقف کیجئے، اللہ میرے سلسلے میں صحیح رائے کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائے، جس نے آپ کو قرآن کا عطیہ دیا ہے، جس میں نصیحتیں اور احکام کی تفصیل ہے۔

آپ لگائی بجھائی کرنے والوں کی باتوں کی وجہ سے میرا مواخذہ نہ فرمایئے، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے، اگر چہ میرے سلسلے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔

میں ایسی جگہ کھڑا ہوں اور ایسے امور دیکھ رہا ہوں اور ایسی ایسی باتیں سن رہا ہوں کہ اگر کوئی ہاتھی بھی اس جگہ کھڑا ہو اور وہ یہ باتیں سنے۔

تو وہ بھی کانپنے لگے، مگر یہ کہ اللہ کے نبی کی طرف سے اللہ کی اجازت سے احسان ہو۔

یقینی طور پر اللہ کے رسول نور ہیں، جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، اور وہ اللہ کی تلواروں میں سے سونتی ہوئی تیز ہندوستانی تلوار ہے۔

مکہ کی وادی میں قریش کے چند لوگوں میں کہنے والے نے کہا جب وہ مسلمان ہوگئے: یہاں سے نکل چلو یعنی ہجرت کر کے مدینہ چلے جاؤ۔

تو وہ ایک اشارہ پر ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے، چناں چہ وہ کمزور نہیں ہیں، اور نہ وہ پہلے حملے ہی میں شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کرنے والے ہیں، وہ جنگوں میں گھوڑوں پر جم کر بیٹھنے والے لوگ ہیں اور ہتھیاروں سے لیس رہتے ہیں۔

ان کی ناک کا بانسا اونچا ہے یعنی وہ خاندانی شریف ہیں، وہ بہادر ہیں اور ان کی زرہیں داود کی بنائی ہوئی ہیں، وہ جنگوں میں لمبی زرہیں پہن کر نکلتے ہیں (داود عرب میں مشہور زرہ ساز تھا)۔

جب دشمن ان کی تیروں کا شکار ہو جاتے ہیں تو وہ خوش نہیں ہوتے، اور جب وہ دشمنوں کی تیروں کا شکار ہوتے ہیں تو وہ گھبراتے بھی نہیں ہیں۔

دشمنوں کا وار ان کے سینوں پر ہی لگتا ہے اور وہ موت کے کچھار سے گھبراتے نہیں ہیں، یعنی وہ کسی بھی صورت میں جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے نہیں ہیں، جس کی وجہ سے ان کو کوئی زخم جسم کے پچھلے حصے پر نہیں آتا ہے، بلکہ وہ دشمنوں کے ہر وار کا مقابلہ سینہ سپر ہو کر کرتے ہیں اور گھمسان جنگ میں بھی گھبراتے نہیں ہیں)

مراجع:

(الاصابۃ ۳/۳۷۹_۳۸۰، تاریخ عمر فروخ ۲/۲۸۲_۲۸۵، العصر الاسلامی ۸۳_۸۸، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۸۷_۲۸۹، الأعلام ۵/۲۲۶، الأغانی ۱۷/۸۶_۹۷، الأمالی للقالی ۱/۲۰۶، ۲۶۰، ۲/۲_۳، ۲۲۳، البدایۃ والنھایۃ ۴/۳۷۰_۳۷۴، تاریخ الآداب العربیۃ ۱۰۴_۱۱۴، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۹۴، تاریخ الأدب العربی زیدان ۱/۱۸۳، الحیوان ۱/۱۵، خزانۃ الأدب، دیوان العرب ۱/۱۹۷، رسالۃ الغفران ۱۷۵، ۱۸۸، سمط اللآلی ۴۲۱، السیر ج۲/۵۰۱_۵۱۵، الشعر والشعراء ۱۶۰، شعر المخضرمین ۴_۱۱، ۳۶، ۹۶، طبقات فحول الشعراء ۹۹، العقد الفرید ۲/۹۱، ۵/۹۱، معجم الشعراء مرزبانی ۳۴۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۹۳_۲۹۴، معجم شعراء اللسان ۳۴۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۴، منح المدح ۲۵۴، وفیات الأعیان ۱/۳۶۷، ۲/۴۴۹) آپ کا دیوان مصر سے ۱۹۶۵ء کو الدار القومیۃ سے شائع ہوا ہے جس پر عباس عبدالقادر نے تحقیق کی ہے، علی فاعور کا تحقیق کردہ دیوان بیروت سے ۱۹۸۷ء کو شائع ہوا ہے اور حتی کی شرح کے ساتھ دار الکتاب العربی بیروت سے ۱۹۹۴ء کو شائع ہوا ہے۔

(۲۸)

لبید ابن ربیعہ

لبید ابن ربیعہ ابن مالک ابن جعفر ابن کلاب ابن ربیعہ ابن عامر ابن صعصعہ کلابی۔

ان کی کنیت ابوعقیل ہے، لبید ابن ربیعہ مشہور مخضرم شاعر ہیں۔

بنو کلاب بنو عامر کے شریف اور با اثر اور قائد خاندان سے ان کا تعلق ہے، یہ خاندانِ بنو جعفر ہے، ان میں لبید کے والد ربیعہ بہت مشہور ہوئے، ان کے چچا طفیل، ابو براء اور معاویہ ہیں، ربیعہ بحر فیاض اور سخی تھے، اسی وجہ سے ان کا نام ''ربیع المُقترین'' (فقیروں کے لیے موسمِ بہار) پڑا، ان کو بنو اسد نے کسی جنگ میں قتل کردیا، طفیل شہسوار اور جنگجو تھے، اسی طرح ابو براء بھی بہادر تھے، ان کا نام ''ملاعب الأسنۃ'' (نیزوں کے کھلاڑی) تھا، معاویہ حکیم اور ذوالرائے تھے، ان کا لقب ''معوِّذ الحکماء'' تھا، لبید کی ماں تامرہ بنت نباع عبسیہ ہیں۔

لبید کو بچپن ہی سے اپنے خاندان کی شرافت، اپنے بزرگوں اور ان کے مناقب کا احساس تھا، جوان ہوتے ہی انھوں نے جنگوں میں شرکت کرنا اور حیرہ کے امراء کے پاس آنا جانا شروع کیا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ وہ شہسوار، بہادر، شاعر اور سخی تھے، عہدِ جاہلی میں ایک زمانے تک شعر کہتے رہے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا، حضرت عمر نے کوفہ میں اپنے گورنر کو خط لکھا کہ لبید اور اغلب عجلی سے پوچھو کہ اسلام لانے کے بعد انھوں نے کون سے اشعار کہے ہیں، لبید نے جواب دیا: اللہ نے مجھے شعر کے بدلے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران عطا کیا ہے، یہ جواب پاکر حضرت عمر نے ان کے عطیہ میں اضافہ کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے اسلام لانے کے بعد صرف ایک شعر کہا جو مندرجہ ذیل ہے:

مَا عَاتَبَ الْمَرْءَ اللَّبِيبَ كَنَفْسِهِ ۔۔۔ وَالْمَرْءُ يُصْلِحُهُ الْجَلِيسُ الصَّالِحُ

(عقل مند آدمی کی سرزنش اس کے نفس کی طرح کوئی دوسرا نہیں کرتا، اور آدمی کو صالح ہم نشین صالح بنا دیتا ہے)

ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شعر مندرجہ ذیل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِي أَجَلِي ۔۔۔ حَتَّى اكْتَسَبْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرْبَالاً

(اس پر اللہ ہی کی تعریف ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے موت نہیں آئی)

جب وہ مسلمان ہوئے تو اپنی قوم میں واپس چلے گئے، پھر کوفہ میں سکونت اختیار کی اور انتقال

تک وہیں رہے، لبید کا انتقال ۱۴۵ سال کی عمر میں ہوا، پچپن سال مسلمان ہو کر گزارے اور باقی نوے سال زمانہ جاہلیت میں۔

ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ ۳۰، ۳۱ یا ۳۲ سال انھوں نے عہدِ اسلام میں گزارے، اور دوسرا اشعران کا نہیں ہے بلکہ قردہ ابن نفاثہ کا ہے۔

لبید کے ایک مشہور قصیدے کا مطلع ہے:

أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَاخَلا اللّٰهُ بَاطِلُ

یہ شعر سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے سچی بات جس کو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی بات ہے''۔ پھر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

ابو عمر نے کہا ہے کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مصرعہ اپنے عہدِ اسلام میں کہا:

وَكُلُّ امْرِئٍ يَوْمًا سَيَعْلَمُ سَعْيَهُ إِذَا اكْتَشَفَتْ عِنْدَ الْإِلٰهِ الْمَقَاصِلُ

(اور ہر آدمی ایک دن عنقریب اپنی کوششوں کو جان لے گا جب اللہ کے پاس اعمال کھول دیے جائیں گے)

ابو عمر کی یہ بات صحیح ہونا ضروری نہیں ہے، کیوں کہ زمانۂ جاہلیت کے بعض عقلاء مثلاً قس ابن ساعدہ اور زید ابن عمر کی طرح لبید ابن ربیعہ کو بھی دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان تھا۔

ریاشی نے روایت کیا ہے کہ جب قبیلۂ مضر کے خلاف نبی کریم ﷺ کی بددعا کارگر ہوئی تو قیس کا ایک وفد آپ کے پاس آیا، ان میں لبید ابن ربیعہ بھی تھے، اس وقت انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَيْنَاكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا لَتَرْحَمَنَا مِمَّا لَقِيْنَا مِنَ الْأَزَلِ

أَتَيْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ تَدْمَىٰ لَبَانُهَا وَقَدْ ذَهَلَتْ أُمُّ الصَّبِيِّ عَنِ الطِّفْلِ

فَإِنْ تَدْعُ بِالسُّقْيَا وَبِالْعَفْوِ تُرْسِلِ ال سَّمَاءُ لَنَا وَالْأَمْرُ يَبْقَىٰ عَلَى الْأَصْلِ

(ہم آپ کے پاس آئے ہیں، اے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر شخص! تاکہ آپ ہم پر رحم کریں اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ جن پریشانیوں اور تکلیفات سے ہم دوچار ہیں، ان سے آپ ہم کو بچائیں۔

ہم آپ کے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ دوشیزہ کا سینہ زخمی ہے اور بچے والی عورت اپنے بچے سے غافل ہوگئی ہے۔

اگر آپ بارش کی دعا فرمائیں گے اور ہم کو معاف کریں گے تو ہمارے علاقے میں بارش ہوگی اور ہماری زندگی پہلی جیسی رہے گی)

ابن مندہ نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا: اللہ لبید پر رحم فرمائے، وہ کہتے ہیں:

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ أَكْنَافِهِمْ وَبَقِيْتُ فِيْ خَلْفٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ

(وہ سب لوگ چلے گئے جن کے پہلو میں زندگی گزاری جاتی ہے، اور میں سب سے پیچھے خارش زدہ اونٹ کی طرح باقی رہ گیا)

ان کے بہترین اشعار میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

وَأَكْذَبُ النَّفْسِ إِذَا حَدَّثْتَهَا إِنَّ صِدْقَ النَّفْسِ يُزْرِي بِالْأَمَلِ

(نفس کی سب سے جھوٹی بات یہ ہے کہ جب تم اس سے گفتگو کرو اور وہ تم کو امید دلائے، اور نفس کی سب سے زیادہ سچی بات یہ ہے کہ وہ امید کو بنظرِ حقارت دیکھے)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ فرزدق نے ایک آدمی کو لبید کا مندرجہ ذیل شعر پڑھتے ہوئے سنا:

وَجَلَا السُّيُوْلُ عَنِ الطُّلُوْلِ كَأَنَّهَا زُبُرٌ تَجِدُّ مُتُوْنَهَا أَقْلَامُهَا

(بارش کی رَو نے کھنڈرات کو چمکا دیا، گویا کہ وہ کتابیں ہیں جن پر آرٹسٹ کے قلم چلے ہوں)

فرزدق یہ شعر سن کر اپنے خچر سے اترے اور سجدہ کیا، ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے جواب دیا: جس طرح لوگ سجدۂ قرآن سے واقف ہیں، اسی طرح میں سجدۂ شعر سے واقف ہوں۔

لبید کے بہترین اشعار میں مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں جو انھوں نے اپنے بھائی اربد کے مرثیے میں کہے:

أَعَاذِلُ مَا يُدْرِيكَ إِلَّا تَظَنِّيًا إِذَا رَحَلَ السَّفَّارُ مَنْ هُوَ رَاجِعُ
أَتَجْزَعُ مِمَّا أَحْدَثَ الدَّهْرُ لِلْفَتٰى وَأَيُّ كَرِيْمٍ لَمْ تُصِبْهُ الْقَوَارِعُ
لَعَمْرُكَ مَاتَدْرِي الضَّوَارِبُ بِالْحَصَا وَلَا زَاجِرَاتُ الطَّيْرِ مَا اللّٰهُ صَانِعُ
وَمَا الْمَرْءُ إِلَّا كَالشِّهَابِ وَضَوْءُهُ يَحُوْرُ رَمَادًا بَعْدَ إِذْ هُوَ سَاطِعُ
وَمَا الْبِرُّ إِلَّا مُضْمَرَاتٌ مِنَ التُّقٰى وَمَا الْمَالُ إِلَّا عَارِيَاتٌ وَدَائِعُ

(اے میری ملامت کرنے والے! تمھیں کیا پتہ کہ جب کوئی سفر کرکے چلا جاتا ہے تو کون واپس آتا ہے، تم تو صرف اندازہ لگاتے ہو

زمانہ نے نوجوان کے ساتھ جو کیا ہے، اس پر مت گھبراؤ، کون شریف ہے جس کو مصیبتوں کا سامنا نہیں ہے؟

تیری زندگی کی قسم! خوراک کی تلاش میں رہنے والے پرندے اور پرندوں کو نیک یا بدشگون لینے کے لیے ہچکانے والی عورتیں بھی نہیں جانتیں کہ اللہ کیا کرنے والا ہے۔

آدمی کی مثال اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ شہابِ ثاقب اور اس کی روشنی کی طرح ہے، شہاب ثاقب چمک رہا ہوتا ہے کہ گر کر اچانک راکھ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

نیکی تقویٰ اور خشیت الٰہی کے خزانوں میں سے ہے، اور مال کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ وہ عاریت میں رکھی ہوئی امانتیں ہیں)

لبید نے اپنے آباء واجداد اور اپنی بہادری اور اپنی قوم کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور فخر کیا ہے، انھوں نے اپنی قوم پر فخر اور اپنے سرداروں کی کثرت پر فخر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّا إِذَا الْتَقَتِ الْمَجَامِعُ لَمْ يَزَلْ مِنَّا لِزَازُ عَظِيْمَةٍ جَشَّامُهَا
وَمُقَسِّمٌ يُعْطِي الْعَشِيْرَةَ حَقَّهَا وَمُغَذْمِرٌ لِحُقُوْقِهَا هَضَّامُهَا
فَضْلًا، وَذُوْ كَرَمٍ يُعِيْنُ عَلَى النَّدىٰ سَمْحٌ كَسُوْبُ رَغَائِبٍ غَنَّامُهَا
مِنْ مَعْشَرٍ سَنَّتْ لَهُمْ آبَائُهُمْ وَلِكُلِّ قَوْمٍ سُنَّةٌ وَإِمَامُهَا
فَبَنَوْا لَنَا بَيْتًا رَفِيْعًا سَمْكُهُ سَمَا إِلَيْهِ كَهْلُهَا وَغُلَامُهَا
فَاقْنَعْ بِمَا قَسَّمَ الْمَلِيْكُ فَإِنَّمَا قَسَّمَ الْخَلَائِقَ بَيْنَنَا عَلَّامُهَا

(جب قومیں کسی جگہ جمع ہوتی ہیں تو ہم میں سے عظیم کارناموں کو مسلسل انجام دینے والے اور ان کارناموں کو انجام دینے کے لیے خطرات مول لینے والے برابر موجود رہتے ہیں۔

اور بعض تقسیم کرنے والے ایسے ہیں جو خاندان کو اس کا حق دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس کے حقوق نہیں دیتے اور ایسے ہیں جو ایک قوم کو دیتے ہیں اور دوسروں کو محروم کردیتے ہیں۔

اور سخی سخاوت پر تعاون کرتا ہے، وہ فراخ دل، بہت زیادہ داد و دہش کرنے والا اور بہترین چیزوں کو دوسروں میں تقسیم کرنے والا ہے۔

اس کا تعلق ایسے خاندان سے ہے جس کے بزرگوں نے ان کے لیے ایک راستہ بنادیا ہے اور ہر قوم کا ایک راستہ ہوتا ہے اور اس راستے کا ایک امام اور ذمہ دار ہوتا ہے۔

چناں چہ ہمارے آباء واجداد نے ہمارے لیے بہت ہی بلند گھر تعمیر کیا ہے، جہاں ہماری قوم کا بوڑھا اور بچہ ہر ایک چڑھ گیا ہے۔

چناں چہ شہنشاہ دو جہاں نے جو تقسیم کی ہے اس پر قناعت کرلو، کیوں کہ فطرتوں اور طبیعتوں کو ہمارے درمیان اسی ذات نے تقسیم کیا ہے جو ان سے اچھی طرح واقف ہے)

لبید کے اکثر جاہلی اشعار اسی نہج کے ہیں، اپنی قوم پر حد سے زیادہ فخر اور اپنے آباء واجداد کا تذکرہ اور اپنی بہادری پر فخر ومباہات۔

لبید کے اشعار میں اسلامی معانی کثرت سے ملتے ہیں اور اسلام کی مثالی روح نظر آتی ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں:

بَلِيْنَا وَمَا تَبْلَى النُّجُوْمُ الطَّوَالِعُ وَتَبْقَى الْجِبَالُ بَعْدَنَا وَالْمَصَانِعُ
فَلَاجَزَعٌ إِنْ فَرَّقَ الدَّهْرُ بَيْنَنَا وَكُلُّ فَتىً يَوْمًا بِهِ الدَّهْرُ فَاجِعُ
وَمَا النَّاسُ إِلَّا كَالدِّيَارِ وَأَهْلِهَا بِهَا يَوْمَ حَلُّوْهَا وَغَدَوْا بَلَاقِعُ

(ہم بوسیدہ ہوگئے، حالاں کہ روشن ستارے جس طرح پہلے تھے اب بھی ہیں، اور وہ بوسیدہ نہیں ہوئے ہیں، اور ہمارے بعد پہاڑ اور بلند بلند عمارتیں باقی رہیں گی۔

اگر زمانے نے ہم کو جدا کردیا ہے تو کوئی گھبرانے کی بات نہیں، کیوں کہ زمانہ کسی نہ کسی دن ہر نوجوان کو اچانک اچک لیتا ہے۔

لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک علاقہ اور وہاں کے رہنے والے ہوں، جس دن لوگ وہاں پڑاؤ کرتے ہیں تو وہ علاقہ آباد رہتا ہے، لیکن چند دنوں میں وہی علاقہ ویران ہوجاتا ہے۔)

لبید نے اپنے اشعار میں اپنے رب کی طرف رجوع ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا دل حساب وکتاب کے خوف سے معمور رہنے کو بیان کیا ہے، وہ اپنے قصیدے میں کہتے ہیں:

إِنَّمَا يَحْفَظُ التُّقَى الْأَبْرَارُ ۔۔۔ وَإِلَى اللّٰهِ يَسْتَقِرُّ الْقَرَارُ
وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُونَ وَعِنْدَ اللّٰهِ ۔۔۔ وِرْدُ الْأُمُوْرِ وَالْإِصْدَارُ
كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَى كِتَابًا وَّعِلْمًا ۔۔۔ وَلَدَيْهِ تَجَلَّتِ الْأَسْرَارُ
إِنْ يَّكُنْ فِي الْحَيَاةِ خَيْرٌ فَقَدْ أُنْـ ۔۔۔ ظِرْتُ لَوْ كَانَ يَنْفَعُ الْإِنْظَارُ
عِشْتُ دَهْرًا وَلَا يَدُوْمُ عَلَى الْأَيَّـ ۔۔۔ امِ إِلَّا يَرَمْرَمٌ وَتِعَارُ

(متقی و پرہیزگار اور نیک لوگ باقی رہتے ہیں، اور اللہ کے نزدیک جمنا ہی قرار پاتا ہے، یعنی اللہ کے دین پر جمنا ہی کامیابی کا راستہ ہے۔
اور تم اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہو، اور اللہ ہی کی طرف تمام امور اور معاملات پہنچتے ہیں اور وہیں سے احکام صادر ہوتے ہیں۔
اس نے ہر چیز کو لکھ دیا ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے، اور اس کے پاس کوئی راز راز نہیں ہے۔
اگر زندگی میں بھلائی ہے تو مجھے مہلت دی گئی ہے، کاش مہلت فائدہ پہنچائے۔
میں لمبی عمر تک زندہ رہا، گردشِ زمانہ میں صرف یرمرم اور تعار پہاڑ ہی باقی بچے ہیں)

مندرجہ ذیل اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

مَنْ يَّبْسُطِ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِصْبَعًا ۔۔۔ بِالْخَيْرِ وَالشَّرِّ بِأَيٍّ أُوْلَعَا
يَمْلَأْ لَهُ مِنْهُ ذَنُوْبًا مُتْرَعًا ۔۔۔ وَقَدْ أَبَادَ إِرَمًا وَتُبَّعًا

(اللہ جس کے ساتھ خیر یا شر میں سے کسی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اسی کا خوگر ہو جاتا ہے۔
اس کے لیے خیر یا شر کا لبریز ڈول بھر دیتا ہے، اور اس نے ارم اور تبع کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ہے)

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن نے ان کے دل پر گہرا اثر چھوڑا ہے، ان کی طرف منسوب اکثر اشعار میں اسلامی روح کی گہرائی، اسلامی معانی اور مواعظ کا احساس ملتا ہے، انھوں نے اسلامی معانی کو اشعار اور قطعات میں ڈھالنا شروع کیا، ان قصیدوں میں بہترین قصیدہ لامیہ ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

إِنَّ تَقْوَى رَبِّنَا خَيْرُ نَفَلْ ۔۔۔ وَبِإِذْنِ اللّٰهِ رَيْثِي وَعَجَلْ
أَحْمَدُ اللّٰهَ فَلَا نِدَّ لَهُ ۔۔۔ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ
مَنْ هَدَاهُ سُبُلَ الْخَيْرِ اهْتَدَى ۔۔۔ يَا عُمَرَ الْبَالِ وَمَنْ شَاءَ أَضَلّ
فَأَكْذِبُ النَّفْسَ إِذَا حَدَّثْتَهَا ۔۔۔ إِنَّ صِدْقَ النَّفْسِ يُزْرِي بِالْأَمَلِ
غَيْرَ أَنْ لَّا تُكَذِّبَنْهَا فِي التُّقَى ۔۔۔ وَاخْزُهَا بِالْبِرِّ، لِلّٰهِ الْأَجَلّ

(ہمارے پروردگار کی خشیت بہترین عبادت ہے اور اللہ ہی کی اجازت سے مہلت ملتی ہے اور جلدی اجل آ جاتی ہے۔
میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں، چناں چہ اس کا کوئی ہم سر نہیں، اس کے ہاتھوں میں خیر و بھلائی ہے اور وہ جو چاہے کرتا ہے۔

جس کو وہ خیر اور بھلائی کے راستے دکھاتا ہے وہ ہدایت پا جاتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔
نفس کی سب سے جھوٹی بات یہ ہے کہ جب تم اس سے گفتگو کرو اور وہ تم کو امید دلائے، اور نفس کی سب سے زیادہ سچی بات یہ ہے کہ وہ امید کو بنظرِ حقارت دیکھے۔
البتہ خشیت الٰہی اور تقویٰ میں اس کو کبھی نہ جھٹلاؤ، اور نیکیوں سے اس کو رسوا کرو، انجام اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے)۔

یہ ایک اختلاف ہے کہ لبید نے مسلمان ہونے کے بعد شاعری ترک کر دی یا اشعار کہتے رہے، اس سلسلے میں دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے شاعری ترک کر دی اور اسلامی تعلیمات سے متعلق جو شاعری ملتی ہے وہ عہدِ جاہلی کی ہی ہے، کیوں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو دینِ ابراہیمی کو مانتے تھے اور ان کو دوبارہ زندہ ہونے، حساب و کتاب اور جنت و جہنم پر ایمان تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس طرح کے اشعار ان کے مسلمان ہونے کے بعد کے ہیں، اور ان میں واضح طور پر قرآنی اثرات نظر آتے ہیں، شوقی ضیف نے ''تاریخ الأدب العربی۔ العصر الإسلامی'' میں یہی رائے پیش کی ہے اور اس کی مثالیں بھی دی ہے، جن میں سے بعض مثالیں اوپر درج کی گئی ہیں۔

یہی رائے ''الشعر الإسلامی فی صدر الإسلام'' کے مصنف کی بھی ہے کہ اسلام میں انھوں نے کثرت سے اشعار کہے ہیں، پہلی رائے رکھنے والوں کو لبید ابن ربیعہ کے اس قول سے شبہ ہوا ہے کہ اللہ نے شعر کے بدلے مجھے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران عطا کیا ہے۔

انھوں نے لبید ابن ربیعہ کے تذکرے کے بعد خلاصۂ کلام کے طور پر لکھا ہے: ''ہماری رائے یہ ہے کہ لبید زمانۂ جاہلیت کے عظیم شعراء میں سے تھے، وہ عمدہ اور بہترین اشعار کہا کرتے تھے، وہ عہدِ اسلام کے بھی بڑے شاعر ہیں، عام رجحان کے مطابق ان کے اشعار محدود تعداد میں نہیں ہیں، اور بعض محققین کی طرح بہت زیادہ بھی نہیں ہیں، بلکہ درمیانی تعداد میں اسلامی عہد کے اشعار ملتے ہیں، انھوں نے دینی تعلیمات اور الٰہیات کے موضوع پر اشعار کہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اسلام لانے کے بعد شعر کہنا چھوڑا نہیں تھا، البتہ اشعار میں کمی کر دی تھی، کیوں کہ ان کی عمر بھی زیادہ ہوگئی تھی اور وہ قرآن کی تلاوت اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے''۔ (الشعر الاسلامی فی صدر الإسلام ص ۲۷۷)

مراجع:

(الاصابۃ ۳/ ۳۰۷-۳۰۹، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۷۲-۲۷۷، العصر الاسلامی ۸۹-۹۵ أدباء العرب بطرس بستانی ۱/ ۱۴۴، آداب اللغۃ العربیۃ ۱/ ۱۱۱، الأعلام ۵/ ۲۴۰، الأغانی، الأمالی للقالی ۱/ ۵، ۷۵، ۲/ ۱۶ وغیرہ، البیان والتبیین ۱/ ۲۱۷، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/ ۶۷، ۷۰، ۷۲، ۱۱۷، ۱۲۷، ۲/ ۵۶۱، تاریخ الأدب العربی زیدان ۱/ ۱۲۰، تاریخ الأدب العربی عمر فروخ ۱/ ۲۳۷، تاریخ الأدب العربی نالینو، تاریخ الشعر العربی ۵۲، جمھرۃ أشعار العرب ۱۲۹، حدیث الأربعاء طہ حسین ۱/ ۴۸-۵۴، الحیوان، خزانۃ الأدب، سمط اللآلی ۲/ ۱۸، ۱۷، الشعر والشعراء ۲۸۰، شعر المخضرمین، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی، العقد الفرید ۵/ ۲۷۰، فوات الوفیات ۳/ ۳۴۰، ۴/ ۲۱۱، الکامل للمبرد ۳/ ۲۴، معجم البلدان، معجم شعراء اللسان ۳۵۶، معجم الشعراء مرزبانی ۲۱۰، ۳۳۸، ۳۶۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۰۴-۴۰۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۹، وفیات الأعیان) آپ کے کئی دیوان شائع ہوئے ہیں جو متداول بھی ہیں۔

(۲۹)

متمم ابن نویرہ تمیمی

طبری نے لکھا ہے کہ متمم اور ان کے بھائی مالک نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ نے قبیلۂ تمیم کے صدقات کا ذمہ دار مالک کو بنایا، متمم نے اپنے بھائی کے سلسلے میں بڑے جاندار اور بہترین مرثیے کہے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں:

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا ۔۔۔ لِطُوْلِ افْتِرَاقٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جُذَيْمَةَ حِقْبَةً ۔۔۔ مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

(جب ہم جدا ہو گئے تو طویل جدائی کی وجہ سے میری اور مالک کی حالت ایسی ہو گئی کہ گویا ہم نے کبھی ایک بھی رات ساتھ میں نہیں گزاری ہے۔

جب کہ ہم اس سے پہلے ایک زمانے تک جذیمۃ الابرش کے دو ہم نشینوں کی طرح تھے، یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے (عقیل اور مالک حیرہ کے سب سے پہلے شاہ جذیمۃ الابرش کے ہم نشین تھے)

متمم سے دریافت کیا گیا کہ تمھارے بھائی کی جدائی پر تم کتنے غمگین ہو؟ انھوں نے کہا: بیس سال سے میری آنکھوں سے ایک قطرہ بھی آنسو نہیں ٹپکا ہے، جب میرے بھائی کا قتل ہوا تو آنسو رواں ہو گئے اور اتنے زیادہ بہہ گئے کہ تمام آنسو ختم ہو گئے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ متمم کی کنیت ابونہیک ہے، وہ کانے تھے اور بہترین مسلمان تھے، ان کے اکثر اشعار اپنے بھائی کے مرثیے میں ہیں، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

وَكُلُّ فَتًى فِي النَّاسِ بَعْدَ ابْنِ أُمِّهِ ۔۔۔ كَسَاقِطَةٍ إِحْدٰى يَدَيْهِ مِنَ الْخَبَلِ

(اپنے بھائی کی جدائی کے بعد لوگوں میں ہر نوجوان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا بیماری کی وجہ سے اس کا ایک ہاتھ گر گیا گر گیا ہے)

جب عمر ابن عبدالعزیز کے بھائیوں کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے بھی اس وقت یہی شعر پڑھا اور خود کو تسلی دی۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر نے حطیہ سے دریافت کیا: کیا تم نے اس سے بھی زیادہ رونے والے شخص کو دیکھا ہے یا ایسے شخص کے بارے میں سنا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! کسی بھی عربی

نے اس کی طرح نہیں رویا اور نہ بعد میں کوئی روئے گا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما ایک سفر پر جارہے تھے کہ متمم سے ان کی ملاقات ہوئی، وہ دونوں وہیں رک گئے، تاکہ وہ چلے جائیں، لیکن وہ بھی ان کے ساتھ رک گئے، پھر انھوں نے سفر میں جلدی کی تو متمم نے بھی جلدی کی، انھوں نے دریافت کیا: تم نے سفر میں تاخیر کیوں کی؟ پھر انھوں نے ہی کہا: تم نے مجھے سمجھا کہ میں تم لوگوں کو دھوکہ دوں گا، کیا میں محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دھوکہ دے سکتا ہوں؟ تم نے گمان کیا کہ مجھے راستہ بھولنے کا خوف ہے اور میں تمھارے ساتھ سفر کرکے صحیح راستے پر رہوں گا، تم نے سمجھا کہ میں تنہائی سے خوف زدہ ہوں، اور میں تم دونوں سے انسیت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں؟ ان دونوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: میں متمم ابن نویرہ ہوں۔ زبیر اور طلحہ نے کہا: ہم اکتا گئے ہیں، ہم کو اشعار سناؤ۔ تو انھوں نے ان دونوں کو قصیدہ عینیہ کا پہلا حصہ سنایا، یہ قصیدہ انھوں نے اپنے بھائی کے مرثیے میں کہا تھا:

وَإِنِّیْ مَتیٰ مَا أُدْعُ بِاسْمِکَ لَا تُجِبْ ۔۔۔ وَکُنْتَ جَدِیْرًا أَنْ تُجِیْبَ وَتَسْمَعَا
أَغَرُّ کَنَصْلِ السَّیْفِ یَهْتَزُّ لِلنَّدیٰ ۔۔۔ إِذَا لَمْ یَجِدْ عَبْدٌ مِنَ السُّوْءِ مَطْعَمَا
فَإِنْ تَکُنِ الْأَیَّامُ فَرَّقْنَ بَیْنَنَا ۔۔۔ فَقَدْ بَانَ مَحْمُوْدًا أَخِیْ حِیْنَ وَدَّعَا
سَقَی اللّٰهُ أَرْضًا حَلَّهَا قَبْرُ مَالِکٍ ۔۔۔ ذِهَابَ الْغَوَادِی الْمُدْجِنَاتِ فَأَمْرَعَا
وَاللّٰهِ مَا أَسْقَی الْبِلَادَ لِحُبِّهَا ۔۔۔ وَلٰکِنَّهَا أَسْقَی الْحَبِیْبَ الْمُوَدَّعَا
وَعِشْنَا بِخَیْرٍ فِی الْحَیَاةِ وَقَبْلَنَا ۔۔۔ أَصَابَ الْمَنَایَا رَهْطَ کِسْریٰ وَتُبَّعَا

(اب جب بھی میں تمھارا نام لے کر تم کو بلاتا ہوں تو تم جواب نہیں دیتے، کیوں کہ اب تم جدا ہو گئے ہو، حالاں کہ تم کو سننا اور جواب دینا چاہیے، یعنی اب بھی ہم تمھارے ضرورت مند ہیں۔

وہ تلوار کی دھار کی طرح روشن چہرے والا ہے، سخاوت پر وہ چہک اٹھتا ہے، جب کسی غلام کو بداخلاقی کی وجہ سے کھانا نہیں ملتا تو اس کے پاس رزق کا ڈھیر پڑا رہتا ہے اور وہ خرچ کرکے خوش ہوتا ہے۔

اگر گردش زمانہ نے ہم کو جدا کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں ہے، کیوں کہ جب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا تو ہر ایک شخص کی زبان اس کی تعریف سے تر تھی۔

اللہ تعالی اس زمین کو سیراب کرے جہاں مالک کی قبر بنی ہے، وہاں گھرے بادل خوب برسے اور اس سرزمین کو سیراب کرے۔

اللہ کی قسم! میں بارش کی دعا اس سرزمین کی محبت میں نہیں کر رہا ہوں، بلکہ میں اپنے حبیب کے لیے بارش کی دعا مانگ رہا ہوں، جس کو وہاں دفنایا گیا ہے۔

ہم نے بہترین زندگی گزاری، اور ہم سے پہلے بھی ایرانیوں کے شاہ کسری اور یمن کے بادشاہ تبع کے خاندان پر بھی مصیبتیں آئی ہیں)

جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو متمم ابن نویرہ کا قبیلہ بنو حنظلہ بھی مرتد ہو گیا، حضرت ابوبکر نے مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کا لشکر روانہ کیا، اور خالد ابن ولید کو بنو حنظلہ کے خلاف جنگ کرنے کی ذمے داری دی، خالد نے بنو حنظلہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، ان میں متمم ابن نویرہ کے بھائی مالک ابن نویرہ کو بھی قتل کر دیا، حالاں کہ وہ مرتد نہیں ہوئے تھے۔ (مالک بن نویرہ کے مرتد ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف ہے، سائد صبحی قطوم نے ایک تحقیقی کتاب ''اولئک مبرؤون'' کے نام سے لکھی ہے جس کا ترجمہ فدوی نے ''وہ بری ہیں'' کے نام سے کیا ہے، جس میں مصنف نے ان کے مرتد ہونے کے سلسلہ میں پختہ دلائل دیے ہیں اور خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے مسلمان ہوتے ہوئے قتل کرنے کے الزام سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھا جائے ۱۱۳ تا ۲۹۸) متمم ابن نویرہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور حضرت خالد سے انتقام لینے کا مطالبہ کیا، حضرت ابوبکر بدلہ نہیں لے سکے، متمم ابن نویرہ نے حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں دوبارہ کوشش کی، لیکن کامیاب نہیں ہوئے، البتہ حضرت عمر حضرت خالد کے اس عمل سے حضرت ابوبکر کے عہد خلافت سے ہی ناراض تھے۔

حضرت عمر کے عہدِ خلافت کے بعد بھی متمم زندہ رہے اور انھوں نے حضرت عمر کے مرثیے میں اشعار بھی کہے، ان کی وفات تقریباً ۳۰ ہجری مطابق ۶۵۰ء میں ہوئی۔

متمم ابن نویرہ عظیم شاعر تھے، جو مرثیہ گوئی میں بہت مشہور ہوئے، خصوصا انھوں نے اپنے بھائی کے سلسلے میں بہت زیادہ مرثیے کہے۔

مراجع:

(الاصابۃ ۳/۳۴۰، تاریخ عمر فروخ ۲/۳۰۱۔۳۰۳، أعلام تمیم ۴۷۲، الأعلام ۵/۲۷۴، الأغانی ۱۵/۲۸۸۔۳۰۲، الأمالی للقالی ۱/۱۹، ۲/۱۸، ۱۷۸، البدایۃ والنہایۃ ۶/۳۲۷، ۳۴۰، ۸/۹۳، جمہرۃ أشعار العرب ۱۴۱، الحیوان ۵/۳۳۰، ۴۴۹، خزانۃ الأدب ۲/۲۲۔۲۳، سمط اللآلی ۸۷، الشعر والشعراء ۳۳۷۔۳۴۰، شعر المخضر مین ۵، ۲۵۳، طبقات فحول الشعراء ۴۷، ۲۰۳، ۲۰۲، ۴۳۰، العقد الفرید ۱/۱۲۰، ۲/۱۱۴، فوات الوفیات ۳/۲۳۳۔۲۳۵، معجم الشعراء مرزبانی ۳۶۱، ۴۶۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۷۔۲۳۸، وفیات الأعیان ۲/۱۷۳، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۴۲۲۔۴۲۳) شعر مالک ومتمم ابنی نویرۃ کے نام سے دو بھائیوں کا دیوان بغداد سے ۱۹۶۸ء کو شائع ہوا ہے جس کو ابتسام مرہون صفار نے جمع کیا ہے اور اس کی تشریح کی ہے۔

(۳۰)

نابغہ جعدی

حسان ابن قیس ابن عبداللہ۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام قیس ہے، اور ایک قول کے مطابق عبداللہ ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ ان کا نام حبان ہے، ان کا تعلق قبیلہ بنو جعدہ ابن کعب ابن ربیعہ سے ہے، نابغہ کی قوم مساکن فلج (نجد کے جنوبی علاقے میں ایک تالاب کا نام ہے) میں رہتی تھی۔

نابغہ ان کا لقب ہے، ان کو نابغہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں اشعار کہے، پھر لمبے عرصے تک اشعار کہنا چھوڑ دیا، پھر اسلام لانے کے بعد دوبارہ شاعری شروع کی اور اس فن میں مہارت اور نبوغ حاصل کیا۔

نابغہ قدیم موہوبی شاعر ہیں، ان کو عہدِ جاہلی اور عہد اسلام میں طویل عمر ملی، وہ نابغہ ذبیانی سے بھی زیادہ عمر رسیدہ تھے، اس سلسلے میں انھوں نے بعض اشعار کہے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو درازی عمر ملی تھی:

أَلَا زَعَمَتْ بَنُو أَسَدٍ بِأَنِّيْ … أَبُوْ وَلَدٍ كَبِيْرِ السِّنِّ فَإِنِّيْ

فَمَنْ يَّكُ سَائِلاً عَنِّيْ فَإِنِّيْ … مِنَ الْفِتْيَانِ أَيَّامَ الْخِتَانِ

أَتَتْ مِائَةٌ لِعَامٍ وُلِدْتُ فِيْهِ … وَعَشْرٌ بَعْدَ ذَاكَ وَحِجَّتَانِ

وَقَدْ أَبْقَتْ صُرُوْفُ الدَّهْرِ مِنِّيْ … كَمَا أَبْقَتْ مِنَ السَّيْفِ الْيَمَانِيِّ

(سن لو! بنو اسد کا خیال ہے کہ میں عمر رسیدہ اولاد کا باپ ہوں۔
جو میرے بارے میں پوچھے کہ تمھاری عمر کیا ہے؟ تو وہ سنے کہ میں ختان کے زمانے میں نوجوان تھا۔
میری پیدائش پر سو سال گزر چکے ہیں اور اس کے بعد دس سال اور دو دہائیاں گزر چکی ہیں۔
گردشِ زمانہ نے مجھے ویسا ہی کند بنا دیا ہے، جس طرح زمانہ یمنی تلوار کو کند بنا دیتا ہے)

ابو حاتم سجستانی نے ''کتاب المعمرین'' میں لکھا ہے کہ وہ دو سو سال زندہ رہے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

قَالَ أُمَامَةُ كَمْ عُمِّرْتَ زَمَانَهُ … وَذَبَحْتَ مِنْ عَنَزٍ عَلَى الْأَوْثَانِ

وَلَقَدْ شَهِدْتُ عُكَاظَ قَبْلَ مَحَلِّهَا … فِيْهَا وَكُنْتُ أُعَدُّ مِنَ الْفِتْيَانِ

وَالْمُنْذِرُ بْنُ مُحَرِّقٍ فِيْ مُلْكِهِ وَشَهِدْتُ يَوْمَ هَجَائِنَ النُّعْمَانِ
وَعُمِّرْتُ حَتّٰى جَاءَ أَحْمَدُ بِالْهُدٰى وَقَوَارِعٌ تُتْلٰى مِنَ الْقُرْآنِ

(امامہ نے دریافت کیا: تمھاری عمر کتنی ہے اور تم نے کتنے مینڈھے بتوں کے نام پر قربان کیے ہیں؟
میں نے سوقِ عکاظ کی جگہ کو اس کے قیام سے پہلے دیکھا ہے، اس وقت میں نوجوان تھا۔
اور میں نے منذر ابن محرق کو اس کے عہد حکمرانی میں دیکھا ہے اور میں نے ہجائن النعمان کا زمانہ بھی پایا ہے۔
اور مجھے طویل عمر عطا ہوئی، یہاں تک کہ احمد ﷺ ہدایت لے کر آئے اور قرآن کی آیتیں لے آئے جن کی تلاوت کی جاتی ہیں)

نابغہ جعدی، نابغہ ذبیانی سے قدیم شاعر ہیں، کیوں کہ نابغہ ذبیانی کی ملاقات نعمان ابن منذر سے ہوئی تھی، جب کہ نابغہ جعدی کی ملاقات نعمان کے والد منذر ابن محرق سے بھی ہوئی ہے۔

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ نابغہ جعدی عبداللہ ابن زبیر کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے اور اصبہانی نے لکھا ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر ۲۲۰ سال تھی۔

ابوعبیدہ معمر ابن مثنی نے کہا ہے کہ نابغہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے زمانۂ جاہلیت میں سوچ و بچار سے کام لیا، شراب کو ناپسند کیا اور ازلام کو چھوڑ دیا اور بتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔

ابراہیم نے تذکرہ کیا ہے کہ مندرجہ ذیل قصیدے کے قائل نابغہ جعدی ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَاشَرِيْكَ لَهُ مَنْ لَّمْ يَقُلْهَا فَنَفْسَهُ ظَلَمَا
اَلْمُوْلِجِ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ، وَفِي اللَّيْـ ـلِ نَهَارًا يُفَرِّجُ الظُّلَمَا
اَلْخَافِضِ الرَّافِعِ السَّمَاءَ عَلَى الْأَرْضِ وَلَمْ يَبْنِ تَحْتَهَا دَعَمَا
يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ تَرَوْنَ إِلَى فَارِسَ بَادَتْ وَخَدُّهَا رَغَمَا

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس کا کوئی شریک نہیں، جو اس کا اقرار نہ کرے تو اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔
وہ دن میں رات کو داخل کرتا ہے اور رات میں دن کو داخل کرتا ہے اور تاریکیوں کو دور کرتا ہے۔
وہ آسمان کو زمین پر بلند کرتا ہے اور زمین کو آسمان سے نیچے کرتا ہے، اور اس نے آسمان کے نیچے ستون نہیں بنائے ہیں۔
اے لوگو! کیا تم ایران کو دیکھ رہے ہو کہ وہ ویران ہو گیا اور ذلیل ہو گیا)

ابوعمر نے اس قصیدے کے سلسلے میں کہا ہے کہ اس میں توحید، مرنے کے بعد زندہ ہونے، بہترین بدلہ یا سزا، اور جنت و جہنم کا تذکرہ ہے۔

نابغہ جعدی ۹ ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، وہ اپنی قوم کے سردار تھے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ کو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے جو آپ کو بہت پسند آئے:

بَلَغْنَا السَّمَاءَ مَجْدُنَا وَجُدُوْدُنَا وَإِنَّا لَنَرْجُوْ فَوْقَ ذٰلِكَ مَظْهَرًا

(ہماری عزت اور عظمت آسمان تک پہنچ گئی ہے اور اس سے بڑھ کر مظہر کی ہم امید کرتے ہیں)

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ شعر سنا تو آپ کا چہرۂ مبارک تبدیل ہو گیا، اور آپ نے دریافت فرمایا: ''ابولیلی! کہاں؟ شاعر نے کہا: جنت کی طرف، اللہ کے رسول!، یہ جواب سن کر آپ ﷺ مطمئن اور راضی ہو گئے، شاعر کی تشریح سے آپ ﷺ نے جان لیا کہ یہ ذات الٰہی کے خلاف جرأت نہیں ہے، بلکہ اس کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کی تمنا ہے۔ (أضواء علی الأدب الاسلامی ص ۳۷۔۳۸)

پھر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

وَلَا خَيْرَ فِيْ حُلْمٍ إِذْ لَمْ تَكُنْ ... بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهُ أَنْ يُكَدَّرَا

وَلَا خَيْرَ فِيْ جَهْلٍ إِذَا لَمْ يَكُنْ ... حَلِيْمٌ إِذَا مَا أَوْرَدَ الْأَمْرَ أَصْدَرَا

وَإِنَّا لَقَوْمٌ مَا نُعَوِّدُ خَيْلَنَا ... إِذَا الْتَقَيْنَا أَنْ تَحِيْدَ وَتَنْفِرَا

وَتُنْكِرُ يَوْمَ الرَّوْعِ أَلْوَانَ خَيْلِنَا ... مِنَ الطَّعْنِ حَتّٰى نَحْسَبَ الْجَوْنَ أَشْقَرَا

وَلَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ لَنَا أَنْ نَرُدَّهَا ... صِحَاحًا وَلَا مُسْتَنْكِرًا أَنْ تُعَقَّرَا

(اس بردباری میں کوئی خیر نہیں ہے، جب اس کے ساتھ سختی کی علامتیں نہ ہوں، جو اس کی صفائی اور خلوص کو مکدر ہونے سے حفاظت کرے۔

اس جہالت میں کوئی خیر نہیں ہے جب اس کے ساتھ کوئی بردبار اور حلیم نہ ہو، جب کوئی بیوقوفی کا کام صادر ہو تو وہ سنبھال لے۔

ہم ایسے لوگ ہیں کہ جب جنگ ہوتی ہے تو ہم اپنے گھوڑوں کو بدکنے اور میدانِ جنگ سے ہٹنے کا عادی نہیں بناتے ہیں۔

جنگ کے دن نیزہ بازی کی وجہ سے ہمارے گھوڑوں کے رنگ بدل جاتے ہیں، یہاں تک کہ ہم کو گمان ہونے لگتا ہے کہ ہمارے سیاہی مائل گھوڑے کا رنگ سرخی مائل ہے۔

ہم میں یہ بات معروف نہیں ہے کہ ہم اپنے گھوڑوں کو صحیح سالم واپس لے آئیں، اور ہمیں یہ بات ناپسند نہیں ہے کہ ہمارے گھوڑوں کا خون ہو جائے)

نابغہ جعدی مدینہ میں ایک مدت تک رہے، پھر حضرت عثمان ابن عفان کے عہدِ خلافت میں ان کو دیہات میں رہنے کی خواہش ہوئی، وہ اس وقت تک کوفہ میں رہا کرتے تھے، وہ مروان ابن حکم کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے اور ۶۵ ہجری میں اصبہان میں انتقال کر گئے، وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کی عمر سو سے تجاوز کر گئی تھی۔ (تاریخ عمر فروخ ج ۱ ص ۳۴۲)

نابغہ جعدی موہوبی شاعر تھے، ان کے اشعار میں سلاست اور سلیقہ پایا جاتا ہے، وہ بتکلف شاعری نہیں کرتے، البتہ ان کے اشعار میں بہت زیادہ تفاوت پایا جاتا ہے، ان کے اشعار میں بہت سے عمدہ اشعار بھی ہیں اور بہت سے گھٹیا اشعار بھی، انھوں نے مدح، ہجو اور وصف جیسے اصنافِ شاعری میں طبع آزمائی کی ہے، وہ گھوڑے کا وصف بیان کرنے والے بڑے شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں، ہجو

میں وہ دوسرے پر غالب نہیں آتے تھے، جو شاعر بھی ان کی ہجو کرتا وہ ان پر غالب آجاتا تھا، نابغہ کے اشعار میں اسلامی الفاظ کثرت سے ملتے ہیں۔

نابغہ جعدی زمانۂ جاہلیت میں لبید ابن ربیعہ کی طرح اپنی قوم کے کارناموں اور جنگوں کی فتوحات پر فخریہ اشعار کہا کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کی ہجو کیا کرتے تھے، خصوصاً بنو اسد کی ہجو، جنھوں نے ایک جنگ میں ان کے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ حیرہ کی حکومت کے ذمہ داروں یعنی لخمیوں کے پاس جا کر ان کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے۔

فتوحات اسلامی میں لبید مشرق اور ایران میں جہاد کی غرض سے مسلمانوں کے ساتھ رہے۔

جب حضرت علی کا عہد خلافت شروع ہوا اور جنگِ صفین ہوئی تو نابغہ حضرت علی کے ساتھ رہے اور ان کی مدح اور معاویہ کی ہجو میں اشعار کہنے لگے، مثلاً ان کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

قَدْ عَلِمَ الْمِصْرَانِ وَالْعِرَاقُ ... أَنَّ عَلِيًّا فَحْلُهَا الْعُتَاقُ

إِنَّ الْأُلَىٰ جَارَوْكَ لَا أَفَاقُوْا ... لَهُمْ سِيَاقٌ وَلَكُمْ سِيَاقُ

قَدْ عَلِمَتْ ذٰلِكُمُ الرِّفَاقُ ... سُقْتُمْ إِلَىٰ نَهْجِ الْهُدَىٰ وَسَاقُوْا

إِلَى الَّتِيْ لَيْسَ لَهَا عِرَاقُ ... فِيْ مِلَّةٍ عَادَتُهَا النِّفَاقُ

(کوفہ و بصرہ اور عراق والوں کو یہ بات معلوم ہے کہ علی شریف النسب طاقت ور شخص ہیں۔

ان لوگوں نے تمھاری رفاقت اور مجاورت اختیار کی ہے، (اللہ ان کو ہوش میں نہ لائے) ان کا بھی ایک سیاق و سباق ہے اور تمھارا بھی ایک سیاق و سباق ہے۔

اس کو دوستوں نے جان لیا ہے۔ تم ہدایت کے راستے پر چل پڑے اور وہ۔

ایسے راستے پر چل پڑے، جس کی انتہا معلوم نہیں ہے، ایسی قوم اور ملت کے ساتھ جس کی فطرت ہی میں نفاق ہے)

نابغہ نے جب جہاد میں جانے کے لیے تیاری کی تو ان کی بیوی نے ان کو روکنے کی کوشش کی تو اس پر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

بَاتَتْ تُذَكِّرُنِيْ بِاللّٰهِ قَاعِدَةً ... وَالدَّمْعُ يَنْهَلُ مِنْ شَأْنَيْهَا سَبَلاً

يَا ابْنَةَ عَمِّيْ كِتَابُ اللّٰهِ أَخْرَجَنِيْ ... كُرْهاً وَهَلْ أَمْنَعَنَّ اللّٰهَ مَا فَعَلَا

فَإِنْ رَجَعْتُ فَرَبُّ النَّاسِ يُرْجِعُنِيْ ... وَإِنْ لَحِقْتُ بِرَبِّيْ فَابْتَغِيْ بَدَلاً

مَا كُنْتُ أَعْرَجَ أَوْ أَعْمٰى فَيَعْذُرُنِيْ ... أَوْ ضَارِعاً مِنْ ضَنًى لَمْ يَسْتَطِعْ حِوَلاً

(وہ پوری رات بیٹھ کر مجھے اللہ کا واسطہ دیتی رہی اور اور جہاد میں جانے سے روکتی رہی، اور اس کی آنکھوں سے آنسو سیلِ رواں کی طرح بہتے رہے۔

میں نے کہا: اے میری چچا کی لڑکی! اللہ کی کتاب نے میرے نہ چاہتے ہوئے مجھے جہاد کے لیے نکالا ہے، کیا میں اس کی حکم عدولی کر سکتا ہوں جس کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔
اگر میں واپس آؤں تو یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہے کہ وہ مجھے واپس کر دے گا، اگر میں اپنے رب سے جا ملوں تو میرا کوئی بدل تلاش کر لینا۔
میں اندھا یا لنگڑا نہیں ہوں کہ اللہ مجھے معذور سمجھے، بیماری سے کمزور بھی نہیں ہوا ہوں کہ میں کچھ کر نہ سکوں)

نابغہ جعدی نے اپنے فرزند محارب کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، جس میں انھوں نے اپنے بھائی وحوح کا بھی تذکرہ کیا ہے، اس میں وہ اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أَلَمْ تَعْلَمِيْ أَنِّيْ رُزِئْتُ مُحَارِبًا فَمَا لَكِ، بَعْدَ الْيَوْمِ، خَيْرٌ وَلَا لِيَا
وَمِنْ قَبْلِهِ مَا قَدْ رُزِئْتُ بِوَحْوَحٍ وَكَانَ ابْنَ أُمِّيْ وَالْخَلِيْلَ الْمُصَافِيَا
فَتًى كَمُلَتْ خَيْرَاتُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ جَوَادٌ فَمَا يُبْقِيْ مِنَ الْمَالِ بَاقِيَا
فَتًى تَمَّ فِيْهِ مَا يَسُرُّ صَدِيْقَهُ عَلٰى أَنَّ فِيْهِ مَا يَسُوْءُ الْأَعَادِيَا

(کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ محارب کی جدائی اور موت سے میں مصیبت سے دوچار ہوں، آج کے بعد نہ تمھارے لیے خیر ہے اور نہ میرے لیے۔
اور اس سے پہلے بھی میں وحوح کی جدائی کی وجہ سے مصیبت سے دوچار ہو چکا ہوں، جو میرا بھائی اور مخلص دوست تھا۔
وہ ایسا نوجوان ہے جس میں تمام بھلائیاں مکمل طور پر پائی جاتی ہیں، البتہ وہ بڑا سخی ہے، جس کی وجہ سے اس کا کچھ بھی مال نہیں بچا ہے
وہ ایسا نوجوان ہے جس میں وہ تمام خصلتیں پائی جاتی ہیں جن سے اس کے دوست خوش اور مسرور ہوتے ہیں، ہاں اس میں وہ خصلتیں بھی ہیں جن سے دشمنوں کو نقصان ہوتا ہے)

باب پنجم

کم گو/غیر مشہور شعرائے عہدِ نبوی

(۱)

ابواحمد بن جحش اَسدی

ابواحمد ابن جحش ام المؤمنین زینب کے بھائی ہیں، ان کا نام عبد ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام عبداللہ ہے، واقدی نے ابواحمد عبداللہ ابن جحش کہا ہے۔

اصحاب سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سابقون اولون میں سے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں سے مدینہ پہنچے۔

بلاذری نے اس بات کی تردید کی ہے کہ انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، انھوں نے کہا ہے کہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے ان کے بھائی عبیداللہ ہیں، جنھوں نے وہاں جا کر نصرانیت قبول کی اور اسی پر ان کا حبشہ ہی میں انتقال ہو گیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ مہاجرین میں ابوسلمہ کے بعد سب سے پہلے آنے والے عامر ابن ربیعہ اور عبداللہ ابن جحش ہیں۔

ابواحمد نابینا تھے، وہ مکہ کے اوپری اور نچلے حصوں میں رہنما اور گائیڈ کے بغیر ہی اکیلے پھرا کرتے تھے، ان کی بیوی فارعہ بنت ابوسفیان ابن حرب تھی، انھوں نے جنگِ بدر میں اور تمام غزوات میں شرکت کی، مکہ میں تنہا گھومنے کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

حَبَّذَا مَكَّةَ مِنْ وَادِ بِهَا أَهْلِيْ وَعُوَّادِيْ
بِهَا تَرْسَخُ أَوْتَادِيْ بِهَا أَمْشِيْ بِلَا هَادِيْ

(کیا ہی خوب مکہ کی وادی ہے، وہاں میرے اہل وعیال اور دوست احباب ہیں۔
وہاں سے میرا تعلق بہت پرانا ہے، وہاں میں رہنما کے بغیر چلتا ہوں)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

لَقَدْ حَلَفَتْ عَلَى الصَّفَا أُمُّ أَحْمَدَ ۔۔۔ وَمَرْوَةَ بِاللّٰهِ بَرَّتْ يَمِيْنَهَا
لَنَحْنُ الْأُلٰى كُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ ۔۔۔ بِمَكَّةَ حَتّٰى كَادَ عَنَّا سَمِيُّهَا
إِلَى اللّٰهِ نَغْدُوْ بَيْنَ مُثْنٰى وَمُوَحَّدٍ ۔۔۔ وَدِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْحَقُّ دِيْنُهَا

(ام احمد نے مروہ اور صفا پہاڑیوں پر اللہ کی قسم کھائی اور اپنی قسم پوری کی۔
ہم وہیں تھے اور وہیں مکہ میں رہے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہماری طرف وہ منسوب ہوتا۔
ہم ایک ایک اور دو دو کی تعداد میں تیز رفتاری کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی طرف جاتے ہیں اور آپ کا دین حق ہے)

ابوسفیان نے مکہ میں ان کا گھر ابن علقمہ عامری سے چار سو دینار میں خریدا تھا اور ایک سو دینار دیے تھے، اور باقی بعد میں قسط وار دیے تھے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ابو احمد سے فرمایا: اس کے بدلے تمہیں جنت میں ایک گھر ملے گا۔ ابو احمد نے ابوسفیان کو اپنا گھر بیچے جانے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَقَطَعْتَ عَقْدَكَ بَيْنَنَا ۔۔۔ وَالْحَادِثَاتُ إِلٰى نَدَامَهْ
أَلَا ذَكَرْتَ لَيَالِيَ الْـ ۔۔۔ عَشْرِ الَّتِيْ فِيْهَا الْقِيَامَهْ
عَقْدِيْ وَعَقْدُكَ قَائِمٌ ۔۔۔ لَا عُوْقَ فِيْهِ وَلَا أَثَامَهْ
دَارَ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا ۔۔۔ تَشْرِيْ بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَهْ
إِذْهَبْ بِهَا إِذْهَبْ بِهَا ۔۔۔ طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَهْ
وَلَقَدْ جَرَيْتَ إِلَى الْعُقُوْ ۔۔۔ قِ وَأَسْوَأُ الْخَلْقِ الرَّغَامَهْ
قَدْ كُنْتُ آوِيْ فِيْ ذَرًى ۔۔۔ فِيْهِ الْمُقَامَةُ وَالسَّلَامَهْ
مَا كَانَ عَقْدُكَ مِثْلَ عَقْـ ۔۔۔ ـدِ ابْنِ عُمَرَ لِابْنِ مَامَهْ

(کیا تم نے ہمارے درمیان ہوئے معاہدے کو توڑ دیا، حالاں کہ بعد میں رونما ہونے والے واقعات پشیمان کر دیتے ہیں۔
کیا تم نے دس راتوں کو یاد نہیں رکھا، جن میں قیامت آئے گی۔
میرا اور تمھارا معاہدہ باقی ہے، اس میں کوئی الٹ پھیر اور کوئی تبدیلی نہیں۔
تم نے اپنے چچا کے لڑکے کا گھر بیچ دیا، اس کے بدلے تم عذاب خرید رہے ہو۔
تم یہ لے لو، تم یہ لے لو، اور خوش ہو جاؤ، کبوتر کے طوق کی طرح تم کو اس گھر کا طوق پہنایا جائے گا۔
تم نے رشتے داری توڑنے میں جلدی دکھائی ہے، بدترین اخلاق جبر اور زیادتی ہے۔
اس گھر میں میں رہا کرتا تھا، جہاں رہنے کی جگہ اور سلامتی ہے۔
تمھارا معاہدہ ابن عمر اور ابن امامہ کے معاہدے کی طرح نہیں تھا)

مراجع: الاصابہ ج ۴ ص ۳-۴، واقدی ج ۲ ص ۸۴۰-۸۴۱۔

(۲)

ابوناس بن زنیم لیثی دوَلی

ابوناس مشہور صحابی ساریہ ابن زنیم کے بھتیجے ہیں، ابوعمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ شاعر تھے اور وہ اپنی قوم کے شرفاء اور سرداروں میں سے تھے، انھوں نے حضرت محمد ﷺ کی مدح میں قصیدہ کہا ہے، جس کا مطلع یہ ہے:

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ۔۔۔ أَبَرَّ وَأَوْفَىٰ ذِمَّةً مِنْ مُحَمَّدِ

(محمد ﷺ سے بڑھ کر حسن سلوک کرنے والا اور ذمہ داری پوری کرنے والا کوئی شخص نہیں ہے جس کو کسی اونٹ نے اپنے اوپر سوار کیا ہو)

اس قصیدے کے قائل کے سلسلے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ قصیدہ انس ابن زنیم کا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ساریہ کا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اسید ابن ابوناس کا ہے، محمد ابن اسحاق نے ایمن ابن زنیم کے نام یہ قصیدہ منسوب کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ج ۴ ص ۱۲، معجم الشعراء عفیف ۳۱، منح المدح ۵۰، معجم الشعراء المخضرمین والأموتین ۴۹۔

(۳)

ابوبکر بن شعوب لیثی

ان کا نام شداد ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا نام اسد ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شداد ابن اسود ہیں، اس بات پر تمام اہل رجال کا اتفاق ہے کہ ان کی ماں کا نام شعوب ہے۔

جرمی نے ''النوادر المجموعۃ'' میں صحیح سند کے ساتھ ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر ابن شعوب اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے، ان کے والد بنولیث کے ایک فرد ہیں، جو بکر ابن کنانہ کے فرزند ہیں، انھوں نے مقتولین بدر کا مرثیہ بھی کہا ہے، جرمی نے اپنی کتاب میں یہ اشعار نقل کیے ہیں، پھر بعد میں انھوں نے اسلام قبول کیا۔ (الاصابۃ)

بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: ابوبکر نے بنوکلب کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی، جس کو ام بکر پکارا جاتا تھا، جب ابوبکر نے ہجرت کی تو ان کو طلاق دے دیا، ان ہی کے چچا زاد بھائی ابوبکر لیثی شاعر نے ان سے شادی کی، جس نے کفارِ مکہ کے مرثیے میں قصیدہ کہا ہے، جس کا مطلع ہے:

مَـاذَا بِـالْـقَلِـيْـبِ قَـلِيْـبِ بَـدْرٍ

بدر کے گڑھے میں کون کون سے شرفاء پڑے ہوئے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ج۴ص۲۲۔۲۳۔

(۴)

ابوبکر صدیق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سہیلی نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: جس نے تم کو یہ بات بتائی ہے کہ ابوبکر نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر کہا ہے تو اس نے جھوٹ کہا۔

(الروض الأنف ۲/۵۶۰)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت ابوبکر نے اشعار کہے ہیں یا نہیں، حضرت عائشہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے اشعار نہیں ہیں، یہ بات زیادہ قوی بھی معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ حضرت عائشہ آپ کی بیٹی ہیں، اور وہ اشعار کی راویہ اور عالم بھی ہیں۔

لیکن حضرت ابوبکر سے بہت سے اشعار مروی ہیں، جن میں سے بعض سعید ابن مسیّب سے بھی مروی ہیں، اور بہت سے مورخین اور ادباء نے حضرت ابوبکر کے اشعار کو نقل کیا ہے، سعید ابن مسیّب کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ابوبکر شاعر تھے، عمر شاعر تھے، اور علی ان تینوں میں بڑے شاعر تھے۔

(العقد الفرید ۲۸۳)

امام شعبی سے بھی یہی منقول ہے۔

حضرت ابوبکر سے زیادہ اشعار مروی نہیں ہیں، بلکہ بعض موقعوں کی مناسبت سے چند ہی اشعار منقول ہیں۔

الاستیعاب اور الزبیۃ میں مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے گئے ہیں:

يَـا عَيْنُ فَـابْكِـي وَلَا تَسْأَمِـي ... وَحُـقَّ الْبُكَـاءُ عَلَـى السَّيِّـدِ
عَلَـى خَيْـرِ خِنْـدِفٍ عِنْـدَ الْبَلاَ ... ءِ أَمْسَـى يُغَيَّـبُ فِـي الْمُلْحَـدِ
فَصَلَّـى الْمَلِيكُ وَلِـيُّ الْعِبَـادِ ... وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلَـى أَحْمَـدَ
فَكَيْفَ الْحَيَـاةُ لِفَقْـدِ الْحَبِيـ ... ـبِ وَزَيْـنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَـدِ
فَلَيْـتَ الْمَمَـاتُ لَنَـا كُلِّنَـا ... وَكُنَّـا جَمِيعًـا مَعَ الْمُهْتَـدِي

(اے آنکھ! روتی رہ، اور اکتاہٹ محسوس نہ کر، سردار پر رونے کا حق ہے۔
مصیبت کے وقت بہترین غم خوار اور مددگار پر روتی رہ، جس کو آج لحد میں دفن کیا جا رہا ہے۔
بندوں کا محافظ اور نگران مالک الملک اور پوری کائنات کا پروردگار احمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے۔
محبوب کی جدائی کے بعد زندگی کیسی؟ ہر مجلس کی زینت کی جدائی کے بعد زندگی کیسی؟
کاش ہم سبھوں کو موت آجاتی اور سب ہادیِ عالم کے ساتھ ہوتے)

مراجع: الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ص ۲۹۴۔۲۹۵، روض الانف ۲/ ۵۶۰، العقد الفرید ۳/ ۲۸۳، الاستیعاب ۳/ ۱۳۹، الزبیۃ ۱/ ۱۰۹، الاعلام ۴/ ۱۰۲، تاریخ الامم والملوک للطبری ۴/ ۴۶، الروض الانف ۳/ ۲۶، السیرۃ النبویۃ ۲/ ۴۴۲۔۴۴۷، صفوۃ الصفوۃ ۱/ ۸۸، طبقات ابن سعد، منح المدح ۱۵۰، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۶۶۔۶۷۔

(۵)

ابو ذئاب مذحجی

ابو ذئاب مذحجی کا تعلق خاندانِ سعد العشیرۃ سے ہے، ابو عمرو نے کہا ہے کہ ان کے اسلام لانے کا قصہ بڑا ہی دلچسپ ہے، وہ شاعر تھے اور یہ عبد اللہ ابن ذئاب کے والد ہیں۔

ابو موسیٰ نے ''الذیل'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خطاب کیا، اللہ کی تعریف کی اور کہا: میں تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، مجھے کھلی نشانیاں دی گئی ہیں، میرے منبر کے نیچے یہ شخص ہے، جس کا تعلق قبیلہ سعد العشیرہ سے ہے، یہ اسلام لانے کی غرض سے آیا ہے، میں نے آج سے پہلے اس کو کبھی نہیں دیکھا، اور نہ اس نے کبھی مجھے دیکھا ہے، نماز کے بعد یہ عجیب وغریب واقعہ سنائے گا''، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، میرے دل میں آپ کی محبت بھر دی گئی، نماز کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''سعد العشیرہ کے بھائی! قریب آجاؤ اور ہمیں اپنا واقعہ سناؤ، صاف اور

قیراط کا واقعہ"(صافی ان کے کتے کا نام تھا اور قیراط ان کے بت کا)، وہ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا اور میں نے پورا واقعہ سنایا، واقعہ ختم کرنے کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ خوشی کے مارے سونے کے مانند چمکنے لگا، آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور مجھے قرآن پڑھ کر سنایا تو میں اسلام لے آیا۔

ابو سعید نیسا پوری نے "شرف المصطفیٰ" میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، اس واقعہ کے اخیر میں ہے کہ پھر میں نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں، میں آپ ﷺ کے پاس سے اپنی قوم میں آیا اور اپنی قوم کو اسلام لانے کی ترغیب دی، انھوں نے اسلام قبول کیا، پھر میں ان سبھوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس سلسلے میں میں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى ... وَخَلَّفْتُ قُرَاطًا بِدَارِ هَوَانِ

فَمَنْ مُبْلِغٌ سَعْدَ الْعَشِيْرَةِ أَنَّنِيْ ... شَرَيْتُ الَّذِيْ يَبْقٰى بِمَا هُوَ فَانِ

جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لے کر نمودار ہوئے تو میں نے آپ کی پیروری کی اور میں نے قیراط کو ذلت والی جگہ چھوڑ دیا۔

کون سعد العشیرہ خاندان کو یہ بات پہنچائے گا کہ میں نے فانی چیز کے بدلے باقی رہنے والی چیز خریدی ہے۔

مراجع: الاصابۃ ج۳ص۶۲۔۶۳

(۶)

ابو رمح خزاعی

دعبل ابن علی نے "طبقات الشعراء في أهل الحجاز "میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، انھوں نے حسین ابن علی کا مرثیہ کہا ہے، جس کے اشعار بہت مشہور ہوئے، وہ کہتے ہیں:

مَرَرْتُ عَلٰى أَبْيَاتِ آلِ مُحَمَّدٍ ... فَلَمْ أَرَهَا كَعَهْدِهَا يَوْمَ حَلَّتِ

فَلَا يُبْعِدِ اللّٰهُ الْبُيُوْتَ وَأَهْلَهَا ... وَإِنْ أَصْبَحَتْ مِنْ أَهْلِهَا قَدْ تَخَلَّتِ

(میں آل محمد کے گھروں کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہ گھر پہلے کی طرح باقی نہیں ہیں۔
اللہ ان گھروں اور وہاں کے رہنے والوں کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے، اگرچہ یہ گھر اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گئے ہیں)

مراجع:

الاصابۃ ج۴ص۵۷، الاستیعاب ۴/۷۳، الاکلیل ۱۰/۱۶۱، شعر ھمدان ۳۲۷، معجم الشعراء مرزبانی ۵۰۹، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۱۶۱، معجم الشعراء عفیف ۱۰۰

(۷)

ابوزعنہ

ابوزعنہ کے نام کے سلسلے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عامر ابن کعب ابن عمرو ابن خدیج ہے، عبداللہ ابن عمرو اور کعب ابن عمرو بھی ان کا نام بیان کیا گیا ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ انھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی، ابوعمر نے بھی یہی کہا ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ انھوں نے جنگ احد میں شرکت کی، وہ لکھتے ہیں: ''جنگ احد میں ابو زعنہ ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عتبہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جن کا تعلق بنو جشم ابن خزرج سے ہے:

أَنَـــا أَبُـــوْ زُعْــنَــةَ بَــعْــدَ فِــی الْهَــرَمِ   لَــمْ يَــمْــنَــعِ الْــمُــخْــرَاةُ الْأَعْــدَلَــمِ
يَحْمِیُ الذِّمَارَ خَزْرَجِیٌّ مِنْ جَشَمِ

میں ابوزعنہ ہوں، میں اب بہت بوڑھا ہوگیا ہوں، لیکن میری صحت اچھی ہے، اور پائخانہ بالکل صاف ہوتا ہے۔ قبیلہ جشم کا خزرجی شخص یعنی میں اپنے علاقے کی حفاظت کرتا ہے۔

مراجع: الاصابہ ج۴ ص۷۹

(۸)

ابوسنان بن حریث مخزومی

زبیر ابن بکار نے شماس ابن عثمان مخزومی کے تذکرہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب عثمان ابن شماس کا انتقال ہوگیا تو بنت حریث مخزومیہ یعنی ابوسنان کی بہن نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، شاید یہ شماس ابن عثمان کی بیوی تھی:

يَــا عَيْــنُ جُوْدِیْ بِدَمْعٍ غَيْرِ أَمْنَاسِ   وَابْــكِــیْ رَزِيَّةَ عُثْــمَانَ بْنِ شَــمَّـاسِ
صَــعْــبِ الْبَــدِيْهَةِ مَيْمُوْنٍ نَقِيْبَتُــهُ   حَــالَ أَلْــوِيَةٍ رَكَّــابِ أَفْــرَاسِ
غَــرِيْــبِ مَــرِيْعٍ إِذَا مَا أَزَمَّتِ أَزَمَّتِ   يَبْــرِی السِّهَــامَ وَيَبْــرِیْ قُبَّةَ الــرَّاسِ
قَدْ قُلْــتُ لَمَّــا أَتَــوْا يَنْعَوْنَهُ جَزِیْ   أَوْدَی الْجَوَادُ فَأَرْدِیَ الْمُطْعِمُ الْكَاسِی

(اے میری آنکھ! مسلسل کثرت سے آنسو بہاتی رہ، اور عثمان ابن شماس کو موت کی وجہ سے آنے والی مصیبت پر رو۔

وہ اچانک حملہ کرنے والا شیر ہے، وہ مبارک خیالوں والا ہے، شہسوار جب قسم کھاتے ہیں۔
وہ بہت زیادہ سفر کرنے والا ہے اور بڑا فیاض ہے، جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ بے بہا مال خرچ کرتا ہے، وہ تیر تراشتا ہے اور سروں کو اڑاتا ہے۔
میں نے غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا جب لوگ اس کی موت کی خبر دینے کے لیے آئے: سخی ہلاک ہوگیا، اور کھلانے پلانے والے دیال کو موت آگئی)

زبیر ابن بکار نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے، ابوسنان ابن حریث نے اس کے جواب میں تسلی دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

أَفْنِي حَيَاتَكَ فِي سِتْرٍ وَخَفْرٍ فَإِنَّمَا كَانَ عُثْمَانُ مِنَ النَّاسِ
لَا تَقْتُلِي النَّفْسَ إِنْ حَانَتْ مَنِيَّتُهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الرَّوْعِ وَالْبَأْسِ
قَدْ مَاتَ حَمْزَةُ لَيْثُ اللّٰهِ فَاصْطَبِرِيْ لَقَدْ ذَاقَ مَا ذَاقَ عُثْمَانُ بْنُ شَمَّاسِ

(تم اپنی زندگی خوف اور بے وفائی میں برباد کررہی ہو، کیوں کہ عثمان بھی لوگوں میں سے ایک فرد تھے۔
اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، اگر اللہ کی اطاعت میں جنگ کرتے ہوئے اس کو موت آئی ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔
اللہ کے شیر حمزہ کو بھی موت آئی، چناں چہ تم صبر کرو، عثمان ابن شماس کو موت آنی تھی، موت آگئی)

مراجع: الاصابہ ج۴ ص۹۷

(۹)

ابوشجرہ سلمی

ابوشجرہ مشہور شاعرہ حضرت خنساء کے فرزند ہیں، وہ بادیہ میں رہا کرتے تھے۔
زبیر ابن بکار نے خالد ابن ولید کے تذکرہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابوشجرہ ابن عبدالعزیٰ نے حضرت خالد کی طرف سے مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَلَوْ سَأَلْتَ سَلْمَةَ غَدَاةَ مِنْ إِمْرِئٍ كَمَا كُنْتَ عَنْهَا سَائِلًا لَوْ نَأَيْتَهَا
وَكَانَ الطِّعَانُ فِي لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ غَدَاةَ الْجِوَاءِ حَاجَةً فَقَضَيْتَهَا

(اگر سلمہ جنگ کی صبح کسی آدمی کے بارے میں پوچھے، جس طرح میں اس کے بارے میں پوچھا کرتا تھا جب میں اس سے دور رہا کرتا تھا۔
تو اس سے کہہ دینا کہ جنگِ جواء میں قبیلہ لوی کے خلاف جنگ کرنا ایک ضرورت تھی، جس کو میں نے پورا کیا)
مندرجہ ذیل شعر بھی انھی کا ہے:

وَرَوَيْتُ رُمْحِي مِنْ كَتِيبَةِ خَالِدٍ ۔۔۔ وَإِنِّي لَأَرْجُو بَعْدَهَا أَنْ أُعَمَّرَا

(میں نے خالد کے لشکر میں دشمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنے نیزے کو سیراب کیا، مجھے اس کے بعد امید ہے کہ بڑی عمر تک زندہ رہوں گا)

مبرد نے ''الکامل'' میں بیان کیا ہے کہ ابوشجرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال طلب کرنے کے لیے آئے تو انھوں نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ ابوشجرہ نے کہا: میں ابوشجرہ سلمی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اپنی جان کے دشمن! کیا تم نے یہ شعر نہیں کہا ہے، پھر اوپر والا شعر پڑھا، پھر کوڑے سے ان کو مارا، وہ بھاگ گئے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے، اس وقت وہ یہ شعر کہہ رہے تھے:

قَدْ ضَنَّ عَنَّا أَبُو حَفْصٍ بِنَائِلِهِ ۔۔۔ وَكُلُّ مُخْتَبِطٍ يَوْمًا لَهُ وَرِقُ

(ابوحفص نے ہم کو اپنے عطیات دینے میں کنجوسی کی، فتنہ اور فساد برپا کرنے والے ہر شخص کو زوال ہے)

انھوں نے عبداللہ ابن مرداس کے سلسلے میں بھی اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر مندرجہ ذیل ہے:

وَعَبَّاسُ يَدُبُّ لِيَ الْمَنَايَا ۔۔۔ وَمَا أَذْنَبْتُ إِلَّا ذَنْبَ صَخْرِ

(اور عباس میرے خون کا پیاسا ہے، حالاں کہ میرا گناہ صرف صخر کا گناہ ہے)

مراجع: الاصابۃ ج ۴ ص ۱۰۱۔۱۰۲

(۱۰)

ابوشمر بن قیس کندی

ابوشمر ابن قیس ابن فھر ابن عمرو ابن وہب ابن ربیع ابن معاویۃ الاکرمین کندی۔

ان کے تذکرے میں صرف اتنا ملتا ہے کہ وہ عہدِ جاہلی اور عہدِ اسلامی کے شریف شاعر تھے۔

مراجع: الاصابۃ ج ۴ ص ۱۰۶

(۱۱)

ابوشیبان

ان کو نبی کریم ﷺ کا زمانہ ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا، ابن ابوشیبہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص شام کی طرف جہاد کی غرض سے نکلا جس کا نام شیبان تھا، اس کے والد بہت بوڑھے تھے، اس کے سلسلے

میں ان کے والد ابوشیبان نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَشَيْبَانَ مَا يُدْرِيكَ أَنَّ رُبَّ لَيْلَةٍ ... عَيْنَيْكَ فِيهَا وَالْعُيُونُ خَنِيبُ
أَأَمْهَلْتَنِي حَتَّى إِذَا مَا تَرَكْتَنِي ... أَرَى الشَّخْصَ كَالشَّخْصَيْنِ وَهُوَ قَرِيبُ
أَشَيْبَانَ إِنْ بَاتَ الْجُيُوشُ تَجِدُهُمْ ... يُقَاسُونَ أَيَّامًا بِهِنَّ خُطُوبُ

(شیبان! تمھیں کیا معلوم کہ بعض راتیں آنکھوں میں کٹ جاتی ہیں، اور آنکھیں کمزور ہوگئی ہیں۔
کیا تم مجھ سے اتنی دنوں تک دور رہے کہ تم نے میری یہ حالت بنادی کہ میں ایک شخص کو دو دو دیکھنے لگا ہوں، حالاں کہ وہ قریب ہی رہتا ہے۔
شیبان! لشکر اپنی جماعت کے ساتھ جنگوں میں پستے ہیں، جن پر مصیبتیں حملہ کرتی رہتی ہیں)

جب یہ اشعار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئے تو انھوں نے شیبان کو ملکِ شام سے واپس بلا کر ان کے والد کے پاس بھیج دیا، وہ والد کی وفات تک ان ہی کے ساتھ رہے۔

مراجع: الاصابہ ج ۴ ص ۱۰۶

(۱۲)

ابوصحار سعدی

ابوصحار کو نبی کریم ﷺ کا عہد ملا، وہ جنگِ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا۔

جب اسلام پورے عرب میں غالب آنے لگا تو ان کی قوم نے ان کو اسلام کی دعوت دی، انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور جنگِ حنین میں یہ شعر کہا:

أَلَا هَلْ أَتَاكَ أَنْ غَلَبَتْ قُرَيْشٌ ... هَوَازِنَ وَالْخُطُوبُ لَهَا شُرُوطُ

(کیا تمھیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ قریش نے قبیلۂ ہوازن پر غلبہ حاصل کرلیا ہے، حالاں کہ جنگیں کچھ اصولوں پر لڑی جاتی ہیں)

پھر ابوصحار نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان بنے، عبید اللہ ابن عباس کے پڑوس میں جنۃ البقیع میں سکونت اختیار کی، ابوعبد اللہ اعرابی نے عبید اللہ کے ساتھ پیش آیا ہوا ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے اور ان کی تعریف میں اشعار نقل کیے ہیں، ابوعبد اللہ خالویہ نے بھی اپنی کتاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ج ۴ ص ۱۱۰

(۱۳)

ابو العیال بن ابو عتبہ ہذلی

ابو العیال، عبد ابن وجزہ ہذلی کے اخیافی بھائی ہیں۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ابو العیال مخضرم شاعر ہیں، ان کو عہدِ جاہلی ملا، جب اسلام کا ظہور ہوا تو انھوں نے اسلام قبول کیا، اور حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں جہاد اور جنگوں میں شریک ہوئے، فتوحات مصر میں بھی آپ نے شرکت کی، ابو العیال حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، اور یزید ابن معاویہ کے ساتھ رومیوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے، اور اس جنگ کے سلسلے میں حضرت معاویہ کے نام ایک قصیدہ لکھا، جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

أَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ ابْنَ صَخْرٍ أَنَّهُ ... يَهْوِيْ إِلَيْهِ الْغَرْقَدُ الْأَعْجَلُ
إِنَّا لَقِيْنَا بَعْدَكُمْ فِيْ غَزْوِنَا ... مِنْ جَانِبِ الْأَبْرَاجِ يَوْمًا يُنْسَلُ
أَمْرًا تَضِيْقُ بِهِ الصُّدُوْرُ وَدُوْنَهُ ... مُهَجَ النُّفُوْسِ وَلَيْسَ عَنْهُ بِمَعْزَلِ

(معاویہ ابن صخر کو یہ بات پہنچا دو کہ جلد باز عشق کا مارا ان کی ملاقات کا شوقین ہے۔
ہم کو آپ کے بعد ہماری جنگ میں ابراج کی جانب سے ایک ایسے دن کا واسطہ پڑا جس میں ایک ایسا معاملہ پیش آیا جس سے دل سکڑ جاتے ہیں، لیکن ہم نے اپنی جانیں اس کے لیے لگا دیں اور ہم نے اس سے راہِ فرار اختیار نہیں کیا)

مراجع:

الاصابہ ج۴ص۱۳۶، الاغانی ۲۰/۱۶۷، تاریخ الادب بلاشیر ۲/۱۰۵، دیوان الھذلیین ۲/۲۶۵، ۳/۲۶۲، سمط اللآلی ۲۰۷، شرح أشعار الھذلیین ۴۰۵، ۱۳۲۰، الشعر والشعراء ۱۴۲، ۶۹۹، طبقات فحول الشعراء ۱۰۶، معجم الشعراء عفیف ۲۰۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۴۸، معجم شعراء اللسان ۳۱۴

(۱۴)

ابو اللحم غفاری

ابو اللحم غفاری مشہور صحابی ہیں، ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرہ میں ان سے حدیثیں مروی ہیں، آپ کا نام عبد اللہ ابن عبد الملک ابن عبد اللہ بن غفار ہے، آپ بڑے شریف النفس اور شاعر تھے، آپ نے جنگِ حنین میں شرکت کی، آپ کے ساتھ آپ کے آزاد کردہ غلام عمیر بھی تھے، آپ کو ابُو اللحم (گوشت کے ابا) کہنے کی

وجہ یہ ہے کہ آپ گوشت نہیں کھاتے تھے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ آپ کا نام عبداللہ ابن عبد ملک ہے، آپ شریف النفس اور شاعر تھے، اور آپ کو جاہلیت کا زمانہ بھی ملا، آپ کا شمار قدیم اور کبارِ صحابہ میں ہوتا ہے، جنگ حنین میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔

مراجع: الاصابۃ ج۱ص۲۳

(۱۵)

ابومحمد فقعسی

زبیر ابن بکار نے ابومحمد فقعسی کے اشعار نقل کیے ہیں، جن کو انھوں نے اس وقت کہا تھا جب خالد ابن ولید نے بنو اسد کو طلیحہ ابن خویلد کے ساتھ بطاح میں شکست دی، یہ فتنۂ ارتداد کا واقعہ ہے:

سَبَقْنَا إِلَيْهِ يَوْمَ بُويِعَ خَالِدٌ وَجَعْفَرُ الْبِطَاحِ فَوْقَ أَرْجَائِهِ الدَّمُ
حَطَطْنَا بِأَطْرَافِ الرِّمَاحِ رَكْبَهَا وَأَرْحَالَهَا وَالْمَاءُ خَالٍ مُسَدَّمُ

(ہم نے اس طرف سبقت کی، اس دن جب خالد اور جعفر کے ہاتھوں پر مقامِ بطاح میں بیعت کی گئی، جس کے کناروں پر خون پڑا ہوا ہے۔
ہم نے نیزوں کے پھلوں سے مقامِ بطاح کی فوج اور کجاؤں کو ہٹایا، جب کہ وہاں کا پانی ختم ہوگیا تھا یا متغیر ہوگیا تھا)

مراجع:

الاصابۃ ج۴ص۱۸۹، الحیوان، سمط اللآلی ۱۴۸، معجم الشعراء عفیف ۲۴۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۳۸

(۱۶)

ابومکعت اسدی فقعسی

ابومکعت عرفطہ ابن نضلہ اسدی فقعسی۔

ابن مندہ نے مفضل ضبی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ابومکعت اسدی نے کہا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ اشعار سنائے:

يَقُولُ أَبُو مِكْعَتٍ صَادِقًا عَلَيْكَ السَّلَامُ أَبَا الْقَاسِمِ

سَلَامُ الْإِلٰـهِ وَرَيْحَانُهُ وَرَوْحُ الْمُصَلِّيْنَ وَالصَّائِمِ

(ابومکعت سچ کہتا ہے: ابوالقاسم! آپ پر سلامتی ہو۔
اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت نازل ہو، اور نمازیوں اور روزے داروں کی رحمت ہو)
آپ ﷺ نے فرمایا: ''علیک السلام: مُردوں کا سلام ہے''۔

مراجع: الاصابہ ج ۴ ص ۱۸۳

(۱۷)

ابوہیثم انصاری اوسی

ابوہیثم ابن تیہان ابن مالک ابن عتیک ابن عمرو ابن عبدالاعلم ابن عامر ابن زعور انصاری اوسی۔

یہ کنیت سے مشہور ہیں، مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ان کا نام عبداللہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابوہیثم جنگ بدر میں شریک تھے، ان کا نام مالک ہے اور ان کے بھائی عتیک ہیں، وہ دونوں تیہان کے فرزند ہیں، بیعت عقبہ کے ضمن میں ابن اسحاق نے کہا ہے کہ بنو عبدالاشہل کے نقیب اسید ابن حضیر اور ابوہیثم ابن تیہان تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان اور عثمان ابن مظعون کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا، وہ تمام غزوات نبوی میں شریک رہے۔

موسیٰ ابن عقبہ نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ بیعتِ عقبہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے ابوہیثم تھے اور انھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی۔

ان کی وفات ۲۰ یا ۲۱ ہجری میں ہوئی۔

ابوربیع ابن سالم کلاعی نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں ان کا مرثیہ نقل کیا ہے، جس کا ایک شعر یہ ہے:

لَقَدْ جُدِعَتْ آذَانُنَا وَأُنُوفُنَا غَدَاةَ فُجِعْنَا بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدِ

(اس دن ہمارے کان اور ناک کٹ گئے جس دن ہم اللہ کے نبی محمد ﷺ کے انتقال کی وجہ سے مصیبت سے دوچار ہوئے)

مراجع: الاصابہ ج ۴ ص ۲۱۰

(۱۸)

اباء بن قیس اسدی

اباء ابن قیس اسدی مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ فتنۂ ارتداد میں انھوں نے خالد ابن ولید کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَن يَّهْـزَمِ اللّٰـهُ قَوْمـاً أَنْـتَ قَـائِدُهُمْ ۔۔۔ يَـاابْـنَ الْـوَلِيْـدِ وَلَـن يَّشْقٰى بِكَ الدُّبُرُ

كَـفَـاكَ كَفٌّ عَـذَابٍ عِـنْدَ سَطْوَتِهَـا ۔۔۔ عَـلَـى الْـعَـدُوِّ وَكَفٌّ مَـرَّةٍ غَـفَـرَ

(اللہ اس قوم کو شکست نہیں دے سکتا جس کے قائد آپ ہوں، اے ولید کے فرزند! تمھارے رہتے ہوئے کوئی گروہ بد بخت نہیں ہوسکتا۔

تمہارے عذاب کی ایک ہتھیلی ہی کافی ہے، جب تم اس کو دشمن کے خلاف سونتے ہو، اور دوسری مار اس کو ختم کردیتی ہے)

مراجع:

الاصابہ ج ا ص ۱۰۹، التمام لابن جنی ص ۵۰۔۵۱، شرح أشعار الھذلیین للسکری ۶۶۷، معجم البلدان ۳/۶۵۴، معجم الشعراء المخضر مین والأ موئین ص ۷

(۱۹)

ابان بن سعید بن عاص

ابان کے والد سعید ابن عاص قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، ان کو بہت سے شریف اولاد ہوئی، خالد ابن عاص اور عمرو ابن عاص نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کیا، ان دونوں کے سلسلے میں ابان نے اپنے مشہور اشعار کہے، جس کا مطلع یہ ہے:

أَلَا لَيْـتَ مَيْتـاً بِـالـظَّـرِيْبَةِ شَـاهِـدٌ ۔۔۔ لِمَـا يَفْتَـرِیْ فِـی الـدِّيْنِ عَمْرٌو وَخَالِدُ

(کاش مقامِ ظریبہ کی میت (شاید ان کے والد) عمرو اور خالد کی طرف سے دین میں کی جانے والی افتراء پردازی کی گواہی دیتی)

پھر عمرو اور خالد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں پر رہے، ابان نے شرک کی حالت میں مشرکین کے ساتھ جنگِ بدر میں حصہ لیا اور اس جنگ میں ان کے دو بھائی عاص اور عبیدہ حالتِ کفر ہی

میں قتل ہوئے، البتہ ابان جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے، وہ صلح حدیبیہ تک مکہ ہی میں رہے، جب حدیبیہ کے موقع پر کفارِ قریش نے حضرت عثمان کو پریشان کیا تو ابان ہی نے آپ کو پناہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط بھیجا، جس میں ابان نے یہ شعر لکھا:

أَسْبِلْ وَأَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ أَحَدًا بَنُوْ سَعِيْدٍ أَعِزَّةُ الْحَرَمِ

(بہادری دکھاؤ اور آگے بڑھو اور کسی سے نہ ڈرو، بنوسعید حرم کے باعزت لوگ ہیں)

پھر عمرو اور خالد حبشہ سے واپس ہوئے اور انھوں نے اپنے بھائی ابان کے ساتھ مراسلت کے ذریعے رابطہ کیا، جس کے بعد ابان ان دونوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جنگِ خیبر کے موقع پر اسلام میں داخل ہوئے، اور جنگ میں حصہ بھی لیا، چناں چہ حضور اکرم ﷺ نے جنگِ خیبر کے بعد ان کو کسی سریہ میں بھی بھیجا، یہ واقعہ امام المغازی واقدی نے نقل کیا ہے اور مورخین نے بھی یہی واقعہ نقل کیا ہے اور یہی مشہور بھی ہے۔

لیکن ابن اسحاق نے دوسرا واقعہ بیان کیا ہے کہ ابان بھی حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان کنانیہ بھی تھی۔

ہیثم ابن عدی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ سعید ابن عاص نے کہا: جب میرے والد جنگِ بدر میں قتل کردیے گئے تو میری پرورش میرے چچا ابان ابن سعید ابن عاص نے کی، ایک مرتبہ وہ تجارت کی غرض سے ملکِ شام گئے ہوئے تھے، ان کی ملاقات راستے میں ایک راہب سے ہوئی، جس کا نام ''بکا'' تھا، اس راہب نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کیے اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا اور ابان سے کہا کہ میرا اسلام اس نیک شخص سے کہنا، ابان واپس ہوئے اور انھوں نے اپنی قوم کو جمع کر کے اس راہب کا قصہ بتایا، پھر مدینہ جا کر اسلام لے آئے۔

آپ ﷺ نے ان کو علاء ابن حضرمی کے بعد بحرین کا گورنر بنایا اور بعض سریوں میں کمانڈر بھی بنایا۔

ابوداود اور بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان ابن سعید ابن عاص کو ایک مرتبہ سریہ میں نجد کی طرف بھیجا، وہ اور ان کے ساتھی خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

واقدی نے حضرت عمر ابن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابان ابن سعید بحرین کے گورنر تھے، پھر ابان حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور وہاں سے شام چلے گئے، اور جنگِ اجنادین میں ۱۳ھ کو شہید ہوئے، موسیٰ ابن عقبہ اور اکثر مورخین نے یہی بات لکھی ہے، ابن اسحاق اور سیف ابن عمر نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ وہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے، ابن

برنی نے لکھا ہے کہ جنگِ مرج الصفر میں شہید ہوئے، ابوحسان زیادی نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۲۷ھ کو حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔

مراجع:

الاصابۃ ج۱ص۲۳۔۲۵، الوافی بالوفیات ج۵ص۲۹۹، الأخبار الموفقیات ۳۳۳، الاستیعاب ۱/۱۱۹، أسد الغابۃ ۱/۴۶۔۴۷، تاریخ خلیفہ ۱۲۰، ۱۳۱، البدایۃ والنھایۃ ۴/۱۹۶، ۵/۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۲، ۷/۱۳، ۳۲، ۳۳، تھذیب تاریخ دمشق ۲/۱۲۷۔۱۳۳، الجرح والتعدیل ۲/۲۹۵، جمھرۃ أنساب العرب ۸۱۔۸۲، کتاب الحیوان ۶/۱۰۴، سیر أعلام النبلاء ج۱ص۲۶۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ص۷

(۲۰)

اجدع بن مالک بن امیہ ہمدانی وداعی

ابن ماکولا نے لکھا ہے کہ اجدع ابن مالک مخضرم شاعر ہیں۔

ابوعبید بکری نے ''شرح أمالی القالی'' میں بیان کیا ہے کہ یہ جاہلی اور اسلامی شاعر ہیں، یہ عمر بن خطاب کے پاس ملاقات کے لیے آئے، ان کا شمار گنے چنے شہسواروں میں ہوتا ہے، یہ مسروق ابن اجدع کے والد ہیں۔

ابن کلبی نے لکھا ہے کہ وہ شاعر تھے، وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

مراجع: الاصابۃ ج۱ص۱۰۹، الأصمعیات للأصمعی رقم ۱۶، الأعلام للزرکلی ۱/۸۰، الأغانی ۱۵/۲۰۲ (دار الکتب) الاکلیل للھمدانی ۱۰/۶۷، الأمالی للقالی ۱/۲۳، البدایۃ والنھایۃ ۵/۶۳، تھذیب ابن عساکر ۱۰/۱۰۹، خزانۃ الأدب ۸/۳۰۸۔۳۰۹، سمط اللآلی للبکری ۱۰۹، الطبقات الکبری لابن سعد ۶/۵۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ص۱۰۔۱۱

(۲۱)

ارطاۃ بن سہیہ غطفانی مزنی

ارطاۃ ابن سہیہ، سہیہ ان کی ماں کا نام ہے، ان کا نسب دراصل یوں ہے: ارطاۃ ابن زفر ابن عبداللہ بن مالک ابن سوادا بن ضمرہ ابن غطفانی مزنی

ارطاۃ مشہور شاعر ہیں، زمانۂ جاہلیت میں پیدا ہوئے اور عبدالملک ابن مروان کے عہدِ خلافت

تک زندہ رہے۔

ہشام ابن کلبی نے روایت کیا ہے کہ ارطاۃ ابن سہیہ مزنی عبدالملک ابن مروان کے پاس آئے، اس وقت ان کی عمر ۱۳۰ سال کی تھی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں بیان کیا ہے کہ ارطاۃ ابن سہیہ کی کنیت ابوالولید تھی، بڑھاپے میں ارطاۃ عبدالملک ابن مروان کے پاس آئے اور ان کے سامنے اپنے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

رَأَیْتُ الْمَرْءَ تَأْکُلُهُ اللَّیَالِیْ　　کَأَکْلِ الْأَرْضِ سَاقِطَةِ الْحَدِیْدِ
مَا تَبْغِی الْمَنِیَّةُ حِیْنَ تَأْتِیْ　　عَلیٰ نَفْسِ ابْنِ آدَمَ مِنْ مَزِیْدِ
وَأَعْلَمُ أَنَّهَا سَتَکِرُّ حَتّٰی　　تُوَفِّیْ نَذْرَهَا بِأَبِی الْوَلِیْدِ

(میں نے دیکھا کہ زمانے کی گردش آدمی کو کھا جاتی ہے، جس طرح زمین غیر پختہ لوہے کو کھا جاتی ہے۔
جب موت آدمی پر حملہ کرتی ہے تو اس کی جان کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں کرتی۔
اور میں جانتا ہوں کہ موت ضرور حملہ آور ہوگی اور ابوالولید کی جان لے کر ہی اپنی نذر پوری کرے گی)

یہ اشعار سن کر عبدالملک کانپ گئے، اور انھوں نے سمجھا کہ یہ اشعار وہ ان کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں، یہ دیکھ کر ارطاۃ نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے ان اشعار میں خود کو مراد لیا ہے۔ یہ سن کر عبدالملک کی گھبراہٹ ختم ہوگئی اور وہ پرسکون ہوگئے۔ پھر کہا: اللہ کی قسم! جو تمھارے ساتھ ہوا ہے وہ میرے ساتھ بھی ہونے والا ہے۔

ان کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔

اَغانی میں ابوالفرج اصبھانی نے لکھا ہے کہ ارطاۃ ابن عبداللہ ابن مالک ذبیانی فصیح اسلامی شاعر اور سخی تھے، ان کو ابن سہیہ کہا جاتا تھا۔

ابوالفرج اصبھانی ہی نے لکھا ہے کہ مروان ابن حکم جب خلیفہ ہوئے اور جنگوں سے فارغ ہوئے تو ارطاۃ نے ان کو مبارک باد دی، وہ مروان کے خاص آدمی تھے، پھر یہ اشعار کہے:

تُشَکِّی الْقَلُوْصُ إِلَیَّ الْوَجیٰ　　تَجُرُّ السَّرِیْحَ وَتُبْلِی الْخِدَامَا
تَزُوْرُ کَرِیْمًا لَهُ عِنْدَهَا　　یَدٌ لَا تُعَدُّ وَتَهْدِی السَّلَامَا
وَقَلَّ ثَوَابًا لَهُ أَنَّهَا　　تُجِیْدُ الْقَوَافِی عَامًا فَعَامًا

(میرا اونٹ مجھ سے تکلیف کی شکایت کرتا ہے، وہ تیز رفتار گھوڑے سے بھی تیز چلتا ہے اور مضبوط چمڑے کے پٹے کو بھی بوسیدہ کر دیتا ہے۔
وہ سخی کے پاس جاتا ہے، جس کے اس پر بے شمار احسانات ہیں اور سلام کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔
مروان کے لیے یہ بہت کم بدلہ ہے کہ وہ سال بسال بہترین قصیدے لے کر ان کے پاس آتا ہے)

اسی قصیدے میں یہ شعر بھی ہے:

فَــزَادَ لَکَ الــلّٰــهُ سُــلْــطَــانَــهُ وَزَادَ لَکَ الْــخَــیْــرَ مِــنْــهُ فَــدَامَــا

(اللہ تمھارے غلبے اور حکومت میں اضافہ کرے، اور اپنی طرف سے تمھاری بھلائی میں اضافہ کرے اور وہ ہمیشہ باقی رہے)

مروان نے ان کو بطور عطیہ کپڑے اور تیس اونٹ دینے کا حکم دیا اور بڑی مقدار میں غلہ بھی عطا کیا۔

ارطاۃ اور شبیب ابن برصاء کے درمیان مہاجات تھی، جس کی تفصیلات الوافی بالوفیات میں ہے۔

ایک مرتبہ ارطاۃ نے ربیع ابن قنب کا مذاق اڑاتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر کہا:

لَــقَــدْ رَأَیْتُکَ عُــرْیَــانًــا وَمُــؤْتَــزِرًا فَــمَــا دَرَیْــتُ أَأُنْثَــیٰ أَنْــتَ أَمْ ذَکَــرُ

(میں نے تم کو کپڑوں میں اور کپڑوں کے بغیر ننگا دونوں حالتوں میں دیکھا ہے، لیکن یہ مجھے نہیں معلوم ہوسکا کہ تم عورت ہو کہ مرد)

ربیع نے مندرجہ ذیل شعر میں ان کا جواب دیا:

لٰــکِــنْ سَهِیَّةُ تَــدْرِیْ إِذْ أَتَیْــتُــکُــمْ عَــلَــیٰ عُــرَیْــجَــاءَ لَمَّــا احْتُلَّتِ الْأُزُرُ

(لیکن سہیہ جانتی ہے کہ میں مرد ہوں یا عورت، جب میں تم لوگوں کے پاس تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو کر آتا ہوں اور کپڑے اتارے جاتے ہیں)

مراجع:

الاصابۃ ج ۱ ص ۱۱۱، الوافی بالوفیات ج ۸ ص ۳۴۸۔۳۵۰، الأعلام ۱/ ۲۸۸، الأغانی ۱۲/ ۳۱۳، ۳۱۷، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۶ وغیرہ، البدایۃ والنھایۃ ۹/ ۷۳۔۷۴، تھذیب تاریخ دمشق ۲/ ۳۶۸، جمھرۃ أنساب للکلبی ۲/ ۱۹۳۔۱۹۴، الحیوان ۱/ ۳۶۷، ۳/ ۳۹۱، ۴۶۴، خزانۃ الأدب ۴/ ۳۴۲، الشعر والشعراء ۵۲۹، العقد الفرید ۵/ ۳۲۶، وفیات الأعیان ۶/ ۱۰۳، معجم الشعراء۔ دعقیف۔ ۱۵، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ص ۱۹)

(۲۲)

ارطاۃ بن کعب فزاری

ارطاۃ ابن کعب ابن قیس ابن حبیب ابن عامر ابن حیویہ ابن لوذان ابن ثعلبہ ابن عدی ابن فزارہ فزاری۔

ان کا لقب ''بکّاء'' (بہت زیادہ رونے والے) ہے۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ معجم الشعراء میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، وہ کہتے ہیں:

وَبِـدَارَةَ السَّـلْـمَةَ الَّتِـيْ سوقها دمَنْ تَظَلُّ حَمَامُهَا يُبْكِيْنَا
مَا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ تَفَرَّقَ شَمْلُهُ وَرَأَى الْغَدَاةَ مِنَ الْفِرَاقِ يَقِيْنَا

(سلمہ کے دیار میں جہاں کے کبوتر ہمیں مسلسل رلاتے رہتے ہیں۔
میں پہلا شخص نہیں ہوں جس کو وصل کے بعد جدائی سے واسطہ پڑا ہو، اور جس نے صبح کے وقت جدائی پر یقین کرلیا ہو)

مراجع:

الاصابہ ج ۱ص ۱۱۱، معجم الشعراء۔ ڈاکٹر عفیف ۱۵، الضائع ۱۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۹

(۲۳)

ازہر بن سبحان

ازہر ابن سبحان ابن ارطاۃ ابن سبحان ابن عمرو ابن نجید ابن اسعد۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جو انھوں نے واقعۂ یوم الدار کے موقع پر کہے:

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو واقعۂ یوم الدار کہا جاتا ہے)

يَلُوْمُوْنَنِيْ أَنْ جُلْتُ فِي الدَّارِ حَاسِراً وَقَدْ فَرَّعَنَهُ خَالِدٌ وَهُوَ دَارِعُ

(لوگ میری اس بات پر ملامت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان کی شہادت کے واقعہ کے موقع پر ان کے گھر کے پاس ہتھیاروں کے بغیر ہی گھوم رہا ہوں، حالاں کہ خالد ہتھیاروں سے لیس رہنے کے باوجود بھاگ گئے)

مراجع:

الاصابہ ج ۱ص ۱۱۲، الضائع ۱۹، معجم الشعراء از: ڈاکٹر عفیف ۱۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۰

(۲۴)

اسامہ بن حرث ہذلی

اسامہ ابن حرث کا تعلق بنو عمرو ابن حرث سے ہے جو قبیلۂ ہذیل کا ایک خاندان ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، وہ کہتے ہیں:

عَصَاکَ الْأَقَارِبُ فِیْ أَمْرِهِمْ — فَزَائِلٌ بِأَمْرِکَ أَوْ خَالِطُ
وَلَا تَسْقُطَنَ سُقُوطَ النَّوَا — ةِ مِنْ کَفِّ مُرْتَضِخٍ لَاقِطِ

(اپنے معاملے میں رشتے داروں نے تمھاری بات نہیں مانی، چناں چہ بعض لوگ تمھارے ساتھ لگے رہے اور بعض لوگ کٹ گئے۔

اور تم کھجور چننے والے غلام کے ہاتھوں سے گھٹلی کے گرنے کی طرح گر نہ جانا)

مراجع: الاصابۃ جا ص ۱۱۳، لاَ مالی ۱/ ۲۴۵، البدایۃ والنھایۃ ۳/ ۲۳۶، الأزمنۃ والأمکنۃ ۲/ ۶۷، الحیوان ۲/ ۳۴۲، دیوان الھذلیین ۲/ ۱۹۵۔۲۰۷، معجم الشعراء از: ڈاکٹر عفیف ۱۶، معجم الشعراء المخضرمین ۲۰۔۲۱

(۲۵)

اسود بن سریع تمیمی سعدی

اسود ابن سریع ابن حمیر ابن عبادہ ابن نزال ابن مرہ ابن عبید ابن مقاعس ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن زید مناۃ ابن تمیم تمیمی سعدی۔

اسود مشہور شاعر ہیں، بخاری نے ''التاریخ الکبیر'' میں اسود ابن سریع سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار غزوات میں شریک رہا۔

بغوی نے کہا ہے کہ وہ شاعر تھے، وہ شروع عہدِ اسلام میں قصہ گو تھے۔

بصرہ کی مسجد میں سب سے پہلے انھوں نے قصہ گوئی شروع کی، ان کی وفات معاویہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔

ابن ابوخیثمہ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی۔

بارودی نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان کا قتل ہوا تو اسود اپنے اہل وعیال کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے اور کہیں چلے گئے، اس کے بعد ان کی کوئی خبر معلوم نہیں ہو سکی۔

مراجع: الاصابۃ ج ا ص ۵۹۔۶۰

(۲۶)

اسود بن مسعود ثقفی

عمر ابن شبہ نے روایت کیا ہے کہ اسود آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَمْسَيْتُ أَعْبُدُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهُ رَبَّ الْعِبَادِ إِذَا مَا حَصَلَ الْيُسْرُ
أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِيْ تُرْجَى فَوَاضِلُهُ عِنْدَ الْقُحُوْطِ إِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

(میں اپنے پروردگار کی عبادت پوری رات کرتا ہوں جو تمام بندوں کا پروردگار ہے، جب آسانی ہوتی ہے۔
آپ اللہ کے رسول ہیں، جب بارش بند ہو جائے اور قحط سالی عام ہو جائے تو آپ کے احسانات کی امید رہتی ہے)

ابن فتحون نے ''الذیل'' میں اسود ابن مسعود کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ج ۱ ص ۶۱

(۲۷)

اسید بن ابو ایاس کنانی

اسید ابن ابو ایاس ابن زنیم عمرو ابن عبداللہ ابن جابر ابن محمیہ ابن عبد ابن عدی ابن دئلی ابن بکر ابن مناۃ ابن کنانہ کنانی دئلی۔

اسید حضرت ساریہ ابن زنیم کے بھتیجے ہیں۔

ابن شاہین نے مدائنی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ بنو عبد ابن عدی کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس میں حارث ابن وہب، عویمر ابن اخرم، حبیب اور ربیعہ ابن نملہ وغیرہ تھے، اس وفد کا طویل واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ انھوں نے کہا: ہم آپ کے ساتھ جنگ کرنا نہیں چاہتے ہیں، اگر آپ قریش کے علاوہ دوسروں کے خلاف جنگ کریں گے تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ پھر وہ سب اسلام لے آئے اور اپنی قوم کے لیے امان حاصل کر لیا۔ لیکن انھوں نے اپنی قوم میں سے ایک شخص کو مستثنیٰ کیا جن کا خون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدر کر دیا تھا، وہ تھے اسید ابن ابو ایاس۔ چناں چہ ان لوگوں نے اسید سے براءت کر لی، یہ خبر اسید کو معلوم ہوئی تو وہ طائف آئے اور وہیں پر قیام کیا، جب فتح مکہ کا سال آیا تو ساریہ ابن زنیم طائف آئے اور ان سے کہا: میرے بھتیجے! اللہ کے رسول کے پاس جاؤ، جو ان کے پاس جاتا ہے، وہ اس کو قتل نہیں کرتے ہیں۔ چناں چہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، انھوں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دیا اور اسید نے آپ کی مدح میں اشعار کہے۔

عسکری نے لکھا ہے کہ انھوں نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا تھا، جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون ہدر کیا تھا۔

سعید ابن نعمان رافضی نے ''فضائل علی رضی اللہ عنہ'' میں لکھا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو اسید ابن ابو ایاس نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے:

فِیْ کُلِّ مَجْمَعِ غَایَةٌ أَخْزَاکُمْ ۔۔۔ صَدْعٌ یَفُوْقُ عَلَی الْمُذَاکِی الْقَرَحِ
هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ الَّذِیْ أَفْنَاکُمْ ۔۔۔ ذَبْحًا وَقَتْلًا بَعْضُهُ لَمْ یَرْتَحِ
لِلّٰهِ دَرُّکُمْ أَلَا تَذَّکَّرُوْا ۔۔۔ قَدْ یُذْکَرُ الْحُرُّ الْکَرِیْمُ وَیَسْتَحِیْ

(وہ ہر مجمع اور محفل کی رونق ہے، تم لوگوں کو ایسی سخت مار نے رسوا کر دیا جس سے طاقت ور گھوڑے بھی سخت زخمی ہو جاتے ہیں۔
یہ فاطمہ کے فرزند ہیں، جس نے تمھارے لوگوں کو قتل اور ذبح کر کے تم کو برباد کر دیا، اور تمھارے بہت سے دوسرے لوگوں کو سخت زخمی کر دیا ہے، جس کی وجہ سے ان کو راحت اور اطمینان نہیں ہے۔
تمھاری بھلائی اللہ کی خاطر ہے، کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ کبھی آزاد اور شریف شخص کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور کبھی تذکرہ نہیں کیا جاتا)

زبیر نے بیان کیا ہے کہ اسید نے یہ اشعار اس وقت کہے جب قریش کے لوگ جنگِ احد کے لیے جانے لگے۔

مراجع: الاصابۃ ج ۱ص ۶۲، معجم الشعراء از: ڈاکٹر عفیف ۱۹، منح المدح ۴۴، الضائع ۲۷، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۲۶

(۲۸)

اشہب بن رمیلہ

اشہب ابن رمیلہ، رمیلہ ان کی ماں کا نام، والد کی طرف سے نسب یہ ہے: ابن ثور ابن ابو حارثہ ابن عبد المدان ابن جندل ابن نھشلی ابن دارم ابن عمرو ابن تمیم تمیمی۔

ابو عمرو شیبانی نے نقل کیا ہے کہ اشہب کی ماں رمیلہ جندل ابن مالک ابن ربعی نہشلی کی باندی تھی، زمانۂ جاہلیت میں ثور سے اس کے چار بچے ہوئے: رباب، جبار، سویط اور اشہب، یہ تمام بھائی بڑے طاقت ور اور فصیح تھے، پھر ان چاروں کو اسلام کا زمانہ ملا تو سبھوں نے اسلام قبول کیا، ان کے پاس مال و دولت کا انبار لگ گیا، اور وہ بہت زیادہ طاقت ور ہو گئے، ان کے بھائی رباب نے بنو قطن ابن نہیک کے ایک فرد بشر ابن صبیح کو قتل کر دیا تھا، مقتول کے وارثین اسی بات پر مصر تھے کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے، رباب نے دو رکعت نماز پڑھی، اور کہا: اللہ کی قسم! میرے رب کو میری ضرورت ہے، میں نے زیادہ نماز اس لیے نہیں پڑھی کہ کہیں ان کو گمان نہ ہونے لگے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں، ان کو مقتول کے والد کے حوالے کیا گیا، جن کا نام خزیمہ تھا، یہ واقعہ حضرت عثمان کے

قتل کے بعد دورِ فتن میں پیش آیا، اس واقعے پر اشہب کو افسوس ہوا اور انھوں نے اپنے بھائی کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَعَيْنَيَّ قَلَّتْ عَبْـرَةٌ مِـنْ أَخِيكُمَا　　بِـأَنْ تَسْهَـرَا لَيْـلَ التَّـمَامِ وَتَـجْـزَعَـا

وَبَـاكِيَةٍ تَبْـكِـيْ رُبَـابًـا وَقَـائِلٍ　　جَـزَى الـلّٰـهُ خَيْـرًا مَـا أَعَفَّ وَأَمْنَعَـا

وَقَـدْ لَامَـنِـيْ قَـوْمٌ وَنَـفْـسِـيْ تَلُوْمُنِيْ　　بِـمَـا قَـالَ رَأْيِـيْ فِـيْ رُبَابٍ وَضَيَّعَا

فَـلَـوْ كَـانَ قَلْبِيْ مِنْ حَدِيْدٍ أَذَابَـهُ　　وَلَـوْ كَـانَ مِنْ صُمِّ الـصَّـفَا لَتَصَدَّعَـا

(اے میری آنکھیں! تمھارے بھائی پر تم نے بہت کم آنسو بہائے ہیں، تم کو تو پوری رات جاگنا چاہیے اور جزع وفزع کرنا چاہیے۔

کتنی آنکھیں ایسی ہیں جو رباب پر روتی ہیں اور کتنے کہنے والے ایسے ہیں کہ جو کہتے ہیں: اللہ بہترین بدلہ دے، وہ کتنا ہی پاک دامن اور طاقت ور تھا۔

رباب کے سلسلے میں میری رائے اور میرے ضائع کرنے پر میری قوم نے ملامت کی اور میرا دل بھی میری ملامت کررہا ہے۔

اگر میرا دل لوہے کا ہوتا تو بھی پگھل جاتا، اگر میرا دل پتھر کا ہوتا تو ریزہ ریزہ ہوجاتا)

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں، جو انھوں نے ابو بذال کو قتل کرتے وقت کہے تھے:

قُـلْـتُ لَـهُ صَبْـرًا أَبَـا بَـذَّالِ　　تَـعَـلَّـمَنَّ وَالـلّٰـهِ لَا أُبَـالِـيْ

أَنْ لَّا تَـؤُبَ آخِـرَ الـلَّيَـالِـيْ　　صَبْـرًا لَـهُ لِـعِـزَّةِ الْهِلَالِـيْ

أَوَّلَ يَوْمٍ لَاحَ مِنْ شَوَّالِ

(میں نے اس سے کہا: ابو بذال! صبر کرو، تم جان جاؤ گے، اللہ کی قسم! مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ تم مہینے کی آخری رات چاند کے نمودار ہوتے وقت اس کے لیے صبر کرتے ہوئے لوٹ نہ جاؤ، شوال کا پہلا دن آگیا ہے)

جب ابو بذال کے بدلے رباب کو قتل کردیا گیا تو اشہب نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

وَلَـمَّـا رَأَيْـتُ الْـقَـوْمَ صَـمَّتْ حِبَـالُهُمْ　　رَبَـابًـا فِـيْ شِـرِيْ وَمَـا كَـانَ وَانِيَـا

(جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ رباب کو انھوں نے رسیوں میں جکڑ لیا ہے اور پہاڑ سے باندھ دیا ہے، لیکن وہ اس کے باوجود کمزور نہیں پڑا)

مراجع: الاصابۃ ج۱ص۱۱۶، الاعلام ۱/۳۳۳، الأغانی ۹/۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۰، ۱۱/۱۱۸، ۲۱/۳۵۱، ۳۸۴، تاریخ الأمم والملوک للطبری ۲/۹۵، تھذیب ابن عساکر ۳/۸۰، جمھرۃ النسب للکلبی ۲/۲۰۱، الحیوان ۱/۱۰۹، ۳۱۵، ۳/۱۰۵، خزانۃ الأدب ۳/۹۵، ۶/۷، ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۱۱/۵۰، سمط اللآلی ۳۴-۳۵، طبقات فحول الشعراء ۵۸۵، المؤتلف والمختلف ۳۲، معجم البلدان ۴/۲۷۲، معجم الشعراء از: ڈاکٹر عفیف ۱۹-۲۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۱

(۲۹)

اَصَیْد بن سلمہ سلمی

اصید ابن سلمہ سلمی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی ٹکڑی دشمنوں کے خلاف کارروائی کے لیے بھیجی، انھوں نے بنو سلیم کے ایک شخص کو گرفتار کیا، ان کا نام اصید ابن سلمہ تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نرم پڑ گیا اور اس کے سامنے اسلام پیش کیا، اصید نے آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا، ان کے والد بہت بوڑھے تھے، جب یہ خبر ان کو معلوم ہوئی کہ ان کے بیٹے نے اسلام قبول کیا ہے تو انھوں اپنے بیٹے کو لکھ بھیجا:

مَنْ رَاكِبٌ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ سَالِمًا ۔ حَتّٰى يُبَلِّغَ مَا أَقُوْلُ الْأَصْيَدَا

أَتَرَكْتَ دِيْنَ أَبِيْكَ وَالشُّمَّ الْعُلٰى ۔ أودوا وَتَابَعْتَ الْغَدَاةَ مُحَمَّدَا

(کون مدینہ کا سفر کر کے صحیح سالم پہنچے گا، تاکہ میری بات اصید کو پہنچا دے۔

کیا تم نے اپنے والد کے دین اور بلند عزت و مرتبے کو چھوڑ دیا اور تم نے محمد کی پیروی کی)

حضرت اصید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب دینے کی اجازت مانگی اور مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر اپنے والد کی خدمت میں ارسال کیے:

إِنَّ الَّذِيْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ ۔ حَتّٰى عَلَا فِيْ مُلْكِهِ فَتَوَحَّدَا

بَعَثَ الَّذِيْ لَا مِثْلَهُ فِيْمَا مَضٰى ۔ يَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِيَّ مُحَمَّدَا

ضَخْمَ الدَّسِيْعَةِ كَالْغَزَالَةِ وَجْهُهُ ۔ قَرْنًا تَأَزَّرَ بِالْمَكَارِمِ وَارْتَدٰى

فَدَعَا الْعِبَادَ لِدِيْنِهِ فَتَتَابَعُوْا ۔ طَوْعًا وَكُرْهًا مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْهُدٰى

(جس ذات نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند کیا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں بلند ہو گیا اور تن تنہا بن گیا۔

اسی ذات نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، جو اللہ کی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔

وہ بہت ہی زیادہ سخاوت کرنے والے ہیں، اور ان کا چہرہ ہرن کی طرح خوبصورت ہے، وہ بلند مقام اور مرتبے والے ہیں، جنھوں نے مکارم اخلاق اور بلند صفات کے کپڑے پہن لیے ہیں۔

انھوں نے بندوں کو اپنے دین کی طرف بلایا تو لوگوں نے ہدایت کی طرف لپکتے ہوئے چاہتے ہوئے اور نہ چاہتے ہوئے آپ کی پیروی کی) جب والد نے اپنے بیٹے کا خط پڑھا تو وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔

الوافی بالوفیات میں یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ضحاک ابن سفیان کے ساتھ ان کو اپنی قوم کے پاس لشکر دے کر بھیجا، جب دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے آگئیں تو اصید نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، پھر اصید نے اپنے والد پر حملہ کیا اور ان کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، جس کی وجہ سے سلمی پانی میں گر گئے، پھر وہ اپنے نیزے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، لیکن اصید نے از راہ ادب ان کو خود قتل نہیں کیا، یہاں تک کہ دوسرے مسلمان وہاں پہنچ گئے اور اصید کے سامنے سلمی کو مار دیا، یہ واقعہ ربیع الاول ۹ھ کا ہے۔

مراجع: الاصابہ ج ۱ص ۶۸، الوافی بالوفیات ج ۹ص ۲۸۶۔۲۸۷

(۳۰)

اعشی بنی مازن

اعشی بنی مازن ابن عمرو ابن تمیم۔

اعشی نے بصرہ میں سکونت اختیار کی، وہ شاعر تھے، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار آپ ﷺ کے سامنے سنایا:

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ   إِذَا نَكَحْتُ ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبْ

ذَهَبْتُ أَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِيْ رَجَبِ   فَخَالَفَتْنِيْ بِنِزَاعٍ وَهَرَبْ

أَخْلَفَتِ الْعَهْدَ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبِ   وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

(اے لوگوں کے آقا اور عربی کے سخی! جب میں نے ایک تیز اور بدزبان عورت سے شادی کی۔
میں رجب میں اس کے پاس کھانے کی تلاش میں گیا تو اس نے میرے ساتھ جھگڑا کیا اور وہ بھاگ گئی۔
اس نے وعدہ خلافی کی اور اس نے لاٹھی سے مارا، وہ بدترین غالب آنے والیاں ہیں، جب وہ کسی پر غالب آتی ہیں)

آپ ﷺ بھی آخری مصرعہ دہرانے لگے: وھن شر غالب لمن غلب

مراجع: الاستیعاب حاشیۃ الاصابہ ج ۱ص ۱۳۲۔۱۳۳

(۳۱)

امرؤ القیس بن عابس کندی

امرؤ القیس ابن عابس ابن منذر ابن امرؤ القیس ابن عمرو ابن معاویہ الاکرمین کندی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ امرؤ القیس ابن عابس نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

سیف ابن عمر نے ''الفتوح'' میں بیان کیا ہے کہ امرؤ القیس یرموک کی جنگ میں مقامِ کردوس میں تھے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ بخیر کا محاصرہ کرنے والوں میں یہ بھی تھے، جب مرتدین کو قتل کرنے کے لیے نکالا گیا تو یہ اپنے چچا پر ٹوٹ پڑے کہ ان کو اپنے ہاتھوں سے قتل کریں، یہ دیکھ کر ان کے چچا نے کہا: تمہارا ناس ہو، کیا تم مجھے قتل کروگے، میں تمھارا چچا ہوں؟ انھوں نے کہا: تم میرے چچا ہو اور اللہ میرا پروردگار ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے چچا کو قتل کیا۔

ابن السکن نے کہا ہے کہ فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں امرو القیس ابن عابس بھی تھے، اور انھوں نے اشعث کے مرتد ہونے پر نکیر بھی کی تھی۔

ابن اسحاق نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے اپنی قوم کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی ہے، ان میں سے چند اشعار یہ ہیں:

قِفْ بِالدِّيَارِ وُقُوفَ حَابِسٍ ۔۔۔ وَتَأَنَّ آنِئَةً غَيْرَ آيِسِ

لَعِبَتْ بِهِنَّ الْعَاصِفَا ۔۔۔ تُ الرَّائِحَاتُ مِنَ الرَّوَامِسِ

يَارُبَّ بَاكِيَةٍ عَلَيَّ ۔۔۔ وَمُنْشِدٍ لِيْ فِي الْمَجَالِسِ

لَاتَعْجَبُوا أَنْ تَسْمَعُوا ۔۔۔ هَلَكَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنِ عَابِسِ

(دیارِ حبیب پر قیدی کی طرح کھڑے رہو، اور نہ مایوس ہونے والے شخص کی طرح رکے رہو۔

ان گھروں کے ساتھ رات کے وقت چلنے والی تیز ہواؤں نے کھلواڑ کیا ہے۔

اے مجھ پر رونے والیو! اور مجھے محفلوں میں تلاش کرنے والیو!

تمھیں اس پر تعجب نہ ہو کہ تم سنو: امرؤ القیس ابن عابس ہلاک ہوگیا)

فتنۂ ارتداد میں حضرت ابوبکر کی خدمت میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

أَلَا أَبْلِغْ أَبَابَكْرٍ رَسُوْلاً ۔۔۔ وَبَلِّغَا جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَا

فَلَيْسَ مُجَاوِرًا بَيْتِي بُيُوتًا ... بِمَا قَالَ النَّبِيُّ مُكَذِّبِينَا
وَلَا مُتَبَدِّلًا بِاللّٰهِ رَبًّا ... وَلَا مُتَبَدِّلًا بِالدِّينِ دِينَا

(سن لو! اے پیامبر! ابوبکر اور تمام مسلمانوں کو یہ پیغام پہنچا دو۔
کہ میرے گھر کے آس پاس کے لوگ نبی کریم ﷺ کی باتوں کو جھٹلاتے نہیں ہیں۔
اور نہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو رب مانتے ہیں اور نہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اپنا دین مانتے ہیں)

امرؤ القیس ابن عابس کندی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک زمین کے سلسلے میں آپ کے پاس مقدمہ پیش کیا اور ملک واپس ہوئے، جب بنو کندہ مرتد ہوئے تو یہ مرتد نہیں ہوئے، بلکہ اسلام پر قائم رہے۔

انھوں نے اشعث ابن قیس کے مرتد ہونے پر ان کی نکیر کی، اور ان کو سخت سست باتیں سنائی، پھر وہ جہاد کی غرض سے شام چلے گئے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے، وہ شام کے علاقے بیسان میں تھے، جب طاعون عمواس کی وبا پھیلی تو قبیلۂ کندہ کے بہت سے افراد اس میں ہلاک ہوئے، امرؤ القیس نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

رُبَّ خَوْدٍ مِثْلَ الْهِلَالِ وَبَيْضَا ... ءَ كَعُوبٍ بِالْجِزْعِ مِنْ عَمْوَاسِ

(کتنی ہی چاند کی مانند خوب صورت اور گوری چٹی جوان دوشیزائیں ہیں جو طاعون عمواس میں ہلاک ہونے والے پر جزع فزع کر رہی ہیں)

مراجع: الاصابہ ج ۱ ص ۷۷، الوافی بالوفیات ج ۹ ص ۳۸۱-۳۸۲، الأعلام ۲/ ۱۲، البصائر والذخائر ۱/ ۲۷، ۳/ ۱۸۵، ۶/ ۴۵، ۷/ ۱۸۹، ۹/ ۱۲، تاریخ الشعراء الحضرمیین ۱/ ۴۴، خزانۃ الأدب ۱/ ۳۳۵، الحیوان ۵/ ۳۰۶، معجم البلدان ۳/ ۹۶

(۳۲)

امیہ بن اسکر کنانی لیثی جندعی

امیہ ابن اسکر ابن عبداللہ ابن زہرہ ابن زبینہ ابن جندع ابن لیث ابن بکر ابن عبد مناۃ ابن کنانہ کنانی لیثی جندعی۔

امیہ ابن اسکر طائف میں رہتے تھے۔

ابو الفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ ابو عمرو شیبانی نے کہا: کلاب ابن امیہ ابن اسکر نے اپنا شہر چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی تو امیہ نے اپنے بیٹے کلاب کے سلسلے میں اشعار کہے، اس پر آپ ﷺ نے ان کو اپنے والد کے پاس واپس جانے اور ان کی اطاعت وخدمت کرنے کا حکم دیا۔

ابوالفرج نے آگے کہا ہے کہ یہاں ابوعمرو سے غلطی ہوئی ہے، حضرت عمر نے ان کو یہ حکم دیا تھا، جب کہ حضرت عمر کے عہد خلافت میں وہ ایرانیوں کے خلاف جنگ کرنے لشکر کے ساتھ گئے تھے۔

ابن المدائنی نے عروہ ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ جب کلاب ابن امیہ ابن اسکر نے حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ایک مدت رہے، پھر طلحہ اور زبیر سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان حضرات سے کلاب نے دریافت کیا: کون سا عمل سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ چناں چہ انھوں نے حضرت عمر سے جہاد میں شریک ہونے کی درخواست کی تو حضرت عمر نے ان کو جہاد میں بھیجا، ان کے والد بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، جب لمبی مدت تک کلاب واپس نہیں ہوئے تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لِمَنْ شَيْخَانِ قَدْ نَشَدَا كِلَابًا كِتَابَ اللّٰهِ لَوْ قَبِلَ الْكِتَابَا
أُنَادِيْهِ فَيُعْرِضُ فِيْ إِبَاءٍ فَلَا وَأَبِيْ كِلَابٌ مَا أَصَابَا
وَإِنَّكَ وَالْتِمَاسُ الْأَجْرِ بَعْدِيْ كَبَاغِي الْمَاءِ يَتْبَعُ السَّرَابَا

(بوڑھے والدین کے لیے کون سہارا ہے، جنھوں نے کلاب کو اللہ کی کتاب کا واسطہ دیا۔
میں کلاب کو آواز دے دے کر پکار رہا تھا تو وہ انکار کرتے ہوئے اعراض کر رہا تھا نہیں، میرے ابا کی قسم! کلاب نے جو کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔
کلاب! مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کے بعد تمھاری طرف سے اجر وثواب کی تلاش کرنا پانی تلاش کرنے والے اس شخص کی طرح ہے جو سراب کے پیچھے دوڑ رہا ہو)

پھر انھوں نے حضرت عمر کو ایسے اشعار سنائے جن میں شدت شوق کی شکایت تھی، حضرت عمر ان کے اشعار سن کر رو پڑے اور ان کو جہاد سے اپنے والد کے پاس واپس بھیجنے کا حکم بھیجا۔

ابراہیم حربی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے جہاد میں شریک ایک شخص کو اس کے والد کے پاس واپس کر دیا، جو اپنے بیٹے پر رو رہے تھے اور یہ شعر گنگنا رہے تھے:

أَبِرًّا بَعْدَ ضَيْعَةِ وَالِدَيْهِ فَلَا وَأَبِيْ كِلَابٌ مَا أَصَابَا

(کیا وہ اپنے والدین کی نافرمانی کو نیکی سمجھ رہا ہے، نہیں، میرے ابا کی قسم! کلاب نے جو کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے)

حضرت عمر نے کہا: کلاب کے والد کو جو مصیبت لاحق ہوئی ہے وہ صحیح ہے۔

فاکہانی نے ''اَخبار مکۃ'' میں اسی واقعہ کے تعلق سے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

تَرَكْتَ أَبَاهُ مُرْعِشَةً يَدَاهُ وَأُمُّكَ مَا تَسِيْغُ لَهَا شَرَابَا
إِذَا نَعَبَ الْحَمَامُ بِبَطْنِ وُجٍّ عَلَى بَيْضَاتِهِ ذَكَرَا كِلَابَا

(تم نے اپنے والد کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ کپکپا رہے ہیں اور تمھاری ماں کو کھانا پینا اچھا نہیں لگ

رہا ہے۔
جب وادی بج میں کبوترا اپنے انڈوں کے پاس آواز کرتا ہے تو وہ دونوں کلاب کو یاد کرتے ہیں)

علی ابن مسہر نے روایت کیا ہے کہ امیہ ابن اسکر ظہور اسلام کے وقت بوڑھے ہو گئے تھے، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، ان کے دولڑکے تھے، جوان سے بھاگ کر گئے، ایک کا نام کلاب تھا، امیہ نے اپنے اشعار میں ان کے فراق میں آنسو بہائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو واپس بھیج دیا اور ان سے قسم لی کہ اپنے والد کے انتقال تک ان سے جدا نہیں ہوں گے۔

ابو حاتم سجستانی نے مندرجہ بالا واقعہ میں یہ اشعار نقل کیے ہیں:

أَعَاذِلُ قَدْ عَذَلْتِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ... وَمَا يُدْرِيكِ وَيْحَكِ مَا أُلَاقِي
فَإِمَّا كُنْتِ عَاذِلَتِي فَرُدِّي ... كِلَابًا إِذْ تَوَجَّهَ لِلْعِرَاقِ
سَأَسْتَعْدِي عَلَى الْفَارُوقِ رَبًّا ... لَهُ رَفِيعُ الْحَجِيجِ إِلَى سَبَاقِ
إِنَّ الْفَارُوقَ لَمْ يُرْدِدْ كِلَابًا ... إِلَى شَيْخَيْنِ هَامُهُمَا زَوَاقِ

(اے ملامت کرنے والی! تم نے علم کے بغیر میری ملامت کی ہے، تمھارا ناس ہو، تمھیں کیا معلوم کہ مجھ پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے۔
اگر تم نے میری ملامت کی ہے تو کلاب کو میرے پاس واپس لے آؤ، جس نے عراق کا رخ کیا ہے۔
میں فاروق کے خلاف پروردگار کی مدد طلب کروں گا۔ دہائی دینے والوں کی بلند آوازیں اس کے پاس جلد ہی پہنچ جاتی ہیں۔
اگر فاروق نے کلاب کو ایسے بوڑھے والدین کے پاس نہیں واپس کیا جن کی آج کل میں موت ہونے والی ہے)

جنگِ فجار کے سلسلے میں ان کے اشعار ہیں، ابن اسحاق نے "السیرۃ الکبریٰ" میں بیان کیا ہے کہ ابن ابو اسماء ابن ضریبہ نے یہ اشعار کہے:

نَحْنُ كُنَّا الْمُلُوكَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ... وَحُمَاةَ الدِّيَارِ عِنْدَ الذِّمَارِ
وَضَرَبْنَا بِهِ كِنَانَةَ ضَرْبًا ... خَالَفُوا بَعْدَهُ سَوَامَ الْعِشَارِ

(ہم اہل نجد کے بادشاہ ہیں، اور جنگ کے وقت اپنے علاقے کا دفاع کرنے والے بہادر ہیں۔
ہم نے کنانہ کو ایسی مار ماری کہ اس کے بعد انھوں نے سردار کے مویشیوں کی مخالفت کی)

اس کے جواب میں امیہ ابن اسکر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَبْلِغَا حَمَّةَ الضَّرِيبَةِ أَنَّا ... قَدْ قَتَلْنَا سَرَاتَكُمْ فِي الْفِجَارِ
وَسَقَيْنَاكُمُ الْمَنِيَّةَ صِرْفًا ... وَذَهَبْنَا بِالنَّهْبِ وَالْأَبْكَارِ

(تم اس شخص کو یہ بات پہنچا دو جس کی قسمت میں مار کھانا ہی لکھا ہے کہ ہم نے جنگِ فجار میں تمھارے سرداروں کو قتل کر دیا۔

اور ہم نے تم کو موت کا جام پلایا اور چھینا ہوا مال و اسباب اور دوشیزاؤں کو لے گئے)

مراجع: الاصابہ ج ۱ ص ۷۹، الوافی بالوفیات ج ۹ ص ۳۹۲-۳۹۴، الأغانی ۲۰/۱۰-۱۳، الاعلام ۲/۲۲، الأمالی ۳/۱۰۸، خزانۃ الأدب ۱/۲۵۳، ۶/۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، شرح أشعار الهذليين ۳۸۲، ۸۶۲، ۱۴۲۲، ۱۴۷۰، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۱۹۰، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۳۰، المعمرون والوصایا ۹۸، نقد الشعر لقدامۃ ۲۳، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۴۸

(۳۴)

انس بن زنیم کنانی

انس ابن زنیم کنانی۔

ابن اسحاق نے مغازی میں لکھا ہے کہ عمرو ابن سالم خزاعی چالیس سوار (؟) کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قریش کے خلاف مدد طلب کرنے کے لیے آئے اور انھوں نے یہ شعر کہا:

لَاهُمَّ إِنِّیْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا   عَهْدَ أَبِیْنَا وَأَبِیْهِ الْأَتْلَدَا

(ان کو نہیں، بلکہ میں محمد کو ہمارے درمیان اور ان کے والد کے درمیان کی قدیم دوستی کا واسطہ دیتا ہوں)

پھر انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! انس ابن زنیم نے آپ کی ہجو کی ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون حلال کیا، یہ خبر انس ابن زنیم کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس معذرت کرتے ہوئے آئے اور آپ کی خدمت میں اپنے اشعار سنائے جن میں آپ ﷺ کی مدح تھی، ان کے سلسلے میں آپ ﷺ سے نوفل ابن معاویہ دیلی نے بات کی تو آپ نے ان کو معاف کر دیا۔

واقدی اور طبری نے یہ قصہ نقل کیا ہے۔

ابن شاہین نے یہی واقعہ نقل کیا ہے، اس میں تذکرہ ہے کہ فتح مکہ کے دن انس ابن زنیم نے اسلام قبول کیا، یہ شعر ان ہی کا ہے:

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ مُدْرِكِیْ   وَأَنَّ وَعِیْدًا مِنْكَ كَالْأَخْذِ بِالْیَدِ

(اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ آپ مجھے گرفتار کر لیں گے، اور آپ کی طرف سے دھمکی دینا گرفتار کرنے کے مرادف ہے)

ابن سعد نے بھی اسی طرح واقعہ نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ نوفل نے آپ ﷺ سے فرمایا: آپ معاف کرنے کے زیادہ حق دار ہیں، ہم میں سے کسی نے آپ کو تکلیف نہیں دی، اور آپ کے ساتھ دشمنی نہیں کی، ہم زمانۂ جاہلیت میں نہیں جانتے تھے کہ کیا لیں اور کیا چھوڑیں، پھر اللہ نے آپ کے ذریعے ہم کو ہدایت سے نوازا، اور ہم کو ہلاکت سے بچایا۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے اس کو

معاف کردیا''۔ اس پر انس ابن زنیم نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ پھر انھوں نے قصیدہ کہا جس کے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ... أَبَرَّ وَأَوْفَى ذِمَّةً مِنْ مُحَمَّدِ
وَنَبِيُّ رَسُولُ اللّٰهِ أَنِّي هَجَوْتُهُ ... فَلا رَفَعَتْ سَوْطِيْ إِلَيَّ إِذًا أَنَامِلِيْ
فَإِنِّيْ لا عِرَضًا خَرَقْتُ وَلا دَمًا ... هَرَقْتُ فَذَكِّرْ عَالِمَ الْحَقِّ وَاقْصُدِ
تَعَلَّمْ رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّكَ قَادِرٌ ... عَلَى كُلِّ سَكْنٍ مِنْ تِهَامَةَ وَمَنْجَدِ

(محمد ﷺ سے بڑھ کر حسن سلوک کرنے والا اور ذمہ داری پورا کرنے والا کوئی شخص نہیں ہے جس کو کسی اونٹ نے اپنے اوپر سوار کیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ میں نے آپ کی ہجو کی ہے، اگر ایسا ہی ہے تو میرے ہاتھ کوڑا اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔ میں نے نہ کسی کی عزت چھینی ہے اور نہ میں نے کسی کا قتل کیا ہے، چناں چہ اے حق کے جاننے والے! مجھ پر مہربانی کیجیے۔ اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ آپ تھامہ اور نجد کے ہر باشندے پر قادر ہیں)

دعبل نے ''طبقات الشعرا'' میں لکھا ہے کہ یہ سب سے سچا شعر ہے جس کو عربوں نے کہا ہے۔

عراق کے امیر عبید اللہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آمدہ قصہ ہے جس کو ابوالفرج اصبھانی نے نقل کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد شعراء کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا تھا، چناں چہ اس نے حارثہ کو حکم دیا کہ وہ انس ابن زنیم کی ہجو کرے، اس نے ان کی ہجو میں اشعار کہے، ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

خُبِّرْتُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ ... قَلِيلُ الْأَمَانَةِ خَوَّانُهَا

(مجھے انس ابن زنیم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ امانت داری میں ٹھیک نہیں ہیں اور وہ بڑے خائن ہیں)

اس کا جواب حضرت انس نے چند اشعار میں دیا جس کا مطلع یہ ہے:

أَتَتْنِيْ رِسَالَةُ مُسْتَنْكِرٍ ... فَكَانَ جَوَابِيْ غُفْرَانُهَا

(میرے پاس نامعلوم پیغام آیا ہے، اس پر میرا جواب یہی ہے کہ میں نے معاف کردیا)

مراجع: الاصابۃ ج ا ص ۸۱۔۸۲، الوافی بالوفیات ج ۹ ص ۴۱۷۔۴۱۸، واقدی ج ۲ ص ۷۸۹۔۷۹۰، أسد الغابۃ ۱/۱۴۴، الأعلام ۲/۲۳، البدایۃ والنھایۃ ۴/۳۰۹، تاریخ الأدب العربی (نالینو) ۲۷۶، خزانۃ الأدب ۷۱/۲، ۴۷۳، ۴۷۶۔ ۴۷۶، الضائع ۳۰، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۳۱، منح المدح ۳۵، معجم الشعراء المخضرمین والاموین ۵۰

(۳۴)

انس بن مدرک خثعمی ثم اکلبی

انس ابن مدرک ابن کعب ابن عمرو ابن سعد ابن عوف ابن عتیک ابن جابر ابن عامر ابن تیم اللہ

ابن مبشر ابن اکلب خثعمی ثم اکلبی۔ ان کی کنیت ابو سفیان تھی۔

ابن الکلبی نے کہا ہے کہ یہ شاعر ہیں۔

ابن فتحون نے "الاستیعاب" کے حاشیے میں طبری سے نقل کیا ہے کہ یہ شاعر تھے اور حضرت علی کے ساتھ ان کو شہید کر دیا گیا۔

ابو حاتم بجستانی نے "المعمرون والوصایا" میں لکھا ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں خثعم کے سردار تھے اور اس کے شہسوار، ان کو عہدِ اسلام ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا اور ایک سو ۴۵ سال زندہ رہے، جب اس عمر کو پہنچے تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِذَا امْرَؤٌ عَاشَ الْهُنَيْدَةَ سَالِمًا وَخَمْسِيْنَ عَامًا بَعْدَ ذَاكَ وَأَرْبَعَا
تَبَدَّلُ مُرُّ الْعَيْشِ مِنْ بَعْدِ حُلْوِهِ وَأَوْشَكَ أَنْ يَبْلٰى وَأَنْ يَتَسَعْسَعَا
رَهِيْنَةَ قَعْرِ الْبَيْتِ لَيْسَ يُرِيْمُهُ لَعًا ثَاوِيًا لَا يَبْرَحُ مَهْدًا مَضْجَعَا

(جب آدمی سو سال تک صحیح سالم زندگی گزارے اور اس کے بعد پھر ۵۴ سال تو اس کی زندگی کی مٹھاس کڑواہٹ میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور قریب ہے کہ وہ بوسیدہ ہو جائے، اور بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا جائے، وہ گھر کے گھڑے کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے، وہ وہاں سے ہٹ نہیں سکتا، اور بستر سے ہل بھی نہیں سکتا، بلکہ وہیں پڑا رہتا ہے)

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ خثعم کے شہسواروں میں سے تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور کوفہ میں سکونت اختیار کی، مندرجہ ذیل شعر انس ابن مدرک ہی کا ہے:

أَغْشَى الْحُرُوْبَ وَسِرْبَالِيْ مُضَاعَفَةٌ تَغْشَى السِّنَانَ وَسَيْفِيْ صَارِمٌ ذَكَرُ

(میں جنگوں میں گھس پڑتا ہوں، جب کہ میری زرہ دہری بنائی ہوئی ہوتی ہے، جو نیزوں کے پھلوں پر چھا جاتی ہے اور نیزوں کے وار کو کند بنا دیتی ہے، اور میری تلوار بڑی تیز اور کاٹنے والی ہے)

زمانۂ جاہلیت کے بہت سے واقعات ان کی طرف منسوب ہیں۔

زبیر ابن بکار نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ ابن حارث وداعی ہر سال مکہ آتے تھے، اس کی ملاقات انس ابن مدرک خثعمی سے ہوئی تو اس نے ان پر حملہ کیا اور ان کا مال چھین لیا، اس پر انھوں نے چند اشعار کہے۔

مراجع: الاصابہ ج ۱ ص ۸۵۔۸۶، الوافی بالوفیات ۹/ ۴۲۱۔۴۲۲، الاعلام ۲/ ۲۵، الاغانی ۱۰/ ۴۲، ۴۳، ۲۰/ ۳۹۹، ۴۰۱، الحیوان ۱/ ۱۸، خزانۃ الادب ۳/ ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۷/ ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، الضائع ۳۰، معجم البلدان ۱/ ۲۹۱، معجم الشعراء ۳۱، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۵۰)

(۳۵)

ایاس بن بکیر لیثی

ایاس ابن بکر ابن عبد یالیل ابن ناشب ابن نمیرہ ابن سعد ابن لیث لیثی۔ یہ بنو عدی کے حلیف تھے۔

ایاس نے جنگ بدر، جنگِ احد، جنگِ خندق اور دوسری بہت سی جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، انھوں نے اور ان کے بھائی عامر نے دار ارقم میں یعنی شروع زمانے میں ہی اسلام قبول کیا، ان کے دوسرے بھائیوں خالد اور عاقل تھوڑے دنوں بعد اسلام لے آئے اور چاروں نے جنگِ بدر میں شرکت کی۔

انھوں نے زید ابن عمر ابن خطاب کا مرثیہ کہا ہے، وہ بنو عدی اور بنو ابوجہم کے درمیان ہوئی جنگ میں مارے گئے تھے، وہ کہتے ہیں:

أَلَا لَيْتَ أُمِّيْ لَمْ تَلِدْنِيْ ... وَلَمْ أَكُ فِي الْفَرَاةِ لَدَى الْبَقِيْعِ

وَلَمْ أَرَ مَصْرَعَ ابْنِ الْخَيْرِ زَيْدٍ ... وَهُدْتُهُ هُنَالِكَ مِنْ صَرِيْعِ

هُوَ الرُّزْءُ الَّذِيْ عَظُمَتْ وَجَلَّتْ ... مُصِيْبَتُهُ عَلَى الْحَيِّ الْجَمِيْعِ

كَرِيْمٌ فِي النَّجَادِ تَكَنَّفَتْهُ ... بُيُوْتُ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ الرَّفِيْعِ

(کاش میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، اور میں بقیع کے پاس مقامِ فراۃ میں نہ ہوتا۔

میں بہترین فرد کے فرزند زید کی قتل گاہ کو نہ دیکھتا۔

یہ بہت بڑی اور سخت مصیبت ہے، دنیا میں موجود تمام لوگوں کے لیے۔

وہ بہادر اور شریف تھے، جس کو عزت و شرافت اور بلند حسب و نسب خاندان اور گھر نے اپنی گود میں لیا ہے)

مراجع: الاستیعاب حاشیہ الاصابہ ج ا ص ۸۷۔۸۹

(۳۶)

بجید ابن عمران خزاعی

بجید ابن عمران خزاعی کا تذکرہ غزوات نبوی میں ملتا ہے، ابن ہشام نے فتح مکہ کے واقعے میں لکھا ہے کہ بجید ابن عمران خزاعی نے اس موقع پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقَدْ أَنْشَأَ اللّٰهُ السَّحَابَ بِنَصْرِنَا رُكَامَ سَحَابِ الْهَيْدَبِ الْمُتَرَاكِبِ
وَهِجْرَتُنَا مِنْ أَرْضِنَا عِنْدَ بَابِهَا كِتَابٌ أَتَى مِنْ خَيْرِ مُمْلٍ وَكَاتِبِ
وَمِنْ أَجْلِنَا حَلَّتْ بِمَكَّةَ حُرْمَةٌ لِنُدْرِكَ ثَأْرًا بِالسُّيُوفِ الْقَوَاضِبِ

(اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کے لیے بادلوں کو پیدا فرمایا، زمین سے لٹکے ہوئے تہہ بتہہ بادلوں کا ڈھیر اللہ تعالیٰ نے بنایا۔

اور ہم نے اپنی سرزمین سے ہجرت کی، جس کے دروازے کے پاس کتاب ہے جو بہترین املا کرنے والے بہترین لکھنے والے کی طرف آئی ہے۔

ہماری ہی وجہ سے مکہ کی حرمت کو حلال کیا گیا تاکہ ہم تیز تلواروں سے بدلہ لیں)

مراجع: الاصابۃ ج ۱ص ۱۴۱

(۳۷)

بجیر ابن بجرہ طائی

ابن عبد البر نے مرتدین کے خلاف جنگوں کے تذکرہ میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے، اور ان کے کارناموں اور اشعار کو نقل کیا ہے، ان ہی کارناموں اور اشعار کو ابن اسحاق نے بھی مغازی میں بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق نے بجیر ابن بجرہ طائی سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خالد ابن ولید کو دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر کے پاس بھیجا تو اس لشکر میں میں بھی تھا، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کو گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے''۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو چاندنی رات میں اسی حالت میں آیا، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، چناں چہ ہم نے اس کو گرفتار کرلیا، اور اس کے بھائی کو قتل کردیا، اس نے ہمارے ساتھ جنگ کی تھی، اور اس پر دیباج کی قبا تھی، چناں چہ خالد ابن ولید نے اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس واپس ہوئے تو میں نے یہ اشعار آپ کو سنائے:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ إِنِّي رَأَيْتُ اللّٰهَ يَهْدِيْ كُلَّ هَادِ
وَمَنْ يَّكُ عَانِدًا ذِيْ تَبُوْكِ فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

(اللہ گایوں کو ہانکنے والے میں برکت دے، میں نے اللہ کو دیکھا کہ وہ ہدایت چاہنے والے ہر شخص کو ہدایت سے نوازتا ہے۔

تبوک کا جو بھی شخص سرکش ہے وہ سن لے کہ ہم کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمھارے دانت ہمیشہ باقی رکھے''۔ وہ نوے سال کے ہو گئے تھے لیکن ان کا کوئی دانت گرا نہیں تھا۔

حضرت عمر نے ان کو قادسیہ کی جنگ میں جہاد کے لیے بھیجا تھا، اس موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

وَكَيْفَ ثَوَانِيْ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَمَا ۔۔۔ قَضىٰ وَطَرًا مِنْهَا جَمِيْلُ بْنُ مُعَمَّرِ

(جمیل ابن معمر کی طرف سے اپنی ضرورت پورا کرنے کے بعد مدینہ میں کیسے رکا جا سکتا ہے)

سیف ابن عمر نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ بجیر ابن بجرہ جنگِ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۳۲، الوافی بالوفیات ۱۰/۷۹-۸۰، واقدی ۳/۱۰۲۷، اُسد الغابۃ ۱/۱۹۸، الاستیعاب ۱/۱۶۸، البدایۃ والنھایۃ ۵/۱۶، تاریخ الامم والملوک للطبری ۳/۵۵۰، الروض الأنف للسھیلی ۷/۳۱۸، السیرۃ ۴/۱۷۰، شعرطئ وأخبارھا ۵۴۲-۵۴۴، معجم البلدان ۲/۱۵، منح المدح ۵۳، معجم الشعراء المخضر مین والاموییّن ۵۷

(۳۸)

بجیر بن زہیر بن ابو سُلمیٰ مزنی

بجیر مشہور شاعر کعب ابن زہیر کے بھائی ہیں، انھوں نے اپنے بھائی سے پہلے اسلام قبول کیا، فتح مکہ کے موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، ان اشعار کو ابن اسحاق نے نقل کیا ہے:

ضَرَبْنَاهُمْ بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ النَّبِـ ۔۔۔ يِّ الْخَيْرِ بِالْبِيْضِ الْخِفَافِ

وَأَعْطَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَّا ۔۔۔ مَوَاثِيْقًا عَلىٰ حُسْنِ التَّصَافِيْ

صَبَحْنَاهُمْ بِأَلْفٍ مِّنْ سُلَيْمٍ ۔۔۔ وَأَلْفٍ مِّنْ بَنِيْ عُثْمَانَ وَافِيْ

نَطَأُ أَكْتَافَهُمْ طَعْنًا وَضَرْبًا ۔۔۔ وَرَشْقًا بِالْمُرَيَّشَةِ اللِّطَافِ

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ تَجُوْلُ فِيْهِمْ ۔۔۔ بِأَرْمَاحٍ مُقَوَّمَةِ الثِّقَافِ

فَأُبْنَا غَانِمِيْنَ بِمَا أَرَدْنَا ۔۔۔ وَآبُوْا نَادِمِيْنَ عَلىٰ الْخِلَافِ

وَقَدْ سَمِعُوْا مَقَالَتَنَا فَهَمُّوْا ۔۔۔ غَدَاةَ الرَّوْعِ مِنَّا بِانْصِرَافِ

(ہم نے مکہ میں ان کو اس دن مارا جب خیر امت نبی کریم ﷺ نے اس کو ہلکی پھلکی تیز تلواروں سے فتح کیا۔

اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی طرف سے خالص محبت کا عہد و پیمان کیا۔

ہم نے بنو سلیم کے ایک ہزار افراد اور بنو عثمان کے مکمل ایک ہزار فوجیوں کے ساتھ صبح سویرے ان پر فوج کشی کی۔

ہم ان کے کندھوں پر نیزے اور تلواروں سے مار رہے تھے اور ان پر ہلکے پروالی تیروں کی بارش کر رہے تھے۔
ہم اس حال میں واپس لوٹے کہ بہترین گھوڑے اپنے جسم پر نیزے لیے پھر رہے تھے۔
چناں چہ ہم اپنے ارادوں کے مطابق سرخرو اور کامیاب ہو کر لوٹے اور وہ اپنی دشمنی پر کفِ افسوس ملتے ہوئے واپس ہوئے۔

انھوں نے ہماری باتوں کو سنا تو انھوں نے جنگ کی صبح ہم سے بچ کر بھاگ نکلنے میں عافیت سمجھی)

جنگِ حنین اور دوسری جنگوں کے سلسلے میں بجیر کے بہت سے اشعار ملتے ہیں۔

ان کے بھائی زہیر نے اسلام قبول کرنے پر ان کی اور آپ ﷺ کی ہجو کی تھی، جس کے جواب میں انھوں نے یہ اشعار کہے:

اِلَــی اللهِ لَا الْعُـزّٰی وَلَا اللَّاتَ وَحْـدَهُ   فَتَنْـجُوْ إِذَا كَـانَ النَّـجَـاءُ وَتُسْـلِمُ
لَـدٰی يَـوْمٍ لَا يَنْـجُوْ وَلَيْــسَ بِمُفْلِتٍ   مِنَ النَّــارِ اِلَّا طَـاهِـرُ الْقَلْـبِ مُسْلِمُ
فَـدِيْنُ زُهَيْــرٍ وَ هُـوَ لَا شَــیْءٌ دِيْنُـهُ   وَدِيْــنُ أَبُـوسَـلْمٰی عَـلَـیَّ مُـحَـرَّمُ

(میں تنِ تنہا اللہ کی ذات کی طرف تم کو بلاتا ہوں، نہ کہ لات اور عزیٰ کی طرف، اسی صورت میں تمھیں نجات ملے گی اور تم محفوظ رہو گے، اس دن جب نجات کا دن ہوگا۔

اس دن آگ سے وہی شخص محفوظ رہے گا اور بچ جائے گا جس کا دل صاف ہوگا اور جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

زہیر ابن ابوسلمیٰ کا دین کچھ بھی نہیں ہے، اور ابوسلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۴۲۔۱۴۳، الوافی بالوفیات ۱۰/۸۰۔۸۱، اُسد الغابۃ ۱/۱۹۹، الاستیعاب ۱/۱۷۵، زاد المعاد ۲/۲۵۰۔۲۵۱ الأغانی ۱۰/۳۶۲، ۳۶۴، ۱۷/۹۱، ۹۳، ۲۶۸، خزانۃ الأدب ۲/۳۳۳، ۹/۱۵۳، ۱۵۵، ۴۹۸، ۵۰۲، ۵۰۳، البدایۃ والنھایۃ ۴/۳۱۰، ۳۳۹، ۳۵۰، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۴، معجم البلدان ۴/۱۱۴، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۵۸

(۳۹)

بدیل ابن ام اصرم خزاعی سلولی

بدیل ابن ام اصرم سلمہ ابن خلف ابن عمرو ابن احب ابن مقیاس ابن حبر ابن عدی ابن سلولی ابن کعب ابن عمرو خزاعی سلولی۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اور بشر ابن سفیان خزاعی کو بنو کعب کے

پاس بھیجا کہ وہ ان کو مکہ پر چڑھائی کی ترغیب دیں اور ان کو بھی اس فتح میں شریک کریں۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر انس ابن زنیم کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

بَكَىٰ أَنَسٌ رُزْأً فَأَعْوَلَهُ الْبُكَاءُ وَأَشْفَقَ لَمَّا أَوْقَدَ الْحَرْبَ مَوْقِدُ
بَكَيْتُ لِقَتْلَىٰ ضُرِّجَتْ بِدِمَائِهَا وَخُضِّبَ مِنْهَا السَّمْهَرِيُّ الْمُقَصَّدُ

(انس نے مصیبت پر آنسو بہائے تو ان کے رونے کی بڑی بڑی آوازیں نکلنے لگی، اور وہ گھبرا گیا جب جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔
میں ان مقتولین پر رویا جو اپنے خون میں لت پت تھے، اور مضبوط اور تیز نیزے ان کے خون میں رنگے ہوئے تھے)

مراجع: الاصابہ ۱/۱۴۴، البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۷۹، الصائع ۳۳، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۳۷، معجم الشعراء المخضر مین والاموئین ۵۸

(۴۰)

بردع بن زید انصاری ظفری

بردع ابن زید ابن نعمان ابن زید ابن عامر ابن سواد ابن ظفر انصاری ظفری۔

بردع مشہور صحابی قتادہ ابن نعمان کے بھتیجے ہیں۔

ابن ماکولا نے لکھا ہے کہ بردع شاعر تھے اور انھوں نے جنگ احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہے:

وَإِنِّيْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا ثَوْبَ فَاجِرٍ لَبِسْتُ وَلَا مِنْ خِزْيَةٍ أَتَلَفَّعُ
وَأَجْعَلُ مَالِيْ دُوْنَ عِرْضِيْ إِنَّهُ عَلَى الْوَجْدِ وَالْإِعْدَامِ عِرْضٌ مُمَنَّعٌ

(اللہ کی تعریف ہے کہ میں نے فاجر و فاسق کے کپڑے نہیں پہنے ہیں، اور نہ میں نے رسوائی کو اوڑھا ہے۔
میں اپنا مال اپنی عزت کی حفاظت کی خاطر خرچ کرتا ہوں، لیکن تنگ دستی اور محتاجی کے وقت میں دوسروں کا مال لے کر اپنی عزت کو مجروح نہیں کرتا ہوں)

مراجع: الاصابہ ۱/۱۴۹، الصائع ۳۳، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۳۸، معجم الشعراء المخضر مین والاموئین ۵۹

(۴۱)

بشر ابن عرفطہ جہنی

بشر ابن عرفطہ ابن خشخاش جہنی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام بشیر ہے، اکثروں کی رائے یہی ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کا نام بشر ہے۔

ولید ابن مسلم نے عبداللہ ابن حمید جہنی سے روایت کیا ہے کہ قبیلۂ جہینہ کے ایک شخص نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جن کا نام بشر ابن عرفطہ ابن خشخاش ہے:

وَنَحْنُ غَدَاةَ الْفَتْحِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ　　طَلَعْنَا أَمَامَ النَّاسِ أَلْفًا مُقَدَّمَا

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ قَدْ شَهِدْنَا هِيَاجَةً　　وَقَدْ كَانَ يَوْمًا نَاقِعُ الْمَوْتِ مُظْلِمًا

أُضَارِبُ بِالْبَطْحَاءِ دُوْنَ مُحَمَّدٍ　　كَتَائِبَ هُمْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

(ہم فتح مکہ کی صبح محمد کے ساتھ تھے، ہم لوگوں کے سامنے ہراول دستے میں ایک ہزار فوج کے ساتھ سامنے آئے۔
جنگ حنین کے موقع پر ہم سخت جنگ میں شریک ہوئے، وہ ایسا دن تھا کہ موت ناچ رہی تھی اور وہ تاریک دن تھا۔
میں مقامِ بطحاء میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی فوج کے خلاف جنگ کر رہا تھا جو بڑی سخت اور ظالم تھی)

مراجع: الاصابہ ۱/۱۵۷، الاستیعاب ۱/۱۵۹، اسد الغابہ ۱/۲۲۳، منح المدح ۵۴، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۴۱، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۶۴

(۴۲)

بشار ابن عدی ابن عمرو طائی

بشار ابن عدی ابن عمرو ابن سوید طائی۔

بشار ابن عدی مخضرم شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

تَرَكْتُ الشِّعْرَ وَاسْتَبْدَلْتُ مِنْهُ　　كِتَابَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ شَرِيْكُ

وَوَدَّعْتُ الْمُدَامَةَ وَالنَّدَامٰى　　إِذَا دَاعٰى مُنَادِي الصُّبْحِ دِيْكُ

(میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا اور اس کے بدلے اللہ کی کتاب کی تلاوت شروع کی، جس کا کوئی شریک نہیں۔
اور میں نے شراب اور ہم نشینوں کو چھوڑ دیا، جب صبح آنے کی خبر دینے والے مرغے نے اذان دی)

مراجع: الاصابہ ۱/۱۷۴،

(۴۳)

بشیر ابن معاویہ نجرانی

بشیر ابن معاویہ نجرانی۔ ان کی کنیت ابوعلقمہ ہے۔

حاکم نے ''الإکلیل'' میں، ابن سعد نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ نصرانی تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں کو خط لکھا تو ان کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر وہ واپس لوٹ گئے، نجران کا ایک پادری اپنی کتاب کی تلاوت کر رہا تھا کہ اس کا چوپایہ پھسل گیا، اس کے بھائی بشیر ابن معاویہ ابوعلقمہ نے محمد ﷺ کو برا بھلا کہا تو اس پادری نے اپنے بھائی کو ڈانٹا اور کہا: تم نبی مرسل کے بارے میں یہ کہہ رہے ہو؟ اس پر بشیر نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس سواری سے اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک آپ کے ساتھ جا کر نہ ملوں، پھر انھوں نے اپنی سواری کا رخ مدینہ منورہ کی طرف کیا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے:

إِلَيْکَ يَعْدُوْ قَلِقًا وَضِيْنُهَا مُخَالِفًا دِيْنَ النَّصَارىٰ دِيْنُهَا

(وہ آپ کی طرف پریشان ہو کر آ رہا ہے، اور نصاریٰ کے دین کی مخالفت کر کے اور چھوڑ کر آپ کے پاس آ رہا ہے)

بشیر آخری عمر تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۶۴

(۴۴)

بقیلۃ الاکبر اشجعی

بقیلہ کی کنیت ابومنہال ہے۔

آمدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی جنگِ احد میں مدد کی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہی جنگِ احد میں اشجع گھوڑے کے مالک تھے، بقیلہ شاعر اور اپنی قوم کے سردار تھے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں، انھوں نے یہ اشعار حضرت عمر کی خدمت میں ارسال کیے:

أَلا أَبْلِغْ أَبَا حَفْصٍ رَسُوْلًا فِدىً لَکَ مِنْ أَخِي ثِقَةٍ إِزَارِيْ
قَلائِصُنَا هَدَاکَ اللّٰهُ إِنَّا شَغَلْتَنَا عَنْکُمْ زَمَنَ الْحِصَارِ

(سن لو! ابوحفص کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میں آپ پر فدا ہوں اور میں آپ کا قابل بھروسہ بھائی ہوں۔
اللہ آپ کو ہدایت سے نوازے، ہماری اونٹنیوں نے ہم کو حصار کے زمانے میں تم سے مشغول رکھا)

مندرجہ ذیل مشہور اشعار بھی بقیلہ ہی کے ہیں:

أَلَيْسَ قَرِيْبُکَ إِنَّ أَطْمَارَهُ خُلِقَتْ وَلَا جَدِيْدٌ لِمَنْ لَّا يَلْبَسُ الْخَلَقَا
وَإِنَّ أَشْعَرَ بَيْتٍ أَنْتَ قَائِلُهُ بَيْتٌ يُقَالُ إِذَا أَنْشَدْتَهُ صَادِقًا
وَإِنَّمَا الشِّعْرُ لُبُّ الْمَرْءِ يَعْرِضُهُ عَلَى الْمَجَالِسِ إِنْ کَيْساً وَإِنْ حُمَقًا

(کیا تمھارے قریبی رشتے دار کے بوسیدہ کپڑے پرانے نہیں ہوئے ہیں، جو پرانے کپڑے نہیں پہنتا، اس کے لیے نئے کپڑوں کا کوئی مزہ نہیں ہے۔
تمھارے اشعار میں سب سے بہترین شعر وہ ہے جس پر کہا جائے کہ تم نے سچ کہا۔
شعر آدمی کی عقل مندی کا غماز ہے، جس کو مجلسوں اور محفلوں میں آدمی پیش کرتا ہے، چاہے وہ شعر عقل مندی پر مشتمل ہو یا بے وقوفی پر)

مراجع: الاصابہ ۱/۱۶۶، بہجۃ المجالس ۲/۶۳، المؤتلف والمختلف ۶۲-۶۳، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۴۲، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۶۶

(۴۵)

بکرہ ابن جبلہ کلبی

بکرہ ابن جبلہ ابن وائل ابن قیس ابن بکر ابن عامر ابن عوف ابن بکر ابن عوف ابن عذرہ ابن زید اللات کلبی۔

ان کا نام عبد عمرو تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل کر بکر رکھا۔

ابن مندہ نے ابن الکلبی سے نقل کیا ہے کہ عبد عمرو ابن جبلہ نے کہا کہ ہمارا ایک بت تھا جس کا نام عمیر تھا، وہ اس کی تعظیم کیا کرتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس سے گزر رہے تو میں نے ایک آواز سنی: بکر ابن جبلہ! کیا تم محمد کو جانتے ہو؟ انھوں نے اپنے اسلام لانے کا پورا واقعہ بیان کیا ہے۔

مرزبانی نے اس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے

ایک شعر یہ ہے:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى فَأَصْبَحْتُ بَعْدَ الْجَحْدِ لِلّٰهِ مُؤْمِنًا

(میں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب وہ ہدایت لے کر آئے اور میں اللہ کی نافرمانی اور انکار کے بعد اللہ کا فرماں بردار بن گیا)

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۶۷، الضائع ۳۶، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۳۶، معجم الشعراء المخضر مین والاموبین ۶۷

(۴۶)

بلیح ابن محشی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اوران کے اشعار نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نبی کریم علیہ وسلم کی صحبت ملی تھی:

فَصِرْنَا إِلَى النَّبِيِّ بِأَسْيَافِنَا وَكُنَّا بِمَكَّةَ نَسْتَبْشِرُ

بِأَمْرِ الْإِلٰهِ وَأَمْرِ النَّبِيِّ وَمَافَوْقَ أَمْرِهِمَا أَمْرُ

ہم نے اپنی تلواروں سے نبی کریم علیہ وسلم کی مدد کی اور ہم مکہ میں اللہ اور نبی کے حکم سے خوش خبری لیا کرتے تھے، اور ان دونوں کے حکم سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۷۰

(۴۷)

تمیم ابن اسد خزاعی

ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام اسد ابن عبد العزی ابن جعونہ ابن عمرو ابن قین ابن رزاح ابن عمرو ابن سعد ابن کعب ابن عمرو خزاعی ۔

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن سوار ہو کر مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کیا، آپ جس بت کی طرف بھی اشارہ کرتے تو وہ ٹنڈی کے بل گر جاتا، اسی سلسلے میں تمیم ابن اسد خزاعی نے مندرجہ ذیل شعر کہا ہے:

وَفِي الْأَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَّعِلْمٌ لِمَنْ يَّرْجُو الثَّوَابَ وَالْعِقَابَا

(بتوں میں نصیحت اور عبرت ہے، اس شخص کے لیے جو ثواب اور عذاب پر یقین رکھتا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۸۵

(۴۸)

تمیم ابن مقبل

تمیم ابن مقبل ابن عوف ابن حنیف ابن قتیبہ ابن عجلان ابن کعب ابن ربیعہ ابن عامر ابن صعصعہ۔

ان کی کنیت ابو کعب ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کو عہدِ اسلام ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا، انتقال کے وقت ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

ثعلب نے ''فوائد الثعلب'' میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ تمیم ابن مقبل نے نجاشی کے خلاف عمر ابن خطاب کے دربار میں مقدمہ دائر کیا اور کہا: امیر المومنین! انھوں نے میری ہجو کی ہے، چناں چہ آپ مجھے انصاف دلوا دیجیے، حضرت عمر نے فرمایا: تم نے کون سا شعر کہا ہے؟ نجاشی نے کہا: امیر المومنین! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس میں کوئی گناہ ہو، پھر انھوں نے یہ شعر سنایا:

إِذَا اللّٰهُ جَازَىٰ أَهْلَ لُؤْمٍ بِذِمَّةٍ فَجَازَىٰ بَنِي عَجْلَانَ رَهْطَ ابْنِ مُقْبِلِ
قُبَيِّلَتُهُ لَا يَغْدِرُوْنَ بِذِمَّةٍ وَلَا يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ حَبَّةَ خَرْدَلِ

(جب اللہ تعالیٰ کمینوں کو ذمہ داری کی ادائیگی پر بدلہ دے تو ابن مقبل کے خاندان بنو عجلان کو بہترین بدلہ دے۔ وہ قبیلہ ایسا ہے جو ذمہ داری میں کوتاہی نہیں کرتا اور لوگوں پر ذرا برابر ظلم نہیں کرتا)

حضرت عمر نے کہا: کاش میں ان لوگوں میں سے ہوتا، پھر انھوں نے کہا:

وَلَا يَرِدُوْنَ الْمَاءَ إِلَّا عَشِيَّةً إِذَا صَدَرَ الْوَارِدُ عَنْ كُلِّ مَنْهَلِ

(وہ پانی پر شام کے وقت ہی آتے ہیں، جب پانی پر آنے والا ہر شخص گھاٹ اور چشمے سے واپس چلا جاتا ہے)

حضرت عمر نے فرمایا: ان پر کوئی گناہ نہیں جب وہ بھی پانی پر آئیں، پھر انھوں نے یہ شعر سنایا:

وَمَا سُمِّيَ الْعَجْلَانُ إِلَّا لِقَوْلِهِ خُذِ الْقَعْبَ وَاحْلُبْ أَيُّهَا الْعَبْدُ وَاعْجَلِ

(ان کو عجلان نام پڑنے کی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے کہا: اے غلام! بڑا پیالہ لو اور جلدی سے دودھ دوھ لو)

حضرت عمر نے فرمایا: بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لیے زیادہ مفید ہوں۔ تمیم نے کہا: اس کو اس کی قوم کے بارے میں پوچھیے۔ وہ حرامی کی اولاد ہیں، کمینوں کا خاندان ہے، اور عاجز اور بھکاریوں کا گروہ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس بات کو تو میں معاف نہیں کرسکتا۔ پھر انھوں

نے تمیم کو قید کیا اور ان کو کوڑے لگوایے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۱۸۹۔۱۹۰، الأعلام ۲/ ۸۷، الأغانی ۶/ ۸۱، ۱۳/ ۲۱۰، ۱۶/ ۲۲، البصائر والذخائر ۳/ ۴۰، ۱۶۸، ۱۷۳، بھجۃ المجالس ۲/ ۲۲۲، ۲۲۹، ۳۲۳، الحیوان ۱/ ۲۳۷، ۳۰۸، ۳۱۷، ۳۲۲، ۲/ ۲۵۳، سمط اللآلی ۶۶۔۶۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۱۴۳، معجم الشعراء المخضر مین والاموبین ۶۹۔۷۰) صاحب دیوان شاعر ہیں، ڈاکٹر عزہ حسن کی تحقیق کے ساتھ منشورات وزارت اوقاف دمشق سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا ہے، ان کی حیات اور شعری خصوصیات پر تین محققین نے ایم اے کا مقالہ تحریر کیا ہے، دمشق یونیورسٹی میں ریاض شاہین نے ''تمیم بن أبی بن مقبل: حیاتہ وشعرہ'' کے موضوع پر، ''تمیم بن أبی بن مقبل: دراسۃ تحلیلیۃ'' کے عنوان کے تحت عبداللہ سالم عفیفی نے ملک سعود یونیورسٹی سے اور سہام ابو جارور نے یرموک یونیورسٹی سے ''تمیم بن أبی بن مقبل'' کے عنوان سے۔

(۴۹)

ثمامہ ابن اثال یمامی

ثمامہ ابن اثال ابن نعمان ابن سلمہ ابن عتبہ ابن ثعلبہ ابن یربوع ابن دول ابن حنیف حنفی ابوامامہ یمامی۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب یمامہ کے لوگ مرتد ہو گئے تو ثمامہ اسلام پر جمے رہے اور انھوں نے اپنی قوم کے مسلمانوں کے ساتھ سفر کیا اور علاء حضرمی کے ساتھ جا ملے، اور ان کے ساتھ مل کر بحرین کے مرتدین کے خلاف جنگ کی، جب ان کو کامیابی ملی تو ثمامہ نے ان کے سرداروں کا ایک جوڑا خریدا، بنو قیس ابن ثعلبہ کے چند لوگوں نے یہ جوڑا ان کے جسم پر دیکھا تو انھوں نے سمجھا کہ ثمامہ ہی نے ان کے سردار کو قتل کیا ہے، پھر انھوں نے اپنی اس غلط فہمی میں ثمامہ کو مار ڈالا۔

وثیمہ نے بیان کیا ہے کہ ارتداد کے موقع پر انھوں نے بہترین کارنامے انجام دیے اور بنو حنیفہ کی طرف سے مرتد ہونے کے سلسلے میں ان کے چند اشعار بھی وثیمہ نے نقل کیے ہیں، ان میں سے دو شعر مندرجہ ذیل ہیں:

أَهُمُّ بِتَرْكِ الْقَوْلِ ثُمَّ يَرُدُّنِي ... إِلَى الْقَوْلِ إِنْعَامُ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ
شَكَرْتُ لَهُ فَكِّي مِنَ الْغُلِّ بَعْدَمَا ... رَأَيْتُ خَيَالاً مِنْ حُسَامِ الْمُهَنَّدِ

(میں صحیح راستے اور اسلام کو چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہوں، پھر مجھے صحیح راستے کی طرف اللہ کے نبی محمد ﷺ کا احسان لوٹا دیتا ہے۔
میں نے آپ کا اس بات شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس وقت مجھے قید سے آزاد کر دیا جب کہ موت میری نگاہوں کے سامنے ناچ رہی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ تیز ہندوستانی تلوار سے میرا سر قلم کر دیا جائے گا)

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ثمامہ ابن اثال نے مسیلمہ کذاب کی بات ماننے سے انکار کیا اور اپنی

بات ماننے والوں کو لے کر بحرین کا رخ کیا اور وہاں کے مرتدین کے خلاف جنگ کی، اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

دَعَانِیْ إِلیٰ تَرْکِ الدِّیَانَةِ وَالْهُدیٰ ... مُسَیْلَمَةُ الْکَذَّابُ إِذْ جَاءَ یَسْجَعُ
فَیَا عَجَبًا مِنْ مَعْشَرٍ قَدْ تَتَابَعُوْا ... لَهُ فِیْ سَبِیْلِ الْغَیِّ وَالْغَیُّ أَشْنَعُ

مسیلمہ کذاب نے ہم کو دینِ اسلام اور ہدایت کا راستہ چھوڑنے کی دعوت دی، جب وہ مسجع اور مقفع جملے کہہ کر ہم کو بہکانے لگا۔
اس قوم پر تعجب ہے جس نے گمراہی کی راہ میں اس کی پیروی کی، جب کہ گمراہی بڑی قبیح چیز ہے)

اس قصیدے کا ایک شعر یہ بھی ہے:

وَفِی الْبُعْدِ عَنْ دَارٍ وَقَدْ ضَلَّ أَهْلُهَا ... هُدیً وَاجْتِمَاعٌ کُلِّ ذٰلِکَ مُهَیَّعُ

اس علاقے سے دوری میں ہدایت ہے، جہاں کے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں، اور ان کے ساتھ رہنا گناہ اور برائی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۰۴، اُسد الغابۃ ۱/۲۹۴۔۲۹۵، الاغانی ۱۵/۲۵۲۔۲۵۳، البدایۃ والنھایۃ ۴/۱۵۰، ۵/۴۵، ۱۹۵، ۶/۳۲۵، ۳۳۲، سیرۃ ابن کثیر ۴/۹۲، الطبقات الکبری لابن سعد ۵/۵۵۰، الکامل لابن اثیر ۲/۲۴۵، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۴۸، منح المدح ۵۸۔۶۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۷

(۵۰)

ثور ابن مالک کندی

ثور ابن مالک کو نبی کریم ﷺ کا عہد ملا، وہ یمن میں حضرت معاذ ابن جبل کے ساتھ تھے اور معاذ نے ان کو اس وقت کندہ میں اپنا نائب بنایا جب معاذ کو نبی کریم ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی۔ وثیمہ نے "کتاب الردۃ" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

جب قبیلہ کندہ نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو ان کو سمجھانے کے لیے انھوں نے خطاب کیا اور مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقُلْتُ تَحَلَّوْا بِدِیْنِ الرَّسُوْلِ ... فَقَالُوْا اَلتُّرَابُ سَیْفَاهَا بِفِیْکَا
فَأَصْبَحْتُ أَبْکِی عَلیٰ هُلْکِهِمْ ... وَلَمْ أَکُ فِیْمَا أَتَوْا شَرِیْکَا

(اور میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے دین سے آراستہ رہو، انھوں نے کہا: تمھارے منہ میں کیڑے پڑے۔
ان کا یہ جواب سن کر میں ان کی ہلاکت اور بربادی پر رونے لگا، جو انھوں نے شرک کیا ہے میں ان میں سے نہیں ہوں)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۰۸، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۴۹، منح المدح ۶۱۔۶۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۷۵

(۵۱)

جارود ابن معلیٰ عبدی

جارود ابن معلیٰ عبدی ان کا نام ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ معلیٰ ان کے والد نہیں بلکہ دادا کا نام ہے: جارود ابن عمرو ابن معلیٰ۔ اور ایک قول کے مطابق ان کا نام جارود ابن علاء ہے، کنیت ابوالمنذر ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جارود ابن عمرو ابن حنیش ابن حنش نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ دراصل وہ نصرانی تھے۔

جارود قبیلہ عبدالقیس کے سردار تھے، جارود ۱۰ھ کو عبدالقیس کے آخری وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، نبی کریم ﷺ ان کے اسلام قبول کرنے بڑے خوش ہوئے۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب جارود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنے قریب کیا۔

ابن اسحاق نے مغازی میں لکھا ہے کہ وہ پختہ مسلمان تھے۔

جارود ابو ہریرہ کے سمدھی تھے اور ان کے ساتھ برین میں رہا کرتے تھے، جارود سرزمین ایران میں ایرانیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ۲۱ھ کو شہید ہوئے۔

ابوعمرو نے لکھا ہے کہ ان کے بہترین اشعار میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَسَامَحَتْ   بَنَاتُ فُؤَادِيْ بِالشَّهَادَةِ وَالنَّهْضِ

فَأَبْلِغْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِّيْ رِسَالَةً   بِأَنِّيْ حَنِيْفٌ حَيْثُ كُنْتُ مِنَ الْأَرْضِ

فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ دَارِيْ بِيَثْرِبَ فِيْكُمُ   فَإِنِّيْ لَكُمْ عِنْدَ الْإِقَامَةِ وَالْخَفْضِ

وَأَجْعَلُ نَفْسِيْ دُوْنَ كُلِّ مُلِمَّةٍ   لَكُمْ جُنَّةً مِنْ دُوْنِ عِرْضِكُمْ عِرْضِيْ

(میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ حق ہے اور میرے دل نے اسلام کی گواہی دی۔
چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچادو کہ میں حنیفی (مذہب ابراہیم پر) ہوں، جہاں بھی میں رہوں۔
اگر چہ میرا گھر تم میں یعنی مدینہ میں نہیں ہے، لیکن حضر اور سفر ہر موقع پر میں تمھارا ہی ہوں۔
ہر مصیبت کے موقع پر میں اپنی جان کو تمھارے لیے ڈھال بناؤں گا، اور میری عزت آپ لوگوں کی عزت پر نچھاور کردوں گا)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۱۸

(۵۴)

جبل ابن جوال ذبیانی ثعلبی

جبل ابن جوال ابن صفوان ابن بلال ابن اصرم ابن ایاس ابن عبد غنم ابن حجاش ابن مجالہ ابن مازن ابن ثعلبہ ابن سعد ابن ذبیان ذبیانی ثم ثعلبی۔

دار قطنی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں لکھا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔

ہشام ابن کلبی نے لکھا ہے کہ یہ یہودی تھے اور ان کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور چند اشعار میں حی ابن اخطب کا مرثیہ بھی کہا ہے، ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

لَعَمْرُکَ مَا لَامَ ابْنُ أَخْطَبَ نَفْسَهُ ۔۔۔ وَلٰکِنَّهُ مَنْ یَخْذُلِ اللّٰهُ یَخْذَلِ

(تیری عمر کی قسم! حی ابن اخطب نے اپنی ملامت نہیں کی، بلکہ اللہ جس کو رسوا کرنا چاہتا ہے اس کو رسوا کر دیتا ہے)

ابن اسحاق نے مغازی میں ان اشعار کی نسبت ان ہی کی طرف کی ہے، بعض لوگوں نے یہ اشعار حی ابن اخطب کی طرف بھی منسوب کیے ہیں۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ یہ یہودی تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو انھوں نے یہ شعر کہا:

رَمَیْتُ نَطَاةً مِنَ النَّبِیِّ بِفَیْلَقٍ ۔۔۔ شَهْبَاءَ ذَاتِ مَنَاقِبٍ وَفِقَارِ

(میں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے آئے ہوئے بڑے لشکر پر کھجور کے ڈنٹھل سے حملہ کیا، جو لشکر خوبیوں کا پیکر اور ستاروں کے مانند روشن تھا)

ابو سعید سکری کے مرتب کردہ دیوان حسان ابن ثابت میں ابن حبیب سے روایت ہے کہ جبل ابن جوال ثعلبی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، اس وقت وہ یہودی تھے:

أَلَا یَا سَعْدُ سَعْدَ بَنِیْ مُعَاذٍ ۔۔۔ لِمَا فُعِلَتْ قُرَیْظَةُ وَالنَّضِیْرُ

تَرَکْتُمْ قِدْرَکُمْ لَاشَیْءَ فِیْهَا ۔۔۔ وَقِدْرُ الْقَوْمِ حَامِیَةٌ تَفُوْرُ

(اے قبیلۂ بنو معاذ کے خاندانِ سعد سے تعلق رکھنے والے! اُس پر تف ہے جو تم نے قریظہ اور بنو نضیر کے ساتھ کیا۔ تم نے اپنی ہانڈیوں کو اس حال میں چھوڑ دیا کہ ان میں کچھ بھی باقی نہیں ہے اور دوسرے لوگوں کی ہانڈیاں جوش مار رہی ہے۔ یعنی بنو قریظہ اور بنو نضیر کو قتل اور جلاوطن کرنے کی وجہ سے تم کنگال ہو گئے، حالاں کہ وہ تمھارے دوست تھے اور تمھاری ہر طرح سے مدد کرتے تھے، ان کے جانے کے بعد تم فقیر اور بے یار و مددگار ہو گئے)

تو حضرت حسان ابن ثابت نے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تُعَاهِدُ مَعْشَرًا نَصَرُوا عَلَيْنَا فَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمُ النَّصِيرُ
هُمُ أُوتُوا الْكِتَابَ فَضَيَّعُوهُ فَهُمْ عُمْيٌ عَنِ التَّوْرَاةِ بُوْرُ
كَذَّبْتُمْ بِالْقُرْآنِ وَقَدْ أَبَيْتُمْ بِتَصْدِيقِ الَّذِي قَالَ النَّذِيرُ
وَهَانَ عَلَى سُرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

(تم ایسی قوم کے ساتھ عہد کر رہے ہو جنھوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے خلاف دوسروں کی مدد کی، آج ان کے اپنے شہر میں ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

ان کو آسمانی کتاب دی گئی، لیکن انھوں نے اس کو ضائع کر دیا، وہ تورات اپنے پاس رہتے ہوئے اس کو دیکھنے اور پڑھنے سے اندھے ہیں اور وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

تم نے قرآن کو جھٹلایا اور تم نے نبی کریم ﷺ کی بات کو سچ ماننے سے انکار کر دیا۔

بنولوی کے سرداروں کے لیے مقامِ بویرہ میں پھیلی ہوئی آگ ذلت کا باعث ہوئی)

مرزبانی نے جبل کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

وَلَكِنْ لَا خُلُوْدَ مَعَ الْمَنَايَا تَخَطَّفُ ثُمَّ تَضَمَّنُهَا الْقُبُوْرُ
كَأَنَّهُمُ غَنَائِمَ يَوْمَ عِيْدٍ تُذْبَحُ وَهِيَ لَيْسَ لَهَا نَكِيْرُ

(لیکن کسی کے لیے خلود اور ہمیشگی نہیں ہے، موت انسانوں کو اچک لیتی ہے اور ان کا شکار کرتی ہے، پھر قبروں میں پہنچا دیتی ہے۔

گویا انسان عید کے دن ذبح کی جانے والی بکریوں کے مانند ہیں، جن بکریوں کو ذبح کیا جاتا ہے، اور اس پر کوئی نکیر کرنے والا اور کوئی روکنے والا نہیں ہوتا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۲۳-۲۲۴، الاغانی ۹/ ۱۴۸، ۱۹۱، الضائع ۴۱، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۵۱، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۷۶

(۵۳)

جراد ابن طہیہ کلابی

جراد ابن ربیعہ ابن وحید ابن کعب ابن عامر ابن کلاب کلابی۔

جراد مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۶۰

(۵۴)

جریبہ ابن اشیم فقعسی اسدی

جریبہ ابن اشیم ابن عمرو ابن وہب ابن دیان ابن فقعس اسدی ثم فقعسی۔

آمدی نے کہا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ان کا شمار بنو اسد کے شیطان صفت شعراء میں ہوتا تھا، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

بَدَّلْتُ دِيْنًا بِدِيْنٍ قَدْ قَدِمْ كُنْتُ مِنَ الذَّنْبِ كَأَنِّيْ قَدْ ظُلِمْ

يَا قَيِّمَ الدِّيْنِ أَقِمْنَا نَسْتَقِمْ فَإِنْ أُصَادِفْ مَأْثَمًا فَلَمْ أَثِمْ

(میں نے پرانے دین کے بدلے دینِ اسلام کو قبول کیا، گناہ کی وجہ سے میری حالت ایسی ہوگئی تھی کہ گویا مجھ پر ظلم کیا گیا ہو۔

اے دین کے ذمے دار! ہم کو سیدھے راستے پر قائم رکھیے، ہم قائم رہیں گے، چناں چہ اگر مجھے گناہ کرنے کا موقع ملے گا تو میں گناہ نہیں کروں گا)

مراجع: الاصابہ ۱/۲۶۱

(۵۵)

جزء ابن ضرار غطفانی

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، حضرت عمر کے مرثیے میں انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيْرٍ وَبَارَكَتْ يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْأَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ

(اللہ تعالیٰ امیر کو بہترین بدلہ دے اور اللہ اس پھٹے ہوئے آسمان میں برکت دے)

مراجع: الاصابہ ۱/۲۶۱، اُسد الغابہ ۳/۳۹۹، الأغانی ۹/۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۱، اَمالی القالی ۱/۲۶۲، ۲/۵۷۔۷۸، تاریخ الأدب العربی (بروکلمان) ۱/۱۷۰، تاریخ الأدب (نالینو) ۱۱۰، ۱۸۹، تاریخ الأدب (زیدان) ۱۷۶، جمہرۃ أشعار العرب للقرشی ۲۹۵، الحیوان ۳/۲۸۹، ۳۲۹، ۴/۳۲۹، ۵/۲۸۰، خزانۃ الأدب ۴/۱۰۲، سمط اللآلی ۲۲۸، ۵۸۷۔۵۸۸، الشعر والشعراء ۱/۳۱۵۔۳۱۹، شعر المخضرمین ۵۰، ۶۴، ۲۲۸، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۱۳۲۔۱۳۵، العقد الفرید ۱/۱۴۳، ۲/۳۲، ۳/۳۰۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۸۲

(۵۶)

جلندی شاہ عمان

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس حضرت عمرو ابن عاص کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا، انھوں نے کہا: مجھے اس نبی کے بارے میں بتایئے۔ وہ جو بھی بھلی چیز کا حکم دیں گے، اس کو سب سے پہلے میں اپناؤں گا، اور جس برائی سے بھی روکیں گے، اس کو سب سے پہلے میں چھوڑوں گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ پھر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَانِيْ عَمْرٌو بِالَّتِيْ لَيْسَ بَعْدَهَا مِنَ الْحَقِّ شَيْءٌ وَالنَّصِيْحُ نَصِيْحُ
فَقُلْتُ لَهُ مَا زِدْتَ أَنْ جِئْتَ بِالَّتِيْ جُلَنْدٰى عُمَّانَ فِيْ عُمَّانَ يَصِيْحُ
فَيَا عَمْرُ: قَدْ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ جَهْرَةً يُنَادِيْ بِهَا فِي الْوَادِيَيْنِ فَصِيْحُ

(میرے پاس عمرو ابن عاص وہ چیز لے کر آئے جو حق ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی حق نہیں ہے، اور نصیحت کرنے ناصح ہے۔ میں نے ان سے کہا: تم تو وہی بات لے آئے ہو جس کو جلندی شاہِ عمان، عمان میں چیخ چیخ کر بتایا کرتا تھا۔ عمرو! میں علی الاعلان صرف اللہ کی خاطر اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں، جس کی ندا مدینہ میں فصیح (محمد) لگا رہے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۱/۲۶۳، الحیوان ۳/۵۲۰، معجم الشعراء، (ڈاکٹر عفیف) ۵۶، منح المدح ۶۷، معجم الشعراء المخضر مین والأ موبین ۸۴

(۵۷)

جموح انصاری

جموح کا تعلق قبیلۂ بنو سلمہ سے تھا۔

عمرو ابن شیبہ نے ''کتاب مکۃ'' میں جاہلیت میں پوجے جانے والوں بتوں کے تذکرے میں لکھا ہے کہ بنو سلمہ کا ایک بت تھا، جس کا نام مذاق تھا، ان میں سے ایک شخص اس بت کے پاس گیا، جس کا نام جموح تھا، اور اس کے کتے سے باندھ کر کنویں میں پھینک دیا اور یہ اشعار کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْجَلِيْلِ ذِي الْمَنَنِ قَبَّحَ بِالْفِعْلِ مِنَّا ذَا الدَّرَنْ

أُقْسِمُ لَوْ كُنْتَ إِلٰهًا لَمْ تَكُنْ　　أَنْتَ وَكَلْبٌ فِيْ وَسْطِ بِئْرٍ فِيْ قَرَنْ

(تمام تعریفوں کا مستحق اللہ ہے، جو زبردست ہے اور احسانات کرنے والا ہے، اس نے ہمارے برے اعمال کی شناعت بیان کی ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو معبود ہوتا تو کنویں کے درمیان تو اور کتا ایک ساتھ بندھے ہوئے نہیں ہوتے)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۴۵

(۵۸)

جندب ابن عمار طائی لامی

جندب ابن عمار ابن نعیم ابن شہاب ابن لام ابن عمرو ابن ظریف طائی لامی۔

ابن الکلبی نے یہ نسب نامہ بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ وہ شاعر تھے، انھوں نے جنگِ قادسیہ میں شرکت کی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جندب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، پھر جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

زَعَمَ الْعَوَاذِلُ أَنَّ نَاقَةَ جُنْدُبٍ　　تَلْوِي الْقَرِيَّةُ عَرِيَتْ وَأَجَمَّتِ

كَذَبَ الْعَوَاذِلُ لَوْ رَأَيْنَ مُنَاخَهَا　　بِالْقَادِسِيَّةِ قُلْنَ لَجَّ وَذَلَّتِ

لَوْ يَضْرِبُ الطُّنْبُوْرَ تَحْتَ جِرَانِهَا　　رَجُلٌ أَجَشُّ إِذَا تَرَنَّمَ حَنَّتِ

(ملامت کرنے والیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جندب کی اونٹنی کی پیٹھ تیڑھی ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے ننگی ہوگئی ہے اور اس کی تھکاوٹ ختم ہوگئی ہے...... ملامت کرنے والیوں نے جھوٹ کہا ہے، اگر وہ قادسیہ کے مقام پر اس کے بیٹھنے کو دیکھتی تو وہ کہتی: وہ ڈٹا رہا اور اونٹنی اس کے تابع فرمان رہی...... اگر اس کی گردن کے اندرونی حصہ میں کوئی بلند آواز شخص طنبور (آلۂ موسیقی) بجاتا ہے اور وہ خوش الحانی میں گاتا ہے تو وہ بھی شوق میں آواز نکالتی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۵۰، شعر طی و أخبارہا ۵۵۹، الضائع ۴۳، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۵۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۸۶

(۵۹)

جندل ابن فضلہ ابن عمرو ابن بھدلہ

أعلام النبوۃ میں ان کا واقعہ نقل کیا گیا ہے، ابوعمرو نے بھی مختصراً اس واقعے کا تذکرہ کیا ہے۔

ابوسعید نیساپوری نے "شرف المصطفیٰ" میں نقل کیا ہے کہ جندل نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں شاعر اور راجز ہوں، میرا ایک ساتھی جن ہے، ایک مرتبہ وہ میرے پاس آیا اور اس نے اچانک یہ اشعار سنائے:

هَبْ فَقَدْ لَاحَ سِرَاجُ الدِّيْنِ ... بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ أَمِيْنِ
فَارْحَلْ عَلَىٰ نَاجِيَةٍ أَمُوْنِ ... تَمْشِيْ عَلَى الصَّحْصَحِ وَالْحَزُوْنِ

(اٹھو! دین کا چراغ روشن ہو چکا ہے اور امین وصادق رسول ظاہر ہو چکا ہے۔
چناں چہ تم ایسی اونٹنی پر سفر کر کے اس کے پاس جاؤ، جو تیز رفتار اور لغزش پا سے محفوظ ہو اور وہ ہموار اور ناہموار ہر طرح کی زمین پر چلتی ہو)

میں گھبرا کر اٹھ گیا تو اس نے کہا: محمد مبعوث ہوئے ہیں، انھوں نے مکہ میں پرورش پائی اور مدینہ ہجرت کر گئے، یہ سن کر میں نے مدینہ کا سفر کیا، اس دوران میں نے ایک آواز سنی:

يَا أَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِيْ مَطِيَّتَهُ ... نَحْوَ الرَّسُوْلِ لَقَدْ وُفِّقْتَ لِلرُّشْدِ

(اے وہ سوار جو اپنی سواری تیز کیے جا رہا ہے اور اللہ کے رسول کی طرف رختِ سفر باندھے ہوئے ہے، تم کو رشد و ہدایت کی توفیق ملی ہے)

وہ میرا جن ساتھی ہی تھا۔
نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو انھوں نے اسلام قبول کیا۔

مراجع: الاصابہ ۱/۲۵۴

(۲۰)

جہیش ابن اویس نخعی

ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ جہیش ابن اویس نخعی قبیلۂ مذحج کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم قبیلۂ مذحج کے ہیں............ اس موقع پر جہیش نے آپ ﷺ کو مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ مُصَدِّقٌ ... فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًّا وَبُوْرِكْتَ هَادِيَا
شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِيْفِيَّةِ بَعْدَمَا ... عَبَدْنَا كَأَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيَا

(اللہ کے رسول! آپ تصدیق کرنے والے ہیں، اللہ آپ میں بطور ہدایت یافتہ اور بطور ہادی برکت نازل فرمائے۔

آپ نے ہمارے لیے دین حنفی کو شروع کیا ہے، جب کہ ہم اس سے پہلے حمیر کی طرح شیطانوں کی پوجا کیا کرتے تھے)

ابن سعد نے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ قبیلۂ نخع نے اپنے دولوگوں کو نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے مسلمان ہونے کی خبر دینے کے لیے بھیجا، ان میں سے ایک ارطاۃ ابن شرحبیل تھے اور دوسرے جہیش، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ انھوں نے اسلام قبول کیا، اور اپنی قوم کی طرف سے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کی، رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کی شان اور بہترین ہیئت پسند آئی، آپ نے دریافت کیا: ''کیا تمھاری طرح دوسرے لوگ بھی تمھاری قوم میں ہیں؟''، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اپنے پیچھے ہماری قوم کے ستر ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں جو سب کے سب ہم سے بہتر اور افضل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے لیے اور ان کی قوم کے لیے بہت دعائیں کی اور فرمایا: ''اللھم بارک فی النخع'' اور اس قوم کا علم بردار ارطاۃ کو بنایا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۵۴

(۶۱)

حاجب ابن زرارہ تمیمی

حاجب ابن زرارہ ابن عدس ابن زید ابن عبداللہ ابن دارم دارمی تمیمی۔ حاجب مشہور صحابی عطارد کے والد ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو بنوتمیم کی زکوۃ جمع کرنے کا ذمہ دار بنایا تھا، مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ بہت سے موقعوں پر بنوتمیم کے سردار رہے ہیں، انھوں نے کسری کے پاس اپنی کمان رہن میں رکھی تھی اور اس سے بہت سامال بطور قرض لیا تھا۔ اور قرض کی ادائیگی میں اپنے وعدے کو پورا کیا تھا، بطور فخر مندرجہ ذیل اشعار اس موقع پر کہے:

وَمِنَّا ابْنُ مَاءِ الْمُزْنِ وَابْنُ مُحَرِّقٍ ... إِلَىٰ أَنْ بَدَتْ مِنْهُمْ بُجَيْرٌ وَحَاجِبُ
ثَلَاثَةُ أَمْلَاكٍ رُبُّوْا فِيْ حُجُوْرِنَا ... جَمِيْعًا وَمِنَّا الْفَخْرُ مَاهُوَ كَاذِبُ

(اور ہم میں ابن ماء المزن اور ابن محرق ہیں، یہاں تک کہ ان ہی میں بجیر اور حاجب پیدا ہوئے۔
تین بادشاہوں نے ہماری گود میں پرورش پائی، اور ہمارا فخر ایسا ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا)

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۷۲

(۶۲)

حارث ابن سمی ہمدانی ثم مرجبی

حارث ابن سمی ابن رواس ابن دالان ابن مصعب ابن حارث ابن مرہب ہمدانی ثم مرہبی۔

ابن الکلبی نے نقل کیا ہے کہ انھوں نے قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

أُقَدِّمُ أَخَا فَهَمَّ عَلَى الْأَسَاوِرَهْ ۔۔۔ وَلَا تَهَابَنَّ لِرُؤُوسٍ نَادِرَهْ
فَإِنَّمَا قَصْرُكَ مَوْتُ السَّاهِرَهْ ۔۔۔ ثُمَّ تَعُودُ بَعْدَهَا فِي الْحَافِرَهْ
مِنْ بَعْدِ مَا كُنْتَ عِظَامًا نَّخِرَهْ ۔۔۔ أَنَا الْقُشَيْرِيُّ أَخُو الْمُهَاجِرَهْ

(میں نے ایرانیوں کے مقابلے میں بھائی کو آگے بڑھایا تو اس نے ان پر حملہ کیا، اور تم بڑے بڑے سرداروں سے خوف نہ کرو۔
کیوں کہ تمھاری کوتاہی سے تم بدترین موت مرو گے، پھر اس کے بعد تم گڑھے میں جاؤ گے۔
اس کے بعد تم بوسیدہ ہڈیاں بن جاؤ گے، میں مہاجرین کا بھائی اور دوست قشیری ہوں)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۳۶۸ـ۳۶۹، الاکلیل ۱۰/۱۴۲ـ۱۴۴، سمط اللآلی ۱۲۲ـ۱۲۳، شعر ہمدان ۳۲۲ـ۳۲۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۹۱

(۶۳)

حارث ابن صمہ

حارث ابن صمہ ابن عمرو ابن عتیک ابن عمرو ابن عامر ابن مالک ابن نجار۔

موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ بدر کے راستے میں روحاء کے مقام پر حارث زخمی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ واپس بھیج دیا اور مالِ غنیمت کا حصہ بھی دیا۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

يَا رَبِّ إِنَّ الْحَارِثَ بْنَ الصِّمَّهْ ۔۔۔ أَقْبَلَ فِي مَهَامِهِ مُهِمَّهْ
يَسُوقُ بِالنَّبِيِّ هَادِي الْأُمَّهْ

(اے میرے پروردگار! حارث ابن صمہ بہت بڑے مقصد کے لیے آیا، وہ امت کے رہنما نبی کو لے جا رہا ہے)

ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا ہے کہ بئر معونہ میں حارث شہید ہو گئے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۸۰ـ۲۸۱

(۶۴)

حارث ابن عبد کلال حمیری

حارث ابن عبد کلال ابن نصر ابن سہل ابن عریب ابن عبد کلال ابن عبید ابن فہر ابن زید حمیری۔

حارث کا تعلق قبیلۂ حمیر سے تھا اور یہ یمن کے شاہان میں سے تھے، جب نبی کریم ﷺ نے ۶ ھ کو بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمایا تو حارث ابن عبد کلال اور ان کے بھائی کے نام بھی ایک دعوتی خط ارسال فرمایا، اور اپنے پیامبر کو حکم دیا کہ سورہ لم یکن ان کو پڑھ کر سنائے۔ اس خط سے متاثر ہو کر حارث ابن عبد کلال حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے حارث سے معانقہ کیا اور اپنی چادر ان کو عطا فرمائی، حارث کے آنے سے پہلے آپ ﷺ نے ان سے متعلق فرمایا: ''یدخل علیکم من هذا الفج رجل کریم الجدین صبیح الخدین ''، دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے خود آکر اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر آپ ﷺ کو پہنچائی، اور وہ یمن میں ہی رہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب تبوک سے واپس ہوئے تو اس موقع پر حمیر کے بادشاہوں کی طرف سے ایک خط آیا جس میں ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع تھی، ان بادشاہوں میں حارث ابن عبد کلال بھی تھے، نبی کریم ﷺ نے حارث ابن کلال کے پاس مہاجر ابن ابو امیہ کو اپنا خط دے کر بھیجا تو انھوں نے اسلام قبول کیا اور مندرجہ ذیل شعر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا:

وَدِیْنُکَ دِیْنُ الْحَقِّ فِیْهِ طَهَارَةٌ   وَأَنْتَ بِمَا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ آمِرُ

(آپ کا دین دینِ حق ہے، جس میں طہارت اور پاکی ہے، اور آپ حق کا حکم دینے والے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۱/۲۸۳

(۶۵)

حارث ابن قیس غسانی

حارث ابن قیس ابن حارث ابن اسماء ابن مرابن شہاب ابن ابوشمر غسانی۔
ابن کلبی نے لکھا ہے کہ حارث نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔
یہ مشہور شہسوار اور شاعر تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۲۸۷

(۶۶)

حارث ابن ہشام قرشی مخزومی

حارث ابن ہشام ابن مغیرہ ابن عبداللہ ابن عمرو ابن مخزوم قریشی مخزومی۔
ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔
حارث مشہور دشمنِ نبی ابوجہل کے بھائی اور خالد ابن ولید کے چچازاد بھائی ہیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید ابن مغیرہ ہیں۔
زبیر نے نقل کیا ہے کہ حارث بڑے شریف آدمی تھے، کعب ابن اشرف یہودی نے ان کی مدح میں اشعار کہے ہے، حارث نے جنگِ بدر میں مشرکین کی طرف سے شرکت کی تھی، جنگِ بدر میں شکست کھانے پر حضرت حسان نے ان کو اپنے اشعار میں عار دلایا ہے:

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِيْ حَدَّثْتِنِيْ   فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ
تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُّقَاتِلَ دُوْنَهُمْ   وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

(اگر جو تم کہہ رہی ہو جھوٹ ہے تو تم حارث ابن ہشام کی طرح بھاگ جاؤ۔
اس نے اپنے رشتے داروں اور دوستوں کی طرف سے جنگ کرنے کے بجائے ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا، اور گھوڑے کا سر اور لگام چھوڑ کر بھاگ گیا اور ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا)

حارث نے مندرجہ ذیل اشعار میں حضرت حسان کا جواب دیا:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ   حَتّٰى رَمَوْا فَرَسِيْ أَشْقَرَ مُزْبَدِ

فَعَلِمْتُ أَنِّيْ إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَا يَبْكِيْ عَدُوِّيْ مَشْهَدِيْ
فَفَرَرْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيْهِمْ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مَّرْصَدِ

(اللہ ہی جانتا ہے کہ میں اس وقت تک ان کے خلاف جنگ کرتا رہا، جب تک انھوں نے میرے گھوڑے کو تیز تلوار سے مار نہ دیا۔

اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کروں گا تو قتل کردیا جاؤں گا اور میرا دشمن میرے انجام پر روئے گا نہیں بلکہ خوش ہوگا۔

اس بات کا یقین ہونے کے بعد میں بھاگ نکلا، جب کہ دوست احباب ان ہی میں گھرے ہوئے تھے اور میں اس امید میں فرار ہوا تھا کہ کسی دوسری جنگ میں ان کا بدلہ لیا جائے گا)

ناقدین نے کہا ہے کہ جنگ سے فرار کے اعتذار میں یہ سب سے بہترین اشعار ہیں۔

زبیر نے کہا ہے کہ پھر جنگِ احد میں بھی انھوں نے کافروں کی طرف سے شرکت کی، فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آئے اور بہترین مسلمان بن کر زندگی گزاری۔

زبیر نے نقل کیا ہے کہ میرے چچا نے مجھے بتایا کہ حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں حارث نے اپنے اہل وعیال اور مال کو لے کر مکہ سے شام جانے کے لیے سفر شروع کیا تو مکہ والوں نے ان کا پیچھا کیا اور اپنے ساتھ مکہ ہی میں رہنے پر اصرار کرنے لگے تو انھوں نے کہا: اگر میرا ارادہ ایک شہر سے دوسرے شہر جانا ہوتا تو میں تمھارے بدلے کسی کو بھی ترجیح نہیں دیتا، لیکن یہ سفر اللہ کی طرف ہے۔ وہ انتقال تک ملکِ شام میں مسلسل جہاد ہی میں مشغول رہے۔

واقدی نے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال طاعونِ عمواس میں ہوا۔

مدائنی نے لکھا ہے کہ حارث ابن ہشام جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔

آپ کے صرف ایک بیٹے تھے جن کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

حارث عزت وشرافت میں ضرب المثل تھے، ایک شاعر نے ضرب المثل کے طور پر مندرجہ ذیل شعر میں ان کا تذکرہ کیا ہے:

أَظَنَنْتَ أَنَّ أَبَاكَ حِيْنَ تَسُبُّنِيْ فِي الْمَجْدِ كَانَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ
أَوْلٰى قُرَيْشٍ بِالْمَكَارِمِ وَالنَّدٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ وَالْإِسْلَامِ

(جب تم مجھے گالی دے رہے تھے تو کیا تم نے سوچا ہے کہ تمھارے ابا عزت وشرافت میں حارث ابن ہشام کی طرح ہیں جو پورے قریش میں مکارم اخلاق اور سخاوت میں عہدِ جاہلی اور عہدِ اسلام میں سب سے بڑھا ہوئے تھے)

زبیر ابن بکار نے ''الموفقیات'' میں محمد ابن اسحاق کے حوالے سے سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعے میں یہ نقل کیا ہے کہ حارث ابن ہشام کھڑے ہوگئے، اس وقت وہ بنومخزوم کے سردار تھے، رسول اللہ ﷺ کا

شروع میں ساتھ دینے والوں کے علاوہ کوئی دوسرا ان کا برابر اور ہم سر نہیں تھا، انھوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہ ہوتا: ''الأئمة من قریش'' تو ہم خلافت اور امامت سے انصار کو دور نہیں رکھتے اور وہی خلافت کے زیادہ حق دار ہوتے، لیکن اس فرمان میں کوئی شک نہیں ہے، اللہ کی قسم! پورے قریش میں سوائے ایک شخص کے کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی خلافت قریش میں ہی رہے گی۔

اسلام لانے کے بعد حارث اپنے اشعار کے ذریعے کافروں کے خلاف جنگ پر ابھارتے تھے اور یہ رجز خصوصیت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے:

إِنِّــيْ بِــرَبِّــيْ وَالـنَّبِــيِّ مُـؤْمِـنْ وَالْبَعْـثِ بَعْدَ الْـمَـمَـاتِ مُوْقِنْ
أُقَـبِّـحُ بِـشَخْـصٍ لِـلْـحَيَـاةِ مَـوْطِـنُ

(میں اپنے پروردگار اور نبی ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں، اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔
میں اس شخص کی شناعت اور برائی کرتا ہوں جو دنیا کو وطن سمجھتا ہے)

مراجع: الاصابہ ۱/۲۹۳، الأغانی ۱/۷۴، ۲۵۸، ۴/۱۷۳، ۱۷۴، ۲۱۲، ۹/۶۵، ۱۴/۳۰۲، ۱۸/۱۲۹، البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۰، ۲۱، ۱۶۲، ۱۷۰، ۲۸۳، البصائر والذخائر ۶/۱۹۹، بہجۃ المجالس ۱/۴۹۰، تاریخ الأدب (نالینو) ۱۰۸، جمہرۃ أنساب العرب ۱۴۵، خزانۃ الأدب ۱/۱۵۴، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۶۴، منح المدح ۷۵، وفیات الأعیان ۱/۲۸۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۹۴

(۶۷)

حارثہ ابن شراحیل کعبی

نبی کریم ﷺ کے محبوب اور خادمِ خاص حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد حارثہ ابن شراحیل کعبی ہیں، حضرت زید کی والدہ اپنی قوم معن کے پاس گئی ہوئی تھی کہ دشمنوں یعنی قبیلہ بنو قین ابن جسر کے لوگوں نے بنو معن پر حملہ کیا اور اپنے ساتھ حضرت زید کو اٹھا کر لے گئے، اس وقت زید بہت چھوٹے تھے، ان کو عکاظ کے بازار میں لا کر بیچ دیا گیا، حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم ابن حزام نے ۴۰۰ درہم میں ان کو خریدا اور حضرت خدیجہ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا، جب رسول اللہ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ سے ہوئی تو انھوں نے آپ ﷺ کو ہدیے میں زید کو دیا، حضرت حارثہ کو جب ان کی گمشدگی کی خبر ملی تو بڑے غم زدہ ہوئے اور ان کے غم میں کئی قصیدے کہے، ان میں سے ایک قصیدے کے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں:

بَـكَيْــتُ عَـلَــىٰ زَيْـدٍ وَلَـمْ أَدْرِ مَـافَعَلْ أَحَـيٌّ يُـرْجَـىٰ أَمْ أَتَـىٰ دُوْنَــهُ الْأَجَـلُ

فَوَاللّٰہِ مَا أَدْرِیْ وَإِنْ کُنْتُ سَائِلاً أَغَالَکَ سَہْلُ الْأَرْضِ أَمْ غَالَکَ الْجَبَلُ
فَیَالَیْتَ شِعْرِیْ ہَلْ لَکَ الدَّہْرُ رَجْعَۃٌ فَحَسْبِیْ مِنَ الدُّنْیَا رُجُوْعُکَ لِیْ یَحُلُّ
تُذَکِّرُنِیْہِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِہَا وَتَعْرِضُ ذِکْرَاہُ إِذَا قَارَبَ الطَّفَلُ
وَإِنْ ہَبَّتِ الْأَرْوَاحُ ہَیَّجْنَ ذِکْرَہُ فَیَاطُوْلَ مَا حُزْنِیْ عَلَیْہِ وَیَا وَجَلُ
سَأَعْمَلُ نَصَّ الْعِیْسِ فِی الْأَرْضِ جَاہِدًا وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَمْ تَسْأَمُ الْإِبِلُ
یَأْتِیْ أَوْ تَأْتِیْ عَلَیَّ مَنِیَّتِیْ وَکُلُّ امْرِیٍٔ فَانٍ وَإِنْ غَرَّہُ الْأَمَلُ
سَأُوْصِیْ بِہِ قَیْسًا وَعَمْرًا کِلَیْہِمَا وَأُوْصِیْ یَزِیْدًا ثُمَّ مِنْ بَعْدِہِ جَبَلُ

(میں نے زید پر آنسو بہائے، اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کا کیا ہوا؟ کیا وہ زندہ ہے کہ اس کے لوٹ آنے کی امید رکھی جائے، یا اس کو موت آچکی ہے۔
اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، اگر چہ کہ میں دریافت کررہا ہوں کہ تم کو زمین نے نگل لیا ہے یا پہاڑ نے سمولیا ہے۔
کاش میرے اشعار تم تک پہنچتے، کیا تم زندگی میں کبھی واپس آؤ گے؟ مجھے دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہیے، بس صرف تمھاری واپسی چاہتا ہوں۔
جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو مجھے اس کی یاد ستاتی ہے، اور جب بھی کوئی بچہ میرے قریب آتا ہے تو اس کی یاد آتی ہے۔
اگر ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد بھڑکا دیتی ہیں، اس پر میرا غم کتنا ہی طویل ہے اور میری تکلیف کتنی بڑھی ہوئی ہے۔
میں اس کی تلاش میں اونٹ پر سوار ہوکر پوری زمین کی خاک چھانوں گا، میں گھومتے گھومتے نہیں تھکوں گا، ہوسکتا ہے کہ اونٹ تھک جائے۔
یا تو وہ میرے پاس آئے گا، یا مجھے موت آئے گی، اور ہر آدمی کو فنا ہونا ہے، چاہے خواہشات اس کو امیدیں دلاتی رہیں۔
میں اس کے بارے میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کروں گا، میں یزید کو وصیت کروں گا اور پھر اس کے بعد جبل کو وصیت کروں گا کہ اس کو تلاش کرتے رہیں اور وہ بھی اکتا نہ جائیں)

عمرو اور قیس ان کے بھائی ہیں، اور یزید زید کے اخیافی بھائی ہیں، جبل ان کے بڑے لڑکے ہیں۔

قبیلہ کلب کے چند لوگوں نے حج کے ارادے سے مکہ کا سفر کیا، انھوں نے یہاں زید کو دیکھا تو زید نے اپنے قبیلے والوں کو پہچان لیا اور انھوں نے بھی حضرت زید کو پہچان لیا، انھوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار سنادو:

أَحِنُّ إِلَی قَوْمِیْ وَإِنْ کُنْتُ نَائِیًا فَإِنِّیْ قَعِیْدُ الْبَیْتِ عِنْدَ الْمَشَاعِرِ
فَکُفُّوْا مِنَ الْوَجْدِ الَّذِیْ قَدْ شَجَاکُمْ وَلَاتَعْمَلُوْا فِی الْأَرْضِ نَصَّ الْأَبَاعِرِ
فَإِنِّیْ بِحَمْدِ اللّٰہِ فِیْ خَیْرِ أُسْرَۃٍ کِرَامِ مَعْدٍ کَابِرًا عَنْ کَابِرِ

(میں اپنی قوم کا شوقین ہوں اگر چہ کہ میں ان سے دور ہوں، میں مشعر حرام کے پاس ایک گھر میں غلام ہوں۔
جو غم تک کو لاحق ہوا ہے، اس کو بھلا دو، اور میری تلاش میں اونٹنیوں پر سوار ہوکر ادھر ادھر جانا چھوڑ دو۔
اللہ کے فضل واحسان سے میں بہترین خاندان میں ہوں، وہ قبیلہ معد کے شریف لوگ ہیں اور ان کو شرافت باپ داداؤں سے ملی ہے)

جب یہ لوگ اپنے قبیلے میں واپس آئے تو انھوں نے ان کے والد حارثہ کو زید کے بارے میں بتایا اور ان کے رہنے کی جگہ بھی بتائی، حارثہ اپنے بھائی کعب کے ساتھ مکہ آئے، اور نبی کریم ﷺ کا پتہ دریافت کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے، اس وقت آپ مسجد حرام میں تھے، حارثہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عبدالمطلب! قوم کے سردار کے بیٹے! تم لوگ اللہ کے حرم والے ہو، تم لوگ پریشان حالوں کی پریشان دور کرتے ہو، اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، ہم آپ کے پاس اپنے فرزند یعنی آپ کے غلام کے سلسلے میں امید لے کر آئے ہیں، آپ ہم پر احسان کیجئے، اور اس کو آزاد کردیجئے، ہم آپ کو اس کا معاوضہ اور فدیہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ لوگ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟''، انھوں نے کہا: زید ابن حارثہ کے بارے میں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو بلاؤ اور اختیار دو، اگر وہ تم کو اختیار کرے تو وہ فدیے کے بغیر تمھارا ہے، اگر مجھے اختیار کرے تو اللہ کی قسم! پھر میں اس کے اختیار کے بدلے فدیہ نہیں لوں گا''، ان لوگوں نے کہا: آپ نے انصاف سے بھی بڑھ کر بات کی ہے۔ آپ ﷺ نے زید کو بلایا اور دریافت فرمایا: ''کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟''، انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا۔ آپ نے فرمایا: ''تم مجھے جانتے ہی ہو اور میرے ساتھ رہ کر تم نے دیکھ ہی لیا ہے، چناں چہ تم مجھے اختیار کرو یا ان کو اختیار کرو''۔ حضرت زید نے کہا: میں آپ کے مقابلے میں کسی دوسرے کو اختیار نہیں کروں گا، آپ میرے لیے باپ اور چچا کی طرح ہیں، ان دونوں نے کہا: زید! تمھاری بربادی ہو، تم آزادی کے بدلے، اپنے والد، چچا اور گھر والوں کے بدلے غلامی کو پسند کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے اس آدمی میں ایسی چیز دیکھی ہے کہ اس کے بدلے میں کسی دوسرے کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ماجرا دیکھا تو زید کا ہاتھ پکڑ کر کعبۃ اللہ میں حجر میں لے گئے اور فرمایا: ''لوگو! گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث''۔ جب والد اور چچا نے اس اعلان کو سنا تو دونوں کو اطمینان ہوگیا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۴۵-۵۴۶

(۶۸)

حارث ابن نضر سہمی (حارث ابن سہم بصری)

زبیر ابن بکار نے ''الموفقیات'' میں محمد ابن اسحاق کے حوالے سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصے میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہے، جن کے شروع کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَا لَقَوْمِي لِخِفَّةِ الْأَحْلَامِ وَانْتِظَارِيْ لِزَلَّةِ الْأَقْدَامِ
قَبْلَ كَانُوْا مِنَ الدُّعَاةِ إِلَى اللّٰهِ وَكَانُوْا أَزِمَّةَ الْإِسْلَامِ
إِنَّ ذَا الْأَمْرِ دُوْنَنَا لِقُرَيْشٍ وَقُرَيْشٌ هُمْ ذَوُو الْأَحْلَامِ
فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَعْشَرَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَاخْشَوْا عَوَاقِبَ الْأَيَّامِ

(ہائے افسوس! میری قوم کی کم عقلی پر اور میرے پیروں کے پھسلنے کے انتظار میں رہنے پر افسوس۔
وہ پہلے اللہ کی طرف بلانے والے داعی تھے اور اسلام کے محافظ تھے۔
قریش کے امراء ہماری حفاظت کرتے ہیں اور قریش والے عقل مند ہیں
اوس اور خزرج والو! اللہ سے ڈرو، اور حوادثِ زمانہ کے انجام سے خوف کرو)

وثیمہ نے لکھا ہے کہ جب مہاجرین اور انصار میں خلافت کے سلسلے میں اختلاف ہوا تو حارث ابن نضر انصاری کھڑے ہو گئے اور اپنی قوم کو خطاب کیا۔

مراجع: الاصابہ ۱/۲۹۱

(۶۹)

حباب ابن منذر خزاعی

حباب ابن منذر ابن جموح ابن زید ابن حرام ابن کعب ابن سلمہ انصاری خزرجی۔

ابن سعد وغیرہ نے کہا ہے کہ انھوں نے جنگِ بدر میں شرکت کی، ان کی کنیت ابو عمر ہے۔

ابن اسحاق نے ''السیرۃ'' میں عروہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ بدر کے موقع پر حباب نے کہا: اللہ کے رسول! اس جگہ اللہ نے آپ کو اتارا ہے کہ ہمارے لیے اس جگہ کو چھوڑنا جائز نہیں ہے یا یہ رائے اور جنگی پالیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ رائے اور جنگی پالیسی ہے''۔ حباب نے کہا: ہرگز نہیں، یہ عمدہ جگہ نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ رائے قبول کی۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ان کا انتقال ہو گیا، جب کہ ان کی عمر پچاس سے زیادہ ہو گئی تھی، حباب ابن منذر کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

أَلَمْ تَعْلَمَا دَرُّ أَبِيكُمَا وَمَا النَّاسُ إِلَّا أَكْمَهٌ وَبَصِيرُ
بِأَنَّا وَأَعْدَاءُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ أُسُوْدٌ لَهَا فِي الْعَالَمِيْنَ زَئِيرُ
نَصَرْنَا وَآوَيْنَا النَّبِيَّ وَمَالَهُ سِوَانَا مِنْ أَهْلِ الْمِلَّتَيْنِ نَصِيرُ

(کیا تم دونوں نہیں جانتے (اللہ تم پر رحم کرے) کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں: ایک پیدائشی اندھا ہوتا ہے اور دوسرا بینا۔
یہی مثال ہماری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی ہے، ہم شیر کے مانند ہیں، جن کی دھاڑ پوری دنیا میں مشہور ہے۔
ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کو پناہ دی، اور ہمارے سوا یہودیوں اور نصرانیوں میں سے آپ کا کوئی مددگار نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۰۲، الاستیعاب ۱/۳۵۳، اُسد الغابۃ ۱/۴۳۶، البدایۃ والنھایۃ ۳/ ۲۵۸، ۲۶۶، ۲۶۷، ۳۱۸، ۴/ ۱۱۹، ۲۱۸، ۵/ ۲۱۶، ۷/ ۱۴۷، الحیوان ۱/ ۳۳۶، عیون الأثر ۲/ ۴۸۸، معجم الشعراء (ڈاکٹر) عفیف) ۲۶، منح المدح ۷۷/ ۷۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۹۴۔۹۵

(۷۰)

حُتات ابن زید تمیمی دارمی

حتات ابن زید ابن علقمہ ابن جری ابن سفیان ابن مجاشع ابن دارم تمیمی دارمی مجاشعی۔
ابن اسحاق اور ابن الکلبی نے لکھا ہے کہ بنو تمیم کے وفد کے ساتھ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

لَعَمْرُ أَبِيكَ فَلَا تَكْذِبَنَّ   لَقَدْ ذَهَبَ الْخَيْرُ إِلَّا قَلِيلًا
لَقَدْ فُتِنَ النَّاسُ فِي دِينِهِمْ   وَأَبْقَى ابْنُ عَفَّانَ شَرًّا طَوِيلًا

(تمہارے والد کی قسم! تم جھوٹ ہرگز نہ بولو، پورا کا پورا خیر ختم ہو گیا ہے، صرف تھوڑا حصہ ہی باقی ہے۔
لوگ اپنے دین کے بارے میں مفتون ہو گئے ہیں اور عثمان ابن عفان نے طویل شر کو چھوڑ دیا ہے یعنی حضرت عثمان کی وشادت کی وجہ سے لامتناہی فتنہ شروع ہو گیا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۱۰

(۷۱)

حجاج ابن عِلاط سلمی ثم فہری

حجاج ابن علاط ابن خالد ابن ثویرہ ابن ہلال ابن عبید ابن ظفر ابن سعد سلمی ثم فہری۔
ان کی کنیت ابو کلاب ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے: حجاج خیبر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، پھر انھوں نے مدینہ میں قیام کیا اور وہیں گھر اور مسجد بنائی۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حجاج ابن علاط نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اللہ کے رسول! مکہ میں میرے اہل وعیال اور میرا مال ہے، میں ان کو لے آنا چاہتا ہوں، کیا مجھے اس کی اجازت ہے کہ میں آپ کے سلسلے میں کچھ کہوں؟ آپ نے ان کو اجازت دی۔ (امام احمد نے یہ روایت کی ہے)

ابن ابوالدنیا نے ''ھواتف الجان'' میں بیان کیا ہے کہ حجاج ابن علاط کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے قافلے کے ساتھ مکہ جانے کے ارادے سے نکلے، جب رات ہوگئی تو ان کو وحشت ہوئی، وہ اپنے ساتھیوں کی نگرانی کے لیے جاگنے لگے اور یہ شعر گنگنانے لگے:

أُعِيـذُ نَـفْسِـيْ وَأُعِيـذُ صَـحْبِـيْ ۔۔۔ حَتّٰى أَعُـوْدَ سَـالِـمًـا وَرَكْبِـيْ

(میں اپنی حفاظت چاہتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت چاہتا ہوں، یہاں تک کہ میں اور میرا قافلہ صحیح سالم واپس لوٹ آئے)

انھوں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: ''یا معشر الجن والإنس إن استطعتم من أقطار السموات والأرض فانفذوا''۔ جب وہ مکہ آئے تو یہ واقعہ قریش والوں کو بتایا، انھوں نے کہا: ابوکلاب! محمد کے دعوے کے مطابق یہ آیت اس پر نازل ہوئی ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو ان سے کہا گیا کہ وہ اب مدینہ میں ہیں، پھر وہ مدینہ آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔

امام شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام والوں کو لکھا کہ وہ اپنے کسی شریف زادے کو ان کے پاس بھیجیں تو انھوں نے حجاج ابن علاط کو بھیجا۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر کے عہدِ خلافت کے ابتدائی ایام میں ہوئی۔

یعقوب ابن شیبہ نے روایت کیا ہے کہ معرض ابن علاط جنگِ جمل میں شہید ہوئے تو ان کے بھائی حجاج نے ان کا مرثیہ کہا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت تک وہ زندہ تھے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے، بلکہ پہلا قول ہی صحیح ہے۔

مرزبانی نے جنگِ احد میں حضرت علی کی مدح میں ان کے اشعار کو اپنی کتاب ''معجم الشعراء'' میں نقل کیا ہے:

وَعَـلَّـلْـتَ سَيْفَكَ بِـالـدِّمَاءِ وَلَمْ تَكُنْ ۔۔۔ لِتَـرُدَّهُ فِـيْ جِـرَابِـهٖ حَتّٰى يَنْهَلَا

(اورتم نے اپنی تلوار کو خون سے سیراب کیا، اورتم دوبارہ سیراب ہونے سے پہلے اپنی تلوار نیام میں واپس کرنے والے نہیں ہو)

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۱۲، الأغانی ۸/ ۱۹۵، البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۷/ ۳۴۹، خزانۃ الأدب ۴/ ۸۲، ۸۷، الشائع ۴۴، معجم البلدان ۲/ ۱۲۵، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۶۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۹۶

(۷۲)

حرب ابن ریطہ

حرب ابن ریطہ ابن عمرو ابن مازن ابن وہب ابن ربیع ابن حارث ابن کعب ابن بنو سامہ ابن لؤی۔

حرب ابن ریطہ اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ سے جحفہ اور مدینہ کے درمیان میں ملاقات کی، ان لوگوں کو یہاں کی آب وہوا راس نہیں آئی، چناں چہ ان میں سے چند لوگوں کا انتقال ہوگیا اور دوسرے چند لوگ بیمار ہوگئے، یہ دیکھ کر ان لوگوں نے بدشگونی لی اور واپس اپنے علاقے میں چلے گئے، ان کے سلسلے میں حضرت حسان نے اشعار کہے تو یہ سن کر حرب ابن ریطہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّيْ الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ رِسَالَةَ مَنْ أَمْسىٰ بِصُحْبَتِهِ صَبَا

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً ۔۔۔ خَوَارِجَ مِنْ بَطْحَاءَ تَحْسَبُهَا سَرَبَا

لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِحَقٍّ وَبُرْهَانِ الْهُدىٰ يَكْشِفُ الْكَرَبَا

(سن لو! میری طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کو یہ پیغام پہنچادو کہ جو آپ کا ساتھی ہوگیا وہ دین سے پھر گیا۔
میں نے اس شام تیز رفتاری کے ساتھ چلنے والی اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھائی، جب وہ مقام بطحاء سے نکل رہی تھیں، جن کو تم سراب سمجھ رہے تھے۔
اللہ نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث کیا اور حق اور ہدایت کے دلائل دے کر بھیجا جن کے ذریعے وہ مصیبتوں کو دور کرتے ہیں)

ابن حجر عسقلانی نے یہ اشعار ابن سید الناس کی کتاب ''منح المدح'' سے نقل کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۳۱۸، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۶۹، منح المدح ۸۲/ ۸۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۹۷

(۷۳)

حریث ابن زید الخیل ابن مہلہل طائی

ابن الکلبی نے نقل کیا ہے کہ زید الخیل کے دولڑکے مکیف اور حریث تھے، دونوں نے اسلام

قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور خالد ابن ولید کے ساتھ مرتدین کی جنگ میں شریک ہوئے۔

واقدی نے لکھا ہے کہ حریث ابن زید الخیل روبہ کے علاقے نجبہ اور ایلہ والوں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے پیامبر تھے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور مرتدین کی جنگ میں شریک ہوئے، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

أَنَــا حُــرَيْــثٌ وَابْــنُ زَيْــدِ الْـخَيْـلِ   وَلَسْــتُ بِــالــنِّــكْــسِ وَلَا الــزَّمِيْـلِ

(میں حریث ہوں اور زید الخیل کا بیٹا ہوں، اور میں کمینہ، بزدل اور کمزور نہیں ہوں)

واقدی نے فتنۂ ارتداد میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے بعض اشعار یہ ہیں:

أَلَا أَبْــلِــغْ بَــنِــيْ أَسَــدٍ جَــمِــيْــعًــا   وَهٰــذَا الْــحَــيَّ مِنْ غَــطْـفَــانَ قَـبْـلِـيْ

بِــأَنَّ طُــلَــيْــحَــةَ الْــكَــذَّابَ أَضْــحــىٰ   عَــدُوَّ الــلّٰــهِ حَــادَ عَــنِ الــسَّــبِــيْــلِ

(بنو اسد کے تمام لوگوں کو اور مجھ سے پہلے غطفان کے اس محلے کو یہ بات پہنچا دو کہ طلیحہ کذاب اللہ کا دشمن ہو گیا ہے اور صحیح راستے سے ہٹ گیا ہے)

عبیداللہ ابن حر جعفی نے ان کو جنگ میں قتل کیا۔

مراجع: الاصابہ ۱/ ۳۲۱، الاعلام ۲/ ۱۷۴، الاغانی ۱۷/ ۲۴۸۔ ۲۷۱، جمہرۃ انساب لابن حزم ۴۰۳، خزانۃ الادب ۵/ ۳۸۰، شعرطئ واخبارھا ۵۶۲۔ ۵۶۶، الشعر والشعراء ۲۲۲، الضائع ۴۵، العمدۃ ۱/ ۲۷۷، معجم الشعراء (ڈاکٹر عفیف) ۷۰، منح المدح ۷۷، معجم الشعراء المخضرمین والامویین ۹۸

(۷۴)

حزن ابن ابو وہب

حزن ابن ابو وہب ابن عمرو ابن عائذ ابن عمران ابن مخزوم۔ یہ سعید ابن مسیّب کے دادا ہیں۔

امام بخاری سے روایت ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے دریافت فرمایا: آپ کا نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میرا نام حزن (سخت) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ تم سہل ہو''۔

حزن نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا اور جنگِ یمامہ میں شریک ہوئے۔

زبیر ابن بکار نے ''الموفقیات'' میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو

افراتفری کا ماحول پیدا ہوگیا، اس میں حضرت ابوبکر کے ہاتھوں پر بیعت کی گئی، اس موقع پر خالد ابن ولید نے تقریر کی تھی، اس تقریر کو سن کر حزن نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقَامَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ كَثِيْرَةٌ فَلَمْ يَكُ فِي الْقَوْمِ الْقِيَامُ كَخَالِدِ
أَخَالِدُ لَا تَعْدِمُ لُؤَيَّ بْنَ غَالِبٍ يُقَاتِلُ فِيْهَا عِنْدَ قَذْفِ الْجَلَائِدِ
كَسَاكَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ مَجْدَهُ عَلَّمَكَ الشَّيْخَانِ ضَرْبَ الْقَمَاحِدِ
وَكُنْتُ لِمَخْزُوْمِ بْنِ يَقْظَةَ جُنَّةً كَذَا السَّمْكُ فِيْهَا مَاجِدٌ وَابْنُ مَاجِدِ

(قریش کے بہت سے لوگوں نے کارنامے انجام دیے ہیں، لیکن قوم میں خالد کی طرح کسی نے کارنامہ انجام نہیں دیا۔
خالد! تم لؤی ابن غالب سے جدامت ہوجاؤ، وہ اس وقت جنگ کرتے ہیں جب بہادروں کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور وہ میدانِ جنگ میں گرنے لگتے ہیں۔
ولید ابن مغیرہ نے اپنی عزت کا لبادہ تم کو پہنایا ہے اور شیخان نے تم کو کھوپڑیاں اڑانے کی ٹریننگ دی ہے۔
اور تم قبیلۂ مخزوم ابن یقظہ کے لیے ڈھال کے مانند تھے، اس طرح تمھارا نام اس قبیلے میں ماجد اور ابن ماجد ہے)

مراجع: الاصابہ ۱/۳۲۴

(۷۵)

حماس ابن قیس دئلی

حماس ابن قیس ابن مالک دئلی۔

ابن اسحاق اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن یہ مکہ میں تھے، جب رسول اللہ ﷺ مکہ کے قریب پہنچے تو ہتھیار سے لیس ہوکر نکلے اور اپنی بیوی سے کہا: مجھے امید ہے کہ اللہ ان میں سے کسی کو تمھاری خدمت کے لیے مقدر کرے، کیوں کہ تمھیں خادم کی ضرورت ہے، حماس نکلے، لیکن جب مسلمانوں کو دیکھا تو بھاگ کر اپنے گھر واپس آئے اور کہا: دروازہ بند کرو، یہ ماجرا دیکھ کر ان کی بیوی نے کہا، تمھارا ناس ہو، خادم کہاں ہے؟ اور وہ اپنے شوہر کی ملامت کرنے لگی، اس پر حماس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَأَنْتَ لَوْ شَهِدْتَ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ إِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرَمَهْ
وَاسْتَقْبَلَتْنَا السُّيُوْفُ الْمُسْلِمَهْ يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَهْ
ضَرْبًا فَلَا تَسْمَعِيْ إِلَّا غَمْغَمَهْ لَمْ تَنْطِقِيْ بِاللَّوْمِ أَدْنَى كَلِمَهْ

(اگر تم اس موقع پر حاضر ہوتی جب صفوان بھاگ گئے اور عکرمہ بھاگ گئے۔

اور مسلمانوں کی تلواروں نے ہمارا استقبال کیا، وہ اپنے سامنے والے شخص کا بازو اور کھوپڑی اڑا رہی تھیں۔
وہ تلواروں سے ایسا تیز حملہ کررہے تھے کہ صرف بہادروں کا شور سنائی دے رہا تھا، چناں چہ تو تھوڑی بھی ملامت نہ کر)

موسیٰ ابن عقبہ نے ''مغازی'' میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ہذیل کا ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا، جب کہ بنوبکر کو شکست ہوگئی تھی...... پھر یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

واقدی میں ان کا نام حماس ابن خالد ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۵۱، واقدی ۲/۸۲۷۔۸۲۸

(۷۶)
حنظلہ ابن سیار عجلی

حنظلہ ابن سیار ابن جذیمہ ابن سعد ابن عجل عجلی۔

ابوعبیدہ نے ''کتاب المآثر'' میں لکھا ہے کہ حنظلہ زمانۂ جاہلیت میں سردار تھے اور جنگِ ذی قار میں ان کے لیے سرادری کا خیمہ لگایا گیا تھا، بکر ابن وائل ان کے پاس جمع ہوگئے اور انھوں نے ایرانیوں کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ ایرانیوں کو شکست ہوئی، یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ خوش ہوئے اور فرمایا: ''یہ پہلا موقع ہے جس دن عربوں نے عجمیوں سے انصاف کیا ہے اور میرے ہی ذریعے کامیاب ہوئے ہیں''، اس دن حنظلہ نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور فتح کی خوش خبری بھی کہلا بھیجی، اس سے پہلے عرب ایک چوتھائی مالِ غنیمت اپنے سردار کو دیتے تھے، جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''واعلموا أنما غنمتم من شئ فأن لله خمسه وللرسول......''، حنظلہ کو اس کا علم ہوا تو ان کو بڑی خوشی ہوئی، اسی سلسلے میں حنظلہ کہتے ہیں:

وَنَحْنُ بَعَثْنَا الْخَيْلَ تَرْتَمِيْ   بِهِمْ قُلُصٌ نَحْوَ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ
بِمَا لَقِيَ الْهُرْمُزُ وَالْقَوْمُ إِذْ غَزَوْا   وَمَا لَقِيَ النُّعْمَانُ عِنْدَ التَّوَرُّدِ

(اور ہم نے گھوڑوں کے ساتھ ایک وفد اللہ کے نبی محمد ﷺ کے پاس روانہ کیا، جن کو جوان اور تیز رفتار اونٹنیاں لے جارہی ہیں۔
ہرمز اور اس کے لشکر کی شکست کی خوش خبری دے کر ہم نے وفد کو روانہ کیا، جب انھوں نے ہمارے ساتھ ٹکر لی اور مقام تورد میں نعمان ابن زرعہ ثعلبی کے انجام کی خوش خبری سنائی)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے، لیکن نسب میں تھوڑا سا فرق ہے، حنظلہ ابن ثعلبہ ابن سیار عجلی۔ انھوں نے ان کے چند اشعار بھی نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے عربوں کو

ایرانیوں کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دی ہے، ان میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَـا قَـوْمِ طِيْبُوْا بِـالْقِتَـالِ نَـفْسًـا   أَجْـدَرُ يَـوْمًـا أَنْ تَـعْـلُـوالْـفُـرُسَـا

قَـدْ حَـلَّ أَشْيَـاعُهُـمْ فَـخُـذُوْا   مَـا عَـلَـيَّ وَأَنَـا مُـفْـرَدٌ جَـلَـدُ

وَالْـقَـوْسُ فِيْهَـا وَتَـرٌ عُـذُدٌ   مِـثْـلَ ذِرَاعِ الْبِـكْـرِ أَوْ أَشَـدُّ

(اے میری قوم! خوش دلی اور دل جمعی کے ساتھ جنگ کرو، اسی صورت میں ہم ایرانیوں کو شکست دے سکتے ہیں۔ ان دشمنوں کے لیے ان کے حلیفوں کی کمک آچکی ہے، چناں چہ جو میرے حقوق ہیں وہ مجھ سے لو اور میں بہادر اور تنِ تنہا مقابلہ کرنے والا ہوں۔ جب کہ جنگ میں کمان کنواری دوشیزہ کے بازو کی طرح کپکپاتی ہے، یا اس سے بھی زیادہ کپکپاتی ہے یعنی بہت زیادہ چلتی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۳۵۹۔۳۶۰، الأغانی ۲۴/ ۶۶۔۶۸، الضائع ۴۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۷۸، معجم شعراء المخضرمین والمأموئین ۱۱۸

(۷۷)

حوط ابن رئاب اسدی

ابو عبید ابن بکری نے شرح الأمالی میں بیان کیا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

دَبَّبْتُ الْـمَـجْـدَ وَالسَّـاعُوْنَ قَدْ بَلَغُوْا   جُهْـدَ الـنُّـفُـوْسِ وَأَلْـقَـوْا دُوْنَـهُ الْأُزْرَا

(میں عزت کے حصول کے لیے انتھک کوشش کرتے ہوئے رینگنا شروع کیا، حالاں کہ عزت حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے تھک ہار کر بیٹھ گئے اور عزت کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دیے)

مرزبانی نے ان کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

يَـعِـيْـشُ الْـفَـتـىٰ بِـالْـفَـقْـرِ يَوْمًا وَبِالْغِنىٰ   مُـوَكَّـلٌ كَـأَنْ لَّـمْ يَـلْـقَ حِيْـنَ يُـزَايِلُـهُ

(نوجوان کبھی فقیری میں زندگی گزارتا ہے اور کبھی خوش حالی میں، لیکن جب فقیری یا مال داری ختم ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی اس سے واسطہ پڑا ہی نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۳۸۳، الأعلام ۲/ ۲۸۹، خزانۃ الأدب ۶/ ۳۶۹، سمط اللآلی ۲۱۸، معجم شعراء المخضرمین والأموئین ۱۲۱

(۷۸)

خارج ابن خویلد کعبی

ابن سعد نے خالد ابن ولید کے تذکرے میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اذاخر ٹیلے پر نمودار ہوئے تو بارقہ کی طرف دیکھا اور کہا: یہ کیا کررہے ہیں، کیا میں نے ان کو جنگ سے نہیں روکا تھا''، کہا گیا: اللہ کے رسول! خالد ابن ولید سے جنگ کی گئی تو انھوں نے جنگ کی، آپ نے فرمایا: ''اللہ کا فیصلہ بہتر ہے'' خالد ابن ولید دورانِ جنگ خارج ابن خویلد خزاعی کعبی کے مندرجہ ذیل اشعار گنگنا رہے تھے:

إِذَا مَـا رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ فِيْنَـا رَأَيْتَنَـا　　كَـلُـجَّةِ بَـحْـرٍ مَالَ فِيْهَا سَرِيْرُهَا
إِذَا مَـا ارْتَـدَيْنَـاهَـا فَـإِنَّ مُـحَـمَّـدًا　　لَهَـا نَـاصِـرٌ عَـزَّتْ وَعَـزَّ نَـصِيْـرُهَا

(جب اللہ کے رسول ہم میں ہیں تو ہم کو سمندر کی لہر کے مانند پاؤ گے، جس کی ریت کھسک گئی ہو، جس کی وجہ سے لہر میں اور زیادہ تیزی آگئی ہو۔

جب ہم نے اس کو اوڑھ لیا تو محمد ﷺ اس کے مددگار ہو گئے، جس کی وجہ سے وہ باعزت اور ناقابلِ شکست ہو گیا اور اس کا مددگار بھی ناقابلِ شکست ہو گیا)

مراجع: الاصابہ ۱/۳۹۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۰، منح المدح ۸۸۔۸۹، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۲۴

(۷۹)

خالد ابن زہیر ہذلی

خالد ابن زہیر ابن حارث ہذلی مشہور شاعر ابوذویب ہذلی کے بھتیجے ہیں، ابوذویب ہذلی مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کے ارادے سے مدینہ آئے تو آپ کی وفات ہو چکی تھی، لیکن ابھی تدفین نہیں ہوئی تھی۔

ابن الکلبی نے لکھا ہے کہ ابوذویب ہی نے خالد کی پرورش کی تھی، اتفاق ایسا ہوا کہ ان کو زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم کی ایک عورت سے پیار ہو گیا، وہ مالک ابن عویمر کی بیوی تھی، مالک کے مقابلے میں ابوذویب غالب آگئے، وہ اپنے بھتیجے خالد کو اس کے پاس بھیجا کرتے تھے، خالد اپنے چچا کی خدمت میں

ہی رہا کرتے تھے، وہ بڑے خوب صورت اور حسین اور جمیل تھے، اس عورت کو خالد سے لگاؤ اور عشق ہو گیا، ابوذویب کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے پاس آئے اور یہ اشعار سنائے:

تُرِيْدِيْنَ كَيْمَا تَجْمَعِيْنَ وَخَالِدًا وَهَلْ يَجْمَعُ السَّيْفَانِ وَيْحَكَ فِيْ غِمْدِ

(تم چاہتی ہو کہ میرے اور خالد دونوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھو، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی نیام میں دو تلواریں جمع ہو جائیں)

اور خالد کی مذمت میں بھی اشعار کہے۔

یہ اشعار خالد کو معلوم ہوئے تو انھوں نے اس عورت کو اپنی بانہوں میں لیا اور اپنے چچا کے اشعار کے جواب میں یہ اشعار کہے:

فَلَا يُبْعِدَنَّ اللّٰهُ لُبَّكَ إِذَا غَزَا فَسَافَرَ وَالْاَحْلَامُ جَمٌّ عُثُوْرُهَا

أَلَمْ تَنْتَقِذْهَا مِنْ يَدِ ابْنِ عُوَيْمِرٍ وَأَنْتَ صَفِيُّ نَفْسِهِ وَسَمِيْرُهَا

فَلَا تَجْزَعَنَّ مِنْ سِيْرَةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا فَأَوَّلُ رَاضٍ سِيْرَةً مَنْ يَّسِيْرُهَا

(اللہ تمھاری عقل نہ مارے، جب کوئی جنگ کرتا ہے تو سفر کرتا ہے اور بردبار لوگ میدان جنگ میں گرتے ہیں۔
کیا تم نے اس کو ابن عویمر کے ہاتھ سے نہیں چھینا، حالاں کہ تم اس کے خاص دوست تھے اور اس کے ہم نشین تھے۔
چناں چہ تم اس چال سے مت گھبراؤ جو تم نے چلی ہے، کیوں کہ جو کوئی راستہ چلتا ہے اور دوسرا اس کے راستے پر چلنے لگتا ہے تو اس کو سب سے پہلے راضی رہنا چاہیے)

مراجع: الاصابہ ۱/۴۵۴، الأغانی ۶/ ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، جمہرۃ النسب للکلبی ۱/۳۳۳، الحیوان ۴/ ۱۸۹، خزانۃ الأدب ۵/ ۷۵، ۷۶۔ ۸۶، ۲/ ۲۰۸، ۹/ ۵۸، ۵۹، ۶۱، ۱۱/ ۴۷، شرح أشعار الھذلیین للسکری ۲۱۲۔ ۲۱۶، معجم البلدان ۱/ ۴۲۴، معجم الشعراء للمرزبانی ۷۱ ۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۰، معجم شعراء الخضر مین والأمویین ۱۲۵۔ ۱۲۶

(۸۰)

خبیب ابن عدی اوسی

خبیب ابن عدی ابن مالک ابن عامر ابن مجدعہ ابن عوف ابن کلفہ ابن عوف ابن عمرو ابن عوف ابن مالک ابن اوس انصاری اوسی۔

خبیب ابن عدی جنگ بدر میں شریک ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی، صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس لوگوں کی ایک جماعت جاسوس بنا کر روانہ کی اور عاصم ابن ثابت ابن افلح کو امیر مقرر کیا......

قیروانی نے ''حلی العلی'' میں لکھا ہے کہ خبیب کو جب قتل کیا جانے لگا تو کافروں نے آپ کا چہرہ

قبلے سے ہٹایا، لیکن خود بخود ان کا چہرہ قبلے کی طرف ہی ہو گیا، کئی مرتبہ انھوں نے قبلے سے رخ بدلنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوئے، پھر وہ عاجز آ گئے اور انھوں نے خبیب کو اسی حال میں پھانسی دی۔

الوفیات میں نقل کیا گیا ہے کہ خبیب ابن عدی جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ۳ ہجری کو غزوہ رجیع میں قید ہوئے، ان کو مکہ لے جایا گیا، اور حارث ابن عامر ابن نوفل کے لڑکوں نے ان کو خریدا، خبیب نے جنگ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا، پھر ان کو مقام تنعیم میں پھانسی دی گئی، یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت دو رکعت سنت نماز پڑھنے کی ابتدا کی۔

خاندان حارث ان کو حرم کے حدود سے باہر لے گیا اور قتل کرنا چاہا، انھوں نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی، قاتلوں نے اجازت دی، انھوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر کہا: دیر تک پڑھنے کو جی چاہتا تھا، لیکن تم کو خیال ہوگا کہ میں موت سے ڈرتا ہوں، پھر مندرجہ ذیل قصیدہ کہا:

لَقَدْ جَمَعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِيْ وَأَلَّبُوْا ... قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوْا كُلَّ مَجْمَعِ
وَقَدْ قَرَّبُوْا أَبْنَاءَ هُمْ وَنِسَاءَ هُمْ ... وَقُرِّبْتُ فِيْ جِذْعٍ طَوِيْلٍ مُمَنَّعِ
وَكُلُّهُمْ يُبْدِيْ الْعَدَاوَةَ جَاهِدًا ... عَلَيَّ، لِأَنِّيْ فِيْ وِثَاقٍ بِمَضْيَعِ
إِلَى اللّٰهِ أَشْكُوْ غُرْبَتِيْ بَعْدَ كُرْبَتِيْ ... وَمَا جَمَعَ الْأَحْزَابُ لِيْ عِنْدَ مَصْرَعِيْ
فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِيْ عَلىٰ مَا أَصَابَنِيْ ... فَقَدْ بَضَعُوْا لَحْمِيْ وَقَدْ خَلَّ مَطْعَمِيْ
وَقَدْ عَرَّضُوْا بِالْكُفْرِ وَالْمَوْتُ دُوْنَهُ ... وَقَدْ زَرَّفَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَدْمَعِ
وَمَا بِيْ حَذَارُ الْمَوْتِ، إِنِّيْ لَمَيِّتٌ ... وَلٰكِنْ حَذَارِيْ حَرَّ نَارٍ تَلَفَّعِ
فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعَدُوِّ تَخَشُّعًا ... وَلَا جَزِعًا إِنِّيْ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعِيْ
وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ... عَلىٰ أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللّٰهِ مَصْرَعِيْ

(تمام لوگ میرے آس پاس جمع ہو چکے ہیں اور اپنے تمام قبیلوں کو جمع کیا ہے اور ہر مجمع کو تماشہ دیکھنے کے لیے بلایا گیا ہے۔
انھوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو قریب کر لیا ہے اور مجھے طویل اور لمبے درخت کے تنے کے قریب کر لیا ہے۔
وہ سب کے سب پوری شدت کے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں، کیوں کہ میں تختہ دار پر بندھا ہوں۔
میں اپنی مصیبت کے بعد تنہائی کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میری قتل گاہ کے پاس جمع ہونے والوں کی شکایت بھی اللہ ہی کے حضور کرتا ہوں۔
یہ جو کچھ ہے خالصتاً اللہ کے لیے ہے، اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ان پارہ پارہ ٹکڑوں میں برکت دے گا۔
اے عرش کے مالک میرے پروردگار! مجھے اس مصیبت پر صبر عطا فرما، انھوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں اور میں رہائی سے ناامید ہو گیا ہوں۔
انھوں نے میرے سامنے کفر کو پیش کیا جب کہ موت سامنے ہے، اس نے میرے آنکھوں سے بے انتہا آنسو جاری کر دیے۔

مجھے موت سے ڈر نہیں ہے، مجھے تو موت آنی ہی ہے، لیکن مجھے لپٹنے والی آگ کی تپش سے ڈر ہے۔
میں دشمن کے سامنے خوف اور ڈر کا اظہار کرنے والا نہیں ہوں، میں اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں۔
جب میں اسلام کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کس پہلو قتل کیا جاؤں)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۴۱۸، الوافی بالوفیات ۱۳/ ۲۸۹۔۲۹۰، سیرت النبی (سید سلیمان ندوی) ۱/ ۳۹۲، سیر أعلام النبلاء ۱/ ۲۴۶ رقم ۴۰، حلیۃ الأولیاء ۱/ ۱۱۲، رقم ۱۶، الاستیعاب ۲/ ۴۴۰، أسد الغابۃ ۲/ ۱۰۳۔۱۰۵، سیرۃ ابن کثیر ۳/ ۱۲۳، ۱۵۶، الاستبصار ۹، عیون الأثر ۲/ ۴۰، الدرر لابن عبد البر ۱۶۸۔۱۶۹، واقدی ۱/ ۳۵۴ تا ۳۶۳، ۳۸۹۔۳۹۰، ۴۰۸،

(۸۱)

خزاعی ابن عبد نہم مزنی

خزاعی ابن عبد نہم ابن عفیف ابن سحیم ابن ربیعہ ابن عدی ابن ذویب مزنی۔
ابن شاہین نے روایت کیا ہے کہ مزینہ کا ایک بت تھا، جس کا نام نہم تھا، اس کی دیکھ ریکھ خزاعی ابن عبد نہم مزنی کے ذمے تھی، انھوں نے بت کو توڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

ذَهَبْتُ إِلٰى نَهْمٍ لِأَذْبَحَهُ عِنْدَهُ عَتِيْرَةَ نُسْكٍ كَالَّذِيْ كُنْتَ أَفْعَلُ
فَقُلْتُ لِنَفْسِيْ حِيْنَ رَاجَعْتُ حَزْمَهَا أَهٰذَا إِلٰهٌ؟ أَبْكَمُ لَيْسَ يَعْقِلُ
أَبَيْتُ فَدِيْنِيَ الْيَوْمَ دِيْنُ مُحَمَّدٍ إِلٰهُ السَّمَاءِ وَالْمَاجِدُ الْمُتَفَضِّلُ

(میں نہم نامی بت کے پاس گیا، تاکہ اس کے نام پر بکری (عتیرۃ) قربان کروں، جس طرح میں زمانہ جاہلیت میں پہلے بھی قربانی کے لیے جایا کرتا تھا۔
جب میں نے غور کیا تو میں نے اپنے دل سے کہا: کیا یہ معبود ہے؟ گونگا، کچھ بولتا نہیں، اور اس میں عقل بھی نہیں ہے۔
میں نے نہم کا انکار کیا، چناں چہ آج میرا دین محمد کا دین ہے، اور میرا معبود آسمانوں کا معبود ہے جو بزرگ و برتر اور احسان کرنے والا ہے) (الاصابۃ ۱/ ۴۴۴)

قبیلہ مزینہ کا ایک بت ''نہم'' نامی تھا۔
عتیرۃ: وہ بکری جس کو وہ رجب میں اپنے معبودوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔
محمد ابن سلام جمحی نے ابن داب سے نقل کیا ہے کہ خزاعی ابن اسود نے رسول اللہ کے پاس جا کر

اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کو ساتھ لے کر آنے کا وعدہ کیا، آنے میں انھوں نے تاخیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو حکم دیا تو انھوں نے خزاعی کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلا أَبْلِغْ خُزَاعِيًّا رَسُوْلاً بِأَنَّ الذَّمَّ يَغْسِلُهُ الْوَفَاءُ
فإنک خیر عثمان بن عمرو وأسناها إذا ذکر السناء
وَبَايَعْتَ الرَّسُوْلَ وَكَانَ خَيْرًا إِلَى خَيْرٍ، وَأَدَّاکَ الثَّرَاءُ

(سن لو! قبیلہ خزاعہ کے پیامبر (رسول) کو یہ بات پہنچا دو کہ وفاداری مذمت کو زائل کر دیتی ہے۔
تم بنوعثمان بن عمرو کے بہترین شخص ہو، جب عزت وشرافت کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو تم اس میں سب سے باعزت ہو۔
اگر تم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کرلو تو تم کو دہری بھلائی حاصل ہوگی اور مالداری اور بے نیازی بھی ملے گی)

جب خزاعی ابن نہم نے یہ اشعار سنے تو وہ اپنی قوم کو لے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سبھوں نے اسلام قبول کیا۔

ابن سعد نے طبقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن قبیلہ مزینہ کا جھنڈا خزاعی ابن نہم کو دیا تھا، اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۴۲۳۔۴۲۴، الفضائح ۵۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۳، معجم شعراء المخضر مین والأ مویین ۱۳۰

(۸۲)

خزاعی ابن عثمان مزنی

خزاعی ابن عثمان ابن عبد نھم ابن عفیف ابن سخیم ابن ربیعہ ابن عداء مزنی۔

یہ مخضرم شاعر ہیں، جن کو عہد جاہلی اور عہد اسلام ملا، وہ قبیلہ مزینہ کے ایک بت کی پوجا کرتے تھے، اس کو انھوں نے توڑ دیا اور اسلام قبول کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اشعار سنائے۔

مراجع: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ذخائر الأدب ۷/۲۳۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۳، منح المدح ۸۹۔۹۰، معجم شعراء المخضر مین والأ مویین ۱۳۰

(۸۳)

خطر ابن مالک

ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ لہیب ابن مالک لہبی نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے پاس کاہنوں کا تذکرہ کیا، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم پہلے لوگ ہیں جن کو آسمان کی نگرانی، شیطانوں کی طرف سے خبروں کے اچکنے کی پابندی، چپکے سے سننے والے شیطانوں کو ستاروں کے ذریعے مارنے کے بارے میں مطلع ہوئے، واقعہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس گئے جن کا نام خطر ابن مالک تھا، وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے، اس وقت ان کی عمر ۲۸۰ سال تھی، وہ ہمارے کاہنوں میں سب سے زیادہ واقف کار تھے، ہم نے ان سے کہا: خطر! کیا آپ کے پاس ان ستاروں کے بارے میں کچھ علم ہے، جن کو مارا جارہا ہے، کیوں کہ ہم گھبراہٹ کے شکار ہیں اور ہم کو اپنے برے انجام کا اندیشہ ہے؟ انھوں نے کہا:

عُودُوا إِلَى السَّحَرِ ائْتُونِي بِسَحَرْ
أُخْبِرْكُمُ الْخَبَرْ أَلِخَيْرٌ أَمْ ضَرَرْ
أَمْ لِأَمْنٍ أَمْ حَذَرْ

(اپنے ٹھکانوں میں واپس چلے جاؤ، میرے پاس صبح صادق کے وقت آؤ، میں تم کو صحیح خبر دوں گا کہ اس میں بھلائی ہے یا برائی، یا اس میں امن ہے یا بدامنی)

ہم ان کے پاس سحر کے وقت آئے تو وہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے کھڑے تھے، ہم نے ان کو پکارا: خطر! خطر! انھوں نے اشارے سے ہم کو رکنے کے لیے کہا تو آسمان سے بہت بڑا ستارہ نمودار ہوا، یہ دیکھ کر کاہن نے بلند آواز سے چیخ کر کہا:

أَصَابَهُ أَصَابَهُ خَامَرَهُ عِقَابُهُ
عَاجَلَهُ عَذَابُهُ أَحْرَقَهُ شِهَابُهُ
زَايَلَهُ جَوَابُهُ يَا وَيْلَهُ مَا حَالَهُ
بَلْبَلَهُ بِلْبَالُهُ عَاوَدَهُ خَبَالُهُ
فَقُطِّعَتْ حِبَالُهُ وَغُيِّرَتْ أَحْوَالُهُ

(نشانہ لگ گیا، نشانہ لگ گیا، دھوکہ باز اپنے انجام کو پہنچ گیا، جلد عذاب سے دوچار ہو گیا، شہاب ثاقب نے اس کو

جلا دیا اور اس کا منھ بند کر دیا، اس کی حالت پر افسوس ہے اور اس کے لیے بربادی ہے، اس کی عقل خراب ہوگئی، چناں چہ اس کی رسیاں کاٹ دی گئیں اور اس کے حالات تبدیل کر دیے گئے)

پھر وہ بڑی دیر تک خاموش رہے، پھر کہنے لگے:

يَا مَعْشَرَ بَنِي قَحْطَانِ ... أُخْبِرُكُمْ بِالْحَقِّ وَالْبَيَانِ
أَقْسَمْتُ بِالْكَعْبَةِ وَالْأَرْكَانِ ... وَالْبَلَدِ الْمُؤْمِنِ وَالسَّدَانِ
قَدْ مُنِعَ السَّمْعُ عُتَاةَ الْجِنِّ ... بِثَاقِبٍ بِكَفِّ ذِيْ سُلْطَانِ
مِنْ أَجْلِ مَبْعُوثٍ عَظِيْمِ الشَّانِ ... يُبْعَثُ بِالتَّنْزِيْلِ وَالْقُرْآنِ
وَبِالْهُدىٰ وَفَاصِلِ الْفُرْقَانِ ... تُبْطَلُ بِهِ عِبَادَةُ الْأَوْثَانِ

(اے بنو قحطان والے! میں تم کو حق اور واضح بات بتاتا ہوں۔
میں کعبہ، ارکان، بلدِ حرام اور کعبہ کی قسم کھاتا ہوں۔
سرکش جنوں کو سماعت سے روک دیا گیا ہے اور ان کو مارنے کے لیے ربِ ذوالجلال نے شہابِ ثاقب مقرر کیا ہے۔
عظیم الشان نبی مبعوث کی خاطر، جو قرآن اور وحی دے کر مبعوث کیے گئے ہیں۔
ہدایت اور فرقان دے کر مبعوث کیا گیا ہے، جس سے بتوں کی عبادت باطل ہو جائے گی)

میں نے کہا: تمھارا ناس ہو خطر! تم بڑی عظیم بات کہہ رہے ہو، تم اپنی قوم کے لیے کیا رائے رکھتے ہو، انھوں نے کہا:

أَرىٰ لِقَوْمِيْ مَا أَرىٰ لِنَفْسِيْ ... أَنْ يَتَّبِعُوْا خَيْرَ بَنِي الْإِنْسِ
بُرْهَانُهُ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ

(میں اپنی قوم کے لیے وہی بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ بنی نوع انسانی کے بہترین شخص کی پیروی کریں، جس کے دلائل سورج کی روشنی کی طرح روشن ہیں)

یہ قصہ بہت لمبا ہے، اس کے اخیر میں ہے کہ خطر بے ہوش ہو گئے اور ان کو تین دنوں کے بعد ہوش آیا اور وہ کہہ رہے تھے: لاالہ الله محمد رسول الله، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھائے جائیں گے''۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۳۱۲۔ ۳۱۳، الاستیعاب

(۸۴)

خفاف ابن مالک ابن عبد یغوث

خفاف ابن مالک ابن عبد یغوث ابن علی ابن ربیعہ مازنی (مازن نہم)۔

آمدی نے لکھا ہے کہ وہ شاعر اور شہسوار تھے، ان کو جاہلیت اور اسلام دونوں عہد ملے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

وَلَا غَيْرُنَا يَعْدُوْ عَلٰى ظُلْمِ غَيْرِنَا   وَلَيْسَ عَلَيْنَا لِلظَّلَامَةِ مَذْهَبُ

(اور ہمارے علاوہ کوئی ہمارے علاوہ دوسروں پر ظلم نہیں کر سکتا، اور ہم پر ظلم کرنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۴۵۶، لاموتلف والمختلف ۱۰۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۴، معجم شعراء المخضر مین والاموبین ۱۳۱۔۱۳۲

(۸۵)

خفاف ابن نضلہ ثقفی

خفاف ابن نضلہ ابن عمرو ابن بہدلہ ثقفی۔

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں تذکرہ کیا ہے کہ خفاف ابن نضلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ اشعار سنائے:

إِنِّيْ أَتَانِيْ فِي الْمَنَامِ مُخْبِرٌ   مِنْ جِنٍّ وَجَرَّةٌ فِي الْأُمُوْرِ مُوَاتِ

يَدْعُوْ إِلَيْكَ لَيَالِيًا لَيَالِيًا   ثُمَّ احْزَأَلَّ وَقَالَ لَسْتَ بِآتِ

فَرَكِبْتُ نَاجِيَةً أَضَرَّ بِمَتْنِهَا   جَمْرٌ تَحُثُّ بِهِ عَلَى الْأَكَمَاتِ

حَتّٰى وَرِدْتُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ جَاهِدًا   كَيْمَا أَرَاكَ فَتُفَرِّجُ الْكُرُبَاتِ

(خواب میں جنوں میں سے ایک خبر دینے والا میرے پاس آیا اور بار بار جو خواب نظر آتا ہے اس کو انجام دیا جاتا ہے۔ وہ جن کئی راتوں تک آپ کے دین کو قبول کرنے کی دعوت دیتا رہا، پھر اس نے ڈر کر کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جا رہے ہو؟ چناں چہ میں تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو گیا، جو بہت ہی زیادہ مضبوط ہے اور گویا اس کی پیٹھ پر چنگاری رکھی ہوئی ہے (جس کی وجہ سے میں نے کہیں پڑاؤ نہیں کیا اور مسلسل چلتا رہا) جس کی وجہ سے وہ بہترین گھوڑوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ یہاں تک کہ میں پوری کوشش کرتے ہوئے مدینہ پہنچ گیا، تاکہ میں آپ کو دیکھوں، جس سے تمام تکلیفات دور ہو جائیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کو پسند فرمایا اور کہا: "بعض بیان میں جادو ہوتا ہے اور بعض

شعر حکمتوں سے معمور رہتے ہیں"۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۴۴۸، الوافی بالوفیات ۱۳/ ۳۵۰۔۳۵۱، سمط اللآلی ۳۶۳، ۹۱۹، الفائق ۵۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۵، منح المدح ۸۷، معجم شعراء المخضرمین والأمويين ۱۳۳

(۸۶)

خنافر ابن توام حمیری

خنافر ابن تو اُم حمیری، یہ قبیلہ حمیر کے کاہن تھے، بھاری بھارکم جسم کے مالک تھے اور بڑے مال دار بھی تھے، جب یمن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس میں خنافر نہیں تھے، انھوں نے صنعاء میں آکر حضرت معاذ ابن جبل کے ہاتھوں پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا، اور ان سے قرآن کی چند سورتیں سیکھی، اس سلسلے میں خنافر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ عَادَ بِفَضْلِهِ ۔۔۔ وَأَنْقَذَ مِنْ لَفْحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرًا
دَعَانِيْ شَصَارٌ لِلَّتِيْ لَوْ رَفَضْتُهَا ۔۔۔ لَأُصْلِيْتُ جَمْرًا مِنْ لَظَى الْهُوْنِ حَائِرًا

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مجھ پر اپنا احسان کیا اور خنافر کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔
شصار نے مجھے اس راستے کی دعوت دی کہ اگر میں اس کو ٹھکرا دیتا تو میں ذلت اور رسوائی کے عذاب کی چنگاریوں میں جلتا اور حیران وسرگرداں رہتا)

شصار کی دعوت پر خنافر نے اسلام قبول کیا تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۴۵۷، سمط اللآلی ۳۷۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۵، منح المدح ۹۰، معجم شعراء المخضرمین والأمويين ۱۳۴

(۸۷)

دثار ابن سنان ابن نمر ابن قاسط

دثار مخضرم شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

تَقُوْلُ خَلِيْلَتِيْ لَمَّا اشْتَكَيْنَا ۔۔۔ سَيُدْرِكُنَا بَنُوْ الْقَوْمِ الْهِجَانِ
فَقُلْتُ ادْعِيْ وَأَدْعُوْ إِنَّ أَنْدَى ۔۔۔ الصَّوْتِ أَنْ يُنَادِيَ دَاعِيَانِ
فَمَنْ يَكُ سَائِلاً عَنِّيْ فَإِنِّيْ ۔۔۔ أَنَا النَّمِرِيُّ جَارُ الزِّبْرِقَانِ

(میری ساتھی کہنے لگی جب ہم کو تکلیف محسوس ہونے لگی کہ ہم کو کمینے لوگ دھر لیں گے۔
میں نے اس سے کہا: تم بھی پکارو، میں بھی پکارتا ہوں، کیوں کہ دو پکارنے والوں کی آوازیں مل جائیں گی تو بڑی بلند آواز آئے گی۔
اگر کوئی میرے بارے میں پوچھے تو سن لے کہ میں قبیلۂ نمر کا شخص ہوں، اور زبرقان ابن بدر کا پڑوسی ہوں)

مراجع: الاصابہ ۱/ ۳۶۷

(۸۸)

ذباب ابن حارث مذحجی

ذباب ابن حارث ابن عمرو ابن معاویہ ابن حارث ابن ربیعہ ابن بلال ابن انس اللہ ابن سعد العشیرہ مذحجی۔

ابن شاہین نے روایت کیا ہے کہ خاندانِ سعد العشیرہ کا ایک بت تھا، جس کا نام قراص تھا، لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے، اس بت کا پجاری ان ہی میں سے ایک شخص ابن وشقہ تھا، راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے ذباب ابن حارث نے بتایا کہ ابن وقشہ کا ایک پروردہ جن تھا، جو آنے والی خبریں اس کو بتایا کرتا تھا، ایک مرتبہ جن اس کے پاس آیا اور کوئی خبر دی، ابن وقشہ نے میری طرف دیکھ کر کہا: ذباب! ذباب! بڑے تعجب کی بات ہے، محمد کو کتاب دے کر مبعوث کیا گیا ہے، وہ مکہ میں دعوت دے رہے ہیں، لیکن ان کی بات مانی نہیں جارہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، مجھے یہی بتایا گیا ہے۔ چند ہی دن گزرے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی، چناں چہ میں نے اسلام قبول کیا اور قراص بت کے پاس جا کر اس کو توڑ دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

اسی سلسلے میں ذباب کہتے ہیں:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى ۔۔۔ وَخَلَّفْتُ قُرَاصًا بِدَارِ هَوَانِ
وَلَمَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ أَظْهَرَ دِيْنَهُ ۔۔۔ أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ دَعَانِيْ

(میں نے اللہ کے رسول کی پیروی کی، جب وہ ہدایت لے کر آئے اور میں نے قراص کو ذلت کی جگہ پیچھے چھوڑ دیا۔
اور جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو ظاہر کردیا ہے تو میں نے اللہ کے رسول کی دعوت قبول کی، جب آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی)

مراجع: الاصابہ ۱/ ۴۶۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۲، منح المدح ۹۸-۹۹، معجم شعراء الخضر مین والأ مویین ۱۴۶

(۸۹)

ذباب ابن فاتک ضبی

ذباب ابن فاتک ابن معاویہ ضبی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ یہ اپنی قوم کے سردار، شہسوار اور شاعر تھے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، لیکن اسلام قبول نہیں کیا، پھر آپ پر حملہ کرنے کے لیے آئے تو آپ نے ان کو پکڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجا، لیکن وہ بھاگ گئے، پھر وہ رسول اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے واپس آئے اور اسلام قبول کیا اور آپ کی مدح میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

أأنْتَ الَّذِیْ تَهْدِیْ مَعُدًّا لِدِیْنِهَا بَلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ وَقَالَ لَکَ اشْهَدِ

(کیا آپ ہی وہ ذات ہے جو قبیلہ معد کو دینِ اسلام کی ہدایت دیتے ہیں، بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے اور اللہ نے آپ سے گواہ رہنے کے لیے کہا ہے)

یہ شعر ساریہ ابن زنیم کی طرف بھی منسوب ہے۔

انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۳۶۹، الضائع ۵۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۳، معجم شعراء المخضر مین والأموین ۱۴۹

(۹۰)

ذریح ابن حرث ابن ربیعہ تغلبی

ذریح، مشہور شاعر حتات کے والد ہیں۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ حتات ایرانیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے گھر سے نکلے، اس وقت ان کے والد ذریح زندہ تھے اور بہت بوڑھے ہو گئے تھے، ان کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اپنے بیٹے کے فراق پر ان کو غم ہوا اور چند اشعار کہے، جب یہ اشعار حتات کو معلوم ہوئے تو انھوں نے جواباً اشعار کہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ ذُرَیْحًا فَإِنَّ اللّٰهَ بَعْدَکَ قَدْ دَعَانِیْ

فَإِنْ تَسْأَلِ فَإِنِّیْ مُسْتَقِیْدٌ وَإِنَّ الْخَیْلَ قَدْ عَرَفَتْ مَکَانِیْ

(کوئی ہے جو میری طرف سے ذریح کو یہ پیغام پہنچا دے کہ اللہ نے آپ کے بعد مجھے بلایا ہے۔

اگر آپ میرے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو سن لیجیے کہ میں اپنے امیر کا تابع ہوں اور لشکر میرے کارناموں سے واقف

ہو چکا ہے)

جب حتات کی شہادت کی خبر ان کے والد ذریح کو معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنے بیٹے کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أُبْغِي الْحُتَاتَ فِي الْجِيَادِ وَلَا أَرىٰ لَـهُ شَبَهًا مَا دَامَ لِلّٰهِ سَاجِدُ
وَكَانَ الْحُتَاتُ كَالشِّهَابِ حَيَاتُهُ وَكُلُّ شِهَابٍ لَامَحَالَةَ خَامِدُ

(میں عمدہ اور بہترین لوگوں میں حتات کو تلاش کرتا ہوں تو مجھے اس کے مشابہ بھی کوئی نظر نہیں آتا اور قیامت تک کوئی اس کے مشابہ کوئی مجھے نظر نہیں آئے گا۔
حتات کی زندگی ٹوٹنے والے ستارے کے مانند تھی، اور ہر ٹوٹنے والے ستارے کا بجھنا ضروری ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۷۹

(۹۱)

ذوالجشن ضبابی

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کا نام اوس ابن اعور ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا نام شرحبیل ہے۔ وہ شاعر اور شہسوار تھے، اپنے بھائی صمیل کے مرثیے میں ان کے اشعار ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۴۷۳

(۹۲)

ذومہدم

ابن شاہین نے ابن الکلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ذومنادح، ذودجن اور ذومہدم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''اپنا نسب بتاؤ''، ذومہدم نے کہا:

عَلىٰ عَهْدِ ذِي الْقَرْنَيْنِ كَانَتْ سُيُوفُنَا صَوَارِمُ يَفْلِقْنَ الْحَدِيْدَ الْمُذَكَّرَا

(ذوالقرنین کے زمانے سے ہماری تلواروں میں بڑی دھار ہے اور تیز کاٹنے والی ہیں، جو مضبوط اور تیز لوہے کو بھی کاٹ دیتی ہیں)

حبشہ سے ۲۷ لوگ وفد کی شکل میں آپ ﷺ کے پاس آئے تھے، ان میں ذومہدم بھی تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۴۷۴

(۹۳)

راشد ابن حفص

راشد ابن حفص کی کنیت ابو اثیلہ ہے، یہ مخضرم شاعر ہیں، ان کا نام ظالم تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر راشد رکھا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں اسلام قبول کیا۔

مراجع: الاستیعاب ۱/۵۲۰، أسد الغابۃ ۲/۱۰۰، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۱/۲۸۲، الاغانی ۱۵/۱۹، منح المدح ۱۰۴، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۵۲

(۹۴)

راشد ابن عبد ربہ کلبی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کا نام غوی تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل راشد رکھا۔ مدائنی نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل مشہور شعر کہنے والے یہی ہیں:

فَـألْـقَـتْ عَـصَـاهَـا وَاسْتَقَرَّبِهَـا النَّوىٰ   كَـمَـا قَـرَّ عَيْـنًـا بِـالْإِيَـابِ الْمُسَـافِـرُ

(چناں چہ اس نے پڑاؤ ڈال دیا اور وہیں پر قیام پذیر ہوگیا، جس طرح واپس لوٹنے پر مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، اسی طرح اس کی آنکھیں یہاں قیام سے ٹھنڈی ہوگئیں اور اس کو سکون ملا)

ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ معلاۃ میں سواع نامی ایک بت تھا، جس کی لوگ عبادت کیا کرتے تھے، اس کو راشد ابن عبد ربہ نے توڑ دیا اور اسلام قبول کیا۔

یہ واقعہ ابوحاتم نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ وہ بت کے پاس تھے کہ چند بھیڑیے بت کے پاس آئے، ایک بھیڑیے نے اپنا ایک پیر اٹھا کر بت کے سر پر پیشاب کر دیا، ان کے ساتھ پجاری غاوی ابن ظالم بھی تھے، یہ دیکھ کر انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

أَرَبٌّ يَبُـوْلُ الثُّـعْـلُبَـانُ بِـرَأْسِـهِ   لَـقَـدْ هَـانَ مَـنْ بَـالَـتْ عَلَيْـهِ الثَّعَـالِبُ

(کیا وہ رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کریں، وہ ذلیل ہوگیا جس پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے)

پھر انھوں نے بت کو توڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ''تم راشد بن عبداللہ ہو''۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۴۸۳

(۹۵)

رافع ابن عمرو ابن جابر

رافع بن عمرو بن جابر بن حارثہ بن عمرو بن محصن ابوالحسن طائی سنبسی۔

ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ رافع زمانۂ جاہلیت میں چور تھے، وہ شتر مرغ کے انڈے لے کر ان میں پانی ڈالتے تھے، اور صحراء میں چھپا دیتے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ صحرائی اسفار میں مسلمانوں کے گائیڈ بن گئے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ ان کو رافع الخیر کہا جاتا تھا۔ خلافتِ عمری کے اخیر میں ان کی وفات ہوئی، انہوں نے ''غزوۂ ذات السلاسل'' میں حصہ لیا، آپ کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

ابن اسحاق نے ''کتاب المغازی'' میں لکھا ہے کہ قبیلہ طے میں یہ بات مشہور تھی کہ ان ہی سے بھیڑیے نے بات کی تھی۔ وہ بات ایک مینڈھے کے سلسلے میں تھی، اس کو رافع چرانے لے گئے تھے۔ اسی سلسلے میں رافع کہتے ہیں:

رَعَيْتُ الضَّأْنَ أَحْمِيهَا بِكَلْبِیْ   مِنَ الضَّبِّ الْخَفِيِّ وَكُلِّ ذِيْبِ

فَلَمَّا أَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادیٰ   يُبَشِّرُنِیْ بِأَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبِ

سَعَيْتُ إِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِیْ   عَلَى السَّاقَيْنِ قَاصِدَةَ الرَّكِيْبِ

فَأَلْفَيْتُ النَّبِیَّ يَقُوْلُ قَوْلاً   صَدُوْقًا لَيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ

فَبَشَّرَنِیْ بِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰی   تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ

وَأَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِیْءُ حَوْلِیْ   أَمَامِیْ إِنْ سَعَيْتُ وَمِنْ جَنُوْبِ

(میں مینڈھے کو چرا رہا تھا اور کتے کے ذریعے چھپے ہوئے گوہ اور بھیڑیے سے اس کی حفاظت کر رہا تھا۔

جب میں نے بھیڑیے کو دیکھا کہ وہ مجھے آواز دے رہا ہے اور احمد ﷺ کے قریبی وقت میں آنے کی بشارت دے رہا ہے۔

میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور تیز رفتاری کے ساتھ مطلوب کی طرف چل پڑا۔

چناں چہ میں نے نبی کو سچی بات کہتے ہوئے پایا، جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

آپ نے مجھے دینِ حق کی بشارت دی، یہاں تک کہ رجوع اور انابت کرنے والے کے لیے شریعت واضح ہوگئی۔

میں نے دیکھا کہ میرے آس پاس، میرے سامنے اور میرے جنوبی جانب غرض جہاں میں چلوں ایک نور روشن ہو رہا ہے)

ان کی وفات ۲۳ سن ہجری میں حضرت عمر کی شہادت سے پہلے ہوئی۔

طارق بن شہاب اور شعبی نے روایت کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ رافع بن عمیرہ نے کوفہ اور دمشق کے درمیان کا سفر پانچ دنوں میں طے کیا، کیوں کہ وہ صحراء کے راستوں سے اچھی طرح واقف تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۴۸۵۔۴۸۶، الاستیعاب ۲/ ۴۸۳، اُسد الغابۃ ۲/ ۱۹۵۔۱۹۶، البدایۃ والنھایۃ ۲/ ۳۱۸۔۳۱۹، تاریخ الامم والملوک للطبری ۶٪ ۴۱۶، عیون الاخبار ۱/ ۱۴۲۔۱۴۳، الکامل لابن الاثیر ۲/ ۴۰۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۴، منح المدح ۱۰۲، معجم شعراء المخضرمین والاموین ۱۵۴

(۹۶)

ربیع ابن اوس

ربیع بن اُوس بن اعور بن شیبان ابن عمرو ابن جابر بن عقیل بن مالک بن سمح بن فزارۃ فزاری۔

ربیع مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

مِـــنْ مُـــزَيْـــنَةَ غَيْـــرَشَكِّ وَهَـلْ تَـخْـفـىٰ عَلامَـاتُ النَّهَـارِ

(یقینی طور پر میرا تعلق قبیلہ مزینہ سے ہے، کیا روز روشن کی نشانیاں بھی پوشیدہ رہتی ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۵۱۰، الضائع ۶۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۵، معجم شعراء المخضرمین والاموین ۱۵۵۔۱۵۶

(۹۷)

ربیع ابن ضبع ابن وہب

ربیع بن ضبع بن وہب بن بغیض بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ فزاری۔

ابن ہشام نے اپنی کتاب ''التیجان'' میں لکھا ہے کہ یہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے تھے، ان کو عہدِ اسلامی ملا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کو تین سو سال کی عمر ملی، جن میں سے ساٹھ سال عہدِ اسلام کے ملے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔

ابوحاتم سجستانی نے لکھا ہے کہ ربیع مروان بن عبدالملک کے پاس آئے تو مروان نے ان سے کہا: ربیع! مجھے بتاؤ کہ تم نے اپنی زندگی میں کیا ظلم وستم پایا ہے اور کیا مصائب جھیلے ہیں؟ انہوں نے

جواب دیا: میرا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:

إِذَا عَاشَ الْفَتـیٰ مِائَتَيْنِ عَامًا فَقَدْ ذَهَبَ اللَّذَاذَةُ وَالْفَنَاءُ

(جب آدمی دوسو سال زندگی گزارتا ہے تو لذت ختم ہو جاتی ہے اور ہلاکت آ جاتی ہے)

مروان نے کہا: میں تمہارے اشعار بچپن ہی سے روایت کررہا ہوں، اس لئے مجھے اپنی عمر کے بارے میں بتائیے؟ انہوں نے کہا: دوسو سال میں نے فترۂ عیسیٰ میں گزارے، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال عہدِ اسلام میں۔ یہ مشہور شعر ان ہی کا ہے:

اَذَا جَاءَ الشِّتَاءُ فَأَدْفِئُونِي فَإِنَّ الشَّيْخَ يَهْرِمُهُ الشِّتَاءُ

(جب ٹھنڈک آئے تو مجھے گرمی پہنچاؤ، کیوں کہ بوڑھے کو ٹھنڈک فنا کردیتی ہے)

مرزبانی نے اس کے بعد یہ شعر نقل کیا ہے:

وَأَمَّا حِينَ يَذْهَبُ كُلُّ قَرٍّ فَسِرْبَالٌ خَفِيْفٌ أَوْ رِدَاءُ

(اور جب ٹھنڈک مکمل طور پر ختم ہو جائے تو ہلکا کرتا یا چادر کافی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۱۰

(۹۸)

ربیع ابن لیث (مبرق)

یہ مبرق کے نام سے مشہور ہیں، مندرجہ ذیل اشعار کی وجہ سے ان کا نام مبرق پڑا:

اِذَا أَنَا لَمْ أُبْرِقْ فَلَايَسَعُنِي مِنَ الْأَرْضِ لَابَرٌّ فِضَاءٌ وَلَابَحْرُ

بَأَرْضٍ بِهَا عَبْدُ الْإِلٰهِ مُحَمَّدٌ أُبَيِّنُ مَافِي الصَّدْرِ إِذْ بَلَغَ الصَّدْرُ

وَتِلْكُمْ قُرَيْشٌ تَجْحَدُ اللّٰهَ رَبَّهَا كَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَمَدْيَنٌ وَالْحِجْرُ

(اگر میں سفر نہ کروں تو مجھے نہ زمین اپنے اندر سموئے گی، نہ وسیع بر و بحر مجھے سموئیں گے۔

اس سرزمین کا سفر جہاں اللہ کے بندے ہیں، جو کچھ دل میں ہے، میں اس کو ظاہر کررہا ہوں، جب دل نے اس بات کو جان لیا۔

اور وہ قریش والے ہیں جو اپنے پروردگار کا انکار کررہے ہیں جس طرح عاد، مدین اور حجر والوں نے اللہ کی نافرمانی کی)

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۴۹۹، الصائع ۶۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۷، ۲۳۶، معجم شعراء المخضر مین والأموین ۱۵۸

(۹۹)

ربیعہ ابن ابوضبی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، ربیعہ زمانہ جاہلیت میں ''جنگ بسطام'' میں شریک تھے، اور جنگِ جمل تک زندہ رہے، جس میں انھوں نے حضرت عائشہ کا ساتھ دیا۔ مندرجہ ذیل شعر ان ہی کی طرف منسوب ہے:

وَإِذَا سَامَيْتُ قَوْمًا ضَمَّتْهُمْ بِبَنِي ضَبَّةَ أَصْحَابُ الْجَمَلِ

(جب میں کسی قوم پر فخر و مباہات کرتا ہوں تو جنگ جمل والے ان کو بنو ضبہ کے ساتھ ملا دیتے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۱۱

(۱۰۰)

ربیعہ ابن حوط ابن رئاب اشتر

ربیعہ بن حوط بن رئاب الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو بن قیس بن ثعلبہ بن دودان بن اسد ابن خزیمہ اُسدی ثم فقعسی۔ ان کی کنیت ابومہوش ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ربیعہ ابن خوط کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔ یہ جنگ ذوقار میں شریک ہوئے پھر اس کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ مرزبانی نے جنگ ذوقار کے سلسلے میں ان کا یہ شعر نقل کیا ہے:

نَجِيُّ إِيَادًا وَلَحْمُ كُلِّ سَلْهَبَةٍ وَاسْتَحْكَمَ الْمَوْتُ أَصْحَابَ الْبَرَاذِيْنِ

(ہم اس حال میں واپس ہوئے کہ ہر مضبوط گھوڑے کا گوشت ہمارے نیزوں میں تھا اور موت نے براذین والوں کو دبوچ لیا تھا)

ابن کلبی نے لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابوثور تھی، اور انہوں نے ہی خنساء کے بھائی صخر بن عمرو کو قتل کیا تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۱۱، الضائع ۶۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۹۶، معجم شعراء المخضر مین والا مویین ۱۵۷

(۱۰۱)

ربیعہ ابن کنود

ربیعہ مخضرم شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن الکنود نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ (**مراجع**: الاصابۃ ۱/۵۱۱)

(۱۰۲)

رُشید ابن رُبیض عذری

رُشید مشہور شاعر ہیں، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، انھوں نے محرز بن مکعبر ضبی کے سلسلے میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

وَلَقَدْ زَرَفَتْ عَيْنَاكَ يَاابْنَ مَكْعَبَرٍ　　كَمَا كُلُّ ضَبِّي مِنَ اللُّؤْمِ أَزْرَقُ

(اے ابن مکعبر! تمھارے آنکھوں نے آنسو بہایا، اسی طرح قبیلہ ضب کا ہر شخص ایک دوسرے کی ملامت کی وجہ سے نیلا ہوگیا ہے)

مزید انہوں نے لکھا ہے کہ ''یوم الشیاطین'' کے سلسلے میں ان کے اشعار ہیں، یہ وہ دن ہے جب بکر بن وائل نے عہدِ نبوی میں بنوتمیم پر حملہ کیا تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/ ۵۱۱، الاغانی ۱۵/ ۲۴۶، ۲۴۷، البیان والتبیین ۱/ ۱۰۸، الحیوان ۵/ ۳۴۴، خزانۃ الادب ۷/ ۱۴۱، الشعر والشعراء ۳۴۲، الکامل للمبرد ۱/ ۲۲۴، الکامل لابن اثیر، المستطرف ۱/ ۵۱، موسوعۃ الشعر العربی ۴/ ۲۵۱۔ ۲۵۶، معجم شعراء المخضر مین والاموبین ۱۶۰

(۱۰۳)

رہام ابن عمر عدوی

ان کا تعلق خاندانِ عمر بن خطاب عدی سے ہے۔ وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور زید بن خطاب کے قتل کے سلسلے میں ان کا مرثیہ نقل کیا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں:

أَلَا يَا زَيْدُ زَيْدَ بَنِي نُفَيْلٍ　　لَقَدْ أَوْرَثْتَنَا وَيْلًا بِوَيْلِ

(اے زید! بنونفیل سے تعلق رکھنے والے زید! آپ نے ہمارے لیے مصیبتوں پر مصیبتیں چھوڑی ہیں)

سیف نے ''الفتوح'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (**مراجع**: الاصابۃ ۱/ ۵۰۶)

(۱۰۴)

زفر ابن زرعہ

ابوسعد نیساپوری نے ''شرف المصطفی'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک سفر کے دوران ایک وادی میں پڑاؤ کیا تو زمانۂ جاہلیت میں کفار اور مشرکین کی عادت کی طرح اپنے ایک شعر سے عظیم وادی سے پناہ طلب کی تو انہوں نے ایک جن کی طرف سے رجزیہ اشعار سنے، جس میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے سفر سے واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر عام ہوگئی تھی، پھر ابوسعید نے پورا قصہ نقل کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۲۱

(۱۰۵)

زفر ابن یزید اسدی

زفر بنو اُسد کے سرداروں میں سے تھے، جب طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور ایک طویل خطاب میں طلحہ کی تردید کی اور اس سلسلے میں اشعار بھی کہے، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

لَهْفِىْ عَلٰى أَسَدٍ أَضَلَّ سَبِيْلَهُمْ   بَعْدَ النَّبِىِّ طُلَيْحَةُ الْكَذَّابُ

(قبیلہ اسد پر افسوس ہے جن کو طلیحہ کذاب نے نبی کریم ﷺ کے بعد گمراہ کردیا ہے)

ابن اثیر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۶۱۔۵۶۲، الاغانی ۴۲/۲۴/۴۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۰۲، منح المدح ۱۰۹، معجم شعراء المخضر مین والأ مویین ۱۶۷

(۱۰۶)

زمّل ابن عمرو عذری

زمل بن عمرو بن عنز بن خساف بن خدیج بن واثلہ بن حارثہ عذری۔

ابن سعد نے ''الطبقات'' میں نقل کیا ہے کہ زمل نے کہا: میں نے بت سے ایک آواز سنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کسی مومن جن کی آواز ہے'' ۔راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور یہ شعر گنگنانے لگے:

إِلَيْکَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ أَعْمَلْتُ نَصَّهَا أُكَلِّفُهَا حَزْنًا وَقُوْزًا مِنَ الرَّمْلِ

(اللہ کے رسول! میں نے اونٹنی کو آخری حد تک سفر کا مکلف بنایا، میں اس کو سخت زمین اور پاؤں دھنسنے والی ریتیلی زمین پر مسلسل دوڑاتا رہا)

نبی کریم ﷺ نے ان کی قوم کا جھنڈا ان کے حوالے کیا اور ان کے نام سے ایک تحریر لکھی، وہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے ساتھ تھے۔

۶۴ھ میں جنگ مرج میں شہید ہو گئے۔

حضرت معاویہ نے ان کو اپنی پولس فورس کا ذمہ دار بنایا تھا۔

جنگ صفین کے فیصلے پر یہ بھی گواہوں میں شامل تھے۔ حضرت معاویہ نے باب توما کے قریب ایک زمین ان کو جاگیر میں دی تھی۔

یزید بن معاویہ نے ان کو خاتمہ کا گورنر بنایا تھا۔ اور یہ جابیہ کے مقام پر مروان کی بیعت میں شریک تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۳۲، اسد الغابۃ ۲/۲۵۹، الأغانی ۱/۲۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۰۴، منح المدح ۱۰۹-۱۱۰، معجم شعراء المخضرمین والأمویین ۱۶۸

(۱۰۷)

زمیل ابن ابیر فزاری

زمیل ابن ابیر بن عبد مناف بن عقیل بن ہلال بن مازن بن فزارہ فزاری۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے والد کا نام ابیر ہے ان کو ابن ام دینار کہا جاتا ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے ہی حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں ابن دارہ کو قتل کیا۔ مرزبانی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

وَأَنْبَــــاتُــــهُ أَنِّــــيْ بِـــــهُ مُتَلَاقٍ　　عَلَوْتُ بِنَصْلِ السَّيْفِ مِفْرَقَ رَأْسِهِ
وَقُلْتُ اِلْتَحِقْهُ دُوْنَ كُلِّ لِحَاقٍ

(اور میں نے اس کو بتایا کہ میں اس سے جنگ کرنے والا ہوں، میں نے تیز تلوار سے اس کے سر کی مانگ کی جگہ پر وار کیا، اور میں نے اس سے کہا: ہر مرنے والے کے ساتھ جا کر ملو)

یہ شعر بھی ان ہی کا ہے:

أَبْلِــغْ فَــزَارَةَ أَنِّيْ قَدْ شَرَيْتُ لَهَا　　مَجْدَ الْحَيَاةِ بِسَيْفِيْ مَعْ ذَوِي الْحِلَقِ

(فزارہ کو یہ بات پہنچا دو کہ میں نے اپنی تلوار سے بہادروں کا مقابلہ کر کے زندگی کی عزت اور شرافت خریدی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۶۲، البیان والتبیین ۱/۲۰۷، جمہرۃ الامثال ۲/۲۲۸، خزانۃ الادب ۲/۱۴۸-۱۵۰، سمط اللآلی ۶۸۸، ۶۸۹، الصنائع ۶۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۰۴، معجم شعراء المخضرمین والاموبین ۱۶۹

(۱۰۸)

زہیر ابن صرد جشمی سعدی

زہیر ابن صرد جشمی سعدی، ان کا تعلق قبیلہ بنو سعد ابن بکر سے ہے، ان کی کنیت ابو جرول ہے، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، رسول اللہ ﷺ جب جنگ حنین سے فارغ ہوئے اور جعرانہ کے مقام پر قبیلۂ ہوازن کے قیدیوں میں سے عورتوں اور مردوں کو الگ کر رہے تھے تو قبیلہ ہوازن کے ایک وفد کے ساتھ زہیر ابن ابوصرد آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ نے ہم میں سے اپنی پھوپھیوں، خالاؤں اور آپ کی پرورش کرنے والیوں کو قید کیا ہے، اگر ہم حرث ابن ابوشمر یا نعمان ابن منذر کے خلاف جنگ کرتے، پھر ان میں سے کوئی آپ کی طرح ہمارے یہاں رہتا تو ہمیں اس کی مہربانی کی امید رہتی، حالاں کہ آپ سب سے بہترین کفالت کرنے والے ہیں، پھر انھوں نے یہ اشعار سنائے:

اُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ كَرَمٍ　　فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ
اُمْنُنْ عَلَىٰ بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ　　مُمَزَّقٌ شَمْلُهَا فِيْ دَهْرِهَا غِيَرٌ
يَا خَيْرَ طِفْلٍ وَمَوْلُوْدٍ وَمُنْتَخَبٍ　　فِي الْعَالَمِيْنَ إِذَا مَا حُصِّلَ الْبَشَرُ
إِنْ لَّمْ تُدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا　　يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِيْنَ يُخْتَبَرُ
اُمْنُنْ عَلَىٰ نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا　　وَإِذْ يُزَيِّنُكَ مَا تَأْتِيْ وَمَا تَذَرُ
لَاتَجْعَلْنَا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُ　　وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَإِنَّا مَعْشَرٌ زُهُرُ
يَا خَيْرَ مَنْ مَرِحَتْ كُمْتُ الْجِيَادِ بِهِ　　عِنْدَ الْهِيَاجِ إِذَا مَا اسْتَوْقَدَ الشَّرَرُ

إِنَّــا لَـنَـشْـكُـرُ آلَاءً وَإِنْ كُـفِّـرَتْ   وَعِـنْـدَنَـا بَـعْـدَ هٰـذَا الْيَـوْمِ مُـدَّخَـرُ

إِنَّــا نُـؤَمِّـلُ عَـفْـوًا مِـنْـكَ تَـلْـبَـسُـهُ   هٰـذِي الْـبَـرِيَّـةَ إِذْ تَـعْـفُـوْ وَتَـنْـتَـصِـرُ

(اے اللہ کے رسول! ہم پر احسان اور کرم فرمایئے، کیوں کہ آپ ایسے شخص ہیں جن کا ہمیں انتظار ہے اور ہمیں اس کی امید ہے۔

اس دوشیزہ پر احسان کیجئے جس سے تقدیر نے خطا کی ہے، اس کا خاندان بکھرا ہوا ہے اور اس کی حالت غیر ہے۔

اے وہ ذات جو بچپن میں بھی پوری دنیا میں بہترین فرد تھے اور پیدائش کے وقت بھی اور جب انسانوں کو الگ الگ کیا گیا اور آپ کو منتخب کیا گیا۔

اگر آپ اپنی نعمتوں کو ان پر عام کر کے ان کا ادراک نہیں کریں گے تو وہ برباد ہو جائیں گے، اے وہ ذات جو تمام لوگوں میں آزمائش کے وقت سب سے زیادہ بردبار ہے۔

آپ ان عورتوں پر احسان کیجئے جن کے یہاں آپ دودھ پیا کرتے تھے، جو آپ کریں گے اور جو چھوڑیں گے وہ سب آپ کی ذات کو روشن کر دیں گے۔

آپ ہم کو اس قوم کی طرح نہ بنایئے جس کا شیرازہ بکھر گیا ہو، آپ ہم کو بچا لیجئے، کیوں کہ ہم باعزت اور روشن کارناموں کے حامل لوگ ہیں۔

اے وہ ذات! جو ان تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہترین ہیں جن کو تیز رفتار سرخی مائل بہترین گھوڑوں پر جنگ کے موقع پر سوار رہتے ہیں، جب گھمسان کی جنگ بھڑکتی ہے۔

ہم آپ کے احسانات کی قدر کریں گے چاہے دوسرے لوگ ان کی قدر نہ کریں اور آج کے دن کے بعد یہ احسانات ہمارے پاس امانت اور محفوظ رہیں گے۔

ہم آپ سے معافی کی امید رکھتے ہیں، جو معافی اس پوری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے جب آپ معاف کرتے ہیں اور فتح یاب ہوتے ہیں)

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو فرمایا: ''جو حصہ میرا اور بنو عبد المطلب کا ہے وہ تمہارا ہے''، یہ سن کر قریش کے لوگوں نے کہا: جو ہمارا ہے وہ اللہ اور رسول کا ہے۔ انصار نے کہا: جو ہمارا ہے وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔

مراجع: الاستیعاب، الوافی بالوفیات ۱۴/ ۲۲۹-۲۳۰، واقدی ۳/ ۹۵۰-۹۵۱

(۱۰۹)

زیاد ابن عبد اللہ غطفانی

زیاد کو عہدِ نبوی ملا اور انہوں نے اسلام قبول کیا، فتنۂ ارتداد میں عیینہ بن حصن کا ساتھ چھوڑ

کر خالد بن ولید کے ساتھ جا کر ملنے والوں میں زیاد بھی تھے۔

ابن وثیمہ نے ''کتاب الردة'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

أَبْلِغْ عُيَيْنَةَ إِنْ عَرَضْتَ لِدَارِهِ قَوْلاً يُشِيرُ بِهِ الشَّفِيقُ النَّاصِحُ
أَعَلِمْتُ أَنَّ طُلَيْحَةَ بْنَ خُوَيْلِدٍ كَلْبًا بِأَكْنَافِ الْبُزَاخَةِ نَابِحُ
كَيْفَ الْبَقَاءُ إِذَا أَتَاكُمْ خَالِدٌ وَمُهَاجِرُونَ مُسَوَّمُونَ سَوَابِحُ

(عیینہ کو یہ بات پہنچا دو کہ اگر مشفق و مہربان اور نصیحت کرنے والے کی باتوں کو ٹھکرا دو گے تو جان لو کہ طلیحہ ابن خویلد کتا ہے جو مقام بزاخہ کے کنارے بھونک رہا ہے۔
جب خالد اور مہاجرین آئیں گے تو تم کہاں بچو گے، جو خالص النسب اور تیز رفتاری کے ساتھ حملہ کرنے والے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۶۴۔۵۶۵

(۱۱۰)

زید ابن ازور اسدی

عمر بن شبہ نے لکھا ہے کہ زید نے جنگ یمامہ میں شرکت کی اور اس میں بہترین کارنامے انجام دیے، یہاں تک کہ آپ کے دونوں پیر کاٹ دیے گئے اور شہید کر دیے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ ضرار بن ازور کے بھائی ہیں۔

زید نے جنگ یمامہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

هَلْ تَأْسَ حَيْوِيَّاتٌ عَنِّيْ مَشْهَدِيْ حِيْنَ أَرْدَتِ الْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ يَدِيْ
مُلَفَّقًا فِيْ ثَوْبِهِ الْمَوْرِدِ آخِرَ هٰذَا الْيَوْمِ أَقْصَى مِنْ غَدِ
إِلٰى مُلَاقَاةِ النَّبِيِّ أَحْمَدِ

(کیا زندگی کی توانائیاں میرے انجام پر افسوس کریں گی، جب موت نے میرے ہاتھوں کو سب سے نیچے سے کاٹ دیا۔
اس دن کے سب سے آخری حصے اور کل کے شروع حصے میں مجھے موت نے اپنے کپڑوں میں لپیٹ دیا ہے۔
میں اللہ کے نبی احمد کی ملاقات کا شوقین ہوں)

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۴۲، منح المدح ۱۱۳۔۱۱۴، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۰۷، معجم شعراء المخضرمین والأمويين ۱۷۲

(۱۱۱)

زید ابن حارثہ

زید نبی کریم ﷺ کے محبوب اور خادم خاص ہیں، حضرت زید کی والدہ اپنی قوم معن کے پاس گئی ہوئی تھی کہ دشمنوں یعنی قبیلہ بنو قین ابن جسر کے لوگوں نے بنو معن پر حملہ کیا اور اپنے ساتھ حضرت زید کو اٹھا کر لے گئے، اس وقت زید بہت چھوٹے تھے، ان کو عکاظ کے بازار میں لا کر بیچ دیا، حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم ابن حزام نے ۴۰۰ درہم میں ان کو خریدا اور حضرت خدیجہ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا، جب رسول اللہ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ سے ہوئی تو انھوں نے آپ ﷺ کو ہدیے میں زید کو دیا، حضرت حارثہ کو جب ان کی گمشدگی کی خبر ملی تو بڑے غم زدہ ہوئے اور ان کے غم میں کئی قصیدے کہے، ان میں سے ایک قصیدے کے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں:

بَكَيْتُ عَلَىٰ زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ ... أَحَيٌّ يُرْجَىٰ أَمْ أَتَىٰ دُونَهُ الْأَجَلُ
فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَإِنْ كُنْتُ سَائِلاً ... أَغَالَكَ سَهْلُ الْأَرْضِ أَمْ غَالَكَ الْجَبَلُ
فَيَالَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ لَكَ الدَّهْرُ رَجْعَةٌ ... فَحَسْبِيْ مِنَ الدُّنْيَا رُجُوْعُكَ لِيْ بَجَلْ
تُذَكِّرُنِيْهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِهَا ... وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا قَارَبَ الطَّفَلُ
وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْوَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ ... فَيَا طُوْلَ مَا حُزْنِيْ عَلَيْهِ وَيَا وَجِلُ
سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيْسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا ... وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَمْ تَسْأَمُ الْإِبِلُ
حَيَاتِيْ أَوْ تَأْتِيْ عَلَيَّ مَنِيَّتِيْ ... وَكُلُّ امْرِئٍ فَانٍ وَإِنْ غَرَّهُ الْأَمَلُ
سَأُوْصِيْ بِهِ قَيْسًا وَعَمْرًا كِلَيْهِمَا ... وَأُوْصِيْ يَزِيْدًا ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ جَبَلُ

(میں نے زید پر آنسو بہائے، اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کا کیا ہوا؟ کیا وہ زندہ ہے کہ اس کے لوٹ آنے کی امید رکھی جائے، یا اس کو موت آ چکی ہے۔

اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، اگر چہ کہ میں دریافت کر رہا ہوں کہ تم کو زمین نے نگل لیا ہے یا پہاڑ نے سمو لیا ہے۔

کاش میرے اشعار تم تک پہنچتے، کیا تم زندگی میں کبھی واپس آ دگے؟ مجھے دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہیے، بس صرف تمھاری واپسی چاہتا ہوں۔

جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو مجھے اس کی یاد ستاتی ہے، اور جب بھی کوئی بچہ میرے قریب آتا ہے تو اس کی یاد آتی ہے۔

اگر ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد بھڑکا دیتی ہیں، اس پر میرا غم کتنا ہی طویل ہے اور میری تکلیف کتنی بڑھی ہوئی ہے۔

میں اس کی تلاش میں اونٹ پر سوار ہو کر پوری زمین کی خاک چھانوں گا، میں گھومتے گھومتے نہیں تھکوں گا، ہو سکتا ہے

کہ اونٹ تھک جائے۔

یا تو وہ میرے پاس آئے گا، یا مجھے موت آئے گی، اور ہر آدمی کو فنا ہونا ہے، چاہے خواہشات اس کو امیدیں دلاتی رہیں۔

میں اس کے بارے میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کروں گا، میں یزید کو وصیت کروں گا اور پھر اس کے بعد جبل کو وصیت کروں گا کہ اس کو تلاش کرتے رہیں اور وہ بھی اکتا نہ جائیں)

عمرو اور قیس ان کے بھائی ہیں، اور یزید زید کے اخیافی بھائی ہیں، جبل ان کے بڑے لڑکے ہیں۔

قبیلہ کلب کے چند لوگوں نے حج کے ارادے سے مکہ کا سفر کیا، انھوں نے یہاں زید کو دیکھا تو زید نے اپنے قبیلے والوں کو پہچان لیا اور انھوں نے بھی حضرت زید کو پہچان لیا، انھوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار سنادو:

أَحِنُّ إِلَىٰ قَوْمِيْ وَإِنْ كُنْتُ نَائِيًا ۔۔۔ فَإِنِّيْ قَعِيْدُ الْبَيْتِ عِنْدَ الْمَشَاعِرِ
فَكُفُّوْا مِنَ الْوَجْدِ الَّذِيْ قَدْ شَجَاكُمْ ۔۔۔ وَلَاتَعْمَلُوْا فِي الْأَرْضِ نَصَّ الْأَبَاعِرِ
فَإِنِّيْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فِيْ خَيْرِ أُسْرَةٍ ۔۔۔ كِرَامِ مَعْدٍ كَابِرًا عَنْ كَابِرِ

(میں اپنی قوم کا شوقین ہوں اگرچہ کہ میں ان سے دور ہوں، میں مشعر حرام کے پاس ایک گھر میں غلام ہوں۔
جو غم تک کو لاحق ہوا ہے، اس کو بھلا دو، اور میری تلاش میں اونٹنیوں پر سوار ہو کر ادھر ادھر جانا چھوڑ دو۔
اللہ کے فضل و احسان سے میں بہترین خاندان میں ہوں، وہ قبیلہ معد کے شریف لوگ ہیں اور ان کو شرافت باپ داداؤں سے ملی ہے)

جب یہ لوگ اپنے قبیلے میں واپس آئے تو انھوں نے ان کے والد حارثہ کو زید کے بارے میں بتایا اور ان کے رہنے کی جگہ بھی بتائی، حارثہ اپنے بھائی کعب کے ساتھ مکہ آئے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ دریافت کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے، اس وقت آپ مسجد حرام میں تھے، حارثہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عبدالمطلب! قوم کے سردار کے بیٹے! تم لوگ اللہ کے حرم والے ہو، تم لوگ پریشان حالوں کی پریشان دور کرتے ہو، اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، ہم آپ کے پاس اپنے فرزند یعنی آپ کے غلام کے سلسلے میں امید لے کر آئے ہیں، آپ ہم پر احسان کیجیے، اور اس کو آزاد کر دیجیے، ہم آپ کو اس کا معاوضہ اور فدیہ دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ لوگ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟“، انھوں نے کہا: زید ابن حارثہ کے بارے میں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو بلاؤ اور اختیار دو، اگر وہ تم کو اختیار کرے تو وہ فدیے کے بغیر تمھارا ہے، اگر مجھے اختیار کرے تو اللہ کی قسم! پھر میں اس کے اختیار کے بدلے فدیہ نہیں لوں گا“، ان لوگوں نے کہا: آپ نے انصاف سے بھی بڑھ کر بات کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور دریافت فرمایا: ”کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟“، انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا۔ آپ نے

فرمایا: ”تم مجھے جانتے ہی ہو اور میرے ساتھ رہ کر تم نے دیکھ ہی لیا ہے، چناں چہ تم مجھے اختیار کرو یا ان کو اختیار کرو“۔ حضرت زید نے کہا: میں آپ کے مقابلے میں کسی دوسرے کو اختیار نہیں کروں گا، آپ میرے لیے باپ اور چچا کی طرح ہیں، ان دونوں نے کہا: زید! تمھاری بربادی ہو، تم آزادی کے بدلے، اپنے والد، چچا اور گھر والوں کے بدلے غلامی کو پسند کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے اس آدمی میں ایسی چیز دیکھی ہے کہ اس کے بدلے میں کسی دوسرے کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ماجرا دیکھا تو زید کا ہاتھ پکڑ کر کعبۃ اللہ میں حجر میں لے گئے اور فرمایا: ”لوگو! گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث“۔ جب والد اور چچا نے اس اعلان کو سنا تو دونوں کو اطمینان ہو گیا۔

مراجع: الاصابہ ۱/۵۴۵۔۵۴۶

(۱۱۲)

زید ابن عمرو تمیمی یربوعی

زید بن عمرو بن قیس بن عتاب بن ہرمی بن ریاح بن یربوع تمیمی یربوعی۔

مرزبانی نے ”معجم الشعراء“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ زید مخضرم شاعر ہیں، عثمان بن عفان کے قتل کے سلسلے میں بنو تیم بن ثعلبہ نے بنو تمیم کے دو آدمیوں کو مار ڈالا تو زید نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان کا مرثیہ کہا:

لَتَبْكِ النِّسَاءُ الْمُرْضِعَاتُ بِمَحَرَّةٍ وَكِيْعًا وَمَسْعُوْدًا قَتِيْلَا الْحَنَائِمِ

كِلَا أَخَوَيْنَا كَانَ فَرْعَ دِعَامَةٍ وَلَا يَلْبَثُ الْبَيْتُ انْقِضَاضَ الدَّعَائِمِ

(دودھ پینے والی عورتیں مقام حنائم کے مقتولین وکیع اور مسعود پر مسلسل گرم جوشی کے ساتھ روئے۔
وہ دونوں ہمارے بھائی سرداری کے دو ستون تھے، وہ گھر باقی نہیں رہتا جس کے ستون میں دراڑیں پڑی ہوں)

مراجع: الاصابہ ۱/۵۶۶، الضائع ۶۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۰۸۔۱۰۹

(۱۱۳)

ساریہ ابن زنیم دئلی

ساریہ بن زنیم بن عبداللہ بن جابر بن محمیۃ بن عبد بن عدی بن دئل بن بکر بن عبد مناۃ بن

کنانہ دئلی۔

ساریہ بن زنیم نے اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کی تھی، اس جرم میں آپ نے ان کا خون ہدر کردیا، جب اس کی اطلاع ساریہ کو ملی تو ان کا جینا دوبھر ہوگیا، اوران کو زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ محسوس ہونے لگی، پھر انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی اور یہ اشعار کہے:

تَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّکَ قَادِرٌ ۔۔۔ عَلیٰ کُلِّ حَيٍّ مِنْ تِهَامَةَ وَمَنْجَدِ
تَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّکَ مُدْرِکِیْ ۔۔۔ وَأَنَّ وَعِيْداً مِّنْکَ کَالْأَخْذِ بِالْيَدِ
تَعْلَمُ بِأَنَّ الرَّکْبَ إِلَّاعُوَيْمِراً ۔۔۔ هُمُ الْکَاذِبُوْنَ الْمُخْلِفُوْ کُلِّ مَوْعِدِ
وَنُبِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنِّيْ هَجَوْتُهُ ۔۔۔ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِيْ إِلَيَّ إِذاً يَدِيْ
سِوىٰ أَنَّنِيْ قَدْ قُلْتُ وَيْلَ فِتْيَةٍ ۔۔۔ أُصِيْبُوْ ابِنَحْسٍ لَا يُطَاقُ وَأَسْعَدِ
أَصَابَهُمْ مَنْ لَّمْ يَکُنْ لِدِمَائِهِمْ ۔۔۔ کُفُوًّا فَعَزَّتْ عَوْلَتِیْ وَتَجَلُّدِيْ
ذُؤَيْبٌ وَکُلْثُوْمٌ وَسَلْمیٰ تَتَابَعُوْا ۔۔۔ أُوْلٰئِکَ أَن لَّا تَدْمَعِ الْعَيْنُ أَکْمَدِ
عَلیٰ أَنَّ سَلْمٰی لَيْسَ فِيْهَا کَمِثْلِهٖ ۔۔۔ وَإِخْوَتِهٖ وَهَلْ مُلُوْکٌ کَأَعْبُدِ
وَإِنِّيْ لَاعِرْضاً خَرَقْتُ وَلَا دَماً ۔۔۔ هَرَقْتُ فَذَکِّرْ عَالِمَ الْحَقِّ وَاقْصُدِ
فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ۔۔۔ أَبَرَّ وَأَوْ فیٰ ذِمَّةً مِنْ مُحَمَّدِ

(اللہ کے رسول آپ جانتے ہیں کہ آپ کو تہامہ اور نجد کے ہر شخص پر قابو ہے۔
اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ آپ مجھ کو پکڑ لیں گے اور آپ کا دھمکی دینا ہی گرفتار کرنے کی طرح ہے۔
آپ جانتے ہیں کہ سوائے عویمر کے پورا قافلہ جھوٹا اور وعدہ خلاف ہے۔
اللہ کے رسول کو یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ میں نے آپ کی ہجو کی ہے، اگر اس طرح ہے تو میرے ہاتھ میں کوڑا اٹھانے کی طاقت نہ رہے۔
البتہ میں نے صرف اتنا کہا کہ ان نوجوانوں کے لیے بربادی ہو، جو نا قابل برداشت نحوست کا شکار ہوگئے اور میں خوش بخت ہی رہا۔
ان نوجوانوں کا خون ان لوگوں نے کیا جو ان کے کفو اور ہم سر نہیں تھے، چناں چہ میرا واویلا مچانا اور ڈٹا رہنا گراں گزرا۔
ذویب، کلثوم اور سلمی سبھی قبیلے میرے پیچھے پڑ گئے تاکہ رنج وغم کے باوجود آنکھ میں آنسو نہ آئے۔
البتہ قبیلہ سلمہ اس کی طرح اور اس کے بھائیوں کی طرح نہیں ہے، کیا شاہان غلاموں کی طرح ہوتے ہیں۔
میں نے نہ کسی کی عزت تارتار کی ہے اور نہ میں نے کسی کا خون بہایا ہے، چناں چہ حق کو جاننے والے یعنی اللہ کو یاد کیجیے اور میرے معاملے میں میانہ روی اختیار فرمایئے)

یہ اشعار اسید بن ابوایاس کی طرف بھی منسوب ہیں۔

واقدی اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ وہ جاہلیت میں بڑے حملہ آور اور چور تھے، وہ اتنا تیز دوڑتے تھے کہ گھوڑے کو پیچھے چھوڑ دیتے تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ہوئے، حضرت عمر نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنایا اور ایران کی طرف روانہ کیا، یہ ۲۳ ہجری کا واقعہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ان کے خیال میں آیا کہ مذکورہ لشکر کی دشمنوں کے ساتھ جنگ ہوگئی ہے اور وہ وادی کے بیچ میں ہے اور شکست سے دوچار ہونے ہی والے ہیں، ان کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا، حضرت عمر نے خطبہ کے دوران ہی کہا: ساریہ: پہاڑ پہاڑ۔ یعنی پہاڑ کی اوٹ میں چلے جاؤ اور انھوں نے اپنی آواز کو بلند کیا، اللہ نے یہ بات ساریہ تک پہنچادی، وہ اپنی فوج لے کر پہاڑ کے پاس گئے اور ایک ہی طرف سے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہم کنار کیا۔

مراجع: الاصابۃ ج ۲ ص ۲۔۳، الوافی بالوفیات ۱۵/ ۷۵۔۷۶، الأعلام ۳/ ۶۹، الأغانی ۲۲/ ۲۲۶، البدایۃ والنھایۃ ۶/ ۸۸، ۲۰۷، ۳۲۸، ۷/ ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۵، تاریخ الاسلام للذہبی ۲/ ۴۹، تاریخ الأمم والملوک للطبری ۴/ ۹۴، ۱۷۴۔۱۷۹، تھذیب ابن عساکر ۶/ ۴۲، الشعر والشعراء ۲۶۲، الضائع ۵۶۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۰، منح المدح ۱۱۸، شعراء المخضرمین والأمویین ۱۷۸

(۱۱۴)

ساعدہ ابن جوین/ ابن جویہ

ساعدہ مخضرم شاعر ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

آمدی نے لکھا ہے کہ ساعدہ بن جویہ کا تعلق قبیلہ بنو کعب بن کاہل بن حرث بن سعد ہذلی سے ہے، وہ قادر الکلام بہترین جاہلی شاعر ہیں، ان کے شعر میں غریب الفاظ زیادہ ملتے ہیں اور معانی میں غموض اور پیچیدگی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے مندرجہ ذیل شعر تلوار کے سلسلے میں کہا ہے:

يُرِيٰ أَثْرُهُ فِيْ صَفْحَتَيْهِ كَأَنَّهُ ۔۔۔ مَدَارِجُ شَبْثَاءَ لَهُنَّ دَبِيبُ

(اس کا اثر تلوار کے دونوں طرف نظر آرہا ہے گویا کہ وہ مکڑیوں کی گزرگاہیں ہیں جو آہستہ آہستہ چلتی ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۱۰۶

(۱۱۵)

ساعدہ ابن عجلان ہذلی

یہ مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کے وہ پیدل ہی حملے کرتے تھے، حملے کے لیے گھوڑے کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۱۰۸، الأعلام ۳/۷۰، دیوان الھذلیین ۳/۱۰۵، سمط اللآلی ۲۲۳، شرح أشعار الھذلیین للسکری ۳۳۳-۳۴۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۰، شعراء المخضر مین والأ موئین ۱۷۸

(۱۱۶)

سالم (غیر منسوب)

واقدی نے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کا گزر مدینہ میں ایک مجلس سے ہوا، جس میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے، عمر نے ان کی طرف دیکھا اور دریافت کیا: کیا تم کاہن ہو؟ انھوں نے کہا: امیر المؤمنین:

هَدَى اللّٰهُ بِالإِسْلامِ كُلَّ جَاهِلٍ وَدَفَعَ بِالْحَقِّ كُلَّ بَاطِلِ

وَأَقَامَ بِالْقُرْآنِ كُلَّ مَائِلِ وَأَغْنَى بِمُحَمَّدٍ كُلَّ عَائِلِ

(اللہ تعالی نے اسلام کے ذریعے ہر جاہل کو ہدایت سے سرفراز کیا اور حق کے ذریعے ہر باطل کو مٹادیا۔
اور قرآن کے ذریعے ہر گمراہ کو راہِ راست پر لے آیا اور محمد ﷺ کے ذریعے ہر فقیر کو بے نیاز کر دیا)

حضرت عمر نے دریافت کیا: تمہاری اس کے ساتھ کب سے ملاقات ہے؟ یعنی اپنے جن ساتھی کے ساتھ، انھوں نے کہا: اسلام سے پہلے وہ میرے پاس آیا اور اس نے چیخنا شروع کیا: سالم! سالم! پھر اس نے واقعہ بیان کیا، اسی میں سالم کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۸

(۱۱۷)

سحیم ابن وثیل رباحی

سحیم مخضرم شاعر ہیں۔

ابن درید نے لکھا ہے کہ انھوں نے چالیس سال زمانۂ جاہلیت میں گزارے اور عہدِ اسلام میں ساٹھ سال۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ انھوں نے اور فرزدق کے والد غالب بن صعصعہ نے مفاخرت میں اونٹ ذبح کیے، جب یہ بات حضرت علی کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا: اس میں سے کچھ بھی مت کھاؤ، کیوں کہ یہ غیر اللہ کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار سحیم کے ہیں:

أَنَـا ابْـنُ جَلَا وَطَلَّاعُ الثَّنَـايَـا مَتـىٰ أَضَـعُ الْـعَـمَـامَةَ تَـعْـرِفُـوْنَـنِـىْ

وَمَـا ذَا يُـدْرِكُ الشُّـعَـرَاءُ مِنِّـىْ وَقَـدْ جَـاوَزْتُ حَـدَّ الْأَرْبَـعِـيْـنَ

(میں بلند مرتبہ سردار ہوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اترنے والا بہادر ہوں، یعنی میرے کارنامے عظیم ہیں، جب میں عمامہ اتارتا ہوں تو تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

شعراء کو مجھ سے کیا ملے گا، حالاں کہ میری عمر چالیس سے تجاوز کر گئی ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۱۰۹، الأصمعیات رقم ۱، الأعلام ۳/ ۷۹، الأغانی ۱۲/ ۱۴۹، ۲۵۱، ۲۱/ ۲۸۵، ۲۸۶، الأمالی ۱/ ۳۴۶، ۲/ ۱۲۰، ۳/ ۵۲، البیان والتبیین ۳/ ۳۴۳، جمھرۃ أنساب العرب ۲۱۵، الحیوان ۳/ ۱۰۴، خزانۃ الأدب ۳/ ۵۸۔ ۶۰، ۸/ ۶۶۔ ۶۹، دیوان الأدب ۳/ ۲۵۸، دیوان الشعر العربی ۱/ ۲۴۴، سمط اللآلی ۱/ ۵۵۸، الشعر والشعراء ۶۴۷، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۵۷۱، العقد الفرید ۵/ ۱۹۹، عیون الأخبار ۱/ ۲۵۹، ۴/ ۸۸، الکامل للمبرد ۱/ ۲۲۴، ۲/ ۸۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۲، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۰۱، وفیات الأعیان ۶/ ۸۷، شعراء المخضرمین والأمویین ۱۸۳۔ ۱۸۴

(۱۱۸)

سراقہ ابن مالک ابن جعشم کنانی مدلجی

سراقہ بن مالک بن جعشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ کنانی مدلجی۔

ان کی کنیت ابوسفیان ہے۔

امام بخاری نے ان کا قصہ بیان کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو سراقہ نے آپ کا پیچھا کیا، آپ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی تو ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے، پھر انھوں نے آپ سے امان طلب کی اور کہا کہ کسی کو آپ کے بارے میں نہیں بتاؤں گا، آپ نے ان کو امان لکھ کر دی، یہ فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے۔

ابن عیینہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالک سے فرمایا: اس وقت

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کسری کے کنگن پہنو گے؟ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسری کے کنگن، پٹھا اور تاج آیا تو انھوں نے حضرت سراقہ کو بلایا اوران کو پہنایا، ان کی کلائیوں پر بہت زیادہ بال تھے، حضرت عمر نے ان سے کہا: اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور کہو: اسی اللہ کی تعریف ہے جس نے یہ کنگن کسری بنو ہرمز سے چھین کر ایک بدّ و سراقہ کو پہنائے۔

ابو عمر نے کہا ہے کہ ان کی وفات حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ۲۴ ہجری کو عثمان کی شہادت سے پہلے ہوئی۔

سراقہ قادر الکلام شاعر تھے، مندرجہ ذیل اشعار انھوں نے ابو جھل کو مخاطب کرتے ہوئے کہے:

أَبَا حَكَمٍ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ شَاهِداً ۔۔۔ لِأَمْرِ جَوَادِيْ إِذْتَسُوْخُ قَوَائِمُهُ

عَلِمْتَ وَلَمْ تَشْكُكْ بِأَنَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ رَسُوْلٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَايُقَاوِمُهُ؟

عَلَيْكَ بِكَفِّ الْقَوْمِ عَنْهُ فَإِنَّنِيْ ۔۔۔ أرىٰ أَمْرَهُ يَوْمًا سَتَبْدُوْ مَعَالِمُهُ

بَأَمْرٍ يَوَدُّ النَّاسُ فِيْهِ بِأَسْرِهِمْ ۔۔۔ بِأَنَّ جَمِيْعَ النَّاسِ طُرًّا يُسَالِمُهُ

(ابو حکم! اگر تم اس وقت موجود رہتے جب میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔

تم جان لیتے اور تم کو اس میں شک نہیں ہوتا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے ان کو دلائل دے کر بھیجا ہے، پھر ان کا مقابلہ کون کرسکتا ہے

یہ تمھاری ذمہ داری ہے کہ قوم کو اس کے راستے میں آنے سے روکو، کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جلد ہی اس کا دین غالب آجائے گا۔

ایسا وقت آئے گا کہ سب کے سب لوگ اس کو چاہنے لگیں گے اور تمام لوگ اس کے ساتھ مصالحت کریں گے)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۸۔۱۹، الوافی بالوفیات ۱۵/ ۱۳۰۔۱۳۱، الأعلام ۳/ ۸۰، البدایۃ والنھایۃ ۳/ ۱۸۰۔۱۸۲، الحیوان ۱/ ۲۹۹، ۶/ ۲۲۱

(۱۱۹)

سراقہ ابن مرداس سلمی

سراقہ ابن مرداس سلمی، عباس ابن مرداس کے بھائی ہیں۔

ابو الفرج اصبہانی نے کہا ہے کہ عباس بن مرداس کی کنیت ابو ہیثم تھی، ان ہی کے سلسلے میں ان کے بھائی سراقہ نے بطور مرثیہ یہ شعر کہا:

أَعَيْنِ أَلَا أَبْكِي أَبَا الْهَيْثَمِ وَاذْرِي الدُّمُوعَ وَلَا تَسْأَمِي

(اے میری آنکھ! کیا میں ابوہیثم پر نہ روؤں، تم مسلسل آنسو بہاؤ اور اکتاؤ نہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۱۹، الأعلام ۳/ ۸۰، الأغانی ۸/ ۲۳، ۲۲، ۳، ۷، ۴، ۷، ۹/ ۱۶، ۱۸، البدایہ والنھایہ ۸/ ۲۷۳، ۲۸۶، ۹/ ۲۹، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/ ۲۴۸، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۳/ ۳۵، تھذیب ابن عساکر ۱/ ۶۹، تھذیب تاریخ دمشق ۶/ ۱۷، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۳۷۵، العقد الفرید ۲/ ۱۷۰، المؤتلف والمختلف ۱۳۴، معجم البلدان ۴/ ۳۲۹، معجم المؤلفین ۴/ ۲۰۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۲، الوافی بالوفیات، شعراء المخضر مین ولأ موییین ۱۸۴۔۱۸۵)

(۱۲۰)

سعد ابن خیثمہ اوسی انصاری

ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوخیثمہ ہے، ان کا نام سعد ابن خیثمہ ابن حارث اوسی انصاری ہے، یہ بیعت عقبہ کے بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے، ان کو جنگ بدر میں شہادت نصیب ہوئی۔

مراجع: الاصابہ رقم ۳۱۴۲، الأعلام ۳/ ۸۴، البدایہ والنھایہ ۳/ ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۷۴، ۱۹۴، ۱۹۵، ۳۱۶، ۳۱۹، ۳۲۸، ۵/ ۲۲۹، ۲۳۰، ۳۰۴، صفۃ الصفوۃ ۱/ ۱۸۵، شعراء المخضر مین ولأ موییین ۱۸۶

(۱۲۱)

سعد ابن مالک قرشی زہری

سعد بن مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔

ابواسحاق نے کہا ہے کہ سعد کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، ان میں سب سے اخیر میں سعد بن مالک کا ہی انتقال ہوا، اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلانے والے بھی سعد ہی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلسِ شوریٰ کے اراکین میں سے ایک تھے، ان کے بارے میں حضرت عمر نے فرمایا: اگر ان کو سیادت ملے تو ٹھیک ہے، ورنہ ان سے خلیفہ تعاون ضرور لے۔ ان ہی کے ہاتھوں عراق فتح ہوا، حضرت عمر نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا پھر ایک مدت بعد ان کو معزول کیا، پھر حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا دوبارہ گورنر بنایا، ان کے سلسلے میں مشہور ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے، ان کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ ۵۶ھ میں ہوا، ۵۴ھ، ۵۵ھ، ۵۷ھ اور ۵۸ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں، ۵۶ھ سب سے زیادہ مشہور ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینا شروع

کیا تو میں سات دن رکا رہا پھر میں نے اسلام قبول کیا اور میں تیسرا مسلمان ہوں، ابراہیم بن منذر نے کہا کہ وہ، طلحہ، زبیر اور علی ایک ہی ہیں یعنی ان کا حصہ ایک ہی ہے۔ ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ سعد آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے ماموں ہیں''۔

ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مکہ میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت سعد چند صحابہ کے ساتھ مکہ کی کسی گھاٹی میں تھے کہ چند مشرکین نمودار ہوئے اور انھوں نے صحابہ کو برانگیختہ کرنا شروع کیا اور ان کے دین کا عیب نکالنے لگے، یہاں تک کہ ان سے جھگڑنے بھی لگے تو حضرت سعد نے مشرکین کے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے سے مارا جس سے اس کو زخم آیا اور خون بہنے لگا، اللہ کے راستے میں سب سے پہلا خون یہی بہایا گیا۔

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جب سعد دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما''، چناں چہ آپ جو بھی دعا کرتے قبول ہوتی۔

جب حضرت عثمان کو قتل کر دیا گیا تو آپ اس فتنے سے دور رہے اور اپنے گھر میں گوشہ نشیں ہو گئے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ نے رات جاگ کر گزاری تو فرمایا: کاش میرے ساتھیوں میں سے کوئی نیک آدمی میری پہرے داری کرے، اسی وقت ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی، آپ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ آنے والے نے کہا: میں سعد ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو دعا دی۔

سعد بن مالک کا انتقال عقیق میں ہوا، تدفین کے لیے آپ کو مدینہ لایا گیا اور مسجد نبوی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، زبیر نے کہا ہے کہ جب عبیداللہ ابن حارث کو رسول ﷺ نے رابغ کے پاس قریش کے قافلے کو روکنے کے لئے بھیجا تو سعد اس لشکر میں تھے، دونوں طرف سے تیر اندازی ہوئی اور جنگ شروع ہوئی، اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلانے والے حضرت سعد تھے، اسی سلسلے میں حضرت سعد نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّيْ ... حَمَيْتُ صَحَابَتِيْ بِصُدُوْرِ نَبْلِيْ

أَذُوْدُ بِهَا عَدُوَّهُمْ ذِيَادًا ... بِكُلِّ حَزُوْنَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

فَمَا يُعْتَدُّ رَامٍ مِنْ مَعَدٍّ ... بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَبْلِيْ

(کیا اللہ کے رسول کو یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے اپنی تیروں سے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی۔
میں ان تیروں سے اِن کے دشمنوں کو ہر ناہموار زمین اور ہموار میدان میں ہٹا رہا تھا۔
قبیلہ معد کا کوئی شخص مجھ سے پہلے اللہ کے راستے میں تیر انداز شمار نہیں ہوگا)

مراجع: الاصابۃ ۱/۳۰-۳۲

(۱۲۲)

سعد معطل ہذلی

سعد مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، البتہ ان کا کوئی شعر نقل نہیں کیا ہے۔

مواجع: الاصابہ ۲/ ۱۱، الضائع ۱۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۳، شعراء المخضر مین والاً مویین ۱۸۷

(۱۲۳)

سعید ابن شجیر

ابن السکن نے روایت کیا ہے کہ سعید بن شجیر نبی کریم علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، بنو عامر نے راستے میں ان کو روک لیا اور کہا: تم گمراہ ہو گئے ہو، یہ سن کر سعید نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

وَتَغْضَبُ عَامِرٌ فِیْ غَیْرِ جُرْمٍ عَلَیْنَا أَنْ رَأَوْنَا مُسْلِمِیْنَا

(قبیلہ عامر کوئی جرم کیے بغیر ہی ہم سے ناراض ہے، ہمارا جرم یہی ہے کہ انھوں نے ہم کو مسلمان پایا)

مواجع: الاصابہ ۲/ ۴۲

(۱۲۴)

سفیان ابن جلس اسدی اسد خزیمہ

سفیان بن جلس بن کنیف بن سنان بن بدر بن ثعلبہ بن جعال بن نصر بن غافرہ اسدی۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خالد بن ولید کے لشکر کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے، اس موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

إِنِّیْ وَنَاقَتِیْ الْجَوْصَاءُ مُخْتَلِفٌ مِنَّا الْهَوٰی إِذْ بَلَغْنَا مِدْفَعَ الْبَیْنِ

(میں اور میری اونٹنی جوصاء کی مرضی اور خواہشات الگ الگ ہیں جب ہم مقام مدفع البین پہنچے)

مواجع: الاصابہ ۲/ ۱۱۲۔۱۱۳

(۱۲۵)

سفیان ابن صہبان مہری

سفیان خریف کے نام سے مشہور ہیں اور شاعر ہیں۔

ابن ابوداود نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

ابن یونس نے کہا ہے کہ سفیان فتح مصر میں شریک تھے اور انھوں نے یہ بات کہی کہ میں اور مقداد زمانہ جاہلیت میں چور تھے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۵۳

(۱۲۶)

سفیان ابن عمرو سلمی

وثیمہ نے لکھا ہے کہ وہ فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہے اور مرتد ہونے پر اپنی قوم کی مذمت کی اور ان میں بلیغ خطاب کیا، جس پر ان کی قوم نے سفیان کو تکلیف پہنچائی اور ان کے ساتھ گالی گلوج کیا، وثیمہ نے اس سلسلے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں اور کہا ہے کہ جب قوم والوں نے ان کی بات نہیں مانی تو وہ سفر کر کے مدینہ آئے اور وہیں رہنے لگے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۱۱۲

(۱۲۷)

سلمہ ابن عیاذ ازدی

ایک قول کے مطابق ان کا نام عیاذ ابن سلمہ ازدی ہے، یہ عمان کے شاہ تھے، اور شاعر بھی تھے،

سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر سنایا:

رَأَیْتُکَ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا   نَشَرْتَ کِتَابًا جَاءَ بِالْحَقِّ مُعْلَمًا

(بنی نوع انسانی کے سب سے بہترین شخص! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے وہ کتاب پھیلائی ہے جو حق لے کر آئی

ہے اور حق کو پھیلاتی ہے)

مراجع: معجم الشعراء للمرزبانی ۳۰۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۶، ۱۳۰، منح المدح ۲۱۵، شعراء الخضر مین والأ موئین ۱۹۴)

(۱۲۸)

سلمہ ابن عیاض اسدی

رشاطی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جارود عبدی کے ساتھ وفد میں آئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے سوال کرنے سے پہلے ان کے ذہن میں موجود سوالوں کو خود اپنی طرف سے پیش کیا، آپ کی خدمت میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار پیش کیے:

رَأَیْتُکَ یَـا خَیْـرَ الْبَـرِیَّةِ کُـلِّهَـا　　نَشَـرْتَ کِتَـابًـا جَـاءَ بِـالْحَقِّ مَعْلَمًا

شَـرَعْـتَ لَنَـا فِیْـهِ الْهُـدیٰ بَعْدَ رَجْعِنَا　　عَـنِ الْحَـقِّ لَـمَّـا أَصْبَـحَ الْأَمْـرُ مُظْلِمًا

(بنی نوع انسانی کے سب سے بہترین شخص! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے وہ کتاب پھیلائی ہے جو حق لے کر آئی ہے اور حق کو پھیلاتی ہے۔

اس میں آپ نے ہمارے لیے ہدایت مشروع کی ہے، حالاں کہ ہم حق سے روگرداں تھے اور ہمارا معاملہ تاریک ہو چکا تھا)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۶۵، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۳/ ۴۷۲، ۵۵۶، عیون الاثر ۲/ ۲۹۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۷، شعراء الخضر مین والأ موئین ۱۹۵، منح المدح ۱۲۰)

(۱۲۹)

سلمہ ابن یزید جعفی

سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی۔

انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، سلمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ اور ان کے اخیافی بھائی قیس بن سلمہ بن شراحیل نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے قیس کو بنو مروان کا ذمہ دار بنایا۔

مرزبانی نے ہی لکھا ہے کہ سلمہ بن یزید نے اپنے حقیقی بھائی قیس بن یزید کے مرثیہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَمْ تَعْلَمِيْ أَنْ لَسْتُ مَا عِشْتُ لَا قِيَا أَخِيْ إِذْ أَتَىٰ مِنْ دُوْنِ أَوْصَالِهِ الْقَبْرُ
وَهَوَّنَ وَجْدِيْ أَنَّنِيْ سَوْفَ أَقْتَدِيْ عَلَىٰ أَثَرِهِ يَوْمًا وَإِنْ نُفِّسَ الْأَمْرُ
فَتًى كَانَ يُدْنِيْهِ الْغِنَىٰ مِنْ صَدِيْقِهِ إِذَا مَا هُوَا سْتَغْنَىٰ وَيُبْعِدُهُ الْفَقْرُ

(کیا تم نہیں جانتی کہ میں نے کبھی اپنے بھائی کے ساتھ زندگی نہیں گزاری، جب اس سے ملاقات میں قبر رکاوٹ بنی۔
اور میرے غم کو اس بات نے ہلکا کر دیا کہ میں بھی کسی دن اس کے نقش قدم پر فدا ہو جاؤں گا، اگر چہ غم و تکلیف دور ہو کر تسلی ہوگئی ہے۔
وہ ایسا نوجوان تھا کہ جب وہ مال دار اور بے نیاز ہو جاتا تھا تو اپنے دوستوں سے قریب ہوتا تھا اور ان کی مدد کرتا تھا، جب اس کو ضرورت پڑتی ہے اور اس کے پاس مال نہیں رہتا ہے تو ان سے مدد طلب کرنے کے لیے نہیں جاتا)

مراجع: الاصابۃ ۲/۶۷، شعراء المخضر مین والأ مویین ۱۹۵۔۱۹۶، الصنائع ۲۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۱۷

(۱۳۰)

سلیک عقیلی اقطع

سلیک کو عہد نبوی ملا، لیکن شرف ملاقات حاصل نہیں ہوا، انھوں نے جنگ یمامہ میں شرکت کی، اس جنگ میں ان کی ایک ہتھیلی کٹ گئی، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

كَيْفَ تَرَانِيْ وَأَخِيْ عَطَارِدَا نَذُوْدُ مِنْ حَنِيْفَةَ الْمُذَاوِدَا
أَنْشِدُ كَفًّا ذَهَبَتْ وَسَاعِدًا أُنْشِدُهَا وَلَا أَرَانِيْ وَاجِدَا

(میں اور میرا بھائی عطارد اس وقت تمھاری نگاہوں میں کیسے لگتے ہیں جب ہم دونوں بنو حنیفہ سے مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔
میں وہ ہتھیلی اور کلائی تلاش کر رہا ہوں جو کٹ چکی ہے، لیکن مجھے اس پر کوئی غم نہیں ہو رہا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۱۳

(۱۳۱)

سلیم ابن عبدالعزیز ابن عبید سلمی

ان کی کنیت ابو شجرہ ہے اور یہ مشہور شاعرہ حضرت خنساء کے بیٹے ہیں، وہ اپنی ماں کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے، پھر حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں مرتد ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی۔

مبرد نے کامل میں لکھا ہے کہ عرب کے فتاکین میں ان کا شمار ہوتا ہے، زمانۂ ارتداد میں ان کے قصیدہ کے یہ اشعار بہت مشہور ہوئے:

أَلا أَيُّهَا الْمُدْلِي بَكُرَةَ قَوْمِهِ وَحَظُّكَ مِنْهُمْ أَنْ تُذِلَّ وَتَقْهَرَا

سَلِ النَّاسَ عَنَّا كُلَّ يَوْمِ كَرِيهَةٍ إِذَا مَا الْتَقَيْنَا دَارُ عَيْنٍ وَحُسَّرَا

(اپنی قوم کی چرخی کھینچنے والے یعنی اپنی قوم کے سردار! ان کی طرف سے تمھارا نصیب یہی ہے کہ تم ذلیل ہو جاؤ اور پیچھے ہٹ جاؤ۔

لوگوں سے ہمارے بارے میں پوچھئے کہ دارعین اور مقام جسر میں جب ہماری جنگ ہوئی تو ہم نے کیا کارنامے انجام دیے اور ہر جنگ میں ہمارے کیا کارنامے رہے ہیں؟)

اسی قصیدے میں وہ کہتے ہیں:

فَرَوَيْتُ رُمْحِيْ مِنْ كَتِيبَةِ خَالِدٍ وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ بَعْدَهَا أَنْ أُعَمَّرَا

(چناں چہ میں نے خالد کی فوج سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا اور مجھے امید ہے کہ اس کے بعد میں بڑی عمر تک زندہ رہوں گا)

پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمر کے پاس آئے تو انھوں نے دریافت کیا: ابو شجرہ سلمی! کیا تم نے یہ شعر نہیں کہا: "فرویت رمحی......" پھر حضرت عمر نے کوڑے سے ان کو مارا تو وہ بھاگ گئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر بچ نکلے، اس وقت وہ کہہ رہے تھے:

قَدْ ضَنَّ عَنَّا أَبُوْ حَفْصٍ بِنَائِلِهِ وَكُلُّ مُخْتَبِطٍ يَوْمًا لَهُ وَرِقُ

مَازَالَ يَضْرِبُنِيْ حَتّٰى خَذِيْتُ لَهُ وَحَالَ مِنْ دُوْنِ بَعْضِ الرَّغْبَةِ الشَّفَقُ

(ابو حفص نے عطیہ دینے میں کنجوسی کی اور روندا ہوا شخص کسی نہ کسی دن اس کی چاندی ہو جاتی ہے۔

وہ برابر مجھے مارتے رہے یہاں تک کہ میں نے اپنے اونٹ کی حدی خوانی کی اور اس پر بیٹھ کر بھاگ لیا اور بعض رغبت کے سامنے خوف رکاوٹ ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/۷۲-۷۳

(۱۳۲)

سمحج جنی

فاکہانی نے ''کتاب مکۃ'' میں عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ہم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدائے اسلام میں تھے کہ مکہ کی کسی پہاڑی سے ایک آواز آئی، اس سے مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان ہے، جس کسی شیطان نے جب بھی کسی نبی کے خلاف بھڑکایا تو اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا''۔ اس کے بعد جب نبی کریم ﷺ سے ہماری ملاقات ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے اس کو ایک جن کے ہاتھوں قتل کر دیا جس کا نام سمحج ہے، اس نے اپنا نام بدل کر عبداللہ رکھا ہے''، جب شام ہوئی تو ہم نے اسی جگہ ایک آواز سنی:

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا لَمَّا طَغیٰ وَاسْتَکْبَرَا
صَغَّرَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْکَرَا بِشَتْمِهِ نَبِیَّنَا الْمُظَفَّرَا

(ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب وہ سرکش ہو گیا اور حد سے بڑھ گیا۔
اس نے ہمارے نبی کو گالی دے کر حق کو ذلیل کیا اور منکر کو رائج کیا)

مراجع: الاصابۃ ۲/۷۶۔۷۷

(۱۳۳)

سمعان ابن عمرو کلابی

سمعان بن عمرو بن قریظہ بن عبید بن ابوبکر بن کلاب کلابی۔

ابوالحسن مدائنی نے ''رسل رسول اللہ ﷺ'' میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سمعان بن عمرو کو عبداللہ بن عوسجہ کے ہاتھ خط بھیجا تو سمعان نے اس خط سے اپنے ڈول کی پیوند کاری کی، جس کی وجہ سے ان کو ''بنوالمرقع'' کہا جانے لگا، تھوڑے دنوں بعد سمعان نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل شعر سنایا:

أَقِلْنِیْ لَمَّا أَمَّنْتُ وَرْدًا وَلَمْ أَکُنْ بِأَسْوَأَ ذَنْبًا إِذْ أَتَیْتُکَ مِنْ وَرْدِ

(جب میں نے ورد ابن مرداس کو امان دیا تو میری عزت میں کمی آئی اور جب میں ورد کے پاس سے آیا تو میں بہت برا نہیں تھا)

وردا بن مرداس کی طرف اشارہ ہے، جن کا تعلق بنو سعد ہذیم سے تھا، آپ ﷺ نے ان کو عسیب کے سلسلے میں لکھا تھا تو انھوں نے عسیب پر حملہ کر کے ان کو زخمی کر دیا، پھر انھوں نے بعد میں اسلام قبول کیا اور زید بن حارثہ کے ساتھ وادی القری کی جنگ میں شریک ہوئے اور اسی میں شہید ہو گئے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۷۹۔۸۰

(۱۳۴)

سمعان ابن ہبیرہ اسدی

سمعان بن ہبیرہ بن مساحق بن عمیر بن اسامہ بن نصر بن معین بن حارث بن ثعلبہ بن ذودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔

سمعان کی کنیت ابو سمال ہے۔

سمعان کو عہدِ نبوی ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا، بعد میں انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

دار قطنی نے المؤتلف میں بیان کیا ہے کہ سمعان فتنۂ ارتداد میں طلحہ کے ساتھ تھے، جب خالد نے ان پر حملہ کیا تو انھوں نے طلیحہ سے پوچھا: آپ کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اسی واقعہ میں ہے کہ انھوں نے طلیحہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور دوبارہ اسلام لے آئے۔

مندرجہ ذیل اشعار میں انھوں نے اپنا نسب بیان کیا ہے:

أَبْلِغْ جُذَامَا وَلَخْمَا مَعًا عَلَى الْيَعْمُلَاتِ أُولَاتِ الْحَقِيبِ
وَقَوْلًا لِعَامِلَةِ الْأَقْرَبِيْنَ كَانَ أُولٰئِكَ أَوْلٰى نَسِيبِ
قَبَائِلَ مِنَّا نَأَتْ دَارُهُمْ وَهُمْ فِي الْقَرَابَةِ أَدْنٰى قَرِيبِ
هَلُمُّوا إِلَيْنَا نَجْلُو إِلٰى أَخٍ مُعْتَفٍ وَمَحَلٍّ رَحِيبِ

(تیز رفتار، کوکھ کے قریب پٹیاں بندھی ہوئی اونٹنیوں پر سفر کر کے قبیلہ جذام اور لخم کو میری بات پہنچادو یعنی جلدی سے میری بات جا کر کہہ دو۔

اور عاملۃ الاقربین کو میری بات پہنچادو، وہ بہترین نسب والے ہیں۔

ہم میں سے بعض قبیلوں کے علاقے میں ہم آتے ہیں، جو بہت ہی قریبی رشتے دار ہیں۔

ہمارے پاس آؤ، ہمارا تعلق وسیع علاقے سے ہے، اور ایسے شخص کی طرف ہماری نسبت ہے جس کے پاس لوگ داد و دہش لینے کے لیے آتے ہیں)

مغیرہ بن مقسم نے لکھا ہے کہ ابوسمال اپنا دروازہ بند نہیں کرتے تھے، ان کا ایک دشمن تھا، جو ہر وقت ندا لگایا کرتا تھا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ ہو، تو وہ ابوسمال کے گھر چلا جائے، یہ خبر حضرت عثمان کو معلوم ہوئی تو انھوں نے ابوسمال کے گھر کو اپنا مہمان خانہ بنایا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ انھوں نے حضرت علی کے عہدِ خلافت میں نجاشی حارثی کے ساتھ رمضان میں شراب پی تو نجاشی پر حد لگائی گئی اور ابوسمال بھاگ کر روپوش ہوگئے اور اس سلسلے میں شعر بھی کہا۔

الوافی بالوفیات میں ہے کہ یہ فصیح شاعر تھے، پھر اوپر والا واقعہ نقل کیا ہے اور مندرجہ ذیل اشعار تحریر کیے ہیں:

إِنْ نَدَّعِيْ مَعْشَراً لَيْسُوْا بِإِخْوَتِنَا حَتّٰى الْمَمَاتِ وَإِنْ عَزُّوْا وَإِنْ كَرُمُوْا
إِذْ نَحْنُ حَيٌّ جَمِيْعُ الْأَمْرِ حَلَّتَنَا غُوْراً تِهَامَةَ وَالْآسَافُ وَالْحَرَمُ
ثُمَّ اسْتَمَرَّتْ بِهِمْ دَارٌ مُفَرِّقَةٌ بَيْنَ الْجَمِيْعِ وَدَهْرٌ زَيَّنَهُ أَضَمُ

(جو ہمارے بھائی نہیں ہیں ہم ان کو اپنا قبیلہ موت تک نہیں سمجھتے، چاہے ان کی تعداد بڑھ جائے اور وہ باعزت ہوجائیں۔

جب ہماری قوم متحد اور متفق تھی، آج تہامہ، آساف اور حرم میں ہمارے لوگ ہیں۔

پھر ہماری قوم کے لوگ الگ الگ جگہوں پر مسلسل منتشر ہوتے رہے، زمانہ اس وقت مزین اور آراستہ رہتا ہے جب سب ملے ہوئے ہوں)

مراجع: الاصابہ ۲/۱۱۴، الوافی بالوفیات ۱۵/۴۵۲، تاریخ الرسل والملوک للطبری ۱/۴۴/۲۸، جمہرۃ النسب للکلبی ۲/۵۱۳، الشعر والشعراء ۱۸۷۔۱۸۸، شعراء النصرانیہ ۲/۴۱۔۴۴، المجائع ۲۷، شعراء المخضرمین والأمويين ۱۹۶، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۰۲، المعمرون والوصایا ۶۵۔۶۶

(۱۳۵)

سہم ابن حنظلہ غنوی

سہم بن حنظلہ بن خاقان بن خویلد بن حرمان غنوی۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں اور ان کا تعلق شام سے ہے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۱۱۵، الأعلام ۳/۲۱۱، تاریخ الأدب العربی نالینو ۲۵، جمہرۃ النسب للکلبی ۲/۴۹۹، الحیوان ۱/۱۸۲، ۴۵۸، ۲/۴۳۳، خزانۃ الأدب ۹/۴۳۵۔۴۳۶، رسالۃ الغفران ۴۴۸، سمط اللآلی ۲۰۷، المؤتلف والمختلف ۱۳۶، عیون الأخبار ۲/۸۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمويين ۱۹۸

(۱۳۶)

سوار ابن اوفی قشیری

سوار بن اوفی بن میرہ بن سلمہ بن قشیر بن کعب قشیری۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، سوار، نابغہ ذبیانی کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے، یہ شعران ہی کا ہے:

یَدْعُوْنَ سِوَاراً إِذَا احْمَرَّ الْقَنَا ۔۔۔ وَلِكُلِّ يَوْمٍ كَرِيْهَةٍ سِوَارُ

(جب نیزے خون سے لال ہو جاتے ہیں تو لوگ سوار کو پکارتے ہیں اور ہر جنگ میں سوار موجود رہتا ہے۔)

ان کی ہجو میں نابغہ نے مندرجہ ذیل شعر کہا ہے:

بَقِيْتُ عَلَى ابْنِ الْحَنَا وَظَلَمَتْنِيْ ۔۔۔ وَجَاءَتْ تَقُوْلُ كَانَ سَاءَ فَضْلًا

(میں ابن حنا کے ساتھ رہا اور حنا نے مجھ پر ظلم کیا اور کہنے لگی کہ اس نے احسان فراموشی کی ہے)

ابن الکلبی نے کہا ہے کہ ان کی ماں کا نام حناء بنت خالد ہے۔

سوار نے فخر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَبُوْ جَمَلٍ عَمِّيْ رَبِيْعَةُ لَمْ يَزَلْ ۔۔۔ لَدُنْ شَبَّ حَتّٰى مَاتَ فِي الْمَجْدِ رَاغِبًا

وَمِنَّا ابْنُ عَتَّابٍ وَنَاشِدِ رِحْلَةٍ ۔۔۔ وَمِنَّا الَّذِيْ آلَى الْحَيَّ حَاجِبًا

(ابو جمل ربیعہ میرے چچا ہیں، وہ برابر جوان رہے یہاں تک کہ عزت و شرافت کی تلاش اور خواہش کرتے ہوئے انتقال کر گئے۔ اور ہم ہی میں سے ابن عتاب ہیں اور اپنی سواری کو تلاش کرنے والے بھی ہیں اور ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں جنھوں نے قوم کی حفاظت کی)

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۱۶، الاغانی ۵/۱۸، خزانۃ الادب ۶/۲۴۳، ۲۴۵، الشعر والشعراء ۱/۴۴۹، شعراء قشیر ۱/۱۱۲، ۱۲۸، ۲۲۹، ۳۱۵، ۳۲۷، ۲/۳۵۷، الفضائع ۲۷-۳۷، معجم الشعراء المخضرمین والاموین ۱۹۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۱، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۹۰

(۱۳۷)

سوار ابن حبان منقری

یہ اسلامی جاہلی شاعر ہیں۔

ابو عبید بکری نے شرح الامالی میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۱۶

(۱۳۸)

سوید ابن صامت خزرجی انصاری

سوید بن صامت بن حارثہ بن قیس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری۔

ابن سعد اور طبری نے لکھا ہے کہ سوید جنگِ احد میں شریک تھے۔

دعبل بن علی نے ''طبقات الشعراء'' میں لکھا ہے کہ انھوں نے کسی سے قرض لیا تھا، جس کی مدت ختم ہوئی تو ان سے قرض واپس طلب کیا گیا، انھوں نے اپنی قوم سے مدد طلب کی تو انھوں نے مدد نہیں کی، اس پر انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَأَصْبَحْتُ قَدْ أَنْكَرْتُ قَوْمِيْ كَأَنَّنِيْ　　جَنَيْتُ لَهُمْ بِالدَّيْنِ إِحْدَى الْفَضَائِحِ

أَدِيْنُ وَمَا دَيْنِيْ عَلَيْهِمْ بِمَغْرَمٍ　　وَلٰكِنَّنِيْ عَلَى الْخَوَرِ الْجَلَادِ الْقَرَادِحِ

أَدِيْنُ عَلَى أَثْمَارِهَا وَأُصُوْلِهَا　　لِمَوْلًى قَرِيْبٍ أَوْ لِآخَرَ نَازِحِ

(میں نے صبح صبح دیکھا کہ میری قوم مجھے اجنبی اور انجانی سی لگ رہی ہے، گویا میں نے قرض لے کر ان کے حق میں بڑی رسوائی کا کام کیا ہے۔

کیا قرض کی وجہ سے قوم کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے؟ میرا قرض قوم کے لیے ایسا نہیں ہے کہ اس سے چھٹکارا پانا ناممکن ہو، لیکن میں بلیوں کے لیے بڑے ڈیل ڈول والے بندر کی طرح باہمت اور مضبوط ہوں۔

جو قرض میں نے لیا ہے اس کا فائدہ کس کو پہنچا اور وہ کس پر خرچ ہوا، قریبی رشتے دار پر یا کسی دشمن پر؟)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۹۸، الأعلام ۳/ ۱۴۵، الأغانی ۳/ ۲۷، البدایۃ والنھایۃ ۳/ ۱۴۴، ۱۴۵، ۲۲۷، سمط اللآلی ۳۶۱، سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۱۴۸، معجم الشعراء المخضرمین والأموبین ۲۰۰۔ ۲۰۱

(۱۳۹)

سوید ابن عدی طائی

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، ان کو زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام دونوں ملا، چناں چہ انھوں نے اسلام قبول کیا، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں، یہ بسیار گو شاعر ہیں:

تَرَكْتُ الشِّعْرَ وَاسْتَبْدَلْتُ مِنْهُ　　إِذَا دَاعِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَامَا

كِتَابُ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ   وَوَدَّعْتُ الْمُدَامَةَ وَالنَّدَامَا

(میں نے شعر کو چھوڑ دیا اور جب صبح کی نماز کے لیے آواز دی گئی تو نماز کھڑی ہوگئی۔
تو میں نے شعر کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب کو اپنایا، جس کا کوئی شریک نہیں، اور میں نے شراب اور ہم نشینوں کو الوداع کہہ دیا)

کہا گیا ہے کہ ان کا نام عدی بن عمرو بن سوید ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۱۷، الضائع ۷۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۲، معجم الشعراء المخضر مین والأ موبین ۲۰۱

(۱۴۰)

سوید ابن کراع عقیلی

ایک قول کے مطابق کراع ان کی والدہ کا نام ہے، اور ان کے والد کا نام سوید ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے والد کا نام عمرو ہے۔

سوید مخضرم شاعر ہیں، انھوں نے مشہور شاعر جریر کی ماں کو پہلے پیغام بھیجا تھا، پھر ان کو طویل عمر ملی اور انھوں نے جریر اور فرزدق کے درمیان حکم کا رول ادا کیا، وہ بڑے پختہ کار شاعر تھے، انھوں نے حضرت عثمان بن عفان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

فَإِنْ تَزْجُرَانِيْ يَا ابْنَ عَفَّانَ أَزْدَجِرْ   وَإِنْ تَدْعَوَانِيْ أَحْمِي عِرْضًا مُمَنَّعَا

(اے عثمان ابن عفان! اگر آپ مجھے ڈانٹیں گے تو میں باز آجاؤں گا، اگر آپ مجھے بلائیں گے تو میں مضبوط عزت کی حفاظت کروں گا)

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

الوافی بالوفیات میں ہے کہ وہ شاعر، شہسوار اور دولت امویہ کے پہلے صف کے اسلامی شعراء میں تھے، جریر اور فرزدق کے زمانے میں بھی یہ زندہ تھے، انھوں نے بنو عبد اللہ کی ہجو کی، تو بنو عبد اللہ نے سعید بن عثمان کے پاس ان کی شکایت کی، سعید نے ان کو طلب کیا، ان کا ارادہ تھا کہ سوید کی زجر و توبیخ کر کے ان کو قید میں ڈال دے، لیکن وہ بھاگ گئے اور کئی مدت تک روپوش رہے، پھر ان کے سلسلے میں چند لوگوں نے سعید ابن عثمان سے بات کی تو انھوں نے سوید کو معاف کر دیا اور ان سے وعدہ لیا کہ دوبارہ کسی کی ہجو نہیں کریں گے، اس واقعے کے سلسلے میں انھوں نے قصیدہ کہا، جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

تَقُوْلُ ابْنَةُ الْعَوْفِيِّ لَيْلَىٰ أَلَا تَرَىٰ   إِلَى ابْنِ كُرَاعٍ لَا يَزَالُ مُفَزَّعَاً
مَخَافَةُ هٰذَيْنِ الْأَمِيْرَيْنِ سَهَّدَتْ   رُقَادِيْ وَغَشَّتْنِيْ بَيَاضاً تَقَزَّعَاً

(عوفی کی دختر لیلی کہہ رہی ہیں کہ کیا تم ابن کراع کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ ابھی تک گھرایا ہوا ہے۔
ان دو امراء کے خوف نے میری نیند اڑا دی ہے اور مجھ کو سفید بادل کے کپڑے پہنا دیے ہیں یعنی رات دن کی طرح ہوگئی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۱۷، الوافی بالوفیات ۱۶/ ۴۸۔۴۹، الأعلام ۳/ ۱۴۶، الأغانی ۱۲/ ۳۸۹۔۴۰۰، سمط اللآلی ۴۴۶، ۹۱۷، ۹۴۳، الشعر والشعراء ۲۴۱، طبقات فحول الشعراء ۱۴۳۔۱۴۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۰۱) ان کا دیوان حاتم ضامن نے (دس شعراء کے ضمن میں جمع کیا ہے جو ۱۹۹۰ء میں بغداد سے شائع ہوا ہے۔

(۱۴۱)

سیف ابن نعمان لخمی

سیف نے روایت کیا ہے کہ ابوبکر کے ابتدائے عہدِ خلافت میں انھوں نے اسامہ بن زید کے ساتھ بنو جذام کے خلاف جنگ کی، اس جنگ کے سلسلے میں سیف نے ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۱۸

(۱۴۲)

شبیب ابن حجل ابن فضلہ باہلی

''الفتوح'' میں ابوموسی اشعری کے ساتھ ان کا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شبیب زمانہ جاہلیت میں تھے اور ان کو طویل عمر ملی تھی اور وہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے، زبیر بن بکار نے الموفقیات میں بیان کیا ہے کہ ابوموسی اشعری گھوڑے پر سوار تھے کہ شبیب بن حجل بن نضلہ باہلی کا ان کے پاس سے گزر ہوا، وہ لاغر گھوڑے پر سوار تھے، یہ دیکھ کر ابوموسی نے کہا: بـالٍ عـلـی بـالٍ (ایک بوسیدہ دوسرے بوسیدہ پر سوار ہے) یہ بات شبیب کو معلوم ہوئی تو انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

رَآنِـي الْأَشْـعَـرِيُّ فَـقَـالَ بَـالٍ عَـلـىٰ بَـالٍ وَلَـمْ يَـعْـلَـمْ بَلَائِـيْ
وَمِـثْـلَـكَ قَـدْ قَـضَـيْـتُ الـرُّمْـحَ فِيْـهِ فَـبَـاءَ بِـدَائِـهِ وَشَـفَـيْـتُ دَائِـيْ

(اشعری نے مجھے دیکھا تو کہا: ایک بوسیدہ دوسرے بوسیدہ پر سوار ہے، ان کو میرے کارناموں کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔
آپ جیسے بہت سے لوگوں پر میں نے نیزے سے حملہ کیا، چناں چہ وہ اپنے جسم پر زخم لے کر لوٹا اور میں نے اپنی بیماری کی دوا کی یعنی میرے دل کی بھڑاس نکال لی)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۶۰

(۱۴۳)

شداد ابن عارض جشمی

شداد مشہور شاعر ہیں، ان کو آپ ﷺ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف پر حملہ کرنے کی غرض سے نکل پڑے تو شداد بن عارض نے کہا:

لَا تَنْصُرُوا اللَّاتَ إِنَّ اللّٰهَ مُهْلِكُهَا وَكَيْفَ يَنْصُرُ مَنْ هُوَ لَيْسَ يَنْتَصِرُ

إِنَّ الرَّسُوْلَ مَتىٰ يَنْزِلْ بِلَادَكُمْ يَظْعَنُ وَلَيْسَ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا بَشَرُ

(لات کی مدد نہ کرو، یقینی طور پر اللہ اس کو ہلاک کردے گا، اس کی مدد کیسے کی جاسکتی ہے جس میں مدد قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔

اللہ کے رسول جب تمھارے علاقوں پر دھاوا بولیں گے تو وہاں کے تمام لوگ اپنا علاقہ خالی کر کے بھاگ جائیں گے اور وہاں کوئی بھی نہیں رکے گا)

ابن اسحاق نے دوسری جگہ نقل کیا ہے کہ شداد بن عارض نے عینیہ بن حصن کو مخاطب کرتے ہوئے اشعار کہے، پھر انھوں نے مندرجہ بالا اشعار کو نقل کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۳۹، البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۳۴۶، عیون الاثر ۲/ ۲۵۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۳، منح المدح ۱۲۵، معجم الشعراء المخضر مین والاموییین ۲۰۳

(۱۴۴)

شریح ابن ہانی حارثی

شریح بن ہانی بن یزید بن نہیک، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام شریح بن ہانی بن یزید بن حارث بن کعب حارثی ہے، ان کی کنیت ابو مقدام ہے۔

ان کو نبی کریم ﷺ کا زمانہ ملا، لیکن انھوں نے آپ کی وفات کے بعد مدینہ ہجرت کی، ان کے والد ہانی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے، آپ نے ان سے دریافت کیا: آپ کے بڑے فرزند کون ہیں؟ انھوں نے کہا: شریح، آپ نے فرمایا: ''تم ابو شریح ہو''، اس سے پہلے ان کی کنیت ابو الحکم

تھی۔ (ابوداود، نسائی اور ابن حبان نے یہ روایت کی ہے)

امام مسلم نے ان کا تذکرہ مخضرمین میں کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان نے ان کو جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی کا ساتھ دینے والے امراء میں شمار کیا ہے۔

ابونعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ شریح ۱۱۰ سال زندہ رہے۔

قاسم بن مخیمرہ نے کہا ہے کہ میں نے ان سے افضل کسی شخص کو نہیں دیکھا، ۷۸ھ میں عبیداللہ بن ابوبکرہ کی معیت میں جنگ کرتے ہوئے سجستان میں شہید ہوئے، کفار سجستان کی تمام گلیوں پر قابض ہوگئے تھے، پھر کافروں کے اس لشکر کے اکثر لوگ قتل کردیے گئے، اسی جنگ کے سلسلے میں شریح ابن ہانی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَصْبَحْتُ ذَابِتُّ أُقَاسِي الْكِبَرَا وَعِشْتُ بَيْنَ الْمُشْرِكِينَ أَعْصُرَا
ثُمَّتَ أَدْرَكْتُ النَّبِيَّ الْمُنْذِرَا وَبَعْدَهُ صَدِيقَهُ وَعُمَرَا
وَيَوْمَ مِهْرَانَ وَيَوْمَ تُسْتُرَا وَالْجَمْعُ فِيْ صِفِّيْنِهِمْ وَالنَّهَرَا
يَا خُمَيْرَوَاتُ وَالْمَعْشَرَا هَيْهَاتَ مَا أَطْوَلُ هٰذَا الْعُمَرَا

(میں وہاں بڑھاپے کی تکلیفات کو برداشت کرتا رہا اور میں نے مشرکین کے درمیان بڑی لمبی عمر گزاری۔

وہیں میں نے اللہ کی طرف سے ڈرانے والے نبی کو پایا، اور اس کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر کو پایا۔

میں جنگِ مہران، جنگ تستر، جنگ نہر میں شریک ہوا اور اس جنگ میں شریک ہوا جب وہ اپنے شہر میں جمع ہوگئے یعنی سجستان کی جنگ میں۔

اے بوڑھی عورتو! اور میرا خاندان! ہائے افسوس یہ زندگی کتنی طویل ہے!!)

ان کی وفات ۷۸ سن ہجری میں ہوئی۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۶۱، الوافی بالوفیات ۱۶/ ۱۳۹

(۱۴۵)

شریہ ابن عبد جعفی

شریہ بن عبد بن قلیب بن خولی بن ربیعہ بن عوف بن معاویہ بن ذہل بن مالک بن خریم بن جعفی بن سعد العشیرۃ جعفی

ان کو عہدِ جاہلی اور عہدِ اسلام ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔

عمر بن شیبہ نے عبداللہ بن محمد بن حکیم سے روایت کیا ہے کہ شریہ بن عبید تین سو سال زندہ

رہے اور ان کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی، اور وہ حضرت عمر کے زمانے میں مدینہ آئے۔ مندرجہ ذیل شعران کا ہے:

فَوَاللّٰهِ لَا يَغُرَّنِيْ نَصْرٌ وَاحِدٌ وَلَا اِثْنَانِ اِنِّيْ بِالثَّلَاثَةِ مَعْدُوْدُ

(اللہ کی قسم! مجھے ایک فتح دھوکے میں نہیں ڈالتی، اور نہ دو فتح، میں تو تین تین شمار کرتا ہوں، اس سے کم نہیں)

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۶۲

(۱۴۶)

شن جرشی حلیف انصار

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں لکھا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں انھوں نے وحشی بن حرب کا ساتھ دیا، اور انھوں نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَمْ تَرَ أَنِّيْ وَوَحْشِيُّهُمْ قَتَلْنَا مُسَيْلَمَةَ الْمُفْتَتِنِ

فَلَسْتُ بِصَاحِبِهِ دُوْنَهُ وَلَيْسَ بِصَاحِبِهِ دُوْنَ شَيْءٍ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے اور ان کے وحشی نے مل کر فتنہ پرور مسیلمہ کو قتل کر دیا۔
میں اس کے ساتھی سے کم تر نہیں ہوں اور نہ وہ اپنے ساتھی سے کچھ بھی کم تر ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۵۴

(۱۴۷)

شیبان ابن دثار نمیری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ شیبان مخضرمین میں سے ہیں، زبرقان ابن بدر کے سلسلے میں صفوان نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَمَنْ يَكُ سَائِلًا عَنِّيْ فَإِنِّيْ أَنَا النَّمِرِيُّ جَارُ الزِّبْرِقَانِ

كَأَنِّيْ إِذْ حَلَلْتُ بِهِ طَرِيْدًا حَلَلْتُ عَلَى الْمُمَنَّعِ مِنْ أَمَانِ

فَحَلُّوْا عَنْهُمْ يَا آلَ لَأْيٍ فَلَيْسَ لَكُمْ بِسَعْيِهِمْ مُدَانِ

(اگر کوئی مجھ سے اپنے بارے میں پوچھے تو وہ سن لے کہ میں قبیلہ نمیر سے تعلق رکھتا ہوں اور زبرقان ابن بدر کا پڑوسی ہوں۔
جب میں ہر طرف سے دھتکارا جاتا ہوں اور اس حالت میں اس کے پاس جاتا ہوں تو میں ناقابلِ تسخیر مضبوط امان میں پہنچ جاتا ہوں۔

اے قبیلہ لای والو! تم ان سے دور رہو، کیاں کہ ان کی کوششوں سے تمہارا کوئی مقابلہ نہیں)

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۶۳، الضائع ۶۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۷، معجم الشعراء المخضر مین والأ موبین ۲۰۹

(۱۴۸)

صرمہ ابن انس اوسی

صرمہ بن انس بن مالک بن عدی بن عامر بن غانم بن عدی بن نجار اوسی۔

ان کی کنیت ابوانس ہے۔

ابن اسحاق نے کتاب المغازی میں نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو صرمہ بن انس اوران کے ساتھیوں نے اسلام قبول کیا اورانھوں نے یہ شعر کہا:

ثَوىٰ فِىْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشَرَةَ حِجَّةً   يَذْكُرُ لَوْ يَلْتَقِىْ صَدِيْقًا مُوَاتِيَا

(وہ قریش میں تیرہ سال تذکیر ونصیحت کرتے رہے، اس امید میں رہے کہ کوئی مناسب دوست مل جائے)

ابن اسحاق نے تذکرہ کیا ہے کہ ابوقیس صرمہ نے زمانہ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کی تھی، وہ جنابت کا غسل کیا کرتے تھے اورانھوں نے نصرانیت اختیار کرنے کا مکمل ارادہ کرلیا تھا، لیکن ابھی نصرانی نہیں ہوئے تھے، جب نبی کریم ﷺ مدینہ آئے تو اسلام قبول کیا، وہ زمانۂ جاہلیت میں بھی حق بات کہنے والے تھے، انھوں نے بہترین اشعار کہے ہیں، وہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے، جہاں جنبی یا حائضہ ہوتی، وہ اپنی قوم کے باعزت فرد تھے، بڑھاپے میں ان کو اسلام کی دولت ملی، وہ بہترین شعر کہا کرتے تھے، ان کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَقُوْلُ أَبُوْقَيْسٍ وَأَصْبَحَ غَادِيًا   أَلَا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وُصَاتِىْ فَافْعَلُوْا

أُوْصِيْكُمْ بِالْبِرِّ وَالْخَيْرِ وَالتُّقىٰ   وَإِنْ كُنْتُمْ أَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوْا

وَإِنْ أَنْتُمْ أُمِّرْتُمْ فَتَعَفَّفُوْا   وَإِنْ كَانَ فَضْلٌ لَكُمْ فِيْكُمْ فَافْضُلُوْا

(ابوقیس کہہ رہا ہے جب کہ وہ آخرت کے لیے رخت سفر باندھے ہوئے ہے: سن لو! تم میری جن وصیتوں پر بھی عمل کرسکتے ہوتو ان پر عمل کرو۔

میں تم کو نیکی و بھلائی اور خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں، اگر تم کو سرداری ملے تو انصاف کرو۔

اگر تم کو امیر بنایا جائے تو عفو و درگذر سے کام لو، اگر تم کو مال و دولت عطا ہو تو اس کو اپنے ہی لوگوں میں خرچ کرو)

مرزبانی نے کہا ہے کہ ابوقیس نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ یہ آیت "وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط

الأبيض من الخيط الأسود من الفجر ''ان ہی کے سلسلے میں نازل ہوئی۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ابوقیس صرمہ بن انس بن قیس بن مالک تقریباً ۱۲۰ سال زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا، اور بڑھاپے میں اسلام قبول کیا، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

بَدَالِيَ أَنِّيْ عِشْتُ تِسْعِيْنَ حِجَّةً ۔ وَعَشْرًا وَّ مَا بَعْدَهَا ثَمَانِيَا

فَلَمْ أُلْفِهَا لَمَّا مَضَتْ وَعَدَدْتُهَا ۔ يَحْسَبُهَا فِي الدَّهْرِ إِلَّا لَيَالِيَا

(میرا خیال یہ ہے کہ میں نے نوے سال گزارے اور اس سے پہلے دس سال اور اس کے بعد اسّی سال۔ جب وہ سال گزر گئے تو میں نے ان کو نہیں پایا، اور میں نے ان سالوں کو گنا تو زمانے میں اس کی حیثیت چند راتوں سے زیادہ نہیں ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۱۷۶۔۱۷۷

(۱۴۹)

صرمہ ابن ابوانس خزرجی

معجم الشعراء المخضر مین والاموبین میں لکھا ہے کہ ابوقیس صرمہ ابن ابوانس، ان کا تعلق بنونجار قبیلہ خزرج سے تھا، وہ باعزت اور سربرآوردہ نصرانی تھے، ان کا لقب راہب تھا، لیکن انھوں نے ہجرت کے پہلے سال اسلام قبول کیا، اس وقت وہ بہت عمر رسیدہ تھے، وہ حق کہنے والے اور اللہ کی تعظیم بیان کرنے والے شاعر تھے، ان موضوعات پر ان کے بہت سے بہترین اشعار ہیں۔ لیکن انھوں نے کوئی شعر نقل نہیں کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۲/ ۴۸۶۔۴۸۷، الأعلام ۳/ ۲۰۳، البدایہ والنہایہ ۳/ ۱۵۱، تاریخ الأمم والملوک للطبری ۱/ ۱۲۲۷۔۱۲۲۸، السیرۃ ۳۴۸۔۳۵۰، شعراء النصرانیہ ۲/ ۷۔۱۰، منح المدح ۱۲۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۲۹، معجم الشعراء المخضر مین والأموبین ۲۱۲۔۲۱۳

(۱۵۰)

صفوان ابن قدامہ تمیمی مزنی

صفوان بن قدامہ تمیمی مزنی، ان کا تعلق بنو امرؤالقیس بن زید مناۃ بن تمیم سے ہے۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامہ نے کہا کہ میرے والد صفوان ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور کہا: میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ

نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی''۔

ابن مندہ نے یہ روایت زیادہ طوالت کے ساتھ بیان کی ہے، اس میں ہے کہ ان کے ساتھ ان کے دو لڑکے عبد العزیٰ اور عبد تمیم تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبد الرحمٰن اور عبد اللہ رکھا، اس سلسلے میں ان کے بھتیجے نصر بن نصر بن قدامہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تَحَمَّلَ صَفْوَانُ فَأَصْبَحَ عَادِيَا　　بِأَبْنَائِهِ عَمَدًا وَخَلَّى الْمَوَالِيَا

فَيَا لَيْتَنِي يَوْمَ الْحُنَيْنِ اتَّبَعْتُهُمْ　　قَضَى اللّٰهُ فِي الْأَشْيَاءِ مَا كَانَ قَاضِيَا

(صفوان نے مشقت اٹھائی تو وہ عمداً اپنے لڑکوں کا دشمن بن گیا اور دوستوں سے علیحدہ ہوگیا۔
کاش! میں جنگِ حنین میں ان کے ساتھ ہوتا، اللہ کو جو فیصلہ کرنا تھا اس نے فیصلہ کرلیا)

صفوان نے جواب میں یہ شعر کہا:

مَنْ مُبْلِغٌ نَصْرًا رِسَالَةَ عَاتِبٍ　　بِأَنَّكَ بِالتَّقْصِيرِ أَصْبَحْتَ رَاضِيَا

(نصر کو میری طرف سے سرزنش کا پیغام کون پہنچائے گا کہ تم کوتاہی پر راضی ہوگئے)

صفوان نے مدینہ میں سکونت اختیار کی، ان کا انتقال وہیں ہوا، ان کے فرزند عبد الرحمٰن نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے، ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

وَأَنَا ابْنُ صَفْوَانَ الَّذِيْ سَبَقَتْ لَهُ　　عِنْدَ النَّبِيِّ سَوَابِقُ الْإِسْلَامِ

(میں صفوان کا بیٹا ہوں، جنھوں نے نبی ﷺ کے پاس جا کر اسلام لانے میں سبقت کی)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن صفوان کو مثنی ابن حارثہ کی مدد کے لیے عراق بھیجا۔

مراجع: الاصابہ ۲/۱۸۳، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۱۵۔۳۱۶

(۱۵۱)

صفوان ابن معطل سلمی ثم ذکوانی

صفوان بن معطل بن ربیعہ ابن خزاعی ابن محارب بن مرہ بن فالج بن ذکوان سلمی ثم ذکوانی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ انھوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کی۔

واقدی نے کہا ہے کہ وہ خندق اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے جنگ مریسیع میں شرکت کی۔

بخاری و مسلم اور دوسری حدیث کی کتابوں میں ان کا تذکرہ حدیثِ افک میں ملتا ہے۔

اسی حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ میں تو ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔

حسان بن ثابت کے ساتھ ان کا واقعہ بہت مشہور ہے، یونس بن بکیر نے ''زیادات المغازی'' میں تذکرہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: صفوان بن معطل حسان کے سامنے بیٹھ گئے اور یہ شعر کہتے ہوئے ان کو تلوار سے مارا:

تَـلَـقَّ ذُبَـابَ السَّيْفِ مِنِّـيْ فَـإِنَّـنِـيْ غُلَامٌ إِذَا اهْتُوْ جِيْـتُ لَسْـتُ بِشَـاعِـرِ

(تیز تلوار کا وار میری طرف سے لو، کیوں کہ میں ایسا نوجوان ہوں کہ جب میری ہجو کی جاتی ہے تو میں اس کا جواب اشعار میں نہیں دیتا ہوں، کیوں کہ میں شاعر نہیں ہوں، بلکہ تلوار سے اس کا جواب دیتا ہوں)

حسان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور صفوان کے خلاف مقدمہ دائر کیا تو آپ نے ان کو معاف کرنے کے لیے کہا تو حسان نے ان کو معاف کیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں روایت کیا ہے کہ سعد بن عبادہ نے صفوان کو دو کپڑوں میں کفن دیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے جوڑے پہنائے''۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ صفوان حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں جنگ ارمینیہ میں سن ۱۹ھ کو شہید ہوئے، بخاری نے اپنی تاریخ میں یہ روایت کی ہے، صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں شہید ہوئے۔

واقدی نے کہا ہے کہ صفوان قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو گرفتار کرنے میں کرز بن جابر کے ساتھ تھے۔

عبداللہ بن محمد قدامی نے الفتوح میں روایت کیا ہے کہ صفوان بن معطل نے ایک رومی پر حملہ کیا اور اس کو نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ گر گیا تو اس کی بیوی نے چیخ ماری، اس پر صفوان نے یہ اشعار کہے۔

وَلَـقَـدْ شَـهِـدْتُ الْـخَـيْـلَ يَسْـطَعُ نَقْعُهَـا مَـا بَيْـنَ دَارَ يَّـا دِمِشْـقَ إِلَـىٰ نَـوىٰ

وَطَعَـنْـتُ ذَاحِـلِـيْ فَـصَـاحَـتْ عِرْسُـهُ يَـاابْـنَ الْـمُـعَـطَّـلِ مَـاتُـرِيْدُ بِمَـاأَرىٰ

(میں اس لشکر میں تھا جس کا غبار دمشق کے داریا سے لے کر نوی تک پھیلا ہوا تھا۔
اور میں نے اپنے دشمن کو نیزے سے مارا تو اس کی بیوی نے چلایا: ابن معطل! تمھارا کیا ارادہ ہے، میں کیا دیکھ رہی ہوں؟)

یہ واقعہ ۵۸ھ کا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ۱۹ھ کا ہے۔ طبری نے کہا ہے کہ یہ واقعہ جنگ شمیساط کا ہے جو ۶۰ھ میں پیش آیا۔

الوافی بالوفیات میں ہے کہ صفوان فتح دمشق میں شریک ہوئے اور شمیساط میں شہید ہوئے،

ان کی قبر وہیں پر ہے۔انھوں نے جنگ مریسع سے پہلے اسلام قبول کیا۔

مراجع: الاصابۃ۲/۱۸۳۔۱۸۵،الوافی بالوفیات ۱۶/۳۲۰،الاستیعاب ۲/۱۸۷،أسد الغابۃ۳/۲۶،الأغانی ۴/۱۶۱،البدایۃ والنھایۃ۴/۱۶۲، تاریخ خلیفہ ۲۲۶، الجرح والتعدیل۴/۴۲۰، سیر أعلام النبلاء۲/۵۴۵۔۵۵۰، سیرۃ ابن ہشام۴/۱۰، طبقات خلیفہ۵۱،۱۸۱،۳۱۸،الکامل فی التاریخ ۲/۱۹۵،۴/۴۵،،معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۱۴

(۱۵۴)

صلصال ابن دلہمس

صلصال بن جندلہ بن محتجب بن اغر بن غضنفر بن تیم بن ربیعہ بن نزار۔

ان کی کنیت ابو غضنفر ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے اشعار سنائے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ صلصال بنوتمیم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور نبی ﷺ نے ان کو کسی چیز کی وصیت کی تو قیس بن عاصم نے کہا: اگر یہ بات شعر میں ہوتی تو ہم اپنے بچوں کو یاد کراتے۔صلصال نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس کو منظوم کروں؟ پھر انھوں نے اشعار سنائے۔

ابن درید نے ''الامالی'' میں روایت کیا ہے کہ قیس بن عاصم نے کہا: میں بنوتمیم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس صلصال بن دلہمس تھے، قیس نے کہا: اللہ کے رسول! ہم کو کوئی نصیحت کیجیے جس سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ چناں چہ آپ نے بہترین نصیحت کی، اس پر قیس نے کہا: میری خواہش ہے کہ یہ بات اشعار میں ہو، تاکہ ہم اس کے ذریعے اپنے آس پاس کے لوگوں پر فخر کریں اور اس کو محفوظ رکھیں۔ چناں چہ آپ نے حضرت حسان کو بلانے کا حکم دیا، اس موقع پر صلصال نے کہا: اللہ کے رسول! میرے ذہن میں چند اشعار آئے ہیں، جو قیس کی خواہش کے مطابق ہیں، آپ نے کہا: سناؤ، انھوں نے کہا:

تَجَنَّبْ خَلِيْطاً مِنْ مَقَالِکَ إِنَّمَا ۔۔۔ قَرِيْنُ الْفَتىٰ فِي الْقَبْرِ مَا کَانَ يَفْعَلُ

وَلَا بُدَّ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَنْ تَعُدَّهُ ۔۔۔ لِيَوْمٍ يُنَادَى الْمَرْءُ فِيْهِ فَيُقْبِلُ

وَإِنْ كُنْتَ مَشْغُوْلاً بِشَيْئٍ فَلَاتَكُنْ ۔۔۔ بِغَيْرِ الَّذِيْ يَرْضىٰ بِهِ اللّٰه تَشْغَلُ

وَلَنْ يَّصْحَبَ الْإِنْسَانَ مِنْ قَبْلِ مَوْتِهِ ۔۔۔ وَمِنْ بَعْدِهِ إِلَّا الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ

أَلَا إِنَّمَا الْإِنْسَانُ ضَيْفٌ لِأَهْلِهِ ۔۔۔ يُقِيْمُ قَلِيْلاً بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَرْحَلُ

(اپنی باتوں کا معجون مرکب بنانے سے بچو، نوجوان جو عمل کرتا ہے وہی قبر میں اس کے ساتھ رہتا ہے۔
موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کرنا ضروری ہے، ایسے دن کے لیے جس دن آدمی کو پکارا جائے گا تو وہ بلا چوں و چرا آجائے گا۔
اگر تم کسی چیز میں مشغول رہو تو کسی ایسی چیز میں مشغول نہ رہو جس میں اللہ کی رضا نہ ہو۔
موت سے پہلے اور موت کے بعد انسان کے ساتھ صرف اس کے اعمال ہی رہتے ہیں۔
سن لو! انسان اپنے گھر والوں کا مہمان ہوتا ہے، تھوڑے دن ان کے ساتھ رہتا ہے پھر وہ چلا جاتا ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۱۸۶۔۱۸۷، الضائع ۷۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۳۰، معجم الشعراء المخضر مین والأ موئین ۲۱۶

(۱۵۳)

صہبان ابن سمر ابن عمرو حنفی یمامی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب بنو حنیفہ مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہوگئے تو صہبان نے ابوبکر صدیق کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم سے پہلے لوگوں کی تین قسمیں تھی: مفتون کافر، مغبون مؤمن اور مغموم شاکی، خط میں انھوں نے یہ شعر بھی لکھا:

إِنِّـيْ بَـرِیْٔ إِلَـى الـصِّـدِّيْقِ مُعْتَذِرٌ مِـمَّـا مُسَيْـلَمَةُ الْـكَذَّابُ يَنْتَـحِلُ

(مسیلمہ کذاب جو طریقہ گڑھ رہا ہے اس سے میں ابوبکر صدیق کے پاس معذرت کرتا ہوں اور اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں)

مسلمان ان کے خط سے بہت خوش ہوئے، اسی سلسلے میں مسلمانوں کا شاعر کہتا ہے:

لَـنِـعْـمَ الْـمَـرْءُ صَـهْبَـانُ بْنُ شَـمَّـرٍ لَـــهُ فِـيْ قَـوْمِــهِ حَـسَــبٌ وَدِيْـنُ

(بہترین شخص صہبان ابن شمر ہیں، وہ اپنی قوم میں بڑے معزز اور دین دار ہیں)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۱۸۸

(۱۵۴)

ضحاک ابن خلیفہ انصاری اشہلی

ضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل انصاری اشہلی۔
ابوحاتم نے کہا ہے کہ انھوں نے غزوہ بنو النصیر میں شرکت کی۔
ابوعمر نے لکھا ہے کہ وہ ابو جبیرہ بن ضحاک کے فرزند ہیں، انھوں نے جنگ احد میں شرکت

کی اور حضرت عمر کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔

ابن شاہین نے روایت کیا ہے کہ ان ہی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس جنتیوں میں سے ایک شخص آئے گا، وہ بہت ہی خوبصورت ہے اور قیامت کے دن ان کا وزن احد پہاڑ کے برابر ہوگا"۔ اسی وقت حضرت ضحاک بن خلیفہ آئے۔

ابن اسحاق نے غزوہ تبوک کے واقعے میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض منافقین شویکر یہودی کے گھر جمع ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو جنگ میں شریک ہونے سے روک رہے ہیں، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ کو چند لوگوں کے ساتھ روانہ کیا اور گھر سمیت ان منافقین اور شویکر یہودی کو جلانے کا حکم دیا، انھوں نے آپ کے حکم پر عمل کیا اور ان سبھوں کو جلا دیا، ضحاک بن خلیفہ گھر کے پیچھے سے بھاگ گئے تو ان کا پیر ٹوٹ گیا اور وہ اس برے انجام سے بچ گئے، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

كَادَتْ وَبَيْتُ اللّٰهِ نَارُ مُحَمَّدٍ يَسْقُطُ بِهَا الضَّحَّاكُ وَابْنُ أُبَيْرَقِ
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا أَعُودُ لِمِثْلِهَا أَخَافُ وَمَنْ يَشْمَلُ بِهِ الرِّيحُ يُحَرَّقِ

(قریب تھا کہ محمد ﷺ کے حکم سے جلائے ہوئے گھر میں ضحاک اور ابن ابیرق گر جاتے۔
تم کو الوداع! میں اب کبھی اس طرح کے گھر میں نہیں جاؤں گا، مجھے خوف ہے کہ جس پر بھی ہوا چلے گی اس کو جلا دے گی)

ابن سعد کے کہنے کے مطابق یہ بھی منافق رہے ہو پھر انھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور ان کی حالت سدھر گئی۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۱۹۷، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۵۳، الاستیعاب ۲۴۱، جمہرۃ أنساب العرب ۳۳۹، أسد الغابۃ ۳/۳۵

(۱۵۵)

ضحاک ابن سفیان سلمی

ضحاک ابن سفیان ابن حارث ابن زائدہ ابن عبداللہ ابن حبیب ابن مالک ابن خفاف ابن امرؤالقیس ابن بہثہ ابن سلیم سلمی۔

ابن سعد، ابن البرقی اور ابن حبان تینوں نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی قوم کا جھنڈا ان کے حوالہ کیا۔

وثیمہ نے "کتاب الردۃ" میں لکھا ہے کہ وہ بنو سلیم کے علم بردار اور سردار تھے، جب ان کی قوم بنو سلیم

نے فجاءہ سلیمی کی پیروری کی تو انھوں نے اپنی قوم سے کہا: بنوسلیم! تم نے بہت برا کیا، اور انھوں نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی، تو قوم والوں نے ان کو گالی دی اور ان کو مارنے کے درپے ہو گئے، یہ دیکھ کر انھوں نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے علاقے سے نکل پڑے، اس پر قوم کو افسوس ہوا، اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان کے ساتھ ہی رہیں، لیکن وہ نہیں رکے اور کہا: میرے اور تمھارے درمیان اب کوئی تعلق نہیں ہے، اور اس سلسلے میں شعر بھی کہا، پھر مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کے خلاف جنگ کی اور شہید ہو گئے، ان کا ایک شعر یہ ہے:

لَقَدْ جَرَّ الْفُجَاءَةُ عَلٰی سُلَیْمٍ مَخَازِیَ عَارُهَا فِی الدَّهْرِ بَاقِ

(فجاءہ بنو سلیم کے لیے رسوائیاں لے آیا جن کا عار قیامت تک باقی رہے گا)

ابو عمرو نے ضحاک سلمی کے تذکرے میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ کے لیے نکلے تو بنو سلیم کی تعداد نو سو تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو سو افراد کے برابر ہو؟ تا کہ ایک ہزار کی تعداد مکمل ہو جائے۔ چناں چہ ضحاک کو ایک سو افراد کے برابر مان کر تعداد پوری کی گئی، اس وقت وہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ عباس ابن مرداس سلمی نے ان کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ الَّذِیْنَ وَفَّوْا بِمَا عَاهَدْتَّهُمْ جَیْشٌ بَعَثْتَ عَلَیْهِمُ الضَّحَّاكَا

أَمَّرْتَهُ ذَرْبَ السِّنَانِ كَأَنَّهُ لَمَّا تَكَشَّفُوا الْعَدُوَّ یَرَاكَا

طَوْرًا یُعَانِقُ بِالْیَدَیْنِ وَتَارَةً یَفْرِی الْجَمَاجِمَ صَارِمًا بَتَّاكَا

(جنھوں نے آپ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ پورا کیا ہے، وہ وہ لشکر ہے جس کا امیر آپ نے ضحاک کو بنایا۔
آپ نے ان کو نیزوں کی دھار کا عادی بنایا ہے، جب دشمن کے سامنے وہ آ جائیں گے تو دشمن اس کی دھار دیکھ لیں گے۔
کبھی ہاتھوں سے ان کو روکا جاتا ہے اور باز رکھا جاتا ہے اور کبھی وہ کھوپڑیوں کو مضبوطی کے ساتھ بالکل ہی جسم سے جدا کر دیتے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۱۹۸، الوافی بالوفیات ۳۵۲/۱۶، الاستیعاب ۷۴۲، طبقات خلیفہ ۱۳۷، تاریخ البخاری ۴/ ۳۳۱، مطرف ۴۱۲، الجرح والتعدیل ۴/ ۴۵۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۳۵۸، جمهرة أنساب العرب ۲۸۴، أسد الغابة ۳/ ۳۶، تهذیب الأسماء واللغات ۱/ ۱: ۲۴۹، تهذیب التهذیب ۴/ ۴۴۴، البدایة والنهایة ۴/ ۳۴۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۱۸

(۱۵۶)

ضرار ابن ازور اسدی

ضرار بن ازور بن مالک بن اوس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ بن ودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔

ان کی کنیت ابو ازور ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی کنیت ابو ہلال ہے۔

بغوی نے لکھا ہے کہ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

ابن شاہین نے ضرار سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ اشعار سنائے:

خَلَعْتُ الْقِدَاحَ وَعَزْفَ الْقِيَا ... نِ وَالْخَمْرَ أَشْرِبُهَا وَالثِّمَالَا

وَكَرِّيْ الْمُجَبِّرِ فِيْ غَمْرَةٍ ... وَجُهْدِيْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ الْقِتَالَا

وَقَالَتْ جَمِيْلَةُ بَدَّدْتَنَا ... وَطَرَحْتَ أَهْلَكَ شَتَّى شِمَالاً

تَرَكْتُ الْخُمُوْرَ وَضَرْبَ الْقِدَاحِ ... وَاللَّهْوَ تَهْلِيَةً وَابْتِهَالاً

فَيَارَبِّ لَا تَغْبُنَنْ صَفْقَتِيْ ... فَقَدْ بِعْتُ أَهْلِيْ وَمَالِيْ بِدَالَا

(میں نے جوے کے تیروں، باندیوں کے گانے بجانے، شراب (جس کو میں پیا کرتا تھا) اور مدہوشی کو چھوڑ دیا۔
میں جنگ میں خطرناک حملہ کرتا ہوں اور مشرکین کے خلاف سخت ترین جنگ کرتا ہوں۔
جمیلہ نے کہا: تم نے ہم کو منتشر کر دیا اور اپنے گھر والوں کو جدا جدا کر کے شمالی علاقوں میں پھینک دیا۔
میں نے شراب، جوا اور لہو ولعب کو چھوڑ دیا اور اس کے بدلے کلمہ شہادت کے ورد اور خشوع وخضوع کو اپنایا۔
اے میرے پروردگار! میرے سودے کو نقصان دہ نہ بنا، میں نے اپنے اہل وعیال اور میرے مال ودولت کو تیری رضا کے بدلے بیچ دیا)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بیع سود مند ہوگئی۔

طبری نے بھی یہ روایت کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ان کے پاس ایک ہزار اونٹ اور ان کے چرواہے تھے، انھوں نے اسلام کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔

ان کی وفات کے سلسلے میں اختلاف ہے، واقدی نے لکھا ہے کہ ضرار جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے کہ اجنادین میں شہید ہوئے، ابونعیم نے اس قول کو صحیح کہا ہے۔

ابوعروبہ حرانی نے کہا ہے کہ ضرار نے حران میں سکونت اختیار کی اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔

یعقوب بن سفیان نے روایت کیا ہے کہ خالد بن ولید نے ضرار کو ایک سریہ میں بھیجا، انھوں نے بنو اسد کے ایک محلّہ پر حملہ کیا اور ایک خوبصورت عورت کو گرفتار کیا، ضرار نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی کہ یہ عورت ان کو ہبہ کر دی جائے، تو انھوں نے ان کی درخواست قبول کی، انھوں نے اس کا تذکرہ بعد میں خالد سے کیا، تو خالد بھی اس پر راضی ہوگئے، پھر انھوں نے اس کے ساتھ جماع کیا، لیکن اپنے اس عمل پر ان کو افسوس ہوا، انھوں نے خالد سے کہا: نہیں، مجھے اطمینان نہیں ہے، تم عمر کو خط

لکھو۔ انھوں نے خط لکھا، حضرت عمر کا جواب آیا کہ میں ان کو پتھروں سے ماروں گا یعنی رجم کروں گا۔ جب خط پہنچا تو آپ کا انتقال ہو گیا تھا، خالد نے کہا: اللہ ضرار کو رسوا نہیں کرے گا۔

کہا جاتا ہے کہ ابو جندب کے ساتھ شراب پینے والوں میں یہ بھی تھے، اس سلسلے میں ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر کو خط لکھا تو حضرت عمر نے جواب میں لکھا: ان سے پوچھو، اگر وہ کہیں کہ شراب حلال ہے تو ان کو قتل کر دو، اگر وہ کہیں کہ حرام ہے تو ان کو کوڑے لگاؤ، ابو عبیدہ نے حضرت عمر کے حکم پر عمل کیا، سبھوں نے کہا کہ حرام ہے۔

الوافی بالوفیات میں ہے کہ ضرار فتحِ دمشق میں شریک رہے، اس کے بعد وہ جزیرۃ العرب واپس آئے، وہیں ان کا انتقال ہو گیا، یہ بڑے شہسوار اور شاعر تھے، ضرار جنگِ یمامہ میں شریک ہوئے اور انھوں نے بڑی بہادری اور جواں مردی کے ساتھ جنگ کی، یہاں تک کہ آپ کی دونوں پنڈلیاں کاٹ دی گئیں، وہ اپنی سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے، آپ کی وفات ۱۳ھ میں ہوئی، آپ حضرت خالد کے ساتھ بہت سی جنگوں میں شریک ہوئے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۰۰۔۲۰۱ الوافی بالوفیات ۱۶/۳۶۲۔۳۶۳، طبقات ابن سعد ۶/۲۵، طبقات خلیفہ ۷۹، تاریخ البخاری ۴/۳۳۹، الجرح والتعدیل ۴/۴۶۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۸/۳۵۳، جمہرۃ أنساب العرب ۱۹۳، الاستیعاب ۷۴۶، تہذیب ابن عساکر ۷/۳۳، أسد الغابۃ ۳/۳۹، تاریخ الاسلام ۱/۳۷۹، سیر أعلام النبلاء ۳/۲۶، خزانۃ الأدب ۲/۸، الأغانی ۱۳/۳۲، سیرۃ ابن ہشام ۴۵۳، منح المدح ۱۳۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۱۹

(۱۵۷)

ضمرہ ابن حارث سلمی

ضمرہ بن حارث بن جشم بن حبیب بن مالک سلمی۔

ابن ہشام اور اموی نے ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ضمرہ جنگِ حنین میں شریک ہوئے۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

إِذَا لَا زَالَ عَلَىٰ رَحَّالَةٍ نَهْدَةٍ ... جُرْدًا وَيَلْحَقُ بِالنِّجَادِ إِزَارِيْ

يَوْمًا عَلَىٰ أَثَرِ النِّهَابِ وَتَارَةً ... كُتِبَتْ مُجَاهِدَةً مَعَ الْأَنْصَارِ

(میں برابر تیز رفتار مضبوط اور طاقت ور گھوڑے پر چلتا ہی رہا یعنی میں نے کہیں پڑاؤ نہیں کیا اور نجد میں جا پہنچا۔ کبھی میں لٹیروں کے پیچھے پڑتا ہوں اور کبھی میں انصار کے ساتھ جہاد کرنے والا شمار ہوتا ہوں)

اموی نے جنگ طائف کے موقع پر ان کے کہے ہوئے اشعار نقل کئے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۰۳

(۱۵۸)

ضوء یشکری

ضوء کو عہد نبوی ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔

سیف نے کتاب الفتوح میں لکھا ہے کہ یمامہ میں بعض لوگ ایسے تھے جو اپنا اسلام چھپاتے تھے، ان میں ضوء یشکری بھی تھے، انھوں نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ دِيْـنِـيْ دِيْـنُ الـنَّـبِيِّ وَفِـي الْـقَـوْ ... مِ رِجَـالٌ عَـلَـى الْـهُـدىٰ أَمْـثَـالِـيْ

أَهْـلَـكَ الْـقَـوْمَ مُـحَـلِّـمُ بْـنُ طُـفَـيْـلٍ ... وَرِجَـالٌ لَيْـسُـوْا لَـنَـا بِـرِجَـالِ

(میرا دین اللہ کے نبی کا دین ہے، اور میری قوم میں مجھ جیسے بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
قوم کو محلم ابن طفیل اور ان لوگوں نے ہلاک و برباد کر دیا جو ہمارے شمار میں مرد ہی نہیں ہیں)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۲۰۸

(۱۵۹)

طارق خزاعی

ابوسعید عسکری نے لکھا ہے کہ امیہ بن اسکر لیثی کے خاندان کے چند لوگوں کو صحابہ نے غزوہ مریسع میں گرفتار کیا، ان کے بارے میں اطلاع طارق خزاعی نے دی تھی، وہ بنو المصطلق کے پڑوسی تھے، اس پر امیہ بن اسکر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَعَـمْـرُكَ إِنِّـيْ وَالْـخُـزَاعِـيُّ طَـارِقًـا ... كَـصَـيْـحَـةِ عَـادٍ حَـتْـفُـهَـا يَـتَـحَـضَّـرُ

سُـمِّـيْـتُ بِـقَـوْمٍ مِنْ صَدِيقِكَ أُهْلِكُوْا ... أَصَـابَـهُـمْ يَـوْمًـا مِـنَ الـدَّهْـرِ أَغْـبَـرُ

(تیری زندگی کی قسم! قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھنے والے طارق کو عاد کی چیخ نے پکڑ لیا ہے اور وہ موت کے قریب ہے۔
مجھے آپ کے دوست قبیلے کا نام رکھا گیا ہے جو ہلاک ہو گئے، ان کو زمانے کے ایک سخت دن نے پکڑ لیا)

طارق نے جواب میں اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

عَـجِـبْـتُ بِـشَـيْـخٍ مِـنْ رَبِـيْـعَـةَ مُـهْـتَـرٍ ... أُمِـرَّ لَـهُ يَـوْمٌ مِـنَ الـدَّهْـرِ مُـنْـكَـرُ

(مجھے قبیلہ ربیع کے ایک سٹھیائے ہوئے بوڑھے پر تعجب ہوا، زمانے کے ایک دن اس کا معاملہ ناقابل فہم ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۲۱۳

(۱۶۰)

طاہر ابن ابو ہالہ تمیمی اسدی

طاہر نبی کریم ﷺ کے پروردہ (ربیب) ہند ابن ابو ہالہ کے بھائی ہیں۔

سیف نے فتنۂ ارتداد کے ابتدائی ایام کے واقعات میں ابو موسیٰ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پانچ آدمیوں کے وفد میں یمن کے مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا، ان پانچ میں معاذ، طاہر ابن ابو ہالہ، خالد بن سعید، اور عکاشہ بن ثور تھے اور ان کے ساتھ پانچواں میں تھا۔

مرزبانی نے مرتدین کے خلاف جنگ کے سلسلے میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

فَلَمْ تَرَعَيْنِىْ مِثْلَ يَوْمَ رَأَيْتُهُ ... بِخَبْتِ الْمَخَازِىْ فِىْ جُمُوْعِ الْأَخَابِثِ

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ لَا رَبٌّ غَيْرَهُ ... لَمَافَضَّ بِالْإِجْمَاعِ جَمْعَ الْعَثَاعِثِ

(جب میں نے اس کو دیکھا تو رسوائیوں کو خبیثوں کے گروہ میں پھیلانے والے کو آج کی طرح ٹیڑھا نہیں دیکھا۔
اللہ کی قسم! اگر اللہ نہیں ہوتا جس کے سوا کوئی پروردگار نہیں تو کیڑوں کی فوج کی اجتماعیت نہیں ٹوٹتی)

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۱۴، البدایۃ والنہایۃ ۶/۳۱۱، الضائع ۹۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۳۴، معجم الشعراء المخضرمین والأموِیین ۲۲۱

(۱۶۱)

طفیل ابن عمرو دوسی

طفیل ابن عمرو بن طریف بن عاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس دوسی۔

طفیل کا لقب ذوالنور ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں تذکرہ کیا ہے کہ وہ طفیل بن عمرو بن حممہ ہیں۔

بغوی نے لکھا ہے کہ انھوں نے شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول! قبیلۂ دوس نے نافرمانی کی ہے، آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔

ابن اسحاق نے طفیل بن عمرو دوسی کے اسلام لانے کا طویل واقعہ بیان کیا ہے، اسی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ذوالکفین بت کی طرف اس کو ڈھانے کے لیے روانہ کیا جو عمرو بن حممہ کا بت تھا، چناں چہ طفیل نے اس کو جلایا اور مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا ذَالْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عُبَّادِكَا مِيْلَا دُنَا أَقْدَمُ مِنْ مِيْلَادِكَا
إِنِّيْ حَشَوْتُ النَّارَفِيْ فُؤَادِكَا

(اے ذوالکفین! میں تمھارے پرستاروں میں سے نہیں ہوں، ہماری پیدائش تمھاری پیدائش سے پہلے کی ہے۔ میں نے تمھارے دل میں آگ بھر دی)

اسی واقعہ میں ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابو بکر کے عہد خلافت میں خواب دیکھا کہ ان کا سر مونڈھ دیا گیا اور منہ سے ایک پرندہ نکلا اور ایک عورت نے اس کو اپنی فرج میں داخل کیا، ان کے فرزند نے اس کو بہت زیادہ تلاش کیا، لیکن ان کو نہیں ملا۔ طفیل نے اس خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ ان کا سر کاٹ دیا جائے گا، پرندہ ان کی روح ہے اور عورت وہ زمین ہے جس میں ان کو دفن کیا جائے گا اور ان کے فرزند عمرو بن طفیل شہادت کی تلاش میں رہیں گے، لیکن وہ شہادت سے سرفراز نہیں ہوں گے، طفیل جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

یہ واقعہ ابن سعد اور ابن الکلبی نے بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ طفیل مکہ آکر مسلمان ہوئے اور اپنی قوم میں واپس چلے گئے، پھر انھوں نے عمرۃ القضا کے موقع پر نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور فتح مکہ میں شریک ہوئے۔

ابن ابو حاتم نے لکھا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو لے کر جنگ خیبر کے موقع پر آئے۔

ابن الکلبی نے لکھا ہے کہ طفیل کو ذوالنور کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی قوم کے لیے دعا دی، طفیل نے آپ سے کہا: مجھے ان کے پاس بھیجیے اور میرے لیے کوئی نشانی دیجیے، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان کو نور عطا فرما''، چناں چہ ان کی آنکھوں کے درمیان ایک نور پھوٹ پڑا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے خوف ہے کہ لوگ کہیں گے: یہ عیب ہے، چناں چہ وہ نور ان کے کوڑے کے کنارے میں منتقل ہو گیا، وہ کوڑا تاریک رات میں روشن ہوتا تھا۔

ابو الفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ طفیل جب مکہ آئے تو قریش کے چند لوگوں نے ان سے نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ کی جانچ کریں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس

آئے اور اپنے اشعار سنائے، جواب میں نبی کریم ﷺ نے سورہ اخلاص، سورہ ناس اور سورہ فلق سنائی تو سنتے ہی وہ مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم میں نور والی نشانی لے کر واپس ہو گئے، اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی، والد نے تو اسلام قبول کیا، لیکن ماں نے اسلام قبول نہیں کیا، اور قوم میں سے صرف ابو ہریرہ مسلمان ہوئے، پھر طفیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا آپ کے لیے مضبوط قلعہ یعنی سرزمینِ دوس چاہیے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ دوس کے لیے دعا کی تو طفیل نے کہا: میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں تمھاری طرح بہت سے لوگ ہیں''۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ جب طفیل ابن عمرو مسلمان ہوئے تو قریش والوں نے ان کو دھمکایا، اس پر طفیل نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلا أَبْلِغْ لَدَيْکَ بَنِيْ لُؤَيٍّ ۔۔۔ عَلَى الشَّنْآنِ وَالْغَضَبِ الْمَرَدِّ
بِأَنَّ اللّٰهَ رَبُّ النَّاسِ فَرْدٌ ۔۔۔ تَعَالٰی جَدُّهُ عَنْ کُلِّ نِدِّ
وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدٌ رَسُوْلٌ ۔۔۔ دَلِيْلُ هُدًى وَمُوَضِّحُ کُلِّ رُشْدِ
وَأَنَّ اللّٰهَ جَلَّلَهُ بَهَاءً ۔۔۔ وَأَعْلٰی جَدَّهُ فِيْ کُلِّ جَدِّ

(سن لو! اپنے قبیلے بنولؤی کو تیز سرکش زبان اور سختی کے ساتھ یہ بات پہنچا دو۔
کہ اللہ تمام لوگوں کا پروردگار ہے، وہ تن تنہا ہے، وہ ہر شریک سے بلند و بالا ہے۔
اور محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں، ہدایت کے رہنما اور ہر بھلائی کی وضاحت کرنے والے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جمال و خوبصورتی عطا فرما کر عظیم بنا دیا ہے اور ان کے مرتبے کو ہر ایک کے مرتبے سے بلند کیا ہے)

ابن سعد اور ابن الکلبی نے کہا ہے کہ آپ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ دوسرا قول یہ کہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے، ابن حیان نے یہ قول نقل کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اور ابو الاسود نے عروہ سے نقل کیا ہے کہ طفیل جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۲۱۶۔۲۱۸، سیرت النبی سید سلیمان ندوی ۲/ ۴۱۳، الأعلام ۳/ ۲۲۷، الأغانی ۱۳/ ۲۴۳، ۲۴۵، خزانۃ الأدب ۷/ ۲۳۰، الصنائع ۸۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۳۶، منح المدح ۱۳۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۲۴۔۲۲۵

(۱۶۲)

طماح ابن یزید عقیلی ثم خویلدی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں طماح کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں اور ان کی طرف بہت سے اشعار منسوب ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۲۲۹

(۱۶۳)

ظبیان ابن کراد اِیادی/ثقفی

ابو عمر نے لکھا ہے کہ ظبیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، انھوں نے ظبیان کے سلسلے میں طویل روایت بیان کی ہے، اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان ہی کے علاقے میں ان کو جاگیر عطا فرمائی، ظبیان کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

فَأَشْهَدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالصَّفَا — شَهَادَةَ مَنْ إِحْسَانِهِ مُتَقَبَّلُ

بِأَنَّكَ مَحْمُودٌ لَدَيْنَا مُبَارَكٌ — وَفِيٌّ أَمِينٌ صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلُ

(چناں چہ میں بیت عتیق اور صفا پہاڑی کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، یہ گواہی اللہ کا فضل قبول کرتے ہوئے دے رہا ہوں۔ کہ آپ ستودہ صفات ہیں، ہمارے نزدیک مبارک ہیں، اور آپ امانت دار، سچے اور اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۲۳۲، اسد الغابۃ ۳/ ۱۰۴، خزانۃ الأدب ۷/ ۳۵۲، ۳۵۴، ۴۰۴، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۳۹، منح المدح ۱۴۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۲۷

(۱۶۴)

عامر ابن اکوع

عامر بن سنان، چھ ہجری کو جنگ خیبر میں شہید ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف کوچ کیا تو وہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے سواروں کے آگے آگے چلنے لگے، وہ کہہ رہے تھے:

وَاللهِ لَوْ لَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا — وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا — وَإِنْ أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

ونحن عن فضلك ما استغينا — وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

(اللہ کی قسم! اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہیں پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔
جب کوئی قوم ہم پر سرکشی کرتی ہے تو اور فتنہ برپا کرنا چاہتی ہے تو ہم دبتے نہیں ہیں۔
اور ہم آپ کے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں، اے اللہ! جب جنگ شروع ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔
اور ہم پر سکینت نازل فرما)

رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: ”یہ کون ہیں“؟ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول: عامر ابن اکوع ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ان کی مغفرت فرمائے“۔ رسول اللہ ﷺ نے جس کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی، وہ ضرور شہید ہوا۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو کہا: کاش آپ ہم کو عامر سے مزید لطف اندوز فرماتے۔ جنگ خیبر میں انھوں نے مرحب یہودی کو اپنے مقابلے کے لیے بلایا تو مرحب نے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبٌ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ
إذا الحروب أقبلت تلهّبُ

(خیبر والے اس بات سے واقف ہیں کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس بہادر، تجربہ کار ہوں، جب جنگیں بھڑک اٹھتی ہیں)

عامر نے بھی جواب میں یہ رجز پڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ عَامِرُ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

(خیبر والوں کو یہ بات معلوم ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیاروں سے لیس بہادر اور دشمنوں کی صفوں میں گھس کر حملہ کرنے والا ہوں)

دونوں نے تیغ زنی شروع کی تو مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر کی تلوار کا وار پلٹ کر ان ہی کی پنڈلی پر لگا جس سے ان کی رگ پھٹ گئی، اور اسی زخم کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ عامر نے خودکشی کی، ان کے بھتیجے سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات آپ سے بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ کہا ہے، اس نے جھوٹ کہا ہے، بلکہ ان کے لیے دو اجر ہیں“۔

مراجع: الوافی بالوفیات ۱۶/۵۸۱-۵۸۲، واقدی ۲/ ۶۳۸-۶۳۹ تذکرہ جنگ خیبر، البدایہ والنھایہ ۴/۱۸۴، ۱۸۹، ۲۱۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۳

(۱۶۵)

عامر ابن طفیل ابن حرث ازدی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ابن اسحاق کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اپنی قوم کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے تھے، زمنِ ارتداد میں وہ اپنی قوم کے ذمے دار تھے اور اسلام کے خلاف بھڑکاتے تھے۔

انھوں نے نبی کریم ﷺ پر مرثیہ کہا ہے:

بَكَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ عَلَى النُّوْ رِ الَّذِيْ كَانَ لِلْعِبَادِ سِرَاجًا
مَنْ هُدِيْنَا بِهِ إِلَىٰ سَبِيْلِ الْحَقِّ وَكُنَّا لَا نَعْرِفُ الْمِنْهَاجَا

(آسمان اور زمین اس نور اور روشنی پر روئے جو بندوں کے لیے چراغ کے مانند تھی۔
ان ہی کی وجہ سے ہماری حق کے راستے کی طرف رہنمائی ہوئی جب کہ ہم اس سے پہلے صحیح راستے کو جانتے ہی نہیں تھے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۴۲، الأعلام ۳/۲۵۲، الأغانی ۱۶/۳۰۳۔۳۲۱، ۱۷/۶۱۔۶۷، الأمالی ۲/۲۵۵، ۳/۱۱۴، البدایۃ والنھایۃ ۵/۵۱۔۵۴، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/۱۱۷، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/۹۹، تاریخ الأدب العربی زیدان ۱/۱۳۸، تاریخ الأدب العربی فروخ ۲۱۹، دیوان الشعر العربی ۱/۱۷۸، طبقات فحول الشعراء ۱۱۱۔۱۱۲، العصر الجاہلی شوقی ضیف ۳۶۷۔۳۶۸، العقد الفرید، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۲۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۳۲، منح المدح ۱۴۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۵۔۲۳۶) آپ کا دیوان لیڈن سے ۱۹۱۳ء کو چارلز لیال نے شائع کیا، دار صادر بیروت سے ۱۹۵۹ء کو شائع ہوا، اور اردن دار عمار سے ۱۹۹۵ء کو شائع ہوا ہے جس پر انور علیان ابو سلیم نے تحقیق کی ہے۔

(۱۶۶)

عامر ابن فہیرہ تمیمی

(ابوبکر کے آزاد کردہ غلام)

عامر بن فہیرہ تمیمی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ مکہ میں اللہ کے راستے میں ان کو بہت زیادہ ستایا گیا۔

حضرت عائشہ نے ہجرت کے واقعہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی نکلے، جب ہم مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کو شکایت ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے، ان میں ابو بکر، بلال اور عامر بن فہیرہ تھے، عامر بن فہیرہ کو جب بخار ہوا تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

إِنِّيْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ
كُلُّ امْرِءٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِيْ جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

(میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے ہی موت کو پا لیا، بزدل کی موت اس کے اوپر سے آتی ہے۔
ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے، جس طرح بیل دم سے اپنی جلد کی حفاظت کرتا ہے)

ابن اسحاق نے مغازی میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ قبیلۂ ازد سے تعلق رکھتے ہیں، وہ طفیل بن عبداللہ بن سخیرہ کے غلام تھے، حضرت ابوبکر نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا، وہ بہترین مسلمان تھے۔

ابن اسحاق اور مغازی کے تمام مؤلفین نے بئر معونہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن اسحاق ہی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ عامر ابن طفیل کہا کرتے تھے: تم میں سے وہ کون شخص ہے کہ جب ان کو قتل کیا گیا تو میں نے ان کو آسمان اور زمین کے درمیان اٹھتے ہوئے دیکھا؟ لوگوں نے کہا: عامر بن فہیرہ۔ یہ واقعہ چار ہجری کا ہے، اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی۔

ان کو عامر بن طفیل نے ہی قتل کیا تھا۔ ان کو قتل کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا، مقتولین میں ان کی لاش نہیں ملی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ہی اسلام قبول کیا۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۲۴۷، الوافی بالوفیات ۱۶/ ۵۸۰۔۵۸۱، الاستیعاب ۷۹۶، طبقات ابن سعد ۳/ ۱: ۱۶۴، طبقات خلیفہ ۴۱، جمہرۃ أنساب العرب ۲۸۶، أسد الغابۃ ۳/ ۹۰، تھذیب التھذیب ۵/ ۸۰

(۱۶۷)

عاصم ابن ثابت ابن ابو افلح

عاصم بن ثابت کو حضور اکرم ﷺ نے سات لوگوں کے ساتھ قبیلہ عضل اور قارہ کو اسلام کی تعلیمات سکھانے کے لیے روانہ کیا اور ان ہی کو امیر بنایا، یہ ساتوں صحابہ اس سفر میں سازش کے ذریعہ قتل کر دیے گئے۔

واقدی نے لکھا ہے کہ جب سفیان بن خلد بن نبح ہذلی کو قتل کیا گیا تو بنولحیان کے لوگ قبیلہ عضل وقارہ کے پاس گئے اور ان کو یہ صلاح دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جائیں اور آپ سے گفتگو کریں اور کہیں کہ وہ اپنے چند ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ان کے ساتھ بھیجیں، جو لوگ آئیں گے، ان میں سے جس نے ہمارے آدمی یعنی سفیان کو قتل کیا ہے ہم ان کو قتل کریں گے اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے مکہ لے جائیں گے اور قریش کے ہاتھوں بیچ دیں گے، کیوں کہ ان کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے کہ ان کے پاس محمد کے کسی ساتھی کو گرفتار کر کے لایا جائے، وہ جنگِ بدر کے اپنے مقتولین کے بدلے ان کا مثلہ کریں گے اور قتل کر کے انتقام لیں گے، عضل اور قارہ کے سات لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے درخواست کی کہ ہم میں اسلام بہت پھیل رہا ہے، چناں چہ آپ ہمارے ساتھ اپنے چند ساتھیوں کو قرآن سکھانے اور اسلام کی تعلیم دینے کے لیے بھیجیں، آپ ﷺ نے سات صحابہ کو بھیجا، جن میں عاصم بن ثابت بھی تھے، جب وہ نکل کر ہذیل کے کنویں رجیع کے پاس پہنچے تو عضل اور قارہ کے لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے گئے، بنولحیان کے لوگوں نے آواز لگائی، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ دیکھ کر گھبرا گئے کہ ایک سو تیر انداز ان کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں بھی ہیں،

یہ دیکھ کہ صحابہ نے اپنی تلواریں سونتی، اور مقابلے کے لیے سامنے آ گئے، دشمنوں نے کہا: ہم تمھارے ساتھ جنگ کرنا نہیں چاہتے، ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ تم کو مکہ والوں کے حوالے کر کے ان سے قیمت وصول کریں، تمہارے لیے اللہ کا عہد و پیمان ہے کہ ہم تم کو قتل نہیں کریں گے۔

خبیب بن عدی، زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے اپنے آپ کو ان کے حولہ کیا، خبیب نے کہا: ان پر میرا ایک احسان ہے۔ البتہ عاصم ابن ثابت، مرثد، خالد بن ابوبکر اور معتب ابن عبید نے ان کی پناہ اور امان قبول کرنے سے انکار کر دیا، عاصم نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ میں کسی مشرک کی کبھی پناہ قبول نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر حضرت عاصم دشمن کے ساتھ جنگ کرنے لگے اور مندرجہ ذیل اشعار گانے لگے:

مَا عِلَّتِی وَأَنَا جَلْدٌ نَابِلٌ   اَلنَّبْلُ وَالْقَوْسُ لَهَا بَلَابِلُ
تَزِلُّ عَنْ صَفْحَتِهَا الْمَعَابِلُ   اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَيَاةُ بَاطِلُ
وَكُلُّ مَا حَمَّ الْإِلٰهُ نَازِلٌ   بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ إِلَيْهِ آئِلُ
إِن لَّمْ أُقَاتِلْكُمْ فَأُمِّيْ هَابِلُ

(مجھے کون سا عذر ہے حالاں کہ میں مضبوط، بہادر اور تیر انداز ہوں، تیر اور کمان مضطرب اور بے چین ہیں کہ اپنا کام کریں۔
اس کمان کی پیٹھ سے لمبی تیز تیریں پھسل کر نکلتی ہیں، موت حق ہے اور زندگی باطل ہے۔
اللہ نے جس کا بھی فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور آدمی اس کی طرف لوٹ کر جانے والا ہے۔
اگر میں تمھارے خلاف جنگ نہ کروں تو میری ماں مجھ پر روئے)

انھوں نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی، پھر جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، انھوں نے دو دشمنوں کو زخمی اور ایک کو قتل کر دیا، عاصم جنگ کے دوران یہ اشعار بھی گا رہے تھے:

أَنَا أَبُوْ سُلَيْمَانَ وَمِثْلِيْ رَامِي   وَرِثْتُ مَجْدًا مَعْشَرًا كِرَامًا
أَصَبْتُ مَرْثَدًا وَخَالِدًا قِيَامًا

(میں ابوسلیمان ہوں، اور مجھ جیسا بہادر تیر اندازی کے فن سے واقف ہے، مجھے عزت و شرافت باعزت لوگوں سے وراثت میں ملی ہے۔
میں نے مرثد اور خالد کو کھڑے کھڑے مار دیا)

مراجع: واقدی ۱/۳۵۵-۳۵۶، صور من حیاۃ الصحابۃ تذکرہ عاصم

(۱۶۸)

عباد ابن بشر

کعب بن اشرف یہودی نبی کریم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا اور آپ کو رسوا کرنے کی کوشش کرتا تھا، اسی سلسلے میں اس نے قبیلہ غطفان کا سفر کیا اور ان کو آپ کے خلاف بھڑکایا، رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: کون میرے لیے کعب بن اشرف کے لیے کافی ہوگا، پورا واقعہ عباد بن بشر نے اپنے ان اشعار میں ڈھالا ہے:

صَرَخْتُ لَهُ فَلَمْ يُعْرِضْ لِصَوْتِيْ ... وَأَوْفَى طَالِعًا مِنْ فَوْقِ خِدْرِ
فَعُدْتُ لِمِفْقَالٍ مِنَ الْمُنَادِيْ ... فَقُلْتُ أَخُوْكَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرِ
وَهٰذِيْ دِرْعُنَا رِهْنًا فَخُذْهَا ... لَشَهْرَانِ وَقْتٌ أَوْنِصْفُ شَهْرِ
فَأَقْبَلَ نَحْوَنَا يَسْعٰى سَرِيْعًا ... وَقَالَ لَنَا لَقَدْ جِئْتُمْ لِأَمْرِ
فَشَدَّ بِسَيْفِهِ صَلْتًا عَلَيْهِ ... فَقَنْطَرَهٗ أَبُوْ عَبْسِ بْنِ جَبْرِ
وَكَانَ اللّٰهُ سَادِسَنَا فَأُبْنَا ... بِأَنْعُمِ نِعْمَةٍ وَأَعَزِّ نَصْرِ
وَجَاءَ بِرَأْسِهِ نَفَرٌ كِرَامٌ ... هُمْ نَاهِيْكَ مِنْ صِدْقٍ وَبِرِّ

(میں نے اس کو پکارا، لیکن اس نے میری آواز پر توجہ نہیں دی، وہ پردے کے پیچھے سے آیا اور اس نے جھانک کر نیچے دیکھا۔
میں نے دوبارہ بڑی آواز سے پکارا اور میں نے کہا: میں تمھارا بھائی عباد ابن بشر ہوں۔
یہ ہماری زرہیں رہن ہیں، چناں چہ دو مہینوں کی مہلت پر یا ڈھائی مہینے کی مہلت پر لو۔
وہ دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا اور اس نے ہم سے کہا: تم کسی بڑے معاملے کے سلسلے میں آئے ہو۔
چناں چہ ابوعبس ابن جبر نے اس پر تلوار سونتی اور اس کو ڈھیر کر دیا۔
ہمارے پانچوں کے ساتھ اللہ تھا، چناں چہ ہم سب سے بڑی نعمت سے سرفراز ہوکر اور بڑی فتح سے ہم کنار ہوکر واپس ہوئے۔
اس کا سر لے کر بہترین اور شریف گروہ آیا، جو سچے اور نیکوکار ہیں)

عباد بن بشر نے مدینہ میں مصعب بن عمر کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا، انھوں نے جنگ بدر، جنگ احد اور دوسرے تمام غزوات مس شرکت کی، ان کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے، رات کی تاریکی میں ان کا عصا چمکتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: بنی عبدالاشہل میں تین لوگ

ایسے ہیں، رسول اللہ کے بعد ان سے افضل کوئی نہیں ہے: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر۔
آپ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۹۵، ۲/۲۵۴-۲۵۵، الوافی بالوفیات ۱۶/۶۱۰-۶۱۲، واقدی ۱۸۴-۱۹۵ قصہ قتل کعب ابن اشرف

(۱۶۹)

عباس ابن انس سلمی

عباس بن انس عامر سلمی ثم رعلی۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ عباس بن انس نبی کریم ﷺ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کے تجارتی پارٹنر تھے، انھوں نے مشرکین کے ساتھ جنگِ خندق میں شرکت کی، جب اللہ تعالی نے احزاب کو شکست دی تو عباس بن انس نے بنو سلیم کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

ابو الفرج اصبہانی نے کہا ہے کہ وہ بنو سلیم کے سردار تھے۔ ان کی وفات نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوئی، مرزبانی نے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

وَأَهْلَكَنِي أَن لَّا يَزَالُ يَكِيدُنِي أَخُو حَنَقٍ فِي الْقَوْمِ جِرَابُ عَامِرُ
أَكُرُّ إِذَا مَا الْخَيْلُ كَانَتْ كَأَنَّهَا قَنَابِلُ يَمْلَؤُهَا قَنًا مُتَوَاتِرُ

(اور مجھے اس بات نے ہلاک کردیا کہ میرے خلاف قوم کا جھگڑالو حسدی شخص عامر سازشیں کرتا ہے۔
وہ سخت حملہ کرتا ہے، جب فوج کی ٹکڑیوں میں متواتر نیزے چلنے لگتے ہیں اور گھمسان کی جنگ شروع ہوتی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۱/۲۶۲

(۱۷۰)

عبد الجبر ابن سراقہ کلابی

عبد الجبر بن سراقہ بن جعفر بن کلاب عامری کلابی، یہ احوص کے بھائی ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ انھوں نے جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور اپنی اونٹنی کو ذبح کیا اور کہا:

وَمَا عَقَرْتُ بِالسَّلْحَيْنِ مَطِيَّتِي وَبِالْجِسْرِ إِلَّا خَشْيَةَ أَنْ أُعَيَّرَا

(میں نے "سلحتین" اور "جسر" میں اپنی اونٹنی کو اس خوف سے ذبح کیا کہ مجھے یہ کام نہ کرنے پر عار دلایا جائے گا)

مراجع: الاصابۃ۳/۹۶، الضائع ۷۶۔۷۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۴۴، معجم الشعراء المخضرمین والأموتین ۲۵۷

(۱۷۱)

عبد الحرث ابن انس ابن دیان حارثی

ابن اسحاق نے مغازی میں اور وثیمہ نے کتاب الردۃ میں روایت کیا ہے کہ جب اہلِ نجران کو نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی اور انھوں نے اسلام سے پھر جانے کا ارادہ کیا تو عبد الحرث بن انس کھڑے ہو گئے (وہ اہل نجران کے سرداروں میں سے تھے) اور کہا: نجران والو! جو تم کو اس دین پر ثابت قدم رہنے کا حکم دے گا، وہ تمہارا خیر خواہ ہے، اور جو تم کو اس دین سے پھر جانے کا حکم دے گا، سمجھو کہ وہ تم کو دھوکہ دے رہا ہے، انھوں نے اپنے خطاب کے اخیر میں کہا: اللہ کے نبی تمھارے سامنے تھے پھر ان کو وفات آئی، لیکن جو کتاب وہ لائے ہیں وہ باقی ہے، چناں چہ جو ان کا حکم ہے وہ حکم قیامت تک باقی رہے گا اور جو نہی ہے وہ بھی قیامت تک باقی رہے گی، پھر انھوں نے یہ اشعار کہے:

وَنَحْنُ بِحَمْدِ اللّٰهِ هَامَةُ مِذْحَجٍ بَنُو الْحَرْثِ الْخَيْرِ الَّذِيْنَ هُمُ مَدَرْ

وَنَحْنُ عَلٰى دِيْنِ النَّبِيِّ نَرَى الَّذِيْ نَهَانَا حَرَامًا مِّنْهُ وَالْأَمْرُ مَاأَمَرْ

(اور ہم اللہ ہی کے فضل و احسان سے بنو مذحج کے سردار ہیں، ہمارا تعلق قبیلہ حرث سے ہے جو بہترین قبیلہ ہے اور وہ شہری علاقوں کے رہنے والے ہیں۔

اور ہم اللہ کے نبی کے دین پر ثابت قدم ہیں، جس چیز سے آپ نے ہم کو منع فرمایا اس کو ہم حرام سمجھتے ہیں اور جس کا حکم دیا ہے اس کو فرض سمجھتے ہیں)

اہل نجران نے ان کی باتوں کو قبول کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔

مراجع: الاصابۃ۲/۳۸۰

(۱۷۲)

عبد الرحمٰن ابن ازور اسدی

یہ مشہور صحابی ضرار بن ازور کے بھائی ہیں، جب طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعوی کیا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ تھے۔ پھر انھوں نے اپنے علاقے اور قوم کو خیر باد کہا اور اپنے بھائی ضرار کو مخاطب کرتے

ہوئے ایک قصیدہ کہا تا کہ ضرار مقام بطاح کے مرتدین کے خلاف جہاد کرنے کی انصار کو ترغیب دیں:

قَدْ قُلْتُ لِلْمَرْءِ الشَّقِيقِ ضَرَارَ طَالَ الْبُكَاءُ لِفُرْقَةِ الْأَنْصَارِ

(میں نے اپنے حقیقی بھائی ضرار سے کہہ دیا ہے کہ انصار کی جدائی پر رونا بہت طویل ہوگیا ہے)

وثیمہ نے ابن اسحاق کے واسطے سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۹۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۴۴، منح المدح ۱۸۷، معجم الشعراء المخضر مین والا موبین ۲۵۸

(۱۷۳)

عبدالرحمٰن ابن حسل جمحی

ابن کلبی نے کہا ہے کہ ان کے والد یمنی تھے، انھوں نے مکہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں ان کے دولڑکے کلدہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، وہ دونوں صفوان بن امیہ بن خلف جمحی کے ساتھ رہتے تھے۔

ابن سعد نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن کالے تھے۔

قدامی نے ''فتوح الشام'' میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن دمشق کی فتح میں شریک تھے اور خالد بن ولید نے ان کو اجنادین کی فتح کی خوش خبری دینے کے لیے حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا ہے۔

ابن خالویہ نے سیف الدولہ کو دمشق کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا کہ یہ عربی شہر ہے یا عجمی۔ اسی خط میں تذکرہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن حسل جمحی نے یہ اشعار کہے، اس وقت وہ یزید بن ابوسفیان کی فوج میں تھے:

أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنَّا فَإِنَّنَا عَلَىٰ خَيْرِ حَالٍ كَانَ جَيْشٌ يَكُونُهَا

وَإِنَّا عَلَىٰ بَابَىْ دِمَشْقَةَ نَرْتَمِىْ وَقَدْ حَانَ مِنْ بَابِ دِمَشْقَةَ حِيْنُهَا

(ابوسفیان کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچاؤ کہ ہم ایسے ہی بہترین حال میں ہیں، جس طرح لشکر بہترین حال میں ہوسکتا ہے۔

ہم شہر دمشق کے دروازے کے قریب پہنچ رہے ہیں اور دمشق کا وقت آچکا ہے)

علائی نے مصعب سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ہجو گو شاعر تھے، انھوں نے حضرت عثمان کی ہجو میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَحْلِفُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا سُدًى

وَلٰكِنْ خَلَقْتَ لَنَا فِتْنَةً لِكَىْ نُبْتَلٰى بِكَ أَوْ تُبْتَلٰى

دَعَوْتَ الطَّرِيْدَ فَأَدْنَيْتَهُ خِلَافًا لِمَا سَنَّهُ الْمُصْطَفٰى
وَمَا لَا أَتَاكَ بِهِ الْأَشْعَرِيُّ مِنَ الْفَيْءِ أَعْطَيْتَهُ مَنْ دَنَا
وَاِنَّ الْأَمِيْنَيْنِ قَدْ بَيَّنَا مَنَارَ الطَّرِيْقِ عَلَيْهِ الْهُدٰى

(میں بندوں کے پروردگار اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اللہ نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی ہے۔
لیکن آپ نے ہمارے لیے فتنہ چھوڑ دیا ہے، لیکن ہم آپ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوں گے یا آزمائش میں ہوں گے۔
تم نے حضرت مصطفیٰ کی سنت کے خلاف در ماندہ کو بلایا اور اس کو اپنے قریب کیا۔
تم کو اشعری نے مالِ غنیمت دیا تو تم نے یہ مال قریبی رشتے داروں کو دیا۔
حالاں کہ امانت داروں یعنی ابوبکر و عمر نے صحیح راستہ واضح کر دیا ہے جس پر چلنے میں ہدایت ہے)

عثمان نے اس جرم میں ان کو خیبر میں قید کرنے کا حکم دیا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ انھوں نے جیل میں یہ اشعار کہے:

إِلَى اللّٰهِ أَشْكُوْ لَا إِلَى النَّاسِ مَاعَدَا أَبَا حَسَنٍ غِلًّا شَدِيْدًا أُكَابِدُهُ
بِخَيْبَرَ فِيْ قَعْرِ الْغَمُوْصِ كَأَنَّهَا جَوَانِبُ قَبْرٍ أَعْمَقَ اللَّحْدَ لَاحِدُهُ
أَإِنْ قُلْتُ حَقًّا أَوْ نَشَدْتُ أَمَانَةً قُتِلْتُ فَمَنْ لِلْحَقِّ إِنْ مَاتَ نَاشِدُهُ

(میں اللہ ہی کے پاس شکایت کرتا ہوں، لوگوں میں سے کسی کے پاس شکایت نہیں کرتا ہوں، سوائے ابوالحسن کے،
سخت ترین پیاس کی جس کو میں برداشت کر رہا ہوں۔
خیبر کے گہرے اور عمیق گڑھے میں، گویا کہ وہ قبر کے پہلو ہیں، جس کی لحد کو قبر کھودنے والے نے بہت گہرا بنایا ہے۔
اگر میں حق بات کہوں یا امانت کو تلاش کروں تو کیا مجھے قتل کر دیا جائے گا، پھر حق کا پاسبان کون ہوگا؟ اگر حق کو تلاش کرنے والا مر جائے)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی نے ان کے سلسلے میں حضرت عثمان سے بات کی تو انھوں نے عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا، وہ جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے پھر جنگ صفین میں ان کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

مراجع: الاصابہ ۲/ ۳۸۸

(۱۷۴)

عبدالرحمٰن ابن ذوالآخرہ ثمالی

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ وہ اس گروہ میں تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی

کو قتل کرنے کی ذمہ داری دی تھی، ان میں عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی یزید بھی تھے، عبدالرحمٰن اسی سلسلے میں کہتے ہیں:

لَعَمْرِيْ وَمَا عُمْرِيْ عَلَيَّ بِهَيِّنٍ لَقَدْ جُزِعَتْ عَنَسٌ لِقَتْلِ الْأَسْوَدِ
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سِيْرُوْا لِقَتْلِهِ عَلٰى خَيْرِ مَوْعُوْدٍ وَأَسْعَدِ سَعْدِ
فَسِرْنَا إِلَيْهِ فِيْ فَوَارِسَ بُهْمَةٍ عَلٰى خَيْرِ أَمْرٍ مِنْ وُصَاةِ مُحَمَّدِ

(میری عمر کی قسم! اور میری عمر ہلکی نہیں ہے: اسود عنسی کے قتل کی وجہ سے قبیلہ عنس گھبرا گیا۔
اللہ کے رسول نے فرمایا: اس کے قتل کے لیے بہترین وقت اور نیک بختی کے ساتھ چلے جاؤ۔
چناں چہ ہم بہادر شہسواروں کے ساتھ محمد ﷺ کی بہترین وصیت کی برکت لیے اس کی طرف چل پڑے)

مراجع: الاصابہ ۲/۳۹۰

(۱۷۵)

عبدالرحمٰن ابن عبداللہ قرشی تمیمی

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان ابو محمد قرشی تیمی۔

ان کی ماں حضرت عائشہ کی والدہ ام رومان ہیں، یعنی وہ حضرت عائشہ کے اخیافی بھائی ہیں، ان کا نام عبدالکعبہ تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔

صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان بنے۔

ابوالفرج نے ''الاغانی'' میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے والد کے ساتھ ہجرت نہیں کی، کیونکہ وہ اس وقت بچے تھے، فتح مکہ سے پہلے قریش کے چند نوجوانوں کے ساتھ مدینہ چلے گئے اور اسلام قبول کیا، ان میں معاویہ بھی تھے۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے ان کو امیر دمشق جودی کی لڑکی لیلیٰ کو ہدیہ میں دیا، اس کے والد قبیلہ غسان سے تعلق رکھتے تھے، کیوں کہ دمشق کی فتح سے پہلے یہ لیلیٰ کے گھر گئے ہوئے تھے اور ان کی نظر اس پر پڑی تھی، جس سے وہ لیلیٰ کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے اور اس کے عاشق بن گئے تھے اور اپنی محبت کے اظہار میں اشعار بھی کہے تھے۔

زبیر نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن تجارت کی غرض سے شام آئے تو انھوں نے جودی کی لڑکی کو دیکھا تو وہ ان کو پسند آ گئی اور انھوں نے اس پر یہ اشعار کہے:

تَذَكَّرْتُ لَيْلىٰ وَالسَّمَاوَةُ بَيْنَنَا فَمَا لِابْنَةِ الْجُودِيِّ لَيْلىٰ وَمَالِيَا
وَأَنْ تُلَاقِيَهَا مِنِّيْ وَلَعَلَّهَا إِنَّ النَّاسَ حَجُّوا قَابِلًا أَنْ تُوَا فِيَا

(لیلی کی یاد آئی جب کہ ہمارے درمیان تقدیر رکاوٹ ہے، میرا اور جودی کی لڑکی لیلی کا کیا تعلق؟
شاید ہی تقدیر اس کو مجھ سے ملا دے، جب لوگ آئندہ سال حج کے لیے آئیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ بھی آئے)

جب حضرت عمر نے یہ اشعار سنے تو فوج کے سردار سے کہا کہ اگر تمھیں لیلی کو گرفتار کرنے میں کامیابی ملے تو عبدالرحمٰن کے حوالے کرنا۔ وہ اس میں کامیاب ہوئے تو انھوں نے اس کو عبدالرحمٰن کے حوالے کیا، وہ لیلی کے فریفتہ ہوگئے اور اپنی تمام بیویوں پر اس کو ترجیح دی، اس سلسلے میں حضرت عائشہ نے ان کی ملامت کی، لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا، پھر ایک مدت بعد انھوں نے لیلی سے بے رخی اختیار کی تو لیلی نے حضرت عائشہ سے ان کی شکایت کی، عائشہ نے عبدالرحمٰن سے کہا: تم نے دونوں موقعوں پر افراط کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ وہ بہادر اور تیر انداز تھے، بہترین تیراندازی کرتے تھے، وہ جنگِ یمامہ میں شریک تھے، اور انھوں نے دشمنوں کے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کیا، ان میں یمامہ کا حاکم بھی تھا، وہ قلعہ کے شگاف سے باہر دیکھ رہا تھا کہ عبدالرحمٰن نے اس پر تیر چلائی، جو اس کے گردن میں جا لگی، جس کی وجہ سے وہ قتل ہوا۔

عبدالرحمٰن نے یزید بن معاویہ کی خلافت پر بیعت نہیں کی تھی، معاویہ نے ایک لاکھ درہم ان کے پاس بھیجے تو انھوں نے یہ درہم واپس کردیے اور کہا: میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے نہیں بیچ سکتا۔ اور وہ مکہ چلے گئے، یزید کے ہاتھوں پر بیعت ہونے سے پہلے اچانک ان کا انتقال ہوگیا، یہ واقعہ مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہوا، ان کو مکہ لایا گیا اور وہیں دفن کیا گیا، جب عائشہ کو ان کے انتقال کی خبر پہنچی تو ان کی قبر پر کھڑی ہوگئی اور رو پڑی اور متمم بن نویرہ کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكاً لِطُوْلِ افْتِرَاقٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا
وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جُذَيْمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا

(جب ہم جدا ہوگئے تو طویل جدائی کی وجہ سے میری اور مالک کی حالت ایسی ہوگئی کہ گویا ہم نے کبھی ایک بھی رات ساتھ میں نہیں گزاری ہے۔
جب کہ ہم اس سے پہلے ایک زمانے تک جذیمۃ الابرش کے دو ہم نشینوں کی طرح تھے، یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے (عقیل اور مالک حیرہ کے سب سے پہلے شاہ جذیمۃ الابرش کے ہم نشین تھے)

ابن سعد نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۵۳ھ میں ہوا۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۴۰۱

(۱۷۶)

عبد شمس ابن حرث غامدی ابوظبیان

عبد شمس بن حرث بن کثیر بن جشم بن سبیع بن مالک بن دینار بن ثعلبہ بن بطین اعرج غامدی۔

ان کی کنیت ابوظبیان ہے اور وہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔

ابن الکلبی اور طبری نے کہا ہے کہ عبد شمس رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کے ساتھ آئے، آپ نے ان کے نام ایک خط لکھا اور ان کے حوالے کیا، قادسیہ کی جنگ میں وہی قبیلہ غامد کے علم بردار تھے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

أَنَـا أَبُـوْ ظُبْيَـانَ غَيْـرَ الْـمُـكَـذِّبَـهْ　　أَبِـيْ أَبُو الْعَنْقَـا وَخَـالِـي الْمُهَلَّبَهْ

أَكْـرَمُ مَـنْ يُـعْـلَـمُ بَيْـنَ ثَعْـلَـبَهْ

(میں ابوظبیان ہوں، اس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا، میرے باپ ابوعنقاء ہیں اور میرے ماموں مہلب ہیں۔ بنوثعلبہ کے تمام لوگوں میں سب سے بڑے سخی ہیں)

مراجع: الاصابہ ۲/۴۲۰

(۱۷۷)

عبد عمرو ابن عبد جبل کلبی

ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بنوکلب کے وفد میں آپ ﷺ کے پاس آئے، ابن سعد نے ان ہی سے روایت کیا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ بنوعامر کے خاندان بنورواس کا ایک شخص عصام تھا، آپ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا تو ہم نے اسلام قبول کیا، اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نبی امی، سچا اور تزکیہ کرنے والا ہوں، اس شخص کے لیے بربادی ہی بربادی ہے جس نے مجھے جھٹلایا اور مجھ سے روگردانی کی اور میرے خلاف جنگ کی، اور اس شخص کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے جس نے مجھے پناہ دی، میری مدد کی اور مجھ پر ایمان لے آیا اور میری باتوں کی تصدیق کی اور میرے ساتھ جہاد کیا''۔ ان دونوں نے کہا: ہم آپ پر ایمان لے آتے ہیں اور آپ کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر دونوں نے اسلام قبول کیا۔

اس موقع پر عبد عمرو مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگے:

أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْجَاءَ بِالْهُدٰی فَأَصْبَحْتُ بَعْدَ الْجُحْدِ لِلّٰهِ أَوْجَرَا
وَوَدَّعْتُ كِذَابَ اللِّقَاحِ وَقَدْ أَرٰی بِهَا سَدَّ كَا عُمْرِی وَلِلَّهْوِأَصْوَرَا
وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ مَكَانَةً وَأَصْبَحْتُ لِلْاَدْيَانِ مَاعِشْتُ مُنْكِرَا

(جب اللہ کے رسول ہدایت لے کر آئے تو میں نے اس کو قبول کیا، چناں چہ میں اللہ کا انکار کرنے کے بعد اس کا مطیع وفرماں بردار بن گیا۔
اور میں نے جھوٹے لقاح بت کو چھوڑ دیا جب کہ میں سمجھ رہا تھا کہ عمر بھر اس کا خوگر رہوں گا اور لہو ولعب کو عمدہ سمجھ رہا تھا۔
اور میں اللہ پر ایمان لے آیا جس کا مقام سب سے بلند ہے اور میں زندگی بھر دوسرے ادیان کا منکر ہو گیا)

ابو بکر بن انباری نے الامالی میں اور خطیب نے ''المؤتلف'' میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۴۲۱

(۱۷۸)

عبداللہ ابن ابو بکر صدیق

یہ اسماء بنت ابو بکر کے حقیقی بھائی ہیں۔

ابن حبان نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ اپنے والد سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔

امام بخاری نے ہجرت نبوی کے واقعہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابو بکر قریش کی خبریں ان کے پاس لایا کرتے تھے، جب کہ وہ اس وقت نوجوان اور بڑے چالاک تھے، وہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر کے ساتھ رات گزارتے تھے اور قریش کے ساتھ صبح کرتے تھے۔

طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن اریقط دئلی مدینہ کی طرف سفرِ ہجرت میں نبی کریم ﷺ کے گائیڈ تھے، جب وہ نبی کریم ﷺ کو مدینہ پہنچا کر واپس آئے تو عبداللہ بن ابو بکر صدیق کو ان کے والد کے مدینہ پہنچنے کی اطلاع دی، اس وقت عبداللہ، ابو بکر کے گھر والوں کو لے کر مکہ سے نکلے، جن کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ بھی تھے، اور مدینہ پہنچے۔

عمر نے لکھا ہے کہ میں نے کسی جنگ میں ان کے شریک ہونے کے بارے میں نہیں سنا، وہ صرف فتح مکہ، جنگ حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔

مغازی اور سیر کے مصنفین نے لکھا ہے کہ جنگِ طائف میں ان کو ایک تیر لگا اور وہ زخمی ہو گئے، چند دنوں بعد زخم مندمل ہو گیا، لیکن زخم دوبارہ خراب ہو گیا، اسی زخم کی وجہ سے ان کا انتقال حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں شوال ۱۱ھ میں ہوا۔

حاکم نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا: کیا تمھیں اندیشہ ہے کہ تم نے عبداللہ بن ابوبکر کو زندہ دفن کر دیا؟ عائشہ نے انا للہ وإنا الیہ راجعون پڑھا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابوبکر کے پاس عبداللہ کے انتقال کے بعد ثقیف کا وفد آیا تو ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ کو لگی ہوئی تیر دکھاتے ہوئے ان سے پوچھا: تم میں سے کون اس تیر کو پہچانتا ہے؟ سعید بن عبید نے کہا: میں نے اس تیر کو تیار کیا ہے اور میں نے ہی یہ تیر چلائی ہے۔ ابوبکر نے کہا: اللہ ہی کی تعریف ہے، جس نے عبداللہ کو تمہارے ہاتھوں باعزت کیا اور اس کے ہاتھوں تمھیں ذلیل نہیں کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چالیس دنوں بعد عبداللہ کا انتقال ہوا۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ طائف کے محاصرے میں ان کو ایک پتھر لگا جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے، انھوں نے عاتکہ سے شادی کی تھی، اور وہ اس کے بڑے عاشق تھے، جس کی وجہ سے وہ اپنے کاموں سے لاپرواہ ہو گئے تھے، ان کے والد نے عاتکہ کو طلاق دینے کے لیے کہا تو انھوں نے اپنے والد کی فرماں برداری اور اطاعت میں طلاق دیا، لیکن ان کو اپنے اس اقدام پر بہت زیادہ افسوس ہوا، اور ہر وقت اسی کے خیالوں میں گم رہنے لگے، اور یہ اشعار کہے:

أَعَاتِكَ لَا أَنْسَاكِ مَاذَرَّ شَارِقٌ ... وَمَالَاحَ نَجْمٌ فِي السَّمَاءِ مُحَلِّقُ

لَهَا خُلُقٌ جَزْلٌ وَرَأْيٌ وَمَنْصَبٌ ... وَخَلْقٌ سَوِيٌّ فِي الْحَيَاءِ مُصَدَّقُ

وَلَمْ أَرَمِثْلِي طَلَّقَ الْيَوْمَ مِثْلَهَا ... وَلَا مِثْلُهَا فِي غَيْرِ شَيْءٍ تُطَلَّقُ

(عاتکہ! جب تک سورج نکلتا رہے گا اور آسمان پر ستارے نمودار ہوتے رہیں گے میں تم کو نہیں بھولوں گا۔

وہ بہترین اخلاق والی ہیں، وہ صاحبۃ الرائے اور صاحب منصب ہیں، اور اس کی تخلیق معتدل اور متوازن ہے، اور وہ شرم وحیا میں مشہور ہیں۔

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ میری طرح کے عاشق نے اس کی طرح محبوبہ کو طلاق دے دیا ہو اور نہ میں نے کبھی دیکھا ہے کہ اس جیسی عورت کو طلاق دیا گیا ہو)

یہ اشعار سن کر ابوبکر کا دل نرم پڑ گیا اور مراجعت کا حکم دیا، انھوں نے اپنے والد کی اجازت ملنے پر عاتکہ سے مراجعت کی، جب ان کا انتقال ہو گیا تو عاتکہ نے ان کے بارے میں مرثیہ کہا۔

مراجع: الاصابہ ۲/۲۷۴۔۲۷۵، الوافی بالوفیات ۱۷/۸۵، الاستیعاب ۳/۸۷۴۔۸۷۵، التاریخ الکبیر ۳/۱/۲، أسد

الغابۃ۳/۱۹۹، تھذیب الأسماء للنووی ۱/۱/۲۶۲، البدایۃ والنھایۃ ۶/۳۳۸، الأغانی ۳/۱۸۲، الأعلام ۴/۹۹ معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۴۷-۱۴۵۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۹-۲۴۰)

(۱۷۹)

عبداللہ ابن ابوجہم قرشی عدوی

عبداللہ بن ابوجہم بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ عبداللہ عدوی فتحِ مکہ کے موقع پر اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں ملکِ شام چلے گئے اور اجنادین کی جنگ میں شہید ہوگئے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جو انھوں نے بنو عدی کی ویرانی کے سلسلے میں کہے ہیں:

رَدَدْنَا بَنِی الْعَجْمَاءِ عَنَّا وَبَغْیَهُمْ وَأَحْمَرَ عَادٍ فِی الْفَوَادِی الْاَشَایِمِ

بِحَوْلٍ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ وَقُوَّةٍ وَنَصْرٍ عَلیٰ ذِی الْبَغْیِ جَانِی الْمَآثِمِ

أَبَیْنَا فَلَمْ نُعْطِ الْعَدُوَّ ظَلَامَةً وَنَحْمِیْ حِمَانَا بِالسُّیُوْفِ الصَّوَارِمِ

(ہم نے نجات دہندہ اور منظورِ نظر بہادروں کے ساتھ مل کر چوپایوں کی اولاد کو بھگا دیا اور ان کے ظلم کو دور کر دیا اور ظالم قبیلہ عاد کو تباہ کر دیا۔

زبردست انتقام لینے والے، اللہ کی مشیت، قوت و طاقت اور مدد سے ظالم، باغی اور گناہوں کے خوگر قبیلے کے خلاف۔

ہم دبے نہیں، ہم نے دشمن کو ہم پر ظلم کرنے کا موقع نہیں دیا، اور ہم تیز کاٹنے والی تلواروں سے اپنی عزت کی حفاظت کرتے ہیں)

مرزبانی نے کہا ہے کہ ان کے بھائی صخر بن ابوجہم نے ان اشعار کا جواب دیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۸۲، الضائع ۹۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۴۸، منح المدح ۱۶۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۴۱

(۱۸۰)

عبداللہ ابن ابورہم ابن فراس یمانی

یہ مخضرم شاعر ہیں، سیف بن عمر نے الفتوح میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور فتنۂ ارتداد کے سلسلے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

سُبْحَانَ رَبِّی لَا إِلٰہَ غَیْرُہُ   رَبِّ الْعِبَادِ وَرَبِّ مَنْ یَتَرَدَّدُ

(میرا پروردگار پاک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تمام بندوں کا رب ہے اور ان کا بھی رب ہے جو متردد ہیں)

اسلام لانے سے قبل ان کا نام عبدالعزی تھا۔

مراجع: الاصابہ ۸۹/۳

(۱۸۱)

عبداللہ ابن ابومسروح

عبداللہ ابن ابومسروح بن عمرو۔ ان کا تعلق بنوسعد سے ہے۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی دختر صفیہ کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں عبداللہ بن ابومسروح کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب کا مرثیہ کہا ہے:

لَقَدْ أَرْدَتْ کَتَائِبُ أَھْلِ حِمْصٍ   بِعَبْدِ اللّٰہِ طَرْفًا غَیْرِ وَغِلْ

شُجَاعُ الْحَرْبِ إِنْ وَجَدَتْ وَقُوْدًا   وَالْحَادُ بْنُ جَبْرٍ کُلَّ رَحَلْ

(اہل حمص کی فوجوں نے شریف شخص عبداللہ کو ہلاک کر دیا ہے جو نکمّے نہیں ہیں یعنی وہ نکمّے اور نااہل ہونے کی وجہ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ دشمنوں میں گھر کر جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

وہ جنگ کے بہادر ہیں، جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور حاد ابن جبر بھی شہید ہو گئے)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ ان کی بیوی اُروی بنت مقوم ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳۵۹/۲

(۱۸۲)

عبداللہ ابن ابووداعہ قرشی سہمی

عبداللہ بن ابووداعہ بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو قرشی سہمی۔

ان کی ماں اروی بنت حرث بن عبدالمطلب ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ ان کو اسلام کا زمانہ ملا تو انھوں نے اسلام قبول کیا

اور اس کے بعد بڑی مدت تک زندہ رہے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

نَحْنُ شَدَدْنَا الْحِلْفَ مِنْ غَالِبٍ وَغَالِبٌ وَاقِفَةٌ تَنْظُرُ
لَوْ يَسْتَطِيعُوا نَقْضَ أَمْرِنَا وَهُمْ عَلَى ذَاكَ بِنَا أَخْبَرُنَا

(ہم نے قبیلہ غالب کی طرف سے پختہ معاہدہ کیا، جب کہ قبیلہ غالب کے لوگ کھڑے دیکھ رہے ہیں۔
اگر ان میں ہمارے کیے ہوئے معاہدہ کو توڑنے کی طاقت ہوتی تو وہ ہم کو اس بارے میں بتاتے)

یہ شعر بھی ان ہی کا ہے:

بَنُو سَهْمٍ أَكَارِمُ كُلِّ حَيٍّ بِهِمْ أَسْمُو وَأُدْرِكُ مَا أُرِيدُ

(بنوسہم تمام قبیلوں میں سب سے زیادہ باعزت لوگ ہیں، ان ہی کے ذریعے میں بلند ہوتا ہوں اور ان ہی کے ذریعے جو میں چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں)

انھوں نے اپنے جد اعلیٰ سعید بن سہم پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے کہ انھوں نے مکہ میں سب سے پہلے گھر بنایا:

وَأَوَّلُ مَنْ ثَوَى بِمَكَّةَ بَيْتَهُ وَأَسْوَدَ فِيهِ سَاكِنًا بِأَنَافِ
لَسَعْدُ السُّعُودِ جَامِعُ الْحِلْفِ وَالَّذِي بِذِي الْحِلْفِ وَالْإِخْفَاءِ أَهْلُ خِلَافِ

(سب سے پہلے جس نے مکہ میں اپنا گھر بنایا اور وہاں پہاڑ کے نکلے ہوئے حصہ میں سکونت اختیار کرنے والوں کے سردار بنے۔
وہ سعد السعود (ستارے کا نام) معاہدہ کرنے والے سردار ہیں، اور دشمنوں کے ساتھ معاہدہ کرنے والے اور معاہدہ توڑنے والے ہیں یعنی وہ اپنے قبیلے کے مختار کل سردار ہیں)

مراجع: الاصابہ ۲/۳۷۲

(۱۸۳)

عبداللہ ابن اعور مازنی اعشی

عبداللہ بن اعور مازنی شاعر ہیں، اور ان کا لقب اعشیٰ ہے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ اعور کا نام روبہ بن فزارہ بن غضبان بن حبیب بن سفیان بن مکرز بن حرماز بن مالک بن عمرو بن تمیم ہے اور ان کی کنیت ابوشعثیہ ہے۔

محدثین نے اعشیٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو اشعار سنائے:

يَـا مَـالِكَ الـنَّـاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ إِنِّـي لَـقِيـتُ ذِرْبَةً مِّـنَ الـذِّرَبِ

(اے لوگوں کے مالک اور عرب کے دیان! مجھے تیز زبان عورتوں میں سے ایک کے ساتھ واسطہ پڑا)

مندرجہ بالا شعر کے ساتھ ان کا یہ قول بھی ہے:

وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

(وہ بدترین غالب آنے والیاں ہیں جس پر وہ غالب آتی ہیں)

رسول اللہ ﷺ بھی یہ مصرعہ گنگنانے لگے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل شعر اعشی کا ہے:

وَالْعُوْدُ يَنْبُتُ فِيْ أَصْلِ الْعُوْدِ

(اور ہر لکڑی اپنے درخت کی جڑ سے ہی اُگتی ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۲۶۷-۲۶۸

(۱۸۴)

عبداللہ ابن بدیل ابن ورقاء خزاعی

طبری وغیرہ نے کہا ہے کہ انھوں نے فتح مکہ کے دن اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کیا، اور جنگِ حنین، جنگ طائف اور جنگِ تبوک میں شریک ہوئے۔

ابن الکلبی نے کہا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی عبدالرحمان یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیامبر تھے، پھر وہ دونوں حضرت علی کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

شعبی سے روایت ہے کہ صفین میں عبداللہ بن بدیل پر دو زرہیں تھیں اور ان کے پاس دو تلواریں تھیں، وہ شامیوں پر حملہ کرتے تھے اور یہ اشعار گاتے تھے:

لَـمْ يَبْـقَ إِلَّا الـصَّبْـرُ وَالتَّـوَكُّـلُ ثُـمَّ التَّـمَشِّـيْ فِـي الـرَّعِيْـلِ الْأَوَّلِ

مَشْـيَ الْجِـمَـالِ فِـيْ حِيَـاضِ الْمَنْهَلِ وَالـلّٰـهُ يَـقْـضِـيْ مَـايَشَـاءُ وَيَـفْـعَـلُ

(اب صبر اور اللہ پر بھروسہ ہی بچا ہے، پھر ہراول دستہ میں دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا ہے۔

اونٹوں کا چشموں کے تالاب کی طرف جلدی جلدی بڑھنے کی طرح، اور اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور جو چاہے کرتا ہے)

مراجع: الاصابہ ۲/۲۷۲-۲۷۳، الاستیعاب ۲/ ۲۶۸-۲۶۹، البدایۃ والنہایۃ ۲/ ۲۷۳، تاریخ الاسلام-عہد الخلفاء الراشدین ۵۴۳-۵۴۴، معجم الشعراء المخضرمین والأمويين ۲۳۹

(۱۸۵)

عبداللہ ابن حارث قریشی سہمی

عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی۔

ابن اسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں عبداللہ ابن حارث بھی تھے۔

ابن الکلبی نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جو انہوں نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہے ہیں، اور جو امن و امان وہاں ہجرت کر کے جانے والوں کو نصیب ہوا اس کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَـا رَاكِبًـا بَـلِّـغَـا عَنِّيْ مُغَلْغَلَةً   مَنْ كَـانَ يَـرْجُوْ لِقَـاءَ اللّٰـهِ وَالدِّيْنِ

إِنَّـا وَجَـدْنَـا بِلَادَ الـلّٰـهِ وَاسِعَةً   تُنْجِيْ مِنَ الذُّلِّ وَالْمِخْزَاةِ وَالْهُوْنِ

فَلَاتُـقِيْـمُـوْا عَلٰى ذُلِّ الْحَيَـاةِ وَلَا   خِزْيِ الْمَمَـاتِ وَعَيْبٍ غَيْرِ مَأْمُوْنِ

أَنَّـا تَبِـعْـنَـا رَسُوْلَ اللّٰـهِ وَاطَّرَحُوْا   قَوْلَ النَّبِـيِّ وَعَـالُوْا فِـي الْمَوَازِيْنِ

(اے سوار! میری طرف سے ان لوگوں کو یہ پیغام پہنچادو، جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتے ہیں اور دین کی حفاظت کی خواہش رکھتے ہیں۔

ہم نے اللہ کی سرزمین کو وسیع پایا، جو ذلت و رسوائی سے بچاتی ہے۔

ذلیل زندگی اور ذلیل موت پر راضی ہو کر نہ رہو، اور غیر مامون کمی میں نہ رہو۔

ہم نے اللہ کے رسول کی پیروی کی، اللہ کے نبی کی بات کو پیش کرو اور میزان کا پلڑا بھاری کرو)

ابن اسحاق اور زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ ابن حارث طائف میں شہید ہوئے۔

ابن سعد اور مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ ان کا لقب مبرق تھا، ان کو یہ نام ان کے اس شعر کی وجہ سے پڑا:

إِذَا أَنَـا لَـمْ أُبْـرِقْ فَلَايَسَـعُـنِـيْ   مِنَ الْأَرْضِ بَـرٌّ ذُوْفَضَـاءٍ وَلَا بَـحْـرِ

(اگر میں نہ چمکوں تو مجھے وسیع و عریض بحر و بر کی گنجائش پوری نہ ہو)

مراجع:

الاصابہ ۲/۲۸۴، الأعلام ۴/۷۷، البدایۃ والنھایۃ ۶/۳۴۴، الحیوان ۱/۱۳۴، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۴۱

(۱۸۶)

عبداللہ ابن حدق

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ فتنہ ارتداد میں وہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا أَبْلِغْ أَبَا بَكْرٍ رَسُوْلاً ۔۔۔ وَفِتْيَانَ الْمَدِيْنَةِ أَجْمَعِيْنَا

فَهَلْ لَكُمْ إِلَىٰ قَوْمٍ كِرَامٍ ۔۔۔ قُعُوْدٍ فِيْ خَوَانِيَ مُحَصَّرِيْنَا

تَوَكَّلْنَا عَلَى الرَّحْمَانِ إِنَّا ۔۔۔ وَجَدْنَا النَّصْرَ لِلْمُتَوَكِّلِيْنَا

وَقُلْنَا قَدْ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا ۔۔۔ وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا قَدْ رَضِيْنَا

(سن لو! ابوبکر اور مدینہ کے تمام نوجوانوں کو یہ پیغام پہنچا دو۔
کہ کیا آپ شریف قوم کی مدد کے لیے آئیں گے جو پوشیدہ جگہوں پر محصور بیٹھے ہوئے ہیں۔
ہم نے رحمان پر بھروسہ کیا، ہم نے بھروسہ کرنے والوں کے لیے اللہ کی مدد دیکھی۔
اور ہم نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار اللہ سے راضی ہو گئے اور بطور دین اسلام پر راضی ہو گئے)

طبری نے بہت سے موقعوں پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ انہوں نے علاء بن حضرمی کو اپنی قوم کی خفیہ جگہ کے بارے میں بتایا تھا، ان کی اطلاع پر علاء بن حضرمی ان کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۸۸

(۱۸۷)

عبداللہ ابن حفص قرشی مطلبی

عبداللہ بن حفص بن حارث بن مطلب قرشی مطلبی

بلاذری نے ''الأنساب'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ شاعر تھے، ان کی ماں ام المومنین خدیجہ کی بھتیجی تھی۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۲۸۹

(۱۸۸)

عبداللہ ابن خنیس عامری

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عبداللہ ابن خنیس فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہے اور ارتداد کی مذمت میں اپنی قوم میں تقریر کی، اس سلسلے میں انہوں نے اشعار بھی کہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

لَعَمْرِیْ لَئِنْ أَجْمَعَتْ عَامِرٌ عَلٰی کُفْرِهَا بَعْدَ إِسْلَامِهَا
وَمَنَّاهُمْ قُرَّةُ التُّرُهَاتِ لَقَدْ رُزِئَتْ عِظَمُ أَحْلَامِهَا
أَضَاعَ الصَّلَاةَ بَنُوْ عَامِرٍ وَأَهْلَکَهَا مَنْعُ أَنْعَامِهَا
وَفِیْ مَنْعِهَا الْحَقَّ سَفْکُ الدِّمَاءِ وَوَصْمُ النِّسَاءِ لِأَیْتَامِهَا

(میری زندگی کی قسم! اگر عامر اسلام لانے کے بعد اس سے مرتد ہو کر اپنے کفر پر متحد ہو جائیں۔

تو مصائب لانے والے شخص قرہ نے ان کو امیدیں دلا کر گمراہ کیا ہے، قبیلۂ عامر کے بڑے بڑے سردار مصیبت سے دوچار ہو چکے ہیں۔

بنو عامر نے نماز کو ضائع کیا اور اپنے جانوروں کی زکوۃ دینے سے انکار نے اس کو ہلاک کر دیا۔

اپنے جانوروں کا حق نہ دینے کی وجہ سے ان کے خون بہائے جائیں گے اور قبیلہ کے بچوں کے یتیم ہونے کی وجہ سے عورتوں پر عار باقی رہے گا)

مراجع: الاصابہ ۳/۸۹

(۱۸۹)

عبداللہ ابن رؤبہ سعدی تمیمی

عبداللہ بن رؤبہ بن بشیر بن صخر بن کنیف بن عمرو بن حی بن ربیعہ بن سعد بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی، ان کی کنیت ابوشعثاء ہے اور یہ عجاج کے نام سے مشہور ہیں، عبداللہ مشہور راجز ہیں، ان کو عبداللہ الطّویل بھی کہا جاتا تھا، وہ مشہور راجز رؤبہ عجاج کے بیٹے ہیں، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی پیدائش زمانۂ جاہلیت میں ہوئی۔

ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ عبداللہ ابن روبہ زمانہ جاہلیت میں رجز یہ اشعار کہا کرتے تھے، وہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے، مرزبانی نے کہا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے رجز یہ اشعار کا مقام بلند کیا اور اس کو قصیدے کے مشابہ بنایا، ان کے بہترین اشعار میں سے ایک شعر مندرجہ ذیل ہے جس میں انہوں نے اونٹنی کے دودھ دوہتے وقت اس کے تھن کی تعریف کی ہے:

كَـأَنَّ خَـلْـفَـيْهَـا إِذَا مَـا دَرَّا جَـرْوَا هُـرَاشٍ حَـرُشَـا فِهُـرَّا

(اس کے دونوں تھن کتے کے دو پلّوں کے مانند ہیں جن پر زخم ہونے کی وجہ سے نشان بنا ہو اور اس پر بال نہ اُگے ہوں یا وہ چکنا پتھر ہے جب اس سے دودھ نکلتا ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۹۰

(۱۹۰)

عبداللہ ابن زید کندی

عبداللہ ابن زید کندی مخضرم شاعر ہیں، وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ابن اسحاق کے حوالے سے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جب قبیلہ کندہ نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ گورنر زیاد بن لبید کی اونٹنی چھین لی، جس پر انہوں نے صدقہ کا نشان لگایا تھا۔ یہ دیکھ کر ولید بن محصن کھڑے ہوگئے اور انہوں نے اپنی قوم کو نصیحت کی، جس کی وجہ سے قوم نے غصہ ہو کر ان کا بائیکاٹ کیا اور اپنی برادری سے نکال دیا، یہ دیکھ کر عبداللہ بن زید کھڑے ہوئے اور کہا: کیا تم ہر حق بات کہنے والے کو اس بات کا الزام دو گے کہ وہ تمہارے خلاف ہے، اللہ کی قسم! میری بھی وہی رائے ہے جو میرے اس ساتھی کی ہے، یہی بات ہے تو ہم سبھوں کو نکال دو۔ ان کی بات قبیلہ کندہ کو گراں گزری تو ان کو بھی اپنی برادری سے دھتکار کر نکال دیا۔ اس پر عبداللہ ابن زید کندی نے اشعار کہے، جن میں سے بعض شعر مندرجہ ذیل ہیں:

أَرْدَتْ ثَـمُـوْدَ بِـوَادِي الْـحِـجْرِ نَـاقَتُهُمْ وَالْـحَـيُّ مِـنْ قَـابِـلٍ فِـيْ نَـاقَةٍ حُـوُقُ

وَالْـحَـيُّ مِـنْ كِـنْـدَةَ صَـارُوْا بِنَـاقَتِهِمْ مِثْلَ الَّـذِيْـنَ مَـضَـوْا بِالشُّوْمِ فِي النُّوُقِ

أَبَـعْـدَ دِيْـنٍ تَـوَلَّـى الـلّٰـهُ نُـصْـرَتَـهُ مِنْ دِيْنٍ سُوْءٍ ضَعِيْفِ السِّرِّ مَمْحُوْقِ

(وادی حجر میں ثمود کو ان کی اونٹنی نے ہلاک کر دیا، اور مستقبل میں اور ایک قبیلہ اونٹ کے گھیرے میں ہے۔

کندہ کا قبیلہ اپنی اونٹنی کی وجہ سے ان لوگوں کی طرح ہوگیا ہے جو اونٹنیوں کی نحوست لے کر ہلاک ہوگیا۔

جس دین کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لی ہے، کیا اس دین کو چھوڑ کر کمزور، برا اور ختم ہونے والے باطل دین کو اختیار کر رہے ہو)

مراجع: الاصابہ ۳/۹۰

(۱۹۱)

عبد اللہ ابن عامر عنزی

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ بن مالک بن عامر عنزی۔

عبد اللہ کی کنیت ابو محمد ہے، ان سے بہت سے اشعار نقل کئے گئے ہیں، بعض اشعار میں انہوں نے زید بن خطاب کا مرثیہ کہا ہے۔

ایک مرتبہ بنو عدی کے دو گروہوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا، ایک گروہ آل ابو حذیفہ سے تعلق رکھتا تھا، اور دوسرا آل مطیع بن اسود سے، اسی جھگڑے میں زید بن خطاب کو قتل کر دیا گیا، اس پر عبد اللہ بن عامر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ عَدِيًّا لَيْلَةَ الْبَقِيْعِ تَكَشَّفُوا عَنْ رَجُلٍ صَرِيْعِ
مُقَاتِلٍ فِي الْحَسَبِ الرَّفِيْعِ أَدْرَكَهُ يَوْمُ بَنِي مُطِيْعِ

(قبیلہ عدی کو لیلۃ البقیع میں ایک مقتول ملا۔
وہ جنگجو اور اس کا تعلق بلند خاندان سے ہے، بنو مطیع کی جنگ نے اس کو ہلاک کر دیا)

ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۸۰ ہجری کے بعد ہوئی۔

طبری نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۸۵ ھ کو ہوئی۔

مراجع: الاصابہ ۲/۳۲۱

(۱۹۲)

عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن ابی ابن سلول

عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقین کا سردار تھا، جنگِ مریسیع کے اختتام پر ایک انصاری اور ایک مہاجر میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تو مہاجر نے اپنے قبیلہ والوں کو آواز دی تو قریش اور کنانہ والے جمع ہو گئے۔

انصاری نے بھی اپنی قوم کے لوگوں خزرج اور اوس کو پکارا، انصاری بھی جمع ہو گئے، مہاجرین اور انصار کے درمیان جھگڑے کی نوبت آئی، اس موقع پر عبد اللہ بن ابی نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور مسلمانوں کے خلاف نازیبا باتیں کی، یہاں تک کہہ دیا کہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ان ذلیلوں کو نکال باہر

کریں گے۔اس نے کہا:" والله لئن رجعنا إلى المدينة لنخرجن الأعز منها الأذل "، پھراپنی قوم کومسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگا کہ یہ سب تمہارا کیا ہوا ہے، تم نے اپنے گھروں میں ان کورکھا، اور اپنا مال دیا، یہاں تک کہ وہ مال دار اور بے نیاز ہو گئے، اگر تم اپنا ہاتھ اٹھاتے تو وہ کہیں اور چلے جاتے، تم نے اِس (محمد) کی خاطر اپنی جانیں ضائع کردی، اپنا مال واسباب برباد کردیا، اپنے جگر پاروں کو یتیم کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمھاری تعداد کم ہوگئی اور وہ بڑھ گئے اور آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔

جب یہ باتیں حضور ﷺ کو معلوم ہوئی اور منافقین کے سلسلہ میں مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر نے آپ ﷺ کے پاس آکر کہا: آپ محمد بن مسلمہ کو حکم دیجئے کہ وہ ابن ابی کا سر کاٹ کر لے آئیں۔ حضرت عمر کی یہ بات آپ ﷺ کو ناگوار گزری۔

ابن ابی بن سلول کے بیٹے عبد اللہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ ان کے والد کو قتل کیے جانے کی بات ہورہی ہے تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول! اگر آپ میرے والد کو قتل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے تو آپ مجھے حکم دیجئے، اللہ کی قسم! میں ان کا سر آپ کی خدمت میں یہاں سے اٹھنے سے پہلے لے آؤں گا، اللہ کی قسم! خزرج والے جانتے ہیں کہ کوئی مجھ سے زیادہ اپنے والد کا فرماں بردار نہیں ہے، اتنے اتنے سال ہوئے کہ انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا تو صرف میرے ہاتھوں ہی سے، اللہ کے رسول! مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ میرے علاوہ کسی دوسرے کو ان کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ قتل کردے گا تو مجھ سے رہا نہیں جائے گا، اور مجھے یہ برداشت نہیں ہوگا کہ میں اپنے والد کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں، مجھ سے صبر نہیں ہوگا، میں اس کو قتل کر ڈالوں گا، جس کے نتیجے میں میں جہنم میں چلا جاؤں گا، آپ کی معافی اور آپ کا احسان بہت بڑھ کر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "نہ میں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور نہ میں نے کسی کو حکم دیا ہے، جب تک وہ زندہ ہیں، ہم ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں گے"، عبد اللہ نے کہا: اللہ کے رسول! اس شہر والوں نے میرے والد کو تاج پہنانے پر اتفاق کرلیا تھا، اسی وقت اللہ آپ کو ہمارے درمیان لے آیا تو اللہ نے ان کی حیثیت گھٹا دی اور آپ کو بلند کردیا، ان کے ساتھ چند لوگ ایسے ہیں جو ان کو پرانی باتیں یاد کراتے رہتے ہیں۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے واپس ہوئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ نے ان کے والد کو چھوڑ دیا ہے تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

أَلا إِنَّمَا الدُّنْيَا حَوَادِثُ تُنْتَظَرُ ... وَمِنْ أَعْجَبِ الْأَحْدَاثِ مَا قَالَهُ عُمَرُ

يُشِيرُ عَلَيَّ مَنْ عِنْدَهُ الْوَحْيُ هٰكَذَا ... وَلَمْ يَسْتَشِرْهُ بِالَّتِي تُحَلَّقُ الشَّعْرُ

وَلَوْ كَانَ لِلْخَطَّابِ ذَنْبٌ كَذَنْبِهِ ... فَقُلْتُ لَهُ مَا قَالَ فِيْ وَالِدِيْ كَشَرْ

غَدَاةَ يَقُوْلُ اِبْعَثْ إِلَيْهِ مُحَمَّداً ... لِيَقْتُلَهُ بِئْسَ لَعَمْرُكَ مَا أَمَرْ

فَـقُـلْـتُ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ إِنْ كُنْتَ فَاعِلاً   كَـفَيْتُكَ عَبْدَ الـلّٰـهِ لَمُحَكَ بِالْبَصَرْ

(سن لو! دنیا حوادث اور واقعات کا نام ہے جن کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار رہتا ہے، اور سب سے تعجب خیز واقعہ وہ ہے جس کو عمر نے کہا ہے۔

وہ اس ذات کو یہ مشورہ دے رہے ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے اور آپ نے عمرؓ سے اس بارے میں مشورہ ہی نہیں کیا جس سے سر اڑا دیا جاتا ہے۔

اگر خطاب کا ویسا ہی گناہ ہوتا جیسا میرے والد کا ہے اور میں وہی بات کہتا جو انھوں نے کہی ہے تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑتے۔

شام کے وقت وہ کہہ رہے تھے: اللہ کے رسول! آپ اس کے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجئے کہ وہ اس کو قتل کر آئے، تیری زندگی کی قسم! انھوں نے کیا ہی بدترین حکم دیا ہے۔

میں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر آپ کو یہی کرنا ہے تو مجھے حکم دیجئے، میں آنکھ جھپکتے ہی آپ کی طرف سے عبداللہ کے لیے کافی ہو جاؤں گا اور ان کا سر آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا)

مراجع: واقدی ۲/۴۴۰-۴۴۲

(۱۹۳)

عبداللہ ابن عبد المدان

ابن کلبی نے کہا ہے کہ عبداللہ شاعر اور اپنی قوم کے سردار تھے، ان کا تذکرہ قیس بن حصین کے سلسلے میں ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۳۳۰

(۱۹۴)

عبداللہ ابن عجرہ سلمی

عبداللہ بن عجرہ سلمی، ابن غیمہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کا تعلق بنو معطی بن عبداللہ سے ہے، فتح مکہ کے دن انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ غَضَبٍ لَهُ   بِأَلْفٍ كَمِيٍّ لَاتُعَدُّ حَوَاسِرُهُ

وَكُنَّا لَهُ دُوْنَ الْجُنُوْدِ بِطَانَةً   يُشَاوِرُنَا فِيْ أَمْرِهِ وَنُشَاوِرُهُ

دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا وَكُنَّا لَهُ عَوْنًا عَلٰى مَنْ يُنَافِرُهُ
جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ نَبِيٍّ مُحَمَّدًا وَأَيَّدَهُ بِالنَّصْرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهُ

(ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ایک ہزار ہتھیاروں سے لیس بہادر شہسواروں سے مدد کی، جب آپ غصے میں بھر گئے۔
اور ہم دوسرے لشکروں کو چھوڑ کر آپ کے راز دار تھے، وہ اپنے امور میں ہم سے مشورہ کرتے ہیں اور ہم اپنے امور میں ان سے مشورہ کرتے ہیں۔
انھوں نے ہم کو بلایا اور ہم کو سب سے پہلے "شعار" (اندرونی کپڑے یعنی خاص الخاص لوگوں) کا خطاب دیا اور ہم آپ کے دشمنوں کے خلاف مددگار تھے۔
اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد کو بہترین بدلہ دے اور اپنی مدد سے اس کی تائید کرے اور اللہ ہی آپ کا مددگار اور ناصر ہے)
ابن سید الناس نے "الشعراء الصحابة" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۳۳۶

(۱۹۵)

عبداللہ ابن سلمہ بلوی انصاری حلفاً

عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حارث بن عدی بن جد بن حارثہ بن ضبیعہ بلوی۔
ان کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کی ماں کا نام انیسہ بنت عدی ہے۔
موسیٰ بن عقبہ نے ان کو شہداء بدر میں شمار کیا ہے۔
ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔

طبری نے روایت کیا ہے کہ انیسہ بنت عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اللہ کے رسول! میرے فرزند عبداللہ بن سلمہ بدری تھے، وہ جنگ احد میں شہید ہوئے، میں چاہتی ہوں کہ ان کی قبر منتقل کروں اور ان کے قرب سے انسیت پاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو منتقل کرنے کی اجازت دی۔

عبداللہ بن سلمہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَنَا الَّذِيْ يُقَالُ أَصْلِيْ مِنْ بَلِيٍّ أَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتّٰى تَنْثَنِيْ

(میں وہ شخص ہوں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ میری اصل قبیلہ بلی سے ہے، میں مضبوط نیزے سے حملہ کرتا ہوں یہاں تک کہ نیزہ مڑ جاتا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۳۱۳

(۱۹۶)

عبداللہ ابن سلمہ ہمدانی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں عبداللہ ہمدانی کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جب قبیلہ ہمدان کے وفد کو نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: قریش والو! تمام عربوں کو چھوڑ کر صرف آپ لوگوں کو ہی نبی کریم ﷺ کی وفات کی مصیبت سے دوچار ہونا نہیں پڑا ہے، کیوں کہ وہ کسی مخصوص قوم کے لئے نہیں تھے۔ البتہ میں اس بات کا اعتراف ہے کہ مہاجرین کو ہجرت کی وجہ سے اور انصار کو نصرت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے، پھر عبداللہ بن سلمہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنَّ فَقْدَ النَّبِيِّ جَزَعَنَا الْيَوْمَ فَدَتْهُ الْأَسْمَاعُ وَالْأَبْصَارُ
مَا أُصِيبَتْ بِهِ الْغَدَاةَ قُرَيْـ ـشٌ لَاوَلَاأُفْرِدَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ
فَعَلَيْهِ السَّلَامُ مَاهَبَّتِ الرِّيْـ ـحُ وَمَدَّتْ جَنْبَحَ الظَّلَامِ نُوَارُ

(نبی کریم ﷺ کی جدائی نے آج ہم کو مصیبت زدہ کر دیا ہے، ہمارے کان اور آنکھیں آپ پر فدا ہوں۔
آج صبح سویرے قریش جس غمِ فراق سے دوچار ہوئے ہیں، صرف وہی اس مصیبت سے دوچار نہیں ہوئے ہیں اور نہ صرف انصار اس مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں۔
جب تک ہوائیں چلتی رہیں اور روشنی تاریکی کے پردوں کو چاک کرتے رہے، آپ پر سلامتی ہو)

مراجع: الاصابۃ ۳/۹۱

(۱۹۷)

عبداللہ ابن سوید تمیمی شقری

عبداللہ ابن سوید تمیمی مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے غزوہ سند میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا هَلْ أَتَى الْفِتْيَانُ بِالسِّنْدِ مَقْدَمِي عَلَى بَطَلٍ قَدْ هَزَّهُ الْقَوْمُ مِقْدَمِ
شَدَدْتُ لَهُ أَسْرِي وَأَيْقَنْتُ أَنَّنِي عَلَى طَرَفِ الْمِهْوَاةِ إِنْ لَمْ أُصَمِّمِ

(کیا مجھ سے پہلے مقام سند میں نوجوان پہنچ گئے، پہلے اقدام کرنے والے بہادر سے پہلے جس کو قوم نے ترغیب دے کر چست اور تیز کر دیا ہے۔
میں نے پوری قوت کے ساتھ جنگ کی اور اس بات کا یقین کر لیا کہ میں جما نہ رہوں تو ہلاک ہو جاؤں گا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۹۲

(۱۹۸)

عبداللہ ابن سبرہ حرسی

ابو علی قالی نے ''الأمالی'' میں لکھا ہے کہ ارطیون رومی نے عبداللہ بن سبرہ کو سن ۱۵ ہجری کو اپنے مقابلے کی دعوت دی تو عبداللہ نے ان کا مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر دیا، اس مقابلہ میں عبداللہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ عبداللہ نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کا مرثیہ کہا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

وَیْلُ اُمِّ حَارٍ غَدَاةَ الرَّوْعِ فَارَقَنِیْ   أَهْوَنُ عَلَیَّ بِهِ إِذْ بَانَ فَانْقَطَعَا
بِمُنَیٰ یَدَیَّ غَدَتْ مِنِّیْ مُفَارَقَةٌ   لَمْ أَسْتَطِعْ یَوْمَ فَلْطَاسَ لَهَا تَبَعَا
وَقَائِلٍ غَابَ عَنْ شَأْنِیْ وَقَائِلَةٍ   هَلَّا اجْتَنَبْتَ عَدُوَّ اللّٰهِ إِذْ صَرَعَا
وَیْلَ اُمِّهِ فَارِسًا أَخْلَفَ عَشِیْرَتَهُ   حَامِیْ وَقَدْ ضَیَّعُوْا الْأَحْسَابَ فَارْتَجَعَا
یَمْشِیْ إِلَیٰ مُسْتَجِیْبٍ مِثْلَهُ بَطَلٌ   حَتّٰی إِذَا أَمْکَنَا سَیْفَیْهِمَا انْقَطَعَا
فَاشْتَفَّهُ الْمَوْتُ حَتّٰی اشْتَفَّ آخِرَهُ   فَمَا اسْتَکَانَ لَمَّا لَاقَیٰ وَلَا جَزَعَا
فَإِنْ یَکُنْ أَرْطُیُوْنُ الرَّوْمِ قَطَعَهَا   فَإِنَّ فِیْهَا بِحَرَمِ اللّٰهِ مُنْتَفِعَا

(میرے ہاتھ کا ناس ہو! جنگ کے دن اس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا، اس سے بھی زیادہ غم کی بات یہ ہے جب وہ جدا ہو گیا تو کٹ گیا۔

مقامِ مُنیٰ میں میرا ہاتھ مجھ سے دور ہو گیا، میں جنگِ فلطاس میں اس کو بچا نہیں سکا۔

بہت سے دوستوں اور بہت سی عورتوں نے کہا جو میرے کارناموں کو دیکھنے کے لیے موجود نہیں تھے: تم نے اللہ کے دشمن سے کنارہ کشی کیوں نہیں کی جب اس نے مقابلے کے لیے پکارا۔

اس شہسوار پر ماں روئے جس نے اپنے خاندان کا ساتھ چھوڑ دیا ہو اور دشمنوں نے حسب ونسب کو ضائع کر دیا تو وہ دیکھتا رہا اور واپس چلا آیا۔

اس جیسے شخص کے مقابلے کی دعوت قبول کرنے والے کی طرف بہادر بڑھتا ہے، یہاں تک کہ جب دونوں اپنی تلواروں پر گرفت مضبوط کرتے ہیں تو کٹائی ہوتی ہے۔

موت نے اس کو چوس لیا یہاں تک کہ اس کے خون کا آخری قطرہ بھی چوس لیا، جب وہ مقابلہ کے لیے آیا تو وہ نہ کمزور پڑا اور نہ وہ گھبرایا۔

اگر ارطیون رومی نے میرا ہاتھ کاٹا ہے تو اس میں اللہ کی طرف سے فائدہ ہے)

مندرجہ ذیل شعر بھی ان ہی کا ہے:

إِنْ أُقَلِّبُ الطَّعْنَ فَالطَّاعُوْنُ یَرْصُدُنِیْ   کَیْفَ الْبَقَاءُ عَلَیٰ طَعْنٍ وَطَاعُوْنِ

(اگر میں نیزے کے وار کو بچاتا ہوں تو طاعون میری گھات میں لگا ہوا ہے، نیزہ بازی اور طاعون کے حملوں کی

صورت میں کیسے زندہ رہنا ممکن ہے)

مندرجہ ذیل شعر انھوں نے معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

تَجَاوَزْ بِحِلْمٍ مِنْکَ عَنِّیْ هٰذِهٖ　　لَکَ الْخَیْرُ وَانْظُرْ کَیْفَ أَکُوْنُ

(اپنی طرف بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے درگذر کیجیے اور میرا گناہ معاف کیجیے، آپ کے لیے بھلائی ہو، پھر آپ دیکھیے کہ میں کیسا بنتا ہوں)　　**مراجع**: الاصابۃ ۳/۵۹

(۱۹۹)

عبداللہ ابن عنبہ ضبی

عبداللہ ابن عنبہ ضبی جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ بسطام بن قیس شیبانی کے مرثیہ میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَفَاتِنَةٌ بَنُوْ زَیْدِ بْنِ عَمْرٍو　　وَلَا یُوْفِیْ بِبِسْطَامٍ قَتِیْلُ

فَخَرَّ عَلَی الْأَلَاءَةِ لَمْ یُوَسَّدْ　　کَأَنَّ جَبِیْنَهٗ سَیْفٌ صَقِیْلُ

فَإِنْ یَفْجَعْ عَلَیْهِ بَنُوْ أَبِیْهِ　　فَقَدْ فُجِعُوْا وَفَاتَهُمْ خَلِیْلُ

(کیا بنوزید ابن عمرو مصیبت سے دوچار ہیں؟ بسطام کی طرح کوئی مقتول نہیں ہے۔

چناں چہ وہ سخت زمین پر گر گیا جس کے سر میں تکیہ بھی نہیں تھا، اس کی پیشانی تیز تلوار کے مانند چمک رہی ہے۔

اگر اس کے خاندان والوں کو اس کی جدائی پر غم ہے تو دوست بھی اس کی جدائی کے غم میں مبتلا ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/۹۳

(۲۰۰)

عبداللہ ابن عتبہ نفیلی

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ابن اسحاق کے واسطے سے لکھا ہے کہ جب ان کی قوم نفیل کو نبی

- کریم ﷺ کی موت کی خبر پہنچی تو انھوں نے زکوۃ ادا نہ کرنے اور زبردستی زکوۃ کی وصولیابی کی صورت میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر اتفاق کیا، یہ دیکھ کر عبداللہ ابن عتبہ نفیلی اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطاب کیا اور ان کو نصیحت کی۔ وہ اپنی قوم کے شریف اور باعزت آدمی تھے، قوم والوں نے ان کو گالی دی اور ان کی مخالفت کی، وہ بہت بوڑھے تھے، فتنہ ارتداد میں قوم کی قیادت قرہ بن ہبیرہ کے ہاتھوں میں تھی۔

اس واقعہ کے سلسلے میں عبداللہ بن عتبہ نے شعر کہے ہیں جن میں سے چند شعر مندرجہ ذیل ہیں:

بَنِیْ عَامِرٍ لَسْتُمْ بِأَخْوَفِ شَوْکَةٍ　　وَلَا جَمْرَةٍ فِی النَّاسِ مِنْ غِطْفَانِ
وَلَیْسَ لَکُمْ بِالْبَحْرَیْنِ حَابِسُ طَاقَةٍ　　وَلَیْسَ لَکُمْ بِالْمُسْلِمِیْنَ یَدَانِ

(بنو عامر! تم قبیلہ غطفان سے زیادہ طاقت ور نہیں، اور نہ لوگوں میں تمھاری دھاک ان سے زیادہ ہے۔
اور بحرین میں تمھاری خاطر مسلمانوں کی طاقت کو روکنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ تم میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۹۲

(۲۰۱)

عبداللہ ابن قیس صباحی

رشاطی نے روایت کیا ہے کہ وفد عبدالقیس میں اشج کے ساتھ عبداللہ بن قیس صباحی بھی آئے تھے۔ وثیمہ نے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ انھوں نے ہجرین میں قلعہ والوں کے راز سے مسلمانوں کو مطلع کیا تھا، وثیمہ نے اس سلسلے میں ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

لَاتُوْعِدُوْنَا بِمَغْرُوْرٍ وَأُسْرَتِهِ　　مَنْ یَّلْقَنَا یَلْقَ مُنَاشَبَةَ الْحُطَمِ

(ہمیں مغرور اور اس کے خاندان کے حوالے سے دھمکی نہ دو، جو ہمارے خلاف جنگ کرے گا تو وہ ٹکراؤ اور جنگ کا اعلان پائے گا)

مراجع: الاصابہ ۲/۳۵۳

(۲۰۲)

عبداللہ ابن کامل سلمی

عبداللہ بن کامل بن حبیب بن عمرہ بن ثابت بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن

بہثہ بن سلیم سلمی۔

عبداللہ سلمی مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے جنگِ مرج الصفر میں شرکت کی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے،

شَهِدَتْ قَبَائِلُ مَالِكٍ وَتَغَيَّبَتْ عَنِّي عُمَيْرَةُ يَوْمَ مَرْجِ الصَّفَرِ

(جنگِ مرج الصفر میں میرے ساتھ بنو مالک شریک رہے اور قبیلہ عمیرہ غائب رہا)

مراجع: الاصابۃ ۹۳/۴

(۲۰۳)

عبداللہ ابن کرز لیثی

ابن ابوالدنیا نے ''الکفالۃ'' میں اور رامہرمزی نے ''الأمثال'' میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی مثال اور تمہارے مال کی مثال اور تمہارے عمل کی مثال اور تمہارے اہل وعیال کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین بھائی ہوں، جب اس کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اس نے اپنے ایک بھائی سے کہا جو اس کا مال ہے: جو مصیبت مجھ پر آئی ہے تم اس کو دیکھ رہے ہو، چنانچہ تمہارے پاس میرے لیے کیا ہے؟ وہ کہے گا: میرے پاس تمہارا مال ہے، اس کا نفع تم کو صرف اپنی زندگی ہی میں ملے گا، اگر تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے تو میں دوسروں کے پاس چلا جاؤں گا''۔ نبی کریم ﷺ مڑے اور دریافت کیا: ''اس کو تم کس قسم کا بھائی سمجھتے ہو''؟۔ صحابہ نے کہا: ہم اس کو فائدہ مند نہیں پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ اپنے دوسرے بھائی کی طرف متوجہ ہوا، جو اس کے اہل وعیال ہیں، اور اس سے بھی وہی سوال کیا جو اس نے مال سے کیا تھا۔ اس نے جواب دیا: میں تمہاری نگرانی کروں گا اور تمہاری عیادت کروں گا، جب تمہارا انتقال ہو جائے گا تو میں تم کو غسل دوں گا اور کفن دوں گا اور لے جا کر دفن کروں گا، پھر واپس لوٹ آؤں گا، جو بھی تمہارے بارے میں پوچھے گا اس کو بتا دوں گا''۔ آپ نے دریافت کیا: ''بتاؤ، یہ کس قسم کا بھائی ہے''؟ صحابہ نے فرمایا: ہم اس کو فائدہ مند نہیں پاتے۔ ''پھر وہ اپنے تیسرے بھائی سے وہی کہے گا، جو اس کا عمل ہے، وہ کہے گا: میں تمہارے ساتھ قبر میں جاؤں گا، اور تمہارے ساتھ ہی رہوں گا، تمہاری تنہائی اور وحشت دور کروں گا، میں تمہارے کفن میں بیٹھوں گا اور کبھی تم سے جدا نہیں ہوں گا''۔ آپ نے دریافت کیا: ''یہ بھائی کس قسم کا ہے''؟ صحابہ نے

کہا: بہترین بھائی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن کرز لیثی کھڑے ہوگئے اور کہا: اللہ کے رسول! کیا مجھے اس بات کی اجازت ملے گی کہ میں اس سے متعلق شعر کہوں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات گزاری اور دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر یہ اشعار سنائے:

إِنِّيْ وَمَالِيْ وَالَّذِيْ قَدَّمَتْ يَدِيْ ۔۔۔ كَرَاعٍ إِلَيْهِ صُحْبَةٌ ثُمَّ قَائِلُ

لِأَصْحَابِهِ إِذْ هُمْ ثَلَاثَةُ إِخْوَةٍ ۔۔۔ أَعِيْنُوْا عَلَى أَمْرِي الَّذِيْ بِيْ نَازِلُ

(میں اور میرا مال اور میرے اعمال ایک محافظ اور راز دان کی طرح ہے، جس کے پاس اس کے ساتھی آئے ہوں، پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جن کی تعداد تین ہے: جو مصیبت مجھ پر آنے والی ہے اس سلسلے میں تم میری مدد کرو)

نبی کریم ﷺ کی مجلس میں جتنے بھی لوگ تھے، سبھی لوگ یہ اشعار سن کر رو پڑے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۳۵۴

(۲۰۴)

عبد اللہ ابن لحیب

عبد اللہ لحیب بن مصرحی، ان کی کنیت ابو میتب ہے اور قتال کلابی کے نام سے مشہور ہیں۔

ابو زید انصاری نے کہا ہے کہ ان کا شمار جاہلی شعراء میں ہوتا ہے۔

ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ مروان بن حکم نے ان کو قید کیا تھا۔

ابو عبید بکری نے ''شرح أمالی القالی'' میں لکھا ہے کہ وہ اسی بنیاد پر مخضرمین شعراء میں سے ہیں کہ وہ مروان ابن حکم کے زمانے تک زندہ تھے۔

مندرجہ ذیل شعر انہوں نے اپنی قوم کے سلسلے میں کہا:

هَلْ مِنْ مَعْشَرٍ غَيْرُكُمْ أَدْعُوْهُمْ ۔۔۔ فَلَقَدْ سَمِعْتُ دُعَاءً يَا آلَ كِلَابِ

(کیا میں تمھارے علاوہ دوسرے لوگوں کو پکاروں گا، اے آل کلاب! میں نے ایک پکار سنی ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۹۴

(۲۰۵)

عبداللہ ابن مالک ارجی

وثیمہ نے کتاب الردہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مالک ارجی صحابی ہیں اور اس سلسلے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ قبیلہ ہمدان نے جب مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن مالک ارجی کھڑے ہوگئے (وہ صحابہ میں سے تھے) قبیلہ ہمدان کے لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے تو انہوں نے کہا: اے قبیلہ ہمدان والو! تم نے محمد کی عبادت نہیں کی ہے، بلکہ تم نے محمد کے پروردگار کی عبادت کی ہے، وہ اب بھی زندہ ہے، اور ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کو موت نہیں، البتہ تم نے اللہ کے رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے طور پر کی تھی، اس بات کو جان لو کہ انہوں نے تم کو آگ سے بچایا ہے، اللہ محمد کے ساتھیوں کو گمراہی پر جمع نہیں کرسکتا۔ انھوں نے طویل خطاب کیا اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے:

لَعَمْرِیْ لَئِنْ مَاتَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ　　لَمَا مَاتَ یَاابْنَ الْقَیْلِ رَبُّ مُحَمَّدِ

دَعَاهُ إِلَیْهِ رَبُّهُ فَأَجَابَهُ　　فَیَاخَیْرَ غوری وَیَاخَیْرَ مُنْجِدِ

(میری زندگی کی قسم! اگر اللہ کے نبی محمد کا انتقال ہوا ہے تو اے ابن نفیل! محمد کے پروردگار کا ابھی انتقال نہیں ہوا ہے۔ آپ کے پروردگار نے آپ کو اپنے پاس بلایا ہے تو آپ نے لبیک کہا، کیا ہی بہترین مدفون ہے اور کیا ہی بہترین دعوت قبول کرنے والا ہے!!)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۳۵۷، شعر ہمدان ۳۴۴، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۵۲، معجم الشعراء المخضر مین والأ موتین ۲۵۲

(۲۰۶)

عبداللہ ابن وہب اسدی

ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کیا ہے کہ جنگ حنین میں بنو سعد بن بکیر کے ایک شخص ابو الیوب بن زید نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَکُنَّا یَاقُرَیْشُ إِذَا غَضِبْنَا　　کَأَنَّ أُنُوفَنَا فِیْهَا سُعُوْطُ

أَلَاهَلْ أَتَاكَ إِنْ غَلَبَتْ قُرَيْشٌ هَوَازِنَ وَالْخُطُوبُ لَهَا شُرُوطُ

(اے قریش والو! جب ہم کو غصہ آتا ہے تو ہم ایسے ہوتے ہیں کہ گویا ہماری ناک میں دوائی ڈالی گئی ہو، جس کی وجہ سے ہم بپھر گئے ہوں۔

کیا تمہیں یہ خبر ہے کہ اگر قریش ہوازن پر غالب آ گئے ہیں تو یہ بات بھی جان لو کہ مصیبتوں کے لیے کچھ شرطیں اور اصول ہوتے ہیں)

عبداللہ بن وہب اسدی نے ان اشعار کا جواب دیا:

بِسَوْطِ اللّٰهِ نَضْرِبُ مَنْ لَقِيْنَا كَأَفْضَلِ مَارَأَيْتَ مِنَ الشُّرُوْطِ

وَكُنَّا يَاهَوَازِنُ حِيْنَ نَلْقىٰ نُبُلُّ الْهَامَ مِنْ عَلَقٍ عَبِيْطِ

فَإِنْ يَكُ قَيْسُ عَيْلَانَ عَصَانِيْ فَلَايَنْفَكُّ بِرَغْمِهِمْ سُعُوْطُ

(جو ہمارے خلاف جنگ کرتا ہے ہم اس کو اللہ کے کوڑے سے مارتے ہیں، یہی سب سے افضل اصول اور قاعدہ ہے جو تم نے دیکھا ہے

اے ہوازن والو! جب ہم جنگ کرتے ہیں تو گاڑھے تر و تازہ خون سے کھوپڑیوں کو تر کر دیتے ہیں۔

اگر قیس غیلان نے میری نافرمانی کی ہے تو ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی ناک میں دوائی ڈالی جائے گی)

پہلے والے اشعار ابوصحار کی طرف بھی منسوب ہیں۔

حضرت عثمان کے ساتھ ''یوم الدار'' میں شہید ہونے والوں میں عبداللہ ابن وہب بھی تھے، یہ واقعہ ۳۵ھ کا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۳۷۳، الوافی بالوفیات ۱۷/۶۶۴-۶۶۵، التاریخ الکبیر للبخاری ۳/۱/۲۱۸، تاریخ دمشق لابن عساکر ق ۱۰/۱۵۰-۱۵۱أ، أسد الغابۃ ۳/۲۷۳، تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۲۳، تھذیب التھذیب ۶/۷۰-۷۱، معجم الشعراء المخضرمین والأموییین ۲۵۷

(۲۰۷)

عبداللہ ابن یزید ہلالی

عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن اصرم ہلالی

ان کی کنیت ابولیلی ہے۔

امام ذہبی نے ''التجرید'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن اثیر نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ ہلالی مخضرم شاعر ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں کہا ہے کہ یہ شامی شاعر ہیں، انہوں نے ہی عباس بن عبدالمطلب کی بیوی لبابہ بنت حرث ہلالیہ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَا وَلَدَتْ نَجِيْبَةٌ مِنْ فَحْلٍ ۔۔۔ نِسْمَةً مِنْ نَسْلِ أُمِّ الْفَضْلِ
أَكْرِمْ بِهِ مِنْ كَهْلَةٍ مِنْ كَهْلٍ ۔۔۔ عَمِّ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ذِي الْفَضْلِ

(شریف خاتون نے جس عظیم شخص کو جنم دیا ہے، وہ ام فضل کی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔
احسانوں کے پیکر نبی مصطفیٰ کے چچا عمر رسیدہ لوگوں میں کیا ہی باعزت ہیں!!)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۸۸، البدایۃ والنھایۃ ۴/۱۰۲، ۱۷۳/۶، ۲۲۱، ۲۹۵/۷، ۲۳۰/۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۵۴، منح المدح ۱۷۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۵۷

(۲۰۸)

عبداللہ ابن یزید غافری سکونی

عبداللہ بن یزید بن قیس غافری سکونی۔

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جب ان کی قوم نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا اور زیاد بن لبید سے اونٹنی چھین لی گئی جس پر صدقہ کا نشان تھا تو عبداللہ بن یزید اپنی قوم میں کھڑے ہو گئے اور کہا: اے بادشاہوں کی قوم! میں اتنا حقیر نہیں ہوں کہ کچھ نہ کہوں اور تم میں کوئی اتنا برا نہیں ہے کہ میری بات نہ سنے، میں تم کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس اونٹنی کے سلسلے میں بات کرو، جو حق کی بنیاد پر لی گئی تھی، اس کا واپس لینا غلط ہے۔ پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَا كَانَ فِيْ نَاقَةٍ ضَلَّتْ حُلُوْمُكُمْ ۔۔۔ مَا تَغْدِرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَالذِّمَمِ
أَلْقٰى زِيَادُ عَلَيْهَا حَقَّ مِيْسَمِهِ ۔۔۔ بَعْدَ اللِّسَانِ وَبَعْدَ الْكَفِّ وَالْقَلَمِ
لَيْسَ التَّشَوُّشُ عَلٰى بَكْرٍ وَإِخْوَتِهِمْ ۔۔۔ أُسَامُ فِيْهَا وَرَبِّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

(ایک اونٹنی کے سلسلے میں تمہاری عقلیں ماری جائیں گی اور تم اللہ کے عہد و پیمان کو توڑ دو گے؟ ایسا تو نہیں ہونا چاہیے، یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔
زیاد نے زبان سے کہنے اور اس کو زکوۃ میں لینے کے بعد اس پر صدقہ کا نشان لگایا ہے۔
بکر اور ان کے بھائیوں پر کوئی دشواری اور پریشانی نہیں ہے کہ مجھ سے اس اونٹنی کے سلسلے میں سودا کیا جائے، حلال اور حرام نازل کرنے والے رب کی قسم!)

اشعث بن قیس نے ان کو بلا بھیجا اور کہا: میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں، جن میں ہماری مخالفت ہے، تم ایسی باتوں سے گریز کرو، جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور ہم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اشعث ابن قیس اور قوم سے تنگ آ کر وہ اپنی قوم سے نکل کر مدینہ چلے گئے، پھر مسلمانوں کے ساتھ اپنی قوم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے واپس ہوئے اور زیاد بن لبید کے ساتھ شہید ہوئے، مرباع کندی نے ان پر مرثیہ کے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَعَبْدَ اللّٰهِ قَدْ أَعْذَرْتَ فِيْنَا   وَلٰكِنَّا هُزِئْنَا بِالنَّصِيْحِ
وَقَدْ أَسْمَعْتَنَا بِدُعَاءِ دَاعٍ   إِلَى الْعَلْيَاءِ وَالْأَمْرِ الصَّحِيْحِ

(عبداللہ! تم ہم میں معذور ہو، تم نے ہمیں نصیحت کی، لیکن ہم میں نصیحت کرنے والے کا مذاق اڑایا گیا۔
تم نے ہمیں بلندی اور صحیح راستے کی طرف بلانے والے کی بات سنائی اور ہم تک پہنچائی)

مراجع: الاصابۃ ۳/۹۵۔۹۶

(۲۰۹)

عبیداللہ ابن حارث جعفی

عبیداللہ بن حارث بن عمرو بن خالد بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن عوین بن جعفی بن سعد العشیرہ جعفی۔

ابن الکلبی نے کہا ہے کہ وہ شاعر اور بہادر تھے۔

انھوں نے جنگِ قادسیہ میں شرکت کی۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۰۱

(۲۱۰)

عثعث ابن عمرو کندی

عثعث فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہے۔

وثیمہ نے ابن اسحاق کے حوالے سے عثعث کا تذکرہ کیا ہے، انھوں نے اشعث کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنْ تَمُسَّ كِنْدَةُ نَاكِثِيْنَ عُهُوْدَهُمْ   فَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّنِيْ لَمْ أَنْكُثِ
لَاتَبْغِ إِلَّا الَّذِيْنَ دِيْنًا وَاحِدًا   خُذْهَا وَلَاتَرُدَّ نَصِيْحَةَ عَثْعَثِ

(اگر کندہ والے اپنے معاہدوں کو توڑنے پر ہی مصر رہیں گے تو اللہ جانتا ہے کہ میں نے معاہدہ نہیں توڑا ہے۔
تم صرف ایک ہی دین تلاش کرو، اور اس کو اختیار کرو اور عثعث کی نصیحت نہ ٹھکراؤ)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۰۴، معجم الشعراء، ڈاکٹر عفیف ۱۵۹، منح المدح ۲۱۶، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۲۷۹

(۲۱۱)

عثمان ابن ابوالعاص ثقفی

عثمان بن ابوالعاص بن بشر بن عبد بن دہمان بن عبداللہ بن ہمام ثقفی۔

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

ثقیف کے وفد میں آکر انہوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو طائف کا گورنر بنایا، ابوبکر اور عمر نے اپنے عہدِ خلافت میں ان کو طائف کا گورنر باقی رکھا، پھر عمر نے ان کو ۱۵ھ میں عمان اور بحرین کا بھی گورنر بنایا، پھر انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں معاویہ کے عہدِ خلافت میں ۵۰ھ کو انتقال کر گئے، انہوں نے ہی قبیلۂ ثقیف کو ارتداد سے منع کیا اور ان میں خطاب کیا اور کہا: تم نے سب سے اخیر میں اسلام قبول کیا ہے، کہیں تم سب سے پہلے مرتد نہ ہو جاؤ۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں بیان کیا ہے کہ عثمان بن بشر بن عبد بن دھمان نے زمانہ جاہلیت میں عمرو بن معدیکرب پر حملہ کیا تھا، حملے سے بچنے کیلئے عمرو بھاگ گئے تو عثمان نے یہ اشعار کہے:

لَعَمْرُكَ لَوْلَا اللَّيْلُ قَامَتْ مَآتِمُ حَوَاسِرُ يَخْمِشْنَ الْوُجُوهَ عَلَىٰ عَمْرِو
فَأَفْلَتَنَا فَوْتُ الْأَسِنَّةِ بَعْدَمَا رَأَى الْمَوْتَ وَالْخَطِّيَّ أَقْرَبَ مِنْ شَعْرِ

(تیری زندگی کی قسم! اگر رات نہ ہوتی تو عمرو پر ماتم اور نوحہ شروع ہو جاتا، اور عورتیں اپنے بالوں کو کھول کر چہرہ نوچ رہی ہوتیں۔
نیزوں کی خوراک ہم سے چھوٹ گئی، جب کہ اس نے موت اور مضبوط نیزے کو بال سے زیادہ اپنے سے قریب دیکھ لیا تھا)

ان کی وفات ۵۱ ہجری کو ہوئی۔

مراجع: الاصابہ ۲/۴۵۳، الوافی بالوفیات ۲۰/۲۳-۲۴، تھذیب الکمال ۱۹/ ۳۹۵، طبقات ابن سعد ۵/ ۵۰۸، سیر أعلام النبلاء ۲/ ۳۷۴

(۲۱۲)

عثمان ابن ربیعہ ثقفی

سیف نے ''الفتوح'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ عثمان بن ابوالعاص نے ان کو نبی کریم ﷺ کی

وفات کے وقت قبیلۂ ازد کے ان لوگوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے جمع ہونے لگے تھے، چنانچہ انہوں نے قبیلہ ازد کے خلاف جنگ کی اور ان کو شکست دی اور اس جنگ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَضَضْنَا جَمْعَهُمْ وَالنَّقْعُ كَابِنٌ وَقَدْ يُعْدِي عَلَى الْغُدُوِّ الْعُقُوقُ
وَأَبْرَقَ بَارِقٌ لَمَّا الْتَقَيْنَا فَعَادَتْ خُلَّبًا تِلْكَ الْبُرُوقُ

(ہم نے ان کی فوج اور جمعیت کو منتشر کر دیا، جب کہ تالاب کا جمع ہوا پانی سوکھا ہوا تھا، اور کبھی کبھار بجلی کی طرح چمکنے والی تلوار صبح سویرے حملہ کر دیتی ہے۔

جب ہمارے درمیان جنگ شروع ہوئی تو بجلی کوندی، پھر وہ چمک اس بادل کی طرح بن گئی جو گرجے، چمکے اور بارش کی امید دلائے، مگر پھر چھٹ جائے اور نہ برسے، یعنی جب دونوں کی تلواریں ٹکرائیں تو ایک چمک نکلی، لیکن مدمقابل میرے سامنے اس وار کے بعد رک نہیں سکا اور میرے وار سے ڈھیر ہو گیا)

مراجع: الاصابہ ۲/۴۵۲

(۲۱۳)

عدی ابن ابوالزغباء

عدی بن ابوالزغباء نے جنگِ بدر کے موقع پر یہ شعر کہا:

أَنَا عَدِيٌّ وَالسَّحَلَ أُمْشِيُ بِهَا مَشْيَ الْفَحَلِ

(میں عدی ہوں، میں زرہ میں سانڈھ کے چلنے کی طرح چلتا ہوں)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عدی کون ہے''؟ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! میں عدی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا: ''تم کون ہو''؟ انہوں نے کہا: میں فلاں کا لڑکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم عدی نہیں ہو''۔ اس پر عدی بن ابوزغباء نے کہا: اللہ کے رسول! میں عدی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا: ''اور تم نے کیا کہا ہے''؟ انہوں نے کہا:

وَالسَّحَلَ أُمْشِيُ بِهَا مَشْيَ الْفَحَلِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سحل کیا ہے''؟ انہوں نے کہا: زرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عدی، عدی بن ابوزغباء ہیں''۔

مندرجہ ذیل اشعار بھی عدی بن ابوزغباء کے ہیں جو انہوں نے جنگ بدر کے موقع پر کہے:

يَـا رَاكِبَ النَّـاقَةِ الْقَصْوَاءِ هَـاجَرَنَـا　　عَـمَّـا قَلِيْلٍ تَـرَانِـيْ رَاكِبَ الـفَـرَسِ
أُعَـلُّ رُمْـحِـيْ فِـيْـكُـمْ ثُـمَّ أُنْهِـلُـهُ　　وَالسَّيْفُ يَـأْخُـذُ مِـنْـكُـمْ كُلَّ مُلْتَبِسِ

(اے قصواء اونٹنی پر سوار ہونے والے! اور ہماری طرف ہجرت کر کے آنے والے! تھوڑی ہی دیر میں آپ مجھے گھوڑے پر سوار دیکھیں گے۔

کہ میں تم میں اپنے نیزے کو سیراب کر رہا ہوں، پھر اس کو بہادروں کا خون پلا رہا ہوں، اور تلوار تم میں سے ہر کافر کو اپنا شکار بنائے گی)

جنگ بدر کے موقع پر بنو زہرہ کے لوگ بھی مشرکین کے ساتھ شریک تھے، جب کفار مکہ کا قافلہ بچ گیا تو اخنس ابن شریق نے بنو زہرہ کو واپس آنے پر آمادہ کیا اور وہ بھی بنو زہرہ کے ساتھ واپس چلے گئے، اس پر عدی ابن ابوالزغباء نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَقِـمْ لَهَـا صُـدُوْرَهَـا يَـا بَسْبَـسُ　　إِنَّ مَـطَـايَـا الْقَـوْمِ لَا تُـحَبَّـسُ
وَحَـمْـلُهَـا عَـلَـى الطَّـرِيْقِ أَكْيَـسُ　　قَـدْ نَـصَـرَ الـلّٰـهُ وَفَـرَّ الْأَخْـنَـسُ

(اخنس نے کہا: اے بسبس! سواریوں کے کجاوں کو درست کرو، قوم (قریش) کی سواریاں روکی نہیں جائیں گی۔
اور ان سواریوں کو راستے پر ڈالنا زیادہ عقل مندی کی بات ہے، اللہ نے مدد کی اور اخنس بھاگ گیا)

مراجع: واقدی ۱/۸۱/۸۲

(۴۱۴)

عدی ابن ربیع ابن عبد شمس

عدی، ابوالعاص بن ربیع کے بھائی ہیں۔

جب رسول اللہ کی دختر زینب نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو عدی ان کے ساتھ تھے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ ہبار بن اسود ہجرت میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے آئے تو عدی نے تیر سے مار کر ان کو ہلاک کر دیا اور مندرجہ ذیل اشعار کہے:

عَـجِـبْـتُ لِهَبَّـارٍ وَأَوْبَـاشِ قَـوْمِـهِ　　يُـرِيْـدُوْنَ إِخْـفَـارِيْ بِـنْـتَ مُـحَـمَّـدِ
وَلَسْـتُ أُبَـالِـيْ مَـا لَقِيْـتُ ضَـجِيْعَهُمْ　　إِذَا اجْـتَـمَـعَـتْ يَـوْمًـا يَـدِيْ بِـالْمُهَنَّدِ

(مجھے ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں پر تعجب ہے!! وہ چاہتے ہیں کہ میں محمد کی دختر کا ساتھ چھوڑ دوں۔
مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ مجھے ان کے ساتھ لڑنا پڑے گا، جب میرا ہاتھ ہندوستانی تیز تلوار پر جم جائے گا)

ایک قول یہ بھی ہے کہ زینب کے ساتھ کنانہ بن عدی تھے۔

ابن سید الناس نے "الصحابة الشعراء الذين مدحوا النبی" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۲/۴۶۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۶۱، منح المدح ۲۱۲، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۲۸۲-۲۸۳

(۲۱۵)

عدی ابن عمرو طائی

عدی بن عمرو بن سوید بن زبان بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ثوب بن معن طائی۔

یہ گلوکار شاعر ہیں، اور اعرج کے نام سے مشہور ہیں۔

ابن کلبی نے کہا ہے کہ یہ جاہلی۔ اسلامی شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

تَرَكْتُ الشِّعْرَ وَاسْتَبْدَلْتُ مِنْهُ   إِذَا دَاعِيْ صَلَاةَ الصُّبْحِ قَامَا
كِتَابَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ   وَوَدَّعْتُ الْمُدَامَةَ وَالنَّدَامِيْ

(میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا، اور جب موذن نے صبح کی نماز کے لیے آواز دی تو میں کھڑا ہو گیا اور شعر کے بدلے اللہ کی کتاب کی تلاوت شروع کی، جس کا کوئی شریک نہیں، اور میں نے شراب اور ہم نشینوں کو چھوڑ دیا)

یہ اشعار سوید بن عدی بن عمر کی طرف بھی منسوب ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۰۴-۱۰۵

(۲۱۶)

عدی ابن حاتم طائی

عدی ابن حاتم طائی ابن عبداللہ ابن سعد ابن حشوج ابن امرو القیس ابن عدی ابن اخزم ابن ابو اخزم (ان کا نام ہزومہ ہے) ابن ربیعہ ابن جرول ابن ثعل ابن عمرو ابن غوث ابن طی ابن ادد ابن زید ابن کہلان طائی۔

عدی ابن حاتم کی پیدائش ہجرت سے تقریباً ۵۳ سال پہلے ہوئی اور وفات ۶۴ھ مطابق ۶۸۶ء کو ہوئی، عدی ۱۲۰ سال زندہ رہے، وہ مخضرم شاعر ہیں، ان کو عہد جاہلی اور عہدِ اسلام ملا، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان بنے، فتنۂ ارتداد میں اسلام پر خود بھی ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کو مرتد ہونے سے بچایا اور قوم

نے ان کی بات مان کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔

عدی آپ ﷺ کے پاس اپنے قبیلے کے وفد کے ساتھ ۷ ہجری یا ۱۰ ہجری کو آئے، پھر ابوبکر کے عہدِ خلافت میں اپنی قوم کی زکوۃ لے کر دوبارہ مدینہ آئے، آپ اپنی قوم کے سردار، باعزت، خطیب، حاضر جواب، سخی اور فاضل شخص تھے۔

عدی نے بعد میں کوفہ میں سکونت اختیار کی اور حضرت علی کے ساتھ جنگِ جمل میں شریک ہوئے، جس میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہوگئی، پھر حضرت علی کے ساتھ جنگِ صفین اور جنگِ نہروان میں شرکت کی، آپ کا انتقال کوفہ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں ۶۷ ھ کو ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ ۶۶ ہجری میں ہوا، معاویہ نے حضرت علی کے انتقال کے بعد ان کو اپنی صف میں لانے کی کوشش کی، لیکن کامیاب نہیں ہوئے، اسی سلسلے میں وہ معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

يُحَاوِلُنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَخْرٍ ۔۔۔ وَلَيْسَ إِلَى الَّتِيْ يَبْغِيْ سَبِيْلُ
يُذَكِّرُنِيْ أَبَا حَسَنٍ عَلِيًّا ۔۔۔ وَحَظِّيْ فِيْ أَبِيْ حَسَنٍ جَلِيْلُ

(معاویہ ابن صخر مجھے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کررہے ہیں، لیکن جو وہ چاہتے ہیں اس کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ مجھے ابوالحسن علی کی یاد آتی رہتی ہے، ابوالحسن کے ساتھ میرا ساتھ بڑا زبردست ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۴۶۸، الاستیعاب ۱۴۳، الاغانی ۵/ ۱۴۴، ۱۵۹، ۱۷/ ۲۵۵، ۳۲۶، ۳۲۷، البدایۃ والنھایۃ ۲/ ۱۹۷، البصائر والذخائر ۶/ ۶۹، ۲۴۶، تاریخ الامم والملوک للطبری ۵/ ۹۰۸، تاریخ کلیفہ ۹۳، ۹۸، ۲۶۴، جمھرۃ الانساب لابن حزم ۴۰۲، خزانۃ الادب ۱/ ۲۸۶ ـ ۲۸۷، العقد الفرید، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۵۱، معجم الشعراء، ڈاکٹر عفیف ۱۶۰، المعمرون والوصایا ۴۶ ـ ۴۷، منح المدح ۲۱۰، وفیات الاعیان ۶/ ۱۰۵، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۲۸۲

(۲۱۷)

عدی ابن وداع دوسی

عدی بن وداع بن عتیق بن حرث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس دوسی۔

ابوحاتم سجستانی نے ''المعمرون'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تین سو سال زندہ رہے، ان کو عہدِ اسلامی ملا تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

لَاعَيْشَ إِلَّا الْجَنَّةُ الْمُخْضَرَّهْ ۔۔۔ مَنْ يَّدْخُلِ النَّارَ يُلَاقِ ضَرَّهْ

(زندگی تو صرف سرسبزو شاداب جنت کی زندگی ہے، جوجہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ اس کی تکلیفات سے دوچار ہوگا)

مراجع: الاصابۃ۲/۳۶۵، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۵۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۶۲، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۲۸۴_۲۸۵

(۲۱۸)

عرام ابن منذر طائی

عرام بن منذر بن زید بن قیس بن حارثہ بن لام طائی۔

عرام عمر رسیدہ شاعر تھے، ان کو جاہلی اور اسلامی دونوں عہد ملے، وہ ۱۰۰ ہجری تک زندہ رہے۔

ابو حاتم سجستانی نے ''کتاب المعمرین'' میں لکھا ہے کہ ان کو کسی ضرورت سے عمر بن عبد العزیز کے پاس لایا گیا، لوگوں نے کہا کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی لمبی عمر گزاری ہے، عمر بن عبد العزیز نے ان سے دریافت کیا: تمہاری عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں یہ اشعار کہے:

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِیْ أَأَدْرَكْتُ أُمَّةً عَلٰی عَهْدِ ذِی الْقَرْنَیْنِ أَمْ كُنْتُ أَقْدَمَا
مَتٰی تَنْزِعَا عَنِّی الْقَمِیْصَ تَبَیَّنَا جَنَاجِیَ لَمْ یُكْسَ لَحْمًا وَلَا دَمًا

(اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں نے ذوالقرنین کے زمانے کے لوگوں سے ملا ہوں یا میں اس سے بھی پرانا ہوں۔ جب تم میرے جسم سے قمیص ہٹاؤ گے تو میرے پہلو کو دیکھو گے کہ نہ اس پر گوشت ہے اور نہ خون ہے)

مراجع: الاصابۃ۳/۸۰، الأمالی للقالی۳/۱۷، شعرطئی وأخبارها۲۲۸، الضائع ۹۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۶۵، المعمرون والوصایا۹۰، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۲۸۶

(۲۱۹)

عروش ابن مفترس فقعسی

عروش بن مفترس بن مقاتل اسدی فقعسی۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عروش مخضرم شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

نَحْنُ الَّذِیْنَ اعْتَصَبْنَا النَّاسَ كُلَّهُمْ حَتّٰی اهْتَدٰی طَائِعٌ مِّنْهُمْ وَمَعْشُوْرُ
حَتّٰی أَقَامُوْا قَنَاةَ الدِّیْنِ وَاعْتَدَلُوْا فَالسَّیْفُ عَبْدٌ وَقَلْبُ الْقَوْمِ مَشْهُوْرُ

(ہم ہی نے تمام لوگوں کو تاج پہنایا، یہاں تک کہ ان میں سے مطیع اور سردار سب ہدایت پا گئے۔

یہاں تک کہ انھوں نے دین کی عمارت کو مضبوط کیا اور اعتدال پسند ہو گئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار ان کی غلام ہو گئی، اور ان لوگوں کا دل بہت مشہور ہے یعنی وہ بڑے سخی ہیں) **مراجع**: الاصابہ ۳/۱۰۶

(۲۲۰)

عسکلان ابن عواکن حمیری

طلوعِ اسلام کے وقت عسکلان بہت ہی عمر رسیدہ تھے، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ کی رسالت کی خوش خبری دی تھی، پھر ان کو بعثت کا زمانہ ملا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں اشعار کہہ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا اور اسی میں اسلام قبول کرنے کا تذکرہ کیا، انھوں نے ہجرت کی یا نہیں، اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔

بلوی نے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد عبدالرحمٰن کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے بعثت نبوی کے ایک سال پہلے یمن کا سفر کیا تو عسقلان بن عواکن حمیری کے پاس اترا، وہ بہت بوڑھے تھے اور اتنی زیادہ عمر تھی کہ چوزے کی طرح ہو گئے تھے، وہ کہہ رہے تھے:

إِذَا مَا الشَّيْخُ صُمَّ فَلَمْ يُكَلِّمْ ... وَأُوْدِيْ سَمْعُهُ إِلَّا يَدَايَا

فَذَاكَ الدَّاءُ لَيْسَ لَهُ دَوَاءٌ ... سِوَى الْمَوْتِ الْمُنْطِقِ بِالرَّزَايَا

شَهِدْتُ بِنَا مَعَ الْمِلَاكِ مِنَّا ... وَأَدْرَكْتُ الْمَوْقِفَ فِي الْقَضَايَا

فَبَادُوْا أَجْمَعِيْنَ فَصِرْتُ حِلْسًا ... صَرِيْعًا لَا أَبُوْحُ إِلَى الْخَلَايَا

(جب بوڑھا گونگا ہو اور کچھ بول نہ سکے اور اس کی سماعت جواب دے جائے اور صرف ہاتھ کے اشاروں سے اس کو سمجھایا جائے۔
یہ ایسی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں ہے، سوائے موت کے، جو مصیبتیں لے آتی ہیں۔
موت ہمارے بادشاہوں کے ساتھ ہمارے پاس بھی آئی اور مسائل میں اپنی جگہ بنالی۔
چنانچہ سب ہلاک ہو گئے اور میں پڑا ہوا ٹاٹ بن گیا ہوں جس کو لوگ روندتے ہیں، میں بہادروں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا ہوں)

عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جب میں وہاں گیا تو ان کے پاس مہمان بن کر اترا، وہ ہر وقت مجھ سے مکہ اور اس کے حالات کے بارے میں دریافت کرتے، انھوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ کیا ان میں کوئی ایسا شخص نمودار ہوا ہے جس نے ان کے دینِ قدیم کی مخالفت کی ہو؟ پھر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ان کے پاس آیا، میں اس وقت سفر پر تھا، مکہ میں نہیں تھا، میں انھیں کے پاس اترا، وہ بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی، انھوں نے کہا: قریشی بھائی! اپنا نسب بتاؤ؟ میں نے کہا: میں عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ ہوں۔ انہوں نے کہا: بس۔ پھر کہا: کیا میں تم کو

ایک خوش خبری نہ سناؤں؟ وہ تمہارے لئے تجارت سے بھی بہتر ہے۔ میں نے کہا: ضرور بتائیے۔ انھوں نے کہا: میں تمہیں ایک عجیب بات بتارہا ہوں اور رغبت والی خوش خبری دے رہا ہوں، اللہ تعالی نے پہلے مہینے میں تمہاری قوم میں سے ایک نبی بھیجا ہے، اس کو اللہ نے اپنا نبی بنایا ہے، اور مکمل کتاب اس پر نازل فرمائی ہے، وہ بتوں کی عبادت سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے، حق بات کا حکم دیتا ہے اور خود بھی کرتا ہے، باطل سے منع کرتا ہے اور اس سے خود باز رہتا ہے، وہ بنو ہاشم میں سے ہے اور تمہاری قوم اس کی ننیہال ہے، عبدالرحمٰن اس کے پاس جاؤ اور اس کی تصدیق کرو، اور یہ اشعار اس کو پہنچاؤ:

أَشْهَدُ بِاللّٰهِ ذِی الْمَعَالِیْ ... وَفَالِقِ اللَّيْلِ وَالصَّبَاحِ
إِنَّكَ فِی الشَّرَفِ مِنْ قُرَيْشٍ ... وَابْنُ الْمُفَدّٰى مِنَ الذِّبَاحِ
أُرْسِلْتَ تَدْعُوْ إِلٰى يَقِيْنٍ ... تُرْشِدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاحِ
هَدَّ مُرُوْرُ السِّنِيْنَ رُكْنِیْ ... عَنْ مَكْرِ السَّيْرِ وَالرَّوَاحِ
أَشْهَدُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُوْسٰى ... أَنَّكَ أُرْسِلْتَ بِالْبِطَاحِ
فَكُنْ شَفِيْعِیْ إِلٰى مَلِيْكٍ ... يَدْعُو الْبَرَايَا إِلَى الصَّلَاحِ

(میں بلند مرتبوں والے اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جو دن اور رات کو نکالنے والا ہے۔
کہ آپ قریش کے باعزت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور آپ اونٹنیوں کی قربانی دے کر چھڑائے ہوئے فرد کے فرزند ہیں۔
آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ یقینی باتوں کی دعوت دے رہے ہیں، آپ حق اور کامیابی کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔
مرورِ زمانہ نے صبح وشام کی سازشوں کے نتیجے میں میری کمر جھکا دی ہے۔
میں موسیٰ کے پروردگار کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ مقام بطحاء میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
چنانچہ آپ شہنشاہِ دوجہاں کے پاس میرے سفارشی بنئے، جو مخلوقات کو فلاحِ دارین کی طرف بلا رہا ہے)

عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا اور میں نے ابوبکر سے ملاقات کی، وہ میرے دوست تھے، میں نے پورا واقعہ ان کو بتایا، انھوں نے کہا: یہ محمد بن عبداللہ ہیں، اللہ نے اپنی مخلوق کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ تم ان کے پاس جاؤ۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا، آپ خدیجہ کے گھر پر تھے، میں نے آپ کو واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا: ''جہاں تک حمیری بھائی کا تعلق ہے وہ خاص الخاص مؤمنین میں سے ہیں، مجھ پر ایمان لانے والے بعض ایسے ہیں جنھوں نے مجھے دیکھا نہیں، بعض میری تصدیق کرنے والے ایسے ہیں، جو میرے ساتھ نہیں رہے، وہ میرے حقیقی بھائی ہیں''۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۰۶۔۱۰۷

(۲۲۱)

عُطارد ابن حاجب تمیمی

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی۔

ان کی کنیت ابوعکرمہ ہے۔

عطارد نبی کریم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے ان کو بنوتمیم کے صدقات کی وصولیابی کا ذمہ دار بنایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ عطارد تمیمی بادشاہوں کے پاس جایا کرتے تھے اور ان کو ان بادشاہوں سے ہدایا ملتے تھے۔

مسلم نے روایت کیا ہے کہ عطارد بن حاجب نے نبی کریم ﷺ کو ریشم کا ایک کپڑا دیا جو ان کو کسریٰ نے دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے بعد عطارد بھی مرتد ہوگئے، اور سجاح کی بات مانی، لیکن پھر انہوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا، اسی سلسلے میں انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَضْحَتْ نَبِيَّتُنَا أُنْثٰى نُطِيْفُ بِهَا وَأَصْبَحَتْ أَنْبِيَاءُ اللهِ ذُكْرَانَا
فَلَعْنَةُ اللهِ رَبِّ النَّاسِ كُلِّهِمُوْ عَلٰى سَجَاحَ وَمَنْ بِالْكُفْرِ أَغْوَانَا

(عورت ہماری نبی ہوگئی، جس کے آس پاس ہم پھرا کرتے ہیں، جب کہ اللہ کے تمام انبیاء مرد رہے ہیں۔
تمام لوگوں کے پروردگار اللہ کی لعنت ہو، سجاح پر اور کفر کے سلسلے میں اس کی مدد کرنے والے تمام لوگوں پر)

مراجع: الاصابہ ۲/ ۴۷۷، الأعلام ۴/ ۲۳۶، الأغانی ۴/ ۱۵۳، ۱۵۶، ۲۰/ ۲۲۴، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۳۸، ۴۲، ۶/ ۳۲۴، البیان والتبیین ۱/ ۳۲۸، خزانۃ الأدب ۱/ ۳۵۵، ۹/ ۴۱۵، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۹۹۔۳۰۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۹۳

(۲۲۲)

عفان ابن خویلد عامری عقیلی

عفان بن خویلد بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری عقیلی۔

عفان مخضرم شاعر ہیں، وہ نابغہ جعدی کی ہجو کیا کرتے تھے اور نابغہ جعدی ان کی ہجو کیا کرتے

تھے، وہ بنی عقیل کے سردار تھے، مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۱۰۸

(۲۲۳)

عفیف ابن منذر تمیمی

سیف نے الفتوح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے علاء بن حضرمی کے ساتھ جنگِ حطیم میں شرکت کی اور اس میں نمایاں کارنامے انجام دیے، مندرجہ ذیل اشعار انہیں کے ہیں جن میں انہوں نے علاء کے ساتھ سمندر میں گھسنے کا تذکرہ کیا ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ ذَلَّلَ بَحْرَهُ وَأَنْزَلَ بِالْكُفَّارِ إِحْدَى الْجَلَائِلِ

دَعَوْنَا الَّذِیْ شَقَّ الْبِحَارَ فَجَاءَنَا بِأَعْظَمَ مِنْ فَلَقِ الْبِحَارِ الْأَوَائِلِ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سمندر کو ہمارے لیے مسخر کیا اور کفار پر سخت ترین مصیبتوں میں سے ایک مصیبت نازل کی۔

ہم نے اس ذات کو پکارا جس نے سمندروں کو شق کیا تو وہ ہمارے پاس بے بیکراں سمندروں کو پھاڑنے سے بڑی چیز لے آئے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۱۰۸

(۲۲۴)

عقبہ ابن عامر جہنی

عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودعہ بن عدی بن غنم بن ربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ جہنی۔

عقبہ ابن عامر مشہور صحابی ہیں، ابوسعید بن یونس نے کہا ہے کہ وہ قاری، علم فرائض کے عالم، فقیہ، فصیح اللسان شاعر اور کاتب تھے، وہ قرآن جمع کرنے والوں میں بھی تھے، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ عقبہ بن عامر نے اسلامی فتوحات میں شرکت کی، وہی فتحِ دمشق کی خبر لے کر حضرت عمر کے پاس آئے، جنگِ صفین میں وہ حضرت معاویہ کے ساتھ تھے، حضرت معاویہ نے ان کو مصر کا گورنر بنایا، ان کی وفات حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت میں ۵۸ھ کو ہوئی۔

مراجع: الاصابہ ۲/۴۸۲، الوافی بالوفیات ۲۰/۶۲، تھذیب الکمال ۲۰/۲۰۲، طبقات ابن سعد ۴/۳۴۳، تاریخ الدوری ۲/۴۰۹، سیر أعلام النبلاء ۲/۴۶۷، التقریب ۲/۲۷، الاستیعاب ۳/۱۰۶، أسد الغابہ ۴/۵۳، جمھرۃ أنساب العرب ۴۴۴، طبقات خلیفہ ۱۲۱، ۱۹۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۹۵۔۲۹۷

(۲۲۵)

عقبہ ابن نعمان عتکی

عقبہ بن نعمان کی کنیت ابونعمان ہے اور ان کا تعلق عمان سے ہے، وثیمہ نے ''الردۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن عاص کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے، ابوبکرؓ نے ان کے ثبات پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَفِیْنَا وَفِیْنَا یَفِیْضُ الْوَفَاءُ ۔۔۔ وَفِیْنَا مُفَرِّخُ أَفْرَاخِهُ

کَذَاکَ الْوَفَاءُ یُزَیِّنُ الرِّجَالَ ۔۔۔ کَمَا زَیَّنَ الصِّدْقُ شِمْرَاخَهُ

وَفِیْنَا لَعَمْرٌو وَقُلْنَا لَهُ ۔۔۔ وَقَدْ نَفَخَ الرَّأْیَ نَفَّاخَهُ

(ہم نے عہد پورا کیا اور ہم ہی میں وہ لوگ ہیں جو وفاداری نبھاتے ہیں، اور ہم ہی میں وہ لوگ ہیں جو وفاداری کے چوزوں کی پرورش کرتے ہیں، یعنی وفاداری ہماری سرشت اور فطرت میں داخل ہے۔
اسی طرح وفاداری لوگوں کو مزین کرتی ہے، جس طرح چھوٹی شاخ مضبوط تیر کو مزین کرتی ہے۔
اور ہم میں عمرو ہیں، ہم نے ان سے کہا: صحیح رائے دینے والے نے رائے دی ہے)

مندرجہ ذیل اشعار بھی ان ہی کے ہیں:

وَفِیْنَا لَعَمْرٌو یَوْمَ عَمْرٍو کَأَنَّهُ ۔۔۔ طَرِیْدٌ بَغَتْهُ مِذْحَجٌ وَالسَّکَاسِکُ

رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَعْظَمُ بِحَقِّهِ ۔۔۔ عَلَیْنَا وَمَنْ لَّا یَعْرِفُ الْحَقَّ هَالِکُ

وَنَحْنُ أُنَاسٌ یَأْمَنُ الْجَارُ وَسْطَنَا ۔۔۔ إِذَا کَانَ یَوْمَ کَاسِفِ الشَّمْسِ هَالِکُ

(اور ہم میں عمرو اس وقت موجود تھے، جب لوگ ان کے پیچھے پڑ گئے تھے، ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ گویا وہ دھتکارے ہوئے ہیں، جن سے قبیلہ مذحج اور سکاسک نے بغاوت کی۔
وہ اللہ کے رسول کے پیامبر ہیں، ان کا ہم پر سب سے بڑا حق ہے، اور جو حق کو نہیں جانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔
ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان پڑوسی اس وقت بھی سکون کے ساتھ رہتا ہے جب سورج گہن ہوتا ہے اور لوگ قحط سالی کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں، پھر ہم اللہ کے رسول کے پیامبر کو تنہا کیسے چھوڑ سکتے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۰۸

(۲۲۶)

عقیل ابن مالک حمیری

ان کا تعلق شاہی خاندان سے ہے، عقیل بنو حنیفہ کے پڑوس میں رہتے تھے، فتنہ ارتداد میں عقیل نے بنو حنیفہ کو اسلام پر جمے رہنے کی نصیحت کی، لیکن انہوں نے عقیل کی بات نہیں مانی، وہ صاحب لسان اور صاحب بیان تھے، عقیل نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور ارتداد سے منع کیا اور اس سلسلے میں اشعار کہے، جن میں سے دو شعر مندرجہ ذیل ہیں:

وَقَـالَ رِجَـالٌ قَـدْ عَـدَا الْقَوْمُ قَدْرَهُمْ　　عُـقَيْـلٌ وَلَـوْ أُنْصِفْتُ لَمْ أَعِدْكُمْ قَدْرِيْ
فَلا تَـأْمَـنُـوا الصِّـدِّيْقَ وَاللّٰـهُ غَـالِـبٌ　　عَـلـىٰ أَمْـرِهِ إِنَّ الْعَتِيْـقَ أَبُـوْبَـكْـرِ

(اور ان لوگوں نے کہا جن کی قوم نے قدر نہیں کی، یعنی قبیلہ عقیل نے ان لوگوں کی بے قدری کی، اگر میں عدل وانصاف کرتا تو میں تم کو اپنی قدر نہیں بتلاتا، بلکہ تم کو کیے کی سزا دیتا۔
ان لوگوں نے کہا کہ اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ صدیق نہیں آئیں گے، اللہ اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا، بے شک ابوبکر قابل تکریم اور شریف شخص ہیں)

پھر وہ خالد بن ولید کے ساتھ جا کر ملے اور ان ہی کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے اور شہید ہو گئے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۰۹

(۲۲۷)

عکرمہ ابن عامر ابن ہشام قرشی بدری

عکرمہ بن عامر بن ہشام بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی بن کلاب قرشی بدری۔

ان کا شمار مولفۃ القلوب میں ہوتا ہے، انہوں نے معاویہ سے "دار الندوۃ" ایک لاکھ میں خریدا۔

ابن سعد نے واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب رفادہ اور حجابہ کے سلسلے میں قریش کے درمیان جھگڑا اور اختلاف ہوا، جس کی ذمہ داری بنو عبد الدار کے ہاتھوں میں تھی تو عکرمہ نے کہا:

وَالـلّٰـهِ لَا يَـأْتِـيْ الَّـذِيْ قَـدْ أَرَدْتُـمْ　　وَنَـحْـنُ جَـمِـيْـعٌ أَوْ نُـخْـضَـبُ بِـالـدَّمِ
وَنَـحْـنُ وُلَاةُ الْبَيْـتِ لَا تُـنْـكِـرُوْنَـهُ　　فَـكَـيْـفَ عَـلـىٰ عِـلْـمِ الْبَـرِيَّـةِ تُـظْـلَـمُ

(اللہ کی قسم! جس کا تم نے ارادہ کیا ہے وہ ہونے والا نہیں، یا تو ہم سب ایک ساتھ متحد رہیں یا ہم خون میں نہا جائیں۔

ہم کعبۃ اللہ کے ذمہ دار ہیں، یہ ایک حقیقت ہے جس کا تم انکار نہیں کر سکتے، پھر سب لوگوں کے سامنے اور جانتے ہوئے تم کیسے ظلم کر رہے ہو)

مرزبانی نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص کی ہجو کی تو حضرت عمرؓ نے ان کو کوڑے مارے، جب کوڑں کی تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے چلایا: آل قصی!، ابوسفیان بن حرث دوڑے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور ان کو خاموش کرایا۔

مرزبانی نے عکرمہ کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے اسود بن مصفود کے سلسلے میں کہے ہیں، جس نے کعبہ ڈھانے کیلئے مکہ پر حملہ کیا تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۴۹۰، البدایۃ والنہایۃ ۸/ ۱۰۸، الضائع ۱۰۰، عجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۶۸، معجم الشعراء المخضر مین ولأ موبین ۳۰۰

(۲۲۸)

علی ابن ابوطالب

حضرت علی خلفاے راشدین میں نثر کے میدان میں سب سے زیادہ ممتاز اور فصیح تھے، اسی طرح شعر کے میدان میں بھی ان کو امتیاز اور تفوق حاصل تھا۔ (الاستیعاب ۳/۱۳۹، العقد الفرید ۲۸۳/۵، الزینۃ ۱/۱۰۹)

بہت سے علماء کی یہ رائے ہے کہ حضرت علیؓ شاعر نہیں تھے، بلکہ ان کی طرف اشعار منسوب کیے گئے ہیں، اور اکثر اشعار منحول ہیں، حضرت علیؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت صحیح نہیں ہے، لیکن ابن ہشام جیسے نقاد نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جس سے اس رائے کو تقویت ملتی ہے کہ حضرت علیؓ کی طرف شعر گوئی کی نسبت صحیح ہے۔ حالاں کہ ابن ہشام نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اشعار نقل نہیں کیے ہیں، وہ بڑے نقاد تھے اور بحث وتمحیص کے بعد ہی تاریخی روایتوں کو قبول کرنے والے تھے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ کا دیوان کئی مرتبہ شائع ہوا ہے (شعراء المخضر مین ص ۱۱۵) لیکن اس دیوان کے اشعار کا اسلوب انتار کیک ہے کہ ابن ہشام کے روایت کردہ اشعار کے اسلوب کے ساتھ کوئی میل نہیں کھاتا (الاسلام والشعر ۱۲۵-۱۲۷)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت علیؓ کے معتد بہ اشعار ہیں، ان کے اکثر اشعار میں جنگی جذبات اور تحمس پایا جاتا ہے (تاریخ الآداب العربیۃ کارلونالینو ۱۹۸) مندرجہ ذیل اشعار حضرت علیؓ کے ہیں:

نَصَرَ الْحِجَارَةَ مِنْ سَفَاهَةِ رَأْيِهِ ۔۔۔ وَنَصَرْتُ رَبَّ مُحَمَّدٍ بِصَوَابِي

فَصَدَرْتُ حِينَ تَرَكْتُهُ مُتَجَدِّلاً ۔۔۔ كَالْجِذْعِ بَيْنَ دَكَادِكٍ وَرَوَابِ

وَعَفَفْتُ عَنْ أَثْوَابِهِ وَلَوْ أَنَّنِي   كُنْتُ الْمُقَطَّرَ بَزَّنِيْ أَثْوَابِيْ

(اپنی کم عقلی اور بے وقوفی کی وجہ سے اس نے پتھروں کی مدد کی، اور میں نے اپنی صائب رائے سے محمد کے پروردگار کی مدد کی۔

چناں چہ میں میدانِ جنگ سے واپس ہوا، جب میں نے اس کو کھجور کے تنے کی طرح مٹی کے ٹیلوں کے درمیان پچھڑا ہوا چھوڑ دیا۔

اور میں نے اس کے کپڑے چھوڑ دیے، اگر میں پچھاڑ دیا جاتا تو وہ میرے کپڑے چھین لیتا)

آپ سے مندرجہ ذیل اشعار بھی منقول ہیں:

أَفَاطِمَ هَاتِ السَّيْفَ غَيْرَ ذَمِيْمٍ   فَلَسْتُ بِرِعْدِيْدٍ وَلَا بِمُلِيْمٍ

لَعَمْرِيْ لَقَدْ قَاتَلْتُ فِيْ نَصْرِ أَحْمَدٍ   وَطَاعَةِ رَبٍّ بِالْعِبَادِ رَحِيْمِ

وَسَيْفِيْ بِكَفِّيْ كَالشِّهَابِ أَهُزُّهُ   أَجُذُّ بِهِ مِنْ عَاتِقٍ وَصَمِيْمِ

(فاطمہ! تلوار لاؤ جو قابلِ مذمت نہ ہو، یعنی تیز تلوار دو جس کی وجہ سے مجھے مذمت اور ملامت کا سامنا کرنا نہ پڑے، کیوں کہ میں بزدل اور ملامت نہیں ہوں۔

میری زندگی کی قسم! میں نے احمد کی مدد کی اور بندوں کے بڑے ہی مہربان پروردگار کی فرماں برداری میں جنگ کی۔

میرے ہاتھ میں میری تلوار شہابِ ثاقب کی طرح چمکتی ہے، جس کو میں چلاتا ہوں تو اس کے ذریعے مونڈھوں اور بنیادی اعضاء کو کاٹ دیتا ہوں)

مراجع: الاصابۃ ۱/۶۲، الاستیعاب ۳/۱۳۹، العقد الفرید ۵/۲۸۳، النزیۃ ۱/۱۰۹، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۹۸۔۲۹۹، الاسلام والشعر ۱۲۵۔۱۲۷، تاریخ الآداب العربیۃ کارنالینو ۱۹۸، الأغانی، أسد الغابۃ ۵/۵۱۷، البدایۃ والنھایۃ، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/۱۷۵، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۱۹۸، تاریخ الادب العربی نالینو ۱۱۷، سمط اللآلی ۵۰۲، ۸۱۷، السیرۃ لابن ہشام ۶۳۵۔۶۳۶، طبقات ابن سعد ۳/۲۶، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۷۹۔۲۸۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۷۰، وفیات الأعیان، معجم الشعراء المخضر مین والأمویین ۳۰۲۔۳۰۳، تاریخ الاسلام۔ عہد الخلفاء الراشدین۔ ۶۲۱۔۶۵۹) آپ کا دیوان بہت سے کتب خانوں سے متعدد مرتبہ شائع ہوا ہے مثلاً دار صادر، دار الکتاب العربی، دار الجیل، دار الفکر العربی، دار الکتب العلمیۃ وغیرہ

(۲۲۹)

علقمہ ابن ارث عبسی

علقمہ مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے فتوحاتِ شام کے ابتدائی ایام میں ہونے والی جنگِ فحل میں شرکت کی، عبد اللہ بن محمد بن ربیع قدامی نے ''کتاب الفتوح'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ رومیوں کو معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ پیش قدمی کر رہے ہیں تو انہوں نے فحل کا رخ کیا اور وہاں پڑاؤ کیا، یہ اردن کا ایک علاقہ ہے، اس وقت علقمہ بن ارث اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلقین سے نکلے، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

نَحْنُ قَفَلْنَا كُلَّ وَافٍ سَبِيلَهُ ... مِنَ الرُّوْمِ مَعْرُوْفِ النِّجَادِ مُنْطِقِ
وَنَحْنُ طَلَّقْنَا بِالرِّمَاحِ نِسَائَهُمْ ... وَأُبْنَا إِلَىٰ أَزْوَاجِنَا لَمْ تُطَلَّقِ

(ہم نے پڑاؤ اٹھایا، اور روم سے سفر کیا، ہم میں سے ہر ایک اپنی ذرہ داری پوری کرنے والا سخی اور نیزہ باز ہے۔
اور ہم نے ان کی عورتوں کو اپنے نیزوں سے طلاق دیا اور ہم اپنی بیویوں کے پاس اس حال میں واپس ہوئے کہ وہ طلاق شدہ نہیں تھیں، یعنی ہم نے رومیوں کو قتل کر کے ان کی بیویوں کو بیوہ کر دیا اور ہم اپنی بیویوں کے پاس صحیح سالم واپس ہوئے)

ابو مخنف لوط بن یحیی ازدی نے "کتاب الأخبار" میں علقمہ کے یہ دو اشعار نقل کیے ہیں اور اس شعر کا اضافہ کیا ہے:

وَكَمْ مِنْ قَتِيلٍ أَرْهَقَتْهُ سُيُوْفُنَا ... كِفَاحًا وَكَفٍّ قَدْ أُطِيحَتْ وَأَسْوُقِ

(کتنے ہی ایسے مقتول ہیں جن کو ہماری تلواروں نے مقابلے میں ڈھیر کر دیا اور کتنی ہی ہتھیلیاں اور پنڈلیاں ہیں جن کو کاٹ دیا گیا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۰

(۲۳۰)

عمار ابن غیلان ابن سلمہ ثقفی

عمار اور ان کے بھائی عامر نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا، عمار نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی، اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے غیلان کے خازن نے ان کا مال چوری کیا اور کہا کہ عمار نے چوری کی ہے، یہ سن کر غیلان کی ایک باندی نے آکر مال کی جگہ بتادی اور کہا کہ میں نے آپ کے فلاں غلام کو یہاں مال دفن کرتے ہوئے دیکھا ہے، انھوں نے باندی کو آزاد کیا، جب یہ خبر عمار کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! اس کے بعد غیلان میرا چہرہ نہیں دیکھیں گے، پھر یہ اشعار کہے:

حَلَفْتُ لَهُمْ بِمَا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ ... وَبِاللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ
وَلَوْ غَيْرُ شَيْخٍ مِنْ مَعَدٍّ يَقُوْلُهَا ... تَيَمَّمْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ الْأَجَادِلِ

(میں محمد کی بتائی ہوئی باتوں کی قسم کھاتا ہوں اور اللہ کی قسم کھاتا ہوں، بے شک اللہ غافل نہیں ہے۔
اگر قبیلہ معد کے بزرگ کے علاوہ کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں تیز تلوار لے کر اس کا قصد کرتا، اور اس کی گردن اڑا دیتا)

جب غیلان نے اسلام قبول کیا تو عمر و اور عامر خالد کے ساتھ شام چلے گئے اور وہیں طاعون عمواس میں عامر کا انتقال ہو گیا۔

مراجع: الاصابۃ ۲/۵۰۵

(۲۳۱)

عمارہ ابن عقبہ ابن ابومعیط اموی

عمارہ ولید بن عقبہ کے بھائی ہیں، اور حضرت عثمان کے اخیافی بھائی ہیں، ابوعمر نے لکھا ہے کہ ان کے بھائی اور خالد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں حضرت عثمان کی مدح میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

ذَكِّرُ بَنِي أَخِي ابْنَ عَفَّانَ فَاللَّيْلُ لَدىٰ ذِكْرِهِ غَايَةٌ طِوَالُ
عِصْمَةُ النَّاسِ فِي الْهَنَاتِ إِذَا جِيئَتْ دَوَاهِي الْأُمُورِ وَالزِّلْزَالُ
وَثِمَالُ الْأَيْتَامِ فِي الْجَدْبِ وَالْأَرَامِلِ إِذَاهَبَّتِ الرِّيحُ الشِّمَالُ
وَالْوُصُولُ لِلْقُرْبىٰ إِذَا قَحَطَ الْقَطْرُ قَدِيمًا وَعَزَّتِ الْأَشْوَالُ

(میرے بھائیو! عثمان ابن عفان کا تذکرہ کرو، کیوں کہ ان کے تذکرے سے رات بہت ہی طویل ہو جاتی ہے۔
مصائب میں وہ لوگوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، جب سخت ترین مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں۔
قحط سالی میں وہ یتیموں اور بیواؤں کے غم خوار ہیں، جب شمالی ہوائیں چلتی ہیں۔
جب بارش رکتی ہے اور جمع پانی ملنا بھی دشوار ہوتا ہے تو وہ قدیم زمانے ہی سے قریبی رشتے داروں کی صلہ رحمی کرتے آرہے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۲/۵۱۰

(۲۳۲)

عمارہ ابن عوف عدوانی

ابوحاتم سجستانی نے ''المعروف'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عمارہ کاہن تھے، ان کو ۲۵۰ سال کی عمر ملی اور حضرت عمر کے عہدِ خلافت تک وہ زندہ رہے، مندرجہ ذیل اشعار ان کے ہیں:

عُمِّرْتُ دَهْرًا ثُمَّ دَهْرًا وَقَدْ آمُلُ أَنْ آتِيَ عَلَيَّ دَهْرِيُ
خَمْسُونَ لِيُ قَدْ أُكْمِلَتْ بَعْدَهَا سَاعَدَنِيُ قَرْنَاىَ فِيُ عُمْرِيُ

(میں نے ایک لمبی زندگی گزاری پھر اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک زندہ رہا، اور میں انتظار کر رہا تھا کہ مجھے موت آئے گی۔
اس کے بعد میں نے پھر پچاس سال مکمل کیے، میری عمر میں دو صدیوں نے میرا تعاون کیا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۲

(۲۳۳)

عمارہ ابن وریط عامری

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں عمارہ کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ فتنہ ارتداد میں عمارہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور انھوں نے اپنی قوم میں زوردار خطاب کیا، اس خطاب میں انہوں نے کہا: نماز تمہارا نور ہے اور زکوۃ تمہاری پاکی ہے۔ لیکن قوم نے ان کی بات نہیں مانی، اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

ثَقُلَتْ صَلَاۃُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْکُمْ ۔۔۔ بَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَقُّ حَدٌّ ثَقِیْلُ

وَأَتْبَعْتُمُوْهَا بِالزَّکَاۃِ وَقُلْتُمْ ۔۔۔ أَلَا لَا تَفِرُّوْا مِنْهُمَا بِقَتِیْلِ

فَلَا یُبْعِدُ اللّٰهُ الْمُهَیْمِنُ غَیْرَکُمْ ۔۔۔ سَبِیْلُکُمْ فِیْ کُلِّ شَرٍّ سَبِیْلُ

(بنوعامر! مسلمانوں کی نماز تم پر بھاری ہوئی اور حق بھاری ہوتا ہی ہے۔

اور نماز کے بعد تم نے زکوۃ کو بھی چھوڑ دیا، اور تم نے کہا: سن لو! ان دونوں کے بدلے تم کسی مقتول کو چھوڑ کر نہ بھاگنا یعنی اگر مسلمان مقابلہ کرنے کے لیے آئیں تو ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا، راہ فرار اختیار نہ کرنا۔

ہر چیز پر حاوی اور قابض اللہ تعالی تمھارے علاوہ دوسروں کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرے گا، ہر برائی تمھارا طریقہ اور راستہ ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۲

(۲۳۴)

عمر فاروق

حضرت عمر بن خطابؓ سے اشعار منقول ہیں، سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ ابوبکر شاعر تھے، عمر شاعر تھے اور علی ان تینوں میں بڑے شاعر تھے۔ (العقد الفرید ۲۸۳)

حضرت عمرؓ اشعار کے بڑے نقاد تھے اور اس فن میں ان کو مہارت حاصل تھی، ایک مرتبہ کسی شاعر نے حضرت خالد بن ولید کے مرثیہ میں اشعار کہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ وہ عمدہ اور غیر عمدہ اشعار کو الگ کرتے تھے اور شعراء پر تنقید کیا کرتے تھے، ان سے بہت کم اشعار منقول ہیں، آپ کے اشعار ''الروض الأنف''، ''طبقات ابن سعد'' اور ''الاصابۃ'' میں نقل کیے گئے ہیں، حضرت عمرؓ نے فتح مکہ کے روز مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَظْهَرَ دِيْنَهُ عَلَىٰ كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ
وَأَمْكَنَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا تَدَاعَوْا إِلَىٰ أَمْرٍ مِّنَ الْغَيِّ فَاسِدِ
غَدَاةَ أَجَالَ الْخَيْلَ فِيْ عَرَصَاتِهَا مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدِ
فَأَمْسَىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ وَأَمْسَىٰ عِدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَشَارِدِ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو اس سے پہلے کے تمام گمراہ طریقوں پر غالب کر دیا۔
اور آپ کو مکہ والوں پر قابو دیا، جب کہ وہ اس سے پہلے گمراہ اور فاسد امر کی حفاظت کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔
اس شام جب آپ مکہ کی گلیوں میں زبیر اور خالد کی قیادت میں نشان زدہ گھوڑوں کو گھما رہے تھے۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے رسول معزز اور فتح یاب ہوئے اور آپ کے دشمن یا تو مر گئے، یا تو بھاگ گئے)

عمر بن خطاب کا مندرجہ ذیل شعر ابن حجر نے الاصابہ میں نقل کیا ہے:

كُنْ رَفِيْقَ رَافِعٍ وَأَسْلَمَ وَاخْدِمِ الْأَقْوَامَ كَيْمَا تَخْدَمُ

(رافع اور اسلم کے ساتھی بن جاؤ اور قوموں کی خدمت اتنی کرو جتنی کر سکتے ہو)

رافع اور اسلم رسول ﷺ کے خادم تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۵۴، العقد الفرید ۲۸۳، شعر الدعوۃ ص ۲۶۴، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۹۶، ۲۹۷

(۲۳۵)

عمرو ابن ابو الخیر کندی

عمرو بن ابو الخیر بن عمرو بن شرحبیل کندی

مرزبانی نے کہا ہے کہ عمرو بن ابو الخیر مخضرم شاعر ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۴

(۲۳۶)

عمرو ابن احمر باہلی

عمرو بن احمر بن عمود بن تمیم بن ربیعہ بن حرام باہلی۔

ان کی کنیت ابو خطاب ہے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ عمرو ابن احمر مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے اسلام قبول کیا اور روم کے خلاف جنگوں میں شریک ہوئے اور کسی جنگ میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہوگئی، انہوں نے شام میں سکونت اختیار کی، پیرانہ سالی میں حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں انتقال ہوا، یہ صحیح الکلام شاعر تھے، لیکن غریب الفاظ کا زیادہ استعمال کرتے تھے، ان کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

مَتیٰ تَطْلُبُ الْمَعْرُوْفَ فِیْ غَیْرِ أَهْلِهٖ ۔۔۔ تَجِدْ مَطْلَبَ الْمَعْرُوْفِ غَیْرَ یَسِیْرِ

وَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَجْعَلْ لِعِرْضِكَ جُنَّةً ۔۔۔ مِنَ الذَّمِّ سَارَ الذَّمُّ كُلَّ مَسِیْرِ

(جب تم غیر اہل لوگوں میں بھلائی تلاش کروگے تو تم بھلائی کا حصول آسان نہیں پاؤ گے۔
اگر تم مذمت کو اپنی عزت کے لیے ڈھال نہیں بناؤ گے تو مذمت ہر جگہ پھیل جائے گی)

ابوالفرج اصبہانی نے کہا ہے کہ یہ گنے چنے جاہلی شعراء میں تھے، پھر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عہدِ اسلامی میں بہت سے شعر کہے اور اپنے زمانے کے تمام خلفاء کی مدح میں اشعار کہے، اسی طرح خالد بن ولید کی تعریف میں بھی قصیدے کہے، وہ حضرت خالد کے لشکر کے ساتھ شام میں تھے، ان کی ملاقات ابوبکر سے نہیں ہوئی، البتہ انہوں نے حضرت عمر اور ان کے بعد عبدالملک بن مروان تک کے تمام خلفاء کی مدح سرائی کی ہے۔ مرزبانی کے قول کے مطابق ان کی وفات عثمان کے عہد میں ہوئی، لیکن اصبہانی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن احمر، عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت تک رہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۲، الأعلام ۵/۷۲، الأغانی ۸/۲۲۱، البدایۃ والنھایۃ ۱۴/۹۴، البیان والتبیین ۱/۱۷۰، ۲۶۸، ۲/ ۲۲۳، ۵۶، ۲۲۳، جمھرۃ أشعار العرب ۱۵۸، سمط اللآلی ۱/ ۳۰۷، الشعر والشعراء ۱/ ۳۵۶۔۳۵۹، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۵۷۱، المؤتلف والمختلف للآمدی ۳۷، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۱۴، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۷۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۱۲) آپ کا دیوان مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق سے شائع ہوا ہے، جس پر حسین عطوان نے تحقیق کی ہے۔

(۲۳۷)

عمرو ابن اہتم تمیمی منقری

عمرو بن اہتم بن تمیم بن خالد بن منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی منقری۔

ان کی کنیت ابو نعیم ہے، اور ان کے والد کا نام سنان ہے۔

عمرو خطیب، خوبصورت، بلیغ شاعر اور اپنی قوم کے شریف اور باعزت شخص تھے، مندرجہ ذیل اشعار عمرو کے ہیں:

أَلَمْ تَـرَ مَـا بَيْنِـيْ وَبَيْـنَ بَنِيْ عَـامِرٍ   مِنَ الْـوُدِّ قَـدْ بَـالَـتْ عَلَيْـهِ الثَّعَـالِـبُ
فَـأَصْبَـحَ مَـا فِي الْـوُدِّ بَيْنِـيْ وَبَيْنَـهُ   كَـأَنْ لَّـمْ يَكُـنْ ذَاالـدَّهْـرِ فِيْـهِ عَجَائِبُ
إِذَاالْـمَـرْءُ لَـمْ يُـجِبْكَ إِلَّا تَـكَـرُّهـاً   بَـدَا لَكَ مِـنْ أَخْلَاقِـهِ مَـا يُغَـالِـبُ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میرے درمیان اور بنو عامر کے درمیان موجود محبت پر لومڑیوں نے پیشاب کردیا۔
چناں چہ میرے اور ان کے درمیان کی محبت اس طرح ہوگئی کہ گویا اس دوران کسی وقت عجیب وغریب کارنامے وجود میں آئے ہی نہیں۔
جب آدمی تم کو مجبوراً جواب دے گا تو اس کے وہ اخلاق ظاہر ہوجائیں گے جو اس پر غالب ہوتے ہیں)

صحیح قول یہ ہے کہ یہ اشعار ابواسود دیلی کے ہیں، البتہ مندرجہ ذیل اشعار ابن اہتم کے ہیں:

ذَرِيْـنِـيْ فَـإِنَّ الْبُـخْـلَ يَـا أُمَّ مَـالِكٍ   لِـصَـالِـحِ أَخْلَاقِ الـرِّجَـالِ سَـرُوْقُ
لَـعَـمْـرِيْ مَـا ضَـاقَـتْ بِلَادٌ بِـأَهْلِهَا   وَلٰـكِـنْ أَخْلَاقُ الـرِّجَـالِ تَـضِيْـقُ

(مجھے چھوڑ دو کہ میں سخاوت کروں، کیوں کہ ام مالک! بخل مردوں کے بہترین اخلاق کی حیثیت گھٹا دیتا ہے۔
میری زندگی کی قسم! زمین اپنے باشندوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ نہیں ہوتی، لیکن لوگوں کے اخلاق تنگ ہوتے ہیں، یعنی بہترین اخلاق والے کم پائے جاتے ہیں، یوں تو افراد کی کوئی کمی نہیں ہے)

انھوں نے زبرقان ابن بدر کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

ظَـلَّـتْ مُـفْتَـرِشُ الْهَـلْبَاءِ تَشْتُـمُـنِـيْ   عِـنْدَ النَّبِيِّ فَلَـمْ تُـصَـدَّقِ وَلَمْ تُصِبِ
إِنْ تُبْـغِـضُـوْنَـا فَإِنَّ الـرُّوْمَ أَصْـلُـكُـمْ   وَالـرُّوْمُ لَا تَـمْـلِكُ الْبُـغْـضَـاءَ لِلْعَرَبِ

(بہت زیادہ بالوں والی مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس گالی دیتی رہی اور میری شکایت کرتی رہی، لیکن اس کی باتوں کی تصدیق نہیں ہوئی اور اس کا مقصد حاصل نہیں ہوا۔
اگر تم لوگ ہم سے بغض اور کینہ رکھتے ہو تو سن لو کہ تمھارا تعلق روم سے ہے، اور روم عرب سے دشمنی مول لینے کی طاقت نہیں رکھتے)

ابن فتحون نے کہا ہے کہ انہوں نے ہلباء سے مراد اپنی بیٹی کو لیا ہے، وہ پرگو شاعرہ تھیں۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۵۱۷۔۵۱۸، واقدی ۳/ ۹۷۹، الأعلام ۵/ ۷۸، الأغانی ۴/ ۱۵۳، ۱۵۷، ۸/ ۳۹۴، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۳۸، ۴۱، ۴۲، البیان والتبیین ۱/ ۵۳، ۲۲۴، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/ ۸۴، تاریخ الطبری ۳/ ۱۱۹، خزانۃ الأدب ۶/ ۹۵، دیوان الشعر العربی ۱/ ۲۵۰، سمط اللآلی ۱۸۴، السیرۃ لابن ہشام ۳/ ۳۲۳، شعر المخضرمین ۲۹۴، الشعر والشعراء ۲/ ۶۳۲۔۲۳۴، العقد الفرید ۱/ ۱۹۲، ۵/ ۱۲۵، الکامل للمبرد ۱/ ۱۱۲، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۱۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۷۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۱۳۔۳۱۴، وفیات الأعیان ۳/ ۱۲، معجم شعراء اللسان ۲۹۹) آپ کا دیوان سعود محمود جابر نے ترتیب دیا ہے اور اس پر تحقیق کی ہے، یہ دیوان مؤسسۃ الرسالۃ بیروت سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوا ہے۔

(۲۳۸)

عمروابن جموح سلمی

عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری سلمی۔

عمروابن جموح انصار کے سرداروں میں سے ہیں، وہ جنگ احد میں شریک ہوئے اور اسی میں شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں لکھا ہے کہ عمرو بن جموح بنوسلمہ کے سرداروں اور شرفاء میں سے تھے ،انہوں نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنایا تھا جس کی وہ عبادت اور تعظیم کیا کرتے تھے، بنوسلمہ کے چند نوجوانوں نے اسلام قبول کیا تھا، جن میں ان کے فرزند اور معاذ بن جبل بھی تھے، وہ نوجوان عمرو بن جموح کے بت کے پاس جاتے اور بنی سلمہ کے کسی گڑھے میں پھینک دیتے ،عمرو اس کو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچتے تو منھ کے بل گندگی میں پڑا دیکھتے، وہ بت کو بڑے احترام سے اٹھا کر لاتے، دھوتے اور خوشبو لگاتے اور کہتے: اگر مجھے معلوم ہو کہ تمہارے ساتھ کس نے یہ کیا ہے تو میں اس کو رسوا کردوں گا۔ بنوسلمہ کے مسلم نوجوانوں نے کئی مرتبہ اسی طرح کیا، یہ ماجرا دیکھ کر عمرو اپنی تلوار لے آئے اور اس بت پر لٹکا یا اور کہا: اگر تم میں بھلائی ہے تو اپنا دفاع خود کرو۔ جب شام ہوئی تو ان نوجوانوں نے ایک مردار کتے کو لیا اور بت کی گردن میں باندھ دیا، اور تلوار اپنے ساتھ لے گئے، جب عمرو نے صبح کی تو بت کو اس حالت میں پایا تو حقیقت ان کے سامنے آشکارا ہوگئی، اور انہوں نے اسلام قبول کیا، اور اس بارے میں اشعار کہے جس کا ایک شعر یہ ہے:

فَـالـلّٰـهِ لَوْ كُـنْـتَ إِلٰهًـا لَمْ تَكُنْ   أَنْـتَ وَكَـلْـبٌ وَسْـطَ بِـئْرٍ فِيْ قَرْنِ

(اللہ کی قسم اگر تو معبود ہوتا تو تو اور کتا کنویں میں ایک ساتھ پڑے نہیں ہوتے)۔

ابن کلبی نے لکھا ہے کہ عمروابن جموح انصار میں اخیر میں اسلام لانے والے شخص ہیں۔

بخاری نے ''الادب المفرد'' میں اور سراج اور ابوالشیخ نے ''الأمثال'' میں اور ابونعیم نے ''المعرفۃ'' میں حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دریافت کیا: بنوسلمہ! تمھارا سردار کون ہے؟ انھوں نے کہا: جد ابن قیس، لیکن وہ بخیل ہیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہا: ''بخل سے بڑی کون سی بیماری ہے؟ تمھارے سردار عمروابن جموح ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ

عمرو ابن جموح رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ اپنی طرف سے کرتے تھے۔

کسی انصاری نے اس واقعہ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْقَوْلُ لَهُ ... لِمَنْ قَالَ مِنَّا مَنْ تُسَمُّوْنَ سَيِّدًا
فَقَالُوْا لَهُ: جَدُّ بْنُ قَيْسٍ عَلَى الَّتِيْ ... نُبَخِّلُهُ مِنْهَا وَإِنْ كَانَ أَسْوَدَا
فَسَوَّدَ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ لِجُوْدِهِ ... وَحَقٌّ لِعَمْرٍو بِالنَّدَىٰ أَنْ يَّسُوْدَا
فَلَوْ كُنْتَ يَا جَدَّ بْنَ قَيْسٍ عَلَى الَّتِيْ ... عَلىٰ مِثْلِهَا عَمْرٌو لَكُنْتَ الْمُسَوَّدَا

(رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے چند لوگوں سے دریافت کیا: تمھارے سردار کون ہیں؟ اور آپ کی بات ہی صحیح اور قابلِ قبول ہے
انھوں نے آپ سے کہا: جد ابن قیس ہیں، لیکن وہ بخیل ہیں، گرچہ وہ سب سے بڑے سردار ہیں۔
چناں چہ آپ نے عمرو ابن جموح کو ان کی سخاوت کی وجہ سے سردار بنایا، اور عمرو کا یہ حق ہے کہ سخاوت کی وجہ سے ان کو سردار بنایا جائے۔
جد ابن قیس! اگر تم بھی عمرو کی طرح سخی ہوتے تو تم ہی سردار ہوتے)

امام احمد نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے کہ عمرو ابن جموح رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور دریافت کیا: اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں اللہ کے راستے میں جنگ کروں، یہاں تک کہ مارا جاؤں تو کیا میں جنت میں اس پاؤں کے ساتھ چلوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں''۔ عمرو ابن جموح لنگڑے تھے، آپ جنگ احد میں شہید ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''میں نے تم کو اس پاؤں کے ساتھ صحیح حالت میں جنت میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔ ان کو اور ان کے ایک آزاد کردہ غلام کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں عمرو ابن جموح کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں، جو انھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہے:

أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ... وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ نَارِهِ
وَأُثْنِيْ عَلَيْهِ بِآلَائِهِ ... بِإِعْلَانِ قَلْبِيْ وَإِسْرَارِهِ

(میں اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اور میں اللہ سے اس کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔
اور میں اس کے احسانات پر اسی کی تعریف کرتا ہوں، اندرونِ دل سے اور علی الاعلان ہر طرح تعریف کرتا ہوں)

مراجع: الاصابۃ ۲/۵۲۲-۵۲۴، واقدی ۱/۲۶۴-۲۶۶، الاستیعاب ۱۱۶۸-۱۱۷۱، اُسد الغابۃ ۴/۲۰۸، الاغانی ۱۷/۱۲۴، البدایۃ والنھایۃ ۳/۱۶۳، تاریخ الطبری ۲/۳۶۸، ۵۲۲، جمھرۃ الانساب ۳۵۹، السیرۃ لابن ہشام ۱/۴۵۲-۴۵۳، معجم الشعراء، ڈاکٹر عفیف ۱۷۸، معجم الشعراء المخضرمین والاموین ۳۱۶

(۲۳۹)

عمرو ابن حارث ہمدانی نہمی

عمرو ابن حارث ابن عمرو ابن منبہ ابن زید ابن عمرو ابن منبہ ابن سہم ابن نہم نہمی۔

ان کا تعلق قبیلہ ہمدان سے ہے اور وہ ابن براقہ کے نام سے مشہور ہیں، براقہ ان کی ماں کا نام ہے۔

رشاطی نے ہمدانی سے نقل کیا ہے کہ وہ قبیلہ ہمدان کے شاعر تھے اور زمانۂ جاہلیت میں ان سے متعلق بہت سے واقعات ملتے ہیں، وہ حضرت حسن ابن علی کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ عمرو ابن براقہ مخضرم شاعر ہیں، وہ اتنا تیز دوڑتے تھے کہ کوئی ان کو پکڑ نہیں سکتا تھا، سن رسیدہ اور کمزور ہونے کے بعد حضرت عمر کی خدمت میں آئے اور ان کے سامنے چند اشعار سنائے، جس کا ایک مصرعہ یہ ہے:

وَإِنَّکَ مُسْتَرْعِیْ وَإِنَّا رَعِیَّةٌ

(آپ خلیفہ ہیں اور ہم رعیت ہیں)

زبیر نے ''الموفقیات'' میں کلبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی تو عمرو ابن براقہ اندر آئے، وہ بہت عمر رسیدہ تھے، اور لنگڑ کر چل رہے تھے، انھوں نے حضرت عمر کو اشعار سنائے جن میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

مَا قَدْ عَلِمْتُ مِنْکَ الْخَطَّابِیُ
أَبَرَّ بِالْوَالِدَیْنِ وَ بِالْکِتَابِ
بَعْدَ النَّبِیِّ صَاحِبِ الْکِتَابِ

(خطابی! صاحب کتاب نبی کریم ﷺ کے بعد تم سے زیادہ والدین کا فرماں بردار اور کتاب اللہ پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا کسی اور کو نہیں جانتا)

حضرت عمر نے کوڑے سے ان کو چبویا اور کہا: ابوبکر کا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا: ان کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اگر تمھیں ان کے بارے میں معلوم ہوتا تو میں تمھاری پیٹھ پر کوڑے برساتا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۳، الأعلام ۴/۲۴۲، الأغانی ۲۱/۱۴۳-۱۷۱، الاکلیل ۸/۲۵۱، الأمالی للقالی ۲/۱۲۱، البیان والتبیین ۲، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ زیدان، دیوان الشعر العربی ۱/۱۸۰، سمط اللآلی ۲/۷۴۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۷۶، ۱۷۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۱۷، وفیات الأعیان ۳/۳۹، موسوعۃ الشعر العربی ۱/۱۵۱

(۲۴۰)

عمرو ابن حبر کندی

عمرو ابن حبر ابن عمرو ابن شرحبیل کندی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو کندی مخضرم شاعر ہیں، اور انھوں نے عمرو کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں، جن میں وہ کسی امیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تُهَـدِّدُنِـيْ كَـأَنَّكَ ذُوْ رَعِيْـنٍ　　بِـأَنْـعُـمِ عِيْشَةٍ أَوْ ذُوْ نُـوَاسِ
فَـكَـمْ قَـدْ كَـانَ مِثْلَكَ مِنْ نَعِيْمٍ　　وَمِثْـلَكَ كَـانَ فِـي الْأَقْـوَامِ رَأْسِ

(تم مجھے اس انداز میں دھمکی دے رہے ہو کہ گویا تم عیش و آرام اور ناز و نعم والی زندگی میں ذو رعین یا ذو نواس ہو۔ یعنی تم اپنے زمانے کے بادشاہ ہو۔
کتنے ہی تم جیسے عیش و عشرت میں رہنے والے لوگ تھے اور کتنے ہی تم جیسے قوموں کے سردار تھے، لیکن اب ان کا کوئی پتہ نہیں)

یہ اشعار عمرو ابن معدیکرب کی طرف بھی منسوب ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۱۳۔۱۱۴

(۲۴۱)

عمرو ابن حمزہ ہذلی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو ہذلی مخضرم شاعر ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۲/۱۱۴

(۲۴۲)

عمرو ابن حممہ دوسی

ابوبکر ابن درید نے نقل کیا ہے کہ عمرو دوسی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی وفات زمانۂ جاہلیت ہی میں ہوگئی تھی، وہ بہت عمر رسیدہ تھے، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی

کے ہیں:

أُخَبِّرُ أَخْبَارَ الْقُرُوْنِ الَّتِيْ مَضَتْ ۔ وَلَا بُدَّ يَوْمًا أَنْ أُطَارَ لِمَصْرَعِيْ

(میں گذشتہ صدیوں کے واقعات بتارہا ہوں، اور کسی نہ کسی دن میں اپنے انجام کو پہنچنے والا ہوں یعنی میرا بھی قصہ، پارینہ ہوجائے گا)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کا شمار عرب کے حکماء میں ہوتا ہے، وہ بہت ہی زیادہ عمر رسیدہ تھے، کہا جاتا ہے کہ وہ ۳۹۰ سال زندہ رہے، انھوں نے مذکورہ شعر نقل کیا ہے اور اس سے پہلے مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کیے ہیں:

كَبِرْتُ وَقَدْ طَالَ الْعُمْرُ مِنِّيْ كَأَنَّنِيْ ۔ سَلِيْمُ أَفَاعٍ لَيْلَةً غَيْرَ مُوَدَّعِ

وَمَا السُّقْمُ أَبْلَانِيْ وَلٰكِنْ تَتَابَعَتْ ۔ عَلَيَّ سِنُوْنَ مِنْ مَصِيْفٍ وَمَرْبَعِ

ثَلَاثُ مِئِيْنَ مِنَ السِّنِيْنَ كَوَامِلُ ۔ وَهَا أَنَا ذَا أَرْتَجِيْ مَرَّ أَرْبَعِ

فَأَصْبَحْتُ بَيْنَ الْفَخِّ وَالْعُشِّ نَادِبًا ۔ إِذَا رَامَ تَطْيَارًا يُقَالُ لَهُ قَعِ

(میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے، گویا کہ میں رات کے وقت سانپوں کا ڈنسا ہوا ہوں، لیکن اس کو مرنے کے لیے نہیں چھوڑا گیا ہے۔

بیماری نے مجھے بوسیدہ نہیں کیا ہے، لیکن مجھ پر گرمی اور ٹھنڈی کے موسم سالوں سال گزرے ہیں۔

مکمل تین سو سال گزر چکے ہیں اور اب مجھے چوتھی صدی گزرنے کی امید ہے۔

چناں چہ میں شکاری کے جال اور گھونسلے کے درمیان پھنس گیا ہوں اور چلا رہا ہوں، جب بھی وہ اڑنے کا قصد کرتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: جاؤ، جال میں پھنس جاؤ!، یعنی موت اپنا جال پھیلائے ہوئے ہے اور میں اپنے گھر میں قیدی سا ہوگیا ہوں، گھر سے نکلنے کی طاقت نہیں ہے، جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہوں تو گھر والے کہتے ہیں کہ باہر نہ نکلو، کہیں کچھ ہو نہ جائے)

ایک قول یہ ہے کہ ان کو ذوالحکم کہا جاتا تھا اور عرب کی مشہور مثل ''إن العصا تقرع لذی الحکم'' ان ہی کی طرف منسوب ہے، کیوں کہ جب یہ بوڑھے ہوگئے تو ان کو ذہول ہونے لگا تھا، چناں چہ لوگ ان کو متنبہ کرنے کے لیے آواز نکالنے لگے، جس کے بعد ہی ان کی سمجھ واپس آجاتی تھی۔

مراجع: الاصابۃ ۲/ ۵۲۶۔۵۲۷

(۲۴۳)

عمرو ابن سالم خزاعی

عمرو ابن سالم ابن حصین ابن سالم ابن کلثوم خزاعی ابن عمرو ابن ربیعہ ابن کعب ابن عمرو ابن

یکی ابن خزاعہ۔

محمد ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا ہے کہ جب خزاعہ اور بنوبکر کے درمیان جھگڑا ہوا تو عمرو ابن سالم خزاعی سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اس کی اطلاع آپ کو دی، اور مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا حِلْفَ أَبِيْنَا وَأَبِيْهِ الْأَتْلَدَا
كُنْتَ لَنَا أَبًا وَكُنَّا وَلَدًا ثَمَّتَ أَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزَعْ يَدًا
فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عُتَّدًا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوْا مَدَدًا
فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا فِيْ فَيْلَقٍ كَالْبَحْرِ يَجْرِيْ زُبَدًا
إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوْكَ مَوْعِدًا وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا وَقَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَسُجَّدًا

(اے اللہ! میں محمد کو واسطہ دیتا ہوں ہمارے والد اور آپ کے والد کے پرانے معاہدے کا۔

آپ ہمارے لیے والد کی طرح ہیں، اور ہم آپ کی اولاد کی طرح، اس وقت ہم نے اسلام قبول کیا پھر ہم نے کبھی اسلام سے ہاتھ نہیں جھاڑا

اللہ کے رسول! ہماری بھرپور مدد کیجیے، اور اللہ کے بندوں کو بلائیے، وہ بطور کمک آجائیں گے۔

ان میں اللہ کے رسول ہیں، جن کی تلوار بے نیام ہو چکی ہے، وہ بڑی زبردست فوج لے کر چلے جو سمندر کی لہروں کے مانند ہے، جس پر جھاگ تیر رہی ہے یعنی وہ تعداد میں زیادہ ہیں ہی اور ان میں جوش و جذبہ بھی کوٹ کوٹ بھرا ہوا ہے۔

قریش نے آپ کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور آپ سے کیا ہوا پختہ معاہدہ توڑ دیا۔

انھوں نے صبح ہونے سے پہلے ہی ہم پر تیروں سے شب خون مارا اور ہم کو رکوع اور سجدوں میں ہی قتل کر دیا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو ابن سالم تمھاری مدد ہوئی''۔

اسحاق کی روایت میں ہے کہ ان کا ایک شعر یہ بھی ہے:

هُمْ قَتَلُوْنَا بِالصَّعِيْدِ هُجَّدًا نَتْلُو الْقُرْآنَ رُكَّعًا وَسُجَّدًا

(انھوں نے ہم کو صبح صبح لمبے نیزوں سے مار ڈالا، جب کہ ہم رکوع اور سجدوں میں قرآن کی تلاوت کر رہے تھے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۵۲۹۔۵۳۰، واقدی ۲/۷۸۹، الاستیعاب ۱۱۷۵، أسد الغابۃ ۴/۱۰۴، أنساب الأشراف للبلاذری ۳۵۳۔۳۵۵، البدایۃ والنھایۃ ۴/۲۷۱، تاریخ الطبری ۳/۴۴، خزانۃ الأدب ۲/۴۷۴، السیرۃ لابن ہشام ۸۰۵، العقد الفرید ۳/۳۸۳، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۲۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۸۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۲۵، منح المدح ۱۹۶

(۲۴۴)

عمرو ابن سبیع رہاوی

ابن سعد نے لکھا ہے کہ عمرو ابن سبیع رہاوی قبیلہ رہاویہ کے وفد کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آئے، ان کا تعلق بنو سلیم ابن رہا ابن عنبہ ابن حرب ابن علہ مذحجی سے ہے، وہ پندرہ لوگ تھے، انھوں نے اسلام قبول کیا، عمرو ابن سبیع نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

إِلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْمَلْتُ نَصَّهَا　　تَجُوْبُ الْفَيَافِيْ سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقِ

(اللہ کے رسول! میں نے اپنی اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ آپ کی طرف بھگایا، جو ایک کے بعد دوسرے بنجر اور بے آب و گیاہ علاقت کو پار کرتی رہی)

رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا کیا، وہ جنگِ صفین میں حضرت معاویہ کے ساتھ یہی جھنڈا لیے ہوئے تھے۔

مراجع: الاصابہ ۲/ ۵۳۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۸۳۔۱۸۴، معجم الشعراء المخضرمین والاموییین ۳۲۵، منح المدح ۲۰۴۔۲۰۵

(۲۴۵)

عمرِو ابن سعید ابن عاص قرشی اموی

عمرو ابن سعید ابن عاص ابن امیہ ابن عبد شمس قرشی اموی، ان کی کنیت ابو عقبہ ہے۔

موسیٰ ابن عقبہ نے ان کا تذکرہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں کیا ہے، ان کے ساتھ ان کی بیوی بنت صفوان ابن امیہ ابن محرث بھی تھی۔

زبیر ابن بکار نے کہا ہے کہ عمرو حضرت ابو بکر کے عہدِ خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے، ان کے بھائی خالد نے ان سے پہلے اسلام قبول کیا، پھر ان کے بعد عمرو ابن سعید نے اسلام قبول کیا۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ ام خالد بنت خالد نے کہا کہ ہمارے پاس ہمارے چچا عمرو ابن سعید دو سال بعد حبشہ آئے، اور وہیں پر رہے، پھر ہم دو کشتیوں میں بیٹھ کر مدینہ آئے۔

جب خالد اور عمرو نے اسلام قبول کیا تو ابان نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان دونوں کی مذمت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلا لَيْتَ مَيْتًا بِالظَّرِيْبَةِ شَاهِدٌ لِمَا يَفْتَرِيْ فِي الدِّيْنِ عَمْرٌو وَخَالِدُ
أَطَاعَا مَعًا أَمْرَ النِّسَاءِ فَأَصْبَحَا يُعِيْنَانِ مِنْ أَعْدَائِنَا مَنْ يُكَابِدُ

(کاش مقامِ ظریبہ میں مدفون شخص دیکھتا جو عمرو اور خالد نے دین میں نئی چیزیں گھڑی ہیں۔
ان دونوں نے عورتوں کی بات مانی اور وہ ہمارے دشمنوں میں سے ان لوگوں کا ساتھ دینے لگے جو ہمارے خلاف جنگ کرتے ہیں)

عمرو ابن سعید نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَخِيْ مَا أَخِيْ لَا شَاتِمٌ أَنَا عِرْضَهُ وَلَا هُوَ عَنْ سُوْءِ الْمَقَالَةِ يُقَصِّرُ
يَقُوْلُ إِذَا اشْتَدَّتْ عَلَيْهِ أُمُوْرُهُ أَلَا لَيْتَ مَيْتًا بِالظَّرِيْبَةِ يُنْشَرُ
فَدَعْ عَنْكَ مَيْتًا قَدْ مَضىٰ لِسَبِيْلِهِ وَأَقْبِلْ عَلَى الْحَقِّ الَّذِيْ هُوَ أَظْهَرُ

(میرے بھائی! میرا کیسا بھائی ہے؟ میں اس کی عزت کو گالی نہیں دے رہا ہوں اور اس کو رسوا نہیں کر رہا ہوں، اور نہ وہ بدگوئی میں کمی کر رہا ہے۔
جب اس کے معاملات اس پر سخت گزرتے ہیں تو وہ کہتا ہے: کاش! مقامِ ظریبہ میں مدفون شخص دوبارہ پیدا کیا جاتا!!
تم اس میت کا تذکرہ چھوڑ دو، وہ اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے، تم حق کی طرف بڑھو جو عیاں ہو چکا ہے)

ابو العباس سراج نے سعید ابن عمرو ابن سعید سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میرے چچا خالد، ابان اور عمرو ابن سعید ابن عاص کو جب آپ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو وہ سب اپنے کاموں سے واپس آ گئے، اس پر حضرت ابوبکر نے ان سے کہا: کوئی بھی شخص کام کا تم سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ پھر وہ شام چلے گئے، جہاں ان سبھوں کو قتل کر دیا گیا، خالد یمن میں تھے، ابان بحرین میں تھے اور عمرو سوادِ خیبر میں تھے۔

واقدی نے کہا ہے کہ عمرو فتح مکہ، جنگِ حنین، جنگِ طائف، اور جنگ تبوک میں شریک ہوئے، اور بعد میں شام کا سفر کیا اور حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں جنگِ اجنادین میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق نے بھی یہی کہا ہے، موسیٰ ابن عقبہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو وادی القریٰ کا گورنر بنایا تھا۔

مراجع: الاصابہ ۲/۵۳۱-۵۳۲

(۲۴۶)

عمرو ابن شاس اسدی

عمرو ابن شاس ابن ابو علی (ان کا نام عبید ہے) ابن ثعلبہ ابن مالک ابن حارث ابن سعد ابن

ثعلبہ اسدی، ان کی کنیت ابوعرار ہے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار ان کے ہیں:

إِذَا نَحْنُ أَدْلَجْنَا وَأَنْتَ أَمَامَنَا ۔۔۔ كَفٰى لِمَطَايَانَا بِرُؤْيَاكَ هَادِيًا

أَلَيْسَ تُرِيْدُ الْعِيْسَ خِفَّةَ أَذْرُعٍ ۔۔۔ وَإِنْ كَانَ حُسَّرًا أَنْ تَكُوْنَ أَمَامِيَا

(جب ہم رات کے وقت چلے اور آپ ہمارے سامنے تھے تو ہماری سواریوں کو رہنمائی کے لیے تمھیں دیکھنا ہی کافی ہے۔

کیا تم عمدہ نسل کے ہلکے پھلکے یعنی تیز رفتار اونٹ نہیں چاہتے ہو، اگر چہ کہ وہ تھکے ہارے ہوں، اس کے لیے اتنا کافی ہے کہ آپ آگے آگے رہیں)

محمد ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عمرو ابن شاس اسدی صلح حدیبیہ میں شریک تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں علی کے ساتھ یمن گیا تو سفر میں انھوں نے سختی کی، چناں چہ میں نے مسجد میں ان کی شکایت کی، یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''جس نے علی کو تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی''۔

انھوں نے جنگِ قادسیہ میں شرکت کی، اپنے لڑکے عرار کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، ان کی ماں کالی تھی تو وہ بھی کالے ہوئے تھے، اور عمرو کی دوسری بیوی عرار کو تکلیف دیتی تھی، اس پر عمرو ابن شاس نے کہا:

أَرَادَتْ عَرَارًا بِالْهَوَانِ وَمَنْ يُرِدْ ۔۔۔ عَرَارًا لَعَمْرِيْ بِالْهَوَانِ لَقَدْ ظَلَمْ

وَإِنَّ عَرَارًا إِنْ يَّكُنْ غَيْرَ وَاضِحٍ ۔۔۔ فَإِنِّيْ أُحِبُّ الْجَوْنَ ذَا الْمَنْكِبِ الْعَمَمْ

(اس نے عرار کو رسوا کرنا چاہا، اور جو عرار کو رسوا کرنا چاہے تو میری زندگی کی قسم! اس نے زیادتی کی۔

عرار اگر چہ خوبصورت اور گورا نہیں ہے، لیکن مجھے تو سخاوت کرنے والا کالا سردار ہی پسند ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۱۴، ۲/۵۳۴-۵۳۵، الاستیعاب ۲/۵۱۹، الاعلام ۵/۷۹، الاغانی ۱۱/۲۰۰-۲۰۷، الامالی للقالی ۱/۶۹، ۲/۱۲۴، ۱۸۸، ۴۵۲، تاریخ الشعر العربی ۱۶۲-۱۶۳، خزانۃ الادب ۸/۵۲۱، ۹/۱۳۱، ۱۳۲، دیوان الشعر العربی ۱/۱۸۷، سمط اللآلی ۲/۷۵۰-۷۵۱، الشعر والشعراء ۴۳۲، طبقات فحول الشعراء ۱۹۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۸۵، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۱۲-۲۱۳، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۳۲۸-۳۲۹، وفیات الاعیان ۴/۴۱۹) آپ کا دیوان ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا ہے جس پر یحییٰ جبوری نے تحقیق کی ہے۔

(۲۴۷)

عمرو ابن شبیل ثقفی

عمرو ابن شبیل ابن عتاب ابن مالک ثقفی۔

انھوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ عمرو ابن شبیل مخضرم شاعر ہیں اور ان کے بہت سے اشعار منقول ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۲/۵۳۵، الضائع ۱۰۴، معجم الشعراء، ڈاکٹر عفیف ۱۸۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۲۹

(۲۴۸)

عمرو ابن عاص

ابو عبداللہ عمرو ابن عاص ابن وائل سہمی قریشی۔

عمرو ابن عاص کی پیدائش ہجرت سے پچاس سال قبل ۵۷۴ء میں ہوئی، اور وفات ۴۳ ہجری مطابق ۶۶۴ء میں ہوئی۔

آپ کا شمار عرب کے رؤساء، شرفاء، عقلاء، اصحاب الرائے اور چالاک لوگوں میں ہوتا ہے، زمانۂ جاہلیت میں اسلام کے سخت ترین دشمن تھے، ان کا شمار مخضرم شعراء میں ہوتا ہے، فتح مکہ سے پہلے عمرو ابن عاص رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے اور قریش اور کفارِ مکہ کے گنے چنے شعراء میں سے تھے، مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں ان کا نمایاں کردار تھا، خصوصاً جنگ بدر کے بعد آس پاس کے قبیلوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی تین رکنی شعراء کی ٹیم میں عمرو ابن عاص بھی تھے، لیکن صلح حدیبیہ کے بعد آپ کے دل میں اسلام جاگزیں ہوا اور آپ نے مدینہ آکر آپ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو جنگِ ذات السلاسل میں امیر بنا کر روانہ کیا اور ابوبکر و عمر کو فوج دے کر ان کی کمک کے لیے بھیجا، پھر آپ نے ان کو عمان کا گورنر بنایا، ان کے ہاتھوں پر شاہِ عمان جلندی نے اسلام قبول کیا، اس سلسلے میں جلندی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَانِيْ عَمْرٌو بِالَّتِيْ لَيْسَ بَعْدَهَا ... مِنَ الْحَقِّ شَيْءٌ وَالنَّصِيْحُ نَصِيْحُ

فَقُلْتُ لَهُ مَا زِدْتَ أَنْ جِئْتَ بِالَّتِيْ ... جُلَنْدَى عُمَانَ فِيْ عُمَانَ يَصِيْحُ

فَيَا عَمْرُ: قَدْ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ جَهْرَةً ... يُنَادِيْ بِهَا فِي الْوَادِيَيْنِ فَصِيْحُ

(میرے پاس عمرو ابن عاص وہ چیز لے کر آئے جو حق ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی حق نہیں ہے، اور نصیحت کرنے والا خیر خواہ ہے۔ میں نے ان سے کہا: تم تو وہی بات لے آئے ہو جس کو جلندی شاہِ عمان، عمان میں چیخ کر بتایا کرتا

تھا۔عمرو! میں علی الاعلان صرف اللہ کی خاطر اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں، جس کی ندا مدینہ میں فصیح (محمد) لگا رہے ہیں)

عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عمرو ابن عاص کو فوجی کمانڈر بنا کر شام کی طرف بھیجا، ان ہی کی کمانڈ میں قنسرین فتح ہوا اور حلب، منبج اور انطا کیہ والوں نے صلح کی۔

عمر ابن خطاب نے ان کو فلسطین کا گورنر بنایا پھر مصر کا گورنر بنایا، مصر کے فاتح بھی عمرو ابن عاص ہیں، جب حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان کشمکش شروع ہوئی تو انھوں نے معاویہ کا ساتھ دیا، معاویہ نے ان کو ۳۸ھ کو مصر کا گورنر بنایا، انھوں نے معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَعَاوِيَ لَا أُعْطِيكَ دِينِي وَلَمْ أُصِبْ ۔۔۔ بِهِ مِنْكَ دُنْيَا، فَانْظُرَنْ كَيْفَ تَصْنَعُ

فَإِنْ تُعْطِنِي مِصْرًا فَارْبَحْ بِصَفْقَةٍ ۔۔۔ أَخَذْتَ بِهَا شَيْخًا يَضُرُّ وَيَنْفَعُ

(معاویہ! میں اپنا دین دے کر تم سے دنیا نہیں لوں گا، چناں چہ تم غور کرو کہ تمھیں کیا کرنا ہے۔
اگر تم مجھے مصر کی گورنری دو گے تو تم فائدے میں رہو گے، اس طرح تم ایک ایسے بوڑھے کو پاؤ گے، جس میں نقصان اور نفع پہنچانے کی صلاحیت ہے)

مراجع: الاصابۃ ۴/۶۵۰، الاستیعاب ۱۱۸۴-۱۱۹۱، أسد الغابۃ ۴/۲۴۴-۲۴۸، الأغانی ۲/۱۸۰، ۴/۱۳۸، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/۱۴۷، تاریخ الطبری، خزانۃ الأدب ۱/۳۰۲، السیرۃ لابن ہشام ۱/۱۴۶، عیون الأخبار ۱/۳۷-۴۰، ۱۸۱، فوات الوفیات ۲/۲۳۶، الکامل للمبرد ۱۵۰، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۴۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۸۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۳۰-۳۳۱، منح المدح ۱۹۸، وفیات الأعیان ۷/۲۱۲

(۲۴۹)

عمرو ابن عامر انصاری

وثیمہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں عمرو نے جنگِ یمامہ میں شرکت کی، وثیمہ نے ثابت ابن قیس ابن شماس انصاری کے سلسلے میں ان کا قصیدہ نقل کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۴

(۲۵۰)

عمرو ابن عامر سلمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیس سال قبل ان کی پیدائش ہوئی اور وہ حضرت معاویہ کے عہدِ

خلافت تک زندہ رہے اور ان کے پاس آئے۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ عمرو ابن عامر سلمی معاویہ کے پاس آئے، اس وقت بڑھاپے کی وجہ سے ان پر رعشہ طاری ہو گیا تھا، معاویہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا:

إِذَا ذَهَبَ الْقَرْنُ الَّذِيْ أَنْتَ فِيْهِمُ وَخُلِّفْتَ فِيْ قَرْنٍ فَأَنْتَ غَرِيْبُ

وَمَا لِلْعِظَامِ الْبَالِيَاتِ مِنَ الْبِلَىٰ شِفَاءٌ وَلَا لِلرُّكْبَتَيْنِ طَبِيْبُ

وَإِنَّ امْرَءًا عَاشَ سِتًّا وَتِسْعِيْنَ حِجَّةً إِلَىٰ مَنْهَلٍ مِنْ وِرْدِهِ لَقَرِيْبُ

(جب وہ صدی ختم ہو جائے جس میں آپ ہیں، اور میں نے ایک ایسی صدی گزاری ہے جس میں آپ تھے ہی نہیں۔
بوسیدہ ہڈیوں کی بیماری کا کوئی علاج نہیں اور نہ بوسیدہ گھٹنوں کے لیے کوئی نسخہ ہے۔
جو آدمی ۹۶ سال گزار چکا ہو، قریب ہے کہ وہ موت کی گھاٹ اتر جائے)

معاویہ نے دریافت کیا: تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا: دس ہزار جس سے میں اپنا قرض ادا کروں، اور دس ہزار جس کو میں اپنے اہل و عیال میں تقسیم کروں، اور دس ہزار جس کو میں اپنی باقی زندگی میں خرچ کروں۔ چناں چہ معاویہ نے ان کو تیس ہزار دیے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۱۵

(۲۵۱)

عمرو ابن عبد اللہ انصاری

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں انھوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ اور بنو حنیفہ کے مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دی ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۴

(۲۵۲)

عمرو ابن عبد ود کلبی

عمرو ابن عبد ود، ابن شماس کے نام سے مشہور ہیں، شماس ان کی ماں کا نام ہے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ عمرو ابن عبد ود مخضرم شاعر ہیں، اور وہ معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، انھوں نے سعید ابن عاص ابن امیہ کی مدح اور عبداللہ ابن خالد ابن اسید کی خدمت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

قَصُرْتَ يَا عَبْدَ الْإِلٰهِ عَنِ الْعُلَا سَيَكْفِيْكَ مَا قَصُرْتَ عَنْهُ سَعِيْدُ
فَتىً أُمُّهٗ مِنْ آلِ حَسْلٍ كَرِيْمَةٍ وَأُمُّكَ يُنَيِّمُهَا نَوْحُ عَبِيْدُ

(اے اللہ کے بندے! تم بلندیوں کو پانے سے قاصر رہے، جس سے تم قاصر رہے اس کے لیے تمھاری طرف سے سعید کافی ہو جائیں گے۔

سعید ایسے نوجوان ہیں جن کی ماں کا تعلق آلِ حسل کے شریف خاندان سے ہے، اور تمھاری ماں کو نوحہ خواں غلاموں نے پروان چڑھایا ہے)

سعید کی ماں عامریہ قریشیہ تھی، اور عبداللہ کی والدہ زبیلہ ثقیف کی تھی، یہ وہ عمرو ابن سعید نہیں ہیں جس کو حضرت علی نے جنگِ خندق میں مار دیا تھا، وہ بنو عامر ابن لوی سے تعلق رکھنے والا قرشی شہسوار تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۵۳۔۱۱۶

(۲۵۳)

عمرو ابن فروہ ابن عوف انصاری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے، مرزبانی نے اس سلسلے میں ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱

(۲۵۴)

عمرو ابن قبیعہ ابن علقمہ دارمی

عمرو ابن قبیصہ، ابن طیفان کے نام سے مشہور ہیں۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ عمرو ابن قبیصہ مخضرم شاعر ہیں، جن کا تعلق بنو عبداللہ ابن دارم ابن حنظلہ ابن تمیم سے ہے، مندرجہ ذیل اشعار ان کے ہیں:

وَإِنِّيْ لَمِنْ قَوْمٍ زُرَارَةُ مِنْهُمُ وَعَمْرُو بْنُ قَعْقَاعَ الْأَلٰى وَالْغَطَارِفُ

وَذُو الْفَرْسِ مِنَّا حَاجِبٌ قَدْ عَلِمْتُمُ كَفَى مُضَرَ الْحَمْرَاءِ إِذْ هُوَ وَاقِفُ

(میرا تعلق اس قوم سے ہے جن میں زرارہ اور عمرو ابن قعقاع ہیں اور دوسرے سردار ہیں۔
اور ہم ہی میں سے گھوڑوں والے حاجب بھی ہیں، جس کو تم جانتے ہی ہو، جب وہ کھڑا ہو جائے تو ''مضر الحمراء'' کے لیے کافی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۶

(۲۵۵)

عمرو ابن کلاب

عمرو ابن کلاب کو عہدِ نبوی ملا، انھوں نے ہی حضرت عمر کو ان کے گورنروں کے خلاف بھڑکاتے ہوئے اشعار کہے تھے، وہ کہتے ہیں:

إِذَا التَّاجِرُ الْهِنْدِيُّ جَاءَ بِفَأْرَةٍ مِنَ الْمِسْكِ رَاحَتْ فِيْ مَفَارِقِهِمْ تَجْرِيْ

(جب ہندوستانی تاجر مشک کی شیشی لے آتا ہے تو وہ مشک ان کی مانگوں میں دوڑنے لگتا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۶۔۱۱۷

(۲۵۶)

عمرو ابن مالک جہنی

مرزبانی نے کہا ہے کہ وہ مخضرم شاعر ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۱۷

(۲۵۷)

عمرو ابن مخیل

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی موت کی خبر بنوزبید کو معلوم ہوئی تو عمرو ابن معدی کرب نے تقریر کر کے اپنی قوم کو مرتد ہونے کی دعوت دی، اس وقت قوم کے سردار عمرو ابن مخیل تھے، ان کی تقریر سے عمرو ابن مخیل اور عمرو ابن حجاج بھڑک اٹھے، وہ دونوں اپنی قوم کے باعزت اور سردار تھے، ابن مخیل نے عمرو ابن معدی کرب کی مخالفت میں تقریر کی اور

ان کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی اور کہا: عمرو ابن معدی کرب کی بات نہ مانو، بلکہ عمرو ابن حجاج کی بات مانو، اس دوران انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے:

أَسْعِدِينِي بِدَمْعِكِ الرَّقْرَاقِ لِفِرَاقِ النَّبِيِّ يَوْمَ الْفِرَاقِ
لَيْتَنِي مِتُّ يَوْمَ مَاتَ وَلَمْ أَلْقَ مِنَ الرُّزْءِ مَا أَنَا لَاقِ

(اے میری آنکھ! جس دن آپ جدا ہوئے، اس دن آپ کے فراق اور جدائی پر مسلسل آنسوؤں سے مجھے خوش بختی عطا کر۔
کاش میں بھی اسی دن مرجاتا جس دن آپ کا انتقال ہوا اور مجھے اس مصیبت کا سامنا کرنا نہ پڑتا، جس مصیبت سے اب میں دوچار ہوں)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۱

(۲۵۸)

عمرو ابن نعمان ابن براء

عمرو ابن نعمان ابن براء ابن اسعد ابن عبداللہ ابن سعد، ان کا تعلق بنو ذہل ابن شیبان سے ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ عمرو ابن نعمان مخضرم شاعر ہیں، اور وہ رحال کے نام سے مشہور ہیں، انھوں نے عمرو کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

سَأَلُوا الْمُثَقَّفَةَ وَالرِّمَاحَ بَنُوْسَهِمٍ شَرْقَ الْأَسِنَّةِ وَالنُّحُوْرِ مِنَ الدَّمِ
فَتَرَكْتُ فِي نَقْعِ الْعَجَاجَةِ مِنْهُمُ جَزْراً لِسَابِغَةٍ وَنَسْرٍ قَشْعَمِ

(بنو سہم نے تلواروں اور نیزوں سے خون آلود گردنوں اور دانتوں کی چمک کے بارے میں پوچھا۔
چناں چہ میں نے ان کے جسموں کو گہرے غبار میں بھوکے لکڑ بگھا اور قشعم کے گدھوں کے لیے چھوڑ دیا)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۱۸

(۲۵۹)

عمیر ابن حصین نجرانی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور لوگ مرتد ہونے لگے تو اہل نجران بھی مرتد ہو گئے، عمیر ابن حصین اپنی قوم میں کھڑے ہو گئے اور ان کو نصیحت کی اور مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَهْلَ نَجْرَانَ أَمْسِكُوا بِهَدْيِ اللّٰهِ وَكُونُوا يَدًا عَلَى الْكُفَّارِ
لَا تَكُونُوا بَعْدَ الْيَقِينِ إِلَى الشَّـ كِّ وَبَعْدَ الرِّضَا إِلَى الْإِنْكَارِ
وَاسْتَقِيمُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ فِيهِ وَكُونُوا كَهَيْئَةِ الْأَنْصَارِ

(نجران والو! اللہ کی ہدایت کو تھامے رہو، اور کفار کے خلاف طاقت بن جاؤ۔
یقین اور ایمان کے بعد شرک کو اختیار نہ کرو، اور رضا مندی کے بعد انکار نہ کرو۔
اور صحیح راستے پر ثابت قدم رہو اور انصار کی طرح بن جاؤ)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۲۰۔۱۲۱

(۲۶۰)

عمیر ابن حمام انصاری سلمی

عمیر ابن حمام ابن جموح ابن زید ابن حرام ابن کعب ابن سلمہ انصاری سلمی۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، آج کے دن جو بھی کافروں کے خلاف جنگ کرے گا اور صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید میں آگے بڑھے گا اور اس حال میں قتل کر دیا جائے گا کہ پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا''، بنوسلمہ کے ایک شخص عمیر ابن حمام نے کہا: بہت خوب، بہت خوب، میرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان صرف اتنی سی بات ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔ اس وقت ان کے ہاتھوں میں چند کھجوریں تھیں اور وہ ان کو کھا رہے تھے، انھوں نے کھجوریں پھینک دی اور تلوار لے کر جنگ میں گھس گئے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے، وہ اس وقت مندرجہ ذیل اشعار گا رہے تھے:

رَكْضًا إِلَى اللّٰهِ بِغَيْرِ زَادِ إِلَّا التُّقَىٰ وَعَمَلُ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرُ فِي اللّٰهِ عَلَى الْجِهَادِ

(توشے کے بغیر اللہ کی طرف ایڑ لگا رہا ہوں، صرف اللہ کی خشیت اور آخرت کے اعمال ہیں اور اللہ کے راستے میں جہاد پر صبر ہے)

اللہ کے راستے میں حالتِ جنگ میں شہید ہونے والے پہلے شخص عمیر ابن حمام تھے۔

ابو اسحاق تنوخی سے روایت ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس جنت کی طرف دوڑ پڑو، جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے''، عمیر ابن حمام انصاری نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! ایسی جنت جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں''، انھوں نے کہا: کیا خوب، کیا خوب۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''تم یہ کیوں کہہ رہے

ہو کہ کیا خوب ہے، کیا خوب ہے"۔ انھوں نے کہا: اس امید میں کہ میں جنتیوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "تم ان ہی میں سے ہو"۔ پھر انھوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالی اور کھانے لگے، پھر کہا: اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبی زندگی ہوگی۔ پھر انھوں نے کھجوریں پھینک دیں اور کافرین کے خلاف جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۳۱۔۳۲

(۲۶۱)

عمیر ابن رئاب قریشی سہمی

عمیر ابن رئاب ابن حذیفہ ابن مہشم ابن سُعید ابن سہم قریشی سہمی۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عمیر ابن رئاب سابقون اولون میں سے ہیں، اور انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں خالد ابن ولید کے ساتھ جنگِ عین التمر میں شرکت کی اور اسی میں شہید ہو گئے۔

زبیر نے ان کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

نَحْنُ بَنُوْ زَيْدِ الْأَغَرِّ وَمِثْلُنَا يُحَامِي عَلَى الْأَحْسَابِ عِنْدَ الْحَقَائِقِ

(ہم روشن کارناموں والے زید کی اولاد ہیں اور ہم جیسے لوگ حقائق کو سامنے آنے کی محفلوں یعنی جنگوں میں حسب ونسب کی حفاظت کرتے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/۳۲

(۲۶۲)

عمیر ابن سنان مازنی

عمیر ابن سنان ابن عرفطہ ابن وہب ابن انمار ابن بازن ابن مالک ابن عمرو ابن تمیم تمیمی مازنی۔

عمیر مازنی، ابن عفراء کے نام سے مشہور ہیں، ان کو عہدِ نبوی ملا اور انھوں نے اسلام قبول کیا، وہ شاعر اور شہسوار تھے، صحابہ کے ساتھ بعض فتوحات میں شریک ہوئے اور اس سلسلے میں ان کے اشعار بھی ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۲۱

(۲۶۳)

عمیر ابن ضابی یشکری

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اہلِ یمامہ کے سرداروں میں سے تھے، جب یمامہ والے مرتد ہو گئے تو وہ اپنا اسلام چھپا رہے تھے، وہ رحال ابن عنفرہ کے دوست تھے، یمامہ والوں کو معلوم ہوا کہ انھوں نے قوم کے مرتد ہونے پر ان کی سرزنش کرتے ہوئے اشعار کہے ہیں تو انھوں نے عمیر کو تلاش کرنا شروع کیا، یہ دیکھ کر انھوں نے مدینہ کا رخ کیا، پھر حضرت خالد کے لشکر میں شامل ہو کر مرتدین کے خلاف جنگ کی، ان میں سرداروں کی بہت سی خصوصیات تھیں، حضرت خالد نے ان سے کہا: اگر آپ قریش کے ہوتے تو آپ کے خلیفہ ہونے کی امید تھی۔

جن اشعار میں انھوں نے اپنی قوم کی سرزنش کی ہے، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

مَا سُعَادُ الْفُؤَادِ بِنْتِ أَثَالِ　　طَالَ لَيْلِي لِفِتْنَةِ الرِّجَالِ
فُتِنَ الْقَوْمُ بِالشَّهَادَةِ وَاللّٰهُ　　عَزِيزٌ ذُوْ قُوَّةٍ وَمَحَالِ
إِنَّ دِيْنِي دِيْنُ النَّبِيِّ وَفِي الْقَوْ　　مِ رِجَالٌ عَلَى الْهُدىٰ أَمْثَالِي
إِنْ تَكُنْ مَنِيَّتِي عَلىٰ فِطْرَةِ اللّٰهِ　　حَنِيْفًا فَإِنَّنِي لَا أُبَالِي

(فواد بنت اثاث کی کیا خوش بختی ہے!! لوگوں کے فتنے کے بارے میں سوچتے ہوئے میری رات طویل ہو گئی۔
کلمہ توحید کی گواہی کے بارے میں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور اللہ زبردست قوت والا اور ناقابلِ شکست ہے۔
میرا دین اللہ کے نبی کا دین ہے اور قوم میں بہت سے لوگ میری طرح ہدایت یافتہ ہیں۔
اگر اللہ کی فطرت پر دین حنیفی کے مطابق میری موت ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۲۱

(۲۶۴)

عمیر ابن بجرہ

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عمیر ابن بجرہ مخضرم شاعر ہیں، انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، مرتدین کے خلاف جنگ کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَوْمَ بُزَاخَةَ　　أَحَالَ عَلَى الْكُفَّارِ سَوْطَ عَذَابِ
قُلْتُ أَبَابَكْرٍ بَرِيٌّ مِنْ سُيُوْفِنَا　　وَمَا نَجْتَلِي مِنْ أَذْرُعٍ وَرِقَابِ

(کیاتم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جنگِ بزاخہ میں کافروں پر عذاب کا کوڑا برسایا۔
میں نے کہا: ابوبکر! ہم اپنی تلواروں سے بری ہیں اور جو ہم مونڈھے اور گردنیں کاٹیں گے، اس سے بھی ہم بری ہیں۔)

مراجع: الاصابہ ۳/۱۲۱

(۲۶۵)

عنبرہ ابن احرش طائی (اقرش)

عنبرہ ابن احرش ابن ثعلبہ ابن صح ابن عدی ابن افلت طائی۔

ابن الکلبی نے ''الجمرۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن درید نے ''الأخبار المشورۃ'' میں ان کا واقعہ نقل کیا ہے۔

ان کے والد حراش کے دس لڑکے تھے اور سب کے سب شاعر تھے، اور عنبرہ قبیلہ طے کے امور ومعاملات کے واقف کار تھے، پھر ان کے بت کا قصہ بھی نقل کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ نصرانی ہو گئے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مخضرم پُر گو شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان کے ہیں:

إِذَا بَصُرْتَنِيْ أَعْرَضْتَ عَنِّيْ كَأَنَّ الشَّمْسَ مِنْ قَبْلِيْ تَدُوْرُ
فَمَا بِيَدَيْكَ نَفْعٌ أَرْتَجِيْهِ وَغَيْرَ صُدُوْدِكَ الْخَطْبُ الْكَبِيْرُ
أَلَمْ تَرَ أَنَّ شِعْرِيْ سَارَ عَنِّيْ وَشِعْرُكَ حَوْلَ بَيْتِكَ لَا يَسِيْرُ

(جب تم نے مجھے دیکھا تو مجھ سے اعراض کیا، گویا سورج میری جانب سے گھوم رہا ہے۔
تمہارے پاس کوئی نفع بخش چیز نہیں ہے کہ جس کی میں امید لگاؤں اور تمہارا اعراض نہ کرنا بہت بڑی مصیبت ہے۔
کیاتم نے نہیں دیکھا کہ میرا شعر میرے پاس سے نکل کر پوری دنیا میں مشہور ہو گیا اور تمہارا شعر تمہارے گھر کے آس پاس ہی میں چل نہیں رہا ہے)

مندرجہ ذیل اشعار بھی ان ہی کے ہیں:

رَبِّيَ الَّذِيْ أَخْتَارُ صُفُوْفَ جُنْدِهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ وَعَبْدُهُ
فَهُوَ الَّذِيْ لَا يَبْتَغِيْ مِنْ بَعْدِهِ شَيْءٌ وَلَا يُعْقَدُ فَوْقَ عَقْدِهِ

(میرا پروردگار وہ ہے جس کے لشکر کی صفوں کو میں منتخب کرتا ہوں، محمد اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔
چناں چہ اللہ ہی کی ذات ہے جس کے بعد کسی چیز کی تلاش باقی نہیں رہتی اور اس کے عہد وپیمان کے بعد کسی سے عہد

و پیمان نہیں کیا جاتا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۲۱۔۱۲۲، الضائع ۱۰۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۹۹، معجم الشعراء المخضرمین والأموتین ۳۴۳

(۲۶۶)

عوام ابن جہل ہمدانی ثم سلمی

عوام ابن جہیل، یغوث بت کے پجاری تھے۔

ابواحمد عسکری نے ابن درید سے ''الاخبار المنثورۃ'' میں نقل کیا ہے کہ عوام اسلام لانے کے بعد بیان کیا کرتے تھے کہ میں اپنی قوم کے ساتھ رات کے وقت باتیں کر رہا تھا، جب میرے ساتھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے تو میں نے بت خانے میں رات گزاری، اس رات تیز ہوا چل رہی تھی اور بجلی چمک رہی تھی، اور کڑک گرج رہا تھا، جب آدھی رات ہوگئی تو بت سے ایک آواز آئی، میں نے اس سے پہلے بت سے کبھی بھی آواز نہیں سنی تھی: ابن جہیل! بتوں کے لیے بربادی آچکی ہے، یہ روشنی سرزمین حرم سے نکلی ہے، یغوث کو الوداع کہو۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بتوں سے براءت ڈال دی، میں نے اپنی سنی ہوئی بات قوم کو بتادی تو اس وقت میں نے ایک آواز سنی:

هَلْ تَسْمَعَنَّ الْقَوْلَ يَا عَوَامُ أَمْ قَدْ صَمَمْتَ عَنِ الْكَلَامِ
قَدْ كُشِفَتْ دَيَاجِرُ الظَّلَامِ وَأَصْفَقَ النَّاسُ عَلَى الْإِسْلَامِ

(عوام! کیا تم آواز سن رہے ہو؟ یا تم گونگے ہوگئے ہو؟
تاریکی کی گھٹائیں چھٹ چکی ہیں اور لوگ اسلام کی طرف لپک رہے ہیں)

میں نے کہا:

يَا أَيُّهَا الْهَاتِفُ بِالْعَوَامِ لَسْتُ بِذِيْ وَقْرٍ عَنِ الْكَلَامِ
فَبَيِّنَنْ عَنْ سُنَّةِ الْإِسْلَامِ

(اے عوام کو پکارنے والے! میں بہرا نہیں ہوں، چناں چہ تم اسلام کے طریقے کے بارے میں وضاحت سے بتاؤ)

اللہ کی قسم! میں نے اس سے پہلے اسلام کے بارے میں سنا تک نہیں تھا، جواب ملا:

اِرْحَلْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَالتَّوْفِيْقِ رِحْلَةً لَا وَانٍ وَلَا مَشِيْقِ
إِلَىٰ فَرِيْقٍ خَيْرَ مَا فَرِيْقِ إِلَى النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ

(اللہ کا نام لے کر اور اس کی توفیق کے ساتھ ایسا سفر کرو جس میں کمزوری اور سستی نہ ہو۔
سب سے بہتر گروہ کی طرف سفر کر کے جاؤ، نبی صادق و مصدوق کی طرف سفر کر کے جاؤ)

چناں چہ میں نے بت کو پھینک دیا اور نبی کریم ﷺ کے ارادے سے نکلا، میں نے اسی دن ہمدان کے وفد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دیکھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا واقعہ سنایا، آپ بہت خوش ہوئے، پھر فرمایا: ''مسلمانوں کو اپنا واقعہ سناؤ''۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا تو میں لوٹ کر یمن آیا، اس سلسلے میں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَنْ مُبْلِغٌ عَنَّا شَامِیُّ قَوْمِنَا ۔۔۔ وَمَنْ حَلَّ بِالْأَجْوَافِ سِرًّا وَجَهْرًا

بِأَنَّا هَدَانَا اللّٰهُ لِلْحَقِّ بَعْدَمَا ۔۔۔ تَهَوَّدَ مِنَّا حَائِرٌ وَتَنَصَّرَا

وَأَنَّا سَرَيْنَا مِنْ يَغُوثَ وَقُرْبِهِ ۔۔۔ يَعُوقَ وَتَابَعْنَاكَ يَا خَيْرَ الْوَادِیُّ

(ہماری طرف سے سرزمین شام کی طرف رہنے والے ہماری قوم کے لوگوں اور مقامِ اجواف کے اوپری اور اترائی جگہوں پر قیام پذیر لوگوں کو یہ بات پہنچاؤ۔

کہ اللہ نے ہم کو ہدایت دی جب کہ اس سے پہلے ہم میں سے حیران لوگ یا تو یہودی ہو گئے یا تو نصرانی بن گئے۔

اور ہم یغوث اور اس کے قریب موجود یعوق کو چھوڑ کر چلے آئے، اے وادی القری کے بہترین شخص! ہم نے آپ کی پیروی کی)

مراجع: الاصابہ ۳/۴۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۴۴، شعر ہمدان ۳۶۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۲

(۲۶۷)

عوف ابن عبداللہ اسدی

عوف ابن عبداللہ اسدی حضرت خالد ابن ولید کے ساتھ جنگِ بزاخہ میں شریک ہوئے، اسی سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَوْمَ اخْتَلَسْنَا بِالرِّمَاحِ عَذَارِيَا ۔۔۔ بِيْضَ الْوُجُوهِ حَوَاسِرَ كَالرَّبْرَبِ

وَنَجَا طُلَيْحَةُ مُرْدِفًا امْرَأَتَهُ ۔۔۔ وَسْطَ الْعَجَاجَةِ كَالسِّقَارِ الْمُحَقَّبِ

(اس دن کو یاد کرو جب ہم نے نیزوں کے ذریعے خوبصورت برہنہ سر دوشیزاؤں کو اچک لیا جو ہرنوں کے ریوڑ کی طرح ساتھ تھیں۔

اور طلیحہ اپنی بیوی کو بے وقعت بیٹی کی طرح غبار کے بیچ چھوڑ کر بھاگ گیا اور بچ نکلا)

وثیمہ نے ''کتاب الردة'' میں اور مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۱۲۲

(۲۶۸)

عیاض ابن خویلد ہذلی ثم ضبعی

عیاض ابن خویلد کا لقب بریق تھا، مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ عیاض حجازی ہیں، انھوں نے بنوحیان کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

جَزَتْنَا بَنُوْ دَهْمَانَ حِقْنَ دِمَائِهِمْ ... جَزَاءَ سِنِمَّارٍ بِمَا كَانَ يَفْعَلُ

فَإِنْ تَصْبِرُوْا فَالْحَرْبُ مَاقَدْ عَلِمْتُمْ ... وَإِنْ تَرْحَلُوْا فَأَنْتُمْ شَرُّ مَنْ رَحِلُوْا

(بنودہمان نے اپنے خون کی حفاظت کا ہم کو وہی بدلہ دیا جو سنمار کو اس کی کاوشوں کا دیا گیا تھا 'سنمار ایک رومی معمار کا نام ہے جس نے نعمان لخمی کا محل بنایا تھا، جو اپنی نظیر آپ تھا نعمان نے اسے انعام دینے کے بجائے اوپر سے گرا کر مروادیا تا کہ وہ کسی دوسرے کا ویسا محل نہ بنا سکے۔

اگر تم جمے رہو گے تو جنگ کے لیے تیار رہو، جس کے انجام کو تم نے جان ہی لیا ہے، اگر تم بھاگ جاؤ تو تم بدترین بھاگنے والے ہو)

بنوحیان نے ان کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے دربار میں دعوی دائر کیا، یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! اسلام میں ہماری ہجو کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عیاض کے خلاف کاروائی کی، پھر قریش کے چند لوگوں نے ان کے سلسلہ میں آپ سے بات کی تو آپ نے ان کو معاف کر دیا۔

ابن اسحاق نے مغازی میں اور ابن ابوالدنیا نے ''مجابوا الدعوۃ'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت عمر کے پاس تھے کہ ایک اندھے لنگڑے شخص کا ان سے گزر ہوا، جو اپنے رہنما کی معیت میں چل رہے تھے، وہ بھی تھکا ماندہ تھا، عمر نے ان کو دیکھا تو ان کی حالت پر تعجب ہوا، انھوں نے دریافت فرمایا: اس کو کون پہچانتا ہے؟ ایک نے جواب دیا: یہ بنوضبعاء کے ایک فرد ابہلہ ابن بریق ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: بریق کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: یمن کا ایک شخص جس کا نام عیاض ہے، آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ ان کو حضرت عمر کے پاس لایا گیا تو انھوں نے دریافت فرمایا: تمہارا کیا واقعہ ہے؟ اور بنوضبعاء کا کیا واقعہ ہے؟ انھوں نے کہا: بنوضبعاء کے بارہ آدمی تھے، زمانہ جاہلیت میں وہ میرے پڑوس میں رہے، وہ کھاتے رہے اور میرے ناموس اور عزت کو گالی دیتے رہے، میں نے ان کو منع فرمایا اور ان کو اللہ اور

رشتے داری کا واسطہ دیتا رہا، لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی، میں نے ان کو مہلت دی، جب ماہِ حرام آیا تو میں نے ان سبھوں کو بددعا دی اور میں نے کہا:

اَللّٰهُمَّ أَدْعُوكَ دُعَاءً اجَاهِدًا　　اُقْتُلْ بَنِي ضَبْعَاءَ إِلَّا وَاحِدًا

ثُمَّ اضْرِبِ الرَّجُلَ فَذَرْهُ قَاعِدًا　　أَعْمَىٰ إِذَا مَا قِيدَ أَعْيَا الْقَائِدَا

(اے اللہ! میں پوری جد و جہد کے ساتھ آپ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ بنو ضبعاء کے سب لوگوں کو قتل کرادے سوائے ایک کے۔

پھر اس آدمی کا پاؤں بیکار کردے اور اس کو معطل اور اندھا بنا دے، جب اس کو لایا جائے تو اس کے لانے والے کو تھکا دے)

ایک سال ہی گزرا تھا کہ ایک کے سوا سب ہلاک ہوگئے، اس ایک شخص کو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس نے اپنے رہنما کو تھکا دیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں عبرت کا سامان بھی ہے اور تعجب کا مقام بھی۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۸، سمط اللآلی ۱۰۲، شرح أشعار الهذليين ۱۰۹۰۳،۱۴۷، معجم الشعراء مرزبانی ۲۶۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۳۸، معجم الشعراء المخضرمین والأموئین ۵۹۔۶۰

(۲۶۹)

فدفد ابن خناقہ بکری

ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے اپنی کتاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ فدفد بن خناقہ بکری مکہ میں ابو سفیان کے پاس آئے، وہ بنو بکر کے سفاک حملہ آور تھے۔ انھوں نے ابوسفیان کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو بیس اونٹوں کے بدلے قتل کردیں گے، اس معاہدے کے بعد ابوسفیان نے ان کو ایک زہر آلود خنجر دیا۔ فدفد کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کے پاس سے نشہ کی حالت میں نکلا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے اس اقدام کے بارے میں سوچا۔ پھر میں چلا اور رات کے وقت مقامِ روحاء پہنچا، وہ رات بڑی تاریک تھی، اونٹ کے کھر بھی نظر نہیں آرہے تھے، اچانک بجلی کوندی اور روشنی ہوگئی، اور وادی سے ایک آواز آئی:

رَسُولٌ أَتَىٰ مِنْ عِنْدِ ذِي الْعَرْشِ صَادِقًا　　عَلَىٰ طُرُقِ الْخَيْرَاتِ لِلنَّاسِ وَاقِفُ

(عرش والے کی طرف سے ایک رسول آیا ہے جو سچا ہے، وہ لوگوں کی خاطر بھلائی کے راستوں پر کھڑے ہیں)

میں نے سمجھا کہ کوئی قافلہ ہوگا، یہ سوچ کر میں آواز کا رخ کرکے چلنے لگا۔ جب میں اس جگہ

پہنچا تو میں نے آواز سننے کی کوشش کی تو مجھے کوئی چیز محسوس نہیں ہوئی۔ میں نے جان لیا کہ یہ کوئی جن ہے۔ پھر میں نے یہ شعر کہا:

لَکَ الْخَیْرُ قَدْ أَسْمَعْتَنِیْ قَوْلَ هَاتِفٍ وَنَبَّهْتَ حَوْسًا قَلْبُهُ غَیْرُ خَائِفِ

(تمھارے لیے بھلائی ہو، تم نے مجھے ایک آواز سنائی ہے اور تم نے بہادر کو متنبہ کیا ہے، جس کا دل خوف زدہ نہیں ہے)

اس نے میرا جواب دیا۔ مجھے ایسا لگا کہ وہ میری اونٹنی کے نیچے ہی سے بول رہا ہے:

لَحَا اللّٰهُ أَقْوَامًا أَرَادُوْا مُحَمَّدًا بِسُوْءٍ وَلَا أَسْقَاهُمْ ثَوْبَ مَاطِرِ

عَكُوْفًا عَلَى الْأَوْثَانِ لَا يَتْرُكُوْنَهَا وَقَدْ أَمَّ دِيْنَ اللّٰهِ أَهْلُ الْبَصَائِرِ

(اللہ ان لوگوں پر لعنت کرے جو محمد کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں اور اللہ ان پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسائے۔

وہ اپنے بتوں پر ہی جمے ہوئے ہیں، ان کو چھوڑ نہیں رہے ہیں، حالاں کہ اہل بصیرت لوگوں نے اللہ کے دین کا قصد ہے)

میں اپنے راستے پر چل پڑا، میرے ذہن میں یہی اشعار گونج رہے تھے، اور اسی کے متعلق سوچ رہا تھا، جب میں مدینہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کو قبیلہ بنو عبدالاشہل کے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے پایا، آپ ان کو میرا پورا واقعہ بتا چکے تھے، اور کہہ دیا تھا کہ وہ اب تمہارے پاس آئے گا، چنانچہ اس کو کچھ نہ کہو۔ میں آپ کو نہیں پہچانتا تھا۔ میں نے ایک بچے سے دریافت کیا: وہ قریشی محمد کہاں ہے جو تمہارے پاس آیا ہے؟ اس بچے نے میرے طرف نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور کہا: تمہارا ناس ہو تمہاری ماں تم پر روئے۔ اگر تم اجنبی اور جاہل نہیں ہوتے تو میں تم کو قتل کرنے کا حکم دے دیتا، تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ اللہ کے رسول کہاں ہیں؟ وہ وہاں نخلستان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہیں، جب تم ان کو دیکھو گے تو ان کو بہت عظیم شخص پاؤ گے، اور تم اس کے سچے ہونے کی گواہی دو گے اور اس بات کو جان لو گے کہ تم نے آج سے پہلے ان کی طرح کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ میں اپنی سواری سے اتر کر آپ کے پاس آیا اور ابوسفیان کے ساتھ ہوئے معاہدے اور جن کا قصہ بیان کیا تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی، میں نے فوراً اسلام قبول کیا۔

اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا أَبْلِغَا صَخْرَبْنَ حَرْبٍ رِسَالَةً بِأَنِّیْ رَأَیْتُ الْحَقَّ عِنْدَ ابْنِ هَاشِمِ

رَأَیْتُ امْرَءًا یَدْعُوْ إِلَى الْبِرِّ وَالتُّقٰى عَلِیْمًا بِأَحْكَامِ الْهُدٰى غَیْرُ ظَالِمِ

فَأَخْبَرَنِیْ بِالْغَیْبِ عَمَّا رَأَیْتُهُ وَأَسْرَرْتُهُ مِنْ مَعْشَرٍ فِیْ مَكَاتِمِ

(سن لو! صخر ابن حرب کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میں نے ابن ہشام کے پاس حق دیکھا ہے، میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو بھلائی اور تقویٰ کی طرف بلاتا ہے اور وہ ہدایت کے احکام سے واقف ہے، اور وہ ظالم نہیں ہے۔

چناں چہ انھوں نے مجھے پہلے ہی اس واقعے کے بارے میں بتا دیا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۱۹۴-۱۹۵

(۲۷۰)

فرات ابن حیان یشکری ثم عجلی

فرات بن حیان بن ثعلبہ بن عبدالعزی بن حیہ بن ربیعہ بن صعب بن عجل بن لجیم ربعی یشکری ثم عجلی۔

امام بخاری اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ انہوں نے مدینہ ہجرت کی تھی، ابوحاتم نے مزید کہا ہے کہ وہ کوفی تھے۔ بغوی نے کہا ہے کہ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہاں اپنا گھر بنایا تھا۔

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ انھوں نے جنگِ خندق میں شرکت کی۔

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جن کو ہم ان کے ایمان کے حوالے کرتے ہیں، ان میں فرات بن حیان بھی ہیں''۔

(ابوداود۔ بخاری فی التاریخ)

وہ پہلے ابوسفیان کے جنگی جاسوس تھے، پھر انہوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان بنے۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنے والوں میں یہ بھی تھے، پھر انہوں نے آپ ﷺ مدح کی اور آپ سے معذرت کی، آپ نے ان کی معذرت قبول کی۔

ابن سکن نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یمامہ میں ایک زمین ان کو عطا فرمائی، جس کی قیمت ۴۲۰۰ دینار تھی۔

ابوالعباس بن عقدہ حافظ نے روایت کیا ہے کہ جنگ خندق میں فرات بن حیان کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ وہ مشرکین کے جاسوس تھے، آپ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا: ''میں مسلمان ہوں''۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جن کی میں اسلام کے لئے تالیف قلب کرتا ہوں اور میں ان کو ان کے ایمان کے حوالے کرتا ہوں، ان میں سے فرات بن حیان بھی ہیں''۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ بعد کو صدق دل سے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو یمامہ میں ایک زمین عنایت فرمائی جس کی آمدنی ۴۲۰۰ تھی۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۱۹۵۔۱۹۶، سیرت النبی ۲/ ۳۶۱، الاغانی ۱۷/ ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۵۔۶، طبقات فحول الشعراء لابن سلام ۲۴۸۔ ۲۵۰، معجم الشعراء للمرزبانی ۳۱۷، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۷، معجم الشعراء المخضر مین والاموبین ۲۵۷

(۲۷۱)

فراس خزاعی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں تذکرہ کیا ہے کہ وہ حجازی مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِذَا مَارَسُوْلُ اللّٰهِ فِينَا رَأَيْتَنَا كَلُجَّةِ بَحْرٍ عَامَ فِيهَا سَدِيرُهَا
وَإِنْ حُوْرِبَتْ كَعْبٌ فَإِنَّ مُحَمَّدًا لَهَا نَاصِرٌ عَزَّتْ وَ عَزَّ نَصِيرُهَا

(جب اللہ کے رسول ہم میں ہیں تو تم ہم کو اس سمندر کی لہروں کی طرح پاؤ گے، جس کی لہریں ایک دوسرے میں داخل ہیں۔ اگر قبیلہ کعب کے خلاف کوئی جنگ کرے تو محمد ﷺ کعب کے مددگار ہیں اور جس کے مددگار محمد ہیں وہ ناقابلِ شکست ہوتا ہے اور قبیلہ کعب کی مدد کرنے والا بھی ناقابلِ تسخیر ہو جاتا ہے)

واقدی نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید ان اشعار کو گنگنا رہے تھے، لیکن واقدی نے ان اشعار کی نسبت خارجہ بن خویلد کی طرف کی ہے اور ابن سعد نے بھی یہی کہا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۱۹۷، الضائع ۱۱۱، معجم الشعراء المخضرمین والامویین ۳۵۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۷

(۲۷۲)

فرعان ابن اعرف الحنفی

فرعان بن اعرف ابو المنازل سعدی۔ ان کا تعلق قبیلہ احنف سے ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ ان کا ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ جو ان کے لڑکے منازل کی نافرمانی کا ہے، اس کے سلسلے میں انہوں نے اشعار کہے، جن میں وہ کہتے ہیں:

وَمَا كُنْتُ أَخْشَىٰ أَن يَكُوْنَ مُنَازِلٌ عَدُوِّيْ وَأَدْنَىٰ شَانِئٍ أَنَا رَاهِبُهُ
حَمَلْتُ عَلَىٰ ظَهْرِيْ وَقَرَّبْتُ شَخْصَهُ صَغِيْرًا إِلَىٰ أَنْ أَمْكَنَ الطُّرَّ شَارِبُهُ
وَأَطْعَمْتُهُ حَتّٰى إِذَا صَارَ شَيْظَمًا يَكَادُ يُسَاوِيْ غَارِبَ الْفَحْلِ غَارِبُهُ
تَخَوَّنَ مَالِيْ ظَالِمًا وَلَوّٰى يَدِيْ لَوّٰى يَدَهُ اللّٰهُ الَّذِيْ هُوَ غَالِبُهُ

(مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ منازل میرا دشمن بنے گا اور میری عزت گھٹا دے گا اور میں اس سے خوف محسوس کروں گا۔
بچپن میں اس کو میں نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور اس کو پیار ومحبت دیا، یہاں تک کہ وہ اپنی مونچھ کاٹنے کے لائق ہوا یعنی جوان ہوگیا۔
اور میں نے اس کو کھلایا یہاں تک کہ وہ شیر بن گیا، جس کا مونڈھا سانڈھ کے برابر ہوگیا یعنی وہ طاقت ور ہوگیا۔
اس نے ظلم کرتے ہوئے میرے مال میں خیانت کی اور میرا ہاتھ ٹیڑھا کر دیا، اللہ اس کا ہاتھ ٹیڑھا کر دے، جو اس پر غالب آنے والا ہے)

ان کی بد دعا کی وجہ سے منازل کا ہاتھ تیڑھا ہو گیا تھا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۲۰۶، تاریخ التراث العربی سیزکین ۲/۶۴، الشعر والشعراء ۶۴۸، المؤتلف والمختلف للآمدی ۵۱، معجم الشعراء مرزبانی ۳۱۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۸، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۶۱، عیون الأخبار ۳/۸۶-۸۷

(۲۷۳)

فروہ ابن عامر (عمرو جذامی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کو پہنچائی، ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ فروہ بن عمرو بن نا قرہ بنافی جذامی نے اپنے اسلام کی خبر پہنچانے کے لئے ایک پیامبر بھیجا اور آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک سفید خچر ارسال کیا، فروہ سلطنت روم کی طرف سے آس پاس کے عرب علاقوں کے گورنر تھے، رومیوں کو ان کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تو ان کو قید کیا اور ان کو مار ڈالا، اسی سلسلے میں فروہ نے اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

أَبْلِغْ سُرَاةَ الْمُسْلِمِيْنَ بِأَنَّنِيْ   سَلْمٌ لِرَبِّيْ أَعْظُمِيْ وَبَنَانِيْ

(مسلمان سرداروں کو میرا یہ پیغام پہونچا دو کہ میرا جسم اور میری عزت سب اپنے پروردگار کے نام پر نثار ہے)

شام کے اطراف میں جو عرب آباد تھے، ان میں متعدد ریاستیں تھیں، ان میں سے معان اور اس کے اضلاع فروۃ بن عمرو کے زیر حکومت تھے، لیکن خود فروہ رومی سلطنت کی طرف سے گویا گورنر تھے، انھوں نے اسلام کی واقفیت پیدا کی تو مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اظہار اسلام کے ساتھ ایک خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ رومیوں کو ان کے اسلام کا حال معلوم ہوا تو ان کو گرفتار کر کے سولی دیدی۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۲۰۷، الوافی بالوفیات ۲۴/۶، أسد الغابۃ لابن اثیر ۴/۱۷۸، الاستیعاب ۱۲۵۹، سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۹۱، سیرت النبی ۲/۳۴-۳۵

(۲۷۴)

فروہ ابن مسیک مرادی غطیفی

فروہ بن مسیک بن حرث بن سلمہ بن حرث بن زید بن مالک بن مینا بن غطیف بن عبداللہ بن ناجیہ بن مراد مرادی غطیفی

یہ اصلاً یمنی ہیں اور انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، ان کی کنیت ابوسبرہ ہے۔

ابو عمرو شیبانی نے لکھا ہے کہ فروہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو قبیلہ مراد اور قبیلہ مذحج کا گورنر بنایا اور ان کے ساتھ خالد بن سعید بن عاص کو بھیجا، وہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک فروہ کے ساتھ وہیں رہے، جب آپ کا انتقال ہوگیا تو عمرو بن معدیکرب مرتد ہوگئے اور فروہ کے سلسلے میں اشعار کہے جن میں سے ایک مصرعہ یہ ہے:

رَأَيْنَا مُلْكَ فَرْوَةَ شَرَّ مُلْكٍ

(ہم نے فروہ کو بدترین حکمران پایا)

آپ نے ان سے فرمایا: ''لوگوں کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو مانوس کرو، جب تمہیں غفلت نظر آئے تو اس کا فائدہ اٹھا کر جنگ کرو''۔ کندہ کے بادشاہوں کا ساتھ چھوڑنے کا سبب یہ ہے کہ مراد اور ہمدان کے قبیلوں کے درمیان جنگ ہوئی تو ہمدان والوں نے قبیلۂ مراد پر حملہ کیا اور ان کو تباہ و برباد کردیا۔ ہمدان کے سردار مسروق کے والد اجدع تھے، جب فروہ سوار ہو کر جانے لگے تو انہوں نے راستے میں یہ اشعار کہے:

اِذَا مَا رَأَيْتُ مُلُوْكَ كِنْدَةَ أَعْرَضَتْ ... كَالرَّجُلِ خَانَ الرِّجْلَ عِرْقُ نَسَائِهَا
قَرَّبْتُ رَاحِلَتِيْ أَؤُمُّ مُحَمَّدًا ... أَرْجُوْ فَوَاضِلَهَا وَحُسْنَ ثَرَائِهَا

(جب میں نے کندہ کے بادشاہوں کو دیکھا کہ انھوں نے اسلام سے اعراض کیا، اس پیر کے مانند جس کا دوسرا پیر عرق النسا کی وجہ سے ساتھ نہ دے رہا ہو۔

میں نے محمد ﷺ سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوئے اپنی سواری کو تیز کیا، اس امید میں کہ میں مدینہ کے فیوض و برکات حاصل کروں)

نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: ''جنگ ردم میں تمہاری قوم پر جو مصیبت آئی، کیا اس سے تم کو تکلیف ہوئی''؟ انہوں نے کہا: ایسا کون ہے جس کی قوم پر ہماری قوم پر آئی ہوئی مصیبت کی

طرح مصیبت آئے اور اس کو تکلیف نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ چیز اسلام میں تمہاری قوم کی بھلائی میں اضافہ کرے گی"۔

ابو اسحاق فزاری نے "کتاب السیر" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے بہترین اشعار نقل کیے ہیں۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے عہدِ خلافت میں ان کو قبیلۂ مذحج کے صدقات کا ذمہ دار بنایا تھا۔ پھر انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، وہ اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔

ابو تمام کے حماسہ میں موجود مندرجہ ذیل شعر ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے:

فَلَوْ أَنَّ قَوْمِيْ أَنْطَقَتْنِيْ رِمَاحُهُمْ ۔۔۔ نَطَقْتُ وَلٰكِنَّ الرِّمَاحَ أَجَرَّتِ

(اگر میری قوم کے نیزے مجھ کو بلواتے تو میں بولتا، لیکن نیزوں نے ہی میرا ساتھ چھوڑ دیا، یعنی اگر میری قوم میرے ساتھ جنگ میں ڈٹے رہ کر دشمنوں کو مقابلہ کرتی تو میں ان کی مدح میں اشعار کہتا، لیکن وہ سب مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے)

وہ اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے اور قادر الکلام شاعر تھے، ابن اسحاق نے ان کے مندرجہ ذیل بہترین اشعار نقل کیے ہیں:

إِنْ نَغْلِبْ فَغَلَّابُوْنَ قِدَمًا ۔۔۔ وَإِنْ نُهْزَمْ فَغَيْرُ مُهَزَّمِيْنَا

وَمَا إِنْ طِبُّنَا جُبْنٌ وَلٰكِنْ ۔۔۔ مَنَايَانَا وَطُعْمَةُ آخَرِيْنَا

كَذَاكَ الدَّهْرُ دَوْلَتُهُ سِجَالٌ ۔۔۔ تَكُرُّ صُرُوْفُهُ حِيْنًا فَحِيْنَا

وَمَنْ يُغْرَرْ بِرَيْبِ الدَّهْرِ يَوْمًا ۔۔۔ يَجِدْ رَيْبَ الزَّمَانِ لَهُ خَؤُوْنَا

فَقُلْ لِلشَّامِتِيْنَ بِنَا أَفِيْقُوْا ۔۔۔ سَيَلْقَى الشَّامِتُوْنَ كَمَا لَقِيْنَا

(اگر ہم دشمن پر غالب آجاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، ہم تو زمانہ قدیم سے ہی غالب آنے والے لوگ ہیں، اگر ہم کو شکست ہوتی ہے تو بھی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیوں کہ ہمارے علاوہ دوسروں کو بھی شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

اگر ہمارا علاج کرنا بزدلی ہے تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے، ہماری بھی موت ہوتی ہے اور وہ دوسروں کا بھی چکر لگاتی ہے۔

اسی طرح زمانے کی گردش برابر سرابر چلتی رہتی ہے، مرورِ زمانہ وقفہ وقفہ سے حملہ کرتا رہتا ہے۔

اور جو کسی دن حوادثِ زمانہ کا تابع کر دیا جاتا ہے تو وہ حوادثِ زمانہ کو بے وفا پاتا ہے۔

چناں چہ ہماری مصیبتوں پر خوش ہونے والوں سے کہہ دو کہ ہوش میں آؤ!! مصیبتوں پر خوش ہونے والے بھی اسی طرح مصیبتوں سے دوچار ہونے والے ہیں جس طرح ہم ہوئے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۳۰۰، الوافی بالوفیات ۲۴/ ۷، اُسد الغابہ ۴/ ۱۷۹، الاستیعاب رقم ۱۲۶۰، تھذیب التہذیب لابن حجر ۸/ ۲۶۵، الأعلام ۵/ ۱۴۳، الأغانی ۱۵/ ۲۰۲، ۲۰۳، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۶۳-۶۵، خزانۃ الأدب ۲/ ۴۴۵، ۴/ ۱۱۵-۱۱۷، الروض الأنف ۲/ ۳۴۴، السیرۃ لابن ہشام ۹۵۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۸، منح المدح ۲۱۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۶۱-۳۶۲

(۲۷۵)

فضالہ ابن عمیر ابن ملوح لیثی

ابن عبدالبر نے ''کتاب الدرر'' میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر فتح مکہ کے دن فضالہ سے ہوا، فضالہ آپ پر حملے کا ارادہ کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا: ''تم کیا سوچ رہے تھے؟''۔ انہوں نے کہا: کچھ نہیں، میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرایا اور فرمایا: ''اللہ تمہاری مغفرت فرمائے''۔ پھر آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ فضالہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! آپ نے جیسے ہی اپنا ہاتھ میرے سینے سے ہٹایا تو سرزمین پر آپ سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی نہیں تھا۔

فاکہانی نے ''اخبار مکۃ'' میں فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑتے وقت فضالہ کے کہے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

لَوْمَا رَأَيْتَ مُحَمَّدًا وَجُنُوْدَهُ فِي الْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ
لَرَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصْلَحَ بَيْنَنَا وَالشِّرْكُ يَغْشىٰ وَجْهَهُ الْأَظْلَامُ

(اگر میں نے محمد ﷺ اور ان کے لشکر کو فتح مکہ کے روز بتوں کو توڑتے ہوئے نہیں دیکھا تو میں نے اللہ کے رسول کو ہمارے درمیان اصلاح کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے اور شرک کو اپنا تاریک چہرہ چھپاتے ہوئے دیکھ لیا ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۰۳، أسد الغابہ ۴/۳۶۴، البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۰۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۰۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۶۳، منح المدح ۲۲۶۔۲۲۷

(۲۷۶)

قاسم ابن امیہ ثقفی

امیہ بن ابوصلت کے خاندان میں شعر کی جڑیں بہت مضبوط تھیں، امیہ کے چار فرزند تھے، ان میں دو شاعر تھے: ربیعہ اور قاسم۔ ربیعہ سے بعض مقطوعات منقول ہیں، لیکن شعر گوئی میں وہ اپنے بھائی قاسم کی طرح مشہور نہیں ہیں۔

قاسم بن امیہ نے اپنے والد کے ساتھ زندگی گزاری تھی، لیکن انہوں نے اپنے والد کے بر خلاف اسلام قبول کیا اور دعوتِ اسلامی کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا، جب حضرت عثمان ابن عفان کو شہید کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت عثمان بن عفان کے مرثیہ میں قصیدہ کہا، جن میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

لَعَمْرِیْ لَیْسَ الذَّبْحُ صَحِبْتُهُمْ بِهِ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَوْمَ الْأَضَاحِیْ
فَطِیْبُوْا نُفُوْسًا بِالْقِصَاصِ فَإِنَّهٗ یَسْعیٰ بِهِ الرَّحْمَانُ سَعْیَ نَجَاحِ

(میری زندگی کی قسم! قربانی کے دن میں نے رسول اللہ کے خلاف ذبح میں ان کا ساتھ نہیں دیا۔
چناں چہ قصاص لے کر اپنا دل ٹھنڈا کرو، کیوں کہ رحمان رب ذوالجلال اس کی کامیاب کوشش کرے گا)

ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

قاسم صدر اسلام کے مشہور شعراء میں سے تھے، البتہ ان کا پایہ اتنا بلند نہیں تھا جتنا ان کے والد امیہ بن صلت اور دادا صلت کا تھا۔ قاسم نے زمانۂ جاہلیت میں تجارت میں قسمت آزمائی کی اور اس غرض سے مکہ کا سفر کیا، اور وہاں عبداللہ بن جدعان سے ملاقات کی، وہ بڑے مالدار آدمی تھے، قاسم نے ان کی مدح میں کئی قصیدے کہے ہیں۔

اغانی (ج ۴ ص ۱۲۰) اور الشعر والشعراء (ج ۱ ص ۴۶۹) میں ہے کہ قاسم نے ابن جدعان کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

قَوْمٌ إِذَا نَزَلَ الْحَرِیْبُ بِدَارِهِمْ تَرَکُوْهُ رَبَّ صَوَاهِلَ وَقِیَانِ
فَإِذَا دَعَوْتَهُمْ لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ سَدُّوْا شُعَاعَ الشَّمْسِ بِالْخُرْصَانِ
لَایَنْقُرُوْنَ الْأَرْضَ عِنْدَ سُؤَالِهِمْ لِتَطَلُّبِ الْعِلَّاتِ بِالْعِیْدَانِ
بَلْ یَبْسُطُوْنَ وُجُوْهَهُمْ فَتَریٰ لَهَا عِنْدَ السُّؤَالِ کَأَحْسَنِ الْأَلْوَانِ

(وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب لُٹا پِٹا آدمی ان کے یہاں اترتا ہے تو وہ اس کو گھوڑوں اور باندیوں کا مالک بنا دیتے ہیں۔
جب تم ان کو جنگ کے لیے پکارو تو وہ نیزوں سے سورج کی کرنوں کو زمین پر پڑنے سے روکتے ہیں، یعنی اتنی کثرت سے تمھاری مدد کے لیے آتے ہیں کہ زمین ڈھک جاتی ہے۔
جب ان سے کچھ طلب کیا جاتا ہے تو وہ زمین پر ٹھوکر نہیں مارتے، تاکہ تم لکڑیوں سے دل بہلانے کی کوشش کرو، یعنی وہ دینے میں تاخیر نہیں کرتے اور بعد میں آنے کو بھی نہیں کہتے۔
بلکہ ان کے چہرے کھل اٹھتے ہیں، چناں چہ تم ان کے چہروں کو اس وقت سب سے زیادہ خوبصورت اور روشن پاؤ گے جب ان سے کچھ طلب کیا جائے)

اس قصیدے کا مطلع ہے:

قَوْمِیْ ثَقِیْفٌ اِنْ سَأَلْتَ وَأُسْرَتِیْ   بِهِمْ أُدَافِعُ رُكْنَ مَنْ عَادَانِیْ

(اگر تم میرے بارے پوچھتے ہو تو سنو: میری قوم ثقیف ہے، ان ہی کے ذریعے میں اپنے دشمنوں کی طاقت کا مقابلہ کرتا ہوں)

مراجع: الاصابۃ، شعراء الطائف فی الجاهلیۃ والاسلام ۱۷۴-۱۷۵، الأعلام ۱۷۳/۵، الأغانی ۱۲۷/۴، بہجۃ المجالس ۳۱/۱، تاریخ للأدب العربی بروکلمان، الحیوان ۶۴/۱ سمط اللآلی، الشعر والشعراء ۲۸۲، معجم الشعراء مرزبانی ۳۳۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۶۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۰

(۲۷۷)

قدد ابن عمار ابن مالک سلمی

قدد بن عمار بن مالک بن یقظہ بن عتبہ بن خفاف بن امرؤ القیس بن بھثہ بن سلیم سلمی۔

ابن الکلبی اور ابن شاہین نے روایت کیا ہے کہ جب فتح مکہ کے سال بنو سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے (وہ سات سو تھے) تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو مالِ غنیمت کی غرض سے آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان میں ایک لڑکے کو تلاش کیا جو اس سے پہلے بھی آپ کے پاس آ چکے تھے، آپ نے دریافت کیا: ''وہ خوبصورت فصیح اللسان صادق الایمان نوجوان کہاں ہے؟'' لوگوں نے کہا: وہ قدد بن عمار ہیں، ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ اطلاع پا کر آپ ﷺ نے ان کے لئے رحم کی دعا کی۔

ابن شاہین ہی سے روایت ہے کہ قدد بن عمار نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ سے وعدہ کیا کہ وہ گھوڑوں پر سوار بنو سلیم کے ایک ہزار لوگوں کو لے کر آئیں گے، اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

عَقَدْتُ يَمِيْنِيْ اِذْ أَتَيْتُ مُحَمَّدًا   لِخَيْرِ يَدٍ شَدَّتْ بِحُجْزَةِ مِئْزَرِ

وَاِنَّ امْرَءًا فَارَقْتُهُ عِنْدَ يَثْرِبَ   لَخَيْرُ نَصِيْحٍ مِنْ مَعَدٍّ وَحِمْيَرِ

(جب میں محمد کے پاس آیا تو میں نے بنی نوع انسانی کے سب سے بہترین ہاتھ پر عہد پختہ کیا۔
جس شخص کو میں یثرب میں چھوڑ آیا ہوں وہ قبیلہ معد اور حمیر کا بہترین نصیحت اور خیر خواہی کرنے والا ہے)

پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اپنا واقعہ بتایا، ان کے ساتھ نو سو لوگ نکلے، قدد ان کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلے، لیکن راستے میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اپنی قوم کے تین لوگوں کو وصیت کی، ان میں عباس ابن مرداس، اخنس بن یزید اور حیان بن حکم تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو تین تین سو کا امیر بنایا۔ اور کہا: جو وعدہ میرے ذمہ ہے اس کو پورا کرو۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو قدد کی وفات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''اور ایک سو

کہاں ہیں، جن سے ایک ہزار کی تعداد مکمل ہو جائے؟'' ۔انہوں نے کہا: بنو کنانہ کے ساتھ جنگ کے خوف سے انہوں نے ایک سولوگوں کو علاقے میں چھوڑ دیا ہے۔آپ نے فرمایا: ''ان کو بلا بھیجو، اس سال کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آئے گا، جو تمہارے لئے ناپسند ہو'' ۔چنانچہ بقیہ لوگ بھی مقنع بن مالک بن امیہ کی قیادت میں آگئے۔اسی واقعے سلسلے میں عباس بن مرداس مقنع کے سلسلے میں کہتے ہیں:

اَلْقَائِدُ الْمِائَةِ الَّتِیْ وَفّٰی بِهَا　　تِسْعَ الْمِئِیْنَ فَتَمَّ أَلْفًا أَقْرَعًا

(سولوگوں کے قائد ہیں جن سے نوسو کی تعداد پوری کی گئی تو وہ ایک ہزار مکمل ہو گئے۔)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۲۱، اسد الغابۃ ۴/ ۳۹۷، الأعلام ۵/ ۱۹۲، الطبقات الکبریٰ ۱/ ۳۰۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۷۱، منح المدح ۲۵۰۔۲۵۱

(۲۷۸)

قرده ابن نفاثہ سلولی

قرده بن نفاثہ سلولی بن عمرو بن ثوابہ بن عبداللہ بن تمیمہ بن عمرو بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

ابوحاتم سجستانی نے ''المعمرین'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کو ایک سو چالیس سال کی عمر ملی اور وہ عہد اسلام تک زندہ رہے، انہوں نے اسلام بھی قبول کیا۔

ابن سعد اور مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔

ابن شاہین اور ابن سکن نے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور کہا: اللہ کے رسول! مجھ سے سنئے، پھر انھوں نے یہ اشعار سنائے:

بَانَ الشَّبَابُ فَلَمْ أُحْفَلْ بِهِ بَالِ　　وَ أَقْبَلَ الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ شَيْبًا

وقد أروى نديمي من مشعشعة　　وقد أقلب أوراكا و أكفالا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِیْ أَجَلِیْ　　حَتّٰی لَبِسْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرْبَالِیْ

(جوانی آئی تو میں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی، پھر بڑھاپا اور اسلام ایک ساتھ آئے۔
میں اپنے ہم نشین کو تھوڑا سا پانی ملی ہوئی شراب پلاتا تھا، اور میں کولھوں اور سُرین کو الٹتا پلٹتا رہتا تھا۔
اس پر اللہ ہی کی تعریف ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے موت نہیں آئی)

آپ ﷺ نے یہ قصیدہ سن کر فرمایا: ''اللہ کی تعریف ہے جس نے تمہیں اسلام کی معرفت عطا فرمائی اور تم کو مسلمان بنایا''۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ قرده ایک سو پچاس سال زندہ رہے، اس سلسلے میں انھوں نے مندرجہ

ذیل اشعار کہے:

أَصْبَحْتُ شَيْخًا أَرَى الشَّخْصَيْنِ أَرْبَعَةً   وَالشَّخْصَ شَخْصَيْنِ لَمَّا مَسَّنِيَ الْكِبَرُ
وَكُنْتُ أَمْشِيْ عَلَى السَّاقَيْنِ مُعْتَدِلًا   فَصِرْتُ أَمْشِيْ عَلَىٰ مَايَنْبُتُ الشَّجَرُ
لَاأَسْمَعُ الصَّوْتَ حَتَّىْ أَسْتَدِيْرَ لَهُ   وَحَالَ بِالسَّمْعِ دُوْنَ الْمَنْظَرِ الْقِصَرُ
إِذَا أَقُوْمُ عَجِنْتُ الْأَرْضَ مُتَّكِئًا   عَلَى الْبَرَاجِمِ حَتَّىْ يَذْهَبَ النَّفَرُ

(میں بوڑھا ہوگیا، اب میں دو لوگوں کو چار چار دیکھنے لگا ہوں، جب مجھ پر بڑھاپا آ گیا تو ایک شخص کو دو دو دیکھنے لگا۔
میں دو پنڈلیوں پر توازن کے ساتھ چلتا تھا، اب میں عصا پر ٹیک لگا کر چلنے لگا۔
میں آواز کو سن نہیں پاتا ہوں، یہاں تک کہ میں آواز کی طرف گھوم کر توجہ سے نہ سنوں، سماعت کی کمزوری کے ساتھ قریب کی چیزیں دیکھنے میں بھی رکاوٹ آ جاتی ہے۔
جب میں انگلیوں کے جوڑوں پر ٹیک لگا کر اٹھتا ہوں تو زمین کو گوندتا ہوں، میرے اٹھنے تک سب لوگ چلے جا چکے ہوتے ہیں)

الاصابۃ میں ہے کہ وہ بنو سلول کی ایک جماعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا تو آپ نے ان کو بنو سلول کی جماعت کا امیر بنایا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۲۲۲، الوافی بالوفیات ۲۴/ ۱۶۸، اُسد الغابۃ ۴/ ۲۰۱، الاستیعاب ۱۳۰۵-۱۳۰۶، معجم الشعراء للمرزبانی ۲۲۳، الشعر والشعراء ۲۷۵، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۷۲

(۲۷۹)

قرہ ابن باقرہ جذامی

قرہ مخضرم شاعر ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا، اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے اشعار سنائے۔

مراجع: الاصابۃ ۵/ ۲۸۵، الضائع ۱۱۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۷۱

(۲۸۰)

قرہ ابن ہبیرہ عامری ثم قشیری

قرہ بن ہبیرہ بن عامر بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم قشیری۔

ابو عمر نے لکھا ہے کہ وہ مشہور شاعر صمہ کے دادا ہیں، وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگِ شعب جبلہ میں شرکت کی (یہ جنگ نبی کریم علیہ وسلم کی پیدائش سے ۱۷ سال پہلے ہوئی) جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں یہ اشعار پیش کیے:

حَبَا هَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذْ نَزَلَتْ بِهِ ۔۔۔ فَأَمْكَنَهَا مِنْ نَائِلٍ غَيْرِ مَفْقَدِ

فَأَضْحَتْ بِرَوْضِ الْخَفْرِ وَهِيَ حَثِيْثَةٌ ۔۔۔ وَقَدْ أَنْجَحَتْ حَاجَاتِهَا مِنْ مُحَمَّدِ

(جب قبیلہ قشیر اللہ کے رسول کے پاس آیا تو آپ نے اس کو عطا کیا اور ایسا ہدیہ ان کے سپرد کیا جس کے کھونے کا کوئی خطرہ نہیں یعنی اسلام کی دولت سے سرفراز کیا۔

چناں چہ میرا قبیلہ باعزت اور روشن ہوگیا، جب کہ وہ اس سے پہلے مرجھایا ہوا بیمار تھا، جس کی وجہ سے اس کی رونق ختم ہوگئی تھی اور اس نے محمد سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرلیا)

ابن سعد نے بھی یہ اشعار نقل کئے ہیں اور ان کے بعد مندرجہ ذیل شعر کا اضافہ کیا ہے:

عَلَيْهَا نَبِيٌّ لَا يُرْدِفُ الذَّمَّ رَحْلَهُ ۔۔۔ تَرُوْكٌ لِأَمْرِ الْعَاجِزِ الْمُتَرَدِّدِ

(اس قبیلے کے ذمے دار اللہ کے نبی ہیں، جس کے پیچھے سوار ہونے والا کبھی قابلِ مذمت نہیں ہوتا، وہ عاجز اور متردد باتوں کو چھوڑنے والے ہیں یعنی وہ یقینی اور پختہ بات بتاتے ہیں)

''کتاب الردۃ'' میں تذکرہ ہے کہ بنوقشیر کے مرتدین کے ساتھ قرہ بھی مرتد ہوگئے، پھر خالد بن ولید نے ان کو قید کیا اور رسیوں میں جکڑ کر ابوبکر کے پاس بھیجا تو انہوں نے اپنے ارتداد کا یہ عذر پیش کیا کہ میرے پاس مال اور میری اولاد تھی، ان پر مجھے خوف محسوس ہوا تو میں نے مرتد ہونے کا اظہار کیا، دل سے میں مرتد نہیں ہوا ہوں۔ ابوبکر نے یہ عذر قبول کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۲۵۔ ۲۲۶، الوافی بالوفیات ۲۴/ ۱۷۳، اسد الغابۃ ۴/ ۲۰۳، الاستیعاب ۱۲۸۱، التاریخ الکبیر ۷/ ۱۸۱، الجرح والتعدیل ۱۲۹۷، الاغانی ۶/ ۵، ۱۱/ ۱۳۶، ۱۵/ ۲۳۰۔ ۲۳۱، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۸۱، ۶/ ۳۲۲، الحیوان ۴/ ۳۷۵، خزانۃ الادب ۳/ ۶۲، الصنائع ۱۱۳، شعراء قشیر ۱/ ۳۲۴۔ ۳۲۵، معجم الشعراء، ڈاکٹر عفیف ۲۱۳، معجم الشعراء المخضرمین والاموین ۳۷۲، نھایۃ الارب ۱۸/ ۴۷

(۲۸۱)

قطبہ ابن قتادہ عذری

ابن اسحاق نے جنگ موتہ میں شریک ہونے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس جنگ

کے سلسلے میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں، ابن اسحاق نے کہا ہے کہ موتہ کے پاس لوگ جمع ہو گئے تو مسلمانوں نے اپنے میمنہ پر بنو عذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا جن کا نام قطبہ ابن قتادہ ہے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں کو سامنے لشکر نظر آیا تو قطبہ بن قتادہ نے چیختے ہوئے کہا: میری قوم کا آدمی مقابلہ کرتے ہوئے قتل کیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے قتل کیا جائے۔ اس سلسلے میں واقدی نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۲۹

(۲۸۲)

قطن ابن حارثہ علیمی

مرزبانیؒ نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ قطن اپنی قوم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

رَأَيْتُکَ يَـا خَيْـرَ الْبَـرِيَّةِ كُـلِّهَـا نَبَـتَّ نُضَـارًا فِـي الْأَرُوُمَةِ مِنْ كَعَبِ

أَغَـرَّ كَـأَنَّ الْبَـدْرَ سِـنَةُ وَجْهِـهِ إِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ فِيْ حُلَلَ الْعَصْبِ

أَقَـمْـتَ سَبِيْـلَ الْحَـقِّ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا وَرَبَّيْـتَ الْيَتَامىٰ فِي السِّقَايَةِ وَالْجَدْبِ

(اے بنی نوع انسانی کے سب سے بہترین فرد! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی پرورش قبیلہ کعب کے خالص النسب اور شریف خاندان میں ہوئی۔

اللہ کے رسول بہت خوبصورت اور خوبرو ہیں، جب وہ عصب (عمدہ قسم کی چادر) میں لوگوں میں نکلتے ہیں تو لگتا ہے کہ چاند آپ کے چہرے کی چمک ہے۔

آپ نے حق کے راستے کو درست کیا، جب کہ اس سے پہلے راستہ گمراہی کا تھا اور آپ نے خوش حالی اور قحط سالی ہر موقع پر یتیموں کی پرورش کی)

ہشام ابن الکلبی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطن بن حارثہ کے نام ایک خط لکھا اور ان کے حوالہ کیا۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۲۹، معجم الشعراء مرزبانی ۳۳۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۷۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۵

کے سلسلے میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں، ابن اسحاق نے کہا ہے کہ موتہ کے پاس لوگ جمع ہو گئے تو مسلمانوں نے اپنے میمنہ پر بنوعذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا جن کا نام قطبہ ابن قتادہ ہے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں کو سامنے لشکر نظر آیا تو قطبہ بن قتادہ نے چیختے ہوئے کہا: میری قوم کا آدمی مقابلہ کرتے ہوئے قتل کیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے قتل کیا جائے۔اس سلسلے میں واقدی نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۲۹

(۲۸۲)

قطن ابن حارثہ عُلیمی

مرزبانی[۱] نے "معجم الشعراء" میں لکھا ہے کہ قطن اپنی قوم کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

رَأَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا نَبَتَّ نُضَارًا فِي الْأَرُومَةِ مِنْ كَعْبِ

أَغَرَّ كَأَنَّ الْبَدْرَ سُنَّةُ وَجْهِهِ إِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ فِي حُلَلِ الْعَصْبِ

أَقَمْتَ سَبِيلَ الْحَقِّ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا وَرَبَّيْتَ الْيَتَامَىٰ فِي السِّقَايَةِ وَالْجَدْبِ

(اے بنی نوع انسانی کے سب سے بہترین فرد! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی پرورش قبیلہ کعب کے خالص النسب اور شریف خاندان میں ہوئی۔

اللہ کے رسول بہت خوبصورت اور خوبرو ہیں، جب وہ عصب (عمدہ قسم کی چادر) میں لوگوں میں نکلتے ہیں تو لگتا ہے کہ چاند آپ کے چہرے کی چمک ہے۔

آپ نے حق کے راستے کو درست کیا، جب کہ اس سے پہلے راستہ گمراہی کا تھا اور آپ نے خوش حالی اور قحط سالی ہر موقع پر یتیموں کی پرورش کی)

ہشام ابن الکلبی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قطن بن حارثہ کے نام ایک خط لکھا اور ان کے حوالہ کیا۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۲۹، معجم الشعراء، مرزبانی ۳۳۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۷۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۵

(۲۸۳)

قعقاع ابن عمرو تمیمی

قعقاع، عاصم بن عمرو کے بھائی ہیں، ان کا شمار بہادروں اور شہسواروں میں ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ابو بکر صدیق کہا کرتے تھے: لشکر میں قعقاع کی آواز ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ انھوں نے قادسیہ اور دوسری جنگوں میں ایرانیوں کے خلاف بڑے نمایاں کارنامے انجام دیے، سیف ابن عمر نے ''الفتوح'' میں ان کارناموں کا تذکرہ کیا ہے اور قعقاع بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''تم نے جہاد کیلئے کیا تیاری کی ہے؟''۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میرے ساتھ ہے اور میں نے گھوڑا تیار کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہی مقصود ہے''۔

سیف نے قعقاع کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

وَلَقَدْ شَهِدْتُ الْبَرْقَ بَرْقَ تِهَامَةَ　　يَهْدِي الْمَنَاقِبَ رَاكِبًا لِعِيَارِ

فِيْ جُنْدِ سَيْفِ اللّٰهِ سَيْفِ مُحَمَّدٍ　　وَالسَّابِقِيْنَ لِسُنَّةِ الْأَحْرَارِ

(اور میں جنگ میں شریک ہوا، تہامہ کی جنگ میں، وہ جنگ لوگوں کو مضبوط گھوڑے پر سوار بہادر اپنے خاندان پر فخر کرنے والے شخص یعنی میری طرف بھیج رہی تھی تاکہ وہ میرے شکار ہو جائیں۔

میں نے اس جنگ میں اللہ اور اس کے رسول محمد کی تلوار اور احرار کے راستے یعنی اسلام کی طرف سبقت کرنے والے افراد کے لشکر کے ساتھ شریک ہوا)

سیف نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے سعد کو خط لکھ کر دریافت کیا: جنگ قادسیہ کے سب سے بڑے شہسوار کون ہیں؟ حضرت سعد نے جواب میں لکھا ہے کہ میں نے قعقاع بن عمرو کی طرح کسی شہسوار کو نہیں دیکھا ہے، ایک دن انہوں نے تیس حملے کیے اور ہر حملے میں ایک بہادر کو مار گرایا۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ صحابی تھے اور عرب کے شہسواروں اور شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یہ فتح دمشق اور عراق کے اکثر علاقوں کی فتوحات میں شریک ہوئے اور ان موقعوں پر انہوں نے بہت سے اشعار کہے، جن میں سے بہت سے مشہور بھی ہیں۔

سیف نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگ یرموک میں شرکت کی، مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

يَدْعُوْنَ قَعْقَاعًا لِكُلِّ كَرِيْهَةٍ　　فَيُجِيْبُ قَعْقَاعُ دُعَاءَ الْهَاتِفِ

(ہر گھمسان کی جنگ میں لوگ قعقاع کو آگے بڑھاتے ہیں تو قعقاع بھی ہر پکارنے والے کی آواز پر لبیک کہتا ہے)

جب حضرت خالد نے حیرہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے ابوبکر سے کمک طلب کی۔ ابوبکر نے قعقاع بن عمرو کو بھیجا اور فرمایا: وہ لشکر شکست نہیں کھاتا جس میں اس جیسا شخص ہو۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۳۰، الوافی بالوفیات ۲۴/ ۱۹۸، اُسد الغابۃ ۴/ ۲۰۷، الاستیعاب ۱۲۸۳، تاریخ ابن عساکر ۱۴/ ۳۲۹، لأغانی ۱۶/ ۳۱۶، ۳۱۷، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۳۸، ۷/ ۱۰، تاریخ الطبری ۳/ ۴۵۶، شعراء اسلامیون نوری قیسی وحاتم ضامن ۵۰۔۵۱، العقد الفرید ۵/ ۲۶۹، مروج الذھب ۲/ ۳۱۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۶، معجم الشعراء الخضر مین والأموئین ۳٦۲۔۳۷۷، منح المدح ۲۵۱

(۲۸۴)

قلاح عنبری

قلاح عنبری عمر رسیدہ تھے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں قلاح کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔ انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ میرے گمان کے مطابق قلاح ان کا لقب ہے۔

معاویہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ قلاح کی پیدائش نبی کریم ﷺ سے پہلے ہوئی اور انہوں نے امیہ بن عبد شمس کو اندھے ہونے کے بعد دیکھا، ان کا ایک غلام ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا، جو صفوریہ کا باشندہ تھا اور اس کا نام ذکوان تھا۔ معاویہ نے ان سے کہا: یہ ان کے لڑکے ابو معیط ہیں۔ انہوں نے کہا: یہ بات تم کہہ رہے ہو، اس سلسلے میں قلاح نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يُسَائِلُنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ هِنْدٍ   لَقِيتَ أَبَا سُلَالَةَ عَبْدَ شَمْسِ
فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتُ أَبَاكَ شَيْخًا   كَبِيرَ السِّنِّ مَضْرُوبًا بِطُمَّسِ
يَقُوْدُ بِهِ أُقَيْجِحٌ عَبْدُ سُوْءٍ   فَقَالَ بَلِ ابْنُهُ لِيُزِيلَ لِبْسِي

(مجھ سے معاویہ ابن ہند پوچھتے ہیں کہ کیا تم نے ابو سلالہ عبد شمس سے ملاقات کی ہے۔
میں نے اس سے کہا: میں نے تمھارے ابا کو بوڑھا، عمر رسیدہ اور مقامِ طمس میں پٹا ہوا دیکھا ہے۔
اس کو بدخلق غلام اقیجح لے جا رہا ہے تو اس نے دیکھ کر کہا: بلکہ یہ تو اس کا لڑکا ہے، تاکہ مجھے رسوا کرے)

دعبل ابن علی خزاعی نے ''أخبار شعراء بصرۃ'' میں واقعہ نقل کیا ہے کہ قلاح عنبری کا ایک غلام بھاگ گیا، جس کا نام مقسم تھا، قلاح اس کی تلاش میں نکلے اور ایک جگہ اتر کر وہاں کے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے قلاح سے ان کے نام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ شعر کہا:

أَنَــا الْــقَلَّاخُ جِــئْــتُ أَبْغِــيْ مَقْسَــمَــا أُقْسِــمُــتُ لَا أُسَــامُ حَتّــىٰ يَسْــأَمَــا

(میں قلاح ہوں اور مقسم کی تلاش میں آیا ہوں، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی تلاش سے نہیں اکتاؤں گا، یہاں تک کہ وہ چھپتے چھپتے خود اکتا جائے گا)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۵۸

(۲۸۵)

قیس (غنیم مازنی اسدی کے والد)

ابن حاتم نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

بخاری اور بغوی نے غنیم بن قیس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے والد کو مندرجہ ذیل شعر کہتے ہوئے سنا:

أَلَا لِــيَ الْــوَيْــلُ عَــلَــىٰ مُــحَــمَّــدِ قَــدْ كُــنْــتُ فِــيْ حَيَــاتِــهِ بِــمَــقْــعَــدِ
أَبِــيْــتُ لَــيْــلِــيْ آمِــنًــا إِلَــى الْــغَــدِ

(ہائے بربادی میرے لیے!! محمد چلے گئے اور میں آپ کی زندگی میں بیٹھا رہا، اور میں دوسرے دن کے انتظار میں ہر رات اطمینان کے ساتھ سوتا رہا)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۵۳

(۲۸۶)

قیس ابن بجرہ فزاری

یہ ابن عنقل کے نام سے مشہور ہیں، عنقل ان کی ماں کا نام ہے۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عہد جاہلی میں ان کو لمبی عمر ملی اور عہد اسلامی میں بھی لمبی مدت تک زندہ رہے۔

مندرجہ ذیل اشعار انہی کے ہیں:

فَــلَــمَّــا تَــرَيَّــنِّــيْ وَاحِــدًا بَــادَ أَهْــلُــهُ فَــوَارَتْــهُ مِثْــلِــيَ الْأَقْــرَبِــيْــنَ الْأَبَــاعِــدُ
فَــإِنَّ تَــمِــيْــمًــا قَبْــلَ اَنْ تَــلِــدَ الْــحَــصــىٰ أَقَــامَ زَمَــانًــا وَهُــوَ فِــي الــنَّــاسِ وَاحِــدُ

(جب انھوں نے مجھے اکیلا دیکھا کہ میرے گھر والے ہلاک ہوگئے ہیں تو میرے جیسے قریبی رشتے داروں کو دور کے لوگوں نے دفن کیا۔
تمیم کنکریوں کی تعداد میں پیدا ہونے سے پہلے ان کے جدامجد تمیم ایک مدت تک لوگوں میں تنہا ہی رہے)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۵۸

(۲۸۷)

قیس ابن بجد اشجعی

قیس بن بجد بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلادہ اشجعی۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں اشعار کہے ہیں جس میں غزوۂ بدر اور بنونضیر کی جلاوطنی کا تذکرہ کیا ہے، ابن اسحاق نے ''کتاب المغازی'' میں یہ اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وَقَدْ كَانَ فِيْ بَدْرٍ لَعَمْرُكَ عِبْرَةٌ ... لَكُمْ يَا قُرَيْشُ وَالْقَيْسُ الْمُلَمْلَمُ

غَدَاةَ أَتَيْتُ فِي الْخَزْرَجِيَّةِ عَامِدًا ... إِلَيْكُمْ مُطِيْعًا لِلْعَظِيْمِ الْمُكَرَّمِ

مَعَانًا بِرُوْحِ الْقُدْسِ يُنْكِيْ عَدُوَّهُ ... رَسُوْلًا مِنَ الرَّحْمَانِ حَقًّا بِمَعْلَمِ

(اے قریش اور قیس والو! تیری زندگی کی قسم! بدر کی سخت جنگ میں تمھارے لیے عبرت کا سامان ہے۔
اس دن جب میں قبیلہ خزرج کے ساتھ پختہ ارادے کے ساتھ تمھارے پاس باعزت اور عظیم شخص کی اطاعت کرتے ہوئے آیا۔
جس کی مدد روح القدس یعنی جبرئیل کے ذریعے کی جارہی تھی، جو آپ کے دشمنوں کو زیر کررہے تھے، وہ رحمان کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں جو سرداری اور قیادت کے حق دار ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۴۳، البدایۃ والنھایۃ ۳/ ۸۰، منح المدح ۲۴۴، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۷، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۳۷۸

(۲۸۸)

قیس ابن رفاعہ انصاری

قیس بن رفاعہ بن معمر بن عامر بن عائش بن نمر انصاری۔

عدوی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ قیس شاعر تھے۔ اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔

ابن اثیر نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ عرب کے شعراء میں سے تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۳۷، الأمالی للقالی ۱/ ۱۱، ۲۵۷، البدایۃ والنھایۃ ۱۰/ ۱۷۱، خزانۃ الأدب ۳/ ۲۱۲، معجم شعراء اللسان ۳۳۸، معجم الشعراء مرزبانی ۳۲۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۸۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۹، وفیات الأعیان ۴/ ۱۲۸

(۲۸۹)

قیس ابن رفاعہ واقفی

قیس بن رفاعہ بن مالک بن اوس انصاری واقفی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ کانے تھے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں:

أَنَا النَّذِيرُ لَكُمْ مِنِّي مُجَاهَرَةً   كَيْلَا أُلَامُ عَلَى نَهْيٍ وَإِنْذَارِ

مَنْ يَصْلُ نَارِيَ بِلَا ذَنْبٍ وَلَا تِرَةٍ   يَصْطَلِي بِنَارِ كَرِيمٍ غَيْرِ غَدَّارِ

(میں اپنی طرف سے تم کو علی الاعلان ڈراتا ہوں، تاکہ منع کرنے اور ڈرانے میں میری ملامت نہ کی جائے۔
جس کسی گناہ اور ظلم کے بغیر میری آگ میں جلے گا تو وہ ایسے شخص کی آگ میں جلے گا جو شریف ہے، بے ایمان نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۳۶

(۲۹۰)

قیس ابن سلمہ جعفی

قیس بن سلمہ بن شراحیل یا شراحبیل بن سعدان بن حارث بن اصہب جعفی۔

ابن الکلبی نے کہا ہے کہ قیس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ آئے تھے۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اپنی ماں ملیکہ سے منسوب ہو کر ابن ملیکہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی سلمہ بن ملیکہ پر مرثیہ کہا ہے، جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وَبَاكِيَةٍ تَبْكِي إِلَيَّ بِشَجْوِهَا   أَلَا رُبَّ شَجْوٍ لِيْ حَوَالَيْكَ فَانْظُرِيْ

نَظَرْتُ وَسَاقِي التُّرْبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ   فَلِلّٰهِ دَرِّيْ أَيَّ سَاعَةِ مَنْظَرِيْ

(اور بہت سی رونے والیاں اپنے غم کے اظہار میں میرے سامنے رو رہی ہیں، دیکھو! میرے بہت سے غم تمھارے آس پاس ہی ہیں، چناں چہ تم نظر اٹھا کر دیکھو۔
میں نے دیکھا، لیکن دوستوں کو شراب پلانے والا میرے اور اس کے درمیان تھا، کتنا عجیب ہے میرا معاملہ!! کس وقت میں دیکھ پاؤں گا)

ان کے چچا عبداللہ بن شراحیل بھی شاعر تھے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۲۴۰

(۲۹۱)

قیس ابن سمی کندی

ان کو ابو قیس کہا جاتا ہے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، مرزبانی نے ان کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

فَسُقْنَاهُمْ بِبَأْسٍ وَنَبْلٍ   وَبِمَجْدٍ مُسْتَطْرَفٍ وَفِعَالِ

(چناں چہ ہم نے جنگ اور تیر اندازی اور جدید و فعال عزت و شان سے ان کو گرفتار کر کے لے آئے)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۵۹، الضائع ۱۱۵، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۱۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۸۲

(۲۹۲)

قیس ابن طریف اشجعی

ابن ہشام نے کہا ہے کہ قیس بن طریف اشجعی نبی کریم ﷺ کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے۔

مندرجہ ذیل اشعار میں انہوں نے بنونضیر کی جلاوطنی کا تذکرہ کیا ہے:

نَبِيٌّ تَلاقِيْهِ مِنَ اللّٰهِ رَحْمَةٌ   فَلا تَسْأَلُوْهُ أَمْرَ غَيْبٍ مُرَجَّمِ

فَقَدْ كَانَ فِيْ بَدْرٍ لَعَمْرِيْ عِبْرَةٌ   لَكُمْ يَاقُرَيْشُ وَالْقَلِيْبِ الْمُعَلَّمِ

رَسُوْلٌ مِنَ الرَّحْمَانِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ   وَشِرْعَتَهُ وَالْحَقُّ لَمْ يَتَلَعْثَمِ

(وہ نبی ہیں، جن پر اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، چناں چہ ان سے اٹکل پچو امور کے بارے میں نہ پوچھو۔
اے قریش والو! میری زندگی کی قسم! تمھارے لیے جنگِ بدر اور نشان زدہ کنویں میں عبرت کا سامان ہے۔

وہ رحمان کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں، جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے احکام بیان کرتے ہیں، اور حق میں کبھی جھجک اور ہچکچاہٹ نہیں ہوتی)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۴۲

(۲۹۳)

قیس ابن عمرو عجلی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں قیس کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/۲۶۰

(۲۹۴)

قیس ابن مالک ابن محسر

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ وہ زید بن حارثہ کے ساتھ سریہ ام قرفہ فزاریہ میں نکلے۔

ابن الکلبی نے لکھا ہے کہ قیس بن مالک نے ام قرفہ کو قتل کیا اور اس کے ساتھ نعمان بن سعد کو بھی قتل کردیا، یہ واقعہ رمضان ۶ ھجری کا ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ قیس غزوہ موتہ میں شریک تھے۔

ابن اسحاق ہی نے ''السیرۃ الکبری'' میں لکھا ہے کہ خالد بن ولید نے قیس بن مسحر یعمری کو اپنی غلطی پر معذرت کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

وَجَاشَتْ إِلَيَّ النَّفْسُ مِنْ بَعْدِ جَعْفَرٍ ۔۔۔ بِمُؤْتَةَ وَلٰكِنَّ لَايَنْفَعُ النَّائِلَ النَّيْلُ

(جنگِ موتہ میں جعفر کے شہید ہونے کے بعد میرا دل دھڑک گیا، لیکن انتقام لینے والے کو انتقام کا فائدہ نہیں پہنچتا)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۲۸

(۲۹۵)

قیس ابن مکشوح مزادی

مکشوح ان کے والد کا لقب ہے، ان کا نام ہبیرہ بن بلال بن حرث بن عمرو بن عامر بن علی بن

اسلم بن احمس بن انمار بجلی ہے، ان کی کنیت ابوشداد ہے۔

ابن الکلبی وغیرہ نے کہا ہے کہ انہوں نے یمن میں نبوت کا دعوی کرنے والے اسود عنسی کے قتل میں تعاون کیا تھا، اسود عنسی کو حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی قتل کیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس نے عہد نبوی میں ہی اسلام قبول کیا تھا۔

محمد بن اسحاق نے "السیرۃ" میں نقل کیا ہے کہ قیس بہادر اور شہسوار تھے، وہ عمرو بن معدیکرب کے بھتیجے ہیں، انہوں نے ہی عمرو کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَلَوْ لَاقَيْتَنِيْ لَاقَيْتَ قِرْنًا ... وَوَدَّعْتَ الْأَحِبَّةَ بِالسَّلَامِ

لَعَلَّكَ مَوْعِدِيْ بَبَنِيْ زَبِيْدٍ ... وَمَا قَامَعْتُ مِنْ تِلْكَ اللِّئَامِ

وَمِثْلَكَ قَدْ قَرَنْتُ لَهُ يَدَيْهِ ... إِلَى اللَّحْيَيْنِ يَمْشِيْ فِي الْخِطَامِ

(اگر تم میرے مقابلے میں آ ؤگے تو مجھے بہادر پاؤگے اور میں نے سلام کر کے اپنے دوستوں کو الوداع کہہ دیا۔
تمھارے اور میرے مقابلے کی جگہ بنو زبید کا علاقہ ہے، جہاں میں نے ان کمینوں کو تہہ و بالا کیا۔
اور تم جیسے لوگوں کو میں نے قید کر کے اس کے دونوں ہاتھ اٹھا کر ٹھوڑیوں سے باندھ دیا اور وہ لگام میں مقید چلنے لگا)

عمرو بن معدیکرب کے مندرجہ ذیل شعر میں قیس ہی مخاطب ہے:

أُرِيْدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيْدُ قَتْلِيْ ... عَذِيْرَكَ مِنْ خَلِيْلِكَ مِنْ مُرَادِ

(میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، قبیلہ مراد کے اپنے دوست کو معذور سمجھو)

قیس بھی فتنۂ ارتداد میں مرتد ہو گئے تھے، لیکن پھر انہوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا اور عراق کی فتوحات میں خصوصاً جنگ قادسیہ اور فتح نہاوند وغیرہ میں بے نظیر اور بے مثال کارنامے انجام دیے۔

دعبل ابن علی نے "طبقات الشعراء" میں لکھا ہے کہ سعد بن ابو وقاص نے عراق کی فتوحات میں قیس بن مکشوح کو امیر مقرر کیا تھا، عمرو بن معدیکرب بھی اس لشکر میں تھے۔ اس تقرری پر عمرو کو ناگواری ہوئی تھی۔

قیس جنگ صفین میں ۳۷ھ کو شہید ہوئے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۶۱، الوافی بالوفیات ۲۴/ ۲۱۷، أسد الغابۃ ۴/ ۲۲۷، الاستیعاب ۱۲۹۹، طبقات ابن سعد ۲۵/ ۵، سیر أعلام النبلاء ۳/ ۵۲۰، معجم المرزبانی ۱۹۸، شذرات الذہب ۱/ ۴۶، الأعلام ۵/ ۲۰۹، الأغانی ۱۵/ ۲۰۲، ۲۰۸، البدایۃ والنھایۃ ۵/ ۶۴ خزانۃ الأدب ۴/ ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۰/ ۲۱۰، سمط اللآلی ۶۴، العقد الفرید ۱/ ۱۲۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۸۵-۳۸۶، معجم الشعراء مرزبانی ۳۲۳، منح المدح ۲/ ۳۶

(۲۹۶)

قیس ابن نشبہ سلمی

قیس ابن نشبہ، عباس بن مرداس کے چچایا چچازاد بھائی ہیں۔

ابن شاہین نے روایت کیا ہے کہ جنگ خندق کے بعد قیس بن نشبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں اپنی قوم کا پیامبر ہوں، وہ میری بات مانتے ہیں، میں آپ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں، جن کے بارے میں وہی شخص جان سکتا ہے جس کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ انہوں نے سات آسمانوں، وہاں کے مکینوں اوران کی غذا کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے سات آسمانوں، فرشتوں اوران کی عبادت کا تذکرہ کیا، اسی طرح زمین اوراس کے اندرون کے خزانوں اور چیزوں کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ کا جواب سن کروہ اسلام لے آئے اوراپنی قوم میں واپس چلے گئے اوراپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا: بنوسلیم! میں نے روم اور فارس کے تذکرے سنے ہے، عرب کے اشعار، کاہنوں کی باتیں اور حمیر کا کلام سنا ہے، لیکن محمد کا کلام ان میں سے کسی کے کلام کے مشابہ نہیں ہے۔ چنانچہ محمد کے سلسلے میں میری اطاعت کرو، تم اس کے ننھیالی رشتے دار بھی ہو، اگر وہ کامیاب ہوگیا تو تمہیں فائدہ ہوگا اور تمہیں خوش بختی نصیب ہوگی، اگر وہ کامیاب نہیں ہوگا تو بھی عرب تم پرحملہ نہیں کریں گے۔ میں ان کے پاس گیا، اس وقت ان کے تعلق سے میرا دل پتھر سے زیادہ سخت تھا، تھوڑی ہی دیر کی صحبت سے ان کی باتوں سے میرا دل نرم پڑ گیا۔

یہ واقعہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ قیس بن نشبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے اورانھوں نے اپنا اونٹ بیچا، لیکن خریدنے والے نے ان کا حق نہیں دیا، وہ ہر جگہ کھڑے ہوکر یہ اشعار کہتے تھے:

يَـا آلَ فِهْـرٍ كُـنْـتُ فِيْ هٰذَا الْـحَـرَمِ فِـيْ حُـرْمَةِ الْبَيْـتِ وَ أَخْلَاقِ الْـكَـرَمِ
أُظْلَمُ لَا يَمْنَعُ مِنِّيْ مَنْ ظَلَمْ

(اے فہر والو! میں حرم بیت اللہ کی حرمت کے سایے میں اور بہترین اخلاق والوں میں تھا۔
مجھ پر ظلم کیا جا رہا ہے، لیکن کوئی مجھ پر ظلم کرنے والے کو روک نہیں رہا ہے)

جب یہ اشعار عباس بن مرداس تک پہنچے تو ان کے پاس اپنے اشعار لکھ کر بھیجے، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

وَائْـتِ الْبُيُـوْتَ وَكُـنْ مِـنْ أَهْلِهَـا مَدَدًا تَـلْـقَ ابْـنَ حَـرْبٍ وَتَـلْـقَ الْـمَرْءَ عَبَّاسًا

(مکہ کے محلہ میں جاؤ اور وہاں کے باشندوں میں سے بن جاؤ، اور وہاں ابن حرب اور عباس سے ملو)

عباس بن عبد المطلب نے ان کا حق دلا دیا اور کہا: جب بھی تم مکہ آؤ تو میرے پاس ہی اترو۔ ان کے اور بنو ہاشم کے درمیان محبت اور تعلقات تھے، جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو قیس ان کے پاس آئے اور انھوں نے آپ ﷺ سے چند سوالات کیے اور اسلام قبول کیا، وہ اس سے پہلے مذہبی کتابیں پڑھ چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان کو بنو سلیم کا حبر کہا کرتے تھے۔ جب ان کو تلاش کرتے تو فرماتے: ''بنو سلیم! تمہارے حبر کہاں ہیں''؟

مندرجہ ذیل اشعار قیس بن نشبہ کے ہیں:

تَـابَـعْـتُ دِيْـنَ مُـحَـمَّدٍ وَرَضِيْتُـهُ كُـلَّ الـرِّضَـا لِأَمَـانَتِـيْ وَلِـدِيْنِـيْ

ذَاكَ امْـرَؤٌ نَـازَعْتُـهُ قَـوْلَ الْعِـدَا وَعَـقَّـدْتُ فِيْـهِ يَـمِيْـنَـهُ بِيَـمِيْنِـيْ

قَـدْ كُـنْـتُ آمُلُـهُ وَأَنْظُـرُ دَهْـرَهُ فَـاللهُ قَـدَّرَ أَنَّـهُ يَهْـدِيْـنِـيْ

أَعْنِـيْ ابْـنَ آمِـنَةَ الْأَمِيْـنَ وَمَنْ بِـهِ أَرْجُـو السَّلَامَةَ مِـنْ عَـذَابِ الْهُـوْنِ

(میں نے محمد کے دین کی اتباع کی اور میں اپنی امانت اور اپنے دین پر پوری طرح راضی ہو گیا۔

وہ ایسے آدمی ہیں جن کی خاطر میں نے دشمنوں کی باتیں سنی، اور میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔

میں ان کی امید میں بیٹھا ہوا تھا اور مجھے ان کے زمانے کا انتظار تھا، چناں چہ اللہ نے مقدر کیا کہ آپ ﷺ مجھے ہدایت کی راہ دکھائیں۔

میری مراد آمنہ کے فرزند امین سے ہے، جس سے مجھے بدترین ذلت والے عذاب سے سلامتی کی امید ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۵۰، الأعلام ۵/۲۰۹، البدایہ والنھایہ ۵/۸۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۶

(۲۹۷)

کثیر ابن عبد اللہ نہشلی

کثیر بن عبد اللہ بن مالک بن ہبیرہ بن صخر بن نشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ نہشلی۔

کثیر، ابن الغزیرہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، اور وہ حجاج ثقفی کے زمانہ امارت تک زندہ رہے، انہوں نے حضرت عثمان بن عفان کے مرثیہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَعَمْرُ أَبِيكَ فَلَا تَجْزَعَنَّ   لَقَدْ ذَهَبَ الْخَيْرُ إِلَّا قَلِيلاً
وَقَدْ فُتِنَ النَّاسُ عَنْ دِينِهِمْ   وَخَلَّى ابْنُ عَفَّانَ شَرًّا طَوِيلاً

(تمھارے والد کی زندگی کی قسم! گھبراؤ نہیں، سب بھلائی ختم ہوگئی، صرف تھوڑا ہی خیر بچا ہے۔
اور لوگ اپنے دین کے سلسلے میں فتنہ میں پڑ گئے اور ابن عفان کے قتل نے طویل برائی چھوڑی ہے)

اس قصیدے کا مطلع ہے:

نَأَتْكِ أُمَامَةُ نَأْيًا طَوِيلاً   وَحَمَّلَكَ الْحُبُّ عِبْأً ثَقِيلاً

(امامہ! ہم تمھارے پاس بڑا لمبا سفر کر کے آئے ہیں اور تمھاری محبت کے بوجھ کو اٹھانا بہت بڑا بوجھ ہے)

ابو الفرج اصبہانی نے کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں، ان کو جاہلی اور اسلامی دونوں عہد ملے، حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں عباس بن مرداس اور ان کے بھائی کے ساتھ طالقان کی جنگ میں شریک ہوئے، ابو الفرج اصبہانی نے اس جنگ کے سلسلے میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں:

سَقَى مُزْنُ السَّحَابِ إِذَا اسْتَهَلَّتْ   مَصَارِعَ فِتْيَةٍ بِالْجُوزَجَانِ

(پانی سے بھرے ہوئے بادل جب بھی برسیں تو مقام جوزجان کے مقام پر شہید ہونے والے نوجوانوں کو سیراب کرے)

اسی قصیدے میں مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں:

وَلَمْ أُدْلِجْ لِأَطْرُقَ عِرْسَ جَارِي   وَلَمْ أَجْعَلْ عَلَى قَوْمِي لِسَانِي
لَكِنْ إِذَا مَا هَايَجُونِي   مَنِيعُ الْجَارِ مُرْتَفِعُ الْمَكَانِ

(میں رات کے وقت اس لیے نہیں چلا کہ پڑوسی کی بیوی کے پاس جاؤں، اور میں نے اپنی قوم کی ہجو نہیں کی۔
لیکن جب بھی وہ مجھے بھڑکاتے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ میں بہت زیادہ طاقت ور اور بلند مقام اور عزت والا ہوں)

مراجع: الاصابہ ۳/۲۹۴، الأعلام ۵/۲۲۰، البدایۃ والنھایۃ، خزانۃ الأدب ۹/ ۴۱۸ـ۴۱۹، سمط اللآلی ۳/ ۲۸، معجم الشعراء مرزبانی ۳۴۹، معجم الشعراء المخضر مین والأمویین ۳۸۸

(۲۹۸)

کرز ابن علقمہ بکری نجرانی

کرز نجران کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا، یہ وفد ستر سواروں پر مشتمل تھا، ان میں نجران کے ۲۴ شرفاء تھے اور تین ذمہ دار تھے، عاقب ان کے امیر اور صاحب الرائے تھے، ان کا نام عبد المسیح تھا، سید ان کے کجاوں اور معاشرتی امور کے ذمے دار تھے، ان کا نام ایہم تھا، تیسرے ابو حارثہ بن علقمہ تھے، جن کا تعلق بنو بکر بن وائل سے تھا، ابو حارثہ ان کے مدارس

اور اسکولوں کے ذمے دار تھے اور نجران میں ان کی بڑی حیثیت اور عزت تھی، روم کے بادشاہوں کو جب ان کے علم اور دین میں اجتہاد کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی عزت افزائی کی اور ان کو مال ودولت سے نوازا اور ان کے لئے گرجا گھر بنائے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نجران واپسی کے لیے نکلے، ابو حارثہ ایک خچر پر سوار تھے، ان کے پہلو میں ان کا ایک بھائی تھا جن کا نام کرز بن علقمہ تھا، جو ان کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، راستے میں ایک جگہ ابو حارثہ کا خچر پھسل گیا، اس پر کرز نے کہا: محمد برباد ہو۔ ابو حارثہ نے ان سے کہا: بلکہ تم برباد ہو جاؤ۔ انہوں نے دریافت کیا: میرے بھائی! کیوں؟ ابو حارث نے کہا: اللہ کی قسم وہ وہی نبی ہیں، جس کا میں انتظار کر رہا تھا۔ کرز نے ان سے دریافت کیا: پھر ان کی پیروی کرنے میں کون سی چیز تمھارے لیے رکاوٹ بن رہی ہے؟ حالاں کہ تم جانتے ہو کہ وہ سچے نبی ہیں۔ ابو حارث نے کہا: رکاوٹ یہی چیز ہے کہ ان لوگوں کا ہم پر احسان ہے، انہوں نے ہم کو عزت وشرافت دی اور ہم کو دولت عطا کی اور ہمارا اکرام کیا، ان لوگوں کو اس بات کا اصرار ہے کہ آپ کا ساتھ نہ دیا جائے، اگر میں ان کی پیروی کروں گا تو وہ ہم سے سب کچھ چھین لیں گے۔ ان کے بھائی کرز بن علقمہ بھی اپنے دین پر ہی جمے رہے، لیکن ان کی بے چینی میں اضافہ ہوا اور انھوں نے بعد میں اسلام قبول کیا۔

ابن اسحاق نے کرز بن علقمہ کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

إِلَيْكَ تَعْدُوْ قَلِقًا وَضِيْنُهَا مُعْتَرِضًا فِيْ بَطْنِهَا جَنِيْنُهَا
مُخَالِفًا دِيْنَ النَّصَارٰى دِيْنُهَا

(بے چین وپریشان ہو کر اونٹنی آپ کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑ رہی ہے، گویا اس کے پیٹ میں جنین ہے جس کی ولادت کا وقت قریب آچکا ہے، نصاریٰ کے دین کی مخالفت کرتے ہوئے میں نے نبی کریم ﷺ کی پیروی کی)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۷۶

(۲۹۹)

کعب ابن جعیل ثعلبی

کعب بن جعیل بن قمر بن عجرہ بن ثعلبہ بن عوف بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن ثعلبہ ثعلبی۔

کعب مشہور شاعر ہیں۔

زبیر نے اپنے چچا مصعب سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے کعب بن جعیل سے کہا: شاعر کو کوئی

پاس ولحاظ نہیں رہتا، عبد الرحمٰن تمہارے دوست تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا تو تم نے انہیں بھلا دیا۔ انہوں نے کہا: میں نے ان کو بھلایا نہیں ہے۔ پھر انہوں نے عبد الرحمٰن کے مرثیہ میں کہے ہوئے اپنے اشعار سنائے۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ عبد الرحمٰن بن خالد کی مدح میں ان کے بہت سے اشعار ہیں، وہ ولید بن عبد الملک کے عہد حکومت تک زندہ رہے اور ان کے دربار میں بھی گئے، وہ اہل شام کے شاعر تھے، جس طرح نجاشی حارثی اہل کوفہ کے شاعر تھے، جنگ صفین میں ان دونوں نے ایک دوسرے کے جواب میں اشعار کہے ہیں۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ ابتداے اسلام کے پختہ کار شاعر تھے، وہ اہل شام کے شاعر تھے، انہوں نے جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

نَدِمْتُ عَلٰی شَتْمِي الْعَشِيْرَةَ بَعْدَمَا　　مَضٰی وَاسْتَقَلَّتْ لِلرُّوَاةِ مَذَاهِبُهُ

فَأَصْبَحْتُ لَاأَسْتَطِيْعُ رَدَّ الَّذِيْ مَضٰی　　كَمَا لَا يَرُدُّ الدَّرُّ فِي الضَّرْعِ حَالِبُهُ

(مجھے خاندانِ نبی کو گالی دینے پر افسوس ہوا، جب کہ میری ہجو عام ہو چکی، اور راویوں نے اس کو یہاں سے وہاں پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

اب میں اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات کو واپس نہیں لاسکتا، جس طرح دودھ دوہنے والا دودھ کو واپس تھن میں لوٹا نہیں سکتا)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۹۶۔۲۹۷ الاعلام ۵/ ۲۲۵، الاغانی ۳/ ۲۷۶، البدایۃ والنھایۃ ۷/ ۲۷۳، ۲۷۷، ۸/ ۳۲، البصائر والذخائر ۹/ ۲۴، تاریخ الادب العربی بلاشیر ۳/ ۱۷، تاریخ التراث العربی سیزکین ۲/ ۹۶، الحیوان ۱/ ۳۳۷، خزانۃ الادب ۱/ ۴۶۰، ۳/ ۴۸۔۵۰، سمط اللآلی ۸۵۴، الشعر والشعراء ۶۳۱۔۶۳۲، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۴۸۵۔۴۸۹، الکامل للمبرد ۱۸۴، معجم الشعراء مرزبانی ۳۴۴، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۳۹۱۔۳۹۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۳) "کعب ابن جعیل" کے عنوان کے تحت عبدالقادر عویضہ نے عربی زبان وادب میں ایم اے کی ڈگری کے حصول کے لیے کلیۃ الآداب لبنان یونیورسٹی بیروت سے ۱۹۸۰ء کو تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے۔

(۳۰۰)

کلیب ابن اسد ابن کلیب حضرمی

ابن سعد نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضر موت میں تھناہ بنت کلیب نامی ایک عورت تھی، انہوں نے ایک کپڑا تیار کیا اور اپنے بیٹے کلیب بن اسد کو بلا کر کہا: یہ کپڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ کلیب آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کیا، آپ نے ان کے لئے دعا کی، کلیب نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ كُنَّا نُخَبِّرُهُ وَبَشَّرَتْنَا بِهِ الْأَحْبَارُ وَالرُّسُلُ
مِنْ دِيْنِ مَوْهُوْبٍ يَهْوِيْ فِيْ غَذَافِرِهِ أَكِيْدًا يَا خَيْرَ مَنْ يَحْفِيْ وَ يَنْتَعِلُ
شَهْرَيْنِ أُعْمِلُهَا نَصًّا عَلَى وَجَلٍ أَرْجُوْ بِذَاكَ ثَوَابَ اللّٰهِ يَا رَجُلُ

(آپ اللہ کے نبی ہیں، جس کے بارے میں ہم کو بتایا جاتا تھا اور اس کی بشارت پادریوں اور رسولوں نے دی ہے۔
دین فطرت کی بشارت دی گئی ہے، جس میں وہ مکمل طور پر مشغول رہے گا، چپل پہننے اور نہ پہننے والوں یعنی بنی نوع انسانی کے سب سے بہتر انسان!۔
میں نے اپنی اونٹنی کو تکلیف کے باوجود مسلسل دو مہینے تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا ہوں، مجھے اس سے اللہ کے ثواب کی امید ہے، اے بہترین شخص!)

مراجع: الاصابۃ ۳/۲۸۹، الأعلام ۵/۲۳۲، تاریخ الشعراء المخضرمین ۱/۴۸، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۶، منح المدح ۲۷۴۔۲۷۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۹۸۔۳۹۹

(۳۰۱)

کلیب ابن عمیمہ

کلیب بن عمیمہ کا تعلق قبیلہ بنوظفر حرث بن بہثہ بن سلیم سے ہے۔
فاکہانی نے ”کتاب مکہ“ میں لکھا ہے کہ حرب بن امیہ اور مرداس بن ابو عامر سلمی نے رجیع کے کنارے ایک دیہات بسایا تھا، پھر فاکہانی نے حسین کو قتل کرنے اور ان دونوں کے مرنے کا قصہ نقل کیا ہے، اس کے بعد لوگوں نے اس دیہات کو چھوڑ دیا اور یہ علاقہ ویران ہوگیا، جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو کلیب بن عمیمہ نے وہاں پڑاؤ کیا تو عباس بن مروان نے ان سے جھگڑا کیا، اس پر کلیب نے کہا:

عَبَّاسُ مَالَكَ كُلَّ يَوْمٍ ظَالِمًا وَالظُّلْمُ أَنْكَدُ وَجْهُهُ مَلْعُوْنُ

(عباس! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم ہر دن ظلم کرتے ہو، یہ بات سمجھ لو کہ ظلم کا چہرہ بڑا بھیانک ہوتا ہے اور ظالم ملعون ہوتا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۲/۲۹۰

(۳۰۲)

کمیت ابن معرور

کمیت بن معرور بن کمیت بن ثعلبہ فقعسی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔ان کی کنیت ابوایوب ہے،سالم بن دارہ کے قصے میں یہ کہتے ہیں:

فَلَاتُكْثِرُ فِيْهَا اللِّجَاجَ فَإِنَّهُ مَحَا السَّيْفُ مَاقَالَ ابْنُ دَارَةَ أَجْمَعَا

(اس کے سلسلے میں زیادہ جھگڑا اور گالی گلوج نہ کرو، کیوں کہ ابن دارہ کی کہی ہوئی تمام باتوں کو تلوار کا ایک وار مٹا دیتا ہے)

مندرجہ ذیل اشعار بھی ان ہی کے ہیں:

وَلَاأَجْعَلُ الْمَعْرُوْفَ حَلَّ أَلِيَّةٍ وَلَاعُدَّةً لِلنَّاظِرِ الْمُتَعَقِّبِ

وَأُوْنِسُ مِنْ بَعْضِ الْأَخِلَّاءِ مَلَالَةً أَلَذِ بِرًّا فَأُسْقِطُهُمْ بِالتَّجَنُّبِ

(اور میں قسم پورا کرنے کے لیے بھلائی اور سخاوت نہیں کرتا ہوں اور اسی طرح ٹھوہ میں لگے ہوئے دیکھنے والوں کو دکھانے کے لیے مال خرچ نہیں کرتا ہوں، بلکہ سخاوت میری فطرت ہے۔

اور میں بعض اپنے باوفا اور بہترین ہم نشین دوستوں سے یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں تو میں ان کو دور کر دیتا ہوں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۲۹۹، الأعلام ۵/ ۲۳۳-۲۳۴، الأغانی ۱/ ۱۳۴، البصائر والذخائر ۸/ ۱۱۸، خزانۃ الأدب ۱/ ۱۴۳، ۱۱/ ۳۹۱-۳۹۴، سمط اللآلی ۶۸۹، ۷۵۰، ۸۷۲، الشعر والشعراء ۲۳۷، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۱۶۳، المؤتلف والمختلف للآمدی ۱۷۰، معجم الشعراء مرزبانی ۳۴۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۰۱-۴۰۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۲۷

(۳۰۳)

کنانہ ابن عبد یالیل ثقفی

کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ ثقفی۔

کنانہ مشہور شاعر ابو محجن ثقفی کے بھتیجے ہیں۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ کنانہ بن عبد یالیل نے اسلام قبول کیا تھا یا نہیں۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ (ج ۴ ص ۵۰۰ طبعۃ دار الشعب) میں لکھا ہے: ”کنانہ بن عبد یالیل قبیلہ ثقیف کے شرفاء میں سے تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دی، یہ واقعہ طائف کے محاصرہ کے بعد کا ہے، جب کہ اس سے پہلے انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو قتل کر دیا تھا، پھر انہوں نے اسلام قبول کیا، ان میں عثمان بن ابو العاص بھی تھے“۔

ابن کثیر نے ”البدایہ والنھایہ“ میں لکھا ہے کہ کنانہ قبیلہ ثقیف کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، سبھوں نے اسلام قبول کیا، لیکن کنانہ نے اسلام قبول نہیں کیا، پورے قبیلے کے مسلمان

ہونے کے بعد انہوں نے طائف کو چھوڑ دیا اور نجران کا رخ کیا، پھر وہاں سے نکل کر روم چلے گئے اور ۱۰ ہجری کے بعد حالتِ کفر میں ان کا وہیں انتقال ہوگیا، کنانہ نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ ان کا سردار قریش کا آدمی ہو۔

لیکن اکثر مؤرخین اور راویوں کی رائے یہی ہے کہ وفد کے ساتھ کنانہ نے بھی اسلام قبول کیا، ان کے جو اشعار کتابوں میں منقول ہیں ان سے وفد کے فیصلے سے خروج کرنے کی کوئی بات نہیں ملتی، اس وفد میں ان کے والد بھی تھے اور انہوں نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ جب وفد قبیلہ میں آیا تو پورا کا پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' (ج۴ص۳۵۸) اور ابن کثیر نے ''البدایہ والنھایہ'' (ج۴ص۳۴۶) میں نقل کیا ہے کہ کنانہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کعب بن مالک کے اشعار کی تردید اور جواب میں اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَنْ كَانَ يَبْغِيْنَا يُرِيْدُ قِتَالَنَا ۔۔۔ فَإِنَّا بِدَارٍ مُعَلَّمٍ لَا نُرِيْمُهَا
وَجَدْنَا بِهَا الْآبَاءَ مِنْ قَبْلِ مَاتَرىٰ ۔۔۔ وَكَانَتْ لَنَا أَطْوَاؤُهَا وَكُرُوْمُهَا
وَقَدْ جَرَّبَتْنَا قَبْلُ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ ۔۔۔ فَأَخْبَرَهَا ذُوْ رَأْيِهَا وَحَلِيْمُهَا
وَقَدْ عَلِمَتْ إِنْ قَالَتِ الْحَقَّ أَنَّنَا ۔۔۔ إِذَا مَا أَتَتْ صُعْرُ الْخُدُوْدِ نُقِيْمُهَا
لِقَوْمِهَا حِيْنَ يَلِيْنُ شَرِيْسُهَا ۔۔۔ وَيَعْرِفُ لِلْحَقِّ الْمُبِيْنِ ظَلُوْمُهَا
عَلَيْنَا دَلَاصٌ مِنْ تُرَاثِ مُحَرِّقٍ ۔۔۔ كَلَوْنِ السَّمَاءِ زَيَّنَتْهَا نُجُوْمُهَا

(جو ہمارا قصد کرتا ہے اور ہم سے جنگ کرنا چاہتا ہے تو وہ جان لے کہ ہم نشان زدہ جگہ (اونچی جگہ یعنی طائف: طائف اونچی جگہ پر آباد ہے) سے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

ہم نے وہاں اپنے آباء واجداد کو اس سے پہلے پایا جب تم نے اس کو دیکھا، اور اس کے راستے اور انگور کے باغات ہمارے ہی قبضے میں تھے۔

اس سے پہلے قبیلہ عمرو ابن عامر نے ہم کو آزما کر دیکھا ہے، چناں چہ اس قبیلے کے ذوالرائے اور عقل مند لوگوں نے اپنے قبیلے کو ہماری طاقت کے بارے میں بتا دیا۔

اگر وہ صحیح بات کہے گا تو وہ اس بات کو تسلیم کرے گا کہ اس نے اس حقیقت کو جان لیا ہے کہ جب ہمارے مقابلے میں حسد اور دشمنی میں گال پھلا کر کوئی قبیلہ آتا ہے تو ہم اس کو درست کر دیتے ہیں۔

اس کی قوم کی خاطر، جس قوم کا شریر کمزور پڑتا ہے اور سب سے بڑا ظالم حق مبین کو پہچان لیتا ہے۔

ہمارے پاس محرق کی وراثت میں ملی ہوئی چکنا، ملائم اور چمک دار زرہ ہے، آسمان کے رنگ کے مانند جس کو ستاروں نے مزین کیا ہو)

قبیلہ ثقیف زمانہ جاہلیت میں تعداد میں سب سے زیادہ تھا، اکثر شعراء طائف نے اپنے قبیلے

کی تعداد پر فخر کیا ہے، کنانہ بن عبد یالیل نے بھی اپنی قوم کی کثرت پر فخر کیا ہے۔ جمحی نے "طبقات الشعراء" میں کنانہ کو طائف کے شعراء میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کے حالات اور اشعار کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔

ابو عبید بکری نے "معجم مااستعجم" (ج ا ص ۷۸) میں کنانہ کے مندرجہ ذیل اشعار کو نقل کیا ہے، جن میں وہ طائف پر فخر کر رہے ہیں اور اس کی فضیلت کا تذکرہ کر رہے ہیں:

كَأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُؤْثِرْ عَلَيْنَا ۔۔۔ غَدَاةَ تَجَزَّأَ الْأَرْضَ اقْتِسَامَا

عَرَفْنَا سَهْمَنَا فِي الْكَفِّ يَهْوِي ۔۔۔ لَدىٰ وُجّ وَقَدْ قَسَّمَ السِّهَامَا

فَلَمَّا أَنْ أَبَانَ لَنَا اصْطَفَيْنَا ۔۔۔ سِنَامَ الْأَرْضِ إِنَّ لَنَا سِنَامَا

أَسَافِلُهَا مَنَازِلُ كُلِّ حَيٍّ ۔۔۔ وَأَعْلَاهَا لَنَا بَلَدًا حَرَامَا

(گویا اللہ نے اس دن ہم پر کسی کو ترجیح نہیں دی، جب اس نے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا۔
ہم نے مقام وج کے پاس اپنے حصے کو اس کی ہتھیلی میں اٹھائے ہوئے پہچان لیا، جب کہ اللہ نے حصوں کو تقسیم کر دیا۔
جب اللہ نے ہمارے سامنے زمین کو رکھا تو ہم نے زمین کی کوہان کا انتخاب کیا، کیوں کہ ہم عزت میں اونٹ کی کوہان کی طرح اونچے ہیں۔
اس کے نیچے تمام قبیلوں کے علاقے ہیں، اور اس کے اوپر ہمارے لیے بلد حرام ہے)

مراجع: شعراء الطائف فی الجاهلیة والاسلام ۲۷۔۴۷، ڈاکٹر محمد دیب، الاستیعاب ۱/ ۳۲۶، اُسد الغابة ۴/ ۲۵۵، الأعلام ۵/ ۲۳۴، والبدایة والنهایة ۴/ ۳۵۴، ۵/ ۲۷، السیرة النبویة لابن ہشام ۴/ ۱۲۳، شعر المخضرمین ۱۸۲، ۱۹۲، ۳۶۵، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۲۵۹، طبقات ابن سعد ۵/ ۳۷۱، معجم الشعراء ۳۵۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۰۲

(۳۰۴)

ابن لقیم الدجاج عبسی

حافظ نے "کتاب الحیوان" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں خیبر کے موقع پر اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

رَمَيْتُ نَطَاةَ مِنَ الرَّسُولِ ۔۔۔ شَهْبَاءَ ذَاتَ مَنَاكِرَ وَجِفَارِ

(میں نے رسول اللہ کی طرف سے چمکدار تیر چلائی جو بہت ہی زیادہ تیز ہے، اور اس میں دندانے بنائے گئے ہیں)

یہ اشعار سن کر نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تمام مرغیاں ان کو عطا کی، اس وقت سے ان کو لقیم الدجاج کہا جانے لگا۔

ابوعمرو شیبانی اور مدائنی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔
ابن اسحاق نے "السیرۃ" میں یہ واقعہ نقل کیا ہے، لیکن ان کو ابن لقیم کہا ہے۔
مراجع: الاصابۃ ۳/۳۱۲، معجم الشعراء المخضر مین والأموبین ۴۰۷-۴۰۸، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۱، منح المدح ۲۸۵-۲۸۷

(۳۰۵)

مازن ابن غضوبہ طائی نبہانی خطامی

مازن بن غضوبہ بن غراب بن بشر بن خطامہ بن سعد بن ثعلبہ بن نصر بن سعد بن اُسود بن نبہان بن عمرو بن غوث بن طی طائی ثم نبہانی ثم خطامی۔

ان کی ماں زینب بنت عبداللہ ہیں۔

فاکہانی نے "کتاب مکہ" میں اور بیہقی نے "الدلائل" میں، طبرانی، ابن سکن اور ابن قانع نے ان کے بارے میں طویل واقعہ بیان کیا ہے، اسی میں ہے کہ مازن بن غضوبہ نے کہا کہ میں بتوں کو توڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اسلام لے آیا، اسی واقعہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ نے ان کے تمام شکوک کو دور کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کئی حج کئے اور نصف قرآن یاد کیا، میں نے چار شادیاں کیں اور مجھے حبان بن مازن عطا ہوئے، اس واقعہ میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

إِلَيْکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَبَّتْ مَطِيَّتِيْ تَجُوْبُ الْفَيَافِيْ مِنْ عُمَّانَ إِلَى الْعُرَّجِ
لِتَشْفَعَ لِيْ يَاخَيْرَ مَنْ وَطِيَ الْحَصَا فَيَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَرْجِعْ بِالْفَلَجِ

(اللہ کے رسول! آپ کے پاس آنے کے لیے میں نے اپنی اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑایا، یہاں تک کہ وہ سرد ہوگئی، وہ عمان سے مقام عرج تک بے آب و گیاہ ریگستانوں کو پار کرتی رہی۔
تاکہ آپ میری سفارش کریں، زمین کو روندنے والوں یعنی بنی نوع انسانی کے سب سے افضل شخص! تاکہ اللہ میرے گناہ معاف کر دے اور میں مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹوں)

مراجع: الاصابۃ ۳/۳۱۷، الاستیعاب ۳/۳۴۳، اُسد الغابۃ ۴/۲۷۰، الأخبار الطوال ۱۳۸، البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۱۲، ۳۱۳، شعر طی وأخبارھا ۶۷۵، منح المدح ۲۰۷، معجم الشعراء المخضر مین والأموبین ۴۱۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۲

(۳۰۶)

مالک ابن دخشم انصاری اوسی

مالک بن دخشم انصاری جنگ بدر میں شریک تھے اور انہوں نے سہیل بن عمرو کو جنگِ بدر میں قید کیا تھا، ابن مندہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم نے معن بن عدی کے ساتھ ان کو مسجد ضرار جلانے کے لئے روانہ کیا۔

مرزبانی نے سہل ابن عمرو کو قید کرنے کے سلسلے میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں، زبیر بن بکار نے بھی یہ اشعار نقل کیے ہیں، وہ کہتے ہیں:

أَسَرْتُ سُهَيْلاً وَلَنْ أَبْتَغِي ... أَسِيْرًا بِهِ مِنْ جَمِيْعِ الْأُمَمْ
وَخِنْدَفُ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتٰى ... سُهَيْلاً فَتَاهَا إِذَا تَصْطَلِمْ
ضَرَبْتُ بِذِي السَّيْفِ حَتَّى انْحَنٰى ... وَأَكْرَهْتُ نَفْسِيْ عَلٰى ذِي الْعَلَمْ

(میں نے سہیل کو قتل کیا اور میں پوری دنیا میں اس کے بدلے کسی دوسرے قیدی کی خواہش نہیں کروں گا۔
قبیلہ خندف جانتا ہے کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو سہیل اس کے بہادر اور سردار ہوتے ہیں۔
میں نے تلوار سے مارا، یہاں تک کہ وہ جھک گیا اور میں نے علم بردار کو گرفتار کرنے کے لیے اپنے آپ کو مجبور کیا)

مراجع: الاصابہ ۳/۳۲۳، واقدی ۱/۱۴۳

(۳۰۷)

مالک بن عامر بن ہانی بن خفاف اشعری

مالک بہت عمر رسیدہ تھے اور وہ آپ ﷺ کے پاس اپنی قوم کے وفد کے ساتھ آئے تھے، اس سلسلے میں ان کا طویل قصیدہ ہے، جس میں انھوں نے اپنے حالات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں وہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ فَبَايَعْتُهُ ... عَلٰى مَا بِهِ غَيْرُ مُسْتَنْكِرِ
لَهُ فَدَعَا لِيْ بِطُوْلِ الْبَقَا ... وَبِالْبُضْعِ الطَّيِّبِ الْأَكْبَرِ

(میں نبی کریم علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ سے ایسی چیز پر بیعت کی جو قابلِ مذمت اور ناپسندیدہ اور منکر

نہیں ہے یعنی میں نے دین پر آپ سے بیعت کی جس میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔
چناں چہ آپ نے میرے لیے درازی عمر کی دعا دی اور حسب ونسب والی شریف عورتوں سے شادی کی دعا دی)

اسی قصیدے میں مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

وَعُمِّرْتُ حَتّٰی مَلَلْتُ الْحَيَاةَ   وَمَاتَ لِدَاتِی مِنَ الْأَشْعَرِ
أَتَتْ لِیْ سِنُوْنَ فَأَفْنَيْتُهَا   فَصِرْتُ أُحُكُمُ لِلْمُعَمَّرِ
نَسِيْتُ شَبَابِیْ فَأَمْضَيْتُهُ   وَسِرْتُ إِلٰی غَايَةِ الْمُكْبَرِ
وَأَصْبَحْتُ فِیْ أُمَّةٍ وَاحِدًا   أَجُوْلُ كَالْجَمَلِ الْأَصْدَرِ

(اور مجھے طویل عمر عطا ہوئی، یہاں تک کہ میں زندگی سے اکتا گیا اور قبیلہ اشعر کے میرے ساتھی مر گئے۔
مجھ پر سالوں سال گزرے اور میں نے ان سالوں کو برباد کر دیا، اب میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔
میں نے اپنی جوانی کو بھلایا، کیوں کہ میں اس کو ماضی میں گزار چکا اور میں بڑھاپے کی انتہا تک پہنچ گیا۔
اور میں قوم میں تنہا ہو گیا، میں گھاٹ سے واپس آنے والے اونٹ کی طرح تنہا اور اکیلا گھوم رہا ہوں)

اسی قصیدے میں انہوں نے جاہلیت کے واقعات اور اسلامی فتوحات مثلاً جنگ قادسیہ اور حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کا تذکرہ کیا ہے، وہ قصیدے کے آخر میں کہتے ہیں:

كَأَنَّ الْفَتٰی لَمْ يَعِشْ لَيْلَةً   إِذَا صَارَ رِمْسًا عَلٰی صُوْرِ
وَطُوْلُ بَقَاءِ الْفَتٰی فِتْنَةٌ   فَأَطْوَلْ لِعُمْرِكَ أَوْ أَقْصَرْ

(جب نوجوان کو قبرستان میں دفن کر دیا جاتا ہے تو لگتا ہے کہ اس نے دنیا میں کوئی رات گزاری ہی نہیں۔
لمبی عمر تک نوجوان کا زندہ رہنا آزمائش ہے، کیوں کہ چاہے تمھاری عمر زیادہ ہو یا کم، تم کو قبر میں جانا ہی ہے)

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جنگِ مدائن میں سب سے پہلے نہرِ دجلہ پار کیا اور اس سلسلے میں ان کا ایک رجزیہ قصیدہ بھی نقل کیا گیا ہے، ان کے بیٹے سعد عراق کے شرفاء میں سے تھے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۲۲۶، البدایۃ والنھایۃ ۶/۳۳۵، ۷/۶۷، ۷۵، معجم الشعراء مرزبانی ۳۶۰، منح المدح ۲۶۱، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۴۱۶

(۳۰۸)

مالک ابن عمرو ثقفی

وثیمہ نے کتاب الردہ میں لکھا ہے کہ ابوبکر نے ان کو اپنا سفیر بنا کر یمامہ میں مسلیمہ کے پاس بھیجا، انہوں نے وہاں جا کر بلیغ خطاب کیا، جس میں مسلیمہ کو دینِ حق کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی، مسلیمہ کو بڑا غصہ آیا اور اس نے مالک کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ فرار ہو کر واپس آ گئے۔

وثیمہ نے حبیب بن زید انصاری کے سلسلے میں مالک کا مرثیہ نقل کیا ہے، جن کو مسیلمہ نے قتل کردیا تھا۔ وہ کہتے ہیں:

وَقَالَ لَهُ الْكَذَّابُ اِشْهَدْ بِأَنَّنِيْ رَسُوْلٌ فَنَادٰى أَنَّنِيْ لَسْتُ أَسْمَعُ

(اور کذاب نے ان سے کہا: گواہی دو کہ میں رسول ہوں، انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ مجھے سنائی نہیں دے رہا ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۳۲۹۔۳۳۰، اسد الغابۃ ۱/۲۷۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۵، منح المدح ۳۰۱۔۳۰۲، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۴۱۶

(۳۰۹)

مالک ابن عمیر سلمی

حسن بن سفیان اور طبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ طائف میں شریک ہوا، میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اللہ کے رسول! میں شاعر ہوں، چنانچہ آپ مجھے شعر کے سلسلے میں فتوی دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''لأن یمتلی مابین لبتك إلى عاتقك قیحا، خیرلك من أن تمتلی شعرا ''۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میری غلطیوں کو ختم کیجئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا، پھر میرے دل پر پھیرا، پھر میرے پیٹ پر پھیرا۔ راوی کہتے ہیں کہ مالک بہت بوڑھے ہوگئے تھے، یہاں تک کہ ان کے سر کے اور داڑھی کے بال بھی سفید ہوگئے تھے، لیکن جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا، اس جگہ کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔

بغوی کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اگر کہنا ضروری ہے تو اپنی بیوی پر غزلیہ اشعار کہو یا اپنی سواری کی تعریف کرو''۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کوئی شعر نہیں کہا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۳۳۱، الأعلام ۵/۲۶۴، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۴۱۶۔۴۱۷، معجم الشعراء مرزبانی ۳۶۲

(۳۱۰)

مالک ابن عوف

مالک ابن عوف نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ فِي النَّاسِ كُلِّهِمِ مِثْلَ مُحَمَّدِ

أَوْفَى وَأَعْطَى الْجَزِيْلَ إِذَا اجْتُدِيَ وَمَتَى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِي غَدِ

وَإِذَا الْكَتِيبَةُ عَرَّدَتْ أَنْيَابُهَا بِالْمَشْرَفِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ
فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلَىٰ أَشْبَالِهِ وَسْطَ الْهَبَاءَةِ خَادِرٌ فِي مَرْصَدِ

(میں نے تمام لوگوں میں محمد کی طرح کسی کو نہ دیکھا ہے اور نہ کسی کے بارے میں سنا ہے۔
جب ان سے مانگا جاتا ہے تو وہ بھرپور دیتے ہیں، اور مانگ پوری کرتے ہیں اور تم جب چاہو وہ تم کو مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں۔
جب فوج مقابلے کے لیے اپنے دانت نکالتی ہے اور فوجی نیزوں اور تلواروں سے ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔
تو وہ اس شیر کے مانند بن جاتے ہیں جو غبار اور دھویں کے درمیان اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے دشمن کی گھات میں چھپا ہوا بیٹھا ہو)

مراجع: واقدی ج ۳ ص ۹۵۶

(۳۱۱)

مالک ابن مالک جن

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک روز حضرت ابن عباس سے کہا: مجھے کوئی تعجب خیز بات بتاؤ۔ انہوں نے کہا: مجھے خریم بن فاتک اسدی نے کہا کہ میں اپنی ایک اونٹنی کی تلاش میں نکلا تو وہ اونٹنی مجھے ابرق جگہ پر ملی، یہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا وقت تھا۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق کہا: میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں۔ اچانک ایک آواز آئی جو مجھے مخاطب کر رہی تھی:

وَيْحَكَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِي الْجَلَالِ مُنْزِلِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

(تیرا ناس ہو! تم رب ذوالجلال کی پناہ مانگو، جو حلال اور حرام کو نازل فرمانے والا ہے)

میں نے کہا:

يَا أَيُّهَا الدَّاعِي فَمَا تُحِيلُ أَرُشْدٌ عِنْدَكَ أَمْ تَضْلِيلُ

(اے پکارنے والے! تمھارا کیا مقصد ہے، تمھارے پاس ہدایت ہے یا گمراہی؟)

اس نے کہا:

هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ذُو الْخَيْرَاتِ جَاءَ بِيَاسِينَ وَحَامِيمَاتِ
مُحَرَّمَاتٌ وَمُحَلَّلَاتٌ يَأْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلٰوةِ

(یہ اللہ کے رسول خیر و برکات والے ہیں، وہ یاسین اور حم کی سورتیں لے آئے ہیں۔
اس میں اللہ کے حرام کردہ اور حلال کردہ امور کا تذکرہ ہے، وہ ہم کو روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں)

میں نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟ آواز آئی: میں مالک بن مالک ہوں۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کے جنوں کے پاس بھیجا ہے۔ پھر طبرانی نے خریم بن فاتک کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا ہے۔ **مراجع:** الاصابہ ۳/۳۳۳

(۳۱۲)

مالک ابن نمط ہمدانی ثم ارحبی

مالک بن نمط بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لأی بن سلمان ہمدانی ثم ارحبی۔

ان کی کنیت ابوثور ہے۔

ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' میں لکھا ہے کہ قبیلہ ہمدان کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان میں مالک بن نمط، ابوثور ذوالمشعار، مالک بن ایفع سلمانی اور عمیرہ بن مالک خارفی تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگِ تبوک سے واپسی پر ملاقات کی، مالک بن نمط رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

إِلَيْكَ جَاوَزْتُ سَوَادَ الرِّيفِ فِيْ هَبَوَاتِ الصَّيْفِ وَالْخَرِيفِ

وَ مُخَطِّمَاتٍ بِخِطَافِ اللِّيفِ

(میں گرمی اور پت جھڑ کی آندھیوں میں وسیع میدانوں کو پار کرتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ جو آندھیاں پتوں کو اڑا کر لگام دینے والی تھیں یعنی اتنی تیز ہوائیں چل رہی تھیں کہ پتے اڑ کر ہمارے اور اونٹوں کے سامنے چلنے میں رکاوٹ ڈال رہے تھے)

آپ ﷺ سے ان لوگوں نے بہت سی فصیح اور اچھی باتیں کیں، آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک خط لکھ کر دیا اور اس میں ان کو مانگی ہوئی جاگیر عطا کی اور مالک بن نمط کو ان کا امیر بنایا اور ان کی قوم کے مسلمانوں کا ذمہ دار بنایا اور ان کو قبیلہ ثقیف کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا، قبیلہ ثقیف کا جو بھی شخص نکلتا وہ اس پر حملہ کرتے۔ مالک بن نمط بہترین شاعر تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

ذَكَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ فَحْمَةِ الدُّجىٰ وَنَحْنُ بِأَعْلَىٰ رَحْرَحَانَ وَصَلْدَدِ

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَىٰ مِنىً صَوَادِرُ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَضْبِ قُرْدَدِ

بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا مُصَدَّقٌ رَسُوْلٌ أَتىٰ مِنْ عِنْدِ ذِی الْعَرْشِ مُهْتَدِ

وَمَا حَمَلَتْ نَاقَةٌ فَوْقَ رَحْلِهَا أَشَدُّ عَلىٰ أَعْدَائِهِ مِنْ مُحَمَّدِ

وَأَعْطىٰ إِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَهُ وَأَمْضىٰ بِحَدِّ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

(میں نے اللہ کے رسول کو رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں یاد کیا جب کہ ہم رحرحان اور صلدد کے اوپری علاقے میں تھے۔ میں نے منیٰ کی طرف تیز رفتاری کے ساتھ جانے والی اونٹنیوں کے رب کی قسم کھائی، جو سواروں کو قردد کے ٹیلوں سے اتار رہی تھی۔

کہ اللہ کے رسول کی ہم نے تصدیق کی، وہ ربِ ذوالعرش کی طرف سے ہدایت دینے والے پیامبر بن کر آئے ہیں۔
کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دشمنوں کے خلاف بہادر اور مضبوط شخص کو نہیں اٹھایا ہے۔
جب بھی کوئی آپ کے پاس آیا اور آپ سے بھلائی کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس کو دیا اور تیز ہندوستانی تلوار کی دھار سے مدد کر کے اس کی ضرورت پوری کی)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۳۳۶، الاستیعاب ۳/ ۳۵۸، الأعلام ۵/ ۲۶۷، الروض الأنف ۷/ ۴۲۳، سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۷۹، ۴/ ۵۹۷۔۵۹۹، صبح الأعشیٰ للقلقشندی ۲/ ۲۲۵، طبقات ابن سعد ۲/ ۱۰۴، عیون الأثر ۲۲۵۔۲۴۶، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۷، نھایۃ الأرب ۱۸/ ۸۔۱۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۱۸۔۴۱۹، منح المدح ۲۹۴

(۳۱۴)

مالک ابن نویرہ تمیمی یربوعی

مالک بن نویرہ بن حمزہ بن شداد بن عبد بن ثعلبہ بن یربوع تمیمی یربوعی۔

ان کی کنیت ابو حنظلہ اور لقب جفول ہے۔

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں لکھا ہے کہ وہ شریف، شاعر اور زمانۂ جاہلیت میں بنو یربوع کے گنے چنے شہسواروں اور شرفاء میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی قوم کے صدقات کی وصولیابی کا ذمے دار بنایا تھا۔ جب ان کو نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے جمع کردہ زکوۃ کو مدینہ روانہ نہیں کیا بلکہ اس کو روکے رکھا اور اپنی قوم میں تقسیم کر دیا، اسی سلسلے میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

فَقُلْتُ خُذُوْا أَمْوَالَكُمْ غَيْرَ خَائِفٍ ۔۔۔ وَلَا نَاظِرٍ فِيْمَا يَجِيْئُ مِنَ الْغَدِ
فَإِنْ قَامَ بِالدِّيْنِ الْمَخُوْقِ قَائِمٌ ۔۔۔ أَطَعْنَا وَقُلْنَا الدِّيْنُ دِيْنُ مُحَمَّدِ

(چناں چہ میں نے کہا: گھبراؤ نہیں، اپنا مال لو، کل کے بارے میں نہ سوچو کہ کیا ہوگا؟
اگر ختم والے دین کو لے کر کوئی کھڑا ہو جائے تو ہم اس کی اطاعت کریں گے اور کہیں گے کہ محمد کا دین ہی ہمارا دین ہے)

ابن سعد نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ خالد بن ولید جب مرتدین کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئے تو ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا کہ وہ مالک بن نویرہ کو قتل کرے، انہوں نے مالک کو قتل کیا۔ پھر خالد نے ان کی بیوی کو اپنے پاس رکھا، ان کے بھائی متمم بن نویرہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھا اور ان کے خون اور ان کے گھر والوں کو قید کرنے کے سلسلے میں اللہ کا حوالہ دیا تو ابوبکر نے قیدیوں کو واپس کر دیا۔ سیف بن عمر نے "کتاب الردۃ" اور "الفتوح" میں

ان کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، طبری نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ خالد بن ولید جب بطاح آئے تو اپنی فوجوں کو ہر طرف پھیلایا، فوج نے مالک ابن نویرہ اور ان کے چند لوگوں کو گرفتار کیا، گرفتار کرنے والوں میں اختلاف ہوا کہ انہوں نے اذان دی ہے یا نہیں۔ ابوقتادہ نے گواہی دی کہ انہوں نے اذان دی ہے اور انھوں نے نماز پڑھی ہے، خالد نے ان کو قید کر کے رکھا، پھر منادی کو آواز دینے کے لئے کہا کہ اپنے قیدیوں کو گرمی پہنچاؤ۔ یہ قتل کرنے کا کورڈ ورڈ تھا۔ چنانچہ ان سھوں کو قتل کیا گیا۔ (مالک بن نویرہ کے مرتد ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف ہے، سائد صبحی قطوم نے ایک تحقیقی کتاب ''اولئک مبرؤون'' کے نام سے لکھی ہے جس کا ترجمہ فدوی نے ''وہ بری ہیں'' کے نام سے کیا ہے، جس میں مصنف نے ان کے مرتد ہونے کے سلسلہ میں پختہ دلائل دیے ہیں اور خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے مسلمان ہوتے ہوئے قتل کرنے کے الزام سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھا جائے ۱۱۳ تا ۲۹۸)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ مالک کے بہت سے بہترین اشعار ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل اشعار ہیں، جو انہوں نے عتبہ بن حرث بن شہاب یربوعی کے مرثیہ میں کہے:

فَخَرَّتْ بَنُوْ أَسَدٍ بِمَقْتَلِ وَاحِدٍ صَدَقَتْ بَنُوْ أَسَدٍ عُتَيْبَةُ أَفْضَلُ

مَحَجُوْا لِمَقْتَلِهِ وَلَاتَوَفّىٰ بِهِ مُثَنّىٰ سُرَاتُهُمُ الَّذِيْنَ يُقْتَلُ

(صرف ایک فرد یعنی بہترین اور افضل شخص عتبہ کے قتل سے بنو اسد کا پورا قبیلہ منھ کے بل گر گیا، بنو اسد نے سچ کہا یعنی بنو اسد میں ان کی حیثیت اتنی بڑی تھی کہ ان کے انتقال پر پورا قبیلہ متاثر ہو گیا اور اس کا حق بھی تھا۔

ثنی، عتبہ کا وعدہ پورا کرنے کے لیے ان سرداروں سے جنگ نہیں کر رہے ہیں جو ان کے قتل پر ٹال مٹول کر رہے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۳۳۶-۳۳۷، الأعلام ۵/ ۲۶۷، أعلام تمیم ۱/ ۴۷۱-۴۷۲، الأغانی ۱۳/ ۳۳، ۱۵/ ۲۸۸-۳۰۰، الأمالی للقالی ۳/ ۱۸۵، البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۳۱۳، البصائر والذخائر ۳/ ۱۱۷، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/ ۸۲، خزانۃ الأدب ۲/ ۲۳-۲۷، دیوان الشعر العربی ۱/ ۱۸۱، سمط اللآلی ۳۲۷، الشعر والشعراء ۳۴۴، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۱۴۹، ۲۰۳، ۲۰۹، ۲۳۰، فوات الوفیات ۳/ ۲۳۳-۲۳۶، المؤتلف والمختلف للآمدی ۱۹۴، معجم الشعراء مرزبانی ۳۶۰، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۱۹-۴۲۰، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۳۶، معجم شعراء اللسان ۳۶۶، منح المدح ۲۹۷، وفیات الأعیان) آپ کا دیوان مطبعۃ الارشاد بغداد سے ۱۹۶۸ء کو شائع ہوا ہے جس پر ابتسام صفار نے تحقیقی کام کیا ہے۔

(۳۱۴)

مثنی ابن حارثہ ربعی شیبانی

مثنی بن حارثہ بن سلمہ بن ضمضمہ بن سعد بن مرہ بن ذہل بن سنان ربعی شیبانی۔

عمرو بن شیبہ نے نقل کیا ہے کہ مثنی بن حارثہ سوار پر پیدل ہی حملہ کرتے تھے۔ ان کے کارناموں

کی خبر حضرت ابوبکر کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا: یہ کون شخص ہے جس کے کارنامے اس کے نسب سے واقفیت سے پہلے ہم تک پہنچ رہے ہیں (حضرت ابوبکر انساب کے سب سے بڑے ماہر تھے) پھر وہ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول کے خلیفہ! مجھے میری قوم کے پاس بھیج دیجئے، کیوں کہ ان میں اسلام پھیلا ہے، میں ان کے ساتھ مل کر ایرانیوں سے جنگ کروں گا اور دشمنوں کو قتل کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے ان کو ارسال کیا، مثنی عراق آئے اور جنگ شروع کی، اہل سواد اور ایرانیوں پر حملہ کیا اور اپنے بھائی مسعود کو ابوبکر کے پاس کمک کی درخواست کے لئے بھیج دیا، حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو بطور کمک فوج دے کر روانہ کیا۔ یہیں سے عراق کی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔

سیف بن عمرو، طبری اور بلاذری وغیرہ نے فتوحات اسلامی کے واقعات میں ان کے بہت سے کارنامے اور واقعات نقل کئے ہیں۔

ثابت نے ''دلائل'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمران کو ''مؤمر نفسه'' کہا کرتے تھے۔

ابوعمر نے لکھا ہے کہ مثنی ابن حارثہ ۹ ہجری کو نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔

سراج نے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات جنگِ قادسیہ سے پہلے ۱۴ھ کو ہوئی، جب ان کی بیوی سلمی بنت جعفر سے بیوہ ہوئیں تو سعد بن ابووقاص نے ان سے شادی کی۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ مثنی مخضرم شاعر ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

سَـألُـوا الْبَـقِيَّةَ وَالـرِّمَـاحَ تَـنُـوْشُهُـمْ ‌ ‌ ‌ شَـرِقِـيُّ الْأَسِـنَّةِ وَالـنُّـحُـوْرُ مِنَ الـدَّمِ

فَتَـرَكْـتُ فِـيْ نَـقْـعِ الْعَجَـاجَةِ مِنْهُمْ ‌ ‌ ‌ جَــزًّا لِسَــاغِبَــهِ وَنَسْـرَ قَشْـعَـمِ

(انھوں نے بقیہ سے پوچھا، جب کہ نیزے ان کو نوچ رہے تھے، خون سے نیزے اور سینے چمک رہے تھے۔ چناں چہ میں نے ان میں سے بہت سوں کو شور وغل اور دھویں میں کٹا ہوا چھوڑ دیا اور قشعم کے گدھ کی غذا بنادیا)

مراجع: الاصابۃ ۳/۳۴۱۔۳۴۲، البدایۃ والنھایۃ ۳/۱۴۱۔۱۴۲، الضائع ۱۱۹، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۴۰، معجم الشعراء المخضرمین والأموبین ۴۲۶

(۳۱۵)

مجاعہ ابن مرارہ حنفی یمامی

مجاعہ بن مرارہ بن سلمی بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دول بن حنیفہ حنفی یمامی۔

مجاعہ بنو حنیفہ کے سرداروں میں سے تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی ملاقات

کیلئے مدینہ آئے۔

ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے جاگیر طلب کی تو آپ نے ان کو جاگیر عطا کی۔ وہ بلیغ اور حکیم تھے۔ مجاعہ جنگ یمامہ میں قید کئے گئے تو ساریہ بن عمرو حنفی نے خالد بن ولید سے کہا: اگر یمامہ والوں سے تمہیں کوئی ضرورت ہے تو ان کو زندہ رکھو۔ چنانچہ خالد نے ان کو ابو بکر صدیق کے پاس روانہ کیا۔ اس سلسلے میں بنوحنیفہ کا ایک شاعر کہتا ہے:

وَمُجَاعُ الْيَمَامَةِ قَدْ أَتَانَا يُخْبِرُنَا لِمَا قَالَ الرَّسُوْلُ
فَأَعْطَيْنَا الْمَقَادَةَ وَاسْتَقَمْنَا وَكَانَ الْمَرْءُ يَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ

(قبیلہ یمامہ سے تعلق رکھنے والے مجاعہ نامی آدمی ہمارے پاس رسولؐ کی باتوں کو پہنچاتے ہوئے آئے۔
چناں چہ ہم اس کے تابع بن گئے، اور راہِ استقامت پر آ گئے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی ان کی باتیں سن رہا تھا)

اس سلسلے میں مجاعہ نے خود اپنے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَرىٰ خَالِدًا يَقْتُلُنَا الْيَوْ مَ بِذَنْبِ الْأُصَغَرِ الْكَذَّابِ
لَمْ نَدَعْ مِلَّةَ النَّبِيِّ وَلَا نَحْـ نُ رَجَعْنَا فِيْهَا عَلَى الْأَعْقَابِ

(کیا تم خالد کو دیکھ رہے ہو کہ وہ ہم کو ذلیل اور جھوٹے شخص کے گناہ کے بدلے قتل کر رہے ہیں۔
ہم نے نبی کی ملت کو نہیں چھوڑا ہے اور نہ ہم دین کو چھوڑ کر پیچھے ہٹے ہیں)

زبیر نے نقل کیا ہے کہ خالد نے مجاعہ کی ایک دختر کے ساتھ اس وقت شادی کی۔

مرزبانی نے بیان کیا ہے کہ مجاعہ معاویہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ انھوں نے مجاعہ کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

تَعَذَّرْتَ لِمَا لَمْ تَجِدْ لَکَ عِلَّةً مَعَاوِيَ إِنَّ الْإِعْتِذَارَ مِنَ الْبُخْلِ
وَلَاسِيَّمَا إِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ عُسْرَةٍ وَلَا بُغْضَةٍ كَانَتْ عَلَيَّ وَلَا ذَحْلِ

(معاویہ! کسی عذر کے بغیر تم نے معذرت کی، معذرت بخل اور کنجوسی کا ایک طریقہ ہے۔
خصوصاً اس وقت جب مالدار کی طرف سے معذرت کی جائے، نہ آپ کی مجھ سے کوئی دشمنی ہے اور نہ کوئی انتقام باقی ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۳۴۲۔۳۴۳، الاستیعاب ۳/۳۸۴، اسد الغابۃ ۵/ ۶۱۔۶۲، بہجۃ المجالس ۱/۳۳۲، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۴۰، منح المدح ۳۱۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۲۶۔۴۲۷) دیوان بنو بکر میں ان کے اشعار صفحہ ۳۵۰ پر ہے۔

(۳۱۶)

مجیفہ ابن نعمان عتکی ازدی

مجیفہ قبیلہ ازد کے شاعر تھے، رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو اس قبیلے کا ذمہ دار

بنایا تھا، جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور عرب مرتد ہونے لگے تو عمرو بن عاص کو اندیشہ ہوا کہ قبیلہ ازد کے لوگ بھی مرتد ہو جائیں گے، چنانچہ انہوں نے مدینہ واپس ہونے کی ان لوگوں سے اجازت مانگی تو مجیفہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا عَمْرُو إِنْ كَانَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٌ قَدْ ... أَتَى بِهِ الْأَمْرُ الَّذِيْ لَا يُدْفَعُ
فَقُلُوْبُنَا تَرْحِيْ وَمَاءُ دُمُوْعِنَا ... جَارٍ وَأَعْنَاقُ الْبَرِيَّةِ خُضَّعُ
يَا عَمْرُو إِنَّ حَيَاتَهُ كَوَفَاتِهِ ... فِيْنَا وَنَنْظُرُ مَا يَقُوْلُ وَنَسْمَعُ
فَأَقِمْ فَإِنَّكَ لَاتَخَافُ رُجُوْعَنَا ... يَا عَمْرُو ذَاكَ هُوَ الْأَعَزُّ الْأَمْنَعُ

(اے عمرو! اگر اللہ کے نبی محمد پر وہ چیز طاری ہو چکی ہے جو لوٹائی نہیں جا سکتی یعنی آپ وفات پا گئے ہیں۔
تو ہمارے دل چکی کی طرح تیزی کے ساتھ دھڑک رہے ہیں اور ہمارے آنسو مسلسل جاری ہیں اور تمام انسانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔
عمرو! آپ کی زندگی آپ کی وفات کی طرح ہی ہے، وہ اب بھی ہم میں موجود ہیں اور ہم آپ کی چیزیں دیکھ رہے ہیں اور آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔
چناں چہ تم ہمارے ساتھ ہی رہو، ہمارے مرتد ہونے کا خوف اور اندیشہ نہ کرو، عمرو! وہ ناقابلِ شکست اور بہادر ہے)

وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ابن اسحاق کے حوالے سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۳۲۵، ۳/۴۶۳، الأعلام ۵/۲۸۰، معجم الشعراء عفیف ۲۴۰، ۲۴۲، معجم الشعراء المخضر مین والأموئیین ۴۲۷، منح المدح ۳۱۱-۳۱۴)

(۳۱۷)

محیصہ

کعب ابن اشرف کے قتل کے واقعہ میں واقدی نے محیصہ کا بھی تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابن سُنَینہ قبیلہ بنو حارثہ کا یہودی تھا، اور وہ حویصہ بن مسعود کا حلیف تھا، جس نے بعد میں اسلام قبول کیا، محیصہ نے ابن سنینہ پر حملہ کر کے قتل کر دیا تو حویصہ نے محیصہ کو مارنا شروع کیا، وہ اس سے عمر رسیدہ تھے اور کہنے لگے: اللہ کے دشمن! کیا تم نے اس کو قتل کیا؟ اللہ کی قسم! تمہارے پیٹ کی چربی بھی اسی کے مال سے بنی ہے، محیصہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ ذات جس نے مجھے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اگر وہ مجھے تمہیں قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں تم کو بھی قتل کر دیتا۔ انھوں نے کہا: اگر محمد تم کو میرا قتل کرنے کا حکم دیتے تو تم میرا

بھی قتل کر دیتے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ حویصہ نے کہا: اللہ کی قسم! تمھارا دین اس حد تک پہنچا ہو تو یہ بڑا عجیب دین ہے۔ پھر حویصہ نے اسلام قبول کیا، اس پر محیصہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ... لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ
حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ ... مَتَى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ
وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ... وَلَوْ أَنَّ لِي مَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَأْرِبِ

(میرا بھائی میری اس بات پر میری ملامت کر رہا ہے کہ اگر مجھے اس کے قتل کا حکم دیا جاتا تو میں تیز تلوار سے اس کے کان کی پچھلی دو ہڈیوں کو کاٹ دیتا یعنی گردن اڑا دیتا۔

وہ تلوار فیصلہ کن کاٹنے والی ہے کہ اس کا رنگ نمک کی طرح سفید ہے، جس کو میں نے پوری طرح صیقل کیا ہے، جب میں اس کو اپنے قبضہ میں لیتا ہوں تو وہ وار خطا نہیں کرتی۔

اور مجھے اس بات کی خوشی نہیں ہے کہ تم کو مطیع و فرماں بردار ہو کر قتل کروں، چاہے اس کے بدلے مجھے بصری اور مارب کے درمیان کی حکومت دی جائے)

مراجع: واقدی ۱/۱۹۱۔۱۹۲

(۳۱۸)

محمد ابن اسلم ابن بحرہ انصاری خزرجی

مرزبانی نے لکھا ہے کہ محمد بن اسلم انصاری نے ''حرہ کی جنگ'' کے موقع پر یہ اشعار کہے:

وَإِنْ تَقْتُلُونَا يَوْمَ حَرَّةَ وَاقِمٍ ... فَنَحْنُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَوَّلُ مَنْ قَتَلْ
وَنَحْنُ تَرَكْنَاكُمْ بِبَدْرٍ أَذِلَّةً ... وَأُبْنَا بِأَسْلَابٍ لَنَا مِنْكُمْ بَتَلْ

(اگر تم ''حرہ کی جنگ'' میں ہمارے خلاف جنگ کرو گے تو ہم اسلام میں سب سے پہلے قتل کرنے والے ہیں۔

ہم نے تم کو بدر میں ذلیل و خوار بنا کر چھوڑ دیا اور ہم مالِ غنیمت لے کر واپس ہوئے جب کہ تم میں سے بہت سے لوگ قتل کیے ہوئے تھے)

صفدی نے مندرجہ ذیل شعر کا اضافہ کیا ہے:

فَإِنْ يَنْجُ مِنْهَا عَائِذُ الْبَيْتِ سَالِمًا ... فَمَا لَنَا مِنْكُمْ وَإِنْ شَفَّنَا جَلَلْ

(اگر اس جنگ سے بیت اللہ کی پناہ لینے والا صحیح سالم بچ کر نکل گیا تو ہم نے تم کو جتنا نقصان پہنچایا ہے وہ بہت ہے، ہم کو اس سے بڑی تسلی ملی ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۳۵۱، الوافی بالوفیات ۲/۲۰۴، الضائع ۱۲۰، معجم الشعراء عفیف ۲۴۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۳۳

(۳۱۹)

مخارق ابن شہاب ابن قیس تمیمی

مخارق کا تعلق بنوجندب بن عنبر بن تمیم سے ہے۔

مرزبانی نے دعبل ابن علی سے نقل کیا ہے کہ وہ اسلامی شاعر ہیں اور ان کے والد بھی شاعر ہیں۔

بنوبکر بن وائل زمانہ جاہلیت میں بنوضبہ پر حملہ کر کے ان کی اونٹیوں کو لے گئے تو انہوں نے مخارق بن شہاب کو مدد کے لئے پکارا، انہوں نے اپنی قوم کی دہائی پر لبیک کہا، ان کے ساتھ بنوعدی بن جندب بن عنبر بن تمیم کے ایک شخص وردان بھی تھے۔ انہوں نے بنوبکر بن وائل کے ساتھ لڑائی کی اور اونٹ واپس لیے، اسی سلسلے میں مخارق کہتے ہیں:

حَمَیْتُ خُزَاعِیًّا وَ أَفْنَاهُ بَارِقٌ   وَوِرْدَانُ یَحْمِیُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ جُنْدُبِ

سَتَعْرِفُهَا وِلْدَانُ ضَبَّةَ کُلُّهَا   بِأَعْیَانِهَا مَرْدُوْدَةٌ لَمْ تَغَیَّبِ

(میں نے قبیلہ خزاعہ کی حفاظت کی جب کہ بنوبکر کے حملوں نے اس کو برباد کردیا اور وردان، عدی ابن حاتم کی حفاظت کر رہے تھے۔ قبیلہ ضبہ کی بعد والی پوری نسل اس کو جان لے گی، اور اس بات کو بھی جان لے گی کہ اس قبیلے کے سردار شکست کھا گئے تھے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۵۵

(۳۲۰)

مذعور ابن عدی عجلی

مذعور ملکِ شام میں جنگ یرموک اور عراق کی فتوحات میں شریک ہوئے۔

سیف بن عمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جب خالد بن ولید یمامہ سے نکلے تو مثنی بن حارثہ، مذعور بن عدی عجلی، حرملہ بن مریط حنظلی اور سلمی بن قیس حنظلی کو آگے بھیجا۔ مثنیٰ اور مذعور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے اور آپ کی صحبت میں چند دن رہے تھے۔ حرملہ اور سلمی مہاجرین میں سے ہیں، وہ سب حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

سیف نے نقل کیا ہے کہ جب مثنی بن حارثہ اور مذعور حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ایرانیوں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ ہماری قوم میں سے جو بھی ہمارے ساتھ آ کر ملیں

گے ہم ان کی قیادت کریں گے، تو حضرت ابوبکر نے ان کو جنگ کی اجازت دی، مذعور نے بکر بن وائل اور ضبیعہ وغیرہ قبائل کے چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر جمع کیا اور جفان اور فارق پر قبضہ کیا۔ اسی سلسلے میں مذعور کہتے ہیں:

غَلَبْنَا عَلىٰ جفَانِ مَيدَا وَسَحِيَّةَ ۔۔۔ إلَى النَّخلَاتِ السُّحقِ فَوقَ النَّمَارِقِ
وَإنَّا لَنَرجُوأَنْ تَجُولَ خُيُولُنَا ۔۔۔ بِشَاطِي الْفُرَاتِ بِالسُّيُوفِ الْبَوَارِقِ

(ہم طاقت ور قبیلوں میدا اور سحیہ پر غالب آگئے، اور ہم نے نمارق کے اوپری علاقے کے وسیع نخلستانوں تک قبضہ کرلیا۔
اور ہمیں امید ہے کہ ہمارے گھوڑے تیز کاٹنے والی تلواروں کو لے کر نہر فرات کے کناروں تک چلے جائیں گے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۳۷۶

(۳۲۱)

مرار ابن سلامہ عجلی

ابو بشر آمدی نے لکھا ہے کہ مرار مخضرم شاعر ہیں۔
مرزبانی نے بھی معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے، لیکن یہ نہیں کہا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا، بلکہ یوم ذی قار کے سلسلے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں:

أَسِرْنَا مِنْهُمْ تِسْعِيْنَ كَهْلاً ۔۔۔ نَقُوْدُهُمْ عَلىٰ وَضَحِ الطَّرِيْقِ
وَجَالُوْا كَالْبِغَالِ فَأَسْلَمُوْنَا ۔۔۔ إلىٰ خَيْلٍ مُسَوَّمَةٍ وَنُوْقِ

(ہم نے ان میں سے نوے (۹۰) تجربہ کار لوگوں کو گرفتار کیا اور ان کو شاہراہ پر کھینچتے ہوئے لانے لگے۔
اور وہ خچروں کی طرح چلے اور انہوں نے عمدہ گھوڑے اور اونٹ ہمارے حوالے کیے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۴۶۵، الأعلام ۷/۲۰۰، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۳/۴۳۹، ۵/۲۶۵، خزانۃ الأدب ۳/۴۳۹، ۵/۲۵۶، المؤتلف والمختلف للآمدی ۱۷۶، معجم الشعراء مرزبانی ۴۰۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۴۲، معجم الشعراء عفیف ۲۴۵

(۳۲۲)

مرہ ابن صابر یشکری

وثیمہ نے مرہ ابن صابر یشکری کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے والد بنو یشکر کے سردار تھے، جب ان کی قوم فتنۂ ارتداد میں مرتد ہوگئی تو وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انہوں نے مسیلمہ کذاب کے سامنے طویل خطاب کیا، جس میں اس کے نبوت کے دعوی کا انکار کیا۔ اسی طرح

انہوں نے یمامہ والوں میں بلیغ اور پر جوش خطاب کیا۔لیکن ان کی قوم نے بات نہیں مانی، پھر انہوں نے اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ دیا اور خالد بن ولید کو اشعار لکھ کر بھیجے،ان میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

يَـا ابْـنَ الْـوَلِيْـدِ بْـنِ الْـمُـغِيْـرَةِ إِنَّـنِـيْ　　أَبْـرَأُ إِلَيْـکَ مِـنَ الْـجُـحُـوْدِ الْـکَـافِـرِ

أَعْـنِـي مُسَيْـلَـمَةَ الْـکَـذُوْبِ فَـإِنَّـهُ　　وَالـلّٰـهِ أَشْـأَمُ صُـحْبَتِـهِ مِـنْ نَـاشِـرِ

(اے خالد ابن ولید ابن مغیرہ! میں نافرمان کافر سے تمہارے پاس اپنی براءت کرتا ہوں۔
میری مراد مسیلمہ کذاب سے ہے، اللہ کی قسم! وہ اپنے ساتھیوں میں سب سے بڑا منحوس ہے، جو نحوست پھیلا رہا ہے)

پھر وہ حضرت خالد کے ساتھ آکر ملے، اور انھوں نے مرتدین کے خلاف جنگوں میں شرکت کی۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۴۶۶

(۳۲۳)

مرہ ابن رافع فزاری

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مرہ مخضرم شاعر ہیں، وہ مشہور شاعر سالم بن دارہ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ بنو بدر کی ایک عورت کے سلسلے میں ان کے اشعار ملتے ہیں جو ان کی بیوی تھی اور انہوں نے اس کو طلاق دیا تھا، اسی عورت کی وجہ سے ان کے درمیان اور سالم کے درمیان دشمنی ہوئی تھی۔　　**مراجع:** الاصابۃ ۳/۴۶۶

(۳۲۴)

مزرد ابن ضرار غطفانی ثعلبی

مزرد بن ضرار بن سنان بن عمر بن بحاش بن بجالہ غطفانی ثعلبی۔

ان کا نام یزید ہے اور مزرد ان کا لقب ہے، مندرجہ ذیل شعر کی وجہ سے ان کا لقب مزرد پڑا:

فَـقُـلْـتُ تَـزَرَّدْهَـا عُبَيْـدُ فَـإِنَّـنِـيْ　　لِـزَرْدِ الشُّيُـوْخِ فِـي الشَّبَـابِ مُـزَرِّدُ

(میں نے اس سے کہا: اس کا گلا گھونٹ دو، کیوں کہ میں نوجوانی میں بوڑھوں کا گلا گھونٹنے کا ماہر ہوں)

مزرد، مشہور شاعر شماخ کے بھائی ہیں۔

ابوعمر نے لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اشعار سنائے، جن

میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ أَرَ مِثْلَهُمْ　　أَحَنَّ عَلَى الْأَدْنَى وَأَقْرَبَ لِلْفَضْلِ

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ أَنَّا كَأَنَّنَا　　أَفَأْنَا بِأَنْمَارِ ثَعَالِبَ ذِيْ غَسْلِ

(اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کی طرح کسی چھوٹے پر حد سے زیادہ مہربان نہیں دیکھا، اور ان سے بڑھ کر سخاوت کے لیے تیار کسی کو نہیں دیا۔

اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم گناہوں سے پاک قبیلۂ انمار ثعالب سے آئے ہیں)

عسکری نے ''باب من أدرك النبی ﷺ من الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابوضرار ہے اور ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔

مزرد شماخ کے بڑے بھائی ہیں، ان کے بہت سے مشہور اشعار ہیں، وہ ہجوگو شاعر تھے، انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جو بھی مہمان ان کے پاس آئے گا، وہ اس کی ہجو کریں گے، پھر ان کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

مندرجہ ذیل اشعار اور قصیدہ ان ہی کا ہے، قصیدے کا مطلع ہے:

صحا القلب عن سلمى وقال العواذل

اسی قصیدے میں وہ کہتے ہیں:

وَقَدْ عَلِمُوْا فِيْ سَالِفِ الدَّهْرِ أَنَّنِيْ　　مَعِيْنٌ إِذَا جَدَّ الْخَوَاءُ وَنَائِلُ

زَعَمْتُمْ لِمَنْ فَارَقْتَهُ بَأَوَابِدَ　　يُعَانُ بِهِ السَّارِيْ وَتُحْدَى الرَّوَاحِلُ

(وہ اس بات سے واقف ہیں کہ میں ماضی میں اس وقت بھی سخاوت کرتا تھا اور دوسروں کی مدد کرتا تھا جب سخت ترین قحط سالی ہوتی تھی۔

جس کو تم نے صحراء میں چھوڑ دیا ہے، اس کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ اس کے ذریعے مسافر کی مدد کی جاتی ہے اور قافلوں کی حدی خوانی کی جاتی ہے)

ابن سکیت نے مزرد کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

تنزلت من شتم الرجال بتوبة　　إلى الله مني لا ينادى وليدها

(میں نے لوگوں کو گالی دینا چھوڑ دیا اور اللہ کے حضور ایسی توبہ کی جس طرح کی توبہ رد نہیں کی جاتی)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۳۸۵، الأعلام ۷/ ۲۱۰-۲۱۱، الأغانی ۲/ ۱۵۸، ۹/ ۱۸۵، ۱۸۸، ألقاب الشعراء ۳۰۸ تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۱/ ۱۷۰، تاریخ الأدب العربی نالینو ۱۱۱، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/ ۹۵، خزانۃ الأدب للبغدادی ۳/ ۱۱۷، دیوان الأدب ۲/ ۱۲، ۳۷۰-۳۷۳، دیوان الشعر العربی ۱/ ۳۶۶، سمط اللآلی ۱/ ۸۳، الشعر والشعراء ۳۲۱-۳۲۹، طبقات فحول الشعراء لابن سلام الجمحی ۱۰۵، معجم الشعراء مرزبانی ۴۹۶، منح المدح ۳۱۰، ۳۳۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۴۹-۴۵۰

(۳۲۵)

مسافع ابن عیاض قرشی تیمی

مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی۔

زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ وہ شاعر تھے، انہوں نے حضرت حسان کی ہجو میں اشعار کہے ہیں، اس کے جواب میں حسان نے ان کی ہجو کی ہے، من جملہ ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

يَــا آلَ تَيْــمٍ أَلَاتَــنْـهَـوْنَ جَـاهِـلَـكُـمْ   قَبْــلَ الْـقِـذَافِ بِـصُـمٍّ كَـالْـجَلَامِـيْـدِ

(اے قبیلہ تیم والو! تم اپنے جاہل شخص کو چٹانوں کے مانند مضبوط فرد سے ٹکرانے سے پہلے نہیں روکو گے؟)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ مسافع مشہور شاعر ہیں، مسافع نے اپنے اشعار میں حسان کی ہجو کی تو انھوں نے جواب میں چند اشعار کہے، پہلا شعر نقل کرنے کے بعد مرزبانی نے مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

وَلٰكِنْ سَــأَصْرِفُهَــا عَــنْكُمْ وَأَعْدِلُهَــا   لِطَلْـحَةِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰــهِ ذِي الْـجُوْدِ

(لیکن یہ مصیبت تم سے ہٹاؤں گا اور اس کے بدلے سخی و فیاض طلحہ ابن عبید اللہ کی سخاوت سے لطف اندوز کروں گا)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۳۸۶۔۳۸۷، أسد الغابۃ ۴/ ۳۵۳، الأعلام ۷/ ۲۱۳، الأغانی ۷/ ۶۲۔۶۴، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۵۱

(۳۲۶)

مسافع ابن عقبہ غطفانی

مسافع بن عقبہ بن شریح بن یربوع غطفانی۔

شریح کا لقب ''دارۃ القمر'' تھا، کیوں کہ وہ بہت ہی زیادہ خوبصورت تھے۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ مسافع مخضرم شاعر ہیں، وہ مشہور شاعر سالم بن دارہ کے والد ہیں، جب عثمان نے سالم کو بنو فزارہ کی ہجو کے جرم میں قید کیا اور قید میں ہی سالم کا انتقال ہوا تو مسافع نے یہ شعر کہا:

جَــزَانِــيَ الــلّٰــهُ مِنْ عُثْمَــانَ أَنِّــيْ   إِذَا أَدْعُــوْ عَــلــىٰ خَــصْــمٍ جَــزَانِــيْ

(عثمان کی طرف سے اللہ مجھے اس بات کا بہترین بدلہ دے کہ جب میں ان کو اپنے دشمن کے خلاف بلاتا ہوں تو وہ مجھے بہترین بدلہ دیتے ہیں یعنی لبیک کہتے ہیں اور میری مدد کے لیے دوڑے آتے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۶۷

(۳۲۷)

مسروق ابن حجر ابن سعید کندی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں اور ان کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

أَلَامَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی شُعَیْبًا   أَکُلَّ الدَّهْرِ عَزَّکُمْ جَدِیْدُ

(سن لو! میری طرف سے شعیب کو کون پیغام پہنچائے گا کہ کیا عمر بھر تم پر ہر نئی چیز گراں ہوگی)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۳۶۹، معجم الشعراء مرزبانی ۴۷۰، معجم الشعراء المخضر مین والا موییّن ۴۵۳، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۲۵۰

(۳۲۸)

مسروق ابن ذوالحرث ہمدانی ثم ارجبی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں مسروق ابن ذوالحرث کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جب ابن ذو المعشار ہمدانی کو (جو اپنے علاقے کے بادشاہ تھے) یہ خبر ملی کہ ان کی قوم مرتد ہونے کا ارادہ رکھتی ہے تو انہوں نے اپنی قوم میں خطاب کیا اور اسلام پر جمے رہنے کی ترغیب دی، اس وقت مسروق بن ذو الحرث ہمدانی کھڑے ہوگئے اور کہا: بادشاہ سلامت! آپ کی قوم میں سے آپ کے بارے میں قریش کو خبر میرا جیسا ہی آدمی پہنچا سکتا ہے، چنانچہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے پاس ارسال کیجئے۔ انہوں نے مسروق کو بھیجا، مدینہ جا کر انھوں نے حضرت ابوبکر سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! میرے پیچھے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی خاطر اسلام قبول کیا ہے، لوگوں کے لئے نہیں، انھوں نے طویل تقریر کی اور حضرت ابوبکر کو اشعار سنائے، جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

کُلُّ أَمْرٍ وَإِنْ تَعَاظَمَ مِنِّیَ الصَّبْـ   ـرُ عَلَیْهِ سِوَی النَّبِیِّ دَقِیْقُ

أَیُّهَا الْقَائِمُ الْمُعَصَّبُ بِالْأَمْرِ   لَأَنْتَ الْمُصَدَّقُ الصِّدِّیْقُ

إِنَّ ذَا الْأَمْرِ فِیْکُمْ فَخُذُوْهُ   ثُمَّ قُوْدُوْا إِلَی النَّجَاةِ وَسُوْقُوْا

(ہر معاملہ گرچہ اس کے لیے مجھے حد سے زیادہ صبر کرنا پڑا ہو، وہ بہت ہلکا ہے، سوائے نبی کریم ﷺ کی جدائی کے۔ اے خلافت کا بار اٹھانے والے! آپ تصدیق کرنے والے اور سچے ہیں۔

اپنے میں سے معاملہ فہم شخص کو تھامو، پھر نجات کی طرف بڑھو اور اس کی طرف چلو)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۶۹، شعر ہمدان ۳۷۷، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۴۵۴، معجم الشعراء عفیف ۲۵۰

(۳۲۹)

مسعود ابن معتب تجیبی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مسعود ابن معتب مخضرم شاعر ہیں، مرزبانی نے ان کا مندرجہ ذیل شعر بھی نقل کیا ہے:

وَهُمُ الْمَوْتُ لَا يُغَادِرُوْنَ حَيًّا حَيْثُ كَانُوْا هُنَاكَ إِلَّا أَبِيْرُوْا

(وہ موت ہیں، وہ جہاں بھی جاتے ہیں وہاں کسی زندہ کو نہیں چھوڑتے، بلکہ ان کو ہلاک اور برباد کر دیتے ہیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۷۰، الأغانی ۲۲/ ۶۸، ۷۲، ۷۳، ۷۸، البدایۃ والنھایۃ ۲/ ۱۵۸، معجم الشعراء المخضر مین والأ مویین ۴۵۵، معجم الشعراء مرزبانی ۳۷۶، معجم الشعراء عفیف ۲۵۰.

(۳۳۰)

مسلم ابن عیاض محاربی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کو "ابن الراسبیۃ" کہا جاتا تھا، ان کے والد نے جنگِ قادسیہ میں شرکت کی، مندرجہ ذیل شعر ان کے والد کا ہے:

وَزَوَّجْتُهَا مِنْ جُنْدِ سَعْدٍ فَأَصْبَحَتْ يُطِيْفُ بِهَا وِلْدَانُ بِكْرِ بْنِ وَالِدِ

(اور میں نے اس کے ساتھ سعد کے لشکر میں شادی کی، آج اس کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ بکر ابن والد کی اولاد اس کے آس پاس گھوم رہی ہیں، یعنی اس کی لاتعداد اولاد ہوگئی ہیں)

یہاں سعد سے مراد سعد بن ابو وقاص ہیں۔

مسلم اپنے والد کی طرح شاعر تھے، انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

بَنِيْ عَمِّنَا لَا تَظْلِمُوْا فَإِنَّنَا إِذَا مَا ظُلِمْنَا لَا نُقِرُّ الْمَظَالِمَا

فَإِنْ تَدْعُوْا فِيْمَا مَضٰى أَوْ تَبْخَلُوْا مَكَارِمَنَا نَخْلِفْ سِوَاهَا مَكَارِمَا

وَفَدْنَا فَبَايَعْنَا الرَّسُوْلَ عَلَيْكُمْ وَسَنَّنَا الْأُمُوْرَ احْتَمَلْنَا الْعِظَامَا

(میرے چچازاد بھائیو! تم ظلم نہ کرو، جب ہم پر ظلم کیا جاتا ہے تو ہم ظلم کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔

اگر تم ماضی کی باتوں کو یاد کرو، یا ہمارے کارناموں کے تذکرے میں بخل کرو تو کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ بعد میں ان کے علاوہ دوسرے کارناموں کو ہم نے انجام دیا ہے۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے تمھارے خلاف اللہ کے رسول کے ہاتھوں پر بیعت کی اور ہم نے عظیم کارناموں کو انجام دیا اور اس کے لیے تکلیفوں کو برداشت کیا)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۲۹۷، الضائع ۱۲۳، معجم الشعراء المخضر مین والاموبین ۴۵۷، معجم الشعراء عفیف ۲۰۸، ۲۵۱

(۳۳۱)

مسلمہ ابن ہاران حمدانی

رشاطی نے لکھا ہے کہ مسلمہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنے اشعار میں آپ ﷺ کی تعریف کی:

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَىٰ مِنىً ... طَوَالِعَ مِنْ بَيْنَ الْقَصِيمَةِ بِالرَّكْبِ

بِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ فِينَا مُحَمَّدًا ... لَهُ الرَّأْسُ وَالْقَامُوسُ مِنْ سَلْفَىٰ كَعْبِ

أَتَانَا بِبُرْهَانٍ مِنَ اللّٰهِ قَابِسٍ ... أَضَاءَ بِهِ الرَّحْمَانُ مِنْ ظُلْمَةِ الْكَرْبِ

أَعَزَّ بِهِ الْأَنْصَارَ لَمَّا تَقَارَنَتْ ... صُدُورُ الْعَوَالِيْ فِي الْحَنَارِسِ وَالضَّرْبِ

(میں نے منیٰ کی طرف تیز رفتاری کے ساتھ چلنے والی اونٹنیوں کے رب کی قسم کھائی، جو قصیمہ سے قافلہ لے کر نمودار ہو رہی ہیں۔

قسم کھائی کہ اللہ کے رسول محمد ہم میں ہیں، ان ہی کے لیے سرداری ہے اور ان ہی کو قبیلہ کعب کے اسلاف کی سخاوت ملی ہے جو سمندر کی طرح بہتی ہے۔

وہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے روشن دلیل لے کر آئے، جس کے ذریعے رحمان نے تاریک رات جیسی مصیبتوں کو دور کیا۔

جب لمبے نیزوں کے پھل بہادروں کے سینوں میں گڑھ گئے اور تلواروں کے وار شروع ہو گئے تو اللہ نے آپ کے ذریعے انصار کو معزز اور ناقابلِ شکست بنا دیا)

مرزبانی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۳۹۹

(۳۳۲)

مسہر ابن نعمان (مقاس عائذی)

مسہر بن نعمان بن عمرو بن ربیع بن تمیم بن حرث بن مالک بن عبید بن خزیمہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن عابدہ قرشی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں مسہر ابن نعمان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مسہر مخضرم شاعر ہیں، اوران کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

لِكُلِّ أُنَاسٍ سُلَّمٌ يَرْتَقِي بِهِ ۔۔۔ وَلَيْسَ إِلَيْنَا فِي السَّلَالِمِ مَطْلَعُ
وَيَنْفِرُ مِنَّا كُلُّ وَحْشٍ وَيَنْتَمِي ۔۔۔ إِلَى وَحْشِنَا وَحْشِيُّ الْبِلَادِ فَيَرْتَعُ

(ہر قبیلے کے پاس ایک سیڑھی رہتی ہے جس سے وہ بلندیوں پر چڑھتا ہے اور ہمارے پاس ایسی سیڑھیاں ہیں جن کا کوئی نقطہ آغاز نہیں ہے۔

ہر جنگلی درندہ ہم سے دور بھاگتا ہے، اور اپنے علاقے کا سب سے بڑا جنگلی درندہ ہمارے جنگلی درندے کے ساتھ مل کر چرتا ہے)

ان کو مقاس عائذی بھی کہا جاتا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۷۷، الاعلام ۷/ ۲۲۵، الاصمعیات ۱۳، الحیوان ۷/ ۱۴۸، خزانۃ الادب للبغدادی ۳/ ۸۱، سمط اللآلی ۱/ ۳۱۲، شرح المفضلیات ۶۰۸۔ ۶۱۱، المؤتلف والمختلف للآمدی ۹۷، معجم الشعراء مرزبانی ۴۰۴، معجم الشعراء عفیف ۲۵۹، معجم الشعراء المخضرمین والاموین ۴۷۱۔ ۴۷۲، معجم شعراء اللسان ۴۰۴

(۳۳۳)

معاذ ابن یزد ابن صعق عامری

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے بااثر شخص تھے، جب ان کی قوم نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم کو جمع کر کے انھوں نے خطاب کیا اور بڑی دیر تک گفتگو کی، ان کو اسلام میں دوبارہ داخل ہونے کی ترغیب دی اور ارتداد کی شناعت بیان کی، انہوں نے کہا: ہوازن والو! تم نے اسلام میں پانچ مرتبہ غلطی کی، اللہ کا واسطہ دے کر میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ، جہاں سے نکلے ہو یعنی دوبارہ اسلام لے آؤ، یا بدر کے مقتولین کی طرح تمہاری بھی

شامت آئے گی۔ قبیلے والوں نے ان کی بات نہیں مانی، انہوں نے اپنے اہل وعیال اور اپنی بات ماننے والوں کو لے کر سفر کیا، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

بَنِیْ عَامِرٍ أَیْنَ أَیْنَ الْفِرَارُ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَایُغْلَبُ
مَنَعْتُمْ فَرَائِضَ أَمْوَالِکُمْ وَتَرْکُ صَلَاتِکُمْ أَعْجَبُ
وَکَذَّبْتُمُ الْحَقَّ فِیْمَا أَتیٰ وَإِنَّ الْمُکَذِّبَ لَلْأَکْذَبُ

(بنو عامر! کہاں فرار کی جگہ ہے؟ اللہ سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔
تم نے اپنے مال کا حق یعنی زکوۃ دینے سے انکار کیا اور تمھارا نماز چھوڑنا تو سب سے بڑی تعجب خیز بات ہے۔
تم نے محمد کے لائے ہوئے حق کو جھٹلایا، جھٹلانے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۴۷۲-۴۷۳

(۳۳۴)

معاویہ ابن ابوربیع جرمی

محمد بن معلیٰ ازدی نے "کتاب الترخیص" میں لکھا ہے کہ ایک کنویں کے سلسلے میں بنوجرم اور بنو جعدہ کا آپس میں جھگڑا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے بنو جرم کے حق میں فیصلہ دیا، اس پر ان کے ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جن کا نام معاویہ بن ابوربیعہ تھا:

وَإِنِّیْ أَخُوْ جَرْمٍ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَالنَّبِیِّ الْمَجَامِعُ
فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَقْنَعُوْا بِقَضَائِهِ فَإِنِّیْ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ لَقَانِعُ

(میں قبیلہ جرم کا ایک فرد ہوں، جیسا کہ تم جانتے ہی ہو، جب نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلے جمع ہو گئے۔
اگر تم لوگ حضور کے فیصلے پر راضی نہیں ہو تو میں نبی کے فیصلے پر مطمئن ہوں)

مراجع: الاصابہ ۳/۴۱۳

(۳۳۵)

معاویہ ابن جعفر نخعی

معاویہ بن جعفر بن قرط بن عبد یغوث بن کعب نخعی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں اور معاویہ کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

لَنَحْنُ تَرَكْنَا فِيْ مَجَرِّ جِيَادِنَا   سِنَانَا وَأَعْيَانَا عَلَيْهِ مَدَامِعُ

(ہم نے اپنے گھوڑوں کی رَو میں بہادروں اور سرداروں کو قتل کر کے چھوڑ دیا، جس میں خون کی نہریں ہیں)

ایک قول یہ ہے کہ یہ ابن دارہ کے نام سے مشہور تھے۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۷۳، الضائع ۱۲۳، معجم الشعراء عفیف ۲۵۴، معجم الشعراء المخضر مین والاً مویین ۴۶۳

(۳۳۶)

معبد خزاعی

ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کے بعد ابو سفیان کو مدینہ واپس ہو کر حملہ کرنے سے انہوں نے روکا، اس واقعہ کو ابن اسحاق نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ حمراء الأسد پہنچے تو معبد خزاعی کا گزر وہاں سے ہوا، اس وقت ابو سفیان اپنے لشکر کے ساتھ احد سے واپس ہو چکا تھا اور روحاء پہنچ گیا تھا، جب وہ مقام روحاء پہنچے تو ان کو مسلمانوں کا خاتمہ کیے بغیر واپس آنے پر افسوس ہوا، انہوں نے کہا: ہم نے ان کے قائدین اور سرداروں کو تقریباً پا لیا تھا، پھر ہم ان کی بیخ کنی کرنے سے پہلے ہی لوٹ آئے، اسی وقت ابو سفیان نے معبد خزاعی کو دیکھا، معبد اس سے پہلے احد سے واپس آنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے ملے تھے، اس وقت وہ مشرک تھے، پھر اس کی ملاقات ابو سفیان سے ہوئی تو ابو سفیان نے پوچھا: معبد! تمہارے پیچھے کی کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے محمد کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی جمعیت کے ساتھ تمہاری تلاش میں نکلے ہیں، وہ سب تم سے انتقام لینے کے لیے تڑپ رہے ہیں اور انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں، جتنے بھی مسلمان جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے، وہ سب جمع ہو گئے ہیں اور ان سبھوں میں تمہارے خلاف اتنی سخت دشمنی ہے کہ اس طرح کی دشمنی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ابو سفیان نے کہا: تم کیا کہہ رہے ہو، سوچ سمجھ کر بتاؤ۔ انہوں نے کہا: تم خود ہی گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھو، تمہیں گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آئیں گی، میں نے جو دیکھا ہے، اس سلسلے میں چند اشعار کہنے پر مجبور ہو گیا ہوں:

كَادَتْ تُهَدُّ مِنَ الْأَصْوَاتِ رَاحِلَتِيْ   إِذْ سَالَتِ الْأَرْضُ بِالْجُرْدِ الْأَمَاثِيْلِ

تَعْدُوْ بِأُسْدٍ كِرَامٍ لَاتَنَابِيْلُ   عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَامِيْلٍ مَعَازِيْلِ

فَقُلْتُ وَيْلَ ابْنَ حَرْبٍ مِنْ لِقَائِهِمُ   إِذَا تَغَطْمَطَتِ الْبَطْحَاءُ بِالْجِيْلِ

(مسلمانوں کے لشکر کی آوازوں کی وجہ سے قریب تھا کہ میری سواری ڈھیر ہو جائے، پوری زمین بہترین اور عمدہ نسل کے گھوڑوں کی ٹکڑیوں سے بہہ گئی ہے۔

زمین بہادر اور باعزت شیروں سے لرزہ ہے، وہ بزدل اور کوتاہ نہیں ہیں، وہ جنگ کے خوگر اور دھنی ہیں اور وہ ہتھیاروں سے لیس ہیں۔

میں نے کہا: ابن حرب! ان کے خلاف جنگ میں بربادی ہے، جب بطحاء کی سرزمین ان لوگوں سے لرز جائے گی)

معبد خزاعی کی باتوں سے ابوسفیان کا مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ بدل گیا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا، معبد اپنی قوم کے سردار تھے۔ **مراجع**: الاصابۃ ۳/۴۲۲، واقدی ۱/ ۳۳۸۔۳۳۹

(۳۳۷)

معقل ابن خویلد خزاعی (سہمی)

معقل بن خویلد بن وائلہ بن عمرو بن عبد یالیل ہذلی۔

رشاطی نے لکھا ہے کہ معقل شاعر تھے اور ان کے والد عبدالمطلب کے ساتھ ابرہہ کے پاس گئے تھے۔

ابن قانع اور ابن مندہ نے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان اور معقل بن خویلد کے درمیان جھگڑا تھا، معقل اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، انہوں نے قریش کے ایک آدمی کا مال چھینا تھا، نبی کریم نے ان سے فرمایا: ''قریش کی ٹکر لینے سے باز رہو''۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ معقل مخضرم شاعر ہیں، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، انہوں نے زمانہ جاہلیت میں خالد بن زہیر کی ہجو کی تو خالد نے جواب میں معقل کی ہجو کی، پھر ابوذؤیب نے ان دونوں کے درمیان صلح کرائی۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۲۵، الأمالی ۳۰، الحیوان ۴/ ۲۱۳، ۵/ ۵۷۴، دیوان الھذلیین ۶۵۔۷۱، سمط اللآلی ۴۷۱، الشعر والشعراء ۶۶۵، معجم الشعراء مرزبانی ۴۷۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۶۷۔۴۶۸، معجم الشعراء عفیف ۲۵۷، معجم شعراء اللسان ۳۹۸)

(۳۳۸)

معن ابن اوس مزنی

معن بن اوس بن نصر بن زیاد بن اسعد بن سحیم بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذؤیب بن سعد بن عدی بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ مزنی۔

معن ابن اوس مشہور شاعر ہیں، ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ معن بڑے شاعر ہیں، ان کا شمار عہدِ جاہلی اور عہدِ اسلامی کے بڑے شعراء میں ہوتا ہے، انہوں نے عبداللہ بن جحش وغیرہ کی مدح میں اشعار کہے ہیں، وہ حضرت عمر کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آئے اور ان کو اپنا ایک قصیدہ سنایا، جس کا مطلع ہے:

تَـأَوَّبَـهُ طَيْفٌ بِـذَاتِ الْـحَـوَائِمِ　　فَـنَـامَ رَفِيْـقَـاهُ وَلَيْـسَ بِـنَـائِمِ

(اس کو ذات الحوائم کی یاد آئی، اس کے ساتھی تو سو گئے لیکن وہ سو نہیں سکا)

ان کو لمبی عمر عطا ہوئی، اور وہ ابن زبیر کے پاس آئے اور ان سے عطیات دینے کی درخواست کی، لیکن ابن زبیر نے ان کو کچھ نہیں دیا، اس پر انھوں نے کہا: اللہ اس اونٹنی پر لعنت کرے جو مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے۔ ابن زبیر نے کہا: اگر ایسا ہے تو سوار پر بھی لعنت ہو۔

مشہور لامی قصیدہ ان ہی کا ہے جس کا مطلع ہے:

لَـعَـمْـرِيْ لَاأَدْرِيْ وَإِنِّـيْ لَأَوْجَـلُ　　عَـلـىٰ أَيِّـنَـا تَـعْـدُو الْـمَـنِيَّةُ أَوَّلُ

إِذَا أَنْـتَ لَـمْ تُـنْـصِفْ أَخَـاكَ وَجَدْتَـهُ　　عَـلـىٰ طَـرَفِ الْـهُـجْـرَانِ إِنْ كَـانَ يَعْقِلُ

إِذَا انْصَرَفَتْ نَفْسِيْ عَنِ الشَّيْئِ لَمْ تَكُنْ　　لِشَيْـئٍ إِلَـيْـهِ آخِـرَ الـدَّهْـرِ تَـعْـدِلُ

(میری زندگی کی قسم! میں نہیں جانتا، لیکن میں خوف زدہ ہوں کہ ہم میں سے کس پر موت پہلے حملہ کرے گی۔
اگر تم اپنے بھائی کے ساتھ انصاف نہیں کرو گے تو تم دیکھو گے کہ وہ تم سے قطع تعلق کے قریب ہے، اگر وہ عقل مند ہے، یعنی اگر وہ عقل مند ہے تو تم سے قطع تعلق کرلے گا۔
جب میرا دل کسی چیز سے ہٹ جائے تو پھر زندگی بھر اس پر میرا دل نہیں آتا)

ابن عساکر نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ ان کو تمام شعراء پر فوقیت دیتے تھے، اور کہتے تھے: جاہلی شعراء میں سب سے بڑے شاعر زہیر بن ابوسلمی اور عہدِ اسلام میں سب سے بڑے شاعر ان کے بیٹے کعب اور معن ابن اوس ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/۴۷۵، الأعلام ۷/۲۷۳، الأغانی ۸/۲۲۱،۱۲/ ۶۸-۸۰، الأمالی للقالی ۲/۱۰۲-۱۰۳، البدایۃ والنھایۃ ۹/۱۰۸، تاریخ الأدب العربي بروکلمان ۱/۲۴۷، تاریخ الأدب العربي بلاشیر ۲/۱۵۲، تاریخ الأدب العربي زیدان ۱/۱۵۸، خزانۃ الأدب ۷/۲۶۰-۲۶۳، الشعر والشعراء ۲۴۸، عیون الأخبار ۳/۱۸، الکامل ۲/۲۱۱، معجم الشعراء مرزبانی ۳۹۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۶۸-۴۶۹) آپ کا دیوان بغداد سے ۱۹۷۷ء کو شائع ہوا ہے جس پر حاتم ضامن نے تحقیق کی ہے۔

(۳۳۹)

معیہ ابن حمام مری

مرزبانی نے معیہ کے ان اشعار کو نقل کیا ہے، جن میں انہوں نے اپنے بھائی کا مرثیہ کیا ہے:

وَمَن لَّا يُنَادِيْ بِالْهَضِيمَةِ جَارُهُ ... إذْ أَسْلَمَ الْجَارُ الْأَلِيفُ الْمُوَاكِلُ
فَمَنْ وَبِمَنْ يَسْتَدْفِعُ الضُّرَّ بَعْدَهُ ... وَقَدْ صَمَّمَتْ فِينَا الْخُطُوبُ النَّوَازِلُ

(ناانصافی کے وقت اس کا پڑوسی کس کو نہیں پکارے گا، جب کہ مانوس اور اس پر تکیہ کرنے والا پڑوسی اب امن وامان کے ساتھ ہے اس کے بعد کون تکلیفوں کو دور کرے گا اور کس کے ذریعے مصیبتوں کو دور کیا جائے گا، حالاں کہ سخت ترین مصیبتوں نے ہم پر اپنے پنجے گاڑ لیے ہیں)

ان کے بھائی حصین بن حمام ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۷۵۔۴۷۶

(۳۴۰)

مغیرہ ابن اخنس ابن شریق ثقفی

مغیرہ بنو زھرہ کے حلیف تھے۔ ابو عمر نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے۔ زبیر بن بکار نے ''الموفقیات'' میں لکھا ہے کہ مغیرہ بن اخنس نے زبیر بن عوام کی ہجو کی تو منذر بن زبیر نے ان پر حملہ کیا اور ان کے پیر کو زخمی کر دیا۔ یہ خبر حضرت عثمان کو معلوم ہوئی تو وہ غصہ ہو گئے اور انہوں نے خطاب کیا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن اخنس یوم الدار میں حضرت عثمان کے ساتھ شہید ہوئے۔ مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے۔

لَا عَهْدَ لِيْ بِغَارَةٍ مِثْلَ السَّيْلِ ... لَا يَنْتَهِيْ غُذَارُهَا حَتَّى اللَّيْلِ

(میرا کوئی واسطہ نہیں ہے سیلاب کے مانند حملے سے، جس کی تباہیاں رات تک نہیں رکے گی)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۴۳۱

(۳۴۱)

مغیرہ ابن شعبہ ثقفی

مغیرہ بن شعبہ کی پیدائش ہجرت سے بیس سال قبل طائف میں ہوئی، انہوں نے اپنی قوم سے پہلے اسلام قبول کیا، وہ عرب کے ذہین، قائدین اور اصحاب الرائے لوگوں میں شمار ہوتے تھے، وہ اپنی ذہانت اور بہترین رائے کی وجہ سے مشہور تھے۔ ان کا نام ہی ''مغیرۃ الرأی'' تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو لات بت ڈھانے کی ذمہ داری دی تھی، موصوف آپ کے ساتھ صلح حدیبیہ اور اس کے بعد کے تمام

غزوات میں شریک رہے۔

ابوالفرج اصبہانی نے ان کے بہت سے واقعات کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اہل نجیر کی طرف بھیجا تھا، نجیر یمن میں ایک قلعہ تھا جس میں مرتدین تھے، انہوں نے جنگِ یمامہ اور فتوحاتِ شام میں شرکت کی، وہ کانے ہوگئے تھے، جنگِ یرموک میں ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی، وہ سعد بن ابووقاص کے ساتھ جنگِ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے، جب سعد نے رستم کے ساتھ سفارت شروع کرنے کا اردہ کیا تو انہیں مغیرہ سے زیادہ چالاک کوئی دوسرا نظر نہیں آیا، چنانچہ ان کو رستم کے پاس سفیر بنا کر بھیجا، وہ جنگ ہونے تک دونوں کے درمیان سفارت کا کام انجام دیتے رہے۔

عمر بن خطاب نے ان کو متعدد ریاستوں کا گورنر بنایا، ان میں بصرہ بھی ہے، بصرہ کی گورنری کے زمانے میں مسلمانوں نے بہت سے معرکوں میں ایرانیوں کو شکست دی، پھر حضرت عمر نے بصرہ کی گورنری سے ان کو معزول کیا اور کوفہ کا گورنر بنایا، حضرت عثمان نے بھی ان کو کوفہ کا گورنر باقی رکھا پھر معزول کردیا۔ جب انہوں نے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان کو دوبارہ کوفہ کا گورنر بنایا گیا، پھر وہ وفات تک کوفہ کے گورنر رہے، ان کی وفات ۵۰ ہجری میں ہوئی۔

ابوالفرج اصبہانی نے ''اغانی'' میں مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَا مَنَّيْتِ نَفْسِيَ خَالِيًا ... لِلّٰهِ دَرُّكِ يَا ابْنَةَ النُّعْمَانِ

إِنِّيْ لِحِلْفِكِ بِالصَّلِيْبِ مُصَدِّقٌ ... وَالصُّلْبُ أَصْدَقُ حِلْفَةِ الرُّهْبَانِ

وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَى الْمُغِيْرَةِ ذِهْنَهُ ... إِنَّ الْمُلُوْكَ بَطِيْئَةُ الْإِذْعَانِ

يَا هِنْدُ حَسْبُكِ قَدْ صَدَقْتِ فَأَمْسِكِيْ ... وَالصِّدْقُ خَيْرُ مَقَالَةِ الْإِنْسَانِ

(تم نے میرے دل کو جو آرزو اور لالچ دلائی تھی اس کو میں نے خالی پایا، تم کتنی عجیب ہو، اے بنتِ نعمان۔
میں تمھارے صلیب کی قسم کھانے کی تصدیق کرتا ہوں، اور صلیب کی قسم پادریوں کی سب سے سچی قسم ہے۔
اور میں نے مغیرہ کو اس کی عقل واپس کردی یعنی اس کو میری بات سمجھادی، بادشاہ بہت دیر میں جھکتے ہیں۔
ہندہ! بس کرو، تم نے سچ کہا ہے، چناں چہ اب بس کرو، سچائی انسان کی سب سے بہترین بات ہے)

مغیرہ نے حضرت علی بن ابو طالب کو اس کا مشورہ دیا تھا کہ معاویہ کو شام کا گورنر باقی رکھا جائے، لیکن حضرت علی نے ان کی بات نہیں مانی تو مغیرہ بن شعبہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

نَصَحْتُ عَلِيًّا فِي ابْنِ هِنْدٍ نَصِيْحَةً ... فَرَدَّ فَلَمْ يَسْمَعْ لَهُ الدَّهْرُ ثَانِيَهْ

وَقُلْتُ لَهُ أَرْسِلْ إِلَيْهِ بِعَهْدِهِ ... عَلَى الشَّامِ حَتّٰى يَسْتَقِرَّ مُعَاوِيَهْ

وَيَعْلَمُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ قَدْ مَلَكْتَهُ ... فَأُمُّ ابْنِ هِنْدٍ عِنْدَ ذٰلِكَ هَاوِيَهْ

فَلَمْ يَقْبَلِ النُّصْحَ الَّذِيْ جِئْتُهُ بِهِ ... وَكَانَتْ لَهُ تِلْكَ النَّصِيْحَةُ كَافِيَهْ

(میں نے معاویہ کے سلسلے میں علی کو ایک نصیحت کی، اس نے میری بات نہیں مانی، تو زمانہ نے اس کی بات نہیں مانی۔
اور میں نے اس سے کہا: تم شام کی گورنری پر ان کو بحال رکھنے کا پیغام بھیجو، یہاں تک کہ معاویہ جم جائے۔
شام والے جانتے ہیں کہ تم اس کے حکمران بن گئے ہو، تم نے ایسا نہیں کیا تو معاویہ نے بربادی کا قصد کیا۔
جو نصیحت میں نے کی تھی اس کو انھوں نے قبول نہیں کیا، حالاں کہ وہ نصیحت علی کے لیے کافی تھی)

مراجع: الاصابۃ ۳/، شعراء الطائف فی الجاھلیۃ والاسلام ۱۷۶۔۱۷۸

(۳۴۲)

مغیرہ ابن عبد اللہ

مغیرہ بن عبد اللہ بن معرض بن عمرو بن اسد بن خزیمہ۔

مغیرہ اقیشر کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی کنیت ابو معرض ہے۔

ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کو طویل عمر ملی، وہ سماک بن خرشہ اسدی کی مسجد کے سلسلے میں کہتے ہیں:

عَصَتْ دُوْدَانٌ مِنْ مَسْجِدِ　　بَادِيَةٍ يُعَرِّفُهُمْ لِلْأَبَدِ
لَوْهَدَمْنَا غَدْوَةً بُنْيَانِهِ　　لَنَمْحُ أَسْمَاؤُهُمْ طُوْلَ الْأَمَدِ

(بادیہ کی ایک مسجد کے کیڑوں نے نافرمانی کی، جو ان کو ہمیشہ ہمیش کے لیے مشہور کر دیا۔
اگر ہم نے اس مسجد کی عمارت کو کسی دن ڈھایا تو ان کے نام ہمیشہ کے لیے مٹ گئے)

گھوڑے کے وصف کے سلسلے میں انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَلَقَدْ أُرُوْحُ بِمُشْرِفٍ ذِیْ مَیْعَةٍ　　عِنْدَ الْمَكْرِ وَمَاؤُهُ يَتَفَصَّدُ
مَرِحٍ يَطِيْرُ مِنَ الْمُرَاحِ لُعَابُهُ　　وَيَكَادُ جِلْدُ أَدِيْمِهِ يَتَقَدَّدُ

(میں ایسے گھوڑے کو لے کر جنگ کے وقت نکلتا ہوں جو تیز رفتار اور طاقت ور ہے اور جس کا پسینہ بہہ رہا ہوتا ہے۔
وہ مست ہے، غایت درجے کی مستی میں اس کا لعاب اڑ رہا ہے اور اس کا چمڑا الگ رہا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۴۷۶

(۳۴۳)

مکرز ابن حفص قرشی عامری

مکرز بن حفص بن اخیف بن علقمہ بن عبد الحرث بن منقذ بن عمرو بن بغیض بن عامر بن لوی

قرشی عامری۔

ابن اسحاق اور واقدی نے مغازی میں لکھا ہے کہ مکرز بن حفص بدر کے دن سہیل بن عمرو کو چھڑانے اور فدیہ دینے کے لئے آئے تھے۔

ابن حبان نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مکرز جاہلی شاعر ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، جب جنگ بدر میں سہیل بن عمرو کو گرفتار کیا گیا تو مکرز مدینہ آئے اور ان کا فدیہ دیا، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

حَدِيْثُ مَادَرَّ ذِكْرٌ أَمْ سَاقَنِيْ سَالُ الصَّمْصَمِ عَرَبُهَا لَا الْمَوَالِيَا

وَقُلْتُ سُهَيْلٌ خَيْرُنَا فَاذْهَبُوْا بِهِ لِأَبْنَائِهِ حَتّٰى يَدُرُوْا الْأَمَانِيَا

(ان کے سلسلے میں کوئی تذکرہ نہیں ہوا، کسی سردار نے مجھے نہیں بھیجا ہے، نہ عربوں نے اور نہ غلاموں نے۔
یہ صورت حال دیکھ کر میں نے کہا: سہیل ہم میں بہترین شخص ہیں، چناں چہ ان کے بچوں کے لیے ان کو لے آؤ، تا کہ وہ اپنی آرزوؤں اور خواہشات کو پورا کریں)

بخاری میں صلح حدیبیہ کے واقعہ میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۴۳۶، الاعلام ۷/۲۸۴، الاغانی ۱۶/۶۳، ۶۷، البدایۃ والنھایۃ ۳/۲۴۳، ۲۴۲، بھجۃ المجالس ۱/۴۷۲، معجم الشعراء مرزبانی ۴۷۰، معجم الشعراء المخضر مین والاموبین ۴۷۴-۴۷۵

(۳۴۴)

مکنف ابن زید الخیر طائی

یہ مشہور صحابی زید الخیل طائی کے بڑے لڑکے ہیں، ان کے والد کی کنیت ان ہی کے نام پر ابو مکنف تھی، انھوں نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ہوئے، اور خالد بن ولید کے ساتھ مرتدین کے خلاف جنگوں میں شریک ہوئے۔

واقدی نے اپنی مغازی میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

واقدی نے ''کتاب الردۃ'' میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے کہ فتنۂ ارتداد میں مکنف اسلام پر ثابت قدم رہے اور طلیحہ کے ساتھ بنو اسد کے مرتد ہونے کے بعد ان کے خلاف جنگ کی۔واقدی نے اس سلسلے میں چند اشعار نقل کئے ہیں:

ضَلُّوْا وَغَرَّهُمْ طُلَيْحَةُ بِالْمُنٰى كِذْبًا وَادَّعٰى رَبُّنَا لَا يَكْذِبُ
لَمَّا رَأَوْنَا بِالْفَضَاءِ كَتَائِبًا يَدْعُوْ إِلٰى رَبِّ الرَّسُوْلِ وَيُرَغِّبُ
وَلَّوْا فِرَارًا وَالرِّمَاحُ تَوُزُّهُمْ وَبِكُلِّ وَجْهٍ وَجَّهُوْا نَتَرَقَّبُ

(وہ گمراہ ہو گئے اور ان کو طلیحہ نے جھوٹی امیدیں دلا کر دھوکے میں رکھا، اور ہمارے پروردگار نے فیصلہ کیا جو جھوٹ نہیں بولتا۔

جب انھوں نے ہم کو وسیع میدان میں فوجی ٹکڑیوں کی شکل میں دیکھا، جو میدان رسول اللہ ﷺ کے پروردگار کی طرف بلا رہا تھا اور اس کو قبول کرنے کی ترغیب دے رہا تھا۔

انھوں نے ہم کو دیکھ کر راہِ فرار اختیار کیا، جب کہ نیزیں ان پر وار کر رہے تھے، وہ جس رخ پر بھی گئے انھوں نے ہم کو اپنے انتظار اور گھات میں بیٹھے ہوئے پایا)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۳۶، الاعلام ۷/ ۲۵۸، جمھرۃ الانساب لابن حزم ۴۰۳، خزانۃ الادب ۵/ ۳۸۰، شعر طئی واخبارھا ۶۹۱-۶۹۲، معجم الشعراء عفیف ۲۶۰، معجم الشعراء المخضرمین والاموتین ۴۷۵، منح المدح ۲۱۰، وفیات الاعیان ۲/ ۲۰۶)

(۳۴۵)

منذر ابن وبرہ کلبی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ منذر مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے حیرہ کی فتح پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

مَا فَلَاحَيَّ بَعْدَ الْأُولٰى مَلَكُوْا لِحِيْرَةَ مَا إِنْ أَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِ
وَلَهُمْ مَا سَقَى الْفُرَاتُ إِلٰى دِجْلَةَ يَحْيَا لَهُمْ مِنَ الْآفَاقِ

(حیرہ پر قبضہ کرنے والے ان لوگوں کے بعد میں کیسے کامیاب ہو سکتا ہوں، جن میں سے میں کسی کو زندہ نہیں دیکھوں گا۔ فرات سے دجلہ کی پوری سرسبز و شاداب سرزمین ان ہی کے قبضے میں ہے، رہتی دنیا تک ان ہی کے قبضے میں رہے گی)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۷۸، الاعلام ۷/ ۲۹۵، المؤتلف والمختلف للآمدی ۱۸۶، معجم الشعراء مرزبانی ۳۶۷، معجم الشعراء المخضرمین والاموتین ۴۷۷

(۳۴۶)

مہاجر ابن خالد ابن ولید مخزومی

مہاجر ابن خالد کی ماں اسماء بنت انس بن مدرک خثعمیہ ہیں۔

ابو عمرو نے کہا ہے کہ مہاجر عہدِ نبوی ﷺ میں بچے تھے، وہ جنگ صفین اور جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ شریک ہوئے، اور جنگ جمل میں ان کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔

ابو حذیفہ نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ طاعون عمواس میں قبیلہ بنو مغیرہ میں صرف مہاجر بن عبد اللہ بن ابو عمرو بن حفص اور عبد الرحمٰن بن حرث بن ہشام کے علاوہ کوئی نہیں بچا، اسی سلسلے میں مہاجر بن خالد کہتے ہیں:

أَفْنَى بَنِي رِيطَةَ فُرْسَانُهُمْ عِشْرُوْنَ لَمْ يُعَصَّبْ لَهُمْ شَارِبُ
وَمِنْ بَنِيْ أَعْمَامِهِمْ مِثْلَهُمْ مِنْ مِثْلِ هٰذَا يُعْجِبُ الْعُجَابُ
طَعْنٌ وَطَاعُوْنٌ مَنَايَاهُمْ ذٰلِكَ مَا خَطَّ لَنَا الْكَاتِبُ

(بنو ریطہ کے شہسوار ہلاک ہوگئے، ان میں بیس ایسے نوجوان ہیں کہ ابھی ان کی مونچھ نہیں نکلی ہے۔
اسی طرح ان کے بنو اعمام بھی ہلاک ہوگئے، یہ بہت ہی حیرت انگیز حادثہ ہے۔
جنگوں اور طاعون میں ان سبھوں کی موت ہوگئی، کاتب تقدیر نے ہمارے حق میں یہی لکھا ہے)

دولابی نے ''الکنیٰ'' میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھیوں میں شہید ہونے والوں میں مہاجر بن خالد بن ولید بھی تھے۔

زبیر بن بکار نے ان کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

رُبَّ لَيْلٍ نَاعِمٍ أَحْيَيْتُهُ فِيْ عِفَافٍ عِنْدَ قُبَاءِ الْحُشَى
وَنَهَارٍ قَدْ لَهَوْنَا بِالَّتِيْ لَاتَرٰى شِبْهًا فِيْمَنْ مَشٰى
ذَاكَ إِذْ نَحْنُ وَسَلْمٰى جِيْرَةٌ نَصِلُ الْحَبْلَ وَنَعْصِيْ مَنْ وَشَا

(کتنی ہی مست راتیں ہیں جن کو میں نے پاک دامنی کے ساتھ اس دوشیزہ کی معیت میں گزارا، جو تکیہ کے اوپری کپڑے کی طرح نرم و نازک ہے۔
اور کتنے دن ایسے ہیں جن کو میں اس دوشیزہ کے ساتھ کھیلتے ہوئے گزارا، جس سے خوب صورت تم روئے زمین پر کسی کو نہیں دیکھو گے۔
یہ اس وقت کا قصہ ہے جب ہم اور سلمیٰ پڑوسی تھے، ہم ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور چغلی کرنے والوں کی باتوں کو ٹھکرا دیتے تھے) **مراجع:** الاصابۃ ۳/۴۵۸

(۳۴۷)

میمون ابن حریز حمیری

میمون بن حریز بن حجر بن زرعہ بن عمرو بن یزید عمرو بن ذو شمر حمیری۔

رشاطی نے ''کتاب الأنساب'' میں ان کا تذکرہ کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو عہدِ نبوی بھی ملا تھا، ان کے پوتے محمد بن ابان بن میمون سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: وہ فصیح، بہادر، سخی، بہترین پڑوسی اور سخت حملہ کرنے والے شخص تھے۔ پھر انھوں نے ان کے مندرجہ ذیل اشعار بیان کیے ہیں:

لَقَدْ عَلِمَتْ قُضَاعَةُ أَنَّنِیْ جَرِیْءٌ لَدَی الْکَرَّاتِ لَا أَتَدَرَّعُ
أَخُوْضُ بِرُمْحِیْ غَمْرَ کُلِّ کَتِیْبَةٍ إِذَا الْخَیْلُ مِنْ وَقْعِ الْقَنَا تَتَقَلَّعُ

(قبیلہ قضاعہ جانتا ہے کہ میں جنگوں کا بہادر ہوں اور میں کبھی متزلزل نہیں ہوتا ہوں۔
میں اپنا نیزہ لے کر ہر فوجی ٹکڑی کے درمیان گھس جاتا ہوں، جب کہ نیزوں کے وار سے گھوڑا لرزنے لگتا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۴۷۹۔۴۸۰

(۳۴۸)

ناجیہ ابن جندب اسلمی

جنگ خیبر کے موقع پر ناجیہ اسلمی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

یَا عِبَادَ اللّٰہِ فِیْمَا نَرْغَبُ مَا ھُوَ إِلَّا مَأْکَلٌ وَمَشْرَبُ
وَجَنَّةٌ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُعْجَبُ

(اے اللہ کے بندو! اس چیز کی طرف آگے بڑھو جس کی ہمیں آرزو ہے، وہاں صرف کھانا اور پینا ہوگا اور جنت ہوگی جہاں آنکھیں خیرہ کرنے والی نعمتیں ہوں گی)

مندرجہ ذیل اشعار انہوں نے جنگ خیبر کے موقع پر ہی کہے:

أَنَا لِمَنْ أَبْصَرَنِیْ ابْنُ جُنْدُبْ یَا رُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَکْتُ أَنْکَبْ
طَاحَ عَلَیْهِ أَنْسُرٌ و ثعلبُ

(جو مجھے دیکھے وہ جان لے کہ میں ابن جندب ہوں، کتنے ہی بہادروں کو میں نے ڈھیر کر دیا ہے، جن پر گدھ اور لومڑیاں ٹوٹ پڑیں) **مراجع:** واقدی ۲/ ۷۰۱

(۳۴۹)

نافع ابن اسود تمیمی ثم اسدی

نافع بن اسود بن قطبہ بن مالک تمیمی ثم اسیدی۔

مرزبانی نے کہا ہے کہ نافع مخضرم شاعر ہیں، ان کی کنیت ابو نجید ہے، جب جنگِ یمامہ میں خالد بن ولید کے ساتھ عبداللہ بن منذر بن حلاحل تمیمی شہید ہوئے تو انہوں نے عبداللہ کا مرثیہ کہا، جن میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

مَا كَانَ يَعْدِلُ فِي النَّاسِ مِنْ رَجُلٍ وَلَا يُوَازِيهِ فِي نُعْمَى وَإِرْصَادِ

(لوگوں میں کوئی اس کے برابر اور مساوی نہیں اور کوئی بہادری اور سخاوت میں اس کا مقابل نہیں)

مرزبانی نے مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کیے ہیں:

أَلَا رُبَّ نَهْبٍ قَدْ حَوَيْتُ وَغَارَةٍ شَهِدْتُ عَلَى عَبْلٍ أَسِيلِ الْمُقَلَّدِ

وَقِرْنٍ تَرَكْتُ الطَّيْرَ تَحْجِلُ حَوْلَهُ فَفَرَّعْتُهُ ضَرْبًا بِعَضْبِ الْمُهَنَّدِ

(سن لو! میں نے کتنے حملے کیے ہیں اور کتنی ہی جنگوں میں موٹے اور بھاری پیروں والے مضبوط، تیز رفتار اور سب سے آگے بڑھنے والے گھوڑے سوار ہو کر شریک ہوا ہوں۔

اور میں نے کتنے ہی بہادروں کو اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ پرندے اس کے آس پاس منڈلانے لگے، چناں چہ میں نے اس کو مضبوط ہندوستانی تلوار کے وار سے خون آلود کر دیا)

دار قطنی نے ''المؤتلف'' میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں وہ شام اور عراق کی فتوحات میں اپنے کارناموں پر فخر کرتے ہیں، ان میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وَقَالَ الْقُضَاةُ مِنْ مَعَدٍّ وَغَيْرِهَا تَمِيمُكَ أَكْفَاءُ الْمُلُوكِ الْأَعَاظِمِ

هُمُ أَهْلُ عِزٍّ ثَابِتٍ وَأَرُومَةٍ وَهُمْ مِنْ مَعَدٍّ فِي الذُّرَى وَالْغَلَاصِمِ

وَهُمْ يَضْمَنُونَ الْمَالَ لِلْجَارِ مَاثَوَى وَهُمْ يُطْعِمُونَ الدَّهْرَ ضَرْبَةَ لَازِمِ

لِذٰلِكَ كَانَ اللّٰهُ شَرَّفَ فُرْسَانَهَا فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ الْمُتَقَادِمِ

وَحِينَ أَتَى الْإِسْلَامُ كَانُوا أَئِمَّةً وَبَادُوا مَعَدًّا كُلَّهَا بِالْجَرَائِمِ

فَجَاءَتْ بِهِمْ فِي الْكَتَائِبِ نُصْرَةً فَكَانُوا حُمَاةَ النَّاسِ عِنْدَ الْعَظَائِمِ

فَصَفُّوا لِأَهْلِ الشِّرْكِ ثُمَّ تَكَبْكَبُوا وَطَارُوا عَلَيْهِمْ بِالسُّيُوفِ الصَّوَارِمِ

لَدَى غَدْوَةٍ حَتَّى تَوَلَّوْا تَسُوقُهُمْ سُيُوفُ تَمِيمٍ كَاللُّيُوثِ الضَّرَاغِمِ

(قبیلہ معد وغیرہ کے فیصلہ کرنے والے سرداروں نے کہا: تمہارا خاندانِ تمیم بڑے بڑے بادشاہوں کا ہم سر ہے۔

وہ بڑے باعزت اور شریف لوگ ہیں، اور وہ قبیلہ معد کے بلند اور اعلیٰ نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ مال و دولت سے پڑوسی کی مدد کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ ان کے ساتھ رہتا ہے اور زمانے پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

اسی وجہ سے اللہ نے تمیم کے شہسواروں کو پچھلے دنوں شرافت اور عزت سے سرفراز کیا تھا، اور جب اسلام آیا تو وہ امام بن گئے اور پورا قبیلہ معد جرائم کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔

چناں چہ وہ فوج میں اپنے بہادروں کو بطورِ کمک لے آئے، وہ سخت ترین مصیبتوں کے وقت لوگوں کے محافظ تھے۔

وہ مشرکین کے لیے صف بستہ ہو گئے، پھرا کٹھے ہو گئے اور تیز کاٹنے والی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑے۔
یہاں تک کہ جب وہ شام کے وقت واپس ہوئے تو ان کو تمیم کی تلواریں خونخوار بہادر شیروں کی طرح ہانکنے لگیں)

مراجع: الاصابۃ ۳/۵۵۰ـ۵۵۱، الأعلام ۷/۳۵۲، شعراء اسلامیون نوری قیسی ۱۷ـ۱۰۸، الصائع ۱۲۳، معجم الشعراء المخضر مین ولأ مویین ۴۸۹

(۳۵۰)

نافع ابن لقیط اسیدی فقعسی

نافع بن لقیط بن حبیب بن خالد بن نضلہ بن اشتر بن جحو ن اسیدی فقعسی۔
ابوالفضل بن ابوطاہر نے ''کتاب الشعراء'' میں کہا ہے کہ نافع جاہلی شاعر ہیں۔
مرزبانی نے کہا ہے کہ حجاج بن یوسف کے ساتھ ان کا کوئی واقعہ پیش آیا ہے تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَوْ كُنْتُ فِي الْعَنْقَاءِ أَوْفِي غَيَابَةٍ ظَنَنْتُكَ إِلَّا أَنْ تَصُدَّ تَرَانِي
تَضِيقُ بِيَ الْأَرْضُ الْفَضَاءُ لِخَوْفِهِ وَإِنْ كُنْتُ قَدْ طُوِّقْتُ كُلَّ مَكَانِ

(اگر میں عنقا ہو جاتا یا میں کہیں چھپ جاتا تب بھی مجھے تمھارا خوف رہتا کہ تم سامنے آ جاؤ گے اور مجھے دیکھ لو گے۔
اس کے خوف کی وجہ سے وسیع وعریض زمین میرے لیے تنگ ہوگئی ہے، اگر چہ ہر جگہ مجھ پر گھیراؤ نہیں ڈالا گیا تھا)

مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انھوں نے بڑھاپے میں کہے:

يَسْعَى الْفَتَى لِيَنَالَ أَقْصَى سَعْيِهِ أَيْهَاتَ حَالَتْ دُونَ ذَاكَ خُطُوبُ
وَإِذَا صَدَّقَتِ النَّفْسُ لَمْ تَرَلَهَا أَمَلًا وَتَأْمَلُ مَا اشْتَهَى الْمَكْذُوبُ

(نو جوان کوشش کرتا ہے کہ اپنی کوشش کا پورا نتیجہ پائے، لیکن افسوس کہ اس کے حصول میں رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں۔
جب نفس سچ کہتا ہے تو تم اس کی امید نہیں کرتے، اور جھوٹی خواہشات کے پورا ہونے کی امید کرتے ہو)

مراجع: الاصابۃ ۳/۵۵۱، الأعلام ۸/۵، خزانۃ الأدب ۵/۲۱۲، الصائع ۱۲۸، طبقات فحول الشعراء ۵۰۵، ۵۲۳ـ۵۱۷، معجم الشعراء المخضر مین ولأ مویین ۴۹۸ـ۴۹۰)

(۳۵۱)

نعمان ابن عجلان انصاری زرقی

نعمان بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔

ابوعمرو نے کہا ہے کہ نعمان انصار کے خطیب اور ان کے شاعر تھے، انہوں نے حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت کے بعد ان کی بیوی خولہ بنت قیس کے ساتھ شادی کی۔

وہ مندرجہ ذیل اشعار میں اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فَقُلْ لِقُرَيْشٍ نَحْنُ أَصْحَابُ مَكَّةَ ... وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَالْفَوَارِسُ فِي بَدْرِ

نَصَرْنَا وَآوَيْنَا النَّبِيَّ وَلَمْ نَخَفْ ... صُرُوْفَ اللَّيَالِيْ وَالْعَظِيْمَ مِنَ الْأَمْرِ

وَقُلْنَا لِقَوْمٍ هَاجَرُوْا مَرْحَبًا بِكُمْ ... وَأَهْلاً وَسَهْلاً قَدْ أَمِنْتُمْ مِنَ الْفَقْرِ

نُقَاسِمُكُمْ أَمْوَالَنَا وَدِيَارَنَا ... كَقَسِيْمَةِ أَيْسَارِ الجَزُوْرِ عَلَى الشَّطْرِ

وَنَكْفِيْكُمُ الْأَمْرَ الَّذِيْ تَكْرَهُوْنَهُ ... وَكُنَّا أُنَاسًا نُذْهِبُ الْعُسْرَ بِالْيُسْرِ

(قریش سے یہ بات کہہ دو کہ ہم مکہ فتح کرنے والے، جنگِ حنین میں شریک کرنے والے اور جنگِ بدر کے شہسوار ہیں۔

ہم نے نبی ﷺ کی مدد کی اور ہم نے آپ کو پناہ دی، ہم نے مصائبِ زمانہ اور سب سے بڑی مصیبت یعنی جنگ اور موت سے خوف محسوس نہیں کیا۔

اور ہم نے مہاجرین کو خوش آمدید کہا اور ان سے یہ بھی کہا کہ اب تم فقر وفاقہ سے مامون ہو۔

ہم اپنے مال اور اپنے گھربار کو دو حصوں میں کر دیتے ہیں اور ایک حصہ تمھیں دے دیتے ہیں، جس طرح اونٹ ذبح کرنے والا اونٹ کو دو حصوں میں کاٹ دیتا ہے۔

اور ہم آپ پر آنے والی مصیبتوں کے لیے کافی ہوجائیں گے، ہم ایسے لوگ ہیں جو آسانی پیدا کر کے تکلیف دور کر دیتے ہیں)

ابن سکن اور ابن مندہ نے روایت کیا ہے کہ نعمان بن عجلان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت ان کو سخت بخار تھا، آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''نعمان کیا حال ہے''؟ انہوں نے کہا: مجھے بخار ہے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کو جلد شفا عطا فرما۔

مراجع: الاصابہ ۳/۳/۵۳۲۔۵۳۳، الاستیعاب ۳/۵۲۰، الأعلام ۸/۳۷، منح المدح ۳۱۹، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۹۹۔۵۰۰)

(۳۵۲)

نعمان ابن عدی ابن نضلہ عدوی

نعمان کے والد عدی حبشہ ہجرت کرنے والوں میں تھے، حضرت عمر نے نعمان کو میسان کا گورنر بنایا تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار ان ہی کے ہیں:

فَمَنْ مُبْلِغُ الْحَسْنَاءَ أَنَّ حَلِيْلَهَا ... بِمِيْسَانَ يُسْقَى فِيْ زُجَاجٍ وَحَنْتَمِ

إِذَا شِئْتُ غَنَّتْنِيْ دَهَاقِيْنُ قَرْيَةٍ ... وَصَاجِبَةٌ تَحْذُوْ عَلَى كُلِّ مِيْسَمِ

لَـعَـلَّ أَمِيْــرَ الْــمُــؤْمِـنِيْــنَ يَسُوْؤُهُ تَـنَــادُمُــنَــا فِـي الْـجَـوْسَـقِ الْـمُتَهَـدِّمِ

(حسناء کو یہ خبر کون پہنچائے گا کہ اس کا شوہر میسان میں صراحی اور پیالوں میں جام نوش کر رہا ہے۔

جب میں چاہتا ہوں تو گاؤں کے پردھان میرے لیے گانوں کا انتظام کرتے ہیں اور کتنی ہی خوبصورت دوشیزائیں ہیں جو آلات طرب پر حدی خوانی کرتی ہے۔

شاید امیر المومنین کو چھوٹے پرانے محل میں ہمارا ایک ساتھ شراب پینا اور ہماری ہم نشینی ناگوار لگے گی)

جب یہ اشعار حضرت عمر کو معلوم ہوئے تو آپ نے نعمان کو خط لکھا کہ تمہارے شعر مجھے معلوم ہوئے، اللہ کی قسم! مجھے بہت برا لگا۔ حضرت عمر نے ان کو گورنری سے معزول کیا، جب وہ مدینہ آئے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ان میں سے کوئی چیز نہیں ہوئی ہے، یہ تو میں نے صرف اشعار کہے ہیں۔ عمر نے جواب دیا: میں تم کو سچا گمان کرتا ہوں اور تمھاری باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، لیکن تم میرے لئے کام نہیں کروگے۔

مــــراجــع: الاصابۃ ۳/۵۳۳، الاستیعاب ۳/۵۱۵، الأعلام ۸/۳۸، البدایۃ والنھایۃ ۳/۲۲، سمط اللآلی ۷۴۵، السیرۃ لابن ہشام ۱/۷۸۶، ۲/۲۵۲، العقد الفرید ۴/۳۳۹، معجم الشعراء، المخضر مین والأ مویین ۵۰۰

(۳۵۴)

نہشل بن حرِّی

نہشل بن حری بن ضمرہ بن جابر بن قطن بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ نہشل مشہور مخضرم شامی شاعر ہیں، نہشل حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، انھوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، صفین میں ان کے بھائی مالک شہید ہوئے، وہ اس وقت بنو حنظلہ کے سردار تھے، اور ان کے قبیلہ کا جھنڈا ابھی مالک کے ہاتھوں میں تھا۔ نہشل نے ان پر بہت سے مرثیے کہے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں:

وَهَــوَّنَ وَجْــدِيْ عَــنْ خَـلِيْـلِـيْ إِنَّـنِـيْ إِذَا شِـئْـتُ لَاقَيْـتُ امْـرَأً مَـاتَ صَاحِبُـهُ

وَمَــنْ يَــرَ بِــالْأَقْــوَامِ يَوْمًـا يَـرَوْا بِــهِ مَـعَــرَّةَ يَـوْمٍ لَاتُـوَارِيْ كَـوَاكِبُــهُ

(میرے بھائی کی جدائی پر میرے غم کو اس چیز نے ہلکا کر دیا ہے کہ جب میں چاہتا ہوں تو میری ملاقات ایسے آدمی سے ہوتی ہے جس کا بھائی جدا ہو گیا ہو۔

اور جو کوئی کسی وقت ایسے دن کی تکلیف واذیت لوگوں میں دیکھتا ہے جس دن ستارے پوشیدہ نہیں ہوتے یعنی جنگ

کے دن، تو وہ لوگ بھی اُس پر یہی تکلیف اور مصیبت دیکھتے ہیں)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ان کے والد بھی شریف اور شاعر تھے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۵۵۶، الأعلام ۸/ ۴۹۔۵۰، الأغانی ۴/ ۳۵۰، ۹/ ۳۰۹، الحیوان ۱/ ۱۹ وغیرہ، خزانۃ الأدب ۱/ ۳۰۹ وغیرہ، دیوان الأدب ۱/ ۳۸۱، سمط اللآلی ۲۳۵، ۴۵۵، ۸۵۸، الشعر والشعراء ۶۴۱، طبقات فحول الشعراء ۵۸۳، معجم شعراء اللسان ۴۳۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۵۰۴۔۵۰۵

(۳۵۴)

ہاشم ابن عتبہ زہری

ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص بن اہیب بن زہرہ بن عبد مناف زہری۔

ہاشم مشہور بہادر تھے اور مرقال کے نام سے مشہور تھے۔ ہاشم سعد بن ابو وقاص کے بھتیجے ہیں۔

خطیب نے لکھا ہے کہ ہاشم فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور اپنے چچا سعد بن ابو وقاص کے ساتھ جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے اور عظیم کارنامے انجام دیے۔

ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ ان کے چچا سعد نے ان کو ایرانی شہنشاہ یزدگرد کے خلاف جنگ کے لئے تیار کردہ لشکر کا ذمے دار بنایا، یہ جنگ مقامِ جلولاء میں ہوئی۔

مرزبانی نے لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان کی شہادت کی خبر کوفہ پہنچی تو ہاشم نے ابو موسی اشعری سے کہا: ابو موسی! آؤ، اس امت کے بہترین شخص علی کے ہاتھوں پر بیعت کرو۔ انہوں نے کہا: جلدی نہ کرو۔ یہ سن کر ہاشم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور کہا: یہ علی کا ہاتھ ہے اور یہ میرا ہاتھ اور میں نے علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ اشعار کہے:

أُبَـــايِـــعُ غَيْـــرَ مُـــكْـتَـــرِثٍ عَـلِيًّـــا ۔۔۔ وَلَا أَخْشَـــىٰ أَمِيـــرًا أَشْـعَـــرِيًّـــا

أُبَـــايِـعُـــهُ وَأَعْـلَـمُ أَنْ سَـــأُرْضِـــي ۔۔۔ يَـــدَاكَ الـــلّٰـــهُ حَـقًّـــا وَالـنَّبِيَّـــا

(میں کسی کی پرواہ کیے بغیر علی کے ہاتھوں پر بیعت کر رہا ہوں، اور مجھے اشعری امیر کا کوئی خوف نہیں ہے۔

میں اس کے ہاتھوں پر یہ جانتے ہوئے بیعت کر رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھ یقینی طور پر اللہ اور نبی کو راضی کریں گے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۵۶۲، البدایۃ والنہایۃ ۷/ ۸ وغیرہ، بہجۃ المجالس ۱/ ۶۴۹، الصنائع ۱۳۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۵۰۶۔۵۰۷، معجم الشعراء عفیف ۴/ ۲۷، منح المدح ۳۲۴

(۳۵۵)

ہبیرہ ابن اخنس اسدی

ہبیرہ بن اخنس بن کور بن عثوالہ بن ہمام بن ضب بن کعب بن مالک اسدی۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

فَـزِعْـتُ إِلَيْهِـمْ دَعْـوَةً يَـا آلَ مَـالِكٍ ۔ وَقَـدْ جَـعَـلَـتْ دُوْدَانَ قَـوْمٍ تَسُـوْدُ

(اے بنو مالک! میں ان کی دعوت پر گھبرا کر ان کے پاس گیا، بنو مالک نے قوم کے کیڑوں کو سردار بننے چھوڑ دیا ہے)

(الاصابہ ۳/۵۸۲، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۵۰۸، معجم الشعراء عفیف ۲۷۴، الضائع ۱۳۱)

(۳۵۶)

ہریم ابن جواس تمیمی

ہریم ابن جواس کا تعلق بنو عامر سے ہے، ان کو عہدِ نبوی ملا لیکن صحبت کا شرف حاصل نہیں ہوا، ہریم مخضرم شاعر ہیں، وہ مشہور راجز اغلب کی ہجو کیا کرتے تھے، مرزبانی نے لکھا ہے کہ ہریم کی ملاقات اغلب سے سوق عکاظ میں ہوئی تو انہوں نے کہا:

قَبُحْـتُ مِـنْ سَـالِـفَةٍ وَمِنْ قِـفَـا ۔ عَبْـدٍ إِذَا مَـا رَسَـبَ الْـقَـوْمُ طَفَـا

فَـمَـا صَـفَـا عَـدُوُّكُمْ وَلَا صَـفَـا ۔ كَـمَـا شِـرَارُ الْبَـقْـلِ أُطْـرَافُ السَّفَـا

(میرا برا ہوا، غلام کی ٹڈی اور گردن کے پچھلے حصے سے، جب پوری قوم ناکام ہوئی تو وہ ابھرا۔
چناں چہ تمھارے دشمن بھی بے غبار نہیں ہوئے اور خاردار درختوں کے اطراف میں جنگلی پیاز بھی صحیح طور پر نہیں اُگے)

اغلب نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ تمہارا ناس ہو۔ انہوں نے کہا:

أَنَـا غُلَامٌ مَـنْ بَـنِـيْ مَـقَـاعِـسَ ۔ الـضَّـارِبِـيْنَ فَـلَـكَ الْـفَـوَارِسِ

(میں بنو مقاعس کا نوجوان ہوں، جو شہسواروں کی کھوپڑیوں کو اڑاتے ہیں)

مراجع: الاصابہ ۳/۵۸۴

(۳۵۷)

ہشام ابن بختری مخزومی

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ہشام ابن بختری کا تذکرہ کیا ہے۔

جب خالد بن ولید کا انتقال حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ہوا تو انہوں نے خالد پر مرثیہ کہا۔

معافی نہروانی نے ’’کتاب الجلیس‘‘ میں یہ مرثیہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہشام بن بختری بنو مخزوم کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عمر کے پاس آئے، حضرت عمر نے کہا: خالد بن ولید کے سلسلے میں تم اپنے شعر سناؤ۔ انہوں نے اشعار سنائے۔

مراجع: الاصابہ ۳/۵۷۱، الضائع ۱۳۲، معجم الشعراء المخضرمین والاً مویین ۵۱۳، معجم الشعراء عفیف ۲۷۶

(۳۵۸)

ہشام ابن ولید ابن مغیرہ مخزومی

ہشام، خالد بن ولید کے بھائی ہیں، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن کو انہوں نے عثمان بن عفان کو مخاطب کرتے ہوئے کہے تھے:

لِسَانِیْ طَوِیْلٌ فَاحْتَرِسْ مِنْ شَذَاتِهِ　　عَلَیْکَ وَسَیْفِیْ مِنْ لِسَانِیْ أَطْوَلُ

(میری زبان لمبی ہے چناں چہ اس کی سختیوں سے محفوظ رہو کہ کہیں وہ تمھارے خلاف نہ بولے اور میری تلوار میری زبان سے لمبی ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۵۷۳۔۵۷۴، الاً غانی ۱/۱۳۳، ۲/۳۶۴، البدایہ والنہایہ ۳/۱۰۴، معجم الشعراء المخضرمین والاً مویین ۵۱۴، الضائع ۱۳۲، العقد الفرید ۲/۲۸۹، ۴/۱۲، ۲۶۴، معجم الشعراء عفیف ۲۷۶

(۳۵۹)

ہملع ابن اعفر تمیمی

ہملع ابن اعفر کا تعلق قبیلہ بنو ہجیم سے ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ ہملع مخضرم شاعر ہیں، انہوں نے بصرہ میں سکونت

اختیار کی اور زبیر بن عوام نے ان کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا تو انہوں نے انکار کیا۔

مندرجہ ذیل شعر ان ہی کا ہے:

وَإِنِّـيْ لَسَـمْـحُ الْبَيْـعِ إِنْ صَفَّقَـتْ بِهَـا ‏ ‏ ‏ يَـمِيْـنِـيْ وَأُهْـدَتْ لِلْـحَـوَارِيْ زَيْـنَبَـا

(اگر میں خرید وفروخت کرتا ہوں تو میں بیع میں بڑا لچک دار اور فراخ دل ہوتا ہوں اور میں مخلص دوستوں کو بہترین چیزیں ہدیہ میں دیتا ہوں) مراجع: الاصابۃ ۳/۵۸۵

(۳۶۰)

ہوذہ ابن حرث

ہوذہ بن حرث بن عجرہ بن عبداللہ بن یقظہ سلمی۔

ہوذہ، ابن حمامہ کے نام سے مشہور ہیں، حمامہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں تذکرہ کیا ہے کہ ہوذہ حضرت عمر بن خطاب کے عہدِ خلافت میں عطیہ لینے کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے ان سے پہلے ان کی قوم کے دوسرے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے کہا:

لَـقَـدْ دَارَ هٰـذَا الْأَمْـرُ فِيْ غَيْـرِ أَهْـلِـهِ ‏ ‏ ‏ فَـأَبْـصَـرَ أَمِيْـنُ الـلّٰـهِ كَيْفَ تُـرِيْـدُ

أَيُـدْعَـىٰ خَيْـثَـمٌ وَالشَّـرِيْـدُ أَمَـامَـنَـا ‏ ‏ ‏ وَيُـدْعَـىٰ رَبَـاحٌ قَبْـلَـنَـا وَطَـرُوْدُ

فَـإِنْ كَـانَ هٰـذَا فِي الْكِتَـابِ فَهُمْ إِذاً ‏ ‏ ‏ مُـلُـوْكُ بَـنِـيْ حُـرٍّ وَنَـحْـنُ عَبِيْـدُ

(غیر اہل لوگوں میں یہ دور چلا، زمین میں اللہ کے امین اور خلیفہ نے جو بہتر سمجھا کیا۔ کیا خثعم اور شرید کو ہم سے آگے بلایا جارہا ہے اور رباح اور طرود کو ہم سے پہلے بلایا جارہا ہے۔ اگر یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے تو وہ آزاد لوگوں کے بادشاہ ہیں اور ہم غلام ہیں)

پھر حضرت عمر نے ان کو سب سے پہلے بلا کر دیا۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۵۸۵، ۲/۵۷۱، الاعلام ۸/۱۰۲، خزانۃ الادب ۱/۳۴۴، معجم الشعراء مرزبانی ۴۸۲، معجم الشعراء المخضرمین والاموئین ۵۱۸۔۵۱۹)

(۳۶۱)

ہیثم حنفی سلمی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ہیثم کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ فتنہ ارتداد میں وہ اسلام پر ثابت

قدم رہے۔

سیف نے ''الفتوح'' میں تذکرہ کیا ہے کہ ابوبکر نے خالد کو ایک خط لکھا کہ میں نے تمہارے اور لوگوں کے درمیان ایک شعار بنایا ہے، وہ اذان ہے، جو اس کا اعلان کرے اس کو چھوڑ دو اور جو اس کا اعلان نہ کرے تو اس کے خلاف جنگ کرو۔ اسی سلسلے میں بنوحنیفہ کے ایک شخص نے کہا، جس کا نام ہیثم تھا اور خالد بن ولید کے لشکر نے ان کو گرفتار کیا تھا:

أَتَرىٰ خَالِدًا يَقْتُلُنَا الْيَوْ   مَ بِذَنْبِ الْأُصَيْغِرِ الْكَذَّابِ
لَمْ نَدَعْ مِلَّةَ النَّبِيِّ وَلَانَحْـ   نُ رَجَعْنَا عَنْهَا عَلَى الْأَعْقَابِ

(کیا تم خالد کو دیکھ رہے ہو کہ وہ آج ہم کو ذلیل اور کذاب کے گناہوں کی بنیاد پر قتل کر رہے ہیں۔
ہم نے نبی کریم ﷺ کی ملت کو نہیں چھوڑا ہے اور ہم دین اسلام سے ہٹے نہیں ہیں)

یہ اشعار خالد بن ولید کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہیثم کو چھوڑ دیا، جب وہ ٹیلے سے اتر رہے تھے تو چوپائے نے ان کو نیچے گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

مراجع: الاصابہ ۳/۵۸۶، الاعلام ۴/۱۰۳، السیرۃ لابن ہشام، معجم الشعراء عفیف ۲۷۸، معجم الشعراء المخضرمین والاموبین ۵۲۰، منح المدح ۳۲۶

(۳۶۲)

وبرہ ابن قیس خزاعی

رشاطی نے ''الانساب'' میں اشعث کے تذکرہ میں وبرہ کا تذکرہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کی شادی اشعث ابن قیس سے کی، جب وہ حضرت ابوبکر کے پاس سے نکلے تو انھوں نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور بازار میں جو بھی جانور (گھوڑا، بکری اور گائے) ملا اس کو مار دیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ابوبکر سے کہا کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں۔ ابوبکر نے کہا: دیکھو کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ انصار کے کسی گھر میں تھے اور لوگ ان کے آس پاس جمع تھے اور وہ کہہ رہے تھے: یہ میرا ولیمہ ہے، اگر میں اپنے شہر میں ہوتا تو میں اس طرح ولیمہ کرتا جس طرح میرا جیسا آدمی ولیمہ کرتا ہے۔ چناں چہ جس کو جو ملے وہ لے اور کل تمہیں اپنے جانوروں کی قیمت ملے گی۔ اس دن مدینہ کے ہر گھر میں گوشت پہنچا، لگ رہا تھا کہ وہ عید الاضحیٰ کا دن ہے، اسی سلسلے میں وبرہ بن قیس خزرجی کہتے ہیں:

لَقَدْ أَوْلَمَ الْكِنْدِيُّ يَوْمَ مِلَاكِهِ   وَلِيمَةَ حَمَّالٍ لِثِقْلِ الْجَرَائِمِ

لَقَدْ سَلَّ سَيْفًا كَانَ مُذْ كَانَ مُغْمَدًا   لَدَى الْحَرْبِ مِنهَا فِي الطَّلَا وَالْجَمَاجِمِ
فَأَغْمَسَهُ فِي كُلِّ بَكْرٍ وَسَابِحٍ   وَعِيرٍ وَبَغْلٍ فِي الْحَشَا وَالْقَوَائِمِ
فَقُلْ لِلْفَتَى الْبَكْرِيِّ إِمَّا لَقِيْتَهُ   ذَهَبْتَ بِأَسْنَى مُحَمَّدٍ أَوْلَادِ آدَمِ

(کندی نے اپنی شادی کے دن اس شخص کی طرح کیا جو جرائم کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہو اور ان جرائم کا فدیہ دینا اس کے لیے ضروری ہو۔

انھوں نے تلوار سونتی جب کہ وہ نیام میں تھی، جس طرح جنگ میں تلوار میان سے باہر نکالی جاتی ہے اور کھوپڑیاں اور انسانی اعضاء اڑائے جاتے ہیں۔

چناں چہ انھوں نے ہر اونٹنی، گھوڑا، گدھا اور خچر کے سینے اور پیروں پر تلوار سے حملہ کیا اور ان کو خون میں نہلا دیا۔

اگر تمھاری ملاقات بکری نوجوان سے ہو تو اس سے کہہ دو: اولاد آدم کی سب سے زیادہ خوبصورت اور محمد کے سب سے قریبی فرد کی دوشیزہ کو تم لے گئے ہو، ان پر تم نے اس طرح کا ولیمہ کیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے)

مراجع: الاصابۃ ۳/۵۹۴

(۳۶۳)

ورقہ ابن نوفل قرشی اسدی

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشی اسدی۔

ورقہ ابن نوفل ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی ہیں۔

بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر سب سے پہلے وحی نازل ہوئی اور غارِ حراء میں آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل آئے تو آپ گھبرائے ہوئے گھر آئے اور لیٹ گئے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، انہوں نے نصرانیت قبول کی تھی۔

ورقہ بن نوفل نے زمانہ جاہلیت میں اوثان پرستی کو ناپسند کیا تھا اور صحیح دین کی تلاش میں مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔ حضرت خدیجہ نبی کریم ﷺ کے معاملے کے سلسلے میں دریافت کرتی تو وہ کہتے: میرا تو خیال یہی ہے کہ وہ اس امت کے نبی ہیں، جس کی بشارت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی ہے۔

ورقہ نے حضور اکرم ﷺ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

هٰذِي خَدِيجَةُ تَأْتِينِي لِأُخْبِرَهَا   وَمَا لَنَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ
بِأَنَّ أَحْمَدَ يَأْتِيهِ فَيُخْبِرُهُ   جِبْرَئِيلُ أَنَّكَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْبَشَرِ

فَقُلْتُ عَلَى الَّذِيْ تُرَجِّيْنَ يُنْجِزُهُ لَهُ الْإِلٰهُ فَرَجِّي الْخَيْرِ وَ انْتَظِرِيْ

(یہ خدیجہ میرے پاس آئی ہے تا کہ میں اس کو بتاؤں، حالاں کہ ہمارے پاس غیب کی کوئی خبر نہیں ہے۔
کہ احمد کے پاس جبرئیل آتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں کہ آپ کو انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔
تو میں نے اس سے کہا: مجھ سے جس چیز کی تم امید لگائی ہو، اللہ اس کو پورا کرے گا، تم انتظار کرو اور امید رکھو)

ابن عدی نے ''الکامل'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ورقہ بن نوفل کو خواب میں دیکھا کہ ان پر ریشم کے کپڑے ہیں۔

عروہ نے کہا ہے کہ بلال بنو جمح بن عمرو کی ایک عورت کے غلام تھے، اس کے گھر والے حضرت بلال کو مکہ کے صحراء میں لے جا کر ستایا کرتے تھے، تپتے ہوئے صحراء کی ریت پر ننگی پیٹھ لٹا دیتے تھے، تا کہ وہ اسلام سے پھر جائیں، لیکن وہ احد احد ہی کہتے تھے اور اللہ کی وحدانیت کا ہی گن گاتے تھے، ورقہ کا گزر ان کے پاس سے ہوتا تو وہ بھی بلال کو وحدانیت کی ترغیب دیتے ہوئے کہتے: بلال! احد احد۔

ورقہ نے اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَلَقَدْ نَصَحْتُ لِأَقْوَامٍ وَقُلْتُ لَهُمْ أَنَا النَّذِيْرُ فَلَا يَغْرُرْكُمْ أَحَدُ
لَاتَعْبُدَنَّ إِلٰهًا غَيْرَ خَالِقِكُمْ فَإِنْ دَعَوْكُمْ فَقُوْلُوْا بَيْنَنَا جَدَدُ
سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ سُبْحَانًا يَعُوْدُ لَهُ وَقَبْلُ قَدْ سَبَّحَتْهُ الْجُوْدُ الْجُمُدُ
مُسَخَّرٌ كُلُّ مَا تَحْتَ السَّمَاءِ لَهُ لَايَنْبَغِيْ أَنْ يُّنَاوِيَ مُلْكَهُ أَحَدُ
لَا شَيْئَ مِمَّا نَرىٰ إِلَّا بَشَاشَتُهُ يَبْقَى الْإِلٰهُ وَيُوْدَى الْمَالُ وَالْوَلَدُ
لَمْ تُغْنِ عَنْ هُرْمُزٍ يَوْمًا خَزَائِنُهُ وَالْخُلْدَ قَدْ حَاوَلَتْ عَادٌ فَمَا خَلَدُوْا
وَلَاسُلَيْمَانَ إِذْ دَانَ الشُّعُوْبُ لَهُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَجْرِيْ بَيْنَهَا الْبُرُدُ

(میں نے چند لوگوں کو نصیحت کی اور میں نے ان سے کہا: میں تم کو ڈرانے والا ہوں، چناں چہ تم کو کوئی دھوکے میں نہ ڈالے۔

اپنے خالق کے علاوہ کسی دوسرے معبود کی عبادت ہرگز نہ کرو، اگر وہ تم کو اس کی طرف بلائیں تو تم کہو: ہمارے درمیان ہموار راستہ ہے یعنی ہم صحیح راستے پر ہیں۔

عرش کے مالک کی ذات پاک ہے، پاکی اسی کے لیے ہے، اس سے پہلے آسمانوں اور زمینوں نے اس کی پاکی بیان کی ہے۔

آسمان کے نیچے موجود تمام چیزیں اس کے لیے مسخر ہیں، کوئی اس کی شہنشاہیت سے خروج نہیں کر سکتا۔

جو چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل چیز اس کی رضا اور خوش نودی ہے، اللہ ہمیشہ ہمیش رہے گا، مال تباہ ہو جائے گا اور اولاد ہلاک ہو جائیں گی۔

ہرمز کو اس کے خزانے کبھی کام نہیں آئے، قبیلہ عاد نے خلود کی کوشش کی، لیکن وہ ہمیشہ نہیں رہے۔

اور سلیمان بھی زندہ نہیں ہیں، جن کے لیے تو تمام مخلوقات تابع ہوگئی تھیں، جنات اور انسان ان کے مطیع تھے، اور ہوائیں اور بادل ان کے حکم پر چلتے تھے)

مراجع: الاصابۃ ۳/ ۵۹۷۔۵۹۸، الوافی بالوفیات ۲۷/ ۲۵۷۔۲۵۸، أسد الغابۃ ۵/ ۴۶۳

(۳۶۴)

ولید ابن ولید ابن مغیرہ قرشی مخزومی

ولید بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی۔

ولید، خالد بن ولید کے بھائی ہیں، انہوں نے جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شرکت کی اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہوگئے۔ ان کے بھائی ہشام اور خالد نے فدیہ دے کر ان کو چھڑایا، ہشام ان کے حقیقی بھائی ہیں، جب ان کو فدیہ دے کر آزاد کر دیا گیا تو انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مشرکین نے ان کی سرزنش کی تو انہوں نے کہا: مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ وہ سمجھیں کہ قید سے گھبرا کر میں اسلام لا رہا ہوں۔

واقدی نے لکھا ہے کہ جب وہ اسلام لے آئے تو ان کے ننیہال والوں نے ان کو قید کیا، نبی کریم ﷺ ان کی رہائی کے لئے قنوت میں دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائیں کہا کرتے تھے: ''اللھم انج الولید بن الولید والمستضعفین من المؤمنین'' پھر وہ اپنے رشتہ داروں کی قید سے نکل کر بھاگنے میں کامیاب ہوگئے اور آپ ﷺ سے ''عمرۃ القضیہ'' میں آکر ملے، ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ بھاگے تو کسی سواری پر سوار نہیں ہوئے، بلکہ پیدل ہی بھاگے، پھر بھی کوئی ان کو پکڑ نہیں سکا، لوگ ان کے پیچھے نکلے، لیکن ان کو پکڑنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ مدینہ داخل ہونے سے پہلے بئر ابو عتبہ کے پاس ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کیا تو خالد مکہ سے نکلے، تاکہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھیں، نبی کریم ﷺ نے ولید بن ولید سے کہا: ''اگر وہ ہمارے پاس آتے تو ہم ان کا اکرام کرتے، اس جیسے شخص کے دل میں اسلام جاگزیں ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا''۔ ولید نے یہ بات لکھ کر خالد کو پہنچائی، خالد کی ہجرت کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔ واقدی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ جب ولید بن ولید ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو ان کی ماں نے کہا:

هَـاجَـرَ الْـوَلِيْـدُ رُبْعَ الْمَسَـافَـةِ   فَـاشْتَـرِ مِنْهَـا جَمَلًا وَنَـاقَـةً

(ولید نے ہجرت کر کے سفر کی ایک چوتھائی مسافت طے کر لی ہے، چناں چہ تم وہاں سے بہت سی اونٹنیاں خریدو)

ان کی ماں کے بہت سے ایسے اشعار ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو ام سلمہ نبی کریم ﷺ کی بیوی نے مندرجہ ذیل اشعار کہے، جو ان کی چچازاد بہن تھی:

يَـا عَيْـنُ فَـابْكِـيْ الْـوَلِيْـدَ بْنَ   الْـوَلِيْـدِ بْـنِ الْـمُـغِيْـرَةْ
قَـدْ كَـانَ غَيْثًـا فِـي السِّـ   ـنِيْـنَ وَرَحْـمَةً فِيْـنَـا مُـنِيْـرَةْ
ضَـخْـمَ الـدَّسِيْـعَةِ مَـاجِـدًا   يَسْـمُـوْ إِلَـىٰ طَـلَـبِ الْـوَتِيْـرَةْ
مِثْـلَ الْـوَلِيْـدِ بْـنِ الْـوَلِيْـدِ   أَبُـو الْـوَلِيْـدِ كَـفَـى الْـعَشِيْـرَةْ

(اے میری آنکھ! ولید ابن ولید ابن مغیرہ پر رو۔
وہ قحط سالی میں سیراب کرنے والا بادل تھا، اور ہم میں روشن رحمت تھا۔
اس کا دستر خوان بڑا وسیع تھا اور وہ خالص النسب شریف تھا، وہ بلندی کی تلاش میں بلندیوں پر چڑھتا رہا۔
ولید ابن ولید ابو الولید جیسا شخص خاندان کے لیے کافی ہے)

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ولید بن ولید بن مغیرہ مکہ میں قید تھے، جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنا مال طائف میں بیچا، انھوں نے ایک مرتبہ اپنی قوم کو غفلت میں پایا تو وہ، عیاش بن ابو ربیعہ اور سلمہ بن ہشام پیدل چلے، ان کو پیچھا کیے جانے کا خوف تھا، وہ تیز چلنے لگے، یہاں تک کہ تھک گئے، ولید چلنے سے قاصر ہو گئے تو یہ شعر کہا:

يَـا قَـدَمَـيَّ أَلْـحِقَـانِـيْ بِـالْقَـوْمِ   وَلَاتَـعِـدَانِـيْ كَسَلًا بَـعْـدَ الْيَـوْمِ

(میرے قدم! مجھے قوم تک پہنچا دو اور آج کے بعد مجھے تھکاوٹ اور سستی کی دھمکی نہ دو)

جب وہ اجراس پہنچے تو ان کو زخم آیا، اس وقت انھوں نے کہا:

هَـلْ أَنْـتَ إِلَّا إِصْبَـعٌ دُمِيْـتِ   وَفِـيْ سَبِيْـلِ اللّٰـهِ مَـا لَقِيْـتِ

(تُو تَو بس ایک انگلی ہے جو زخمی ہوئی ہے، جو تمھیں تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/۶۰۳-۶۰۴

(۳۶۵)

وہب ابن سماع عوفی

ابن عبدالبر نے وہب ابن سماع کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن سعد نے ''شرف المصطفی'' میں یہ واقعہ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اور صحابہ آپ کے اردگرد تھے کہ ایک بدّو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا، وہ بہت لمبا تھا۔ وہ لوگوں کو پھاندتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور گفتگو کرنے لگا، کئی مرتبہ اس پر خوف طاری ہوا پھر اس کا خوف ختم ہو گیا تو اس نے چند اشعار سنائے، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم وہب بن سماع ہو؟ انہوں نے کہا: میں وہب بن سماع عوفی ہوں جو بہت سخت وفاع کرنے والا اور طاقتور ہے۔ آپ نے دریافت کیا: ''کیا تم وہی ہو جس کی قوم کے اکثر لوگ جنگوں میں ختم ہو گئے ہیں''؟ پھر آپ نے اس کے حالات بتانا شروع کیا تو اس نے کہا: اب کوئی چیز باقی نہیں رہی ۔انہوں نے اسلام قبول کیا۔

ابن سعد نے بت کے ساتھ ان کا قصہ بیان کیا ہے اور ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

یَا وَهْبَ بْنَ مَالِكٍ لَاتَجْزَعِ قَدْ جَاءَ مَا لَيْسَ يَدْفَعُ

(اے ابن وہب! گھبراؤ نہیں، وہ چیز آ چکی ہے جس کو روکا نہیں جا سکتا) **مراجع**: الاصابۃ ۳/۶۰۵۔۶۰۶

(۳۶۶)

یزید بن آخرہ یمانی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں یزید ابن آخرہ یمانی کا تذکرہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسود عنسی کو قتل کرنے والوں میں یہ بھی تھے، انہوں نے اسود عنسی کو قتل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار کہے:

لَعَمْرُكَ إِنَّا يَوْمَ عَبْدَانِ عُصْبَةٍ يَمَانِيَةِ الْأَحْسَابِ غَيْرِ لِئَامِ
غَدَاةَ جَدَعْنَا فِيْ عَنْسٍ بِضَرْبَةٍ أَبَانَ بِهَا الْمَكْشُوْحُ رَأْسَ هُمَامِ

(تیری زندگی کی قسم! ہم جنگِ عبدان میں متحد گروہ تھے، ہم میں سے ہر ایک خالص النسب تھا، کوئی کمینہ نہیں تھا۔ جس دن ہم نے اسود عنسی کو مار دیا، جس سے اس سردار کا سر پھٹ کر کھل گیا)

(۳۶۷)

یزید ابن حارث شیبانی

ان کو عہدِ نبوی ملا اور وہ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے، اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

تَدُوْرُ رِحَانَا حَوْلَ رَأْيَةِ عَامِرٍ   يَرَانَا بِالْأَبْطَحِ الْمُتَلَاحِقِ
يَلُوْذُ بِنَا رُكْنَا مَعَدٍّ وَتَبْقٰى   بِنَا غَمَرَاتُ الْمَوْتِ أَهْلَ الْمَشَارِقِ

(عامر کے جھنڈے کے آس پاس ہمارے پڑاؤ تھے، وہ ہم کو کشادہ وسیع میدان میں دیکھ رہا تھا۔
قبیلہ معد کے دو مضبوط خاندان ہماری پناہ لے رہے تھے، اور ہماری وجہ سے موت کی سختیاں مشرق والوں کو جھیلنی پڑی)

اس کے بعد انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی۔

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۶۳۴، الأعلام ۸/۱۸۰۔۱۸۱، البدایۃ والنھایۃ ۸/۱۵۴، تھذیب التھذیب ۸/۱۶۳، جمھرۃ الأنساب ۳۰۵، الکامل لابن الأثیر ۴/۱۱۱، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۵۳۴۔۵۳۵

(۳۶۸)

یزید ابن حذیفہ اسدی

وثیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اور ان کے بیٹے زفر فتنہ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہے اور وہ دونوں خالد بن ولید سے جا کر ملے، وہ بنو اسد کے شرفاء میں سے تھے، انہوں نے بنو اسد کو انجام بد سے ڈراتے ہوئے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

بَنِيْ أَسَدٍ مَا فِيْ طُلَيْحَةَ خَصْلَةٌ   يُطَاعُ بِهَا يَا قَوْمُ فِيْ حَيِّ فَقْعَسِ

(اے بنو اسد! طلیحہ میں کوئی بھی ایسی صفت نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر اطاعت کی جائے، اے فقعس کے علاقے میں رہنے والو!) **مراجع**: الاصابۃ ۳/۶۳۴

(۳۶۹)

یزید ابن عبد المدان حارثی

یزید بن عبد المدان بن دیان بن قطن حارثی۔

ان کی کنیت ابو منذر رہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ شاعر تھے، اور اپنی قوم کے باعزت شخص تھے۔

انہوں نے سن ۱۰ ہجری میں اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے پاس آئے۔

مراجع: الاصابۃ ۳/۶۳۳

(۳۷۰)

یزید ابن عمرو ریاحی

یزید شاعر ہیں اور وہ اخوص کے نام سے مشہور ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخضرم شاعر ہیں۔ مراجع: الاصابہ ۳/۶۳۵

(۳۷۱)

یزید ابن قیس کلابی

یزید بن قیس بن صعق (یہ لقب ہے، ان کا نام عمرو ہے) بن حرث بن خویلد بن نوفل بن عمرو بن کلاب بن ربیعہ کلابی۔ ان کی کنیت ابومختار ہے۔

مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے بصرہ کے گورنروں کی شکایت میں حضرت عمر کے نام ایک قصیدہ کہا تو خالد بن کلاب نے اس کا جواب دیا، مدائنی، علی بن حماد اور سحیم بن حفص وغیرہ نے کہا ہے کہ ابومختار یزید بن قیس بن صعق نے اہواز وغیرہ کے گورنروں کے خلاف حضرت عمر کی خدمت میں شکایت کی:

أَبْلِغْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِسَالَةً	فَأَنْتَ أَمِيْنُ اللّٰهِ فِي النَّهْيِ وَالْأَمْرِ
وَأَنْتَ أَمِيْنُ اللّٰهِ فِيْنَا وَمَنْ يَّكُنْ	أَمِيْنًا لِرَبِّ الْعَرْشِ يَسْلَمْ لَهُ صَدْرِيْ
فَلَا تَدَعَنَّ أَهْلَ الرَّسَاتِيْقِ وَالْقُرٰى	يُسِيْغُوْنَ مَالَ اللّٰهِ فِي الْأُدْمِ وَالْوَفْرِ
فَأَرْسِلْ إِلَى الْحَجَّاجِ فَاعْرِفْ حِسَابَهُ	وَأَرْسِلْ إِلٰى جُزْءٍ وَأَرْسِلْ إِلٰى بِشْرِ
وَلَا تَنْسَيَنَّ النَّافِعَيْنِ كِلَاهُمَا	وَلَا ابْنَ غَلَّابٍ مِنْ سَرَاةِ بَنِيْ نَصْرِ
وَلَا تَدْعُوَنِّيْ لِلشَّهَادَةِ إِنَّنِيْ	أَغِيْبُ وَلٰكِنْ أَرٰى عَجَبَ الدَّهْرِ
نَؤُوْبُ إِذَا آبُوْا وَنَغْزُوْ إِذَا غَزَوْا	فَإِنَّ لَهُمْ وَفْرًا وَلَسْنَا ذَوِيْ وَفْرِ
إِذَا التَّاجِرُ الْهِنْدِيُّ جَاءَ بِفَأْرَةٍ	مِنَ الْمِسْكِ رَاحَتْ فِيْ مَفَارِقِهِمْ تَجْرِيْ

(امیر المومنین کو یہ پیغام پہنچا دو کہ آپ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کے سلسلے میں اللہ کے امین ہیں۔

اور آپ ہم میں اللہ کے امین ہیں اور جو عرش کے مالک کا امین ہو اس کے لیے میرا دل صاف ہے اور میں اس کا مخلص ہوں۔

چناں چہ آپ گاؤں اور دیہات والوں کو اللہ کا مال عیش و عشرت کی زندگی اور اپنے وقار و ناموس کی حفاظت کے لیے خرچ کرنے کے لیے نہ چھوڑے۔

حجاج کے پاس اپنا آدمی بھیجو اور اس کا حساب کتاب لو، جزء کے پاس بھیجو اور بشر کے پاس بھیجو۔
دونوں نافع کو بھی بھلا نہ دینا اور ابن غلاب کو بھی نہ چھوڑنا جو بنو نصر کے سرداروں میں سے ہیں۔
اور گواہی کے لیے مجھے نہ بھلانا، کیوں کہ میں غائب ہو جاؤں گا، لیکن میں زمانہ کی عجیب کارستانیاں دیکھ رہا ہوں۔
جب وہ جنگ سے واپس ہوتے ہیں تو ہم بھی واپس ہوتے ہیں، اور جب وہ جنگ کرتے ہیں تو ہم بھی جنگ کرتے ہیں، لیکن ان کی عزت ووقار ہے، ہماری کوئی عزت نہیں ہے۔ جب ہندوستانی تاجر مشک کی شیشی لے کر آتا ہے تو مشک ان کی مانگوں میں دوڑنے لگتا ہے)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۶۳۶

(۴۷۲)

یزید ابن معاویہ رواسی

یزید بن معاویہ بن قیس بن عبید رواسی۔ ان کی کنیت ابوداؤد ہے۔
مرزبانی نے لکھا ہے کہ وہ مخضرم شاعر ہیں اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں سے ایک شعر مندرجہ ذیل ہے:

نُـوَاصِـلُ أُحْيَـانًـا وَنُـصْـرِمُ تَـارَةً وَشَـرُّ الْاَخِلَّاءِ الْـخَـلِيْلُ الْـمُـمَـزَّجُ

(ہم کبھی تعلقات استوار کرتے ہیں تو کبھی تعلقات توڑ دیتے ہیں، دوستوں میں بدترین دوست وہ ہے جو دوغلا ہو)
ابن الکلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو شاعر کہا ہے۔

مراجع: الاصابہ ۳/ ۶۳۷

(۴۷۳)

یزید ابن مغفل عامری

یزید بن مغفل بن عوف بن عمیر بن کلیب عامری۔
ان کو عہد نبوی ملا اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔
ابن الکلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں لکھا ہے کہ وہ حسین بن علی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے، اس وقت انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

إِنْ تُـنْـكِـرُوْنِـيْ فَـأَنَـا ابْنُ الْـمُـغَـفَّلِ شَـاكٍ لَـدَى الْهَـيْـجَـاءِ غَـيْـرُ أَعْـزَلِ
وَفِـيْ يَـمِـيْـنِـيْ نِـصْـفُ سَـيْفٍ مُـنْـصَـلِ أَعْـلُـوْبِـهِ الْـفَـارِسَ وَسْـطَ الْـقَـسْـطَلِ

(اگر تم مجھے پہچانتے نہیں ہو تو سن لو! میں مغفل کا بیٹا ہوں، جنگوں کا بہادر اور ہتھیاروں سے لیس، میں کبھی شکست نہیں کھاتا۔
اور میرے ہاتھ میں تیز کاٹنے والی اور حق ادا کرنے والی تلوار ہے، یہ تلوار لے کر میں جنگ کے غبار میں شہسوار پر چڑھ جاتا ہوں)

مراجع: الاصابہ ۳/ ۶۳۷

باب ششم:

شاعراتِ عہدِ نبوی

(۱)

اروی بنت عبد المطلب

اروی بنت عبد المطلب بن ہاشم ہاشمیہ۔
اروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔
واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب طلیب بن عمیر یعنی اروی کے فرزند نے اسلام قبول کیا تو وہ اپنی ماں کے پاس آئے اور کہا: میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور محمد کا پیروکار بن گیا ہوں۔
واقدی نے پورا واقعہ نقل کیا ہے، اس میں تذکرہ ہے کہ انھوں نے اپنی ماں سے کہا: تمہیں اسلام قبول کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ حالاں کہ تمہارے بھائی حمزہ نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے دو بھائی کیا کریں گے۔ طلیب کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم محمد ﷺ کے پاس چلی جاؤ اور ان کو سلام کرو اور ان کی تصدیق کرو۔ اروی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر وہ اپنی زبان اور شاعری کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے لگی اور اپنے فرزند کو آپ کے تعاون اور آپ کے ساتھ دعوتی کاموں میں شریک ہونے کی ترغیب دینے لگی۔
واقدی نے برہ بنت ابو تجراہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل اور ان کے چند ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور آپ کو تکلیف پہنچائی۔ طلیب بن عمیر بھی وہاں تھے، انھوں نے ابوجہل کو مار کر زخمی کردیا، یہ دیکھ کر ابوجہل کے ساتھیوں نے طلیب کو پکڑا اور اس کو مارنے کا ارادہ کرنے لگے تو ابولہب طلیب کی مدد کے لئے آگے بڑھے۔ یہ خبر اروی کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا: ابولہب کا سب سے بہترین دن وہ ہے جب انہوں نے اپنے ماموں زاد بھائی کی مدد کی۔ اس وقت ابولہب سے کہا گیا کہ

اروی بددین ہوگئی ہے، چنانچہ وہ اروی کے پاس آئے اور اس کی سرزنش کرنے لگے تو اروی نے کہا: اپنے بھتیجے سے ہٹ کر رہو، اگر وہ غالب آجائے تو تم کو اختیار ہے، ورنہ اپنے بھتیجے کو معذور سمجھو۔ ابولہب نے کہا: ہمارے ساتھ پورے عرب کی طاقت ہے، وہ تو نیا دین لے کر آیا ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ ایک قول کے مطابق طلیب نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

إِنَّ طُلَيْبًا نَصَرَ ابْنَ خَالِهِ ... وَمَا أَسَاءَ فِي ذِي ذِمَّةٍ وَمَالِهِ

(طلیب نے اپنے ماموں زاد بھائی کی مدد کی اور رشتے دار کے ساتھ اور اس کے مال کے ساتھ برائی نہیں کی)

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ اروی بنت عبد المطلب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مندرجہ ذیل اشعار بطور مرثیہ کہے:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا ... وَكُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

كَأَنَّ عَلَىٰ قَلْبِيْ لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ ... وَمَا جَمَعَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ الْمُجَاوِيَا

(اے اللہ کے رسول! آپ ہماری امید تھے اور آپ ہمارے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے تھے، آپ سنگ دل نہیں تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ میرے دل میں محمد کی یاد ہے، اور نبی کے بعد میرے دل نے کوئی ضرورت جمع نہیں کی، یعنی کسی ضرورت کے بارے میں سوچا ہی نہیں کہ کہیں وہ پوری نہ ہو)

مراجع: الاصابۃ ۴/۲۲۲، اسد الغابۃ ۷/۷، الاعلام ۱/۲۹۰، البدایۃ والنہایۃ ۲/۱۹۵، ۲۳۵، الحیوان ۳/۴۹۸، طبقات ابن سعد ۲/۳۲۵، منح المدح ۳۳۶، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۰، معجم الشعراء عفیف ۱۵۔۱۶

(۲)

امامہ زبدیہ

ابن ہشام نے ابوعفک منافق کے قتل کے سلسلے میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ابوعفک نے اپنے نفاق کو ظاہر کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون میرے خاطر اس خبیث کو مارے گا''، بنو عمرو بن عوف کے ایک شخص سالم بن عمیر نے ان کو قتل کیا، اس سلسلے میں امامہ زبدیہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تُكَذِّبُ دِيْنَ اللّٰهِ وَالْمَرْءَ أَحْمَدَا ... لَعَمْرُ الَّذِيْ أَمْنَاكَ أَنْ بِئْسَ مَا تُمْنِيْ

حَبَاكَ حَنِيْفٌ آخِرَ الدَّهْرِ طَعْنَةً ... أَبَا عَفَكٍ خُذْهَا عَلَىٰ كِبَرِ السِّنِّ

(تم اللہ کے دین اور شریف انسان احمد کو جھٹلاتے ہو، اس کی زندگی کی قسم جس نے تم کو جھوٹی امید دلائی ہے، تم کو بدترین امید دلائی گئی ہے۔

تم کو مذہب حنیفی کے ایک پیروکار نے بڑھاپے میں نیزہ مارا، ابوعفک! اس وار کو بڑھاپے میں لو)

مراجع: الاصابۃ ۴/۲۳۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۴۶۔۴۷، معجم الشعراء عفیف ۲۸، المغازی ۱/۱۷۵، منح المدح ۳۲۵

(۳)

ام حبیبہ بنت عامر

ام حبیبہ بنت عامر بن خالد بن عمرہ بن قریظ۔

ام حبیبہ کو عہد نبوی ملا، لیکن آپ سے ملنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے بنو حارثہ بن عمرو کے نام سن ۹ ھ کو ایک خط لکھ کر ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے خط لیا اور اس کے حروف مٹا کر اس سے اپنا ڈول درست کیا، ام حبیبہ نے ان کے اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر کہا:

إِذَا مَــا أَتَتْهُــمْ آيَةٌ مِــنْ مُــحَــمَّــدِ   مَــحَــوْهَــا بِــمَــاءِ الْبِــئْـرِ فَهُــوَ عَــصِــيْــرُ

(جب ان کے پاس محمد کی طرف سے نشانی آئی تو انھوں نے کنویں کے پانی سے اس کو مٹایا)

مراجع: الاصابہ ۴/ ۴۲۸، معجم الشعراء عفیف ۶۷، معجم الشعراء المخضرمین والامویین ۹۵، منح المدح ۳۴۰

(۴)

ام ذر

ام ذر، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

فاکہانی نے ''کتاب مکہ'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب مسکرانے کا دل کرتا تو آپ ابوذر سے فرماتے: ''ابوذر! مجھے اپنے اسلام کی ابتدا کے بارے میں بتاؤ''۔ وہ کہتے: ہمارا ایک بت تھا، اس کا نام ''نہم'' تھا، ایک مرتبہ میں اس کے پاس آیا اور اس کے لئے دودھ انڈیلا اور واپس چلا گیا، اچانک میری نگاہ اس جگہ پڑی تو میں نے ایک کتے کو دیکھا کہ وہ یہ دودھ پی رہا ہے، جب وہ دودھ پی کر فارغ ہو گیا تو اس نے اپنا پیر اٹھا کر بت پر پیشاب کر دیا تو میں نے یہ اشعار کہے:

أَلَا يَــا نَهْــمُ إِنِّــيْ قَــدْ بَــدَا لِــيْ   مَــدَى شَــرَفٍ يُــبْــعِــدُ مِــنْــكَ قُــرْبًــا

رَأَيْتُ الْــكَــلْــبَ سَــامِــكَ حَظَّ خَسَفٍ   فَــلَــمْ يَــمْــنَــعْ قِــفَــاكَ الْــيَــوْمَ كَــلْــبًــا

(اے نہم! تمھاری کتنی عزت ہے مجھے معلوم ہو گئی؟ جو تم سے قریب کو دور کر رہا ہے۔
میں نے کتے کو دیکھا کہ ذلت کے حصے کو تمھارے بدلے وہ چڑ گیا، تو تم نے آج کتے کو نہیں روکا)

ام ذر نے مجھے سنا تو کہا:

لَقَدْ أَتَيْتَ جُرْمًا　وَأَصَبْتَ عِظَمًا　حِيْنَ هَجَوْتَ نَهْمًا

(تم نے جرم کیا ہے اور بہت بڑا گناہ کیا ہے، جب تم نے نہم کی ہجو کی)

میں نے پورا واقعہ اس کو سنایا تو اس نے کہا:

أَلَا فَابْغِنَا رَبًّا كَرِيْمًا　جَوَادًا فِي الْفَضَائِلِ يَا ابْنَ وَهْبِ

فَمَا مَنْ سَامَهُ كَلْبٌ حَقِيْرٌ　فَلَمْ يَمْنَعْ يَدَاهُ لَنَا بِرَبِّ

فَمَا عَابِدُ الْحِجَارَةِ غَيْرَ غَاوٍ　رَكِيْكُ الْعَقْلِ لَيْسَ بِذِيْ لُبِّ

(سن لو! پھر تو ہمارے لیے سخی پروردگار کو تلاش کرو، جو احسانات کرنے میں سخی اور جواد ہو، اے ابن وہب۔
کیوں کہ جس کا کھانا ایک حقیر کتا چاٹ جائے تو بھی اس کے ہاتھ روک نہ پائے تو وہ ہمارا پروردگار نہیں ہے۔
پتھروں کو پوجنے والا تو گمراہ ہی ہے اور وہ رکیک العقل ہے، عقل مند نہیں)

آپؐ نے فرمایا: ام ذر نے صحیح کہا ہے کہ پتھروں کو پوجنے والے گمراہ ہیں۔

مراجع: الاصابۃ ۴/۴۳۰

(۵)

ام رِعلہ قشیریہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ام رعلۃ مدینۃ آئی تھی اور انھوں نے آپ سے ملاقات بھی کی تھی، جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو فتنۂ ارتداد کے زمانے میں واپس مدینۃ آئی۔

مستغفری نے لکھا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بڑی غم زدہ تھی اور حسن وحسین کو دیکھنے کے لئے مدینہ کی گلیوں کا چکر لگاتی تھی اور آپ کی یاد میں روتی تھی۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے متعلق ام رعلہ کا ایک مرثیہ نقل کیا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:

يَا دَارَ فَاطِمَةَ الْمَعْمُوْرِ سَاحَتُهَا　هَيَّجْتِ لِيْ حُزْنًا حُيِّيْتِ مِنْ دَارِ

(دیار فاطمہ! جس کا صحن آباد ہے، اس صحن نے میرے غم کو بھڑکا دیا، وہ گھر ہمیشہ آباد رہے)

مراجع: الاصابۃ ۴/۴۳۱

(٦)

خنساء بنت عمرو سلمیہ

خنساء بنت عمرو بن شرید بن رباح بن ثعلبہ بن عصیہ بن خفاف بن امرؤالقیس بن بہثہ بن سلیم سلمیہ۔

خنساء مشہور شاعرہ ہیں۔ان کا نام تماضر ہے۔

خنساء بڑی خوبصورت تھی، درید بن صمہ نے ایک مرتبہ خنساء کو دیکھا کہ انھوں نے خارش زدہ اونٹ پر تارکول ملا، پھر کپڑے اتار کر غسل کیا۔اس پر درید بن صمہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

حَيُّوا تَمَاضِرَ وَارْبَعُوا صَحْبِيْ ۔۔۔ وَقِفُوا فَإِنَّ وُقُوفَكُمْ حَسْبِيْ

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِهِ ۔۔۔ كَالْيَوْمِ طَافَ أُنَيْقٌ جُرْبِيْ

مُتَبَذِّلًا تَبْدُوْ مَحَاسِنُهُ ۔۔۔ يَضَعُ الْهِنَاءُ مَوَاضِعَ النُّقَبِ

أَخُنَاسُ قَدْ هَامَ الْفُؤَادُ بِكُمْ ۔۔۔ وَاعْتَادَهُ دَاءٌ مِنَ الْحُبِّ

(میرے ساتھیو! تماضر کو سلام کرو اور میرا انتظار کرو، تمھارا ٹھیرنا ہی میرے لیے کافی ہے۔

میں نے اس کو نہیں دیکھا اور نہ میں نے اس کے بارے میں سنا، اس دن کی طرح جس دن ایک خوبصورت کا گزر میرے گروہ سے ہوا۔

اس نے پرانے کپڑے پہنے تھے، اس کے محاسن ظاہر ہو رہے تھے، وہ خوبصورت فرد دلوں کو اپنے قابو میں کر رہا ہے۔

خنساء! دل تمھارا عاشق ہو گیا ہے، اور اس کو محبت کی بیماری لگی ہے)

جب خنساء کو یہ بات معلوم ہوئی کہ درید نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا ہے تو انہوں نے کہا: میں بلند نیزوں کے مانند لمبے تڑنگے طاقت ور چچازاد بھائیوں کو چھوڑ کر بوڑھے سے شادی نہیں کر سکتی۔اس پر درید نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقَاكِ اللّٰهُ يَا ابْنَةَ آلِ عَمْرٍو ۔۔۔ مِنَ الْفِتْيَانِ أَمْثَالِيْ وَنَفْسِيْ

وَقَالَتْ إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۔۔۔ وَهَلْ خَبَّرْتُهَا أَنِّيْ ابْنُ أَمْسِ

(اے آل عمرو کی دختر! اللہ تم کو میرے جیسے نوجوانوں اور خود مجھ سے بچائے۔

اور اس نے کہا: وہ بہت بوڑھا ہے، کیا اسکو یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ میں گذشتہ کل کا آدمی ہوں یا میرے دن ختم ہو چکے ہیں)

حضرت خنساء نے رواحہ بن عبدالعزی سلمی سے شادی کی اور ان سے ایک فرزند عبداللہ ہوئے پھر ان کے بعد مرداس بن ابوعامر سلمی سے شادی کی جن سے تین اولاد زید، معاویہ اور عمر ہوئے۔

ابوعمر نے لکھا ہے کہ خنساء نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی قوم بنوسلیم کے ساتھ آئی اور ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ خنساء سے اس کے اشعار سنا کرتے تھے اور ان کے اشعار کو پسند کرتے تھے اور فرماتے تھے: "خنساء! فلاں شعر سناؤ" اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔

خنساء ابتداء میں دو یا تین اشعار کہا کرتی تھیں، پھر ان کے دو بھائیوں معاویہ اور صخر کا زمانۂ جاہلیت میں قتل کیا گیا، معاویہ ان کے حقیقی بھائی تھے، ان کو ہاشم اور زید نے قتل کیا تھا، جن کا تعلق قبیلہ مرہ سے تھا، صخر ان کے علاتی بھائی تھے، ان دونوں کے قتل کا اثر حضرت خنساء پر بہت زیادہ پڑا اور انہوں نے اپنے بھائیوں پر مرثیہ کہنا اور غم کرنا شروع کیا، جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں کمزور ہوگئیں، اخیر میں وہ اندھی ہوگئیں تھیں۔

مورخین اور ادباء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی شاعرہ نہ ان سے پہلے ان کی ہم پلہ تھی اور نہ ان کے بعد۔

خنساء نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنے بھائیوں پر غم کرنا اور ان کا مرثیہ کہنا نہیں چھوڑا، جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئی (اس وقت ان کی عمر ۵۰ سال کی تھی) تو حضرت عمر نے بھائیوں کے غم کے اثرات کو چہرے سے پہچان لیا اور دریافت کیا: آپ ان دونوں پر کیوں غم کرتی ہو، حالانکہ وہ دونوں جہنم میں ہیں۔ خنساء نے جواب دیا: یہی بات مجھے اور زیادہ غمگین کر رہی ہے، میں اس سے پہلے اپنے بھائیوں پر انتقام کی غرض سے رویا کرتی تھی اور اب جہنم کی آگ کی وجہ سے روتی ہوں۔

خنساء کے چار بیٹے تھے، جب مسلمان عراق پر چڑھائی کرنے کے لئے جانے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو جہاد اور اسلام کی مدد کی ترغیب دی، انھوں نے جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور سب کے سب شہید ہوگئے اور چاروں نے شہید ہونے سے پہلے رجزیہ اشعار کہے، پہلے نے کہا:

يَا إِخْوَتِي إِنَّ الْعَجُوزَ النَّاصِحَهْ ۔۔۔ قَدْ نَصَحَتْنَا إِذْ دَعَتْنَا الْبَارِحَهْ
بِمَقَالَةٍ ذَاتِ بَيَانٍ وَاضِحَهْ ۔۔۔ وَإِنَّمَا تَلْقَوْنَ عِنْدَ الصَّابِحَهْ
مِنْ آلِ سَاسَانَ كِلَابًا نَابِحَهْ

(اے میرے بھائیو! نصیحت کرنے والی عمر رسیدہ ماں نے ہم کو نصیحت کی ہے، جب اس نے ہم کو گذشتہ رات جمع کیا تھا۔ واضح اور کھلی باتوں سے ہم کو نصیحت کیا اور اس نے کہا: کل صبح آل ساسان کے بھونکنے والے کتوں سے تمہاری ٹکر ہوگی)

دوسرے نے کہا:

إِنَّ الْعَجُوزَ ذَاتَ حَزْمٍ وَجَلَدٍ ۔۔۔ قَدْ أَمَرَتْنَا بِالسَّدَادِ وَالرُّشْدِ
نَصِيحَةً مِنْهَا وَبِرًّا بِالْوَلَدِ ۔۔۔ فَبَاكِرُوا الْحَرْبَ حُمَاةً فِي الْعَدَدِ

(ہماری بوڑھی ماں پختہ ارادہ والی اور مضبوط دل والی ہے، اس نے ہم کو جمے رہنے اور بھلائی کا حکم دیا ہے۔
اس کی طرف سے نصیحت ہے، اور اولا دیعنی ہم کو اس کی فرماں برداری کرنی ہے، چناں چہ تیاری کے ساتھ کل صبح صبح
بہادروں کی طرح جنگ میں کود پڑو)

تیسرے نے کہا:

وَاللّٰهِ لَا نَعْصِي الْعَجُوزَ حَرْفًا نُصْحًا وَبِرًّا صَادِقًا وَلُطْفًا

فَبَادِرُوْا الْحَرْبَ الضَّرُوْسَ زَحْفًا حَتّٰى تَلُفُّوْا آلَ كِسْرٰى لُفًّا

(اللہ کی قسم! ہم بڑھیا کی نصیحت کے کسی حرف کی نافرمانی نہیں کریں گے، اس کی مکمل فرماں برداری خلوص کے ساتھ
کریں گے اور لطف ومہربانی کا معاملہ کریں گے۔
چنانچہ خونخوار جنگ میں حملہ کرتے ہوئے جلد کود پڑو، یہاں تک کہ جا کر کسریٰ والوں کے ساتھ پوری قوت کے ساتھ بھڑ جاؤ۔)

چوتھے نے کہا:

لَسْتُ لِخَنْسَاءَ وَلَا لِلْأَخْرَمِ وَلَا لِعَمْرٍو ذِي السَّنَاءِ الْأَقْدَمِ

إِنْ لَّمْ أَرُدْهُ فِي الْجَيْشِ خَنَسَ الْأَعْجَمِيِّ مَاضٍ عَلَى الْهَوْلِ خِضَمٌّ خِضْرَمِيِّ

(نہ میں خنساء کے لیے ہوں اور نہ اخرم کے لیے اور نہ کوششوں کے جامع قدیم عزت وشرافت کے حامل عمرو کے لیے
ہوں۔
اگر میں اس کو لشکر میں نہ دیکھوں جو جنگ کی ہولناکیوں میں گھسنے والا بہادر حضرمی ہے اور اعجمی اس کو دیکھ کر چھپ
جاتے ہیں)

جب اپنے چاروں فرزندان کی شہادت کی خبر حضرت خنساء کو معلوم ہوئی تو انہوں نے صرف اتنا
ہی کہا: اس اللہ کی تعریف ہے جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف عطا کیا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے
ان کے ساتھ اپنی رحمت کی آغوش میں جگہ دے گا اور ان کے ساتھ جمع فرمائے گا۔

حضرت خنساء کی وفات کے سلسلے میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۲۴ھ (۶۴۴۔۶۴۵ء)
میں حضرت عثمان کے عہد خلافت کی ابتدا میں ہوئی، دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں ۴۲ھ
(۶۶۳ء) کو ہوئی۔

بلا اختلاف خنساء عرب کی سب سے بڑی شاعرہ ہیں، ان کے تمام اشعار قطعات پر مشتمل ہیں
، الفاظ میں فصاحت، اسلوب میں بلاغت اور ترکیب میں پختگی ہے، ان کے اشعار میں فخر کا پہلو غالب ہے،
ان کے اکثر اشعار مرثیہ کے ہیں۔

خنساء نے اپنے بھائی کے مرثیے میں بہت سے اشعار کہے ہیں، ان میں سے بعض بہترین اشعار
مندرجہ ذیل ہیں:

أَعَيْنَيَّ : جُوْدَا وَلَا تَجْمُدَا أَلَا تَبْكِيَانِ لِصَخْرِ النَّدٰى؟
أَلَا تَبْكِيَانِ الْجَرِئَ الْجَمِيْلَ ، أَلَا تَبْكِيَانِ الْفَتٰى السَّيِّدَا!
رَفِيْعَ الْعِمَادِ طَوِيْلَ النِّجَا دِ سَادَ عَشِيْرَتَهُ أَمْرَدًا
إِذَا الْقَوْمُ مَدُّوْا بِأَيْدِيْهِمُوْ إِلَى الْمَجْدِ ، مَدَّ إِلَيْهِ يَدًا ،
فَنَالَ الَّذِيْ فَوْقَ أَيْدِيْهِمُوْ مِنَ الْمَجْدِ ثُمَّ انْتَمٰى مُصْعِدًا
يُحَمِّلُهُ الْقَوْمُ مَا عَالَهُمْ وَإِنْ كَانَ أَصْغَرُهُمْ مَوْلِدًا
وَإِنْ ذُكِرَ الْمَجْدُ أَلْفَيْتَهُ تَأَزَّرَ بِالْمَجْدِ ثُمَّ ارْتَدٰى

(اے میری آنکھیں! اپنے آنسوؤں سے سخاوت کرتی رہو، اور رکو نہیں، کیا تم سخاوت کی علامت صخر پر نہیں روؤگی؟
کیا تم خوبصورت اور بہادر پر نہیں روؤگی، کیا تم سردار نوجوان پر نہیں روؤگی؟
بلند مرتبے والے دراز قد نوجوان پر نہیں روؤگی؟ جس نے اپنے قبیلے کی سرداری شروع جوانی میں ہی حاصل کی۔
جب قوم نے اپنے ہاتھوں کو عزت وشرافت کی طرف بڑھایا تو اس نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا۔
جو عزت ان کے بس کی نہیں تھی اس نے وہ عزت پائی پھر وہ بلندیوں پر پہنچ گیا۔
جب کوئی کام قوم کے لیے بوجھ اور بھاری بن جاتا ہے تو قوم وہ کام اس کے حوالہ کرتی ہے، اگر چہ کہ وہ ان میں سب سے چھوٹا اور اخیر میں پیدا ہونے والا ہے۔
اگر عزت و بزرگی کا کبھی تذکرہ کیا جاتا ہے تو تم اس کو پاؤگے کہ اس نے عزت کا تہہ بند باندھ لیا ہے پھر اس کی چادر اوڑھ لی ہے، یعنی وہ عزت کے بلند مقام پر فائز ہے)

ان کے مشہور مرثیوں میں سے مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں:

يُذَكِّرُنِيْ طُلُوْعُ الشَّمْسِ صَخْرًا وَأَنْدُبُهُ لِكُلِّ غُرُوْبِ شَمْسِ
وَلَوْلَا كَثْرَةُ الْبَاكِيْنَ حَوْلِيْ عَلٰى إِخْوَانِهِمْ لَقَتَلْتُ نَفْسِيْ
وَمَا يَبْكُوْنَ مِثْلَ أَخِيْ ، وَلٰكِنْ أُعَزِّي النَّفْسَ عَنْهُ بِالتَّأَسِّيْ
فَلَا وَاللّٰهِ ، لَا أَنْسَاكَ حَتّٰى أُفَارِقَ مُهْجَتِيْ وَأُزُوْرَ رَمْسِيْ
فَقَدْ وَدَّعْتُ ، يَوْمَ فِرَاقِ صَخْرٍ أَبِيْ حَسَّانَ لَذَّاتِيْ وَ أُنْسِيْ
فَيَا لَهْفِيْ عَلَيْهِ وَلَهْفَ أُمِّيْ أَيُصْبِحُ فِي الضَّرِيْحِ وَ فِيْهِ يُمْسِيْ ؟

(ہر دن طلوع آفتاب مجھے صخر کی یاد دلاتا ہے، اور ہر دن غروبِ آفتاب کے وقت میں اس پر غم کرتی ہوں۔
اگر میرے آس پاس اپنے بھائیوں پر رونے والوں کی کثرت نہ ہوتی تو میں خودکشی کر لیتی۔
وہ میرے بھائی پر میرے رونے کی طرح نہیں رو رہے ہیں، لیکن میں دوسروں کے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو تسلی دیتی ہوں۔
نہیں، اللہ کی قسم! میں تم کو نہیں بھولوں گی، یہاں تک کہ میری روح نکل جائے گی اور مجھے قبر میں دفنا دیا جائے گا۔
نیکیوں کے شہسوار صخر کی جدائی کے دن میں نے اپنی لذتوں اور انسیت کو الوداع کہہ دیا۔

ہائے افسوس اسیر!! مجھے اس پر افسوس اور میری ماں کو اس پر افسوس!! کیا وہ قبر میں صبح کرے گا اور قبر ہی میں شام کرے گا؟)

اپنے بھائی صخر کے سلسلے میں خنساء کا مشہور مرثیہ مندرجہ ذیل ہے:

قَذًى بِعَيْنِكَ اَمْ بِالْعَيْنِ عَوَّارُ — اَمْ ذَرَّفَتْ، اَمْ خَلَتْ مِنْ اَهْلِهَا الدَّارُ؟
كَأَنَّ عَيْنَيَّ، لِذِكْرَاهُ اِذَا خَطَرَتْ — فَيْضٌ يَسِيْلُ عَلَى الْخَدَّيْنِ مِدْرَارُ
تَبْكِيْ خُنَاسٌ عَلىٰ صَخْرٍ وَحُقَّ لَهَا، — اِذْ رَابَهَا الدَّهْرُ، اِنَّ الدَّهْرَ ضَرَّارُ
وَاِنَّ صَخْرًا لَوَالِيْنَا وَسَيِّدُنَا، — وَاِنَّ صَخْرًا اِذَا نَشْتُوْ لَنَحَّارُ
وَاِنَّ صَخْرًا لَمِقْدَامٌ اِذَا رَكِبُوْا — وَاِنَّ صَخْرًا اِذَا جَاعُوْا لَعَقَّارُ
وَاِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهِ — كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِيْ رَأْسِهِ نَارُ

(تمھاری آنکھ میں تنکا پڑا ہے یا آنکھ میں کوئی بیماری ہے؟ یا غم کی وجہ سے بہت زیادہ آنسو بہائے ہیں، یا گھر ویران ہو گیا ہے؟
جب مجھے اس کی یاد آتی ہے تو میری آنکھ سیلاب کی طرح ہو جاتی ہے، جس سے آنسو گالوں پر مسلسل گرتے ہیں۔
خنساء صخر پر رو رہی ہے، اور اس کو رونے کا حق بھی ہے، جب زمانے نے اس کو پریشان کر دیا، زمانہ حد سے زیادہ نقصان پہنچانے والا ہے۔
صخر ہمارا ذمہ دار تھا اور ہمارا سردار تھا، جب ٹھنڈی کا زمانہ آتا یعنی قحط سالی ہوتی تو صخر کثرت سے اونٹ اور بکریاں وغیرہ ذبح کرنے والا تھا۔
جب لوگ جنگ کی تیاری کر کے سواریوں پر سوار ہوتے ہیں تو وہ سب سے آگے بڑھنے والا بہادر ہے اور جب وہ بھوکے ہوتے ہیں تو سب سے زیادہ اونٹوں کو ذبح کرنے والا ہے۔
جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں ان کو صخر سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے، گویا کہ وہ پہاڑ ہے، جس کی اونچائی پر آگ جل رہی ہو)

صخر کے سلسلے میں ہی خنساء کے اشعار ہیں:

أَلَا يَا صَخْرُ اِنْ اَبْكَيْتَ عَيْنِيْ — فَقَدْ اَضْحَكْتَنِيْ دَهْرًا طَوِيْلًا
ذَكَرْتُكَ فِيْ نِسَاءٍ مُعَوِّلَاتٍ — وَكُنْتُ اَحَقَّ مَنْ اَبْدَى الْعَوِيْلَا
دَفَعْتُ بِكَ الْجَلِيْلَ وَاَنْتَ حَيٌّ — وَمَنْ ذَا يَدْفَعُ الْخَطْبَ الْجَلِيْلَا
اِذَا قَبُحَ الْبُكَاءُ عَلٰى قَتِيْلٍ — رَأَيْتُ بُكَاءَكَ الْحَسَنَ الْجَمِيْلَا

(اے صخر! اگر تم نے مجھے رلایا ہے تو تم نے ایک لمبی عمر تک مجھے ہنسایا ہے۔
میں نے تمھیں نوحہ اور واویلا کرنے والی عورتیں کے درمیان یاد کیا، اور میں نوحہ اور واویلا کرنے کی زیادہ حق دار تھی۔
میں نے تمھارے ذریعہ بڑی مصیبت کو دفع کیا ہے جب کہ تم زندہ تھے، لیکن اب کون بڑی مصیبتوں کو دور کرے گا۔
اگر کسی مقتول پر رونا برا اور قبیح ہے تو میں نے تم پر رونا اچھا اور بہتر پایا)

مراجع: الاصابۃ ۴/ ۲۸۰۔۲۸۱، تاریخ عمر فروخ ۲/ ۳۱۷۔۳۱۹، اُدباء العرب بطرس بستانی ۱/ ۲۲۵۔۲۳۶، الأعلام ۲/ ۸۶، أعلام النساء ۱/ ۳۰۵۔۳۶۶، اَمالی القالی ۲/ ۱۶۱، ۲۴۱، ۲۶۲، تاریخ الأدب العربی بروکلمان ۴۸، ۹۳، ۹۵، ۱۶۴، ۲۲۵، تاریخ الأدب العربی بلاشیر ۲/ ۷، ۱۱، تاریخ الأدب العربی زیدان ۱/ ۱۲۶، خزانۃ الأدب ۱/ ۳۰۳۔۴۳۳، ۴۳۸، الشعر والشعراء ۳۵۰، طبقات الشعر ۴۲۵، شعر المخضرمین ۵۶، ۶۳، العقد الفرید ۲/ ۲۶۶۔۲۶۷، فوات الوفیات ۳/ ۳۴۰، معجم شعراء اللسان ڈاکٹر یسین ۱۲۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۳۵، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۸۶، وفیات الأعیان ۲/ ۸۴، ۳/ ۱۷، ۶/ ۳۲، ۳۴

(۷)

زینب بنت عوام قرشیہ اسدیہ

زینب، زبیر بن عوام کی بہن ہیں۔

انہوں نے اسلام قبول کیا، وہ جنگ جمل تک زندہ تھیں۔ اس جنگ میں ان کے فرزند عبداللہ بن حکیم بن حرام شہید ہوئے تو انہوں نے مرثیہ کہا، انھوں نے اپنے بھائی کا تذکرہ بہت سے اشعار میں کیا ہے، جن میں سے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

قَتَلْتُمْ حَوَارِیَ النَّبِیِّ وَصِهْرَهُ وَصَاحِبَهُ فَاسْتَبْشِرُوْا بِجَحِيْمِ
وَقَدْ هَدَّنِیْ قَتْلُ ابْنُ عَفَّانَ قَبْلَهُ وَجَادَتْ عَلَيْهِ عَبْرَتِیْ بِسُجُوْمِ
أَعَيْنَیَّ جُوْدَا بِالدُّمُوْعِ وَأَفْرِغَا عَلٰى رَجُلٍ طَلْقِ الْيَدَيْنِ كَرِيْمِ
فَكَيْفَ بِنَا أَمْ كَيْفَ بِالدِّيْنِ بَعْدَمَا أُصِيْبَ ابْنُ أَرْوٰى وَابْنُ أُمِّ حَكِيْمِ

(تم نے نبی کے مددگار، ازدواجی رشتہ دار اور اس کے ساتھی کو قتل کر دیا، چناں چہ تم جہنم کی خوش خبری لو۔
اس سے پہلے عثمان ابن عفان کے قتل نے مجھے لرزہ کر دیا اور ان پر میرے آنسو سیلاب کی طرح بہے۔
اے میری آنکھیں! اپنے آنسوؤں سے سخاوت کرو اور شریف اور سخی آدمی کے لیے اپنے آنسوؤں کو انڈیل دو۔
ہمارا کون پرسانِ حال ہوگا اور دین کا کون پاسبان ہوگا، ابن اروی اور ابن ام حکیم کے قتل کے بعد)

مراجع: الاصابۃ ۴/ ۳۱۱۔۳۱۲، الأعلام ۳/ ۶۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۱۷۵

(۸)

سعدی بنت کریز عبشمیہ

سعدی بنت کریز بن ربیعہ بن عبد شمس عبشمیہ۔

سعدی حضرت عثمان بن عفان کی خالہ ہیں۔

ابوسعد نیساپوری نے شرف المصطفیٰ میں حضرت عثمان سے روایت کیا ہے کہ میں کعبہ کے صحن میں تھا کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: محمد نے اپنی بیٹی رقیہ کا نکاح عتبہ ابن ابولہب سے کیا ہے۔ وہ بہت ہی حسین اور جمیل تھیں اور عثمان بھی عورتوں میں مشہور تھے، کیونکہ وہ بہت ہی خوبصورت اور حسین وجمیل تھے اور ان میں خوبصورتی کی تمام صفتیں پائی جاتی تھیں، حضرت عثمان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ خبر سنی تو مجھے حسرت اور افسوس ہوا کہ میں نے رقیہ کو پیغام دینے میں سبقت کیوں نہیں کی، میں وہاں رک نہیں پایا، افسوس اور غم کی وجہ سے میرا برا حال ہوا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ میں نے اپنی خالہ یعنی سعدیٰ بنت کریز کو اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھی پایا۔ عثمان کی ماں اروی بنت کریز تھی۔ ان کی خالہ سعدی آئی اور اس نے اپنی قوم کو پیش گوئی کی، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو یہ اشعار کہے:

أَبْشِرْ وَ حُيِّيتَ ثَلَاثًا وِتْرَا ثُمَّ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثًا أُخْرٰى
ثُمَّ بِأُخْرٰى كَيْ تَتِمَّ عَشْرًا لَقِيتَ خَيْرًا وَوُقِيتَ شَرًّا
نَكَحْتَ وَاللّٰهِ حَصَانًا زُهْرًا وَأَنْتَ بِكْرٌ وَلَقِيتَ بِكْرًا

(خوش خبری لو، تم تین دہائی زندہ رہو، پھر تین دہائی، پھر تین دہائی۔
پھر ایک دہائی، تاکہ دس دہائی مکمل ہو، تمھیں خیر نصیب ہو اور شر سے تمھاری حفاظت ہو۔
اللہ کی قسم! پاک دامن خوبصورت دوشیزہ سے تمھاری شادی ہوگی، تم نوجوان ہو، اور تمھیں نوخیز دوشیزہ ملے گی)

حضرت عثمان کہتے ہیں کہ مجھے ان کی بات پر تعجب ہوا، اور میں نے دریافت کیا: خالہ! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے کہا:

عُثْمَانُ يَا عُثْمَانُ يَا عُثْمَانُ لَكَ الْجَمَالُ وَلَكَ الشَّأْنُ
هٰذَا نَبِيٌّ مَعَهُ الْبُرْهَانُ أَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَّانُ
وَجَاءَهُ التَّنْزِيلُ وَالْفُرْقَانُ فَاتَّبِعْهُ لَا تَغْيَا بِكَ الْأَوْثَانُ

(عثمان! اے عثمان! اے عثمان! تمھارے لیے خوبصورتی ہے، اور تمھارا بڑا مرتبہ ہے۔
یہ نبی ہیں، جس کے ساتھ دلیل ہے، اپنا حق دے کر دیان نے ان کو بھیجا ہے۔
تنزیل اور فرقان آپ کے پاس آیا ہے، چناں چہ تم اس کی پیروی کرو، بت تمھیں کہیں گمراہ نہ کریں)

خالہ نے کہا: محمد بن عبداللہ، اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے پاس جبرئیل آئے ہیں، وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، آپ کا چراغ روشن ہے، ان کی بات میں اصلاح ہے، ان کے دین میں کامیابی ہے، ان کا معاملہ کامیاب ہونے والا ہے۔ پھر میں اس حال میں واپس ہوا کہ ان کی باتیں میرے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی تھیں اور میں اس بارے میں سوچنے لگا۔

میں ابوبکر صدیق کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا۔ میں ان کے پاس منگل کے دن آیا اور ان کے

قریب بیٹھ گیا، انھوں نے مجھے متفکر دیکھا تو میری پریشانی کے بارے میں دریافت کیا، وہ بہت نرم دل آدمی تھے، میں نے جو کچھ اپنی خالہ سے سنا تھا، ان کو بتادیا، انہوں نے کہا: عثمان! تمہارا ناس ہو، اللہ کی قسم! تم عقل مند آدمی ہو، تم پر حق اور باطل مخفی نہیں رہ سکتا، یہ بت جن کی عبادت تمھاری قوم کرتی ہے، کیا یہ بے جان پتھر نہیں ہیں، جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع ونقصان پہنچاتے ہیں۔ میں نے کہا: صحیح، یہ تو ایسے ہی ہیں۔ ابوبکر نے کہا: تمھاری خالہ نے سچ کہا ہے یہ محمد بن عبداللہ ہیں جن کو اللہ نے اپنا پیغام دے کر اپنی تمام مخلوقات کی طرف مبعوث کیا ہے، کیا تم ان کے پاس جا کر ان کی باتیں نہیں سنو گے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ کی قسم! چند ہی لمحوں میں رسول ﷺ کا گزر ہم سے ہوا۔ آپ کے ساتھ علی تھے جو رسول ﷺ کے کپڑے اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور آپ کے کانوں میں کچھ کہا۔ رسول ﷺ آ کر مجلس میں بیٹھ گئے۔ اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''عثمان! اللہ کی جنت قبول کرو، میں تمھاری طرف اور تمام مخلوقات کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی بات سنی تو مجھے اپنے اوپر قابو نہیں رہا، فوراً میں نے اسلام قبول کیا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پھر تھوڑے ہی دنوں میں میری شادی رقیہ سے ہوئی۔

کہا گیا ہے کہ دنیا کی سب سے خوبصورت جوڑی رقیہ اور ان کے شوہر عثمان کی ہے۔

حضرت عثمان کے اسلام لانے کے سلسلہ میں ان کی خالہ سعدی کہتی ہیں:

هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانَ الصَّفِيَّ بِقَوْلِهِ ... فَأَرْشَدَهُ وَاللّٰهِ يَهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ
فَتَابَعَ بِالرَّأْيِ السَّدِيْدِ مُحَمَّدًا ... وَكَانَ ابْنُ أَرْوٰى لَا يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ
وَأَنْكَحَهُ الْمَبْعُوْثُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ ... فَكَانَ كَبَدْرٍ مَازَجِ الشَّمْسَ فِي الْأُفُقِ
فِدَاؤُكَ يَاابْنَ الْهَاشِمِيِّيْنَ مُهْجَتِيْ ... فَأَنْتَ أَمِيْنُ اللّٰهِ أُرْسِلْتَ فِي الْخَلْقِ

(اللہ نے منتخب اور چیدہ شخص عثمان کو اپنے کلام سے ہدایت دی، چناں چہ اللہ نے اس کو صحیح راستہ دکھایا اور اللہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

چناں چہ انھوں نے صحیح رائے سے محمد کی پیروی کی، اور ابن اروی حق سے نہیں روکتے تھے۔

مبعوث نے اپنی ایک دختر کا نکاح ان سے کرایا، چناں چہ وہ افق میں سورج کے ساتھ ملے ہوئے چاند کی طرح ہو گئے۔

اے بنو ہاشم کے فرزند! میری روح آپ پر فدا ہے، آپ اللہ کے امین ہیں، آپ کو مخلوق میں مبعوث کیا گیا ہے)

مراجع: الاصابہ ۴/۳۲۰-۳۲۱

(۹)

شیماء بنت حارث

شیماء بنت حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ۔

شیماء نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن ہیں، ان کا نام حذافہ ہے اور یہ حلیمہ سعدیہ کی دختر ہیں۔

اصحاب سیر نے بیان کیا ہے کہ یہ اپنی ماں کے ساتھ آپ ﷺ کی دیکھ بھال اور پرورش کیا کرتی تھی۔

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ شیماء رسول اللہ ﷺ کی اپنی ماں کے ساتھ پرورش کیا کرتی تھی، جب مسلمانوں نے ہوازن پر حملہ کیا تو ان کو بھی قیدیوں کے ساتھ گرفتار کیا گیا، اس وقت انھوں نے کہا: میں تمہارے سردار کی بہن ہوں۔ جب لوگ اس کو لے کر آئے تو انھوں نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: محمد! میں تمہاری بہن ہوں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''اس کی علامت کیا ہے؟'' اس نے کہا: ایک مرتبہ آپ نے میری پیٹھ میں کاٹا تھا، میرے پاس یہی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس علامت کو پہچان لیا تو ان کے لئے اپنی چادر پھیلائی اور اس پر بیٹھنے کے لیے کہا، اس موقع پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے اس سے کہا: ''اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں لوٹ جاؤ، میں تم کو پہنچا دوں گا، چاہو تو یہیں باعزت اور محبوب بن کر رہو'' اس نے کہا: نہیں، میں اپنی قوم کے پاس واپس جاؤں گی۔ پھر وہ اسلام لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بکریاں اور اونٹ عطا کیے اور تین غلام اور ایک باندی دی۔

محمد بن معلیٰ نے ''کتاب الرقیص'' میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ چھوٹے تھے تو شیماء آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی اور یہ اشعار گایا کرتی تھی:

يَا رَبَّنَا أَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ... حَتَّى أَرَاهُ يَافِعًا وَأَمْرَدًا

ثُمَّ أَرَاهُ سَيِّدًا مُسَوَّدًا ... وَاكْبِتْ أَعَادِيهِ مَعًا وَالْحُسَّدَا

وَأَعْطِهِ عِزًّا يَدُومُ أَبَدًا

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے محمد کو باقی رکھ، یہاں تک کہ میں اس کو ابھرتا ہوا نوجوان اور امرد دیکھوں۔ پھر میں اس کو سردار دیکھوں جس کی پیروی کی جا رہی ہو اور اس نے اپنے دشمنوں اور حاسدوں کو ہلاک کر دیا ہو۔ اور اس کو ایسی عزت عطا فرما جو ہمیشہ باقی رہے)

محمد بن معلیٰ نے لکھا ہے کہ جب ابو عروہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے تو کہتے تھے: کیا ہی خوب اللہ نے اس کی دعا قبول کی۔ **مراجع**: الاصابۃ ۴/۳۳۴-۳۳۵

(۱۰)

صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمیہ

صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم قرشیہ ہاشمیہ۔

صفیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور زبیر بن عوام کی والدہ ہیں، جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی ماں ہالہ بنت وہب رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہیں۔ ان کے ساتھ سب سے پہلے حارث بن حرب بن امیہ نے شادی کی، جب ان کا انتقال ہو گیا تو عوام بن خویلد نے ان کے ساتھ شادی کی، جن سے حضرت زبیر کی پیدائش ہوئی۔ انہوں نے اپنے فرزند زبیر کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔

ابن ابوخثیمہ اور ابن مندہ نے حضرت صفیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ خندق میں خندق کے ارادہ سے نکلے تو اپنی عورتوں کو ایک قلعہ میں رکھا، جس کا نام فارع تھا اور ان کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو چھوڑا۔ ایک یہودی آیا اور وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا، یہاں تک کہ اس نے جھانک کر ہم کو دیکھ بھی لیا، میں نے حسان سے کہا: جا کر اس کو قتل کر دو، انہوں نے کہا: اگر اتنا کر سکتا تو کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہتا؟ صفیہ نے کہا: میں نے اس کو مار ڈالا اور اس کا سر کاٹ دیا اور میں نے حسان سے کہا: جا کر اس کا سر یہودیوں کے درمیان پھینک آؤ، وہ قلعے کے نچلے حصے میں اپنے ساتھی کا انتظار کر رہے ہیں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔ پھر میں نے اس یہودی کا سر اٹھا کر ان میں پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: ہمیں تو معلوم ہی تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اکیلے نہیں چھوڑیں گے۔ ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہوگا۔ پھر وہ منتشر ہو گئے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو صفیہ اپنی چادر سے آنسو پوچھتی ہوئی نکلی، اس وقت ان کی زبان پر یہ شعر تھا:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَهَنَةٌ　　لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ يَكْثُرِ الْخَطَبُ

(آپ کے بعد کمزور خبریں ہوں گی، اگر آپ اس وقت رہتے تو مصیبتیں زیادہ نہ ہوتیں)

ابن اسحق نے ''السیرۃ'' میں نبی کریم ﷺ کے مرثیے میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں، جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِذْ حَانَ يَوْمُهُ   فَيَا عَيْنُ جُوْدِيْ بِالدُّمُوْعِ السَّوَاجِمِ

(جب اللہ کے رسول کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ کے رسول کی جدائی پر اے آنکھ! سیلاب کی طرح آنسو بہا)

''السیــرۃ'' ہی میں یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ شہید کر دئے گئے تو حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائی کو دیکھنے کے لئے آئی، ان کی ملاقات زبیر سے ہوئی تو انہوں نے کہا: اماں جان! رسول اللہ ﷺ آپ کو واپس ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیوں؟ مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے، یہ سب اللہ کے راستے میں ہوا ہے، میں ضرور صبر کروں گی اور ثواب کی امید رکھوں گی، انشاء اللہ۔ حضرت زبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت صفیہ کی بات آپ کو پہنچائی، آپ نے فرمایا: ''اس کو دیکھنے دو''۔ وہ آئیں اور حضرت حمزہ کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ پھر ان کو دفن کیا گیا۔

حضرت صفیہ نے حضور ﷺ کی وفات پر مرثیہ کے بہت سے اشعار کہے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

إِنَّ يَوْمًا أَتٰى عَلَيْكَ لَيَوْمٌ   كُوِّرَتْ شَمْسُهُ وَكَانَ مُضِيْئًا

(جو دن تم پر آیا ہے وہ ایسا دن ہے کہ اس دن کے سورج کو گہن لگا ہے جب کہ وہ پہلے روشن تھا)

حضرت صفیہ کے بہت سے اسلامی شعر ہیں، ان کی وفات سن ۲۰ھ میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال کی تھی، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل شعر کہا:

لَعَمْرُكَ مَا أَبْكِي النَّبِيَّ لِفَقْدِهِ   وَلٰكِنَّنِيْ أَخْشٰى لِمَا مِنَ الْهَرَجِ آتِيَا

(تیری زندگی کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کی جدائی پر نہیں رو رہی ہوں، لیکن مجھے آنے والی افراتفری اور قتل وغارت گری کا اندیشہ ہے)

یہ بھی شعر ان ہی کا ہے:

فَلَقَدْ كَانَ بِالْعِبَادِ رَؤُوْفًا   وَلَهُمْ رَحْمَةً وَخَيْرَ رَشِيْدِ

(آپ بندوں پر مہربان تھے، اور آپ لوگوں کے لیے رحمت اور بہترین ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے تھے)

حضرت صفیہ کا یہ شعر بھی ملاحظہ ہو:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا   وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا

(اے اللہ کے رسول! آپ ہماری امید تھے، اور آپ ہم پر احسان فرمانے والے تھے، آپ ظلم و جفا کرنے والے نہیں تھے)

حضرت حمزہ کے مرثیہ میں انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَوَاللّٰهِ مَا أَنْسَاكَ مَا هَبَّتِ الصَّبَا   وَلَأَبْكِيَنَّ فِيْ مَحْضَرِيْ وَمَسِيْرِيْ

أَقُوْلُ وَقَدْ أَعْلَى النَّعِيُّ بِهُلْكِهِ   جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَخٍ وَنَصِيْرِ

(اللہ کی قسم! جب تک بادِ صبا چلے گی میں نہیں بھولوں گی، اور میں حضر و سفر میں تم پر روؤں گی۔

میں کہہ رہی ہوں جب کہ موت کی خبر دینے والے نے اس کی موت کی خبر دی: اللہ تعالی بھائی اور مددگار کو بہترین بدلہ دے)

صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وفات پر مندرجہ ذیل مرثیہ کہا:

أَلَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا وَكُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا
وَكُنْتَ رَحِيمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيَا
لَعَمْرُكَ مَا أَبْكِي النَّبِيَّ لِفَقْدِهِ وَلٰكِنْ لِمَا أَخْشٰى مِنَ الْهَرْجِ آتِيَا
كَأَنَّ عَلٰى قَلْبِي لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ الْمَكَاوِيَا
أَفَاطِمَ صَلّٰى اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ عَلٰى جَدَثٍ أَمْسٰى بِيَثْرِبَ ثَاوِيَا
فِدًى لِرَسُولِ اللّٰهِ أُمِّي وَخَالَتِي وَعَمِّي وَآبَائِي وَنَفْسِي وَمَالِيَا

(اے اللہ کے رسول! آپ ہماری امید تھے، اور آپ ہم پر احسان فرمانے والے تھے، آپ ظلم و جفا کرنے والے نہیں تھے۔

آپ مہربان، ہادی اور معلم تھے، آج تم پر وہ سب روئیں جو رویا کرتے تھے۔

تیری زندگی کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کی جدائی پر نہیں رو رہی ہوں، لیکن مجھے آنے والی افراتفری اور قتل و غارت گری کا اندیشہ ہے۔

میرے دل میں محمد کی یاد بسی ہوئی ہے، اور مجھے نبی کے بعد جن مصیبتوں کا اندیشہ ہے اس کا خوف دل میں ہے۔

فاطمہ! محمد کا پروردگار اللہ اس جنازے پر رحمت نازل فرمائے جو یثرب میں مدفون ہو گیا ہے۔

اللہ کے رسول پر میری ماں، میری خالہ، میرے چچا اور میرے آباء و اجداد، میری جان اور میرا مال فدا ہے)

مراجع: الاصابۃ ۴/۳۳۹۔۳۴۰، الأعلام ۳/۲۰۶، الحیوان ۳/۴۳۲، سمط اللآلی ۱۱۸، طبقات ابن سعد ۸/۲۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۱۵، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۳۰۰۔۳۰۲۔

(۱۱)

عاتکہ بنت زید عدویہ

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل عدویہ۔

یہ سعید ابن زید کی بہن ہیں، جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، عاتکہ عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی بیوی تھی، ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ وہ مہاجرات میں سے ہیں، ان سے عبداللہ بن ابوبکر نے شادی کی، وہ بہت ہی خوبصورت تھی، جس کی وجہ سے وہ اس کے بہت زیادہ فریفتہ ہو گئے تھے اور اس کی وجہ سے غزوات میں بھی شریک ہونے میں کوتاہی کر رہے تھے،، ان کے والد حضرت ابوبکر نے یہ دیکھ کر ان کو طلاق دینے کے لئے کہا تو انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَقُولُونَ طَلِّقْهَا وَخَيِّمْ مَكَانَهَا مُقِيمًا تُمَنِّي النَّفْسَ أَحْلَامُ نَائِمِ
وَإِنَّ فِرَاقِي أَهْلَ بَيْتٍ جَمَعْتُهُمْ عَلٰى كُرْهٍ مِنِّي لَإِحْدَى الْعَظَائِمِ

(وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ تم اس کو طلاق دو اور اس کی جگہ پڑاؤ ڈال کر پڑے رہو، دل کو خواب امیدیں دلا رہے ہیں، یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کو طلاق دوں، اگر میں اس کو طلاق دوں گا تو اس کے گھر کے پاس ہی پڑاؤ ڈالوں گا اور اس میں امیدیں انگڑائیاں لیتی رہیں گی)

پھر والد کے کہنے پر انہوں نے عاتکہ کو طلاق دے دیا، لیکن ان کا دل عاتکہ میں ہی لگا رہا، ہر وقت اسی کے خیالوں میں گم رہتے، ایک دن ان کے والد نے ان کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا:

وَلَمْ أَرَ مِثْلِيْ طَلَّقَ الْيَوْمَ مِثْلَهَا   وَلَا مِثْلُهَا مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ تُطَلَّقُ

(اور میں نے اپنی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے آج اس کی طرح عورت کو طلاق دیا ہو، اور نہ اس کی طرح کسی کو دیکھا ہے جس کو کسی جرم کے بغیر طلاق دی جا رہی ہو)

ان کے والد کا دل نرم پڑ گیا اور ان کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی، پھر طائف کے محاصرے میں ان کو ایک تیر لگا اور اسی زخم کی وجہ سے ان کا انتقال مدینہ آنے کے بعد ہوا، ان کی شہادت پر عاتکہ نے مرثیہ میں مندرجہ ذیل شعر کہا:

فَآلَيْتُ لَا تَنْفَكُّ عَيْنِيْ حَزِيْنَةً   عَلَيْكَ وَلَا يَنْفَكُّ خَدِّيْ أَغْبَرَا

(میں نے قسم کھائی کہ میری آنکھ تم پر غم کی وجہ سے آنسو بہاتی رہے گی اور میرے بال غبار آلود رہیں گے)

پھر ان کے ساتھ زید بن خطاب نے شادی کی، وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے تو حضرت عمر نے ان سے شادی کی، پھر حضرت عمر شہید ہوئے تو انھوں نے ان کے مرثیہ میں زوردار اشعار کہے، پھر زبیر نے ان کے ساتھ شادی کی۔

مراجع: الاصابہ ۴/۳۴۹، الاستیعاب، الأعلام ۳/۲۴۲، البدایۃ والنھایۃ ۵/۳۰۰ وغیرہ، الحیوان ۳/۱۹۹، خزانۃ الأدب ۱۰/۳۷۸-۳۸۱، سمط اللآلی ۵۳، کتاب النساء ۱۹۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۰-۲۳۱، معجم الشعراء ڈاکٹر عفیف ۱۴۰

(۱۲)

عاتکہ بنت عبد المطلب ہاشمیہ

عاتکہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں، انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، ان کے اشعار میں جزالت پائی جاتی ہے اور صفیہ بنت عبد المطلب کے اشعار کی کمزوری نہیں پائی جاتی، بلکہ قوت پائی جاتی ہے، انہوں نے جنگ بدر کے موقع پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فَهَلَّا صَبَرْتُمْ لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ   بِبَدْرٍ وَمَنْ يَغْشَى الْوَغَى حَقُّ صَابِرِ
وَلَمْ تَرْجِعُوْا عَنْ مُرْهَفَاتٍ كَأَنَّهَا   حَرِيْقٌ بِأَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ بَوَاتِرِ
وَلَمْ تَصْبِرُوْا لِلْبِيْضِ حَتَّى أُخِذْتُمْ   قَلِيْلًا بِأَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ الْمَسَاعِرِ

(بدر کے موقع پر تم اللہ کے نبی محمد کے سامنے جمے کیوں نہیں رہے، اور جو جنگ کے میدان میں کود پڑتا ہے، اس کا حق یہ ہے کہ وہ جمارہے۔
اور تم تیز کاٹنے والی تلواروں سے بچ کر نہیں لوٹے، گویا وہ تلواریں مومنین کے ہاتھوں میں آگ ہیں جو آگ ہوش اڑانے والی ہے۔
اور تم تلواروں کے سامنے جمے نہیں رہے، یہاں تک کہ جنگوں کے بہادر مومنین کے ہاتھوں سے تمھاری گرفت کی گئی)
مراجع: الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۳۰۲، الأعلام ۳/۲۴۲، البدایۃ والنھایۃ ۲/۲۳۵، ۲۶۲ وغیرہ، خزانۃ الأدب ۴/ ۲۴۷، ۸/ ۱۴۶، ۱۴۷، سیرۃ ابن کثیر ۲/۵۳۳، الروض الأنف ۲/ ۳۰-۳۱ طبقات ابن سعد ۲/ ۳۲۶-۳۲۷، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۲۳۱-۲۳۲، معجم الشعراء عفیف ۱۴۰، منح المدح ۳۴۸-۳۵۰

(۱۳)

عمرہ بنت درید ابن صمہ

عمرہ نے اپنے والد درید بن صمہ کے مرثیے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، جس کو ربیع بن رفیع نے قتل کیا تھا، جو ابن لدغہ کے نام سے مشہور ہیں:

جَـزَى عَـنَّـا الْـإِلٰـهُ بَنِـيْ سُلَيْـمٍ   لِـمَـا فَـعَـلُـوْا وَأَعْـقَـبَهُـمْ خِـنَـاقُ
وَأَسْـقَـانَـا إِذَا وَفَـدْنَـا إِلَيْهِـمْ   دِمَـاءَ خِيَـارِهِـمْ عِـنْـدَ التَّلَاقِ

(اللہ بنو سلیم کو ان کے اعمال کا ہماری طرف سے بدلہ دے اور ان کے پیچھے گردن کٹے ہوئے آدمی پڑے تھے۔
جب ہم ان کے پاس گئے تو اللہ نے ہم کو جنگ کے وقت اپنے بہترین لوگوں کا خون پلایا)
(الاصابۃ ۴/ ۳۶۱، البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۳۳۶، معجم الشعراء عفیف ۱۷۲، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۱۰)

(۱۴)

قُتیلہ بنت نضر ابن حارث قرشیہ

قتیلہ بنت نضر ابن حارث بن علقمہ بن کلدۃ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی قرشیہ۔
قتیلہ عبداللہ بن حارث بن امیہ کی بیوی تھی اور علی بن عبداللہ کی ماں تھی، ان کے بھائی ولید، محمد اور حکم ہیں۔

ابوعمر نے لکھا ہے کہ واقدی نے کہا: جب حضور ﷺ نے جنگ بدر میں نضر بن حارث کو قتل کیا تو قتیلہ نے رسول اللہ ﷺ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، نضر ان کے والد تھے:

يَـا رَاكِبًا إِنَّ الأُثَيْـلَ مَظَنَّةٌ مِـنْ صُبْحِ خَـامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

(اے سوار! پانچویں دن کی صبح مضبوط شرافت کی امید ہے اور تم باتوفیق ہو)

أَبْلِغْ بِـهِ مَيْتًـا بِأَنَّ قَصِيْدَةً مَـا إِنْ تَـزَالُ بِهَـا الرَّكَـائِبُ تَخْفِقُ

(اس میت کو یہ خبر پہنچادو کہ قصیدے کو قافلے لے کر اب تک چلے جارہے ہیں)

فَـلْيَسْـمَعَنَّ النَّضْـرُ أَنْ نَـادَيْتُـهُ أَمْ كَيْفَ يَسْـمَـعُ مَيِّتٌ لَا يَنْـطِقُ

(نضر سن لے کہ میں نے اس کو پکارا ہے، وہ مردہ کیسے سن سکتا ہے جو بولتا نہیں ہے)

ظَلَّـتْ سُيُوفُ بَنِـيْ أَبِيْـهِ تَنُوْشُـهُ لِلّٰهِ أَرْحَـامٌ هُـنَـاكَ تُشَـقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواروں نے ہی اس کو نوچنا شروع کیا، اللہ کی پناہ! وہاں صلہ رحمیوں کے تار الگ الگ کیے جاتے ہیں۔

قَسْـرًا يُسَـاقُ إِلَـى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْـمُـقَيَّـدِ وَهُـوَ عَـانٍ مُـوْثَـقُ

(زبردستی موت کی طرف اس کو لے جایا جارہا ہے، جب کہ وہ تھکا ہوا بیڑیوں میں جکڑا ہوا رسیوں میں بندھا تکلیف برداشت کررہا ہے)

مَـا كَـانَ ضَـرَّكَ لَوْ مَنَنْـتَ وَرُبَّمَـا مِـنَ الْفَتٰـى وَهُـوَ الْـمُـغِيْظُ الْـمُـحَنَّقُ

(اگر آپ احسان کرتے تو آپ کا کیا نقصان ہوتا، بعض مرتبہ جوان غصے میں اور ناراض ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کرے)

وَالـنَّـضْـرُ أَقْـرَبُ مَـنْ قَتَلْـتَ وَسِيْلَةً وَأَحَـقُّـهُـمْ إِنْ كَـانَ عِـتْقٌ يُـعْـتَـقُ

(جن کو آپ نے قتل کیا ہے، ان میں سب سے زیادہ قریبی رشتے دار نضر ہی ہے اور وہ ان سب میں چھوڑ دینے کا سب سے زیادہ حق دار تھا)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رو پڑے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی بھیگ گئی، آپ نے فرمایا: اگر اس کو قتل کرنے سے پہلے یہ اشعار مجھ تک پہنچتے تو میں اس کو قتل نہیں کرتا۔

مراجع: الاصابۃ ۴/ ۳۷۸، أسد الغابۃ ۷/ ۲۴۲، الأعلام ۵/ ۱۹۰، الحیوان ۳/ ۶۷، خزانۃ الأدب ۱۱/ ۲۳۹، الدر المنثور ۴۵۰، الروض الأنف ۲/ ۱۱۹، سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۵، طبقات ابن سعد ۸/ ۱۰۵، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۶۸ـ۳۶۹، منح المدح ۳۵۹، وفیات الأعیان ۳/ ۴۳۶ـ۴۳۷)

(۱۵)

لبابہ بنت حارث ہلالیہ

لبابہ بنت حارث بن حزن ہلالیہ۔ ان کا لقب عصماء ہے، ان کی ماں فاختہ بنت عامر ثقفیہ ہیں، لبابہ خالد بن ولید کی ماں ہے۔ جب خالد بن ولید کا انتقال ہوا تو عمران کے جنازے میں گئے تو ان کی ماں

کو روتے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ أَلْفٍ عَنِ الْقَوْ ... مِ إِذَا مَا كُنْتَ فِي وُجُوهِ الرِّجَالِ
أَشُجَاعٌ فَأَنْتَ أَشْجَعُ مِنْ لَيْثٍ ... ضَمْرِ بْنِ جَهْمٍ أَبِي أَشْبَالِ
أَجَوَادٌ فَأَنْتَ أَجْوَدُ مِنْ سَيْلٍ ... أَتَى بِتَسَفُّلٍ مِنَ الْجِبَالِ

(تم قوم کے ہزار ہزار لوگوں سے بہتر ہو، جب تم سربرآوردہ لوگوں میں تھے۔
کیا بہادر؟ تم تو شیروں کے باپ ضمر ابن جہم سے بھی بہادر ہو۔
کیا سخی؟ تم تو اس سیلاب سے بھی زیادہ سخی ہو جو پہاڑوں کی چوٹی سے آیا ہو)
عمر نے کہا: تم نے سچ کہا، اللہ کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔

سیف بن عمر نے ''کتاب الردۃ'' اور ''کتاب الفتوح'' میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت خالد کا جنازہ نکالا گیا تو ایک عورت حالتِ احرام میں رو رہی تھی۔ اور وہ مندرجہ بالا اشعار پڑھ رہی تھی۔

حضرت عمر نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ یہ خالد کی ماں ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۴/۳۸۵-۳۸۶

(۱۶)

میمونہ بنت عبد اللہ

ابن اسحٰق اور ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے اسلام کے بارے میں لکھا ہے، ابن ہشام نے کہا ہے کہ کعب بن اشرف نے جب مقتولین بدر کا مرثیہ کہا تو میمونہ نے اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں اس کا جواب دیا:

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ ... يُبْكِي عَلَى الْقَتْلَى وَلَيْسَ بِنَاصِبِ
بَكَتْ عَيْنٌ مَنْ يَبْكِي لِبَدْرٍ وَأَهْلِهِ ... وَعَلَتْ بِمِثْلَيْهِ لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ
فَلَيْتَ الَّذِيْنَ ضُرِّجُوا بِدِمَائِهِمْ ... يَرَى مَا بِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

(اس غلام نے بہت زیادہ ترس کھایا، وہ مقتولین پر رو رہا ہے، لیکن وہ ہلاک ہونے والا نہیں۔
بدر اور بدر والوں پر جو رو رہا ہے اس کی آنکھ روئے اور اسی طرح لوی ابن غالب پر دوبارہ روئے، یعنی اللہ ان کو ہر وقت روتا کرے، زندگی میں ان کو سکون نہ ملے۔
جو لوگ اپنے خون میں لت پت ہوگئے ہیں، کاش ان کی حالت کو دیکھے وہ شخص جو اس وقت محل میں بیٹھا ہوا تھا)

اکثر اہل علم اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ یہ اشعار میمونہ کے ہیں۔

مراجع: الاصابہ ۴/۴۰۰

(۱۷)

نعم بنت حسان

نعم شماس بن عثمان مخزومی کی بیوی ہیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب ان کے شوہر شہید ہوئے تو انھوں نے ان کے مرثیہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا عَيْنُ جُوْدِيْ بِدَمْعٍ غَيْرِ اِبْسَاسٍ عَلٰى كَرِيْمٍ مِّنَ الْفِتْيَانِ لَبَّاسُ
صَعْبِ الْبَدِيْهَةِ مَيْمُوْنٍ نَقِيْبَتُهُ حَمَّالِ أَلْوِيَةٍ رَكَّابِ أَفْرَاسٍ
أَقُوْلُ لِمَا خَلَتْ مِنْهُ مَجَالِسُهُ لَا يَبْعُدُ مِنَّا قُرْبُ شِمَاسٍ

(اے میری آنکھ! ایسے آنسوؤں سے سخاوت کر، جس کی فرمائش نہ کرنی پڑے، نوجوانوں میں سے شریف اور بڑی مدت تک مانوس رہنے والے پر آنسوؤں کی سخاوت کر۔
وہ اچانک آنے والی مصیبتوں کو زیر کرنے والا یعنی بہادر تھا، وہ قوی الرای تھا، وہ علم بردار اور بڑا شہسوار تھا۔
جب محفلیں اس سے خالی ہوگئیں تو میں کہتی ہوں کہ اللہ شماس کا قرب ہم سے دور نہ کرے)

مراجع: الاصابۃ ۴/۴۰۴

(۱۸)

ہند بنت اثاثہ

ہند بنت اثاثہ مخضرم شاعرہ ہیں، زمانہ جاہلیت کے بھی اشعار ان سے مروی ہیں، عبیدہ ابن حارث ابن مطلب کے مرثیے میں ان کے اشعار منقول ہیں جو جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے، انھوں نے جنگ بدر کے بعد جنگِ احد سے پہلے اسلام قبول کیا۔

الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام میں لکھا ہے کہ ہند بنت اُثاثہ بن عباد بن عبد المطلب مہاجرہ اور شاعرہ ہیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلَا يَا عَيْنُ فَابْكِيْ لَا تَمَلِّيْ فَقَدْ بَكَرَ النَّعِيُّ بِمَنْ هَوِيْتُ
وَقَدْ بَكَرَ النَّعِيُّ بِخَيْرِ شَخْصٍ رَسُوْلِ اللهِ حَقًّا مَا حَيِيْتُ
لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَجَلَّتْ وَكُلُّ الْجُهْدِ بَعْدَكَ قَدْ لَقِيْتُ
إِلٰى رَبِّ الْبَرِيَّةِ ذَاكَ نَشْكُوْ فَإِنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا أَتَيْتُ

(اے میری آنکھ! سن لے! آنسو بہاؤ، آنسو بہاتے بہاتے اکتا مت جاؤ، بکرنے اس شخصیت کی موت کی خبر دی

ہے، جس کو میں دل و جان سے چاہتی ہوں۔
بکر نے بہترین شخص کے موت کی خبر دی ہے، جو اللہ کے حقیقی رسول ہیں، اور قیامت تک کے لیے رسول ہیں۔
ہم پر بڑی اور سخت مصیبت آ گئی ہے، اور آپ کے بعد مجھے تمام تکلیفیں برداشت کرنی پڑی۔
اس کی شکایت ہم تمام مخلوقات کے پروردگار سے کرتے ہیں، اللہ اس بات سے واقف ہے جو میں کہتی ہوں)

مراجع: الاصابہ فی تمییز الصحابہ، الأعلام ۸/ ۹۶، السیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۳، ۹۷، الشعر الاسلامی فی صدر الاسلام ۲۰۲۔۳۰۳

(۱۹)

ہند بنت ابان قرشیہ مطلبیہ

ہند بنت ابان بن عباد بن مطلب بن مناف قرشیہ مطلبیہ۔
ہند مسطح کی بہن ہیں۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا۔ جب ہند بنت عتبہ نے جنگ احد میں حضرت حمزہ اور دوسرے مسلمانوں کے قتل پر فخر کیا اور ایک بلند چٹان پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ اشعار کہے:

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرِ
مَا كَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِيْ مِنْ صَبْرٍ أَبِيْ وَ عَمِّيْ وَشَقِيْقُ بِكْرِيْ
وَشَفَيْتُ وَحْشِيْ وَغَلِيْلَ صَدْرِيْ شَفَيْتُ نَفْسِيْ وَقَضَيْتُ نَذْرِيْ

(جنگ بدر کا ہم نے تم کو بدلہ دے دیا اور جنگ کے بعد جنگ کی آگ بھڑکتی ہے۔
عتبہ میرے والد، میرے چچا اور میرے حقیقی بھائی کے قتل پر مجھے کسی کل صبر نہیں تھا۔
اب میں نے اپنی وحشت اور میرے دل کی آگ اور پیاس بجھادی ہے اور دل کو سکون پہنچایا ہے اور میں نے اپنی نذر پوری کی ہے)

تو ہند بنت اُبان بن مطلب نے جواب میں یہ اشعار کہے:

جُزِيْتِ فِيْ بَدْرٍ وَغَيْرِ بَدْرٍ يَا بِنْتَ وَقَّاحٍ عَظِيْمِ الْكُفْرِ
صَبَّحَكِ اللّٰهُ غَدَاةَ الْفَجْرِ بِالهاشميين الطوال الزهر
بِكُلِّ قَطَّاعٍ حُسَامٍ يَفْرِيْ حَمْزَةَ لَيْثِيْ وَعَلِيَّ صَقْرِيْ

(اے کفر کے سرغنہ اور بے حیا کی دختر! تم کو بدر میں اور بدر کے علاوہ میں بھی بدلہ دیا جا چکا ہے۔
صبح سویرے لمبے تڑنگے خوبصورت ہاشمی نوجوانوں کے ذریعے اللہ نے تم پر حملہ کیا۔

ان کے پاس تیز کاٹنے والی تلواریں تھیں، جو پھاڑتی اور چیرتی ہیں، میرے شیر حمزہ اور میرے باز علی نے تم پر حملہ کردیا)

ابن اسحاق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے بھائی مسطح کو خیبر میں ۳۰ وسق اناج دیا۔

مراجع: الاصابۃ ۴/۴/۴۰۷

(۴۰)

ہند بنت عتبہ

ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف قرشیہ عبشمیہ۔

ہند حضرت معاویہ ابن ابوسفیان کی والدہ اور قریش کے مشہور سردار ابوسفیان کی بیوی ہیں، ان کے پہلے شوہر فاکہ ابن مغیرہ مخزومی ہیں، ان سے جدائی کے بعد ابوسفیان سے شادی ہوئی تھی۔

وہ بڑی فصیح، جری، عقل مند اور بہادر تھی، بہترین اشعار کہا کرتی تھی، اسلام قبول کرنے سے پہلے انھوں نے جنگِ بدر کے مقتولین کا مرثیہ کہا، اسی مرثیہ کی وجہ سے وہ بہت مشہور ہوئیں، وہ جنگِ احد میں جنگجوؤں کو برانگیختہ کرنے کے لیے اشعار کہا کرتی تھی اور اس کی سہیلیاں اس کے ساتھ ان اشعار کو دہراتی تھیں اور اپنے مردوں کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر ابھار رہی تھیں، انھوں نے جنگ احد کے موقع پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقِ نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقِ
اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ
فِرَاقَ غَیْرِ وَامِقِ

(ہم چاند کی بیٹیاں ہیں، ہم ریشم کے کپڑوں پر چلتی ہیں، اگر تم آگے بڑھوگے تو ہم تم سے گلے ملیں گی، اگر تم پیٹھ پھیروگے تو تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوں گی، پھر ہم سے ملنے کی امید نہ رکھنا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے سخت دشمنی اور مسلمانوں کی ہجو کرنے کی وجہ سے اس کا خون ہدر کردیا تھا، فتحِ مکہ کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور انھوں نے اسلام قبول کیا، وہ اپنے گھر میں ایک بت کی عبادت کیا کرتی تھی، وہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے گھر آئی اور اس کو کلہاڑی سے توڑا اور کہا: ہم تیرے دھوکے میں پڑے ہوئے تھے۔

مراجع: الاصابۃ ت ۱۱۰۳، الاستیعاب ۴۰۹/۴، اسد الغابۃ ۵۲/۵، الأعلام ۹۸/۸، الروض الأنف ۲۷۷/۲، طبقات ابن سعد ۱۷۰/۸

باب ہفتم:

چند غیر مسلم شعرائے عہدِ نبوی

(۱)

ابوعزہ جمحی

ابوعزہ جمحی کو جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے فدیہ کے بغیر ہی اس کو چھوڑ دیا تھا، اور اس سے عہد و پیمان لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لے گا، اس کے علاوہ دوسرے تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑا تھا، ان میں سے بعض شدید دشمنوں کو قتل کر دیا تھا، جب جنگ احد کا موقع آیا تو کفار مکہ نے مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور اپنی مدد و تعاون پر ابھارنے اور ترغیب دینے کے لئے عمرو بن عاص، ہبیرہ بن ابو وہب، عبداللہ ابن زبعری اور ابوعزہ جمحی کو منتخب کیا، تمام لوگوں نے اس ذمے داری کو قبول کیا، لیکن ابوعزہ نے ان لوگوں کا ساتھ دینے سے انکار کیا اور کہا کہ محمد نے جنگ بدر کے موقع پر مجھ پر احسان کیا اور میرے علاوہ کسی پر احسان نہیں کیا، میں نے عہد کیا ہے کہ میں کبھی بھی ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کروں گا۔ جب اس نے شعراء اور خطباء کو اس مہم میں ساتھ دینے سے انکار کیا تو صفوان بن امیہ اس کو تیار کرنے کے لیے گیا اور کہا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ جاؤ، اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے جنگ بدر میں محمد سے وعدہ کیا ہے کہ میں کبھی بھی ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کروں گا اور میں یہ وعدہ ضرور پورا کروں گا، انہوں نے مجھ پر احسان کیا ہے اور میرے علاوہ کسی دوسرے پر احسان نہیں کیا، اس وقت انھوں نے یا تو قیدیوں کو قتل کر دیا تھا یا ان سے فدیہ لیا تھا، صفوان نے اس سے کہا: ہمارے ساتھ نکلو، اگر تم صحیح سالم واپس لوٹ آؤ تو میں تم کو جو چاہے مال دوں گا، اگر تم قتل کر دئے جاؤ تو تمہارے اہل و عیال میرے ساتھ رہیں گے، ابوعزہ پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا، چناں چہ اس نے انکار کیا، صفوان بن امیہ مایوس ہو کر لوٹ گیا، جب دوسرا دن

آیا تو صفوان اور جبیر ابن مطعم اس کے پاس آئے، صفوان نے کل والی پیش کش کی، لیکن اس نے انکار کیا، جبیر نے کہا: مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ میری زندگی میں ابو وہب کسی معاملے میں تمہارے پاس آئیں گے، اور تم اس کی بات ٹھکراؤ گے اور مجھے یہ سننا پڑے گا۔ اس نے کہا: میں تم لوگوں کے ساتھ اس مہم کے لیے نکلتا ہوں۔ وہ عربوں کو مسلمانوں کے خلاف مجتمع کرنے کے لئے وفد کے ساتھ نکلا اور اس وقت اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَاةَ الرُّزَّامِ ... أَنْتُمْ حُمَاةَ وَأَبُوْكُمْ حَامْ
لَاتُسْلِمُوْنِيْ لَايَحِلُّ إِسْلَامْ ... لَاتَعِدُوْنِيْ نَصْرَكُمْ بَعْدَ الْعَامْ

(جنگوں میں جمے رہنے والے بنو عبد مناۃ! جن کو کوئی چیز اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتی، تم محافظ ہو اور تمھارے ابا بھی محافظ تھے۔
مجھے مسلمان نہ بناؤ، اسلام جائز نہیں ہے، اور اس سال کے بعد مجھ سے تم وعدہ نہ کرو) **مراجع**: واقدی ۱/۲۱۰

(۲)

ابو عفک

جب نبی کریم ﷺ مدینہ آئے تو ابو عفک کی عمر ۱۲۰ سال تھی، اس کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا، وہ نبی کریم ﷺ کی دشمنی پر لوگوں کو ابھارتا تھا، اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے لئے گئے اور کامیاب و مظفر واپس ہوئے تو اس نے حسد اور بغاوت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

قَدْ عِشْتُ حِيْنًا وَمَا إِنْ أَرٰى ... مِنَ النَّاسِ دَارًا وَلَا مَجْمَعًا
أَجَمَّ عُقُوْلًا وَآتٰى إِلٰى ... مُنِيْبٍ سِرَاعًا إِذَا مَا دَعَا
فَسَلَّبَهُمْ أَمْرَهُمْ رَاكِبٌ ... حَرَامًا حَلَالًا لِشَتّٰى مَعًا
فَلَوْ كَانَ بِالْمُلْكِ صَدَّقْتُمْ ... وَبِالنَّصْرِ تَابَعْتُمْ تُبَّعًا

(میں نے ایک عمر گزاری، لیکن میں نے کسی قبیلے کو نہیں دیکھا، اور نہ کسی عجمی خاندان کو دیکھا۔
کہ جب کسی متوجہ ہونے والے نے پکارا تو اس نے عقلوں کو تازہ دم کیا ہو، اور پورا قبیلہ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے اس کی طرف آیا ہو۔
چناں چہ ایک سوار نے ان کی حکمرانی ان سے چھین لی، وہ کچھ چیزوں کو حرام کر رہا ہے اور کچھ چیزوں کو حلال۔
کسی بادشاہ کی تم کو تصدیق کرنی تھی اور مدد کرنی تھی تو تبع کی پیروی کرتے)

سالم بن بکار نے نذر مانی کہ وہ ابو عفک کو قتل کریں گے یا اس کا مقابلہ کرتے ہوئے مر جائیں گے، ان کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ تھوڑے دنوں تک اس کی غفلت کے انتظار میں رہے، گرمی کا موسم آیا،

ایک رات ابوعفک بنوعمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا، سالم بن عمیر آئے اور اس کے سینے میں تلوار رکھی، وہ تڑپنے لگا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا تو اس کے ہم خیال لوگ دوڑ کر آئے، لیکن اس وقت تک اس کی موت ہو چکی تھی، انھوں نے اس کو گھر میں لے جا کر دفن کر دیا، اور انہوں نے آپس میں کہا: اللہ کی قسم! اگر ہمیں ان کے قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم اس کو بدلے میں قتل کر دیں گے ،اس واقعہ کے سلسلے میں نہدیہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جو مسلمان تھی:

تُكَذِّبُ دِيْنَ اللّٰهِ وَالْمَرْءَ أَحْمَدَا لَعَمْرُ الَّذِيْ أَمْنَاكَ إِذْ بِئْسَ مَايُمْنٰي

حَبَاكَ حَنِيْفٌ آخِرَ اللَّيْلِ طَعْنَةً أَبَا عُفَكٍ خُذْهَا عَلٰى كِبَرِ السِّنِّ

فَإِنِّيْ وَإِنْ أَعْلَمُ بِقَاتِلِكَ الَّذِيْ أَبَاتَكَ جِلْسَ اللَّيْلِ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جِنِّيْ

(تم اللہ کے دین اور شریف انسان احمد کو جھٹلاتے ہو، اس کی زندگی کی قسم جس نے تم کو جھوٹی امید دلائی ہے، تم کو بدترین امید دلائی گئی ہے۔

تم کو مذہب حنفی کے ایک پیروکار نے بڑھاپے میں نیزہ مارا، ابوعفک! اس وار کو بڑھاپے میں لو۔

میں اگر چہ تمھارے قاتل کے بارے میں جانتی ہوں کہ وہ انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے، جس نے تم کو رات کی تاریکی میں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا)

ابوعفک شوال ۲ ہجری کو قتل کیا گیا۔

مراجع: واقدی ۱/۱۷۴۔۱۷۵

(۳)

اسود ابن مطلب

جنگ بدر میں مشرکین کے ستر افراد قتل ہوئے تھے، مکہ میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی، جب کفارِ مکہ شکست سے دوچار ہو کر مکہ واپس ہوئے تو قریش نے کہا: اپنے مقتولین پر نہ رؤو، کیوں کہ جب یہ خبر محمد کو معلوم ہوگی تو وہ اور اس کے ساتھی خوش ہو جائیں گے اور ان کا دل خوش ہوگا، اسی طرح اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے کسی کو نہ بھیجو، کیوں کہ وہ بہت زیادہ فدیہ طلب کریں گے، ابوسفیان نے کہا: کوئی مقتولین بدر پر نہ روئے اور کوئی شاعر مرثیہ نہ کہے، کیوں کہ اس سے دل کی بھڑاس نکلتی ہے اور انتقام کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔

اسود ابن مطلب کے تین لڑکے زمعہ، عقیل اور حارث قتل ہوئے تھے، وہ اپنے مقتولین پر رونا چاہتا تھا، لیکن قوم کی طرف سے پابندی تھی، جس کی وجہ سے وہ رونے سے بھی مجبور تھا، ایک مرتبہ اس

نے رات کے وقت کسی عورت کے رونے کی آواز سنی تو اپنے غلام سے کہا: (اس وقت وہ اندھے تھے) کیا قریش والوں نے اپنے مقتولین پر رونا شروع کر دیا ہے؟ تاکہ میں بھی ابوحکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں، میرا دل جل رہا ہے۔ غلام تحقیق کے لیے چلا گیا اور اس نے واپس آکر کہا: ایک عورت کی اونٹنی کھو گئی ہے، وہ اپنی اونٹنی پر رو رہی ہے، اس پر اسود نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تُبَكِّي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرُ ... وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ
فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلٰكِنْ ... عَلَى بَدْرٍ تَصَاغَرَتِ الْخُدُوْدُ
فَبَكِّي إِنْ بَكَيْتِ عَلَى عَقِيلٍ ... وَبَكِّي عَلَى حَارِثٍ أَسَدِ الْأُسُوْدِ
وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسَمِي جَمِيعًا ... وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَدِيدِ
عَلَى بَدْرٍ سُرَاةِ بَنِي هُصَيْصٍ ... وَمَخْزُوْمٍ وَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ
أَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ ... وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُوْدُوْا

(وہ زور زور سے اس لیے رو رہی ہے کہ اس کا اونٹ کھو گیا ہے، اور بے خوابی اس کو نیند سے روک رہی ہے۔
تم اونٹنی پر نہ روؤ، لیکن بدر پر روؤ، جس میں ہماری عزت خاک میں مل گئی اور ہمارا مرتبہ گھٹ گیا۔
اگر تم کو رونا ہی ہے تو عقیل پر روؤ اور شیروں کے شیر حارث پر روؤ۔
اور ان سبھوں پر روؤ اور اکتا نہ جاؤ، ابوحکیم یعنی زمعہ کا کوئی ہم سر نہیں۔
بدر میں ہلاک ہونے والے بنوہصیص اور بنومخزوم کے سرداروں پر روؤ اور ابوالولید کے خاندان پر روؤ۔
بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ان کے بعد ایسے لوگ سردار بنے ہیں کہ اگر جنگِ بدر نہیں ہوتی تو سردار نہیں ہوتے)

مراجع: واقدی ۱/ ۱۲۳-۱۲۴

(۴)

میمون بن قیس بن جندل وائلی (اعشٰی)

اس کا تعلق قبیلہ سعد بن صبیعہ بن بکر بن وائل سے ہے۔ اس کی کنیت ابوبصیر ہے، اس کی نگاہیں بہت کمزور تھیں، اس لئے اس کا نام اعشٰی پڑا اور اسی نام سے مشہور ہوا، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ اندھا تھا۔ اس کے ابا کو قتیل الجوع (بھوک مرگ) کہا جاتا تھا۔

اعشٰی کی پیدائش یمامہ کے شہر درنہ میں ہوئی، آخری عمر میں ان کو عہدِ اسلام ملا اور اس نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں اشعار کہہ کر مدینہ کا رخ کیا، لیکن مکہ والوں کو اس کی خبر ہوئی اور ان کو اس کے اسلام قبول کرنے سے خوف محسوس ہوا تو ابوسفیان نے سو اونٹ دے کر اس کو واپس کر دیا، اس کو اندیشہ

تھا کہ کہیں اعشی مسلمان ہوکر اپنی شاعرانہ قوت سے اسلام کو مضبوط اور قوی نہ کرے اور اپنے اشعار کو اسلام کی خدمت میں نہ لگائے، اعشی اس عطیہ پر راضی ہوگیا اور واپس لوٹ گیا۔ لیکن راستے میں ہی وہ اپنی اونٹنی سے گر کر مر گیا۔

اعشی کی شاعری:

اعشی نے اپنی شاعری کو ذریعہ معاش بنایا تھا اور پورے جزیرہ العرب میں گھومتا رہتا تھا اور ہر جگہ کے سردار کی مدح سرائی کرتا تھا۔ اس نے نجد میں عامر بن طفیل کی مدح کی، یمن میں سلامہ حمیدی اور اسود عنسی کی تعریف کی، جزیرۃ العرب کے مشرق میں ہوذہ بن علی نصرانی کی مدح میں اشعار کہے، اسی طرح شریح بن سموائل بن عاد غسانی کی مدح کی، جو تیماء میں موجود ابلق قلعہ کا مالک تھا اور یہودی تھا، اسی طرح ایاس بن قبیصہ طائی اور قیس بن معد یکرب کی بھی مدح کی، وہ ایران کے بادشاہوں کے پاس جاتا تھا اور ان کی مدح میں اشعار کہا کرتا تھا، وہ حیرہ اور غسان کے شاہوں کے پاس بھی گیا اور ان کی مدح سرائی کی، اسود بن منذر نعمان کے بھائی کی بھی اپنے ایک قصیدے میں مدح کی، اس قصیدے کا مطلع ہے:

مَابُکَاءُ الْکِبْرِیَاءِ بِالْأَطْلَالِ

(کھنڈرات پر رونا کتنا ہی عزت کا کام ہے)

اس کے بعد وہ کہتا ہے:

أَنْتَ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ أَلْفٍ مِنَ النَّا ... سِ إِذَا مَا کَبَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ

(تم ہزار ہزار لوگوں سے بہتر ہو، جب سردار منھ کے بل گرتے ہیں یعنی جنگوں میں قتل ہوتے ہیں)

اعشی شراب اور عورتوں کا رسیا تھا، وہ اپنا زیادہ تر وقت ان ہی چیزوں کی تلاش میں لگا رہتا تھا، اس کو مال کی ضرورت تھی تا کہ اپنی خواہشات پورا کرے، اسی لئے اس نے کئی امراء اور رؤساء کی تعریف میں اشعار کہے۔ اگر اس کو عام لوگوں اور بازاری لوگوں سے بھی مال ملنے کی امید ہوتی تو وہ ان کی بھی مدح کرتا محلق کے ساتھ اس کا قصہ بہت مشہور ہے۔

اغانی میں لکھا ہے کہ مکہ میں محلق نامی ایک شخص تھا، اس کی آٹھ بیٹیاں تھیں، کسی کی شادی نہیں ہورہی تھی، کیوں کہ محلق بہت غریب شخص تھا، معاشرے میں اس کی کوئی عزت نہیں تھی، ایک مرتبہ عرب کے مشہور شاعر اعشی میمون کا گزر مکہ سے ہوا، محلق کی بیوی کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے شوہر کو اعشی کے پاس جا کر اس کی خدمت کرنے کا مشورہ دیا، محلق نے شہر سے باہر ہی اعشی میمون کا استقبال کیا اور اپنی اونٹنی اس کے لیے ذبح کی اور اس کی دعوت کی، اس سے متاثر ہوکر اعشی میمون نے محلق کی تعریف

کی، اور اپنے ان اشعار کو عکاظ (مشہور میلہ) میں پڑھا، اور پورا قصیدہ اس کی سرائی میں کہہ ڈالا،
قصیدہ کا مطلع ہے:

أَرِقْتُ وَمَا هٰذَا السُّهَادُ الْمُؤَرِّقُ وَمَابِيَ مِنْ سُقْمٍ وَمَابِيَ مَعْشَقُ

(میں رات بھر سو نہیں سکا، مجھے معلوم نہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے، حالاں کہ نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ میرا کسی کے ساتھ عشق ہے)

اس قصیدے کے آخری اشعار یہ ہیں:

لَعَمْرِيْ لَقَدْ لَاحَتْ عُيُوْنٌ كَثِيْرَةٌ إِلٰى ضَوْءِ نَارٍ بِالْيَفَاعِ تُحَرَّقُ

(میری جان کی قسم! بہت سے لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک میدان میں آگ جل رہی ہے)

تَشُبُّ لِمَقْرُوْرَيْنِ يَصْطَلِيَانِهَا وَبَاتَ عَلَى النَّارِ النَّدٰى وَالْمُحَلِّقُ

(جسے دو سخت سردی کھائے ہوئے آدمی تاپ رہے ہیں، ان میں سے ایک سخاوت تھی اور دوسرا محلق تھا، جنھوں نے پوری رات آگ تاپتے ہوئے گزاری)

رَضِيْعَيْ لَبَانٍ ثَدْيِ أُمٍّ تَحَالَفَا بِأَسْحَمَ دَاجٍ عوض لَا نَتَفَرَّقُ

(ان دونوں نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے، اور قسم کھائی ہے کہ زندگی میں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے)

تَرَى الْجُوْدَ يَجْرِيْ ظَاهِرًا فَوْقَ وَجْهِهِ كَمَا زَانَ مَتْنَ الْهِنْدِ وَانِيِّ رَوْنَقُ

(سخاوت اس کے چہرے پر دوڑتی اور چمکتی ہوئی نظر آرہی ہے، جس طرح ہندوستانی بہترین تلوار کی پیٹھ چمکتی ہے)

اس کا اثر یہ ہوا کہ قصیدہ مکمل ہونے سے پہلے ہی لوگ محلق کو مبارک باد دینے کے لیے ٹوٹ پڑے اور شریف زادوں نے محلق کی لڑکیوں کو رشتے بھیجنا شروع کیا، ان کی شادیاں بڑے باعزت خاندانوں میں ہوئی، جس کی امید بھی موہوم تھی۔

اعشیٰ کے اکثر اشعار شراب اور فاحشہ عورتوں کے سلسلے میں ہیں، اس کے اشعار میں رقت اور بحر میں تنوع پایا جاتا ہے، اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے جس کی بھی مدح کی اس کے مقام کو بلند کر دیا اور جس کی بھی ہجو کی اس کا مقام گھٹا دیا، وہ جب نشہ میں ہوتا تو سب سے بڑا شاعر ہوتا۔

اعشیٰ نے تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے، خصوصاً مدح اور ہجو میں کثرت سے اشعار ملتے ہیں، عبدالملک بن مروان نے اپنی اولاد کے اتالیق سے کہا: اعشیٰ کے اشعار کی روایت کر کے ان کو ادب سکھاؤ، کیوں کہ اس کے اشعار میں مٹھاس پائی جاتی ہے۔

مفضل ضبی نے کہا ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ کوئی اعشیٰ سے بھی بڑا شاعر ہے تو اس کو شعر وشاعری کی معلومات اور سمجھ بوجھ نہیں ہے۔

کہا گیا ہے کہ اعشیٰ پہلا شاعر ہے جس نے شاعری کو تجارت بنایا اور دور دور تک اس کی خاطر سفر کیا اور لوگوں کے سبھی طبقات کی مدح کر کے شاعری کو رسوا کیا، اپنی غرض کے حصول کے لیے وہ اپنے اشعار میں مبالغہ آرائی اور تصنع پر مجبور ہو گیا، اعشیٰ مدحیہ اشعار صرف کسب کی غرض سے ہی کہا کرتا تھا، اعشیٰ کو ''صناجۃ العرب'' کہا جاتا ہے، کیوں کہ وہ اپنے اشعار گا کر پڑھتا تھا۔

اس نے سلیمان کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَتَيْنَا سُلَيْمَانَ الْأَمِيْرَ نَزُوْرُهُ ۔۔۔ وَكَانَ امْرِءًا يُكَرَّمُ زَائِرُهُ

إِذَا كُنْتَ فِي النَّجْوىٰ بِهِ مُتَفَرِّقًا ۔۔۔ فَلَا الْجُوْدُ مَخْلِبُهُ وَلَا الْبُخْلُ حَاضِرُهُ

(ہم امیر سلیمان کے پاس ملاقات کے لیے آئے، وہ ایسا شخص ہے کہ وہ اپنے آس پاس آنے والوں کا اکرام کرتا ہے۔
جب تم اس سے تنہائی میں ملو گے تو تم اس کو پاؤ گے کہ نہ سخاوت اس کو دھوکہ میں رکھتی ہے اور نہ بخل کا گزر ہوتا ہے)

ابو جنیب کی ہجو اور عبدالملک کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

آلُ الزُّبَيْرِ مِنَ الْخِلَافَةِ كَالَّتِي ۔۔۔ عَجَلُ النِّتَاجِ بِحَمْلِهَا فَأَحَمَالُهَا

أَوْ كَالضِّعَافِ مِنَ الْحَمُوْلَةِ حُمِّلَتْ ۔۔۔ مَا لَا تُطِيْقُ فَضَيَّعَتْ أَحْمَالَهَا

أَمْسَوْا عَلَى الْخَيْرَاتِ قُفْلًا مُغْلَقًا ۔۔۔ فَانْهَضْ بِيَمِيْنِكَ فَافْتَحْ أَقْفَالَهَا

(آل زبیر حکمران بنے؟ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی جانور کو وقت سے پہلے بچہ ہو جائے اور اس پر بوجھ ڈال دیا جائے۔
یا کمزور اونٹنی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا جائے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اونٹنی کو ضائع کر دیتی ہے۔
لوگوں نے عطیات اور خیرات کو مقفل اور بند پایا، چناں چہ آپ کھڑے ہو جائیے اور اپنے ہاتھ سے تالے کھول دیجئے)

مراجع: مختار الشعر الجاہلی۔ مصطفیٰ شقا، حوالے: تاریخ آداب العرب، مصطفیٰ صادق رافعی ص ۲۲۱/۱۔۲۲۸۔ الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص ۲۵۷۔۲۶۶ مختار الشعر الجاہلی محمد سید الکیلانی ص ۹۳/۲۔۹۶ جمہرہ اشعار العرب علی محمد ص ۸۳۔۸۸ تاریخ آداب العربیہ من الجاہلیہ کار بونا لینوص ۸ طبقات فحول الشعراء محمد بن سلام الجمحی ص ۶۵/۱۔۶۷ الأغانی لا الفرج اصفہانی س ۹/ ۱۲۷۔۱۵۲ و ۱۲/ ۲۸۔۱۸/ ۱۳۶۔۱۴۲ عناصر المدح فی الشعر القدیم والشعر العباسی ص ۳۴۔۶۸

(۵)

امیہ ابن ابو صلت ثقفی

امیہ قبیلہ ثقیف کے مشہور شاعر ہیں، ان کی وفات سن ۲ ہجری میں ہوئی، انہوں نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا ہے، جس کا مطلع ہے:

مَاذَا بِبَدْرٍ وَالْعَقَنْقَلِ ۔۔۔ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحِ

(مقامِ بدر اور وسیع وعریض وادی میں کیا ہے؟ وہاں معزز اور سخی سردار پڑے ہوئے ہیں)

مرزبانی نے لکھا ہے کہ ابوصلت کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف بن عبرہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ہے، امیہ کی وفات مشہور قول کے مطابق نو ہجری میں ہوئی، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ امیہ کی وفات حالتِ کفر میں ہوئی۔

''المرآۃ'' کے مصنف نے ابن ہشام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امیہ نے اسلام قبول کیا تھا، پھر وہ حجاز آیا، تاکہ طائف سے اپنا مال لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کرے، راستے میں اس نے بدر کے مقام پر پڑاؤ کیا تو اس سے کسی نے دریافت کیا: ابوعثمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں محمد کی اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے کہا گیا: تمہیں معلوم ہے کہ اس گڑھے میں کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ جواب ملا: اس میں تمہارے خالہ زاد بھائی شیبہ اور عتبہ ہیں اور فلاں فلاں ہیں، یہ سن کر اس نے اپنی اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اور اپنے کپڑے پھاڑے اور رونے لگا اور طائف واپس آ کر وہیں رہنے لگا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

اس نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں اشعار بھی کہے ہیں۔

امیہ کو نبوت کی تمنا اور خواہش تھی اور اس کو امید بھی تھی کہ وہ نبوت کے مقام عالی سے سرفراز ہوگا، اس کے لئے اس نے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا اور حنفی دین اختیار کیا تھا اور غیر عربی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا تھا، جس کے اثرات اس کی شاعری میں غریب کلمات والفاظ اور عجیب وغریب معانی کی صورت میں ظاہر ہوئے، اس نے دوسرے ادیان کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا اور عیسائی و یہودی پیشواؤں کے ساتھ اپنے دن بھی گزارے۔ ''بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر آپ ﷺ نبی نہیں ہوتے تو قبیلۂ ثقیف اس بات کا دعوی کرتا کہ امیہ نبی ہے، کیوں کہ اس نے نصاری کی صحبت اختیار کی تھی اور ان کے ساتھ پڑھا تھا، اسی طرح اس نے یہودیوں کی بھی صحبت اختیار کی تھی اور ان کی تمام کتابیں پڑھ ڈالی تھی، اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور مقتولین بدر کا مرثیہ بھی کہا''۔ (تاریخ العرب قبل الاسلام ج ۴ ص ۱۵۶۔ از: جواد علی)

ان ہی وجوہات کی بنا پر امیہ کا میلان دین حنفی کی طرف تھا اور اس نے بتوں کی عبادت کرنا چھوڑ دیا تھا۔ امیہ گرجا گھروں اور یہودی عبادت خانوں میں جایا کرتا تھا اور پادریوں اور بشپوں کے ساتھ رہا کرتا تھا، اور آدابِ نفس اور روحانیات کے اسرار و رموز کے سلسلے میں ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرتا تھا۔ تجارت کی غرض سے وہ مکہ، شام اور یمن وغیرہ ملکوں کا سفر کرتا تھا، اس دوران اس کی ملاقات زاہدوں، راہبوں اور اس زمانے کے ادیان کے پیشواؤں کے ساتھ ہوئی۔ جب رسول

اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور اس نے کہا: مجھے یہ امید تھی کہ میں رسول بنوں گا۔ اس کے سلسلے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: واتل عليهم نبأ الذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها فأتبعه الشيطان فكان من الغاوين" (الاعراف آیت ۱۷۵)

اصمعی نے امیہ بن ابوصلت کو "آخرت کا شاعر" کا لقب دیا ہے، وہ جنت کی ترغیب دیا کرتا تھا اور جہنم سے ڈرایا کرتا تھا اور یہ دعا کیا کرتا تھا: اے میرے پروردگار! ہمیں کسی چیز سے محروم نہ کر، اور اے میرے پرودگار! مجھ پر رحم کر اور میرے ساتھ نرمی کا معاملہ فرما۔ جہنم کے سلسلے میں اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

جَهَنَّمُ تِلْكَ لَاتُبْقِي بَغِيًّا وَعَدْنَ لَايُطَالِعُهَا رَجِيمُ
إِذَا شَبَّتْ جَهَنَّمُ ثُمَّ فَارَتْ وَأَعْرَضَ عَنْ قَوَابِسِهَا الْجَحِيمُ

(جہنم کسی گنہ گار اور باغی کو نہیں چھوڑے گی اور جنت میں کوئی مردود نہیں جھانکے گا۔
جب جہنم کی آگ جلے گی اور بھڑکے گی تو خود جہنم اس کی چنگاریوں سے بھاگے گی اور اعراض کرے گی)

مندرجہ ذیل اشعار میں اس نے اللہ کی خوبصورت کاریگری کا تذکرہ کیا ہے اور کائنات کی نشانیوں پر غور وخوض کرنے کی دعوت دی ہے:

إِلٰهُ الْعَالَمِينَ وَكُلِّ أَرْضٍ وَرَبُّ الرَّاسِيَاتِ مِنَ الْجِبَالِ
بَنَاهَا وَابْتَنَى سَبْعًا شِدَادًا بِلَاعَمَدٍ يُرَيْنَ وَلَا رِجَالِ
وَسَوَّاهَا وَزَيَّنَهَا بِنُوْرٍ مِّنَ الشَّمْسِ الْمُضِيْئَةِ وَالْهِلَالِ

(وہ تمام جہانوں کا معبود ہے اور پوری زمین کا معبود ہے اور بلند پہاڑوں کا پروردگار ہے۔
اس نے زمین اور پہاڑوں کو بنایا اور سات مضبوط آسمانوں کو بنایا، جو کسی ستون کے بغیر نظر آرہے ہیں، اور نہ لوگ اس کو تھامے ہوئے ہیں۔
اس کو مناسب اور معتدل بنایا اور روشن سورج اور چاند کے نور سے اس کو مزین کیا)

اللہ کی حمد میں امیہ کے یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُمْسَانَا وَمُصْبَحَنَا بِالْخَيْرِ صَبَّحَنَا رَبِّي وَمَسَّانَا
رَبُّ الْحَنِيْفَةِ لَمْ تَنْفَدْ خَزَائِنُهَا مَمْلُوْءَةٌ طَبَّقَ الْآفَاقَ سُلْطَانَا

(صبح وشام ہر وقت اللہ کی تعریف ہے، اے میرے پروردگار! ہم نے خیریت کے ساتھ صبح کی اور شام کی۔
وہ بھلائی کی راہ اختیار کرنے والی مخلوق کا پروردگار ہے، اس کے خزانے ختم نہیں ہوئے اور اس کی حکمرانی پورے آفاق پر ہے)

ان ہی روحانی معانی اور مطالب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قریب تھا کہ امیہ مسلمان ہوتا، لیکن جاہلی عصبیت اور نبوت کی طمع نے اس کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا اور وہ حالت کفر میں ہی مر گیا"۔

امیہ کی شعری خصوصیت:

امیہ کی شاعری کی متعدد خصوصیات ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

امیہ نے متعدد موضوعات پر شاعری کی ہے اور بہت سے فنون کو اپنا موضوعِ سخن بنایا ہے، انہوں نے الہیات، وصف، حکمت، مدح، مرثیہ، فخر اور تغزل جیسے اصناف میں اشعار کہے ہیں، لیکن ان کا اسلوب دوسرے شعراء سے بالکل مختلف ہے، ان کے اکثر اشعار الہیات اور دینیات سے متعلق ہیں۔

ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ ''وہ اپنے اشعار میں انبیاء کے قصے بیان کرتا تھا، اور ایسے بہت سے الفاظ استعمال کرتا تھا جن سے عرب واقف نہیں تھے، ان الفاظ کو وہ قدیم کتابوں سے اخذ کرتا تھا اور اہل کتاب کی گفتگو سے معلوم کرتا تھا، مثلاً وہ اللہ عزوجل کے سلسلے میں کہتا ہے:

هُوَ السَّلْطِيطُ فَوْقَ الْأَرْضِ مُقْتَدِرُ

(وہ سلطیط یعنی شہنشاہِ دوجہاں ہے، زمین پر اسی کا اقتدار ہے)

اس کا دوسرا شعر ہے

قَمَرٌ وَ سَاهُورٌ يُسَلُّ وَ يُغْمَدُ

(چاند اور چاند کا غلاف ہے جس کو نکالا جاتا ہے اور بند کیا جاتا ہے)

ساہور اہل کتاب کی اصطلاح میں چاند کا غلاف ہے، جس میں چاند، گہن کے وقت چلا جاتا ہے، اسی وجہ سے علماء اس کے شعر کو زبان میں حجت نہیں مانتے'' (الشعر والشعراء لابن قتیبہ ج ۱ ص ۴۶۷)

البتہ غیر دینی اشعار مثلاً مدح، فخر، وصف وغیرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے، بلکہ عام شعراء کی طرح ان کے استعمال کردہ الفاظ میں سہولت پائی جاتی ہے، لیکن ان موضوعات پر اس نے بہت کم شعر کہے ہیں۔

ان کی طرف بہت سے نقلی اشعار منسوب کئے گئے ہیں جیسا کہ احمد حسن زیات اور شوقی ضیف کا خیال ہے (تاریخ الأدب العربی ص ۶۷، تاریخ الأدب العربی۔ العصر الجاهلی۔ ص ۹۰ ۵)

موضوعات شاعری اور مثالیں:

۱۔ دینی شعر: اس نے اللہ کی وحدانیت، حشر، موت، فنا، ملائکہ، حملۃ العرش اور شیاطین وغیرہ کا اپنے اشعار میں دین حنیفی کے مطابق تذکرہ کیا ہے، مثلاً وہ کہتا ہے:

إِذَا قِيلَ مَنْ رَبُّ هٰذِهِ السَّمَا فَلَيْسَ سِوَاهُ لَهُ يَضْطَرِبُ

وَلَوْ قِيلَ رَبٌّ سِوىٰ رَبِّنَا لَقَالَ الْعِبَادُ جَمِيعًا كَذِبُ

(اگر پوچھا جائے کہ کون ان آسمانوں کا رب ہے؟ تو اس کے سوا کوئی نہیں، اسی کی حکم پر تھر کتے ہیں۔
اگر کہا جائے کہ ہمارے رب کے سوا کوئی رب ہے!! اگر دنیا کے تمام لوگ بھی یہ بات کہیں تو بھی جھوٹ ہے)

اس کا شعر ہے:

يُوقَفُ النَّاسُ لِلْحِسَابِ جَمِيعًا فَشَقِيٌّ مُعَذَّبٌ وَسَعِيدُ

(تمام لوگوں کو حساب کتاب کے لیے کھڑا کیا جائے گا، ان میں چند بد بخت ہوں گے جن کو عذاب دیا جائے گا اور چند خوش بخت ہوں گے)

وہ کہتا ہے:

وَلَا يَوْمَ الْحِسَابِ وَكَانَ يَوْمًا عَبُوسًا فِي الشَّدَائِدِ قَمْطَرِيرًا

(اور نہ حساب کے دن، وہ دن سختیوں کی وجہ سے بڑا کربناک اور سخت ہوگا)

اس نے کہا:

أَرَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفُ رَبٍّ أَدِينُ إِذَا تَقَسَّمَتِ الْأُمُورُ
وَلٰكِنْ أَعْبُدُ الرَّحْمَانَ رَبِّي لِيَغْفِرَ ذَنْبِيَ الرَّبُّ الْغَفُورُ

(کیا ایک ہی رب بہتر ہے یا ہزار رب بہتر ہیں؟ کیا وہ کوئی دین ہے جب امور کی ذمہ داری معبودان میں تقسیم کی جائے۔
لیکن میں اپنے پروردگار رحمان کی عبادت کرتا ہوں، تاکہ رب غفور میرے گناہوں کو بخش دے)

وہ کہتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ مَنْ لَمْ يَقُلْهَا فَنَفْسَهُ ظَلَمَا

(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس کا کوئی شریک نہیں، جو اس کا اقرار نہ کرے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا)

۲۔ مدح:

اس نے ابن جدعان کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے، وہ مکہ مکرمہ کے دولت مند اور رئیس تھے:

أَأَذْكُرُ حَاجَتِي أَمْ قَدْ كَفَانِي حَيَاؤُكَ إِنَّ شِيمَتَكَ الْحَيَاءُ
وَعِلْمُكَ بِالْأُمُورِ وَأَنْتَ قَرْمٌ لَكَ الْحَسَبُ الْمُهَذَّبُ وَالسَّنَاءُ
كَرِيمٌ لَا يُغَيِّرُهُ صَبَاحٌ عَنِ الْخُلُقِ السَّنِيِّ لَا مَسَاءُ
فَأَرْضُكَ مُكَرَّمَةٌ بَنَاهَا بَنُو تَمِيمٍ، وَأَنْتَ لَهَا سَمَاءُ

(کیا میں اپنی ضرورتوں کا تذکرہ کروں یا مجھے آپ کی حیا ہی کافی ہے، تمھاری فطرت میں ہی حیا اور شرم ہے۔
تم حالات سے واقف ہو اور تم بڑے سردار ہو، تمھارا حسب ونسب پاکیزہ ہے اور تم چاند کی روشنی کی طرح خوب صورت ہو۔
ایسے شریف ہو، نہ صبح اس کے عمدہ اور پر رونق اخلاق میں تبدیلی لاتی ہے اور نہ شام۔

آپ کی سرزمین بھی باعزت ہے، جس کو بنوتمیم نے آباد کیا ہے اور آپ اس کے آسمان ہیں)

اس نے سیف بن ذویزن کی مدح میں بھی اشعار کہے ہیں۔

اسی طرح محمد ﷺ کی مدح میں ان کے اشعار منقول ہیں، وہ کہتے ہیں:

لَکَ الْحَمْدُ وَالْمَنُّ رَبُّ الْعِبَادِ أَنْتَ الْمَلِیْکُ وَأَنْتَ الْحَکَمْ

وَدَنَّ دِیْنُ رَبِّکَ حَتَّی الْیَقِیْنِ وَاجْتَنِبَنَّ الْهَوٰی وَالضَّجَجْ

مُحَمَّدًا أَرْسَلَهُ بِالْهُدٰی فَعَاشَ غَنِیًّا وَلَمْ یُهْتَضَمْ

عَطَاءٌ مِّنَ اللّٰهِ أُعْطِیْتَهُ وَخَصَّ بِهِ اللّٰهُ أَهْلَ الْحَرَمْ

وَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّهُ خَیْرُهُمْ وَفِیْ بَیْتِهِ ذِی النَّدٰی وَالْکَرَمْ

(اے بندوں کے پروردگار! آپ ہی کی تعریف ہے، اور آپ ہی کا احسان ہے، آپ شہنشاہ ہیں اور آپ ہی حاکم ہیں۔

موت تک اپنے پروردگار کے دین پر چلو اور خواہشات کی پیروی اور بغاوت سے بچو۔

اللہ نے محمد کو ہدایت دے کر بھیجا تو اس نے بے نیازی کی زندگی گزاری اور اس نے ناانصافی اور حق تلفی نہیں کی۔

یہ اللہ کا انعام ہے جو تمہیں ملا ہے، اور اللہ نے حرم والوں کو اس عزت سے مخصوص طور پر سرفراز کیا ہے۔

ان کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ ان میں سب سے بہتر شخص ہیں اور ان کے شریف اور سخی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں)

مرثیہ، وصف، فخر، حکمت اور غزل کے اصناف میں بھی ان کے اشعار ہیں۔ غزل کے دو اشعار ملاحظہ ہو:

کَأَنَّ الْمِسْکَ تَخْلُطُهُ بِفِیْهَا وَرِیْحَ قُرُنْفُلٍ وَالْیَاسِمِیْنَا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ حَظِّیْ مِنْ سُلَیْمٰی أَمَانِیَّ قَدْ یَرُحْنَ وَ یَغْتَدِیْنَا

(اس کے منہ کی خوشبو اتنی عمدہ ہے کہ لگتا ہے کہ مشک، لونگ اور یاسمین اس کے منہ میں گھول دیے گئے ہیں۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سلیمی سے میرا تعلق صرف امید ہے، جو دل میں کبھی صبح کے وقت آتی ہے اور کبھی شام کے وقت)

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۳۴۔۱۳۵، شعراء الطائف فی الجاہلیۃ والاسلام ۲۳۔۵۱

(۶)

بشیر منافق

بشیر منافق تھا، وہ صحابہ کی ہجو کیا کرتا تھا، بشیر اور اس کے دو بھائی مبشر اور بشیر نے جنگ احد میں شرکت کی، پھر بشیر نے ایک ذرہ چوری کی، اور مرتد ہو گیا۔

مراجع: الاصابۃ ۱/۱۵۵

(۷)

عصماء بنت مروان

عصماء بنت مروان کا تعلق بنو امیہ بن زید سے تھا، اس کا شوہر یزید بن زید بن حصن خطمی تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی اور اسلام کے عیوب کی تلاش میں رہتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا کرتی تھی، اسی سلسلے میں اس نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے:

فَبَـائِسَـتِ بَنِـيْ مَـالِكٍ وَالْبَيْـتِ وَعَـوْفٍ وَبَـائِسَـتِ مِـنْ خَـزْرَجِ
أَطَـعْتُـمْ أَتَـاوِيَّ مِـنْ غَيْـرِكُـمْ فَلَا مِـنْ مَـرَادٍ وَلَا مَـذْحِـجِ
تُـرَجُّـوْنَـهُ بَـعْـدَ قَتْـلِ الـرُّؤُوْسِ كَـمَـا يُـرْتَـجٰـى مَرَقُ الْمُنْضَـجِ

(بنو مالک، مکہ اور بنو عوف والوں کے لیے برائی ہے اور خزرج کے لیے برائی ہے۔
تم نے اپنے لوگوں کو چھوڑ کر نو وارد کی اطاعت کی، جو نہ قبیلہ مراد کا ہے اور نہ قبیلہ مذحج کا۔
سرداروں کے قتل کے بعد بھی تم اس کی امید لگارہے ہو، جس طرح بھنے ہوئے گوشت کے شوربے کی امید کی جاتی ہے)

عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ خطمی کو جب یہ اشعار معلوم ہوئے تو انہوں نے قسم کھا کر کہا: اے اللہ! تیری خاطر میں اپنے اوپر لازم کرتا ہوں (یعنی نذر مانتا ہوں) کہ اگر تو رسول اللہ ﷺ کو مدینہ واپس لے آئے گا تو میں ضرور بالضرور اس کو قتل کردوں گا، اس وقت آپ ﷺ بدر میں تھے، جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس ہوئے تو عمیر عصماء کے پاس رات کے اندھیرے میں گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے، اس کے بچے آس پاس سوئے ہوئے تھے، ان میں ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا، وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، عمیر نے بچے کو اس سے الگ کیا پھر اپنی تلوار اس کے سینے پر رکھ دی اور پیٹھ تک گھسا دیا، پھر نکل کر مدینہ آئے اور صبح کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے واپس ہونے لگے تو عمیر کو دیکھ کر فرمایا: ''کیا تم نے بنت مروان کو قتل کردیا؟''، انہوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے رسول! میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ عمیر کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا قتل نبی کریم ﷺ کو ناگوار نہ لگا ہو، انہوں نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! اس سلسلے میں مجھ پر کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے سلسلے میں دو مینڈھے بھی سینگ نہیں ماریں گے''، یعنی اس کو قتل کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوا ہے اور اس کے انتقام کا کوئی مطالبہ بھی نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ اپنے پاس موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''اگر تم کو کسی ایسے آدمی کو دیکھنے کی خواہش ہے جس نے غیر موجودگی میں اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کی

طرف دیکھو"۔ جب عمیر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس ہوئے تو عصماء کے بچوں کو دیکھا کہ وہ اس کو دفن کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے عمیر کو مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو ان سے دریافت کیا: کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، تم سب مل کر میرے خلاف سازش کر و اور مجھے ذرا برابر بھی مہلت نہ دو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم سب بھی اس کی کہی ہوئی بات کہتے تو میں تم سب کو اس تلوار سے مار ڈالتا۔ اس دن سے بنوخطمہ میں اسلام پھیلنے لگا۔ ان میں سے بعض لوگ اپنی قوم کے خوف کی وجہ سے اسلام کو قبول کرنے سے کترا رہے تھے۔

عصماء کا قتل ۲۵ رمضان سن ۲ ہجری میں ہوا۔

مراجع: واقدی ۱/۱۷۲، ۱۷۴

(۸)

کعب ابن اشرف یہودی

کعب بن اشرف کا تعلق قبیلہ بنو نضیر سے تھا، یہ رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں بہت مشہور تھا، اور آپ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا، جب جنگ بدر میں کفار مکہ کو شکست ہوئی اور ستر کافر قتل اور ستر قید ہوئے، اور ان قیدیوں کو مدینہ لایا گیا تو مشرکین، منافقین اور یہودیوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ۔جنگِ بدر میں ہر یہودی اور منافق ذلیل و رسوا ہوا اور کفارِ مکہ کی اس کمر توڑ شکست سے مدینہ کے یہود اور منافقین کی گردن جھک گئی، اس موقع پر کعب بن اشرف نے افسوس کرتے ہوئے کہا: آج زمین کی تہہ زمین کے اوپری حصے سے بہتر ہے، یعنی زندہ رہنے کے مقابلہ میں مرنا بہتر ہے۔ یہ شریف اور سردار لوگ اور عربوں کے بادشاہ تھے اور حرم و امن والے تھے، وہ سب مار دیے گئے، پھر وہ مکہ چلا گیا اور ابووداعہ بن ضبیرہ کے پاس اترا اور مکہ میں رہ کر مسلمانوں کی ہجو کرنے لگا اور مقتولینِ بدر کا مرثیہ کہا:

طَحَنَتْ رِحَى بَدْرٍ لِمُهْلِكِ أَهْلِهِ ... وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِ ... لَا تَبْعُدُوْا إِنَّ الْمُلُوْكَ تُصَرَّعُ

وَيَقُوْلُ أَقْوَامٌ أَذِلَّ بِسُخْطِهِمْ ... إِنَّ ابْنَ اَشْرَفَ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

صَدَقُوْا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوْا ... ظَلَّتْ تَسِيْخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

كَمْ قَدْ أُصِيْبَ بِهَا مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ... ذِيْ بَهْجَةٍ يَأْوِيْ اِلَيْهِ الضُّيَّعُ

طَلِقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ... حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُوْدُ وَيَرْبَعُ

نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ كُلَّهُمْ   خَشَعُوا لِقَتْلِ أَبِي الْحَكِيمِ وَجُدِّعُوا
نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ   فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ
لِيَزُوْرَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا   يَسْعٰى عَلَى الْحَسَبِ الْقَدِيمِ الْأَرْوَعُ

(بدر کی چکی نے بدر والوں کو پیس لیا اور ان کو ہلاک کر دیا، اور بدر جیسے واقعے پر تم غم کر رہے ہو اور آنسو بہا رہے ہو۔
اس کی گھاٹ کے پاس لوگوں کے سردار قتل ہوئے، تم غم میں ہلاک نہ ہو جاؤ، کیوں کہ بادشاہ ہی پچھاڑے جاتے ہیں۔
اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں جوان پر غصے اور ناراضگی کی وجہ سے ذلیل ہو گئے ہیں: کعب ابن اشرف جزع فزع کرنے لگا ہے۔
انھوں نے سچ کہا، کاش اس وقت زمین پھٹ جاتی اور وہاں موجود سب لوگ دھنس جاتے جس وقت وہ سردار قتل کر دیے گئے۔
وہاں پر کتنے ہی خالص النسب شریف اور سخی لوگ ہلاک کر دیے گئے، جن کے در پر بھوکے لوگ جاتے تھے۔
وہ بڑے سخی تھے، خصوصا اس وقت جب ستارے چھپ جاتے ہیں، وہ اپنے کندھوں پر سرداری کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے اور وہ سردار اور حکمران تھے۔
مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بنو مغیرہ کے سب لوگ ابوالحکیم کے قتل پر خوف زدہ ہو گئے ہیں اور گھبرا گئے ہیں۔
مجھے بتایا گیا ہے کہ حارث ابن ہشام لوگوں میں نیک کاموں کی تعمیر و تشکیل کرتا تھا، اور نیک کاموں کا جامع تھا۔
تمام لوگوں کو متحد ہو کر یثرب پر حملہ کرنا چاہیے، اور اپنے نسب اور عزت کی حفاظت کی کوشش خوبصورت یعنی خاندانی اور قدیم حسب کا پاسبان ہی کرتا ہے)

جب یہ اشعار رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئے تو آپ نے حسان بن ثابت انصاری کو بلا کر بتایا کہ وہ ابو وداعہ کے پاس اترا ہوا ہے، حضرت حسان ابو وداعہ کے پاس اترے ہوئے شخص کی ہجو کرتے رہے یہاں تک کہ کعب مکہ چھوڑ کر مدینہ آ گیا، وہ بہت سے لوگوں کے پاس مہمان بنتا رہا، لیکن حسان نے ہر اس شخص کی ہجو کی جس نے بھی کعب ابن اشرف کو اپنے یہاں مہمان ٹھہرایا، کعب بن اشرف برابر حضور ﷺ اور مسلمانوں کو تکلیفیں دیتا رہا اور اپنے اشعار کے ذریعے ہجو کرتا رہا۔

حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں اس کا جواب دیا ہے، جن میں سے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اِبْكِي لِكَعْبٍ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ   مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ
فَابْكِي فَقَدْ أَبْكَيْتِ عَبْدًا رَاضِعًا   شِبْهَ الْكُلَيْبِ لِلْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

(کعب کو رلاؤ پھر دوبارہ اس کے آنسو بہاؤ، اس نے کان کٹا ہو کر زندگی گزاری، وہ سن نہیں پاتا ہے۔
چناں چہ اس کو رلاؤ، تم نے کمینے اور بھکاری کو رلایا ہے، جو اس ذلیل کتے کی طرح ہے جو کتیا کے پیچھے پیچھے رہتا ہے)

جب کعب بن اشرف کو مکہ میں کوئی ٹھکانہ نہیں ملا تو وہ واپس مدینہ آیا، آپ ﷺ نے

فرمایا: ''اے اللہ! ابنِ اشرف سے مجھ کو چھٹکارا دے''۔ صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری خاطر کون کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے''۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ، اس کو مار ڈالو''، محمد بن مسلمہ کعب ابن اشرف کو مارنے کی اسکیم بناتے رہے، اس میں اتنے مشغول رہے کہ انھوں نے کئی دنوں تک کچھ کھایا اور پیا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر دریافت فرمایا: ''محمد! تم نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے''؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے، مجھے یہ فکر ستا رہی ہے کہ میں یہ وعدہ پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو تو صرف کوشش کرنا ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اس سلسلے میں سعد بن معاذ سے مشورہ کرو''۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند لوگ جمع ہوئے، ان میں عباد بن بشر، ابو نائلہ سلکان بن سلام، حارث بن اوس، ابو عبس بن جبر تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اس کو قتل کریں گے، بس آپ ہمیں آپ کے سلسلے میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیجئے، کیوں کہ یہ ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو اس کی اجازت ہے''۔

ابو نائلہ کعب ابن اشرف کے پاس اس کے گھر میں گئے، جب کعب نے ان کو دیکھا تو اس کو معاملہ گڑبڑ لگا، اس سے پہلے کہ وہ گھبرا جائے اور اس کو خوف محسوس ہو کہ اس کی گھات میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ابو نائلہ نے کہا: ہمیں تمہارے پاس ایک ضرورت لے آئی ہے۔ وہ اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا تھا، اس نے کہا: مجھ سے قریب ہو کر اپنی ضرورت بیان کرو۔ وہ گھبرایا ہوا تھا اور اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ ابو نائلہ اور محمد بن مسلمہ دونوں رضاعی بھائی تھے۔ وہ تھوڑی دیر کعب کے ساتھ گفتگو کرتے رہے اور اس کو اشعار سناتے رہے، اس سے کعب کی طبیعت میں انشراح پیدا ہو گیا۔ اسی دوران کعب نے پوچھا: تمہاری ضرورت کیا ہے؟ ابو نائلہ نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور اس کو اشعار سناتے رہے، کعب نے پھر پوچھا: تمہاری ضرورت کیا ہے؟ شاید تم ہمارے ساتھ موجود لوگوں کو باہر بھیجنا چاہتے ہو؟ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو وہ باہر چلے گئے، ابو نائلہ نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ ہماری کوئی بات سنیں، تاکہ ان کو بدگمانی نہ ہو، اس آدمی (محمد ﷺ) کے آنے کی وجہ سے ہم پر مصیبتوں کے دروازے کھلے ہیں اور عربوں نے ہمارے خلاف جنگ شروع کر دی ہے اور متحد ہو کر ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں، ہمارے راستے منقطع ہو گئے ہیں، ہم اس کی مدد کرتے کرتے تھک چکے ہیں، اور اہل عیال ضائع ہو گئے ہیں، اس نے ہم سے صدقہ لیا، حالانکہ ہمارے پاس خود کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ کعب نے کہا: اللہ کی قسم! ابن سلامہ! میں تم کو اس بارے میں بتایا کرتا تھا کہ پوری باگ ڈور اس کے

ہاتھوں میں ہوگی۔ ابونائلہ نے کہا: میرے ساتھ میرے چند ساتھی ایسے ہیں جو میرے ہم خیال ہیں، میرا ارادہ تھا کہ ان کو لے کر تمہارے پاس آؤں اور تم سے غلہ یا کھجوریں خریدوں، اس بارے میں تم ہم پر احسان کرو، ہم تمہارے پاس ہماری کچھ چیزیں رہن میں رکھیں گے، اس پر وہ فوراً راضی ہو گیا، اس طرح ابونائلہ اس کے مکان تک اپنے ساتھیوں کو لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

جب اس طرح یہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور کعب نیچے آیا تو ابونائلہ نے اس کو پکڑ لیا اور باقی لوگوں نے اس کا سر قلم کیا، اور اس کا سر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے، رات کا آخری پہر تھا، حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ لوگ پہنچے، ان میں حارث ابن اوس بھی تھے، ان کو اپنے ہی ساتھیوں میں سے کسی کی تلوار سے زخم آیا تھا، حضور ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو فوراً اچھا ہو گیا۔

مراجع: واقدی ۱/۱۸۴۔۱۹۳، اسماء المغتالین ۱۴۵، الأعلام ۵/۲۲۵، الأغانی ۱۲/۹ وغیرہ، البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۳۵ وغیرہ، دیوان الشعر العربی ۲/۳۹، تاریخ الطبری ۲/۴۸۸، السیرۃ لابن ہشام ۳/۵۴۔۵۷، شعرطئ وأخبارھا ۴۷۸۔۴۸۴، طبقات ابن سعد ۲/۲۱، طبقات فحول الشعراء ۲۸۲، معجم الشعراء مرزبانی ۲۴۳، معجم الشعراء عفیف ۲۲۳، معجم الشعراء المخضرمین والأمویین ۳۹۱

(۹)

عبداللہ ابن خطل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کا خون ہدر کر دیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملے قتل کر دو، ان میں سے عبداللہ بن خطل بھی تھا، فتح مکہ کے دن اپنے گھر سے نکل کر کعبہ کے غلاف میں داخل ہو گیا اور وہاں پناہ لی۔ ابوبرزہ اسلمی نے اس کو کھینچ کر باہر نکالا، وہ غلاف سے لٹکا ہوا تھا، انہوں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کو قتل کر دیا۔

اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے کسی علاقے میں بھیجا۔ اس کے ساتھ قبیلۂ خزاعہ کے ایک آدمی کو بھی بھیجا، وہ خزاعی اس کا کھانا بناتے اور اس کی خدمت کیا کرتے تھے، دونوں ایک جگہ اترے، عبداللہ نے خزاعی کو کھانا پکانے کے لئے کہا اور آدھی رات کو سو گیا، جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ خزاعی سویا ہوا ہے اور اس نے کچھ پکایا نہیں ہے، اس کو غصہ آیا تو عبداللہ نے اس کو مار مار کر ہلاک کر دیا، جب اس کا قتل کیا تو اس نے دل میں سوچا: اللہ کی قسم! اگر میں محمد کے پاس جاؤں گا تو وہ مجھے اس کے بدلے قتل کر دیں گے، یہ سوچ کر وہ مرتد ہو گیا اور صدقے کا پورا مال لے کر مکہ فرار ہو گیا، مکہ والوں نے اس

سے دریافت کیا: تم ہمارے پاس کیوں لوٹ آئے ہو؟ اس نے کہا: میں نے تمہارے دین کے مقابلے میں کسی اور دین کو بہتر نہیں پایا۔ وہ اپنے شرک پر جما رہا، اس کی دو باندیاں تھیں، وہ دونوں فاسق اور فاجر تھیں، عبداللہ ابن خطل نبی کریم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا اور ان دونوں کو گا کر پڑھنے کے لئے کہا کرتا تھا۔ اس کے پاس مشرکین آتے تھے، اور شراب پیتے تھے، محفلیں جمتی تھیں اور یہ دونوں باندیاں حضور ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کرتی تھیں۔

سارہ نامی عمرو بن ہشام کی آزاد کردہ ایک باندی تھی، وہ مکہ کی مغنیہ اور نوحہ خواں تھی، عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں کہے ہوئے اپنے اشعار اس کو دیتا تھا تو وہ گاتی تھی۔

مراجع: واقدی ۲/ ۸۵۹۔۸۶۰

(۱۰)

مقیس ابن صبابہ

حضور اکرم ﷺ نے بہت سے ایسے کافروں کا خون ہدر کر دیا تھا، جن کا جرم ناقابل معافی تھا، ان میں سے ایک مقیس بن صبابہ بھی تھا، فتح مکہ کے وقت وہ بنوسہم میں اپنے ننہیال میں تھا، اس دن اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ صبح کے وقت شراب پی، نمیلہ بن عبداللہ لیثی بنوسہم میں آئے ہوئے تھے، ان کو مقیس کے ٹھکانے کے بارے میں معلوم ہوا تو اس کے پاس آئے اور اس کو پکارا، وہ نشے میں دھت تھا اور لڑکھڑا رہا تھا اور یہ اشعار گا رہا تھا:

دَعِيْنِيْ أَصْطَبِحْ يَابَكْرُ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ نَقَّبَ عَنْ هِشَامِ
وَنَقَّبَ عَنْ أَبِيْكَ أَبِيْ يَزِيْدٍ أَخِي الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
بِهِمْ أَرْسَتْ رَوَاسٍ مِّنْ ثَبِيْرٍ وَمِنْ ثَوْرٍ وَلَمْ تَصْمَمْ صَمَامِ
تُغَنِّيْنِيْ الْحَمَامُ كَأَنَّ رَهْطِيْ خُزَاعَةُ أَوْ أُنَاسٌ مِّنْ جُذَامِ

(بکر! مجھے صبح کی شراب پینے کے لیے چھوڑ دو، کیوں کہ میں نے موت کو ہشام پر نقب لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔
اور موت نے تمہارے ابا ابو یزید پر بھی نقب لگایا، جو گانے والی باندیوں اور عمدہ شراب کا رسیا تھا۔
ان ہی کے ذریعے ثبیر اور ثور کے پہاڑ مضبوط ہوئے، اور میری سخت مصیبت مصیبت نہیں رہی۔
کبوتر میرے سامنے گا رہا ہے، گویا کہ میرا گروہ خزاعہ سے تعلق رکھتا ہے یا وہ قبیلہ جذام کے لوگ ہیں)
نمیلہ نے اس کو تلوار سے مار کر ہلاک کر دیا۔

مقیس کا جرم یہ تھا کہ اس کے بھائی ہاشم بن صُبابہ نے اسلام قبول کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ مریسع میں شریک تھے، غلطی سے ان کو بنو عمرو بن عوف کے ایک آدمی نے قتل کیا، دراصل انہوں نے ہاشم کو کفار کے گروہ میں سے سمجھا، مقیس بن صبابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے بنو عمرو بن عوف پر ہشام کی دیت لازم کی، جو مقیس کو دی گئی، اس نے دیت لی اور اسلام قبول کیا، پھر اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ اور مرتد ہو کر فرار ہو گیا اور اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

شَفَى النَّفْسَ أَنْ قَدْ بَاتَ بِالْقَاعِ مُسْنَدًا ۔۔۔ تُضَرِّجُ ثَوْبَيْهِ دِمَاءُ الْأَخَادِعِ

ثَأَرْتُ بِهِ فِهْرًا وَحَمَّلْتُ عَقْلَهُ ۔۔۔ سُرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ أَرْبَابَ فَارِعِ

حَمَلْتُ بِهِ وِتْرِىْ وَأَدْرَكْتُ ثُؤْرَتِيْ ۔۔۔ وَكُنْتُ إِلَى الْأَوْثَانِ أَوَّلَ رَاجِعِ

(میرے دل کو اس امر نے سکون پہنچایا کہ وہ کھلے میدان میں پیٹھ لگائے سو گیا جب کہ گردن کی رگوں کے خون سے اس کے کپڑے لت پت تھے۔

میں نے قبیلہ فہر سے اس کا بدلہ لیا اور میں نے فارع قلعہ کے ارباب حل وعقد بنو نجار کے سرداروں کے ذمے اس کی دیت ڈال دی۔

اس طرح میں نے اپنا انتقام لیا اور اپنا بدلہ پورا کیا، اور میں بتوں کی طرف سب سے پہلے لوٹنے والا بن گیا)

مراجع: واقدی ۲/ ۸۶۱۔۸۶۲

(۱۱)

ہبیرہ ابن ابو وہب

فتح مکہ کے دن ہبیرہ بن ابو وہب عبداللہ بن زبعری کے ساتھ نجران بھاگ گیا۔ عبداللہ بن زبعری تو واپس آ کر مسلمان ہو گئے، لیکن ہبیرہ نجران ہی میں رہا اور وہیں حالت کفر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر ام ہانی بنت ابو طالب ہبیرہ کی بیوی تھی، ام ہانی نے اسلام قبول کیا، جب یہ خبر ہبیرہ کو معلوم ہوئی تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَقَدْ أَرَّقَتْ فِيْ رَأْسِ حِصْنٍ مُمَنَّعٍ ۔۔۔ بِنَجْرَانَ يَسْرِىْ بَعْدَ لَيْلٍ خَيَالُهَا

وَإِنْ كُنْتِ تَابَعْتِ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَقَطَّعْتِ الْأَرْحَامَ مِنْكِ حِبَالُهَا

فَكُوْنِيْ عَلٰى أَعْلٰى سَحِيْقٍ بِهَضْبَةٍ ۔۔۔ مُلَمْلَمَةٍ حَمْرَاءَ يَبْسٍ تِلَالُهَا

(نجران کے ناقابلِ تسخیر قلعے کی چوٹی پر اس کی یاد میں میری نیند اڑا دی ہے جو یاد رات چھا جانے کے بعد آئی۔

اگر تم نے محمد کے دین کی پیروی کی ہے اور تم نے قطع تعلقی کی ہے۔

تو تم اونچی گول چوٹی کی سب سے دور جگہ پر چلی جاؤ، جو دھوپ کی تیزی کی وجہ سے سرخ ہو گئی ہے اور اس کے ٹیلے سوکھے ہوئے ہیں)

مراجع: واقدی ۲/ ۸۴۸۔۸۴۹

فہرست مراجع

۱. القرآن الکریم
۲. آداب السلوک فی الاسلام از: مصطفی محمد طحان
۳. اخبار مکۃ از: تحقیق رشدی ملحس
۴. الأدب الاسلامی فکرتہ ومنہجہ از: مجموعہ مقالات۔ شائع شدہ: ندوۃ العلماء لکھنؤ
۵. الأدب العربی بین عرض ونقد از: رابع حسنی ندوی
۶. ادبی کاوشیں از: محمد طیب عثمانی ندوی
۷. الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب از: ابن عبد البر (م۴۶۳)
۸. أسد الغابۃ از: ابن اثیر
۹. أشعار الھذلیین از: سکری
۱۰. الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ از: ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲)
۱۱. الأصمعیات از: اصمعی
۱۲. الأضواء علی الأدب الإسلامی از: محمد رابع حسنی ندوی
۱۳. إعجاز القرآن از: باقلانی
۱۴. الأعلام از: خیر الدین زرکلی
۱۵. الأغانی از: ابوالفرج اصبہانی (م۳۵۶)
۱۶. أمالی القالی از: ابو علی قالی
۱۷. البدایۃ والنھایۃ از: ابن کثیر
۱۸. البصائر والذخائر از: توحیدی
۱۹. البیان والتبیین از: جاحظ (م۲۵۵)
۲۰. بینات الشعر الإسلامی فی زمن الرسول . از: ڈاکٹر یحیی جبوری
۲۱. تاثیر الإسلام فی الشعر العربی از: مسعود عالم ندوی
۲۲. تاریخ آداب العرب از: مصطفی صادق رافعی
۲۳. تاریخ الأدب العربی از: احمد حسن زیات
۲۴. تاریخ الأدب العربی از: حنا فاخوری
۲۵. تاریخ الأدب العربی از: بروکلمان
۲۶. تاریخ الأدب العربی از: بلاشیر
۲۷. تاریخ الأدب العربی از: عمر فروخ
۲۸. تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ از: جرجی زیدان
۲۹. تاریخ الآداب العربیۃ از: نالینو
۳۰. تاریخ خلیفۃ بن خیاط از: خلیفہ ابن خیاط

۳۱.تاریخ دمشق از: ابن عساکر
۳۲.تاریخ الشعر العربی از: نجیب بهیتی
۳۳.تاریخ الطبری از: طبری(۳۱۰)
۳۴.تاریخ العرب قبل الإسلام از: جواد علی
۳۵.تهذیب تاریخ ابن عساکر از: عبد القادر بدران
۳۶.تهذیب التهذیب از: ابن حجر عسقلانی
۳۷.الحیوان از: جاحظ
۳۸.خزانة الأدب از: بغدادی(۱۰۹۳)
۳۹.خصائص شعر المخضرمین از: یحیی جبوری
۴۰.دراسات فی الأدب الإسلامی از: محمد رابع حسنی ندوی
۴۱.دیوان حسان ابن ثابت
۴۲.دیوان کعب ابن مالک
۴۳.الروض الأنف از: سهیلی(۵۸۱)
۴۴.سمط اللآلی از: بکری(م۴۸۷)
۴۵.سنن ابن ماجه از: ابن ماجه
۴۶.سنن ابی داود از: ابو داود
۴۷.سنن نسائی از: نسائی
۴۸.سیر أعلام النبلاء از: ذهبی
۴۹.السیرة النبویة از: ابن هشام
۵۰.سیرت النبی از: علامه شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی
۵۱.شرح أشعار الهذلیین از: عبد الستار فراج
۵۲.الشعر الإسلامی فی صدر الإسلام از: ڈاکٹر عبد اللہ الحامد
۵۳.الشعر الجاهلی بین الروایة والتدوین از: ڈاکٹر عبد الهادی
۵۴.شعر الحرب فی الجاهلیة بین الأوس والخزرج از: محمد عید خطراوی
۵۵.شعر الدعوة از: ڈاکٹر عبد اللہ الحامد
۵۶.شعر الصحابة ومدی العنایة به از: پروفیسر عبد العزیز رفاعی
۵۷.شعر طئ وأخبارها فی الجاهلیة والإسلام از: وفاء سندیونی
۵۸.الشعر العربی بین الجمود والتطور از: عبد العزیز کفراوی
۵۹.شعر الهذلیین از: احمد کمال زکی
۶۰.الشعر والشعراء از: ابن قتیبه
۶۱.الشعر وطوابعه علی مر العصور از: ڈاکٹر شوقی ضیف
۶۲.شعراء اسلامیون از: نوری حمودی قیسی
۶۳.شعراء صدر الإسلام وتمثلهم للقیم الإجتماعیة از: وفاء فهمی سندیونی
۶۴.شعراء قشیر فی الجاهلیة والإسلام از: عبد العزیز فیصل
۶۵.صبح الأعشی از: قلقشندی
۶۶.الصحیح البخاری از: امام بخاری
۶۷.صحیح مسلم از: امام مسلم شیبانی

٦٨.صور من حياة الصحابة	از:	ڈاکٹر رافت پاشا
٦٩.طبقات فحول الشعراء	از:	ابن سلام جمحی(۲۳۲)
٧٠.الطبقات الكبرى	از:	ابن سعد(۲۳۰)
٧١.عربی ادب کی تاریخ	از:	ڈاکٹر عبد الحلیم ندوی
٧٢.العصر الجاهلی	از:	شوقی ضیف
٧٣.العقد الفريد	از:	ابن عبد ربه
٧٤.عيون الأخبار	از:	ابن قتیبه
٧٥.الفتوح	از:	واقدی
٧٦.فجر الاسلام	از:	احمد امین
٧٧.الفن ومذاهبه فی الشعر العربی	از:	شوقی ضیف
٧٨.الفهرست	از:	ابن ندیم
٧٩.فوات الوفيات	از:	کتبی
٨٠.الكامل فی التاريخ	از:	ابن اثیر
٨١.الكامل فی اللغة والأدب	از:	مبرد
٨٢.كتاب الزينة	از:	ابوحاتم رازی
٨٣.كتاب المغازی	از:	ابن اسحاق
٨٤.كتاب المغازی	از:	واقدی
٨٥.المؤتلف والمختلف	از:	آمدی
٨٦.مختار الشعر الجاهلی	از:	مصطفی سقا
٨٧.معجم الشعراء	از:	مرزبانی
٨٨.معجم شعراء المخضرمين والامويين	از:	ڈاکٹر عزیزہ فوال بابتی

٨٩.معجم الشعراء من العصر الجاهلی حتی نهايةالعصر الأموی:ڈاکٹر عفیف

٩٠.معجم شعراء لسان العرب	از:	یاسین ایوبی
٩١.معجم ما استعجم	از:	بکری(م۴۸۷)
٩٢.المعتمرون والوصايا	از:	سجستانی
٩٣.المفضليات	از:	مفضل ضبی
٩٤.منح المدح	از:	ابن سید الناس
٩٥.الموجز فی الأدب العربی وتاريخه	از:	حنا فاخوری
٩٦.نقد الشعر	از:	قدامه ابن جعفر
٩٧.نقد النثر	از:	قدامه ابن جعفر
٩٨.الهجاء والجاؤون فی الجاهلية	از:	محمد محمد حسین
٩٩.وفا الوفا بأخبار دار المصطفی	از:	نورالدین سمهردی
١٠٠.وفيات الأعيان	از:	ابن خلکان

فہرستِ مضامین

باب پنجم: ۲۴۵

کم گو/غیر مشہور شعرائے عہدِ نبوی